{ أَوَلا يَذكُرُ الإِنسٰنُ أَنّا **خَلَقنٰهُ** مِن قَبلُ وَلَم يَكُ شَيـًٔا } {19:67}

کیا (ایسا) انسان یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اس کو پہلے بھی پیدا کیا تھا اور وہ کچھ بھی چیز نہ تھا

کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اسکو بنایا پہلے سے اور وہ کچھ چیز نہ تھا [۸۲]

یعنی آدمی ہو کر اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھتا کہ چند روز پہلے وہ کوئی چیز نہ تھا۔ حق تعالیٰ نے نابود سے بود کیا ۔ کیا وہ ذات جو لاشے کو شے اور معدوم محض کو موجود کر دے، اس پر قادر نہیں کہ ایک چیز کو فنا کر کے دوبارہ پیدا کر سکے؟ آدمی کو اپنی پہلی ہستی کی کیفیت یاد نہیں رہی جو دوسری ہستی کا مذاق اڑاتا ہے؟ { وَهُوَ الَّذِىْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ } (الروم رکوع۳)

عقیدہ کی لغوی تعریف : عقیدہ دراصل لفظ "عقد" سے ماخوذ ہے ، جس کے معنی ہیں کسی چیز کو باندھنا ،جیسے کہا جاتا ہے "اعتقدت كذا" (میں ایسا اعتقاد رکھتا ہوں) یعنی میں نے اسے (اس عقیدہ کو) اپنے دل اور ضمیر سے باندھ لیا ہے ۔

**جیسے قرآن مجید میں ہے:**
**وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِی {20:27}؛ اور کھول دے گرہ میری زبان سے**

عقیدہ در حقیقت دل کے عمل کا نام ہے ، اور وہ ہے دل کا کسی بات پر ایمان رکھنا اور اس کی تصدیق کرنا ۔

**حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، قَالَا : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، " أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ ، أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ ؟ فَقَالَ : إِيمَانٌ بِاللَّهِ**

**وَرَسُولِهِ ، قِيلَ : ثُمَّ مَاذَا ؟ قَالَ : الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، قِيلَ : ثُمَّ مَاذَا ؟ قَالَ : حَجٌّ مَبْرُورٌ " .**[صحيح البخاري » كِتَاب الْإِيمَانِ ... **رقم الحديث: 25**]

**ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، کہا گیا کہ پھر کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا، کہا گیا کہ اس کے بعد کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حج مبرور (مقبول حج) ۔**

**یعنی عقیدہ سے مراد کسی چیز کو حق اور سچ جان کر دل میں مضبوط اور راسخ کر لینا ہے جبکہ ایمان دین اسلام کی سب سے پہلی تعلیم ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے اور انہیں سچا جان کر ان پر یقین کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ مسلمان کا دینِ اسلام کی تعلیمات کو سچا جاننا اور دل سے ان کی تصدیق کرنا ایمان ہے اور یہی اگر راسخ ہو جائے تو اس کا عقیدہ ہے کیونکہ ’’ایمان نمو پاتا ہے تو عقیدہ بنتا ہے‘‘.**

**عقیدہ کی اہمیت: عقیدہ انسان کے کردار و اعمال کی تعمیر میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ انسان کے تمام اخلاق و اعمال کی بنیاد ارادہ پر ہے، اور ارادہ کا محرک دل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ دل انہی چیزوں کا ارادہ کرتا ہے جو دل میں راسخ اور جمی ہوئی ہوں، اس لئے انسان کے اعمال و اخلاق کی درستگی کے لئے ضروری ہے کہ اس کے دل میں صحیح عقائد ہوں لہذا عقیدہ کی اصلاح نہایت اہمیت رکھتی ہے.**

**إِلَّا مَنْ أَتَى ٱللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿26:89﴾ یعنی مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس لیکر دل چنگا (پاک)**
**إِذْ جَآءَ رَبَّهُۥ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿37:84﴾ یعنی جب وہ اپنے پروردگار کے پاس (عیب سے) پاک دل لے کر آئے**

یعنی ہر قسم کے اعتقادی و اخلاقی روگ سے دل کو پاک کر کے اور دنیوی خرخشوں سے آزاد ہو کر انکسار و تواضع کے ساتھ اپنے رب کی طرف جھک پڑا۔ اور اپنی قوم کو بھی بت پرستی سے باز رہنے کی نصیحت کی۔ نرے مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے اگر کافر چاہے کہ قیامت میں مال و اولاد فدیہ دے کر جان چھڑا لے، تو ممکن نہیں۔ یہاں کے صدقات و خیرات اور نیک اولاد سے بھی کچھ نفع کی توقع اسی وقت ہے جب اپنا دل کفر کی پلیدی سے پاک ہو۔

**عَنِ الْحَسَنِ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : " إِنَّ فِي الْإِنْسَانِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ بِهَا سَائِرُ الْجَسَدِ ، وَإِذَا سَقِمَتْ سَقِمَ بِهَا سَائِرُ الْجَسَدِ ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ " .**
[مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي » كِتَابُ الرِّقَاقِ، رقم الحديث: 474]

**امام ابو حنیفہ رح روایت کرتے ہیں حسن رح سے، وہ شعبی رح سے، وہ حضرت نعمان بن بشیر (رض) سے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : انسانی جسم میں ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر وہ صحیح ہوجاۓ تو سارا جسم صحیح ہوجاتا ہے، اور اگر وہ بیمار پڑ جاۓ تو سارا جسم بیمار پڑجاتا ہے، یاد رکھو! وہ ٹکڑا دل ہے.**

**تخریج الحدیث :**

مسند أبي داود الطيالسي » النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ، رقم الحديث: 819(525)؛

مسند الحميدي » أَحَادِيثُ رِجَالِ الأَنْصَارِ » أَحَادِيثُ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ ...، رقم الحديث: 892(945)؛

مسند أحمد بن حنبل » مُسْنَدُ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرِينَ بِالْجَنَّةِ ... » أَوَّلُ مُسْنَدِ الْكُوفِيِّينَ، رقم الحديث: 18038(17945)؛

صحيح ابن حبان » كِتَابُ الْبِرِّ وَالإِحْسَانِ » بَابُ الصِّدْقِ وَالأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ ...، رقم الحديث: 300(297)؛

====================================================

اس سلسلے میں علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان عقائد کی بنیاد دو باتوں میں جمع ہیں:

۱۔ داعئی اسلام ﷺ نے جو عقائد و اعمال امت کو تلقین اور تعلیم دئے ہیں ان پر ہی جما جائے۔

۲۔ خدا کی ذات اور صفات سے متعلق قرآن نے جو کچھ بیان کیا یا آپ ﷺ نے اس سلسلے میں جو کچھ فرمایا ہے، یا جس مسئلے کی قرآن نے جو تشریح کی صرف اسی پر ایمان لانا واجب ہے، اپنی عقل و قیاس و استنباط سے نصوص کی روشنی کے بغیر اس کی تشریح و تفسیر صحیح نہیں اور نہ اس پر ایمان لانا اسلام کی صحت کے لئے ضروری ہے، بلکہ ممکن کہ وہ گمراہی اور ضلالت کا موجب ہو۔(اہل السنۃ و الجماعۃ:۴۷)

نیز فرماتے ہیں کہ اہل سنت کے عقائد کا سب سے مختصر مضمون تو یہ ہے:

’’اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ‘‘۔

ترجمہ: میں (زبان و دل سے) گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اس شہادت کے فقرہ اولیٰ کو شہادتِ توحید اور فقرہ ثانیہ کو شہادتِ رسالت کہتے ہیں، ظاہر ہے کہ بندہ جب اللہ کے سواء اور کوئی معبود نہیں مانتا اور محمد ﷺ کو اللہ کا رسول دل و جان سے تسلیم کرتا ہے تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمد رسول اللہ ﷺ پر جس قدر احکام نازل ہوئے ان سب کو وہ مانتا ہے۔

لیکن اس اجمال کے بعد مزید تفصیل کوئی چاہتا ہے تو وہ یہ ہے:

اٰمنتُ باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر و القدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ و البعث بعد الموت۔

ترجمہ: میں ایمان لایا ہوں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور اس بات پر کہ جو اچھا یا برا ہوتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے اور مرنے کے بعد اٹھنے پر۔ بندہ جب رسولوں اور کتابوں پر ایمان لایا تو سارے صحیح عقیدے اور اللہ تعالیٰ کے سارے احکام ان میں داخل ہوگئے، لیکن چونکہ یہ بھی مجمل ہیں اس لئے علماء محققین نے ان امور کو جن کو خاص طور سے خیال رکھنا چاہئے کتاب و سنت سے لے کر یکجا کردیا ہے تاکہ ہر مسلمان ان کو خوب سمجھ کر مان لے تاکہ اس کے مطابق اس کے دین کے سارے کام درست ہوجائیں۔(اہلسنت و الجماعت: ۸۲)

# عقائد

---

- **اللہ تعالیٰ کی ذات اوراُس کی صفات پرایمان لانا**
- **اللہ تعالیٰ کےتمام فرشتوں پر ایمان لانا**
- **اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں وصحیفوں پر ایمان لانا**
- **اللہ تعالیٰ کےتمام نبیوں پر ایمان لانا**
- **آخرت کے دن پر ایمان لانا**
- **اچھی بُری تقدیر پرایمان لانا**
- **مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانےپرایمان لانا**

## اللہ تعالیٰ کی ذات اوراُس کی صفات پرایمان لانا

## مؤمن اپنی زندگی کس طرح گزارے؟

یعنی ایک ایمان والے کو کمالِ ایمان کے ساتھ اپنی زندگی کس طرح گذارنی چاہئے،اسلام اس پر جو جو فرائض وحقوق لاگو کرتا ہے، اُن تمام فرائض وحقوق کی ادائیگی مسنون طریقے پر کس طرح کی جائے؟ اس کو ایک مرتب انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی جارہا ہے۔

### ایمان کی حقیقت

سب سے پہلے ایمان کی حقیقت اور اس کا تعارف سمجھنا ضروری ہے اس لیے کہ بہت سارے لوگ ہیں جو ’’ایمان‘‘ کا مطلب نہیں سمجھتے جس کی وجہ سے بہت ساری خرابیاں وجود میں آتی ہیں۔

ایمان کے اصل معنی کسی پراعتماد کرتے ہوئے اس کی بات کو سچ ماننے کے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

***"وَمَاأَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَاوَلَوْكُنَّا صَادِقِيْنَ۔"***

(یوسف: ۱۷)

***"اور آپ ہمارا کاہے کو یقین کرنے لگے ؛ گو ہم کیسے ہی سچے ہوں۔"***

(ترجمہ تھانوی)

اور دین کی خاص اصطلاح میں ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبرایسی حقیقتوں کے متعلق جو ہمارے حواس اور آلات ادراک(آنکھ، ناک، کان وغیرہ) کے ذریعے نہیں جانی جاسکتی ہوں جو کچھ بتلائیں اور جو علم

وہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں ہم ان کو سچا جان کر ان میں ان کی تصدیق کریں اور ان کو حق مان کر قبول کرلیں؛ بہرحال شرعی ایمان کا تعلق اصولاً امورِ غیب ہی سے ہوتا ہے **"یؤمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ"** (البقرۃ:۳) ’’یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر" (ترجمہ تھانویؒ) مثلاً اللہ اور اس کی صفات اور اس کے احکام اور رسولوں کی رسالت اور ان پر وحی کی عالم کی ابتداء وانتہاء کے متعلق ان کی اطلاعات وغیرہ، اس قسم کی جتنی باتیں امت کو رسول نے بیان فرمائی ہیں ان سب کو ان کی سچائی پر اعتماد کرتے ہوئے حق جان کر ماننے کا نام اصطلاحِ شریعت میں ایمان ہے اور پیغمبر کی اس قسم کی کسی ایک بات کو نہ ماننا یا اس کو حق نہ سمجھنا ہی اس کی تکذیب ہے جو آدمی کو ایمان کے دائرے سے نکال کر کفر کی سرحد میں داخل کردیتی ہے؛ لہٰذا آدمی کے مؤمن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ **"کُلُّ مَاجَاءَ بِہٖ الرَّسُوْلُ مِنْ عِنْدِاللہِ"** "وہ تمام چیزیں اور حقیقتیں جو اللہ کے پیغمبر، اللہ کی طرف سے لائے" اس کی تصدیق کی جائے اور ان کو حق مان کر قبول کیا جائے؛ لیکن ان سب چیزوں پر تفصیلی طور سے ایمان لانا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ نفس ایمان کے لیے اجمالی تصدیق بھی کافی ہے؛ البتہ کچھ خاص اور بنیادی چیزیں ایسی بھی ہیں کہ ایمانی دائرہ میں آنے کے لیے ان کی تصدیق تعیین کے ساتھ ضروری ہے۔

چنانچہ حدیث جبرئیل میں ایمان سے متعلق سوال کے جواب میں جن امور کو ذکر فرمایا گیا ہے (اللہ، ملائکہ، اللہ کی کتابیں، اللہ کے رسول اور قیامت اور ہرخیروشر

تقدیر) تو یہ ایمانیات میں سے وہی اہم اور بنیادی امور ہیں جن پر تعین کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہے اور اسی واسطے آنحضرت ﷺ نے حدیث جبرئیل میں ان کا ذکر صراحتاً اور تعین کے ساتھ فرمایا اور قرآن پاک میں بھی یہ ایمانی امور اسی تفصیل اور تعین کے ساتھ مذکور ہیں:

***"اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ"۔***

(البقرہ: ۲۸۵)

***"اعتقاد رکھتے ہیں رسول اس چیز کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور مؤمنین بھی سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتابوں کے ساتھ اور اس کے سب پیغمبروں کے ساتھ"۔***

(ترجمہ تھانوی)

***"وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا"۔***

(النساء: ۱۳۶)

***"اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روزِ قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جاپڑا"۔***

(ترجمہ تھانوی)

اِن چھ امور میں سے ‘‘تقدیر خیروشر" کا ذکر قرآن پاک میں اگرچہ ان آیات میں نہیں آیا ہے لیکن دوسرے موقع پر قرآن پاک نے اس کو بھی صراحتاً بیان فرمایا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے:

***"قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِاللہ"۔***

(النساء:۷۸)

***"آپ فرمادیجئے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے"۔***

(ترجمہ تھانوی)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

***"فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِیْ السَّمَآءِ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔"***

(الانعام:۱۲۵)

***"سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستے پر ڈالنا چاہتے ہیں اس کے سینے کو اسلام کے لیے کشادہ کردیتے ہیں اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اس کے سینے کو تنگ بہت تنگ کردیتے ہیں جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہو، اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے۔"***

(ترجمہ تھانوی)

حدیث جبرئیل جس میں ایمانیات کو یکجا بیان کیا گیا وہ یہ ہے، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا، جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال بہت ہی زیادہ سیاہ تھے اور اس پر سفر کا کوئی اثر بھی معلوم نہیں ہوتا تھا (جس سے خیال ہوتا تھا کہ یہ کوئی بیرونی شخص نہیں ہے) اور اسی کے ساتھ یہ بات بھی تھی کہ ہم میں سے کوئی

شخص اس نووارد کو پہچانتا نہ تھا (جس سے خیال ہوتا تھا
کہ یہ کوئی باہر کے آدمی ہیں؛ بہرحال یہ حاضرین کے
حلقہ سے گزرتا ہوا آیا) اور اپنے گھٹنے آنحضرت ﷺ کے گھٹنوں
سے ملاکر بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ حضور ﷺ کی رانوں پر
رکھدیئے اور کہا: اے محمد! مجھے بتلائیے کہ اسلام کیا ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے (یعنی اس کے ارکان یہ ہیں
کہ دل وزبان سے) تم یہ شہادت ادا کرو کہ اللہ کے سوا
کوئی "الٰہ" (کوئی ذات عبادت وبندگی کے لائق) نہیں اور
محمد اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا
کرو اور ماہ رمضان کے روزے رکھو اور اگر حج بیت اللہ کی
تم استطاعت رکھتے ہو تو حج کرو، اس نووارد سائل نے آپ
کا یہ جواب سن کر کہا: آپ نے سچ کہا۔

راوئ حدیث حضرت عمررضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
ہم کو اس پر تعجب ہوا کہ یہ شخص پوچھتا بھی ہے اور
پھر خود تصدیق وتصویب بھی کرتا جاتا ہے، اس کے بعد اس
شخص نے عرض کیا: اب مجھے بتلائیے کہ ایمان کیا ہے؟ آپ
نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو، اس کے رسول کو،
اس کے فرشتوں کو، اس کی کتابوں کو، اس کے رسولوں
کو اور یوم آخرت یعنی روزِ قیامت کو حق جانو اور حق مانو
اور ہرخیروشر تقدیر کو بھی حق جانو اور حق مانو (یہ سن
کر بھی) اس نے کہا آپ نے سچ کہا؛ اس کے بعد اس شخص
نے عرض کیا: مجھے بتلائیے کہ احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے
فرمایا: احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت وبندگی تم اس
طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو؛ اگر تم اس کو نہیں
دیکھ سکو تو یہ خیال کرو کہ وہ توتم کو دیکھتا ہی ہے؛

پھراس شخص نے عرض کیا مجھے قیامت کی بابت بتلائیے (کہ وہ کب واقع ہوگی) آپ نے فرمایا: جس سے یہ سوال کیا جارہا ہے وہ اس کے بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا؛ پھراس نے عرض کیا تو مجھے اس کی کچھ نشانیاں ہی بتلایئے؟ آپ نے فرمایا (اس کی ایک نشانی تو یہ ہے کہ) لونڈی اپنی مالکہ اور آقا کو جنے گی (اور دوسری نشانی یہ ہے کہ) تم دیکھوگے کہ جن کے پاؤں میں جوتا اور تن پر کپڑا نہیں ہے اور جوتہی دست اور بکریاں چرانے والے ہیں وہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے اور اس میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کریں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں کرکے یہ نووارد شخص چلاگیا؛ پھر مجھے کچھ عرصہ گزرگیا، تو حضور صلی اللہ نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! کیا تمھیں پتہ ہے کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا ؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں، آپ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھے تمہاری اس مجلس میں اس لیے آئے تھے کہ تم لوگوں کو تمہارا دین سکھادیں۔

(مسلم، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان،حدیث نمبر:۹۔ بخاری، باب سوال جبرئیل النبی ﷺ، عن ابی ہریرہ، حدیث نمبر:۴۸)

## اللہ کی ذات پر ایمان لانا

ذاتِ باری پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات پر یقین کیا جائے کہ اللہ ایک ہے، اس کی ذات میں کوئی اس کا شریک نہیں نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے، وہی آسمانوں اور زمینوں کا بنانے والا؛

ہرچیز کا رب اور مالک ہے، اس کے سوا حقیقی معبود اور کوئی پالنے والا نہیں۔

(الاعراف:۵۴، طٰہٰ:۱۴، الانبیاء:۲۲، ہود:۶، یونس:۳۱،۳۲)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "آپ لوگوں سے کہدیجئے کہ وہ یعنی اللہ (اپنے کمال ذات وصفات میں) ایک ہے" (کمالِ ذات یہ ہے کہ وہ واجب الوجود ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا او رکمال صفات یہ کہ علم قدرت وغیرہ اس کے قدیم اور محیط ہیں ) اللہ بے نیاز ہے (یعنی وہ کسی کا محتاج نہیں اور اس کے سب محتاج ہیں) اس کے اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔"

(الاخلاص، معارف القرآن: ۸/۲۰۲ ، مفتی محمدشفیع ﷬، ولادت: ۲۰/شعبان ۱۳۱۴ھ مطابق جنوری ۱۸۹۷ء، وفات:...، مطبوعہ: مکتبہ اشرفی دیوبند)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اُس کو اُس کا حق نہیں تھا اور مجھے برابھلا کہا؛ حالانکہ اُس کو اُس کا حق نہیں تھا؛ بہرحال اس نے مجھے یہ کہکر جھٹلایا کہ میں اسے دوبارہ زندہ نہیں کرونگا؛ جیسا کہ پہلی بار کیا اور جو اس نے برابھلا کہا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اولاد ہے حالانکہ میں اس سے بے نیاز ہوں نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ میری کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔"

(بخاری، باب قولہ اللہ الصمد، حدیث نمبر:۴۵۹۳)

ارشادِ باری ہے:

***"اب تو مت ٹھہراؤ اللہ پاک کے مقابل اور تم تو جانتے بوجھتے ہو"***

(ترجمہ: تھانوی، البقرہ: ۲۲)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا:

***اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا؛ حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا یقینا یہ بہت بڑا گناہ ہے۔***

(بخاری، باب قولہ فلاتجعلوا للہ اندادا، حدیث نمبر:۴۱۱۷)

## اللہ کی صفات پر ایمان لانا

اللہ تعالیٰ کے تمام صفات کے حق ہونے پر ایمان لانا اور اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام سینکڑوں ہیں، جو قرآن مجید اور احادیث میں وارد ہوئے ہیں؛ انہی کو اسماء حسنیٰ کہا جاتا ہے؛ ہم قرآن میں آئے ہوئے اسمائے حسنیٰ کی فہرست جو حافظ ابن حجرؒ نے ذکر کی ہے اسے یہاں ذکر کرتے ہیں:

"اللہ، الــرَّحْمٰنُ، الــرَّحِیْمُ،
الْمَلِــکُ، الْقُــدُّوْسُ، اَلسَّـــلَامُ
اَلْمُــؤْمِنُ، اَلْمُهَیْمِنُ، اَلْعَزِیْـــزُ،
اَلْجَبَّارُ، اَلْمُتَکَبِّرُ، اَلْخَالِقُ، اَلْبَـارِئُ،
اَلْمُصَوِّرُ، اَلْغَفَّارُ، اَلْقَهَّارُ، اَلتَّوَّابُ،
اَلْوَهَّابُ، اَلْخَلَّاقُ، اَلرَّزَّاقُ، اَلْفَتَّاحُ،
اَلْعَلِیْمُ، اَلْحَلِیْمُ، اَلْعَظِیْمُ، اَلْوَاسِعُ،
اَلْحَکِیْمُ، اَلْحَیُّ، اَلْقَیُّوْمُ، اَلْسَّـمِیْعُ،
اَلْبَصِیْرُ، اَللَّطِیْفُ، اَلْخَبِیْـرُ، اَلْعَلِیُّ،
اَلْکَبِیْرُ، اَلْمُحِیْطُ، اَلْقَدِیْرُ، اَلْمَوْلیٰ،
اَلنَّصِــیْرُ، اَلْکَــرِیْمُ، اَلــرَّقِیْبُ،
اَلْقَــرِیْبُ، اَلْمُجِیْبُ، اَلْوَکِیْـــلُ،
اَلْحَسِــیْبُ، اَلْحَفِیْــظُ، اَلْمُقِیْتُ،
اَلْوَدُوْدُ، اَلْمَجِیْدُ، اَلْوَارِثُ، اَلشَّهِیْدُ،
اَلْـوَلِیُّ، اَلْحَمِیْـدُ، اَلْحَـقُّ، اَلْمُبِیْنُ،
اَلْقَـوِیُّ، اَلْمَتِیْنُ، اَلْغَنِیُّ، اَلْمَالِـکُ،
اَلشَّــدِیْدُ، اَلْقَــادِرُ، اَلْمُقْتَــدِرُ،
اَلْقَــاهِرُ، اَلْکَــافِیُ، اَلشَّــاکِرُ،
اَلْمُسْـتَعَانُ، اَلْفَـاطِرُ، اَلْبَـدِیْعُ،
اَلْغَـافِرُ، اَلْاَوَّلُ، اَلْاٰخِـرُ، اَلظَّاهِرُ،
اَلْبَاطِنُ، اَلْکَفِیْلُ، اَلْغَالِبُ، اَلْحَکَمُ،
اَلْعَــالِمُ، اَلرَّفِیْــعُ، اَلْحَافِــظُ،
اَلْمُنْتَقِمُ، اَلْقَــــائِمُ، اَلْمُحیِی،
اَلْجَامِعُ، اَلْمَلِیْکُ، اَلْمُتَعَـالُ، اَلنُّوْرُ،
اَلْهَادِیُ، اَلْغَفُوْرُ، اَلشَّکُوْرُ، اَلْعَفُوُّ،

***اَلــرَّؤُفُ، اَلْاَکْــرَمُ، اَلْاَعْلٰی، اَلْبَــرُّ، اَلْحَفِیُّ، اَلـــرَّبُّ، اَلْاِلٰہُ، اَلْوَاحِـــدُ، اَلْاَحَدُ، اَلصَّمَدُ، اَلَّذِیْ لَمْ یَلِــدْ، وَلَمْ یُوْلَدْ، وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ، کُفُوًااَحَدٌ"۔***

(فتح الباری، باب لِلّٰہ مأۃ اِسْم غیرواحد، حدیث نمبر:۱۸/۲۱۵)

بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء کو احادیث سے تلاش کرکے دوسو سے زائد بتلایا ہے، یہ سارے صفاتی اسماء حسنیٰ اللہ کے صفاتِ کمال کے عنوانات اور اس کو پہچاننے کے دروازے ہیں، ان سب پر یہ یقین رکھنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان تمام صفات سے مکمل طور پر متصف ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے مذکورہ اسمائے حسنیٰ سے باری تعالیٰ کی جو صفات ملتی ہیں اس کو مختصراً اس طرح سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے، ہرچھوٹی، بڑی چیز کا عالم ہے، کوئی ذرّہ اس سے مخفی نہیں، قال تعالیٰ:

***"لَایَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَافِی الْاَرْضِ وَلَااَصْغَرُ مِنْ ذٰلِکَ وَلَااَکْبَرُ اِلَّافِی کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ"۔***

(سبا: ۳)

***"اس سے کوئی ذرہ باربر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز بڑی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے"۔***

(ترجمہ تھانوی)

***"اِنَّ اللہَ لَایَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَافِی السَّمَآءِ"***

(آل عمران:۵)

***"بے شک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے، زمین میں اور آسمان میں"۔***

(ترجمہ تھانوی)

***"وَمَایَخْفٰی عَلَی اللہِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَافِی السَّمَآءِ"۔***

(ابراہیم: ۳۸)

***"اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہ زمین میں اور نہ آسمان میں"۔***

وہ قادرِمطلق ہے جس طرح جو چاہے جب چاہے کرسکتا ہے **"اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"** (البقرہ:۲۰) اور وہ عظمت والا ہے؛ ہرچھپی اور ہرکھلی چیز غائب وحاضر کا پوری طرح جاننے والا ہے؛ ہرعیب سے پاک اور ہرایسی چیز سے بری ہے جو اس کے شایانِ شان نہیں، امن دینے والا اور نگرانی کرنے والا ہے اور ہرٹوٹی ہوئی ناکارہ چیز کی اصلاح کرکے درست کردینے والا ہے اور ہربڑائی درحقیقت اللہ جل شانہ کے لیے ہی مخصوص ہے، جو کسی چیز میں کسی کا محتاج نہیں اور اللہ ہی نے تمام مخلوقات کو خاص خاص شکل وصورت عطافرمائی ہے جس کی وجہ سے وہ دوسری چیزوں سے ممتاز ہوئی اور پہچانی جاتی ہے، دنیا کی عام مخلوقات آسمانی اور زمینی خاص صورتوں ہی سے پہچانی جاتی ہیں؛ پھر ان میں انواع واصناف کی تقسیم اور ہرنوع وصفت کی جداگانہ ممتاز شکل وصورت اور ایک ہی نوعِ انسانی میں مردوعورت کی شکل وصورت کا امتیاز پھر سب مردوں سب عورتوں کی شکلوں میں باہم ایسے امتیازات کہ اربوں کھربوں انسان دنیا میں پیدا ہوں، ایک کی صورت بالکلیہ دوسرے سے نہیں ملتی، یہ کمال قدرت صرف ایک ہی ذات حق جل شانہ کی ہے، جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے

### شرک کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی ذات یااس کی صفات میں کسی کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے، اس کی کچھ تفصیل اس طرح ہے:

مذکورہ صفات میں ایمان کے لیے ضروری یہ ہے کہ اللہ کی کسی صفت میں کسی کی شرکت نہ سمجھی جائے، عام طور پر کچھ صفات ایسی ہیں کہ جن میں عوام اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرتی ہے جو شرک تک پہنچادیتا ہے اور انہیں یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ شرک ہورہا ہے، مثلاً انبیاء اور اولیاء اللہ سے محبت

### اولیاء اللہ سے عقیدت ومحبت کا تقاضہ

یہ حق ہے کہ انبیاء نے جو اعمال بتلائے ہیں اسے اپنایا جائے، عبادت کے جوطریقے سکھلائے ہیں اسے اختیار کیا جائے؛ اسی طرح اولیاء اللہ سے عقیدت ومحبت کا تقاضہ یہ ہے کہ انہوں نے جس طرح اپنی زندگی کو آخرت کے لیے بنایا تھا، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر مکمل طور پر کاربند ہوئے تھے اور حضور ﷺ کی سنتوں کو اپنے کلیجے سے لگاکر اس پر عمل کیا تھا اسی طرح ہم بھی اپنی زندگی بنائیں؛ مگرہوتا یہ ہے کہ جب مصائب وغیرہ آتے ہیں تو اس وقت پیغمبروں، اماموں، پیروں، شہیدوں اور فرشتوں کو پکارا کرتے ہیں انہیں سے مرادیں مانگتے ہیں انہیں کی منتیں مانتے ہیں، اپنی آرزوئیں پوری کرنے کے لیے انہیں پرنذرونیاز چڑھاتے ہیں اور بیماریوں سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں کو انہیں کی طرف منسوب کرتے ہوئے کسی کا نام عبدالنبی، یاعلی بخش، حسین بخش، یاپیربخش یامدار بخش یاسالاربخش وغیرہ رکھتے ہیں، کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے، کوئی کسی کے نام کے کپڑے پہناتا ہے، کوئی کسی کے نام جانور کی قربانی کرتا ہے، کوئی مصیبت کے وقت اللہ کے علاوہ اور کو پکارتا ہے اور کوئی اللہ کے

علاوہ کسی اور کی قسم کھاتا ہے، یہ ایسا ہی ہوا کہ غیرمسلم جو معاملہ اپنے دیوی دیوتاؤں سے کرتے ہیں وہی یہ نام نہاد مسلمان انبیاء، اولیاء، ائمہ، شہداء، ملائکہ اور پریوں سے کرتے ہیں، اس کے باوجود مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

***"وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّاوَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ"۝***

(سوسف:۱۰۶)

***اکثر لوگ اللہ پر ایمان لاکر شرک کرتے ہیں***

(ترجمہ تھانوی)

یعنی اکثر ایمان کے دعویدار شرک کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں؛ اگر کوئی ان سے کہے کہ تم دعوے تو ایمان کے کرتے ہو مگر شرک میں مبتلا ہو تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم شرک نہیں کررہے ہیں؛ بلکہ انبیاء واولیاء سے محبت رکھتے ہیں، شرک تو جب ہوگا جب ہم انہیں اللہ کے برابر سمجھیں، ہم تو انہیں اللہ کے بندے اور مخلوق ہی سمجھتے ہیں، اللہ نے انہیں قدرت دی ہے، یہ خدا ہی کی مرضی سے دنیا میں جس طرح چاہتے کرتے رہتے ہیں؛ لہٰذا ان کو پکارنا اللہ ہی کوپکارنا ہوا اور ان سے مددمانگنا اللہ ہی سے مدد مانگنا ہے یہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں، جو چاہیں کریں، یہ ہمارے سفارشی اور وکیل ہیں، جتنا ہم انہیں مانیں گے اتنا ہی ہم اللہ کے قریب ہوتے جائیں گے؛ بہرحال یہ اور اس قسم کی واہیات باتیں کرتے ہیں، جن کا واحد سبب یہ ہے کہ یہ قرآن وحدیث چھوڑ بیٹھے ہیں، نقل میں عقل سے کام لیا، جھوٹے افسانوں

کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور غلط رسموں کو دلیل میں پیش کرتے ہیں؛ اگران کے پاس قرآن وحدیث کا علم ہوتا تو ان کو معلوم ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے بھی مشرک اسی قسم کی دلیلوں کو پیش کیا کرتے تھے، اللہ پاک کا ان پر غصہ نازل ہوا اور انہیں جھوٹا بتلایا:

***"وَیَعْبُـدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ مَالَایَضُرُّھُمْ وَلَایَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللہِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللہَ بِمَالَایَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَافِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّایُشْرِکُوْنَo"۔***

(یونس:۱۸)

***"اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ اُن کو ضرر پہنچاسکیں او رنہ اُن کو نفع پہنچاسکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں، آپ کہدیجئے کہ کیا تم خداتعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو خداتعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمان میں اور نہ زمین میں، وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کوشرک سے"۔***

(ترجمہ تھانوی)

***اَلَا لِلہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَاءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللہِ زُلْفٰی اِنَّ اللہَ یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ فِیْ مَا ھُمْ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَکٰذِبٌ کَفَّارٌ"***

(الزمر:۳)

"یادرکھو! عبادت جو کہ خالص ہو اللہ ہی کے لیے سزاوار ہے اور جن لوگوں نے خدا کے سوا اور شرکاء تجویز کررکھے ہیں کہ ہم تو اُن کی پرستش صرف اس لیے کرتے ہیں کہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں تو ان کے باہمی اختلافات کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کردیگا، اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو راہ پر نہیں لاتا جو جھوٹا اور کافر ہو"۔

(ترجمہ تھانوی)

"قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَيُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ"۔

(المؤمنون:۸۸)

"آپ یہ بھی کہیے کہ وہ کون ہے جن کے ہاتھ میں تمام چیزوں کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا اگر تم کو کچھ خبر ہے"۔

(ترجمہ تھانوی)

ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اگر اس کو مانا جائے تو وہ فائدہ پہنچائے اور اگر نہ مانا جائے تو نقصان پہنچائے؛ بلکہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی سفارش بھی خدا ہی کے اختیار میں ہے، مصیبت کے وقت ان کو پکارنے اور نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کو اپنا سفارشی سمجھ کر پوجنا شرک ہے۔

حق تو یہ ہے کہ اللہ انسان سے بہت ہی قریب ہے اور وہ براہِ راست (بغیر کسی واسطے کے) سب کی سنتا ہے اور سب کی امیدیں پوری کرتا ہے؛ لیکن مشرکین نے جس طرح بت کو سمجھا کہ یہ اللہ سے قریب کرینگے اور وہ ان کے حمایتی ہیں اسی طرح غیروں کو سمجھا کہ یہ اللہ تعالیٰ سے قریب کردینگے اور وہ ان کی امیدوں کو پورا کرینگے اس پر طرّہ یہ کہ غلط اور نامعقول راستے سے اللہ کا قرب تلاش کیا جاتا ہے اس ٹیڑھی راہ پر جتنا چلیں گے اتنا ہی سیدھی راہ سے دور ہوتے جائینگے۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیروں کو یہ سمجھ کر پوجنا کہ ان کے پوجنے سے خدا کی نزدیکی مل جائیگی وہ مشرک جھوٹا اور خدا کی نعمت کو ٹھکرادینے والا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کائنات میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں بخشی اور نہ ہی کوئی کسی کا حمایتی ہوسکتا ہے، اس کے علاوہ عہد رسالت کے مشرک بھی بتوں کو خدا کے برابر نہیں جانتے تھے؛ بلکہ انہیں اسی کے بندے اور مخلوق سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ ان میں خدائی طاقتیں نہیں ہیں؛ مگرانہیں پکارنا، ان کی

منتیں ماننا، ان پر بھینٹ چڑھانا اور انہیں وکیل اور سفارشی سمجھنا ہی ان کا شرک تھا۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی سے ایسا ہی برتاؤ کریگا؛ گرچہ انہیں بندے اور مخلوق ہی جانتا ہو پھر بھی دونوں شرک میں برابر ہیں شرک یہی نہیں ہے کہ کسی کو اللہ کے برابر یا اس کے مقابلے کا مانا جائے بلکہ شرک یہ بھی ہے کہ جو چیز اللہ پاک نے اپنی ذات وصفات کے لیے مخصوص فرمائی ہوں اور بندگی کی علامتیں قرار دی ہوں انہیں غیروں کے آگے بجالایا جائے مثلاً سجدے، اللہ کے نام کی قربانی، منت، مصیبت کے وقت پکارنا، اللہ کو حاضروناظر سمجھنا، قدرت وتصرف وغیرہ؛ اگر ان میں سے کوئی بات غیراللہ میں ثابت کی جائے تو شرک ہے اس میں شیطان، بھوت، پریت اور پری وغیرہ سب برابر ہیں؛ چنانچہ اللہ پاک نے بت پرستوں کی طرح یہودیوں اور عیسائیوں پر عتاب کیا ہے؛ حالانکہ وہ بت پرست نہیں تھے؛ البتہ علماء اور اولیاء سے ایسا ہی معاملہ رکھتے تھے:

"اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَـانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللہِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَـــرْيَمَ وَمَـــآاُمِرُوْا اِلَّالِيَعْبُـــدُوْا اِلٰهًاوَّاحِـــدًا لَآاِلٰہَ اِلَّاهُــوَ سُــبْحٰنَہٗ عَمَّايُشْرِكُوْنَo"۔

(التوبہ:۳۱)

"انہوں نے خدا کو چھوڑ کـر اپـنے علمـاء اور مشـائخ کـو رب بنارکھـا ہے اور مسـيح بن مـريم کو بھی؛ حالانکہ ان کو صرف یہ حکم کیـا گیـا ہے کہ فقـط ایـک معبود کی عبادت کریں، جس کے سوا کوئی لائق عبـادت نہیں وہ ان کے شـــرک ســـے پـــاک ہے"۔

(ترجمہ تھانوی)

"اِنْ كُـلُّ مَنْ فِی السَّـمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الـــرَّحْمٰنِ عَبْـــدًا o لَقَدْاَحْصٰـــهُمْ وَعَـــدَّهُمْ عَـــدًّا oوَكُلُّهُمْ اٰتِيْہِ يَــوْمَ الْقِيٰمَۃِ فَــرْدًا o"۔

(مریم:۹۳/۹۴/۹۵)

***"جتنے بھی کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب خداتعالیٰ کے روبرو غلام ہوکر حاضر ہوتے ہیں، اس نے سب کو احاطہ کررکھا ہے اور سب کو شمار کررکھا ہے اور قیامت کے روز سب کے سب اس کے پاس تنہا تنہا حاضر ہونگے"۔***

(ترجمہ تھانوی)

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آیتیں ہیں، نمونے کے لیے چند آیتیں دی گئی ہیں۔

**اللہ تعالیٰ کی خاص صفات**

اب یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کون کون سی چیزیں اپنی ذات کے لیے مخصوص فرمائی ہیں؛ تاکہ ان میںکسی کو شریک نہ کیا جاسکے، ایسی چیزیں تو بے شمار ہیں ہم یہاں چند چیزیں قرآن وحدیث سے بیان کرینگے تاکہ ان کی مدد سے دوسری باتیں بھی سمجھی جاسکیں:

## اللہ تعالیٰ کے صفتِ علم میں کسی کو شریک کرنا:

یعنی اللہ تعالیٰ کے علم کی طرح کسی اور میں ویسا علم سمجھنا(۱)پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو گھیرے میں لیے ہوئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ ہر چیز سے ہروقت با خبر ہے؛ خواہ وہ چیز دور ہو یا قریب،

سامنے ہو یاپیچھے، چھپی ہوئی ہو یاکھلی ہوئی، آسمانوں میں ہو یازمینوں میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہو یاسمندر کی تہوؤں میں، اب اگر کوئی اٹھتے بیٹھتے غیراللہ کا نام لے یادور ونزدیک سے اسے پکارے تاکہ وہ اس کی مصیبت کو دور کردے یادشمن پر اس کا نام لیتا ہو یادل میں اس کا تصور آتا ہو یااس کی صورت کا یا اس کی قبر کا دھیان کرتا ہو تو اسے اطلاع ہوجاتی ہے، میری کوئی بات اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے اور مجھ پر جو حالات آتے ہیں جیسے بیماری وصحت، فراخی وتنگی، موت وحیات اور خوشی وغم اس کو ان سب کی خبر رہتی ہے، جو بات میری زبان سے نکلتی ہے وہ اسے سن لیتا ہے اور میرے دل کے خیالات وتصوّرات سے واقف رہتا ہے، ان تمام باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے یہ شرک فی العلم ہے یعنی حق تعالیٰ جیسا علم غیراللہ کے لیے ثابت کرنا، یقینا اس عقیدے سے انسان مشرک ہوجاتا ہے گرچہ یہ عقیدہ کسی بڑے سے بڑے انسان کے بارے میں رکھے یامقرب سے مقرب فرشتے سے متعلق رکھے چاہے ان کا یہ علم ذاتی سمجھے یااللہ تعالیٰ کا عطاکردہ ہرصورت میں شرکیہ عقیدہ ہے۔ حوالہ

("وَعِندُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ"الخ،الانعام:۵۹۔ "قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِیْ السَّمَاوَاتِ"الخ، النمل:۶۵۔ "إِنَّ اللہَ عِندُ عِلْمُ السَّاعَۃِ"الخ، سورۂ لقمان:۳۴۔ "وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو"الخ، احقاف: ۵۔ "قُل لاَّ أَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعاً" الخ،اعراف:۱۸۸۔ بخاری،"عن الربیِعِ بِنتِ فمعوذٍ قالت دخل علی النبِی ﷺ غدا بنِی علی"الخ، باب شہودالملائکۃ بدراً، حدیث نمبر:۳۷۰۰ عن ربیع بنت معوذ۔ ترمذی، "عن الشعبِیِ قال لقِی ابن عباس

کعبا بِعرف فسأَلْ عن شئ فکبر حتی جاوبتُ الجِبال"الخ، باب ومن والنجم،حدیث نمبر:۳۲۰۰عن ابن عباس، بخاری، "عن أُم العلاِء امرأۃ مِن الأَنصارِ بایعت النبِی ﷺ أَخبرتہ أَنہ اقتسِم المہاجِرون"الخ، باب الدخول علی المیت بعدالموت اذا ادرج فی اکفانہ، حدیث نمبر:۱۱۶۶ عن اُم العلاء))

بند

## اللہ تعالیٰ کی صفتِ تصرف(اختیار) میں کسی کو شریک کرنا

یعنی اللہ کی طرح دنیوی امور انجام دینا کسی اور کے اندر مان لینا (۲)کائنات میں ارادے سے تصرف کرنا، حکم چلانا، اپنی مرضی سے مارنا، جلانا، فراخی وتنگی، تندرستی وبیماری، فتح وشکست، ترقی یازوال دینا، مرادیں پوری کرنا، بلائیں ٹالنا، نازک حالات میں دستگیری کرنا اور ضرورت پڑنے پر مدد کرنا، اللہ ہی کی شان ہے کسی غیراللہ کی یہ شان نہیں، چاہے وہ کتنا ہی بڑا انسان یافرشتہ کیوں نہ ہو، اب اگر کوئی شخص کسی غیراللہ میں ایسا تصرف ثابت کرے، اس سے مرادیں مانگے اور اس غرض سے اس کے نام کی منت مانے یاقربانی کرے اور مشکل حالات میں اسے پکارے تاکہ وہ اس کی بلائیں ٹال دے ایسا شخص مشرک ہے، اس کو شرک فی التصرف کہا جاتا ہے، یعنی اللہ کی طرح تصرف غیراللہ میں مان لینا شرک ہے چاہے یہ ذاتی مانا جائے یااللہ کا عطیہ سمجھا جائے ہرصورت میں یہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ حوالہ

"قُلْ مَن بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ" الخ المؤمنون:٨٨/٨)

٩ "قُلْ إِنِّيْ لَاأَمْلِك" الخ الجن:٢١/٢٢ "وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللہ"النحل:٧٣ "وَلاَ تَدْعُ مِن دُونِ اللہ" اليونس:١٠٦ "قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُم" الخ سبأ: ٢٢/٢٣ ترمذی، "عن ابنِ عباس قال كُنت خلف رسولِ اللہ ﷺ يوما فقال ياغلامُ إِنی أُعلِّمُكَ" الخ، باب منہ بعد باب ماجاء فی صفۃ اوانی الحوض، حديث نمبر:٢۴۴٠ عن ابن عباس ابن ماجہ "عن عمرِو بنِ العاصِ قال قال رسول اللہ ﷺ إِن مِن قلبِ ابنِ آدم بِكُلِّ" الخ، باب التوكل واليقين، حديث نمبر: ۴١۵٦ عن عمرو بن العاص ترمذی، "عن نس قال قال رسول اللہ ﷺ لِيسأَل أَحدكُم ربہ حاجتہ" الخ، باب ليسأل الحاجۃ مهما صغرت، حديث نمبر:٣۵٣٦ عن انس مسلم، "عن أَبِی ہريرۃ قال لما أُنزِلت ہذِہ الآيۃ (وأَنذِر عشِيرتک الأَقربِينَ) دعا رسول اللہ ﷺ قُريشا" الخ، باب فی قولہ وانذر عشيرتک الاقربين، حديث نمبر:٣٠٣ عن ابی ہريرۃ))

بند

## اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا

(٣)اللہ تعالیٰ نے بعض کام اپنی بندگی کے لیے مخصوص فرمادیئے ہیں جن کو عبادات کہا جاتا ہے جیسے سجدہ، رکوع، ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا، اللہ کے نام پر خیرات کرنا، اس کے نام کا روزہ رکھنا اور اس کے مقدس گھر کی زیارت کے لیے دور دور سے سفر کرکے آنا اور ایسی

ہیئت میں آنا کہ لوگ پہچان جائیں کہ یہ زائرین حرم ہیں (یعنی مخصوص لباس وغیرہ کے ساتھ) راستہ میں اللہ تعالیٰ ہی کا نام پکارنا، بیکار باتوں سے، شکار سے بچنا، پوری احتیاط سے جاکر اس کے گھر کا طواف کرنا اسی کی طرف سجدہ کرنا، اسی کی طرف قربانی کے جانور لے جانا، وہاں منتیں ماننا، کعبہ پر غلاف چڑھانا، کعبہ کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہوکر دعائیں مانگنا، دین ودنیا کی بھلائیاں طلب کرنا، حجر اسود چومنا، کعبہ کی دیوار سے منہ ملنا اور چھاتی لگانا، اس کے غلاف پکڑ کر دعائیں مانگنا، اس کے چاروں طرف روشنی کرنا، اس میں خادم بن کر رہنا جھاڑودینا، روشنی کرنا، فرش بچھانا، حاجیوں کو پانی پلانا وضو اور غسل کے لیے پانی مہیا کرنا، آبِ زم زم کو تبرک سمجھ کر پینا، بدن پر ڈالنا، کوکھیں تان کر پینا، آپس میں تقسیم کرنا، عزیزواقارب کے لیے لیجانا، اس کے آس پاس کے جنگل کا ادب واحترام کرنا وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا، جانور نہ چرانا، اللہ نے اپنی عبادت کے یہ سب کام مسلمانوں کو بتلائے ہیں

اب اگر کوئی شخص نبی، ولی، بھوت، پریت، جن، پری، سچی یاجھوٹی قبر، کسی کے تھان وچلّہ یاکسی کے مکان ونشان، کسی کے تبرک وتابوت کو سجدہ کرے، رکوع کرے، اس کے لیے روزہ رکھے، ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوجائے، چڑھاوا چڑھائے، ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے، جاتے وقت الٹے پاؤں چلے، قبر کو چومے، قبروں یاتھانوں کی زیارت کے لیے دور سے سفر کرکے جائے، قبر پرچادر چڑھائے، ان کی چوکھٹ کا بوسہ لے ہاتھ باندھ کر دعائیں مانگے، مرادیں مانگے،

مجاور بن کر خدمت کرے، اس کے آس پاس کے جنگل کا ادب کرے؛ غرضیکہ اس قسم کے کام کرے تو اس نے کھلا شرک کیا، اس کو شرک فی العبادت کہتے ہیں یعنی غیراللہ کی تعظیم اللہ کی طرح کرنا چاہیے یہ عقیدہ کسی بھی طرح کا ہو کہ وہ ذاتی اعتبار سے اس تعظیم کے لائق ہے، یاخدا ان کی اس طرح تعظیم کرنے سے خوش ہوتا ہے اور اس کی تعظیم کی برکت سے بلائیں ٹل جاتی ہیں، ہرصورت میں شرکیہ عقیدہ ہے۔ حوالہ

("أَن لاَّ تَعْبُدُواْ إِلاَّ اللہ إِنِّيَ أَخَافُ"الخ،الھود:۲۶) "فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِيْنَ عِندَ رَبِّک"الخ،فصلت:۳۸) "وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ الِ أَحَد"الخ،الجن:۱۸/۱۹/۲۰) "وَأَذِّن فِيْ النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوک"الخ،الحج:۲۷/۲۸/۲۹) "قُل لاَّ أَجِدُ فِيْ مَا أُوْحِی"الخ،الانعام:۱۴۵) ترمذی، "عن أَبِی مِجلزٍ قال خرج معاوِیۃُ فقام عبد اللہ بن الزبیرِ وابن صفوان حِین رأَوُ فقال اجلِسا سمِعت رسول اللہ ﷺ یقول من سرَّ أَن یتمثل لہ"الخ، باب ماجاء فی کراھیۃ قیام الرجل للرجل، حدیث نمبر:۲۶۷۹ عن ابی مجلز مسلم، "عن أَبِی الطفیلِ قال سئِل علِی أخصم رسول اللہ ﷺ بِشی فقال ماخصنا "الخ، باب تحریم الذبح لغیراللہ تعالیٰ ولعن فاعلہ، حدیث نمبر: ۳۶۵۹ عن ابی الطفیل مسلم، "عن عائِشۃ قالت سمِعت رسول اللہ ﷺ یقول لایذھب اللیل" الخ، باب لاتقوم الساعۃ حتی تعبددوس ذاالخلصۃ، حدیث نمبر:۵۱۷۴ عن عائشۃ مسلم، "سمِعت عبد اللہ بن عمرو وجاء ہ رجل فقال ماھذا الحدِیث الذِی" الخ، باب فی خروج الدجال ومکثہ فی الارض، حدیث نمبر:۵۲۳۳ عن عبداللہ بن عمرو بخاری، "عن

الزہرِی قال قال سعِید بن المسیبِ أَخبرنِی أَبو ہریرۃ أَن رسول اللہ ﷺ قال لاتقوم الساعۃُ حتی"الخ، باب تغییرالزمان حتی تعبدالاوثان، حدیث نمبر:۶۵۸۳ عن ابی ھریرۃ)

بند

## اللہ تعالیٰ کی عادت میں کسی کو شریک کرنا

(۴)حق تعالیٰ نے بندوں کو یہ ادب سکھلایا ہے کہ وہ دنیوی کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اس کی تعظیم بجالائیں تاکہ ایمان بھی سنور جائے اور کاموں میں برکت بھی ہو جیسے ضرورت پڑنے پر اللہ کی نذر مان لینا اور مشکل کے وقت اسی کو پکارنا اور کام شروع کرتے وقت برکت کے لیے اسی کا نام لینا؛ اگر اولاد ہو تو اس نعمت کے شکریے کے لیے اس کے نام پر جانور ذبح کرنا، اولاد کا نام عبداللہ، عبدالرحمن، اللہ بخش، اللہ دیا، امۃ اللہ اور اللہ دی وغیرہ رکھنا، کھیتی کی پیداوار میں سے تھوڑا سا غلہ اس کے نام کا نکالنا، پھلوں میں سے کچھ پھل اس کے نام نکالنا، جانوروں میں سے کچھ جانور اللہ کے نام مقرر کرنا اور اس کے نام کے جو جانور بیت اللہ کو لیجائیں ان کا ادب واحترام بجالانا یعنی نہ ان پر سوار ہونا نہ ہی ان پر لادنا، کھانے پینے، پہننے، اوڑھنے میں خدا کے حکم پر چلنا، جن چیزوں کے استعمال کا حکم ہے، انہیں استعمال کرنا اور جن کی ممانعت ہے ان سے بازرہنا، دنیا میں گرانی وارزانی، صحت وبیماری، فتح وشکست، ترقی، تنزلی اور رنج ومسرت جو کچھ بھی پیش آتی ہے سب کو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں سمجھنا ۔

ہرکام کا ارادہ کرتے وقت انشاء اللہ کہنا مثلاً یوں کہنا کہ انشاء اللہ ہم فلاں کام کریں گے، خدا کے اسم گرامی کو اس عظمت کے ساتھ لینا جس سے اس کی تعظیم نمایاں ہو اور اپنی غلامی کا اظہار ہوتا ہو جیسے یوں کہنا: ہمارا رب، ہمارا مالک، ہمارا خالق، ہمارا معبود وغیرہ اگر کسی موقع پر قسم کھانے کی ضرورت پڑجائے تو اسی کے نام کی قسم کھانا یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم ہی کے لیے مقرر فرمایا ہے۔

اب اگر کوئی اس قسم کی تعظیم غیراللہ کی کرے مثلاً کام رکا ہوا ہو یابگڑ رہا ہو اس کو چالو کرنے یاسنوارنے کے لیے غیراللہ کی نذرمان لی جائے، ایسی ہی اولاد کا نام عبدالنبی، امام بخش، پیربخش، رکھائے، کھیت اور باغ کی پیداوار میں ان کا حصہ رکھا جائے، جب پھل تیار ہو کر آئیں تو پہلے ان کا حصہ الگ کرنے کے بعد اسے استعمال میں لایا جائے، جانوروں میں اس کے نام کے جانور مقرر کردیئے جائیں پھر ان کا ادب واحترام کیا جائے، کھانے پینے، پہننے، اوڑھنے میں اسموں کا خیال رکھا جائے کہ فلاں فلاں لوگ فلاں فلاں کھانا نہ کھائیں، فلاں فلاں کپڑے نہ پہنیں، دنیا کی بھلائی برائی کو انہیں کی طرف منسوب کیا جائے کہ فلاں فلاں ان کی لعنت میں گرفتار ہے پاگل ہوگیا ہے، فلاں محتاج ہے انہیں کا راندہ (دھتکارا) ہوا ہے اور دیکھو فلاں کو انہوں نے نوازا تھا آج سعادت واقبال اس کے پاؤں چوم رہی ہے، فلاں تارے کی وجہ سے قحط آیا، فلاں کام فلاں وقت فلاں دن شروع کیا گیا (مثلاً صفر کا مہینہ، چہارشنبہ کا دن وغیرہ) آخر کار پورا نہ ہوا، یا یہ کہا جائے

کہ اگر اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ چاہیں گے تو میں آؤنگا، یاپیر صاحب کی مرضی ہوگی تو ٹھیک ہے، یاگفتگو میں داتا، بے پروا، خداوند، خدائیگاں، مالک الملک، شہنشاہ جیسے الفاظ استعمال کیے جائیں، قسم کی ضرورت پڑجائے تو نبی، علی، امام، پیر یاان کے قبروں کی قسم کھائی جائے، ان تمام باتوں سے شرک پیدا ہوتا ہے اس کو شرک فی العادت کہتے ہیں، یعنی عادت کے کاموں میں اللہ کی طرف غیراللہ کی تعظیم کی جائے۔حوالہ

(النساء: ۱۱۷/۱۱۸/۱۱۹/۱۲۰ ،"إِن يَدْعُونَ مِن دُونِہٖ "الخ، "لَّعَنَهُ اللهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ"الخ، "وَلأُضِلَّنَّهُمْ وَلأُمَنِّيَنَّهُمْ"الخ، "يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ"، الاعراف:۱۸۹/۱۹۰ "هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ"الخ، "فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحاً"الخ، الانعام: ۱۳۶،۱۳۸ "وَجَعَلُواْ لِلّهِ مِمِّا ذَرَأَ"الخ، "وَقَالُواْ هَـذِهٖ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ"الخ، المائدہ:۱۰۳ "مَاجَعَلَ اللهُ مِن بَحِيْرَۃٍ"الخ، النحل: ۱۱۶ "وَلاَ تَقُولُواْ لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ"الخ، بخاری، باب یستقبل الامام الناس اذاسلم،حدیث نمبر:۸۰۱ "عن زيدِ بنِ خالِدٍ الجُہَنِيِ أَنہ قال صلی لنارسول اللہ ﷺ صلا الصبحِ بِالحديبِيۃِ"الخ، مسلم، باب تحریم الکھانۃ واتیان الکھانۃ، حدیث نمبر:۴۱۳۷ "عن صفِيۃ عن بعضِ أزواجِ النبِيِ ﷺ عن النبِيِ ﷺ قال من أتی عرافا فسألہ عن شیٔ لم تقبل لہ صلاۃٌ أربعِين ليلًۃ"الخ، مسنداحمد، باب حدیث قبیصہ بن مخارق،حدیث نمبر:۲۰۶۲۳ "عن زيدِ بنِ ثابِتٍ أن رسول اللہ ﷺ احتجم فِی المسجِدِ"الخ، ابوداؤد، باب فی الطیرۃ، حدیث نمبر:۳۴۱۱،۳۴۲۰ "عن عبدِ اللہ بنِ مسعود عن رسولِ اللہ ﷺ قال الطِيرۃ شِركٌ الطِيرۃُ"الخ،"عن سعدِ

بنِ مالِک أَن رسول اللہ □□ کان یقول لا□ا□ ولاعدو"الخ□
بخاری، باب لاھا□، حدیث نمبر:۵۳۱۶ "عن أبِی □ریرۃ عن
النبِی □ قال لاعدو ولاطِیر□ ولا□ا□ ولاصفر"الخ□
ابوداؤد، باب فی الجھمی□، حدیث نمبر: ۴۱۰۱ "عن جبیرِ بنِ
محمدِ بنِ جبیرِ بنِ مطعِم عن أَبِی□ عن جدٍ قال أتی رسول
اللہ □□ أَعرابِی فقال یارسول اللہ □ جِدت الأنفس وضاعت
العِیال ونِکت الأموال"الخ□ مسلم، باب النھی عن التکنی
بابی القاسم، حدیث نمبر:۳۹۷۵ "عن ابنِ عمر قال قال
رسول اللہ □□ إِن أَحب أَسمائِکم إِلی اللہ □ عبداللہ□ وعبد
الرحمنِ"□ ابوداؤد، باب فی تغییرالاسم القبیح، حدیث نمبر:
۴۳۰۴ "عن أَبِی□ □انئ أَن□ لماوفد إِلی رسولِ اللِہ □ مع قومٍ
سمِع□م یکنون□"الخ□ ابن ماج□، باب النھی ان یقال ماشاء
اللہ □ وشئت، حدیث نمبر:۲۱۰۹ "عن حذیف□ بنِ الیمانِ أَن
رجلا مِن المسلِمِین رأَی فِی النومِ أَن□ لقِی رجلا مِن أَ□لِ
الکتابِ"الخ□ ترمذی، باب ماجاء فی کراھی□ الحلف
بغیراللہ□، حدیث نمبر:۱۴۵۵ "أن ابن عمر سمِع رجلا یقول
لاوالکعبِ فقال ابن عمر لایحلف بِغیرِ اللہ فإِنِی سمِعت
رسول اللہ □□یقول من حلف بِغیرِ اللہ □ فقد کفر وشرک"□
بخاری، باب السوال باسماء اللہ □ تعالیٰ والاستعاذ□
بھا، حدیث نمبر:۶۸۵۲ " عن ابنِ عمر قال قال
النبِی □ لاتحلِفوا بِآباکِئم ومن کان حالِفا فلیحلِف بِاللِہ"الخ□
مسلم، باب من حلف باللات والعزیٰ فلیقل لاالہ□
الااللہ□، حدیث نمبر:۳۱۰۸ "عن عبدِ الرحمنِ بنِ سمرَ قال
قال رسول اللہ □□ لاتحلِفوا بِالطواغِی ولابِآبائِکُم"□ بخاری،باب
کیف یستحلف، حدیث نمبر:۲۴۸۲ "عن عبدِ اللہ□□ أَن

النبِی ﷺ قــال من کــان حالِفــا فلیحلِــف بِــاللہ أولِیصـــمت"ہ ابــوداؤد،بــاب مــایؤمر بہ من الوفــاء بالنــذر، حــدیث نمــبر: ۲۸۸۱ "حــدثنِی ثــابِت بن الضــحاک قــال نــذر رجــلٌ علی عہدِ رسولِ اللہ ﷺ أَن ینحر إِبِلا بِبوانہ فأَتی"الخ" مســنداحمد، بــاب حدیث السید عائشہ ہا، حدیث نمبر:۲۴۵۱۵ "عن عائِشَۃ قالت أَیقظنِی تعنِی النبِی ﷺفقال قومِی فأَوتِرِی" ابوداؤد، بــاب فی حــق الــزوج علی المــرأۃ، حــدیث نمــبر:۱۸۲۸ "عن قیسِ بنِ سعد قال أَتیت الحِیرۃ فرأیتہم یسجدون لِمرزبانِ لہم فقلت رســـول اللہ"الخ" مســـلم، بـــاب حکم اطلاق لفظۃ العبـــد والأمۃ، حـــدیث نمـــبر:۴۱۷۷ "عن أَبِی ہریـــرۃ أَن رســـول اللہ ﷺ قال لایقولن أَحدکم عبدِی"الخ" بخاری، بــاب قــول اللہ واذکــر فی الکتب مــریم، حــدیث نمــبر:۳۱۸۹"عن ابنِ عبــاس سمِع عمر یقول عل المِنبرِ ســمِعت النبِی ﷺ یقــول لاتطــرونِی کمـــاأطرت النصـــاری"الخ" ابـــوداؤد، بـــاب فی کـــراھیۃ التمــادح، حــدیث نمــبر:۴۱۷۲ "عن مطــرِف قــال قــال أَبِی انطلقت فِی وفدِ بنِی عامِرٍ إِلی رسولِ اللہ ﷺ فقلنا أنت سیِدنا فقال السَّیِّدُ اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالَی"الخ"

**اللہ تعالیٰ کےتمام فرشتوں پر ایمان لانا**

ملائکہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ مخلوقات میں ایک مستقل قسم کی حیثیت سے ان کے وجود کو حق مانا جائے اور یقین کیا جائے کہ وہ اللہ کی ایک پاکیزہ اور محترم مخلوق ہے **"بَلْ عِبَادٌمُّکْرَمُوْنَ"** (الانبیاء:۲۶) "بلکہ بندے ہیں معزز" (ترجمہ تھانوی) جن میں شر اور شرارت اور عصیان وبغاوت کا عنصر (مادہ) ہی نہیں بلکہ ان کا کام صرف اللہ کی بندگی اور اطاعت ہے اور یہ یقین رکھا جائے کہ فرشتے خدا اور رسولوں کے درمیان قاصد اور سفیر ہیں اور نظام کائنات کو قانون الٰہی کے مطابق چلارہے ہیں اور ہمارے اعمال کے نگران ہیں بعض جنت اور جنت کی نعمتوں پر مقرر ہیں اور بعض جہنم اور عذاب جہنم کے ذمہ دار ہیں، بعض صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرتے رہتے ہیں جو کبھی نہیں تھکتے؛ نیزان کے متعلق اور بھی کام (فرائض) ہیں جن کو وہ بخوبی انجام دیتے ہیں؛ بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے، بعض مقرب فرشتے ہیں، جیسے جبرئیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام، عزرائیل علیہ السلام اور بعض عام فرشتے ہیں **"لَایَعْصُوْنَ اللہَ مَآاَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَایُؤْمَرُوْنَ"**۔ (التحریم:۶) "جو خدا کی نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو ان کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اس کو بجالاتے ہیں"

حوالہ (ترجمہ تھانویؒ)

("وَإِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلَائِکَۃِ إِنِّی"الخ، البقرہ: ۳۰،۹۸۔ " وَالْمَلَکُ عَلَی أَرْجَائِہَا ‘‘الخ، الحاقۃ:۱۷۔ "وَمَاجَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ"الخ، المدثر:۳۱۔ "لَہٗ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْہِ"الخ،

الرعـــد:۱۱□ بخـــاری، "عن مالِـک بنِ صعصعـ□□ قـال قـال النبِی□ بینا أَنا عِنـد الـبیتِ بین النـائِمِ"الخ، بـاب ذکـرالملائک□، حـدیث نمـبر:۲۹۶۸□ "عن أَبِی □ریـر□ أَن رسـول اللـ□□ قـال یتعاقبون فِیکُم"الخ، بـاب فضـل صـلا□ العصـر، حـدیث نمـبر: ۵۲۲□ مسلم، "عن عائِش□□ قـالت قـال رسـول اللـ□□ خلِقت الملائکۃُ"الخ، باب فی احادیث متفرق□، حدیث نمبر:۵۳۱۴)

**اللـ□ تعالیٰ کی تمام کتابوں وصحیفوں پر ایمان لانا**

اللـ□ پاک نـ□ اپنـ□ رسـولوں کـ□ وقتـاً فوقتـاً □دایت نـام□ بھیجـ□، ان میں سب سـ□ آخر اور سب کـا خـاتم قـرآن مجیـد □□، جو پ□لی سب کتابوں کا مصـدق اور "م□یمن" بھی □□، یعنی ان کتـابوں میں جتـنی ایسـی بـاتیں تھیں جن کی تعلیم وتبلیغ □میش□ اور□رزمان□ میں ضروری □وتی □یں و□ سـب قـرآن میں لـ□ لی گـئی □یں؛ گویـا ی□ تمـام کتب سـماوی□ کـ□ ضروری مضامین پر حاوی اور سب سـ□ ب□ نیاز کردیـنـ□ والی خدا کی آخری کتـاب □□ اور چـونک□ و□ کتـابیں اب محفـوظ بھی ن□یں ر□یں اس لیـ□ اب صرف ی□ی کتاب □دایت □□ جو سب کـ□ قائم مقام اور سب سـ□ زیـاد□ مکمـل □□ اور زمـان□ آخر تـک اس کی حفـاظت کی ذم□ داری خـود اللـ□ تعـالیٰ نـ□ لی □□ **"اِنَّانَحْنُ نَزَّلْنَاالـذِّکْرَ وَاِنَّاۤ لَحٰفِظُـوْنَ"** (الحجـــر:

(۹) "ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں" (ترجمہ تھانوی) الغرض قرآنِ پاک کی مکمل طور پر تصدیق لازم ہے اگر پورے قرآن یا اس کے کسی جزء (آیت) کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ نہیں ہے تو ایمان باقی نہیں رہیگا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **"یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُط وَمَنْ یَّکْفُرْبِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً بَعِیْدًا"** (النسائ:۱۳۶) "اے ایمان والو! تم اعتقاد رکھو اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور ان کتابوں کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور اُن کتابوں کے ساتھ جو کہ پہلے نازل ہوچکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور آسمانی کتابوں کا اور روزِقیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جاپڑا" (ترجمہ تھانوی) آسمانی کتب میں سب سے بڑی درجِ ذیل چار کتابیں ہیں:

(۱)القرآن الکریم......................ہمارے نبی حضرت محمدمصطفی ﷺ پر نازل شدہ عظیم کتاب ہے۔

(۲)التوراۃ ........................ جو اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہوئی۔

(۳)الزبور........................جو اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت سیدنا داؤد علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہوئی۔

(۴)الانجیل........................ اللہ کے بندے اور رسول حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہوئی۔

قرآنِ پاک ان میں سب سے عظیم کتاب ہے اور ان سب کے مضامین ومعانی کا محافظ خود باری تعالیٰ ہیں؛ جس نے پہلی سب شریعتوں اور احکامات کو منسوخ (ختم) قرار دیا۔

("اللّٰہُ لا إِلَـٰہَ إِلاَّ ہُوَالْحَیُّ الْقَیُّوم"الخ، آل عمران:۲،۳،۴۔ "إِنَّا أَوْحَیْنَا إِلَیْکَ کَمَا أَوْحَیْنَا"الخ، النسائ: ۱۶۳۔ بخاری، "عن سالِمِ بنِ عبدِ اللہ عن أَبِیہِ أَنہ أَخبرہُ أَنہ سمِع رسول اللہُ ﷺ یقولُ إِنما بقاؤکُم فِیما سلف قبلکم"الخ، باب من ادرک رکعۃ من العصر قبل المغرب، حدیث نمبر:۵۲۴)

**اللہ تعالیٰ کےتمام نبیوں پر ایمان لانا**

اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس واقعہ اور حقیقت کا یقین کیا جائے کہ اللہ نے اپنے بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے وقتاً فوقتاً اور مختلف علاقوں میں اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنی ہدایت اور اپنی رضامندی کا دستور دیکر بھیجا ہے اور انہوں نے پوری امانت ودیانت کے ساتھ خدا کا وہ پیغام بندوں کو پہنچادیا اور لوگوں کو راہِ راست پر لانے کی پوری پوری کوششیں کیں، یہ سب پیغمبر اللہ کے برگزیدہ اور صادق بندے تھے (ان میں سے چند کے نام اور کچھ حالات بھی قرآن کریم میں ہم کو بتلائے گئے ہیں اور بہت سے کے نہیں بتلائے گئے):

***"مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْــنَا عَلَيْــکَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْکَ"۔***

(المؤمن:۷۸)

***"جن میں بعض تــو وہ ہیں کہ ان کــا قصـہ ہم نے آپ سـے بیــان کیــا ہے اور بعضـے وہ ہیں جن کا ہم نے آپ سـے بیــان نہیں کیا"۔***

(ترجمہ تھانوی)

سـب انبیـاء علیہم السـلام بشـر تھے اور اکـثر بشـری عــوارض انہیں لاحــق ہوتے وہ کھــاتے، پیــتے، بیمــار ہوتے، تندرست ہوتے، بھول جـاتے، یـادکرتے، زنـدہ رہتے اور وفـات پاتے؛ مگراللہ تعالیٰ کی مخلوق میں وہ برتراکمل اور افضل تھے؛ بہرحال خدا کے ان سب رسولوں کی تصـدیق کرنـا اور بحیثیت (پیغمـبری) ان کـا پـورا پـورا احـترام کرنـا ایمـان کے شـــــــــــــــــــــــرائط میں ســـــــــــــــــــــــے ہے۔

حوالہ

("وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ أُمَّۃٍ"الخ، النحـل:۳۶۔ "یَعْلَمُ مَـا بَیْنَ أَیْدِیْہِمْ "الخ، الحج:۷۵۔ "یَاأَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ آمِنُواْ بِاللّہِ وَرَسُولِہِ"الخ، النساء:۱۶۵،۱۶۳۔ "لَقَـدْ أَرْسَـلْنَا رُسُـلَنَا بِالْبَیِّنَـاتِ وَأَنزَلْنَا" الخ، الحدید:۲۵۔ "وَماأَرْسَـلْنَا قَبْلَـکَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ"الخ، الفرقـان: ۲۰۔ الجامع الکبیر للسیوطی، "النبیون مائۃ ألف نـبی وأربعۃ وعشرون ألـف نـبی"الخ، بـاب حـرف النـون، حـدیث نمـبر: ۱۰۸۰۳۔ بخاری، "عن ثـورٍ عن خالِـدِ بنِ معـدان عن المِقـدامِ عن رسولِ اللہ ﷺ قال ما أَکَلَ أَحدٌ طعاماً قط"الخ، باب کسب

الرجـــــل وعمـــــل بيـــــدہ، حـــــديث نمـــــبر:١٩٣٠)
پسند

## اللہ تعالیٰ کے آخری نبی پر ایمان لانا

اس بات پر بھی ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلۂ نبوت ورسالت کو حضرت محمد ﷺ پر ختم کردیا، جن کا لقب "النبی الأمی" ہے، اسماعیل بن ابراہیم الخلیل علیہما السلام کی نسل سے ہیں، آپ خاتم الانبیاء اور خدا کے آخری رسول ہیں اور اب قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کے لیے نجات وفلاح آپ ہی کی اتباع اور آپ ہی کی ہدایت کی پیروی میں ہے، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور نہ کوئی رسول مقرر کیا جائیگا، معجزات کے ساتھ آپ کی تائید ہوتی ہے اور سب انبیاء علیہم السلام پر آپ کو فضیلت اور برتری حاصل ہے اور آپ کی امت سب امتوں سے شان اور مرتبہ میں زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی محبت لازم اور آپ کی اتباع وپیروی فرض قرار دی ہے اور آپ کو ایسی خصوصیات عطا ہوئی ہیں جو کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی، جیسے حوضِ کوثر اور مقام محمود وغیرہ۔

حوالہ

("یَاأَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَاء کُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ"الخ، النساء:١٧٠۔ "یَا أَہْلَ الْکِتَابِ قَدْ جَاء کُمْ رَسُولُنَا"الخ، المائدہ:١٩۔ "وَمَا أَرْسَلْنَاکَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ" الانبیاء:١٠٧۔ "مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ أَشِدَّاء عَلَی الْکُفَّارِ"الخ، الفتح:٢٩۔ "مَّاکَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِکُمْ"الخ، الاحزاب:

۴۰ "اقْتَرَبَتِ السَّاعۃُ وَانشَقَّ الْقَمَـرُ"القمـر:۱ "إِنَّا أَعْطَيْنَـاکَ الْکَـوْثَرَ"الکــوثر:۱ "وَمِنَ اللَّيْـلِ فَتَجَّدْ بِہٖ نَـافِلَۃً لَّکَ"الخ، بــنی اسـرائيل:۷۹ "يَاأَيُّھَـا الَّذِيْنَ آمَنُـواْ أَطِيْعُـواْ اللہ"الخ، النسـاء:۵۹ "قُلْ إِن کَانَ آبَاؤُکُمْ وَأَبْنَآؤُکُمْ"الخ، التوبۃ:۲۴ "کُنتُمْ خَيْرَ أُمَّۃٍ أُخْــرِجَتْ لِلنَّاسِ"الخ، آل عمــران:۱۱۰،۳۱، بخــاری، "عن شعب عن أَبِی إِسـحاق قـال رجـل لِلـبراءِ بنِ عـازِبٍ أَفـررتم عن رسولِ اللہ يوم حـنين قـال لکِن"الخ، بـاب من قـادداب غـير فی الحـرب، حـديث نمـبر:۲۶۵۲ "وبِھذا الإِسـنادِ من أَطاعنِی فقـد أَطـاع اللہ ومن عصـانِی" وبـاب يقـال من وراء الامــام ويتقی بہ، حـــديث نمـــبر:۲۷۳۷ المعجم الاوســـط للطبرانی، "عن عمر بن الخطاب، عن رسـول اللہ قـال: الجنۃ حرمت علی الأنبيـاء حـتی أدخلھا"الخ، بـاب من اسـمہ احمد، حديث نمبر:۹۵۵ ترمذی، "عن أَبِی غالِب قال صــليت مع أَنسِ بنِ مالِکٍ علی جنازۃِ رجل فقام حِيال رأسِہٖ ثم جاء وا بِجنازۃِ امرأَۃٍ مِن قريش فقالوا"الخ، وھذا حـديث حسـن صـحيح غــريب، بـــاب فی فضـــل النـــبی، حــديث نمـــبر:۳۵۴۶ مسلم، "حدثنِی أَبُوھريرۃ قال قال رسول اللہ أَناسيِدُ ولدِ آدم"الخ، باب تفضيل نبينا علی جميع الخلائق، حـديث نمـبر: ۴۲۲۳ "الَّذِيْنَ يَتَّبِعُـونَ الرَّسُـولَ النَّبِیَّ الأُمِّیَّ"الخ، الاعـراف: ۱۵۷)

بند

***"صَـــــــلَّى اللہُ عَلَيْہِ وَعَلٰى سَائِرِالْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَـلِيْنَ وَعَلٰى كُلِّ مَنِ اتَّبَعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلَى يَوْمِ الدِّيْنِ"***

## آخرت کے دن پر ایمان لانا

یوم آخرت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس حقیقت کا یقین کیا جائے کہ یہ دنیا ایک دن قطعی طور پر فناکردی جائیگی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی خاص قدرت سے پھرسارے مردوں کو جِلائیگا اور یہاں جس نے جیسا کچھ کیا ہے اسی کے مطابق جزا یاسزا اس کو دی جائیگی؛ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو جنت میں ہمیشہ کی نعمتوں سے نوازیں گے اور نافرمانوں کو جہنم میں ذلیل کرنے والے عذاب میں مبتلا کردیں گے؛ مگراس سے پہلے قیامت کی نشانیاں ظاہر ہونگی، مثلاً: مسیح دجال، یاجوج ماجوج کا نکلنا، عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا، دابہ کا نکلنا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ وغیرہ؛ چونکہ دین ومذہب کے سارے نظام کی بنیاد اس حیثیت سے جزا وسزا ہی کے عقیدے پر ہے کہ اگر آدمی اس کا قائل نہ ہو تو پھر وہ کسی دین ومذہب اور اس کی تعلیمات وہدایات کو ماننے اور اس پر عمل کرنے ہی کی ضرورت کا قائل نہ ہوگا، اس لیے ہرمذہب میں خواہ وہ انسانوں کا خودساختہ ہو یااللہ کا بھیجا ہوا "جزاوسزا کو بطورِ بنیادی عقیدے کے تسلیم کیا گیا ہے" پھر انسانی دماغوں کے بنائے

ہوئے مذاہب میں اس کی شکل ختم کرنے کی بھی تجویز رکھی گئی ہے؛ لیکن خدا کی طرف سے آئے ہوئے ادیان ومذاہب کل کے کل اس پر متفق ہیں کہ اس کی صورت وہی حشرونشر کی ہوگی جو اسلام بتلاتا ہے اور قرآن پاک میں اس پر اِس قدر دلائل ہیں کہ کوئی اعلیٰ درجہ کا احمق اور انتہائی قسم کا ناسمجھ ہی ہوگا جو اُن قرآنی دلائل وبراہین کے سامنے آجانے کے بعد بھی حشرونشر اور بعث بعدالموت کو ناممکن ومحال یامستبعد کہے۔

حوالہ

("كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَان"الخ، رحمن:۲۶،۲۷۔ "وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ"الخ، الانبیائ:۳۴،۳۵۔ "زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا أَن لَّن يُبْعَثُوا"الخ، التغابن:۷۔ "وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآناً عَرَبِيّاً"الخ، الشوریٰ:۷۔ " إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا"الخ، زلزال:۱،۸۔ "وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا"الخ، النمل:۸۲۔ "هَلْ يَنظُرُونَ إِلاَّ أَن تَأْتِيَهُمُ"الخ، الانعام:۱۵۸۔ "وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ"الخ، الانبیائ:۹۶،۹۷۔ مسلم، "عن حذيفة بنِ أَسِيد الغِفارِيِ قال اطلع النبِی ﷺ علینا ونحن نتذاكَرُ"الخ، باب فی الآیات التی تکون قبل الساعة، حدیث نمبر:۵۱۶۲۔ "قال سمِعتُ يعقوب بن عاصِمِ بنِ عُروة بنِ مسعود الثقفِی يقول سمِعت عبدالله بن عمرو وجاء ه رجلٌ فقال ما هذا الحدِيث الذِی تحدِث بِه تقول إِن الساعةِ تقومُ إِلى"الخ، باب فی خروج الدجال ومکثه فی الارض ونزول عیسیٰ، حدیث نمبر:۵۲۳۳)

## اچھی بُری تقدیر پرایمان لانا

ایمان بالقدر یہ ہے کہ اس بات پر یقین لایا جائے اور مانا جائے کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہورہا ہے (خواہ وہ خیر ہو یاشر) وہ سب اللہ کے حکم اور اس کی مشیت سے ہے؛ حتی کہ بندے کے اختیاری افعال بھی اس کی مشیت اور حکمت وتقدیر کے تابع ہیں، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں کرتا، جن کو وہ پہلے ہی طے کرچکا ہے ایسا نہیں ہے کہ وہ تو کچھ اور چاہتا ہو اور دنیا کا یہ کارخانہ اس کی منشاء کے خلاف اور اس کی مرضی سے ہٹ کر چل رہا ہو، ایسا ماننے میں خدا کی انتہائی عاجزی اور بیچارگی لازم آئیگی۔ حوالہ

(ملخص من فتح الملہم، باب الایمان والاسلام والاحسان ووجوب الایمان بقدر اللہ سبحانہٗ: ۱/۴۴۶، مؤلف: حضرت مولاناشبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، مکتبہ فیصل دیوبند۔ "إِنَّا كُلَّ شَىْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ"القمر:۴۹۔ "وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلاَّعِندَنَا خَزَائِنُهُ"الخ، الحجر:۲۱۔ "مَا أَصَابَ مِن مُّصِيْبَةٍ فِىْ الْأَرْضِ"الخ، الحديد:۲۲۔ "قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلاَّ إِحْدَى"الخ، التوبۃ:۵۱۔ "وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لاَ يَعْلَمُهَا"الخ، الانعام:۵۹۔ بخاری، "عن زيدِ بنِ وهب قال عبد اللہ حدثنا رسول اللہ ﷺ وهو الصادِق"الخ، باب ذکر الملائکۃ، حدیث نمبر:۲۹۶۹۔ ترمذی، "عن ابنِ عباس قال كُنت خلف رسولِ اللہ ﷺ یوماً فقال یاغلامُ إِنِى"الخ، وهذا حديث حسن صحيح، باب منہ بعد باب ماجاء فی صفۃ اوانی الحوض، حدیث نمبر:۲۴۴۰)

بند

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہ ہوگا جب تک کہ

تقدیر پر ایمان لائے، اس کی بھلائی پر بھی اور اس کی برائی پر بھی؛ یہاں تک کہ یقین کرے کہ جو بات واقع ہونے والی تھی وہ اس سے ہٹنے والی نہ تھی اور جو بات اس سے ہٹنے والی تھی وہ اس پر واقع ہونے والی نہ تھی

(ترمذی، "عن جابِرِ بنِ عبدِ اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ لایؤمِن عبدٌ"الخ، وھذا حدیث غریب، باب ماجاء فی الایمان بالقدر خیرہ وشرہ، حدیث نمبر:۲۰۷۰)

تقدیر پر ایمان کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ یہ شخص کامیابی میں شکر کریگا اور ناکامی میں صبر کریگا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اس آیت میں بتلایا **"لِّكَيْلَاتَاْسَوْا عَلٰى مَافَاتَكُمْ وَلَاتَفْرَحُوْا بِمَآاٰتٰكُمْ"** (الحدید:۲۳) "تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے تم اس پر رنج نہ کرو اور تاکہ جو چیز تم کو عطا فرمائی ہے اس پر اتراؤ نہیں" (ترجمہ تھانوی) لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تقدیر کا بہانہ کرکے شریعت کے موافق ضروری تدبیر کو بھی چھوڑ دے بلکہ یہ شخص تو کمزور تدبیر کو بھی نہ چھوڑیگا اور اس میں بھی امیدرکھے گا کہ خدا تعالیٰ اس میں بھی اثر دے سکتا ہے اس لیے کبھی ہمت نہ ہاریگا، جیسے بعض لوگوں کو یہ غلطی ہوجاتی ہے اور دین تو بڑی چیز ہے، دنیا کے ضروری کاموں میں بھی کم ہمتی کی برائی حدیث میں آئی ہے؛ چنانچہ "عوف بن مالک نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمایا تو ہارنے والا کہنے لگا **"حَسْبِیَ اللہُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ"** (مطلب یہ کہ خدا کی مرضی میری قسمت) حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کم ہمتی کو ناپسند فرماتا ہے؛ لیکن ہوشیاری سے کام لو (یعنی کوشش اور تدبیر میں کم ہمتی مت کرو) پھر جب

کوئی کام تمام ہمارا قابو سے باہر ہوجائے تب کہو **"حَسْبِیَ اللہ وَنِعْمَ الْوَکِیْلِ"**

(ابوداؤد، "عن عوفِ بنِ مالِک أَنہ حدثہم أَن النبِی ﷺ قضی بین رجلینِ فقال المقضِیُ علیِ"الخ، باب الرجل یحلف علی حقہ، حدیث نمبر:۳۱۴۳)

## مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پرایمان لانا

یعنی اس بات پر مکمل اعتماد ہوکہ مرنے کے بعد ایک مقررہ دن میں ساری انسانیت کو اللہ تبارک وتعالیٰ دوبارہ پیدا کریگا اور سب کا حساب وکتاب ہوگا اور جو رائی کے دانہ کے برابر نیکی کیا ہوگا تو اس کا جزا حاصل کریگا اور اور جو ذرّہ برابر برائی کیا ہوگا تو وہ اس پر سزا کا مستحق ہوگا

("فَمَن یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّ خَیْراً یَرَُالخ، الزلزال:۷،۸۔ "زَعَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا أَن لَّن یُبْعَثُوا"الخ، التغابن:۷۔ "لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ"الخ، المطففین:۴،۶۔ "وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ"الخ، الانبیائ:۴۷)

## قبر کی جزا وسزا پر ایمان لانا

یعنی یہ یقین رکھا جائے کہ قبر کی آسائشیں، راحتیں اور عذاب برحق ہے، فرشتوں کے سوالات حق ہیں اور یہ سب کچھ سچ ہے۔ حوالہ

(بخاری، "عن أَنس عن النبِی ﷺ قال العبد إِذاوضِع فِی قبرِ"الخ، باب المیت یسمع خفق النعال، حدیث نمبر:

۱۲۵۲۔ "عن عائِشــــۃ ؓ زوجِ النبِیِ ﷺ أَخــــبرتہ أَن رســــول اللہ ﷺ کـان یـدعو فِی الصـلاِۃ اللہم إِنِی ‘‘الخ، وبـاب الـدعاء قبـل السـلام، حـدیث نمـبر:۷۸۹۔ "عن ابنِ عبـاس قـال مـرّالنبِی ﷺ بِحائِط مِن حِیطـانِ المـدِینۃِ أَو مکّۃَ "الخ، وبـاب من الکبائر ان لایستتر من بولہ، حدیث نمبر:۲۰۹)

سب سے پہلا اور سب سے اہم بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں،

# اللہ تعالیٰ پر ایمان:

**عقیدہ(۱): تمام عـالم پہلے بالکـل ناپیـد تھا پھـر اللہ کے پیـدا کـرنے سـے موجـود ہوا۔**

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ خَـالِقُ کُـلِّ شَیْءٍ ... (المـومن: ٦٢) یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔
خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ(الانعام: ١٠١) اور اس نے بنائی ہے ہر چیز

## عقیـدہ(٢): اللہ ایـک ہے وہ کسـی کـا محتاج نہیں ، نہ اس نے کسی کوجنــا نہ وہ کسی سے جنـا گیـا نہ اسـکی کـوئی بی بی ہے۔کوئی اسکا مقابل کا نہیں ہے

قُلْ ہُـوَ اللّٰہُ اَحَـدٌ ١) اَللّٰہُ الصَّـمَدُ ٢ لَمْ یَلِـدْ وَلَمْ یُوْلَـدْ ٣ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ٤؛
تـو کہو وہ اللہ ایـک ہے اللہ بے نیـاز ہے نہ کسـی کـو جنـا نہ کسی سے جنا اور نہیں اُس کے جوڑ کا کوئی

## عقیـدہ(٣): وہ ہمیشـہ سـے ہے اور رہے گا

ہُـوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ(الحدیـد: ٣) وہی ہے سب سے پہلا اور سـب سے پچھلا
کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ (الرحمٰن: ٢٦) جو کوئی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے
وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰـلِ وَ الْاِکْرَامِ (الـرحمٰن : ٢٧) اور بـاقی رہے گا منہ تیرے رب کا بزرگی اور عظمت والا

## عقیدہ(٤): کوئی چیز اسـکے مثـل نہیں، وہ سب سے نرالا ہے۔

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (الشـوریٰ : ١١) نہیں ہے اس کی طـرح کـا سا کوئی

عقیدہ(۵): وہ زندہ ہے (البقرۃ :
۲۵۵) ہر چیز پر اس کی قدرت
ہے (البقرۃ : ۱۰) کوئی چیز اسکے علم
سے باہر نہیں (البقرۃ :۲۹) (العنکبوت:
۶۲) وہ سب کچھ دیکھتا ہے،سنتا
ہے، (الشوریٰ :۱۱) کلام فرماتا ہے لیکن
اس کا کلام ہم لوگوں کے کلام کی
طرح نہیں,(الفتح:۱۵) (الصافات:
۱۷۱) جو چاہے کرتا ہے، (ھود :
۱۰۷) کوئی اس کو روک ٹوک والا
نہیں وہی پوجنے کے قابل ہے اس کا
کوئی ساجھی نہیں، اپنے بندوں پر
مہربان ہے (الحشر:۲۲) بادشاہ ہے
سب عیبوں سے پاک ہے وہی اپنے
بندوں کوسب آفتوں سے بچاتا ہے
(الحشر:۲۳) و ہی عزت والا ہے بڑائی
والا ہے ساری چیزوں کا پیدا کرنے
والا ہے،(الأنعام:۱۰۱) اس کا کوئی پیدا
کرنے والا نہیں گناہوں کا بخشنے والا
ہے زبردست ہے بہت دینے والا ہے
روزی پہنچانے والا ہے،جس کی روزی
چاہے تنگ کردے اور جس کی چاہے
زیادہ کر دے جس کو چاہے پست کردے

**جس کو چاہے بلند کردے۔جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے زلت دے۔ انصاف والا ہے۔ بڑے تحمل اور برد اشت والا ہے۔خدمت اور عبادت کی قدر کرنے والا ہے،دعا کا قبول کرنے والا ہے۔سمائی والا ہے۔وہ سب پر حاکم ہے،اس پر کوئی حاکم نہیں۔اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔وہ سب کا کا م بنا نے والا ہے۔ اسی نے سب کو پیدا کیا ہے۔و ہی قیامت میں پھر پیدا کرے گا۔ وہی جِلاتا ہے۔ و ہی مارتا ہے۔ اس کو نشانیوں اور صفتوں سے سب جانتے ہیں۔اس کی ذات کی باریکی کو کوئی نہیں جان سکتا۔گناہ گاروں کی توبہ قبول کرتا ہے۔جو سزا کے قابل ہیں ان کو سزا د یتا ہے۔و ہی ہدایت کرتا ہے۔ جہاں میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بغیر اس کے حکم کے ذرہ نہیں ہل سکتا ۔ نہ وہ سو تا ہے نہ اونگھتا ہے(البقرہ:١٤٤) وہ تمام عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں۔و ہی سب چیزوں کو تھامے ہوئے ہے۔اسی طرح تمام اچھی اور کمال کی صفتیں اس کو حاصل ہیں اور بری اور نقصان کی**

**کوئی صفت اس میں نہیں،نہ اس میں کوئی عیب ہے۔ (البینہ:٥) [ترمذی : ٤/٣٧٠، ٣٥٠٧]**

**عقیدہ (٦): اس کی سب صفتیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور اس کی کوئی صفت کبھی جا نہیں سکتی۔**

وله صفات أزلية قائمة بذاته [شرح عقيد:٤٥]

**عقیدہ(٧) مخلوق کی صفتوں سے وہ پاک ہے اور قرآن و حدیث میں بعض جگہ جو ایسی باتوں کی خبر دی گئی ہے تو ان کے معنی اللہ کے حوالہ کریں کہ وہی اس کی حقیقت جانتا ہے اور ہم بے کھود کرید کیے اسی طرح ایمان لاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ اس کا مطلب ہے،وہ ٹھیک ہے اور حق ہے اور یہی بات بہتر ہے یا اس کے کچھ مناسب معنی لگالیں جس سے وہ سمجھ میں آجائے۔**

سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ (الصافات: ١٨٠) پاک ذات ہے تیرے رب کی وہ پروردگار عزت والا پاک ہے ان باتوں سے جو بیان کرتے ہیں

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰہِ الْاَمْثَالَ (النحل: ۷۴) سو مت چسپاں کرو (بٹھلاؤ) اللہ پر مثالیں

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (الشوریٰ : ۱۱) نہیں ہے اس کی طرح کا سا کوئی

وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا (آل عمران:۷) اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہم اس پر یقین لائے سب ہمارے رب کی طرف سے اتری ہیں

**عقیدہ(۸): عالم (دنیا) میں جو کچھ بھلا برا ہوتا ہے سب کو اللہ تعالی اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے۔تقدیر اسی کا نام ہے اور بری چیزوں کے پیدا کرنے میں بہت بھید ہیں جن کو ہر ایک نہیں جانتا۔**

اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ (القمر: ۴۹) ہم نے ہر چیز بنائی پہلے ٹھہرا کر

اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل:۷۴) بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

**عقیدہ(۹): بندوں کو اللہ تعالی نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں مگر بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔گناہ کے**

## کام سے اللہ تعالی ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں

فَمَن شَآءَ فَلْيُؤْمِن وَّمَن شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکھف:۲۹) پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے

وَ اللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ (والصافات:۹۶) اور اللہ نے بنایا تم کو اور جو تم عمل کرتے ہو

وَ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ وَ اِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ لَکُمْ (الزمر:۷) اور وہ پسند نہیں کرتا اپنے بندوں کا منکر ہونا اور اگر اس کا حق مانو گے تو اسکو تمہارے لئے پسند کرے گا

## عقیدہ(۱۰): اللہ تعالی نے بندوں کو ایسے کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہوسکے۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا (البقرَۃ: ۲۸٦)؛ اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اس کی گنجائش ہے۔

## عقیدہ(۱۱): کوئی چیز اللہ کے ذمہ ضروری نہیں وہ جوکچھ مہربانی کرے اسکا فضل ہے۔

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ (الانبیاء: ۲۳) اُس سے پوچھا نہ جائے جو وہ کرے

فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (البروج:۱۶) کر ڈالنے والا جو چاہے۔

## رسولوں پر ایمان:

**عقیدہ(۱۲): بہت سے پیغمبر اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے بندوں کو سیدھی راہ بتانے آئے ہیں اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں، گنتی ان کی پوری طرح اللہ ہی کو معلوم ہے، انکی سچائی بتانے کو اللہ تعالی نے انکے ہاتھوں ایسی نئی نئی اور مشکل باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کرسکتے۔ ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں ان پیغمبروں میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام تھے اور سب کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی درمیان میں ہوئے۔ ان میں بعضے بہت مشہور ہیں جیسے حضرت نوح، ابراہیم ، اسحٰق، اسماعیل، یعقوب، یوسف ، داؤد ، سلیمان ، ایوب ، موسٰی ، ہارون ، زکریّا، یحییٰ ، عیسیٰ ، الیاس ، الیسع ، یونس ، لوط ، ادریس ، ذوالکفل ، صالح ، ہود اورشعیب علیہم السلام۔**

اور ہم نے بھیجے ہیں رسول تجھ سے پہلے بعضے ان میں وہ ہیں کہ سنایا ہم نے تجھکو ان کا احوال اور بعضے ہیں کہ نہیں سنایا ...(المومن:۷۸) یعنی یہ سب نیکوکار تھے۔ (الانعام:۸۵)

موسٰی نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی تو وہ اسی وقت ایک بڑا اژدھا بن گیا۔ اور اپنا ہاتھ گریبان سے نکالا تو اسی دم دیکھنے والوں کی نگاہوں میں سفید براق یعنی روشن ہو گیا۔ (الاعراف:۱۰۷-۱۰۸) یعنی تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے سچ مچ پرندہ ہو جاتا ہے۔ (آل عمران:٤٩) وغیرہ

**عقیدہ(۱۳): سب پیغمبروں کی گنتی اللہ تعالی نے کسی کو نہیں بتائی اسلئے یوں عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے جتنے پیغمبرعلیہم السلام ہیں ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں جو ہم کو معلوم ہیں ان پر بھی اور جو نہیں معلوم ان پر بھی۔**

اور ہم نے بھیجے ہیں رسول تجھ سے پہلے بعضے ان میں وہ ہیں کہ سنایا ہم نے تجھکو ان کا احوال اور بعضے ہیں کہ نہیں سنایا ...(المومن:۷۸)؛

**عقیدہ(۱۴): پیغمبروں میں بعضوں کا مرتبہ بعضوں سے بڑا ہے۔ سب سے بڑا مرتبہ ہمارے پیغمبرمحمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور آپ کے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آسکتا۔ قیامت تک جتنے آدمی اور جنّ ہوں گے آپ سب کے پیغمبر ہیں۔**

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ...(البقرۃ:۲۵۳) یعنی یہ پیغمبر جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہے ہیں ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب:۴۰) یعنی محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں لیکن اللہ کے پیغمبر اور نبیوں کی مہر یعنی سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والے ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

## عقیدہ(۱۵): ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکے سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ کو منظور ہوا پہنچایا اور پھر مکے میں پہنچادیا۔ اسکو معراج کہتے ہیں۔

سُبْحَٰنَ ٱلَّذِىٓ أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِۦ لَيْلًا مِّنَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ إِلَى ٱلْمَسْجِدِ ٱلْأَقْصَى...(بني اسرائل:۱)؛ وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجدالحرام یعنی (خانۂ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک لے گیا...

وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ {53:13} عِندَ سِدْرَةِ ٱلْمُنتَهَىٰ {53:14} اور انہوں نے اس کو ایک بار بھی دیکھا ہے. پرلی حد کی بیری کے پاس

## فرشتوں پر ایمان:

**عقیدہ(۱۶): اللہ تعالی نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کرکے ان کو ہماری نظروں سے چھپادیا ہے ان کو فرشتے کہتے ہیں بہت سے کام انکے حوالے ہیں وہ کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے جس کام میں لگادیا ہے اس میں لگے رہتے ہیں ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں حضرت جبریل، میکائیل، اسرافیل،عزرائیل علیہم السلام اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق آگ سے بنائی ہے وہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتی انکو جن کہتے ہیں ان میں نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں انکے اولاد بھی ہوتی ہے ان سب میں زیادہ مشہور شریر ابلیس یعنی شیطان ہے**

**عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ " .**

[صحيح مسلم » كِتَاب الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ » بَاب فِي أَحَادِيثَ مُتَفَرِّقَةٍ، رقم الحديث: 5319]

فَٱلْمُدَبِّرَٰتِ أَمْرًا {79:5}یعنی پھر (دنیا کے) کاموں کا انتظام کرتے ہیں.

لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ {66:6}یعنی نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے اُنکو اور وہی کام کرتے ہیں جو اُنکو حکم ہو

وَخَلَقَ ٱلْجَآنَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ {55:15}یعنی اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا؛

إِنَّهُۥ يَرَىٰكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُۥ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ {7:27}یعنی وہ اور اس (شیطان) کے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے رہتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے

وَأَنَّا مِنَّا ٱلصَّٰلِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذَٰلِكَ {72:11}یعنی اور یہ کہ ہم میں کوئی نیک ہیں اور کوئی اور طرح کے۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟ لِءَادَمَ فَسَجَدُوٓا۟ إِلَّآ إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ ٱلْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِۦٓ أَفَتَتَّخِذُونَهُۥ وَذُرِّيَّتَهُۥٓ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِى وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّۢ بِئْسَ لِلظَّٰلِمِينَ بَدَلًا {18:50}یعنی
اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس (نے نہ کیا) وہ جنات میں سے تھا تو اپنے پروردگار کے حکم سے باہر ہوگیا۔ کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں (اور شیطان کی دوستی) ظالموں کے لئے (خدا کی دوستی کا) برا بدل ہے۔

**عقیدہ (۱۷): مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور دنیا سے محبت نہیں رکھتا اور پیغمبر علیہ السلام کی ہر طرح خوب تابعداری کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست اور پیارا ہوجاتا ہے۔ ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں۔ اس شخص سے کبھی ایسی باتیں ہونے لگتی ہیں جو اور لوگوں**

## سے نہیں ہوسکتیں ان باتوں کو کرامت کہتے ہیں

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَـآءَ ٱللَّهِ لَا خَـوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُـونَ {10:62} ٱلَّذِينَ ءَامَنُو ا وَكَانُو ا يَتَّقُونَ {10:63}
یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے. جو لوگ کہ ایمان لائے اور ڈرتے رہے

**کرامت_حضرت مریم (غیر نبی - امتی):**
كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا ٱلْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَٰمَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ { 3:37 }؛ زکریا جب کبھی عبادت گاہ میں اس کے پاس جاتے تو اس کے پاس کھانا پاتے (یہ کیفیت دیکھ کر ایک دن مریم سے پوچھنے لگے کہ مریم یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے وہ بولیں کہ خدا کے ہاں سے (آتا ہے)؛

## عقیدہ (۱۸): ولی کتنے ہی بڑے درجے کو پہنچ جائے مگر نبی کے برابر نہیں ہوسکتا

وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ {6:86}؛ اور سب کو ہم نے بزرگی دی (اپنے زمانے کے) سارے جہان والوں پر

## عقیدہ (۱۹): اللہ کا کیسا ہی پیارا ہوجائے مگر جب تک ہوش و حواس باقی ہوں شرع کا پابند رہنا فرض ہے۔ نماز، روزہ اور دیگر کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی ہے جو گناہ کی باتیں ہیں وہ اس کیلیے درست نہیں ہوجاتیں

أَيَحْسَبُ ٱلْإِنسَٰنُ أَن يُتْرَكَ سُدًى {75:36}؛ کیا انسان خیال کرتا ہے کہ یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا؟

## عقیدہ (٢٠): جو شخص شریعت کے خلاف ہو وہ اللہ کا دوست نہیں ہوسکتا اگر اسکے ہاتھ سے کوئی اچنبھے کی بات دکھائی دے یا تو وہ جادو ہے یا نفسانی اور شیطانی دھندے ہیں اس سے عقیدہ نہ رکھنا چاہیے۔

ثُمَّ جَعَلْنَٰكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍۢ مِّنَ ٱلْأَمْرِ فَٱتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ ٱلَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ {45:18}؛ پھر ہم نے تم کو دین کے کھلے رستے پر (قائم) کر دیا تو اسی (رستے) پر چلے چلو اور نادانوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا؛

وَاتَّبَعوا ما تَتلُوا الشَّيٰطينُ عَلىٰ مُلكِ سُلَيمٰنَ وَما كَفَرَ سُلَيمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطينَ كَفَروا يُعَلِّمونَ النّاسَ **السِّحرَ** وَما أُنزِلَ عَلَى المَلَكَينِ بِبابِلَ هٰروتَ وَمٰروتَ وَما يُعَلِّمانِ مِن أَحَدٍ حَتّىٰ يَقولا إِنَّما نَحنُ فِتنَةٌ فَلا تَكفُر فَيَتَعَلَّمونَ مِنهُما ما يُفَرِّقونَ بِهِ بَينَ المَرءِ وَزَوجِهِ وَما هُم بِضارّينَ بِهِ مِن أَحَدٍ إِلّا بِإِذنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمونَ ما يَضُرُّهُم وَلا يَنفَعُهُم وَلَقَد عَلِموا لَمَنِ اشتَرىٰهُ ما لَهُ فِى الءاخِرَةِ مِن خَلٰقٍ وَلَبِئسَ ما شَرَوا بِهِ أَنفُسَهُم لَو كانوا يَعلَمونَ {2:102}
اور پیچھے ہو لئے اس علم کے جو پڑتے تھے شیطان سلیمان کی بادشاہت کے وقت اور کفر نہیں کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ سکھلاتے تھے لوگوں کو جادو اور اس علم کے پیچھے ہو لئے جو اترا دو فرشتوں پر شہر بابل میں جن کا نام ہاروت اور ماروت ہے اور نہیں سکھاتے تھے وہ دونوں فرشتے کسی کو جب تک یہ نہ کہدیتے کہ ہم تو آزمائش کے لئے ہیں سو تو کافر مت ہو پھر ان سے سیکھتے وہ جادو جس سے جدائی ڈالتے ہیں مرد میں اور اسکی عورت میں اور وہ اس سے نقصان نہیں کر سکتے کس کا بغیر حکم اللہ کے اور سیکھتے ہیں وہ چیز جو نقصان کرے ان کا اور فائدہ نہ کرے اور وہ خوب جان چکے ہیں کہ جس نے اختیار کیا جادو کو نہیں اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ اور بہت ہی بری چیز ہے جسکے بدلے بیچا انہوں نے اپنے آپکو اگر ان کو سمجھ ہوتی

وَجاءَ **السَّحَرَةُ** فِرعَونَ قالوا إِنَّ لَنا لَأَجرًا إِن كُنّا نَحنُ الغٰلِبينَ {7:113} قالَ أَلقوا فَلَمّا أَلقَوا **سَحَروا** أَعيُنَ النّاسِ وَاستَرهَبوهُم وَجاءو **بِسِحرٍ** عَظيمٍ {7:116}
اور آئے جادوگر فرعون کے پاس بولے ہمارے لئے کچھ مزدوری ہے اگر ہم غالب ہوئے. کہا ڈالو پھر اجب انہوں نےڈالا باندھ دیا لوگوں کی آنکھوں کو اور ان کو ڈرا دیا اور لائے بڑا جادو

قالَ موسىٰ أَتَقولونَ لِلحَقِّ لَمّا جاءَكُم **أَسِحرٌ** هٰذا وَلا يُفلِحُ **السّٰحِرونَ** {10:77}
کہا موسٰی نے کیا تم یہ کہتے ہو حق بات کو جب وہ پہنچے تمہارے پاس کیا یہ جادو ہے اور نجات نہیں پاتے جادو کرنے والے

فَلَمّا أَلقَوا قالَ موسىٰ ما جِئتُم بِهِ **السِّحرُ** ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبطِلُهُ إِنَّ اللَّهَ لا يُصلِحُ عَمَلَ المُفسِدينَ {10:81}

پھر جب انہوں نے ڈالا موسیٰ بولا کہ جو تم لائے ہو سو جادو ہے، اب اللہ اسکو بگاڑتا ہے بیشک اللہ نہیں سنوارتا شریروں کے کام

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ {3:31} قُلْ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلْكَٰفِرِينَ {3:32}؛
(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے. کہہ دو کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا؛

لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ...{10:64}؛ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔

# عقیدہ (۲۱): ولی لوگوں کو بعض بھید کی باتیں سوتے اور جاگتے میں معلوم ہوجاتی ہیں، اسکو "کشف اور الہام" کہتے ہیں اگر وہ شرع کے موافق ہے تو قبول ہے اور اگر شرع کے خلاف ہے تو رَد ہے۔

(لیکن یہ کشف یا الہام کوئی شرعی دلائل سے نہیں کہ ان سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوسکتا، یہ مثبت احکام نہیں مظہر احکام اسرار شرعی ہیں.

**القرآن : وَلا يُحيطونَ بِشَيءٍ مِن عِلمِهِ إِلّا بِما شاءَ [البقرة:255]**

**اور وہ سب احاطہ نہیں کر سکتے کسی چیز کا اس کی معلومات میں سے مگر جتنا کہ وہی چاہے۔**

**حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيل(بخاري)، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الطَّيِّبِ ، حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ سَلَّامٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ ، عَنْ عَطِيَّةَ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ ، ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ سورة الحجر آية 75 " ، قَالَ أَبُو عِيسَى : هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا**

الْوَجْهِ ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الْآيَةِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ سورة الحجر آية 75 ، قَالَ : لِلْمُتَفَرِّسِينَ .[جامع الترمذي « كِتَاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ « رقم الحديث: 3071]

ترجمہ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بچو (ڈرو) مومن کی فراست سے پس بےشک وہ دیکھتا ہے اللہ کی روشنی (نور) سے. پھر (نبی نے) قرآن کی یہ آیت قرأت فرمائی: "بےشک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے".

## حديث : (( من عمل بما علم ورثه الله تعالى علم ما لم يعمل ))

ذكره الحارث المحاسبي في رسالة المسترشدين ص 100 ، والكلاباذي في بحر الفوائد ص 100 ، والطوسي في اللمع ص 100 ، والغزالي في إحياء علوم الدين ص 106 / 1 ، وابن عربي في تفسيره ص 13 / 1 ، وصالح الجعفري في المنتقى النفيس ص 22 .

أخرجه أبو نعيم في الحلية [أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْحَوَارِيِّ « رقم الحديث: 14863] قال : حدثنا عثمان بن محمد العثماني حدثني أحمد بن عبد الله بن سليمان القرشي قال : سمعت أبا الحسن علي بن صالح بن هلال القرشي يقول ثنا أحمد ابن أصرم المزني العقيلي قال : سمعت يحيى بن معين يقول : التقى أحمد بن حنبل وأحمد بن أبي الحواري بمكة فقال أحمد بن حنبل لأحمد بن أبي الحواري : يا أحمد حدثنا بحكاية سمعتها من أستاذك أبي سليمان الداراني فقال : يا أحمد قل سبحان الله بلا عجب فقال أحمد بن حنبل : سبحان الله وطولها بلا عجب فقال أحمد بن أبي الحواري : سمعت أبا سليمان يقول : إذا اعتقدت النفوس على ترك الآثام جالت في الملكوت وعادت إلى ذلك العبد بطرائف الحكمة من غير أن يؤدي إليها عالم علما قال : فقام أحمد بن حنبل ثلاثا وجلس ثلاثا وقال : ما سمعت في الاسلام حكاية أعجب من هذه إلي ثم ذكر أحمد بن حنبل عن يزيد بن هارون عن حميد الطويل عن أنس بن مالك أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : (( من عمل بما يعلم ورثه الله علم ما لم يعلم )) ثم قال لأحمد ابن أبي الحواري صدقت يا أحمد وصدق شيخك .

وقال أبو نعيم عقبه : (( ذكر أحمد بن حنبل هذا الكلام عن بعض التابعين عن عيسى بن مريم عليه السلام فوهم بعض الرواة أنه ذكره عن النبي صلى الله عليه وسلم فوضع هذا الإسناد عليه لسهولته وقربه وهذا الحديث لا يحتمل بهذا الإسناد عن أحمد بن حنبل )) [ ص 14 – 15 / 10 ] ، وقال الشوكاني : (( رواه أبو نعيم وهو ضعيف )) [ الفوائد المجوعة في الأحاديث الموضوعة ص 258 ] ، وقال محمد بن طاهر الهندي : (( لأبي نعيم ضعيف )) [ تذكرة الموضوعات ص 20 ] ، وذكره السبكي ضمن الأحاديث التي لم يجد لها إسنادا التي في إحياء علوم الدين ص 290 / 6 .

## وعن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه سلم قال : (( العلم حياة الإسلام ، وعماد الإيمان ، ومن علم علماً أنمى الله له أجره إلى يوم القيامة ، ومن تعلم علماً يعمل به ؛ كان حقاً على الله أن يعلمه علماً لم يكن يعلمه ))

قال الألباني في سليلة الأحاديث الضعيفة : (( ضعيف جداً أخرجه الديلمي (2/ـ 303) معلقاً عن أبي الشيخ بسنده ، عن بقية ، عن أبي مكرم بن حميد ، عن جويبر ، عن الضحاك ، عن ابن عباس مرفوعاً .

قلت : وهذا إسناد ضعيف جداً ؛ جويبر متروك . وأبو مكرم بن حميد ؛ لم أعرفه ، ولعله من شيوخ بقية المجهولين . وبقية مدلس ، وقد عنعنه )) [ ح 3942 ]

قول مروي عن الخليفة الراشد عمر بن عبد العزيز رحمه الله تعالىٰ، فقد روى الطبري في تاريخه عن عبد الرحمن بن مهدي عن سفيان قال: قال عمر بن عبد العزيز: من عمل على غير علم كان ما يفسد أكثر مما يصلح، ومن لم يعد كلامه من عمله كثرت ذنوبه... رواه ابن سعد في الطبقات عن سفيان عن رجل من أهل مكة عن عمر بن عبد العزيز قال... إلخ.

**لیکن حدیث کے اس مضمون مقبول ہے قرآنی مضمون سے تائید حاصل ہونے کے سبب: جو مومن نماز قائم کرتے اور زکوات ادا کرتے (رہنے کا عمل کرتے) ہیں...ان کے متعلق فرمایا :**

## وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:69)

**ترجمہ : اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں**

**{أُوْلَئِكَ عَلَى هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ} (البقرة:5)**
**ترجمہ : وہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے پروردگار کی طرف سے اور وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے.**

**اصول حدیث میں صحیح مضمون کی ضعیف حدیث بھی مقبول ہوتی ہے:** (وہ ہیں) جو اسناد کی حیثیت سے مردود ، معنا کے لحاظ سے مقبول ہیں (فتاویٰ علماۓ حدیث : ۷/۷۳ )؛
چونکہ علماء نے اس کو قبول کیا ہے، سو اس حدیث کو اسناد کے لحاظ سے مردود اور معنا کے حثیت سے قبول کیا ہے. (فتاویٰ علماۓ حدیث : ۷/۷۳)

**((حکم : صحیح یہی ہے کہ یہ حدیث صحیح سند (ثبوت) سے "نبوی" ہونا ثابت نہیں ، لیکن اس کا معنی کے مقبول و صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں.))**

# عقیدہ (۲۲): اللہ و رسول نے دین کی سب باتیں قرآن و حدیث میں بندوں کو بتادیں۔ اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں۔ ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں۔ بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔

امام دار_ہجرت امام مالک رح (المتوفی ١٧٩ھ) بدعات کی تردید کرتے ہوتے ارشاد فرماتے ہیں؛
"من ابتدع في الإسلام بدعةً **يراها حسنة** فقد زعم أن محمدًا صلى الله عليه وسلم خان الرسالة، لأن الله يقول: "اليوم أكملت لكم دينكم..." (المائدة/3) فما لم يكن يومئذ دينًا فلا يكون اليوم دينًا". [كتاب الاعتصام للشاطبي : ١/٤٧، ٢/١٥٠]

جس نے اسلام میں کوئی بدعت نکالی، جس کو وہ **اچھا سمجھتا** ہے، تو گویا اس نے یہ گمان کیا حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے ادائیگی_رسالت میں خیانت کی. کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: "آج کے دین میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا..."(المائدہ:۳)، پس جو چیز اس وقت دین نہ تھی آج بھی ہرگز دین نہیں ہوسکتی؛

**عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ "**

[صحيح البخاري » كِتَاب الصُّلْحِ » بَاب إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ ... **رقم الحديث: 2513 (2697)**]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو دین میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا {4:59}
اے ایمان والو! حکم مانو اللہ (تعالیٰ) کا اور حکم مانو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اور اولوالامر کا جو تم میں سے ہوں، پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اسے لوٹاؤ اللہ (تعالیٰ) اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف، اگر تم ایمان (ویقین) رکھتے ہو اللہ پر، اور قیامت کے دن پر، یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام.(سورہ-النساء:۵۹)

**حضرت عبداللہ بن مسعود (رض) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو چیزیں ہیں ایک کلام اور دوسرا طریقہ، پس سب سے بہتر کلام اللہ کا کلام ہے اور سب سے بہتر طریقہ محمد کا طریقہ ہے، خبردار نئی نئی باتوں سے بچنا کیونکہ بدترین کام دین میں نئی چیز پیدا کرنا ہے جبکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے دھیان رکھنا کہ طویل طویل امیدیں باندھنے نہ لگ جانا مبادا کہ تمہارے دل سخت ہوجائیں خبردار وہ آنے والی (موت) قریب ہے دور تو وہ چیز ہے جو پیش آنے والی نہیں ہے ، آگاہ رہو بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں بدبخت ہوگیا اور خوش بخت وہ ہے جو اپنے غیر سے نصیحت حاصل کرے، خبردار مومن مسلمان کے ساتھ قتال کفر ہے اور اس کو گالی دینا فسق ہے کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے آگاہ رہو اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کیونکہ جھوٹ نہ سنجیدگی کی حالت میں جائز ہے نہ ہنسی مذاق میں کوئی شخص اپنے بچے سے ایسا وعدہ نہ کرے کہ پھر اسے پورا نہ کرے کیونکہ جھوٹ نافرمانی تک لے جاتا ہے اور نافرمانی جہنم تک لے جاتی ہے اور سچ نیکی تک لے جاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور سچے شخص کے لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے سچ کہا بھلائی کی جبکہ جھوٹے کے لئے کہا جاتا ہے کہ اسے جھوٹ بولا اور نافرمانی کی ، خبردار بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھا جاتا ہے۔**
[سنن ابن ماجه » كِتَاب ابْنُ مَاجَهْ » بَاب اجْتِنَابِ الْبِدَعِ وَالْجَدَلِ، **رقم الحديث: 45**]

**حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرِ بْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ يَعْنِي ابْنَ زَبْرٍ ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي الْمُطَاعِ ، قَالَ : سَمِعْتُ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ ، يَقُولُ : قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**

وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ، فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ ، فَقِيلَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَعَظْتَنَا مَوْعِظَةَ مُوَدِّعٍ ، فَاعْهَدْ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ ، فَقَالَ : " **عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ ، وَالسَّمْعِ ، وَالطَّاعَةِ ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا ، وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا ، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي ، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ، وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ الْمُحْدَثَاتِ ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ** " .

[سنن ابن ماجه » كِتَاب ابْنُ مَاجَهْ » بَاب اتِّبَاعِ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ ...، **رقم الحديث: 42**]

**حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے ایسا جامع وعظ کیا کہ دل کانپ اٹھے اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ نے ہمیں ایسی نصیحت فرمائی ہے جس طرح رخصت کرنے والا نصیحت کرتا ہے آپ ہم سے کوئی عہد لے لیں ، انہوں نے فرمایا ، اللہ کے ڈر کو مضبوطی سے پکڑو امیر کا حکم سننا اور ماننا لازم کرلو اگرچہ وہ حبشی غلام ہو عنقریب تم میرے بعد سخت اختلافات دیکھو گے، پس تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کو لازم پکڑ لینا ان کے طریقے کو دانتوں سے پکڑ لینا بدعات سے اپنے آپ کو بچانا کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔**

المحدث : الألباني

المصدر : السلسلة الصحيحة الصفحة أو الرقم: 937 ، 2735 خلاصة حكم المحدث :إسناده صحيح رجاله ثقات

المصدر : صحيح الترغيب الصفحة أو الرقم: 37 خلاصة حكم المحدث : صحيح

**تخريج الحديث**

| م | طرف الحديث | الصحابي | اسم الكتاب | أفق | العزو | المصنف | سنة الوفاة |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبد حبشي من يعش منكم يرى اختلافا كثيرا إياكم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة من أدرك ذلك منكم عليه بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | جامع الترمذي | 2619 | 2676 | محمد بن عيسى الترمذي | 256 |
| 2 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات | عرباض بن سارية | سنن أبي داود | 3993 | 4607 | أبو داود السجستاني | 275 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 3 | الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا سترون من بعدي اختلافا شديدا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم والأمور المحدثات كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | سنن ابن ماجه | 42 | 42 | ابن ماجة القزويني | 275 |
| 4 | تركتكم على البيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ عنها بعدي إلا هالك من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بما عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ عليكم بالطاعة وإن عبدا حبشيا المؤمن كالجمل الأنف حيثما قيد انقاد | عرباض بن سارية | سنن ابن ماجه | 43 | 44 | ابن ماجة القزويني | 275 |
| 5 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم والمحدثات كل محدثة بدعة | عرباض بن سارية | سنن الدارمي | 95 | 95 | عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي | 255 |
| 6 | تركتكم على البيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ عنها بعدي إلا هالك من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بما عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عليكم بالطاعة وإن عبدا حبشيا عضوا عليها بالنواجذ المؤمن كالجمل الأنف حيثما انقيد انقاد | عرباض بن سارية | مسند أحمد بن حنبل | 16811 | 16692 | أحمد بن حنبل | 241 |
| 7 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم يرى بعدي اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل محدثة بدعة كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | مسند أحمد بن حنبل | 16813 | 16694 | أحمد بن حنبل | 241 |
| 8 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين فتمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل محدثة بدعة كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | مسند أحمد بن حنبل | 16814 | 16695 | أحمد بن حنبل | 241 |

| 9 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا مجدعا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين فتمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | صحيح ابن حبان | 5 | 5 | أبو حاتم بن حبان | 354 |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 10 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن أمر عليكم عبد حبشي من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | المستدرك على الصحيحين | 300 | 1 : 95 | الحاكم النيسابوري | 405 |
| 11 | تركتكم على البيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ عنها بعدي إلا هالك من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بما عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين من بعدي عليكم بالطاعة وإن كان عبدا حبشيا عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | المستدرك على الصحيحين | 302 | 1 : 96 | الحاكم النيسابوري | 405 |
| 12 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين فتمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل محدثة بدعة كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | المستدرك على الصحيحين | 303 | 1 : 97 | الحاكم النيسابوري | 405 |
| 13 | عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة سترى من بعدي اختلافا شديدا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم والمحدثات كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | المستدرك على الصحيحين | 304 | 1 : 97 | الحاكم النيسابوري | 405 |
| 14 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء من بعدي الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | المسند المستخرج على صحيح مسلم لأبي نعيم | 1 | 1 | أبو نعيم الأصبهاني | 430 |
| 15 | تركتكم على البيضاء ليلها كنهارها لا بعدي إلا هالك من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بما | عرباض بن سارية | المسند المستخرج على صحيح مسلم لأبي نعيم | 2 | 2 | أبو نعيم الأصبهاني | 430 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عليكم بالطاعة وإن عبدا حبشيا عضوا عليها بالنواجذ المؤمن كالجمل الآنف حيث قيد انقاد | | | | | | |
| 16 | عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا سترون من بعدي اختلافا شديدا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم والمحدثات كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | المسند المستخرج على صحيح مسلم لأبي نعيم | 3 | 4 | أبو نعيم الأصبهاني | 430 |
| 17 | تركتكم على الواضحة ليلها كنهارها لا يرغب عنها بعدي منكم إلا هالك | عرباض بن سارية | المسند المستخرج على صحيح مسلم لأبي نعيم | 4 | 5 | أبو نعيم الأصبهاني | 430 |
| 18 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن تأمر عليكم عبد من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | السنن الكبرى للبيهقي | 18715 | 10 : 113 | البيهقي | 458 |
| 19 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين فتمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي | 26 | 50 | البيهقي | 458 |
| 20 | تركتم على البيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ عنها بعدي إلا هالك من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بما عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي عليكم بالطاعة وإن عبدا حبشيا عضوا عليها بالنواجذ المؤمن كالجمل الأنف حيث ما قيد انقاد | عرباض بن سارية | المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي | 27 | 51 | البيهقي | 458 |
| 21 | عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة ولو عبدا حبشيا سترون بعدي اختلافا شديدا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين بعدي وعضوا عليها بالنواجذ إياكم والمحدثات كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | البحر الزخار بمسند البزار 10-13 | 119 | 4201 | أبو بكر البزار | 292 |
| 22 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا | عرباض بن سارية | مسند الشاميين للطبراني | 430 | 437 | سليمان بن أحمد الطبرا | 360 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | | | | | ي | |
| 23 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي ير اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين بعدي عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | مسند الشاميين للطبراني | 690 | 697 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 24 | عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا سترى من بعدي اختلافا شديدا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين وعضوا عليها بالنواجذ إياكم والمحدثات كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | مسند الشاميين للطبراني | 776 | 786 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 25 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي يرى اختلافا كثيرا إياكم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة من أدرك ذلك منكم فعليه بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | مسند الشاميين للطبراني | 1157 | 1180 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 26 | من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين بعدي فعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل محدثة ضلالة | عرباض بن سارية | مسند الشاميين للطبراني | 1357 | 1379 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 27 | تركتكم على البيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ عنها بعدي إلا هالك من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بما عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين من بعدي عليكم بالطاعة وإن عبدا حبشيا عضوا عليها بالنواجذ المؤمن كالجمل الأنف حيثما انقيد انقاد | عرباض بن سارية | مسند الشاميين للطبراني | 1997 | 2017 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 28 | عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا سيرى من بقي من بعدي اختلافا شديدا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين وعضوا عليها بالنواجذ إياكم والمحدثات كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | المعجم الأوسط للطبراني | 66 | 66 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 29 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش بعدي فسيرى اختلافا كثيرا | عرباض بن سارية | المعجم الكبير للطبراني | 15040 | 617 | سليمان بن أحمد الطبرا | 360 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | عليكم بسنتي وسنة الخلفاء بعدي الراشدين المهديين وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | | | | | ي | |
| 30 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا إياكم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | المعجم الكبير للطبراني | 15041 | 618 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 31 | تركتكم على البيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ عنها بعدي إلا هالك من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بما عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء الراشدين عليكم بالطاعة وإن عبدا حبشيا عضوا عليها بالنواجذ المؤمن كالجمل الأنف حيثما قيد انقاد | عرباض بن سارية | المعجم الكبير للطبراني | 15042 | 619 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 32 | عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا سيرى من بقي بعدي اختلافا شديدا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين وعضوا عليها بالنواجذ إياكم والمحدثات كل محدثة ضلالة | عرباض بن سارية | المعجم الكبير للطبراني | 15044 | 622 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 33 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا إياكم ومحدثات الأمور فإنها بدعة من أدرك ذلك منكم فعليه بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | المعجم الكبير للطبراني | 15045 | 623 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 34 | عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل محدثة ضلالة | عرباض بن سارية | المعجم الكبير للطبراني | 15046 | 624 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 35 | تركتكم على البيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ عنها بعدي منكم إلا هالك من يعش منكم يرى اختلافا كثيرا إياكم والبدع عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين عضوا عليها بالنواجذ عليكم بالسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا | عرباض بن سارية | المعجم الكبير للطبراني | 15065 | 642 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |

| 36 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا فإنه من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | مشيخة ابن جماعة | 246 | 2 : 556 | ابن جماعة | 739 |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 37 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا إياكم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة من أدرك ذلك منكم فعليه بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | معجم شيوخ الابرقوهى | 288 | --- | أحمد بن إسحاق بن محمد الأبرقوهي | 701 |
| 38 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا فإنه من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | مشيخة ابن البخاري | 1 | --- | أحمد بن محمد الظاهري الحنفي | 696 |
| 39 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا فإنه من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | مشيخة ابن البخاري | 2 | --- | أحمد بن محمد الظاهري الحنفي | 696 |
| 40 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين بعدي عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | مشيخة ابن البخاري | 3 | --- | أحمد بن محمد الظاهري الحنفي | 696 |
| 41 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي سيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | الأربعين حديثا للآجري | 10 | 8 | الآجري | 360 |
| 42 | تركتكم على البيضاء ليلها ونهارها لا يزيغ عنها بعدي | عرباض بن سارية | سبعة مجالس أملاها أبو | 73 | 1 : 91 | أبو طاهر | 393 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | إلا هالك من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بما عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عليكم بالطاعة وإن عبدا حبشيا عضوا عليها بالنواجذ | | طاهرالمخلص | | | المخلص | |
| 43 | عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا سيرى من بقي من بعدي منكم اختلافا شديدا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين عضوا عليها بالنواجذ إياكم والمحدثات كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | فوائد تمام الرازي | 213 | 225 | تمام بن محمد الرازي | 414 |
| 44 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء المهديين فتمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ إياكم وكل محدثة فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | فوائد تمام الرازي | 338 | 355 | تمام بن محمد الرازي | 414 |
| 45 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا إياكم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة من أدرك ذلك منكم عليه بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | الأربعون البلدانية أربعون حديثا لأربعين شيخا من أربعين بلدا | 40 | 40 | ابن عساكر الدمشقي | 571 |
| 46 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا إياكم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة من أدرك ذلك منكم فعليه بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | المجالس الخمسة السلماسية للسلفي | 25 | 25 | أبو طاهر السلفي | 576 |
| 47 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | جزء فيه أحاديث مستخرجة من كتاب الخلافة | 3 | --- | أبو عبد الله محمد بن عطية الشامي | 330 |
| 48 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كبيرا إياكم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة من أدرك ذلك منكم فعليه بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين وعضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | الثالث من حديث أبي العباس الأصم | 96 | --- | محمد بن يعقوب الأصم | 346 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 49 | عليكم بالسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا | عرباض بن سارية | الخامس والعشرون من فوائد أبي عبد الله بن مروان | 15 | --- | محمد بن إبراهيم بن عبد الملك بن مروان | 330 |
| 50 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين فتمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ إياكم وكل محدثة كل محدثة بدعة كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | جزء أبي ذر الهروي | 22 | --- | عبد بن أحمد الهروي | 434 |
| 51 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء المهديين فتمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ إياكم وكل محدثة إن كل محدثة بدعة كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | حديث أبي الفوارس الصابوني | 175 | --- | محمد بن الفضل بن نظيف | 431 |
| 52 | عليكم بالسمع والطاعة لمن ولاه الله أمركم وإن كان عبدا حبشيا سيرى من بقي منكم بعدي اختلافا كثيرا من أدرك ذلك منكم فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء من بعدي المهديين وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة | عرباض بن سارية | حديث عباس الترقفي | 52 | --- | عباس بن عبد الله الترقفي | 267 |
| 53 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا إياكم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة من أدركه منكم فعليه بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين وعضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | الثامن من معجم شيوخ الدمياطي | 19 | --- | عبد المؤمن بن خلف الدمياطي | 705 |
| 54 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل محدثة بدعة كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | الثامن من معجم شيوخ الدمياطي | 36 | --- | عبد المؤمن بن خلف الدمياطي | 705 |
| 55 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين فتمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ إياكم محدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | أمالي ابن بشران | 56 | 1 : 45 | أبو القاسم بن بشران | 430 |

| 56 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا فإنه من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين فتمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | أمالي ابن بشران ( مجالس أخرى ) | 53 | 1 : 45 | عبد الملك بن بشران | 431 |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 57 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا فإنه من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين فتمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | أمالي ابن بشران 2 | 54 | --- | أبو القاسم بن بشران | 430 |
| 58 | عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين وعضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | غريب الحديث للحربي | 2166 | 3 : 1172 4 | إبراهيم بن إسحاق الحربي | 285 |
| 59 | عليكم بالطاعة وإن عبدا حبشيا المؤمن كالجمل الأنف حيثما قيد انقاد | عرباض بن سارية | أمثال الحديث لأبي الشيخ الأصبهاني | 179 | 206 | أبو الشيخ الأصبهاني | 369 |
| 60 | تركتكم على البيضاء ليلها كنهارها لا يهلك عندها بعدي إلا هالك من يعش منكم يرى اختلافا إياكم والبدع عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين بعدي عضوا عليها بالنواجذ عليكم بالسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا | عرباض بن سارية | موضح أوهام الجمع والتفريق للخطيب | 1725 | 2 : 488 | الخطيب البغدادي | 463 |
| 61 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن أمر عليكم عبد من يعش منكم فيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | المدخل إلى الصحيح | 1 | --- | الحاكم النيسابوري | 405 |
| 62 | تركتكم على البيضاء ليلها كنهارها فلا يزيغ عنها إلا هالك من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بما عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين بعدي عليكم بالطاعة وإن عبدا حبشيا عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | المدخل إلى الصحيح | 2 | --- | الحاكم النيسابوري | 405 |
| 63 | تركتكم على مثل البيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ بعدي عنها إلا هالك | عرباض بن سارية | السنة لابن أبي عاصم | 41 | 48 | ابن أبي عاصم | 287 |
| 64 | تركتكم على مثل البيضاء | عرباض بن | السنة لابن أبي | 42 | 49 | ابن | 287 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | ليلها كنهارها لا يزيغ عنها بعدي إلا هالك | سارية | عاصم | | | أبي عاصم | |
| 65 | اتقوا الله وعليكم بالسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء من بعدي الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | السنة لابن أبي عاصم | 46 | 54 | ابن أبي عاصم | 287 |
| 66 | من بقي بعدي منكم فسيرى اختلافا شديدا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | السنة لابن أبي عاصم | 47 | 55 | ابن أبي عاصم | 287 |
| 67 | عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | السنة لابن أبي عاصم | 49 | 59 | ابن أبي عاصم | 287 |
| 68 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة | عرباض بن سارية | السنة لابن أبي عاصم | 861 | 1037 | ابن أبي عاصم | 287 |
| 69 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش بعدي يرى اختلافا كثيرا إياكم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة من أدركته منكم فعليه بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | البدع لابن وضاح | 73 | 77 | ابن وضاح المرواني | 287 |
| 70 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا مجدعا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | السنة للمروزي | 56 | 70 | محمد بن نصر المروزي | 294 |
| 71 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | السنة للمروزي | 57 | 71 | محمد بن نصر المروزي | 294 |
| 72 | عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين بعدي عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | السنة للمروزي | 58 | 73 | محمد بن نصر المروزي | 294 |
| 73 | أوصيكم بتقوى الله والطاعة والسمع وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي سيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين | عرباض بن سارية | الشريعة للآجري | 85 | --- | الآجري | 360 |

| | عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل محدثة بدعة كل بدعة ضلالة | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 74 | تركتكم على البيضاء ليلها ونهارها ولا يزيغ عنها بعدي إلا هالك من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بما عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عليكم بالطاعة وإن عبدا حبشيا عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | الشريعة للآجري | 86 | --- | الآجري | 360 |
| 75 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين فتمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل محدثة بدعة كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | الإبانة الكبرى لابن بطة | 110 | 110 | ابن بطة العكبري | 387 |
| 76 | تركتكم على البيضاء ليلها ونهارها لا يرجع عنها بعدي إلا هالك من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بما عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ عليكم بالطاعة وإن كان عبدا حبشيا المؤمن كالجمل الأنف حيث قيد انقاد | عرباض بن سارية | شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي | 73 | 79 | هبة الله اللالكائي | 418 |
| 77 | أوصيكم عباد الله بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى بعدي اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي | 74 | 80 | هبة الله اللالكائي | 418 |
| 78 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا إياكم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة من أدرك ذلك منكم فعليه بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي | 1891 | 2296 | هبة الله اللالكائي | 418 |
| 79 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي سيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل محدثة | عرباض بن سارية | السنن الواردة في الفتن للداني | 123 | 123 | عثمان بن سعيد الداني | 444 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | بدعة كل بدعة ضلالة | | | | | | |
| 80 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم يرى اختلافا كثيرا إياكم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة من أدركته منكم فعليه بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | السنن الواردة في الفتن للداني | 124 | 124 | عثمان بن سعيد الداني | 444 |
| 81 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن أمر عليكم عبد من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | الاعتقاد إلى سبيل الرشاد للبيهقي | 219 | 1 : 185 | البيهقي | 458 |
| 82 | عليكم بالسمع والطاعة لمن ولاه الله أمركم وإن كان عبدا حبشيا سيرى من بقي منكم بعدي اختلافا كثيرا من أدرك ذاك منكم فعليه بسنتي وسنة الخلفاء المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة | عرباض بن سارية | شعب الإيمان للبيهقي | 7003 | 7515 | البيهقي | 458 |
| 83 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | شعب الإيمان للبيهقي | 7004 | 7516 | البيهقي | 458 |
| 84 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | ذم الكلام وأهله لعبد الله الأنصاري | 572 | 596 | عبد الله بن محمد الأنصاري | 481 |
| 85 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا من يعيش بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | تلبيس إبليس لابن الجوزي | 19 | 16 | أبو الفرج ابن الجوزي | 597 |
| 86 | أوصيكم بتقوى الله | عرباض بن | فتيا وجوابها | 19 | --- | الحسن | 569 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء بعدي الراشدين المهديين وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل محدثة بدعة | سارية | | | | بن أحمد بن محمد بن العطار | |
| 87 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين فتمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل محدثة بدعة كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | فتيا وجوابها | 20 | --- | الحسن بن أحمد بن محمد بن العطار | 569 |
| 88 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلاله | عرباض بن سارية | شرح السنة | 101 | 102 | الحسين بن مسعود البغوي | 516 |
| 89 | عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين | عرباض بن سارية | شرح معاني الآثار للطحاوي | 312 | 311 | الطحاوي | 321 |
| 90 | عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي وعضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | مشكل الآثار للطحاوي | 1003 | 1186 | الطحاوي | 321 |
| 91 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل محدثة بدعة كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | التمهيد لابن عبد البر | 3856 | 21 : 278 | ابن عبد البر القرطبي | 463 |
| 92 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعيش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | معالم التنزيل تفسير البغوي | 530 | 528 | الحسين بن مسعود البغوي | 516 |
| 93 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة للإمام وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات | عرباض بن سارية | حلية الأولياء لأبي نعيم | 7121 | 7127 | أبو نعيم الأصبهاني | 430 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | الأمور كل بدعة ضلالة | | | | | | |
| 94 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعيش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | حلية الأولياء لأبي نعيم | 15112 | 151146 | أبو نعيم الأصبهاني | 430 |
| 95 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا إياكم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة من أدرك ذلك منكم فعليه بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين عضوا عليها بالنواجذ | عرباض بن سارية | دلائل النبوة للبيهقي | 2927 | --- | البيهقي | 458 |
| 96 | عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل محدثة بدعة كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | الشفا بأحوال المصطفى للقاضي عياض | 51 | 7 : 2 | القاضي عياض بن موسى اليحصبي | 544 |
| 97 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل محدثة بدعة كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | الأنوار في شمائل النبي المختار | 1242 | --- | الحسين بن مسعود البغوي | 516 |
| 98 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعش منكم سيرى اختلافا كثيرا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور كل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | المعرفة والتاريخ ليعقوب بن سفيان | 866 | 2 : 200 | يعقوب بن سفيان | 277 |
| 99 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا مجدعا من يعيش منكم فسيرى اختلافا عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين فتمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ إياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة | عرباض بن سارية | الثقات لابن حبان | 1 | 8 : 1 | أبو حاتم بن حبان | 354 |
| 100 | أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا حبشيا من يعيش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا | عرباض بن سارية | معرفة الصحابة لأبي نعيم | 5102 | 5594 | أبو نعيم الأصبهاني | 430 |

**عقیدہ (۲۳): اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے جبرئیل کی معرفت بہت سے پیغمبروں پر اتاریں تاکہ وہ اپنی امتوں کو دین کی باتیں سنائیں۔ ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں (۱) توریت موسٰی علیہ السلام کو ملی۔ (۲) زبور داؤد علیہ السلام کو۔ (۳) انجیل عیسٰی علیہ السلام کو ۔(۴) قرآن ہمارے پیغمبر محمدصلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اور قرآن مجید آخری کتاب ہے، اب کوئی کتاب آسمان سے نہ آئے گی۔ قیامت تک قرآن ہی کا حکم چلتا رہے گا۔دوسری کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا۔ مگر قرآنِ مجید کی نگہبانی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے، اس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔**

وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ {البقره:٤}

اور جو کتاب (اے محمد) تم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں تم سے پہلے (پیغمبروں پر) نازل ہوئیں سب پر ایمان لاتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں.

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَـآ اُنْـزِلَ اِلٰٓى اِبْـرٰهٖمَ وَاِسْـمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَـآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَـــرِّقُ بَيْنَ اَحَـــدٍ مِّنْهُمْ ڮ وَنَحْنُ لَــــهٗ مُسْلِمُوْنَ{البقرة ١٣٦}

تم کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو اترا ہم پر اور جو اترا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقــوب اور اس کی اولاد پــر اور جــو ملا موســیٰ کــو اور عیســیٰ کــو اور جــو ملا دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے ہم فــرق نہیں کرتے ان سب میں سـے ایـک میں بھی اور ہم اســی پروردگـار کے فرمانبردار ہیں

اِنَّآ اَوْحَيْنَـآ اِلَيْـكَ كَمَـآ اَوْحَيْنَـآ اِلٰي نُـوْحٍ وَّالنَّـــبِيّنَ مِنْ بَعْـدِه ۚ وَاَوْحَيْنَـآ اِلٰٓي اِبْـرٰهِيْمَ وَاِسْـمٰعِيْلَ وَاِسْـحٰقَ وَيَعْقُـوْبَ وَالْاَسْـبَاطِ وَعِيْسٰـى وَاَيُّوْبَ وَيُـوْنُسَ وَهٰـرُوْنَ وَسُـلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَـا دَاودَ زَبُـوْرًا {النساء:١٦٣}

ہم نے وحی بھیجی تیری طــرف ف٥ جیســے وحی بھیجی نــوح پر اور ان نبیوں پر جو اس کے بعـد ہوئے ف ٦ اور وحی بھیجی ابراہیم پر اور اسماعیل پر اور اسحاق پــر اور یعقــوب پــر اور اس کی اولاد پر اور عیسیٰ پر اور ایوب پــر اور یــونس پــر اور ہارون پر اور سلیمان پر اور ہم نے دی داؤد کو زبور

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَـدِّقًا لِّمَـا بَيْنَ يَدَيْـهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَـا بَيْنَ يَدَيْـهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ {المائدة: ٤٦}

اور پیچھے بھیجا ہم نے انہی کے قـدموں پــر عیســیٰ مــریم کے بیٹے کو تصدیق کرنے والا تورات کی جــو آگے ســے تھی اور اس کــو دی ہم نے انجیــل جس میں ہدایت اور روشــنی تھی اور تصــدیق کــرتی تھی اپنــے سـے اگلی کتـاب تــورات کی اور راہ بتلانے والی اور نصیحت تھی ڈرنے والوں کو

وَاَنْزَلْنَـآ اِلَيْـكَ الْكِتٰبَ بِـالْحَقِّ مُصَـدِّقًا لِّمَـا بَيْنَ يَدَيْـهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۚ وَلَـوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِـدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُـوَكُمْ فِيْ مَـآ اٰتٰىكُمْ فَاسْـتَبِقُوا الْخَيْـرٰتِ اِلَى اللّٰـهِ مَـرْجِعُكُمْ جَمِيْعًـا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَـا كُنْتُمْ فِيْـهِ تَخْتَلِفُوْنَ {المائدة: ٤٨}

اور تجھ پر اتاری ہم نے کتاب سچی تصدیق کرنے والی سابقہ کتابوں کی اور ان کے مضامین پر نگہبان سو تو حکم کر ان میں موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے اور ان کی خوشی پر مت چل چھوڑ کر سیدھا راستہ جو تیرے پاس آیا ہر ایک کو تم میں سے دیا ہم نے ایک دستور اور راہ اور اللہ چاہتا تو تم کو ایک دین پر کر دیتا لیکن تم کو آزمانا چاہتا ہے اپنے دیے ہوئے حکموں میں سو تم دوڑ کر لو خوبیاں اللہ کے پاس تم سب کو پہنچنا ہے پھر جتاوے گا جس بات میں تم کو اختلاف تھا

وَكَتَبْنَا لَه فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ...{الأعراف:١٤٥}؛
اور لکھ دی ہم نے اس کی تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اور تفصیل ہر چیز کی

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِه وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِه وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ {المائدة: ١٣}؛
پھر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر اپنی لعنت نازل فرما دی اور ان کے دل سخت کر دیئے کہ وہ کلام کو اپنی جگہ سے بدل ڈالتے ہیں اور جو کچھ نصیحت انہیں کی گئی تھی اس کا بہت بڑا حصہ بھلا بیٹھے ان کی ایک نہ ایک خیانت تجھے ملتی ہی رہے گی ہاں تھوڑے سے ایسے نہیں بھی ہیں پس تو انہیں معاف کرتا رہ بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَه لَحٰفِظُوْنَ {الحجر: ٩}
ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں

**عقیدہ (۲۴): ہمارے پیغمبرصلی اللہ علیہ وسلم کو جن جن** (ایمان کی حالت میں) **مسلمانوں نے دیکھا ہے** (مرنے والے) **ان کو "صحابی" کہتے ہیں انکی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں ان سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہیئے اگر انکے آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا سننےمیں آئےتو اسکو بھول چوک سمجھے انکی کوئی برائی نہ کرے ان سب میں سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ یہ پیغمبر صاحب کے بعد انکی جگہ بیٹھے اور دین کا بندوبست کیا اسلئے یہ اوّل خلیفہ کہلاتے ہیں تمام امت میں یہ سب سے بہتر ہیں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دوسرے خلیفہ ہیں، انکے بعدحضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یہ تیسرے خلیفہ ہیںانکے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ چوتھے خلیفہ ہیں**

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ {التوبه: ١٠٠}

اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا اُن سے اور وہ راضی ہوئے اس سے اور تیار کر رکھے ہیں واسطے ان کے باغ کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں رہا کریں انہی میں ہمیشہ یہی ہے بڑی کامیابی

**سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ، يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : " لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي , أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي "**

**ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ ایسے مسلمان کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکے گی جس نے مجھے دیکھا ہو یا اسے دیکھا ہو جس نے مجھے دیکھا.**

**[جامع الترمذي » كِتَاب الدَّعَوَاتِ » أبوابُ الْمَنَاقِبِ » بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى ...رقم الحديث: 3823(3858)]**

**ایمان کی حالت میں نبی کو دیکھنے والے کو "صحابی" کہتے ہیں، اور ایمان کی حالت میں صحابی کو دیکھنے والے کو "تابعی" کہتے ہیں.**

**وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَاۗءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاۗءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ {البقره: ١٣}**

اور جب کہا جاتا ہے ان کو ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے سب لوگ (یعنی صحابہ) تو (منافقین) کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بیوقوف جان لو وہی ہیں بیوقوف لیکن نہیں جانتے

## اصحاب رسول کو برا کہنے والے ملعون ہیں اور ان کی نہ فرض عبادت قبول ہے نہ نفل:

عَنْ عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اخْتَارَنِي وَاخْتَارَ لِي أَصْحَابًا ، فَجَعَلَ لِي مِنْهُمْ وُزَرَاءَ وَأَنْصَارًا وَأَصْهَارًا ، فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ، لا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لا صَرْفًا وَلا عَدْلا " , هذا حديث صحيح الأسناد ولم يخرجاه ، وقال الذهبي "صحيح" [مستدرك الحاكم : (٤/٦٨) ٣/٦٣٢] ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ : الصَّرْفُ وَالْعَدْلُ : الْفَرِيضَةُ وَالنَّافِلَةُ . [الشريعة للآجري » رقم الحديث: 1973]

## اصحاب رسول کو برا کہنے والے ملعون ہیں اور ان کی نہ فرض عبادت قبول ہے نہ نفل:

حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں کہ: بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے چن لیا، اور میرے لئے اصحاب کو چن لیا، پس ان میں بعض کو میرے وزیر اور میرے مددگار اور میرے سسرالی بنادیا، پس جو شخص ان کو برا کہتا ہے ، ان پر اللہ کی لعنت اور سارے انسانوں کی لعنت، قیامت کے دن نہ ان کا کوئی فرض قبول ہوگا، اور نہ ہی نفل.[مستدرك الحاكم : ٤/٦٨]

الراوي: عبدالرحمن بن عويم بن ساعدة - المحدث: ابن حجر العسقلاني - المصدر: الأمالي المطلقة - الصفحة أو الرقم: 71 - خلاصة حكم المحدث: حسن

تخريج الحديث

| م | طرف الحديث | الصحابي | اسم الكتاب | أفق | العزو | المصنف | سنة الوفاة |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | الله اختارني واختار بي أصحابا فجعل لي منهم وزراء وأنصارا وأصهارا فمن | عويم بن ساعدة | المستدرك على الصحيحين | 6668 | 3 : 629 | الحاكم النيسابوري | 405 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل منه يوم القيامة صرف ولا عدل | | | | | | |
| 2 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل منهم وزراء وأنصارا وأصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي | 24 | 47 | البيهقي | 458 |
| 3 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي منهم وزراء وأنصارا وأصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين | عويم بن ساعدة | المعجم الأوسط للطبراني | 467 | 456 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 4 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي بينهم وزراء وأنصارا وأصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل منه يوم القيامة صرف ولا عدل | عويم بن ساعدة | المعجم الكبير للطبراني | 13809 | 349 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 5 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي فيهم وزراء وأنصارا وأصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين | عويم بن ساعدة | معجم الصحابة لابن قانع | 1285 | 1437 | ابن قانع البغدادي | 351 |
| 6 | الله اختارني واختار لي أصحابي فجعل لي منهم وزراء وأنصارا فمن سبهم لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | مشيخة أبي بكر بن أحمد المقدسي | 69 | 70 | أحمد بن عبد الدائم المقدسي | 718 |
| 7 | إن الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي منهم وزراء وأنصارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | الثاني والعشرون من المشيخة البغدادية لأبي طاهر السلفي | 55 | --- | أبو طاهر السلفي | 576 |
| 8 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي منهم وزراء وأنصارا وأصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منهم صرفا ولا عدلا يوم القيامة | عويم بن ساعدة | السابع والعشرون من المشيخة البغدادية لأبي طاهر السلفي | 14 | --- | أبو طاهر السلفي | 576 |
| 9 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي منهم وزراء وأنصارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | جزء ابن الغطريف | 37 | 37 | ابن الغطريف الجرجاني | 377 |
| 10 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي منهم وزراء وأنصارا وأصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله | عويم بن ساعدة | حديث ابن السماك والخلدي | 56 | 56 | ابن مخلد البزاز | 419 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا | | | | | | |
| 11 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي منهم وزراء وأصهارا وأنصارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | الجزء التاسع من الفوائد المنتقاة | 27 | --- | أبو الفتح بن أبي الفوارس | 412 |
| 12 | الله اختارني واختار لي أصحابي وجعل منهم وزراء وأنصارا وأختانا وأصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | أربع مجالس للخطيب البغدادي | 21 | --- | الخطيب البغدادي | 463 |
| 13 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي منهم وزراء وأختانا وأصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | شذور الأمالي للقالي | 26 | 2 : 307 | إسماعيل بن القاسم القالي | 356 |
| 14 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل منهم وزراء وأنصارا وأصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | مجلسان من أمالي نظام الملك | 20 | 20 | نظام الملك الحسن بن علي | 485 |
| 15 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي منهم وزراء وأنصارا وأصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين | عويم بن ساعدة | أمالي ابن بشران 20 | 59 | --- | أبو القاسم بن بشران | 430 |
| 16 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي منهم وزراء وأنصارا وأصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | تلخيص المتشابه في الرسم | 936 | 2 : 631 | الخطيب البغدادي | 463 |
| 17 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي منهم وزراء وأنصارا وأصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | الشريعة للآجري | 1972 | --- | الآجري | 360 |
| 18 | الله اختارني واختار لي أصحابا وجعل لي منهم وزراء وأصهارا وأنصارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | الشريعة للآجري | 1973 | --- | الآجري | 360 |
| 19 | الله اختارني واختار لي أصحابا وجعل منهم أصهارا وأنصارا ووزراء فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة | عويم بن ساعدة | حلية الأولياء لأبي نعيم | 1399 | 1401 | أبو نعيم الأصبهاني | 430 |

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | والناس أجمعين لا يقبل الله منهم يوم القيامة صرفا ولا عدلا | | | | | |
| 20 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي منهم وزراء وأنصارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم | 1590 | 1772 | ابن أبي عاصم | 287 |
| 21 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل منهم وزراء وأصهارا وأنصارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم | 1730 | 1946 | ابن أبي عاصم | 287 |
| 22 | الله اختارني اختار لي أصحابا وجعل لي منهم وزراء وأنصارا وأصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | معرفة الصحابة لأبي نعيم | 4040 | 4440 | أبو نعيم الأصبهاني | 430 |
| 23 | الله اختارني واختار إلي أصحابي وجعل لي منهم أصهارا وأنصارا ووزراء فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | معرفة الصحابة لأبي نعيم | 4863 | 5344 | أبو نعيم الأصبهاني | 430 |
| 24 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي فيهم وزراء وأصهارا وأنصارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منهم يوم القيامة صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | التدوين في أخبار قزوين للرافعي | 1438 | --- | عبد الكريم الرافعي | 623 |
| 25 | إن الله اختارني واختار أصحابي فجعل لي منهم وزراء وأنصارا | عويم بن ساعدة | السفر الثاني من تاريخ ابن أبي خيثمة | 885 | --- | ابن أبي خيثمة | 279 |
| 26 | إن الله اختارني واختار أصحابي فجعل منهم وزراء وأصهارا وأنصارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل منهم يوم القيامة صرف ولا عدل | عويم بن ساعدة | السفر الثاني من تاريخ ابن أبي خيثمة | 1553 | --- | ابن أبي خيثمة | 279 |
| 27 | الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي منهم وزراء وأنصارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا | عويم بن ساعدة | التبصرة لابن الجوزي | 104 | --- | ابن الجوزي | 597 |

**اصحاب رسول کو برا کہنے والے ملعون کی نہ فرض عبادت قبول نہ نفل:** حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں کہ: بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے چن لیا، اور میرے لئے اصحاب کو چن لیا، پس ان میں بعض کو میرے وزیر اور میرے مددگار اور میرے سسرالی بنادیا، پس جو شخص ان کو برا کہتا ہے ، ان پر اللہ کی لعنت اور سارے انسانوں کی لعنت، قیامت کے دن نہ ان کا کوئی فرض قبول ہوگا، اور نہ ہی نفل۔[مستدرك الحاكم : ٤/٦٨]

الراوي: عبدالرحمن بن عويم بن ساعدة - المحدث: ابن حجر العسقلاني - المصدر: الأمالي المطلقة - الصفحة أو الرقم: 71 - خلاصة حكم المحدث: حسن

# المستدرك على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله الحاكم النيسابوري

رحمه الله تعالى

طبعة متضمنة انتقادات الذهبي رحمه الله

وبذيله

تتبع أوهام الحاكم التي سكت عليها الذهبي

لأبي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي

الجزء الرابع

دار الحرمين للطباعة والنشر والتوزيع



مصعب[١] بن عبد الله الزبيري قال : أبو بردة هاني بن نيار بن عمرو بن عبيد بن كلاب بن دهمان بن غانم بن ذبيان بن هميم بن كاهل بن ذهل بن بلي بن عمرو بن الحارث بن الحاف ابن قضاعة .

٦٧٣٢- أخبرنا أبو جعفر البغدادي ثنا أبو علاثة ثنا أبي ثنا ابن لهيعة ثنا أبو الأسود عن عروة[٢] في تسمية من شهد بدرًا : أبو بردة بن نيار .

٦٧٣٣- حدثنا أبو الحسن علي بن محمد بن عتبة[*] الشيباني بالكوفة ثنا إبراهيم بن إسحاق الحربي ثنا عبد الله[**] بن موسى وأبو غسان قالا ثنا الحسن بن صالح عن السدي عن عدي ابن ثابت عن البراء بن عازب رضي الله عنهما قال : لقيت خالي أبا بردة ومعه راية فقلت : أين تريد ؟ فقال : أرسلني رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم إلى رجل نكح امرأة أبيه من بعده أضرب عنقه وآخذ ماله .

* * *

ذكر عويم بن ساعدة رضي الله عنه

٦٧٣٤- حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا أحمد بن عبد الجبار ثنا يونس بن بكير عن ابن إسحاق قال في ذكر من شهد بدرًا والعقبة : عويم بن ساعدة بن عائش بن قيس بن النعمان بن زيد بن أمية بن زيد بن مالك من الأنصار ثم من بني أمية بن زيد يقال : إنه حليف لبني عمرو بن عوف وقيل إنه من أنفسهم .

٦٧٣٥- حدثنا علي بن حمشاذ العدل ثنا بشر بن موسى ثنا الحميدي ثنا محمد بن طلحة التيمي حدثني عبد الرحمن[٣] بن سالم بن عتبة بن عويم بن ساعدة عن أبيه عن جده عن عويم بن ساعدة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم قال : «إن الله تبارك وتعالى اختارني واختار لي أصحابًا ، فجعل لي منهم وزراء وأنصارًا وأصهارًا ، فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل منه يوم القيامة صرف ولا عدل» .

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .

(١) معضل . (٢) مرسل، وفيه أيضًا ابن لهيعة .
(*) صوابه : «أبو الحسن علي بن محمد بن عقبة» . (**) صوابه : «عبيد الله بن موسى» .
(٣) عبد الرحمن مجهول ، ما ذكر في ترجمته راويًا عنه إلا محمد بن طلحة ، وترجمته في «تهذيب التهذيب» ، و «الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم ، وكذا والده مجهول ما ذكروا راويًا عنه سوى ولده .

**عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ " .**

[صحيح البخاري » كِتَاب الْمَنَاقِبِ » بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...، رقم الحديث: 3421 (3673)]

**حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب کو برا نہ کہو اس لئے کہ اگر کوئی تم میں سے احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے تو میرے اصحاب کے ایک مد (سیر بھر وزن) یا آدھے (کے ثواب) کے برابر بھی (ثواب کو) نہیں پہنچ سکتا۔**

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۾ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَــظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا {الفتح: ٢٩}

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ (یعنی صحابہ) ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا انکھوا (پٹھا) نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہوگیا پھر اپنے تنے پر سید ھا کھڑا ہوگیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے. {الفتح: ٢٩}

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرِ بْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ يَعْنِي ابْنَ زَبْرٍ ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي الْمُطَاعِ ، قَالَ : سَمِعْتُ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ ، يَقُولُ : قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ، فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ ، فَقِيلَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَعَظْتَنَا مَوْعِظَةَ مُوَدِّعٍ ، فَاعْهَدْ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ ، فَقَالَ : " عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ ، وَالسَّمْعِ ، وَالطَّاعَةِ ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا ، وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا ، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي ، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ، وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ الْمُحْدَثَاتِ ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ " .

[سنن ابن ماجه » كِتَاب ابْنُ مَاجَهْ » بَاب اتِّبَاعِ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ ...، رقم الحديث: 42]

الحكم: إسناده حسن

**حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے ایسا جامع وعظ کیا کہ دل کانپ اٹھے اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ نے ہمیں ایسی نصیحت فرمائی ہے جس طرح رخصت کرنے والا نصیحت کرتا ہے آپ ہم سے کوئی عہد لے لیں ، انہوں نے فرمایا ، اللہ کے ڈر کو مضبوطی سے پکڑو امیر کا حکم سننا اور ماننا لازم کرلو اگرچہ وہ حبشی غلام ہو عنقریب تم میرے بعد سخت اختلافات دیکھو گے، پس تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کو لازم پکڑ لینا ان کے طریقہ کو دانتوں سے پکڑ لینا بدعات سے اپنے آپ کو بچانا کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔**

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِنَّ اللَّهَ جَلَّ وَعَلا اخْتَارَ أَصْحَابِي عَلَى جَمِيعِ الْعَالَمِينَ سِوَى النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ ، وَاخْتَارَ مِنْ أَصْحَابِي أَرْبَعَةً : أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ ، فَجَعَلَهُمْ أَصْحَابِي
[رواہ البزار، رجالہ ثقات ؛ مجمع الزوائد: ج ١٠ / ص ١٦]

حضرت جابر بن عبداللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ بیشک میرے صحابہ کو اللہ تعالیٰ نے سارے جہاں والوں میں سے پسند فرمایا ہے سواۓ انبیاء اور رسولوں کے، اور پسند کیا میرے لئے میرے صحابہ میں سے چار کو ، (جو) ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضوان اللہ علیہم (ہیں)، بس بنادیا ان کو میرے ساتھی ؛

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَيْكُمْ حُبَّ أَبِي بَكْرٍ ، وَعُمَرَ ، وَعُثْمَانَ ، وَعَلِيٍّ ، كَمَا فَرَضَ عَلَيْكُمُ الصَّلاةَ وَالصِّيَامَ ، وَالْحَجَّ ، وَالزَّكَاةَ ، فَمَنْ أَبْغَضَ وَاحِدًا مِنْهُمْ ، فَلا صَلاةَ لَهُ ، وَلا حَجَّ وَلا زَكَاةَ ، وَيُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ قَبْرِهِ إِلَى النَّارِ " .
[طبقات الحنابلة » الطبقة الأولى » بَابُ الصاد، رقم الحديث: 37]
الحكم: إسناده متصل، رجاله ثقات

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ : بیشک اللہ نے فرض کی ہے تم پر محبت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی (رضی اللہ عنہم) کی، جیسا کہ فرض کی تم پر نماز، روزہ، حج اور زکات. پھر جس نے بغض رکھا کسی ایک سے، تو نہ اس کی نماز ہے، نہ حج اور نہ زکات. اور وہ اٹھایا جاۓگا قیامت کے دن اپنی قبر سے آگ (جہنم) کی طرف

# عقیدہ (٢٥): صحابی کا اتنا بڑا رتبہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی بھی ادنیٰ درجے کے صحابی کے برابر مرتبے میں نہیں پہنچ سکتا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ " .
[صحيح البخاري » كِتَاب الْمَنَاقِبِ » بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...، رقم الحديث: 3421 (3673)]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب کو برا نہ کہو اس لئے کہ اگر کوئی تم میں سے احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے تو میرے اصحاب کے ایک مد (سیر بھر وزن) یا آدھے (کے ثواب) کے برابر بھی (ثواب کو) نہیں پہنچ سکتا۔

# عقیدہ (۲۶): پیغمبر صاحب کی اولاد اور بیبیاں سب تعظیم کے لائق ہیں اور اولاد میں سب سے بڑا رتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہے اور بیبیوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا۔

**القرآن : ...اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا الأحزاب : ۳۳۔**
**ترجمہ : اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے نبی کے گھر والو اور ستھرا کردے تم کو ایک ستھرائی سے۔**

عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : " حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ : مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ ".[رواه الترمذي (رقم/3878) وقال: حسن صحيح].

وقال علیہ السلام؛
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : " فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ " . [صحيح البخاري » كِتَاب الْمَنَاقِبِ » بَاب فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، رقم الحديث: 3510]

وقال النووي : لاحتمال أن المراد تفضيلها على نساء هذه الأمة . " شرح مسلم " ( 15 / 199 )؛

**عقیدہ (۲۷): ایمان اس وقت درست ہوتا ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات میں میں شک کرنا یا اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کے ساتھ مذاق اڑانا ان سب باتوں سے ایمان جا تا رہتا ہے۔**

**القرآن : اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿الحجرات : ۱۵﴾**

**ترجمہ : ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اسکے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے۔**

**القرآن : اِنَّ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ﴿الأعراف : ۴۰﴾**

**ترجمہ : بیشک جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا نہ کھولے جائیں گے انکے لئے دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہوں گے جنت**

میں یہاں تک کہ گھس جائے اونٹ سوئی کے ناکے
میں اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں گنہگاروں کو

القرآن : ... قُلْ اَبِاللّٰہِ وَ اٰیٰتِہٖ وَ رَسُوْلِہٖ كُنْتُمْ
تَسْتَہْزِءُوْنَ ۝ التوبۃ : ٦٥

ترجمہ : ... تو کہو کیا اللہ سے اور اسکے حکموں سے اور اسکے رسول سے تم ٹھٹھے کرتے تھے

## عقیدہ (۲۸): قرآن و حدیث کے کھلے کھلے مطلب کو نہ ماننا اور اینچ پینچ کر کے اپنے مطلب کے معنی گھڑنا بد دینی کی بات ہے۔

القرآن : اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ
السجدہ : ۴۰

ترجمہ : جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں ہماری باتوں میں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ میں وہ بہتر یا ایک جو آئے گا امن سے دن قیامت کے کئے جاؤ جو چاہو بیشک جو تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے۔

## عقیدہ (۲۹): گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

القرآن : ... وَ لَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ ...
(التوبہ : ۲۹)

## ترجمہ : ... اور نہ حرام جانتے ہیں اسکو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اسکے رسول نے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ . ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ ، وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ ، قَالَ : أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ ، قَبْلَ الصَّلَاةِ ، مَرْوَانُ ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ ، فَقَالَ : الصَّلَاةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ، فَقَالَ : قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ : أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : " مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ " . حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، فِي قِصَّةِ مَرْوَانَ وَحَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ ، وَسُفْيَانَ .

[صحيح مسلم » كِتَاب الإِيمَانِ » بَاب بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ ... رقم الحديث: 73]

**ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ‘‘تم میں سے جو کوئی منکر کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے ہاتھ سے روکے ، اگر اس کی قدرت نہ رکھتا ہو تو زبان سے روکے اور اس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو دل سے اس کا ازالہ کرے (یعنی خود ان گناہوں و بدعات میں شرکت نہ کرے) اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔’’ (مسلم:73)**

**حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**
**”اذاستحلت ھذہ الامۃ الخمر بالنبیذ والربا بالبیع والسحت بالھدیۃ واتجروا بالزکوٰۃ فعند ذلک ھلاکہم لیزدادوا اثماً“**
**(کنزالعمال، ج:۱۴، ص:۲۲۶، حدیث:۳۸۴۹۷)**
**ترجمہ: ”جب یہ امت شراب کو مشروب کے نام سے، سود کو منافع کے نام سے اور رشوت کو تحفہ کے نام سے حلال کرلے گی اور مالِ زکوۃ سے تجارت کرنے لگے گی تو یہ ان کی ہلاکت کا وقت ہوگا، گناہوں میں زیادتی اور ترقی کے سبب سے“**

# عقیدہ (۳۰): گناہ چاہے جتنا بڑا ہو جب تک اس کو برا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا ہے البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔

**القرآن :یٰاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ تَوۡبَۃً نَّصُوۡحًا ؕ عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یُّکَفِّرَ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ وَ یُدۡخِلَکُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ۙ یَوۡمَ لَا یُخۡزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ ۚ نُوۡرُہُمۡ یَسۡعٰی بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ بِاَیۡمَانِہِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ**

رَبَّنَآ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ [التحریم : ۸]

ترجمہ : اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ, امید ہے کہ تمہارا رب اتار دے تم پر سے تمہاری برائیاں اور داخل کرے تم کو باغوں میں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کرے گا نبی کو اور اُن لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں اُسکے ساتھ, اُنکی روشنی دوڑتی ہے اُنکے آگے اور اُنکے داہنے, کہتے ہیں اے رب ہمارے پوری کر دے ہماری روشنی اور معاف کر ہم کو بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے.

فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ : أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : " مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ "

[صحيح مسلم » كِتَاب الإِيمَانِ » بَاب بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ ...، رقم الحديث: 73]

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو دیکھے کوئی برائی پس روکے اسے اپنے ہاتھ سے، پس اگر نہ ہو استطاعت اس کی تو روکے اسے اپنی زبان سے، پس اگر نہ ہو استطاعت اس کی بھی تو اپنے دل سے (برا جانے)، اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے.

## عقیدہ (۳۱): اللہ تعالیٰ سے نڈر ہوجانا یا نا امید ہوجانا کفر ہے۔

القرآن : اَفَاَمِنُوۡا مَکۡرَ اللّٰہِ ۚ فَلَا یَاۡمَنُ مَکۡرَ اللّٰہِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡخٰسِرُوۡنَ [الاعراف : ۹۹]

ترجمہ : کیا یہ لوگ اللہ کے داؤں (تدبیر) کا ڈر نہیں رکھتے سن لو کہ اللہ کے داؤں (تدبیر) سے وہی لوگ نڈر ہوتے ہیں جو خسارہ پانے والے ہیں۔

القرآن : ... وَ لَا تَایۡـَٔسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ لَا یَایۡـَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡکٰفِرُوۡنَ [یوسف : ۸۷]

ترجمہ : اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا کہ اللہ کی رحمت سے تو کافر لوگ ہی ناامید ہوا کرتے ہیں۔

## عقیدہ (۳۲): کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اور اس کا یقین کرلینا کفر ہے۔

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : " مَنْ أَتَى كَاهِنًا " ، قَالَ مُوسَى فِي حَدِيثِهِ : فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ ثُمَّ اتَّفَقَا أَوْ أَتَى امْرَأَةً ، قَالَ مُسَدَّدٌ : امْرَأَتَهُ حَائِضًا أَوْ أَتَى امْرَأَةً ، قَالَ مُسَدَّدٌ : امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ .**

[سنن أبي داود » كِتَاب الطِّبِّ » بَاب فِي الْكَاهِنِ، **رقم الحديث: 3407**]

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کاہنوں کے پاس (آئندہ کی باتیں پوچھنے کے لئے) جائے، موسیٰ بن اسماعیل نے اپنی روایت میں فرماتے ہیں کہ اور ان کے کہے کی تصدیق بھی کرے یا کسی عورت سے جماع کرے، جبکہ مسدد اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ اپنی بیوی سے حالت حیض میں جماع کرے یا اپنی بیوی سے اس کی دبر میں جماع کرے تو بیشک وہ اس چیز سے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی ہے بری ہے۔ (یعنی قرآن پاک کے خلاف اس کے یہ اعمال ہیں)

## عقیدہ (۳۳): غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے بعضی باتیں معلوم بھی ہوجاتی ہیں۔

**القرآن: قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ النمل : ۶۵**

**کہدو کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کب زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔**

**القرآن: عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ الجن : ۲۶ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ... (الجن : ۲۷)**

**ترجمہ: وہی غیب کا جاننے والا ہے سو کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا 0 ہاں جس پیغمبر کو پسند فرمائے...**

**القرآن : اِذ اَوحَینَا اِلٰی اُمِّکَ مَا یُوحٰی (طٰہٰ : ۳۸)**

**جب ہم نے تمہاری والدہ کو الہام کیا تھا جو تمہیں بتایا جاتا ہے۔**

**القرآن : ... وَ لَا یُحِیطُونَ بِشَیءٍ مِّن عِلمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ ... (البقرہ : ۲۵۵)**

**ترجمہ : اور لوگ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے۔**

**عقیدہ (۳۴): کسی کا نام لیکر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت، جھوٹوں پر لعنت ہے مگر جن کا نام لے کر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے یا اُن کے کافر ہونے کی خبر دی ہے، اُن کو کافر، ملعون کہنا گناہ نہیں۔**

إِنَّ الَّذينَ كَفَروا وَماتوا وَهُم كُفّارٌ أُولٰئِكَ عَلَيهِم **لَعنَةُ** اللَّهِ وَالمَلٰئِكَةِ وَالنّاسِ أَجمَعينَ {2:161}

بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور مر گئے کافر ہی انہی پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی

**القرآن : ... اَلَا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِینَ ... (ھود : ۱۸)** {7:44}

**ترجمہ : سن رکھو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔**

فَنَجعَل **لَعنَتَ** اللَّهِ عَلَى الكٰذِبينَ {3:61}

اور لعنت کریں اللہ کی ان پر کہ جو جھوٹے ہیں

**عقیدہ (۳۵): جب آدمی مرجاتا ہے اگر گاڑا جائے تو گاڑنے کے بعد اور نہ گاڑا جائے تو جس حال میں ہو اُس کے پاس دو فرشتے جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہتے ہیں، آکر پوچھتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟ اگر مردہ ایماندار ہو تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے۔ پھر اس کے لیے سب طرح کا چین ہے۔ جنت کی طرف کھڑکی کھول دیتے ہیں جس سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور وہ مزے میں پڑ کر سو رہتا ہے اور اگر مردہ ایماندار نہ ہو تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں پھر اُس پر بڑی سختی اور عذاب قیامت تک ہوتا رہتا ہے۔ اور بعضوں کو اللہ تعالیٰ اس امتحان سے معاف کردیتا ہے مگر یہ سب باتیں مردے کو معلوم ہوتی ہیں، ہم لوگ نہیں دیکھتے۔ جیسے سوتا آدمی خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے اور جاگتا آدمی اُس کے پاس بےخبر بیٹھا رہتا ہے۔**

**عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , قَالَ : " إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ ، أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ : مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ : أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ ، فَيُقَالُ لَهُ : انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا ، قَالَ قَتَادَةُ : وَذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيثِ أَنَسٍ , قَالَ : وَأَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ : مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ ؟ فَيَقُولُ : لَا أَدْرِي ، كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ ، فَيُقَالُ : لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً ، فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ " .[صحيح البخاري » كِتَاب الْجَنَائِزِ » بَاب مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ.... رقم الحديث: 1291]**

**حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے رخصت ہوتے ہیں اور وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے وہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو اس شخص (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کیا جانتا ہے ؟ مومن تو یہ جواب دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول ہیں تو اسے کہا جاتا ہے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم کی طرف دیکھو اللہ نے اس کے بدلہ تمہیں جنت عطا کی وہ شخص یہ دونوں چیزیں دیکھتا ہے۔ قتادہ نے کہا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اس کی قبر میں کشادگی پیدا کردیتی ہے پھر انس کی حدیث کی طرف رجوع کیا اور منافق یا کافر سے کہا جاتا ہے کہ اس شخص کے متعلق تو**

کیا کہتا تھا ؟ وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے تو اس سے کہا جاتا ہے تو نے نہ تو عقل سے سمجھا اور نہ عقل سے سمجھنے کی کوشش کی اور لوہے کے ہتھوڑوں سے اسے مارا جاتا پس وہ اس طرح چلاتا ہے کہ سوائے انس وجن کے تمام چیزیں جو اس کے قریب ہوتی ہیں سنتی ہیں

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللَّهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ " .[جامع الترمذي » كِتَاب الْجَنَائِزِ » بَاب مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ... رقم الحديث: 992]
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعے کے دن یا جمعے کی رات کو فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنے سے محفوظ رکھتے ہیں

عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ ، فَيُصَلِّي عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ، إِلَّا أَوْجَبَ ".[سنن أبي داود » كِتَاب الْجَنَائِزِ » بَاب فِي الصُّفُوفِ عَلَى الْجَنَازَةِ ... رقم الحديث: 2755]
حضرت مالک بن ہبیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی میت ایسی نہیں جس پر مسلمانوں کی تین صفوں نے نماز پڑھی ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت واجب نہ کرلی ہو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : " مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ ، فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا ، لَا يُشْرِكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا ، إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ " .[سنن أبي داود » كِتَاب الْجَنَائِزِ » بَاب فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ وَتَشْيِيعِهَا ... ...رقم الحديث: 2758]
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسلمانوں کی کوئی میت ایسی نہیں کہ جس کے جنازے پر چالیس ایسے آدمی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں (اور وہ اس کے حق میں دعائے مغفرت کریں) اور اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو قبول نہ فرمائے۔

عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ شُفْعَةَ ، قَالَ : لَقِيَنِي عُتْبَةُ بْنُ عَبْدٍ السُّلَمِيُّ ، فَقَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : " مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا تَلَقَّوْهُ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ دَخَلَ " .
[سنن ابن ماجه » كِتَاب مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ » بَاب مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ أُصِيبَ بِوَلَدِهِ ... رقم الحديث: 1593]
حضرت عتبہ بن عبدالسلمی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں ارشاد فرماتے سنا جس مسلمان کے تین بچے جوانی سے قبل مر جائیں تو وہ (بچوں کے والدین) جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے داخل ہونا چاہیں (مقرب فرشتے انکا) استقبال کریں گے ۔

قيلَ ادخُلِ الجَنَّةَ قالَ يٰلَيتَ قَومى يَعلَمونَ {36:26} بِما غَفَرَ لى رَبّى وَجَعَلَنى مِنَ المُكرَمينَ {36:27}؛
حکم ہوا کہ بہشت میں داخل ہوجا۔ بولا کاش! میری قوم کو خبر ہو. کہ خدا نے مجھے بخش دیا اور عزت والوں میں کیا

قرآن کریم کی درج ذیل آیات سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا ہے کہ قرآن میں عذابِ قبر کا واضح ذکر ہے۔

1: ( الانعام:6 - آیت:93 )
2: ( التوبۃ:9 - آیت:101 )
3: ( غافر:40 - آیت:45-46 )
4: (ابراہیم:14 - آیت:27)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری کی کتاب الجنائز کے باب "ما جاء في عذاب القبر (عذاب قبر کا بیان)" کے تحت لکھتے ہیں :

1) وقوله تعالى {اذ الظالمون في غمرات الموت والملائكة باسطو ايديهم اخرجوا انفسكم اليوم تجزون عذاب الهون} هو الهوان، والهون الرفق
اللہ تعالیٰ نے سورہ الانعام میں فرمایا :
وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلآئِكَةُ بَاسِطُواْ أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُواْ أَنفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ
کاش تم ان ظالموں کو اس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں ، آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی
( الانعام:6 - آیت:93 )
یہ آیت درج کرنے کے بعد امام بخاری لکھتے ہیں :
هُون کے معنی هوان یعنی ذلت و رسوائی ہے اور هَون کے معنی نرمی اور ملائمت ہے۔
صحیح بخاري , كتاب الجنائز , باب : باب ما جاء في عذاب القبر

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی (علیہ الرحمۃ) مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :
امام بخاری نے اس آیت کی جو شرح کی ہے ، اس سے دو باتوں کا پتا چلتا ہے۔
الف : عذاب ( و ثوابِ) قبر مرنے کے وقت سے ہی شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ آیت میں لفظ "الْيَوْمَ" سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔
ب : (قبر کا) یہ عذاب بھی گو ذلت و رسوائی کا ہوگا تاہم اشدّ العذاب یا عذابِ عظیم (عذابِ قیامت) کی نسبت بہت ہلکا اور کمزور ہوگا۔
(بحوالہ : روح ، عذابِ قبر اور سماع موتیٰ ، ص:37)

2) وقوله جل ذكره {سنعذبهم مرتين ثم يردون الى عذاب عظيم}
اللہ تعالیٰ نے سورہ التوبہ میں فرمایا :
سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ
ہم ان کو دو بار عذاب دیں گے (یعنی دنیا میں اور قبر میں) پھر بڑے عذاب میں لوٹائے جائیں گے۔
( التوبۃ:9 - آیت:101 )
صحیح بخاري , كتاب الجنائز , باب : باب ما جاء في عذاب القبر

تفسیر ابن کثیر میں امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے دو بار کے عذاب سے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ ، قتادہ رضی اللہ ، اور ابن جریج رحمۃ اللہ اور محمد بن اسحٰق رحمۃ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ پہلا عذاب دنیا کا عذاب اور

دوسرا قبر کا عذاب ہوگا۔
(بحوالہ : تفسیر ابن کثیر ، آیت : التوبة-101)

3) اور سورہ مومن (غافر) میں فرمایا :
وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَاب
النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَاب
فرعون والوں کو برے عذاب نے گھیر لیا ، صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور قیامت کے دن تو فرعون والوں کے لئے کہا جائے گا ان کو سخت عذاب میں لے جاؤ۔
( غافر:40 - آیت:45-46 )
صحيح بخاري , كتاب الجنائز , باب : باب ما جاء في عذاب القبر

تفسیر ابن کثیر میں امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تشریح کے ذیل میں "عذابِ قبر" سے متعلق کئی مستند احادیث کا ذکر کرنے سے قبل لکھا ہے :
وهـذه الآيـة أصـل كبـير في اسـتدلال أهـل السـنة على عـذاب الـبرزخ في القبـور
یہ آیت اہل سنت کے اس مذہب کی بہت بڑی دلیل ہے کہ عالم برزخ میں یعنی قبروں میں عذاب ہوتا ہے۔
(بحوالہ : تفسیر ابن کثیر ، آیت : غافر-46)

4) عن البراء بن عازب ـ رضى الله عنهما ـ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال " اذا اقعد المؤمن في قبره اتي، ثم شهد ان لا اله الا الله، وان محمدا رسول الله، فذلك قوله {يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت} ". حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر حدثنا شعبة بهذا وزاد {يثبت الله الذين امنوا} نزلت في عذاب القبر.
براء بن عازب نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مومن جب اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں۔ وہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ تو یہ اللہ کے اس فرمان کی تعبیر ہے جو سورہ ابراھیم میں ہے کہ اللہ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں ٹھیک بات یعنی توحید پر مضبوط رکھتا ہے۔
شعبہ نے یہی حدیث بیان کرتے ہوئے مزید کہا کہ آیت يُثَبِّتُ اللّهُ الَّذِينَ آمَنُواْ (اللہ مومنوں کو ثابت قدمی بخشتا ہے) [ابراھیم:14 - آیت:27]
عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔
صحيح بخاري , كتاب الجنائز , باب : باب ما جاء في عذاب القبر , حديث : 1384

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ , أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , قَالَ : " اسْتَنْزِهُوا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ " .**
**[سنن الدارقطني » كِتَابُ الطَّهَارَةِ » بَابُ نَجَاسَةِ الْبَوْلِ وَالأَمْرِ بِالتَّنَزُّهِ ... رقم الحديث: 409]**
**ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : دور (پاک) رہو پیشاب کے قطروں سے، کیونکہ بےشک عموماً عذاب قبر اس سے (نہ بچنے کے سبب) ہوتا ہے.**

الراوي: أبو هريرة المحدث: عبد الحق الإشبيلي - المصدر: الأحكام الصغرى - الصفحة أو الرقم: 145
خلاصة حكم المحدث: [أشار في المقدمة أنه صحيح الإسناد]

المحدث: ابن الملقن - المصدر: البدر المنير - الصفحة أو الرقم: 2/323
خلاصة حكم المحدث: صحيح
المحدث: ابن حجر العسقلاني - المصدر: الدراية - الصفحة أو الرقم: 1/93
خلاصة حكم المحدث: صحيح

## عقید□ (۳۶): مرن□ ک□ بعد □ر دن صُبح اور شام ک□ وقت مرد□ کا جو ٹھکانا □□ دکھلایا جاتا □□، جنتی کو جنت دکھلا کر خوشخبری دیت□ □یں اور دوزخی کو دوزخ دکھلا کر اور حسرت بڑھات□ □یں□

**عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , قَالَ : "إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ , وَالْعَشِيِّ ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ ، فَيُقَالُ هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ " .[صحيح البخاري » كِتَاب الْجَنَائِزِ » بَاب الْمَيِّتِ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ ... رقم الحديث: 1296]**

**حضرت ابن عمر رضی الل□ عن□ما س□ مروی □□ ک□ نبی کریم صلی الل□ علی□ وسلم ن□ ارشاد فرمایا □ر شخص ک□ سامن□ صبح وشام اس کا ٹھکان□ پیش کیا جاتا □□ اگر و□ ا□ل جنت میں س□ □و تو ا□ل جنت کا ٹھکان□ اور اگر ا□ل ج□نم میں س□ □و تو ا□ل ج□نم کا ٹھکان□ پیش کیا جاتا □□ اور ک□ا جاتا □□ ک□ دوبار□ اٹھائ□ جان□ تک تم□ارا ی□ی ٹھکان□ □□□**

## عقید□ (۳۷): مرد□ ک□ لی□ دعا کرن□ س□، کچھ خیرخیرات د□ کر بخشن□ س□ اس کو ثواب پ□نچتا □□ اور اس س□ اس کو بڑا فائد□ □وتا □□□

**القرآن : رَبَّنَا اغفِر لَنا وَلِإِخوٰنِنَا الَّذينَ سَبَقونا بِالإيمٰنِ ... [الحشر : ١٠]**

ا□ رب بخش □م کو اور □مار□ بھائیوں کو جو □م س□ پ□ل□ داخل □وئ□ ایمان میں

**عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : " مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ حَسَنَةً " .[مسند الشاميين للطبراني » مَا انْتَهَى إِلَيْنَا مِنْ مُسْنَدِ يَعْلَى بْنِ ... رقم الحديث: 2118]**

حضرت عبادہ بن صامت رضی الله فرماتے ہیں کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : جو شخص مومن مرد اور عورت کے لیے بخشش کی دعا مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے لیے مومن مرد و عورتوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھے گا.

**عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، قَالَتْ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " مَنْ قَالَ كُلَّ يَوْمِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ أَلْحِقْ بِهِ مِنْ كُلِّ مُؤْمِنٍ حَسَنَةً " .** [المعجم الكبير للطبراني » مُسْنَدُ مَنْ يُعْرَفُ بِالْكُنَى مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ ... » ذِكْرُ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ ... **رقم الحديث: 19354]**

**عقیدہ (۳۸): اللہ و رسول ﷺ نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتائی ہیں سب ضرور ہونے والی ہیں ۔ امام مہدی ظاہر ہونگے اور خوب انصاف سے بادشاہی کریں گے۔ کانا دجال (یہودی قوم سے) نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچادے گا۔ اس کے مار ڈالنے کے واسطے حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر سے اتریں گے اور اُس کو مارڈالیں گے۔ یاجوج ماجوج بڑے زبردست ہیں وہ تمام زمین پر پھیل جائیں گے اور بڑا اودھم مچائیں گے۔ پھر اللہ کے قہر سے ہلاک ہوں گے۔ ایک عجیب طرح کا جانور زمین سے نکلے گا اور آدمیوں سے باتیں کرے گا۔ مغرب کی طرف سے آفتاب نکلے گا۔ قرآن مجید اٹھ جائے گا اور تھوڑے دنوں میں سارے مسلمان مرجائیں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائے گی اور اس کے سوا اور بہت سی باتیں ہوں گی۔**

**عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " الْمَهْدِيُّ مِنِّي أَجْلَى الْجَبْهَةِ أَقْنَى الْأَنْفِ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ " .** [سنن أبي داود » كِتَاب الْمَهْدِيِّ » باب ... **رقم الحديث: 3738]**

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری ؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مہدی مجھ سے ہوں گے روشن پیشانی اور بلند ناک والے ہوں گے زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھریں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر دی گئی تھی اور سات سال تک حکومت کریں گے (پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰ نازل ہوجائیں گے جن کی اقتداء میں حضرت مہدی ؑ دجال سے لڑیں گے)

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ ، قَالَ : اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ ، فَقَالَ : " مَا تَذَاكَرُونَ ؟ " ، قَالُوا : نَذْكُرُ السَّاعَةَ ، قَالَ : " إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ ، فَذَكَرَ الدُّخَانَ ، وَالدَّجَّالَ ، وَالدَّابَّةَ ، وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا ، وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَيَأَجُوجَ وَمَأْجُوجَ ، وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ ، وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ " .
[صحيح مسلم » كِتَاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ » بَاب فِي الْآيَاتِ الَّتِي تَكُونُ قَبْلَ السَّاعَةِ ... رقم الحديث: 5166]
ترجمہ : حضرت حذیفہ ابن اسید غفاری ؓ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ آپس میں قیامت کا ذکر کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ ہماری طرف آنکلے اور پوچھا کہ تم لوگ کس چیز کا ذکر کر رہے ہو ؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں تب آپ ﷺ نے فرمایا " یقینا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیوں کو نہ دیکھ لوگے ، پھر آپ ﷺ نے ان دس نشانیوں کو اس ترتیب سے ذکر فرمایا (١) دھواں (٢) دجال (٣) دابہ الارض (٤) سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا (٥) حضرت عیسی ابن مریم کا نازل ہونا ( ٦) یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا اور (چھٹی، ساتویں اور آٹھویں نشانی کے طور پر ، آپ ﷺ نے تین خسوف کا (یعنی تنی مقامات پر زمین کے دھنس جانے کا ) ذکر فرمایا ایک تو مشرق کے علاقہ میں ، دوسرے مغرب کے علاقہ میں اور تیسرے جزیرہ عرب کے علاقہ اور دسویں نشانی ، جو سب کے بعد ظاہر ہوگی ، وہ آگ ہے جو یمن کی طرف سے نمودار ہوگی اور لوگوں کو گھیر ہانک کر زمین حشر کی طرف لے جائے گی اور ایک حدیث میں یوں ہے کہ وہ ایک ایسی آگ ہوگی جو ( یمن کے مشہور شہر عدن کے آخری کنارہ سے نمودار ہوگی اور لوگوں کو ہانک کر زمین حشر کی طرف لے جائے گی نیز ایک روایت میں دسویں نشانی کے طور پریمن کی طرف سے یا عدن کے آخری کنارہ سے آگ کے نمودار ہونے کے بجائے ) ایک ایسی ہوا کا ذکر کیا گیا ہے جو لوگوں کو سمندر میں پھینک دے گی ۔ "

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَن ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا ، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ ، وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ " .
[صحيح البخاري » كِتَاب : الْبُيُوعِ » بَاب : قَتْلِ الْخِنْزِيرِ ... رقم الحديث: 2080]
ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام منصف حکمران کے طور پر نزول فرمائیں گے وہ صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کردیں گے جزیہ کو موقوف کردیں گے اور مال پانی کی طرح بہائیں گے یہاں تک کہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا

**القرآن : حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ(الأنبياء: ٩٦)**

**ترجمہ:- یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیے جاویں گے اور وہ (غایت کثرت کی وجہ سے) ہر بلندی (جیسے پہاڑ اور ٹیلے) سے نکلتے (معلوم) ہوں گے۔**

**تشریح:مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو دوبارہ زندہ کرنا اس وقت ہوگا جب قیامت آئے گی،اور اس کی ایک علامت یہ ہوگی کہ یاجوج اورماجوج کے وحشی قبیلے بہت بڑی تعداد میں دنیا پر حملہ آور ہوں گے او رایسا محسوس ہوگا کہ وہ ہر بلند جگہ سے پھسلتے ہوئے آرہے ہیں۔**

**القرآن : وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيَاتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ(النمل:٨٢)**

**ترجمہ : او رجب اُن پر وعدہ عذاب پورا ہوجائےگا تو ہم ان کے لئے نکالیں گے زمین سے ایک جانور،وہ اُن سے باتیں کرے گا کیونکہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ کرتے تھے۔**

**تشریح: حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "قیامت سے پہلے صفا پہاڑ مکہ کا پھٹے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور چھپے منکروں کو نشان دے کر جدا کر دے گا" (موضح) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل آخر زمانہ میں طلوع الشمس من المغرب کے دن ہوگا۔ قیامت تو نام ہی اس کا ہے کہ عالم کا سب موجودہ نظام درہم برہم کر دیا جائے لہٰذا اس قسم کے خوارق پر کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے جو قیامت کی علاماتِ قریبہ اور اس کے پیش خیمہ کے طور پر ظاہر کی جائیں گی۔ شاید "دابۃ الارض" کے ذریعہ سے یہ دکھلانا ہو کہ جس چیز کو تم پیغمبروں کے کہنے سے نہ مانتے تھے، آج وہ ایک جانور کی زبانی ماننی پڑ رہی ہے۔ مگر اس وقت کا ماننا نافع نہیں صرف مکذبین کی تجہیل و تحمیق مقصود ہے۔ ماننے کا جو وقت تھا گزر گیا۔ (تنبیہ) "دابۃ الارض" کے متعلق بہت سے رطب و یابس اقوال و روایات تفاسیر میں درج کی گئی ہیں۔ مگر معتبر روایات سے تقریباً اتنا ہی ثابت ہے جو حضرت شاہ صاحب نے لکھا۔ واللہ اعلم**

**القرآن : ... يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ ... (الأنعام:١٥٨)**

**ترجمہ : ... جس دن آئے گی تمہارے رب کی کوئی نشانی کسی کے کان نہ آئے گا اس کا ایمان لانا جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا ...**

**تشریح : یاد رہے کہ قیامت کی نشانوں میں سے ایک نشان وہ بھی ہے جس کے ظاہر ہونے کے بعد نہ کافر کا ایمان لانا معتبر ہوگا نہ عاصی کی توبہ۔ صحیحین کی احادیث بتلاتی ہیں کہ یہ نشان آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا ہے۔ یعنی جب خدا کا ارادہ ہوگا کہ دنیا کو ختم کرے اور عالم کا موجودہ نظام درہم برہم کر دیا جائے تو موجودہ قوانین طبیعیہ کے خلاف بہت سے عظیم الشان خوارق وقوع میں آئیں گے ان میں سے ایک یہ ہے کہ آفتاب مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ غالباً اس حرکت مقلوبی اور رجعت قہقری سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہو کہ جو قوانین قدرت اور نوامیس طبیعیہ دنیا کے موجودہ نظم و نسق میں کار فرما تھے، ان کی میعاد ختم ہونے اور نظام شمسی کے الٹ پلٹ ہو جانے کا وقت آپہنچا ہے۔ گویا اس وقت سے عالم کبیر کے نزع اور جانکنی کے وقت کا ایمان اور توبہ مقبول نہیں کیونکہ وہ حقیقت میں اختیاری نہیں ہوتا، اسی طرح طلوع الشمس من المغرب کے بعد مجموعہ عالم کے حق میں یہ ہی حکم ہوگا کہ کسی کا ایمان و توبہ معتبر نہ ہو۔ بعض روایات میں طلوع الشمس من مغربہا کے ساتھ چند دوسرے نشانات بھی بیان ہوئے ہیں مثلاً خروج دجال، خروج دابہ وغیرہ۔ ان روایات کی مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب ان سب نشانات کا مجموعہ متحقق ہوگا اور وہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ طلوع الشمس من المغرب بھی متحقق ہو تو دروازہ توبہ کا بند کر دیا جائے گا الگ الگ ہر نشان پر یہ حکم متفرع نہیں ہمارے زمانے کے بعض ملحدین جو ہر غیر معمولی واقعہ کو استعارہ کا رنگ دینے کے خوگر ہیں وہ طلوع الشمس من المغرب کو بھی استعارہ بنانے کی فکر میں ہیں غالباً ان کے نزدیک قیامت کا آنا بھی ایک طرح کا استعارہ ہی ہوگا۔**

**عَنْ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ ، قَالَ : ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ ، قَالَ : فَانْصَرَفْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَيْهِ فَعَرَفَ ذَلِكَ فِينَا ، فَقَالَ : " مَا شَأْنُكُمْ ؟ " قَالَ : قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ الْغَدَاةَ فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ ، قَالَ : " غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُ لِي عَلَيْكُمْ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ ، وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ، إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ**

طَافِئَةٌ ، شَبِيهٌ بعَبْدِ الْعُزَّى بْن قَطَن ، فَمَنْ رَآهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ فَوَاتِحَ سُورَةِ أَصْحَابِ الْكَهْفِ ، قَالَ : يَخْرُجُ مَا بَيْنَ الشَّام وَالْعِرَاق ، فَعَاثَ يَمِينًا وَشِمَالًا ، يَا عِبَادَ اللَّهِ ، اثْبُتُوا " ، قَالَ : قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْض ؟ قَالَ : " أَرْبَعِينَ يَوْمًا ، يَوْمٌ كَسَنَةٍ ، وَيَوْمٌ كَشَهْر ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ " ، قَالَ : قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَرَأَيْتَ الْيَوْمَ الَّذِي كَالسَّنَةِ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْم ؟ قَالَ : " لَا ، وَلَكِنْ اقْدُرُوا لَهُ " ، قَالَ : قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، فَمَا سُرْعَتُهُ فِي الْأَرْض ؟ قَالَ : " كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ ، فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيُكَذِّبُونَهُ وَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ ، فَتَتْبَعُهُ أَمْوَالُهُمْ وَيُصْبِحُونَ لَيْسَ بأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ وَيُصَدِّقُونَهُ ، فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ ، وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ ، فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ كَأَطْوَلِ مَا كَانَتْ ذُرًى وَأَمَدِّهِ خَوَاصِرَ وَأَدَرِّهِ ضُرُوعًا ، قَالَ : ثُمَّ يَأْتِي الْخَرِبَةَ ، فَيَقُولُ : لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزَكِ ، فَيَنْصَرِفُ مِنْهَا فَتَتْبَعُهُ كَيَعَاسِيبِ النَّحْل ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا شَابًّا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جِزْلَتَيْن ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ ، إِذْ هَبَطَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام بشَرْقِيِّ دِمَشْقَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْن ، وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْن إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَّانٌ كَاللُّؤْلُؤ ، قَالَ : وَلَا يَجِدُ رِيحَ نَفْسِهِ يَعْنِي أَحَدًا إِلَّا مَاتَ وَرِيحُ نَفْسِهِ مُنْتَهَى بَصَرِهِ ، قَالَ : فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلَهُ ، قَالَ : فَيَلْبَثُ كَذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ ، قَالَ : ثُمَّ يُوحِي اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ حَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّور ، فَإِنِّي قَدْ أَنْزَلْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَان لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ ، قَالَ : وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ ، وَهُمْ كَمَا قَالَ اللَّهُ :مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ سورة الأنبياء آية 96 ، قَالَ : فَيَمُرُّ أَوَّلُهُمْ بِبُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ فَيَشْرَبُ مَا فِيهَا ، ثُمَّ يَمُرُّ بِهَا آخِرُهُمْ ، فَيَقُولُ : لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ يَسِيرُونَ حَتَّى يَنْتَهُوا إِلَى جَبَلِ بَيْتِ الْمَقْدِس ، فَيَقُولُونَ : لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْأَرْض هَلُمَّ ، فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ فَيَرْمُونَ بِنُشَّابِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ ، فَيَرُدُّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مُحْمَرًّا دَمًا ، وَيُحَاصَرُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَأَصْحَابُهُ ، حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْر يَوْمَئِذٍ خَيْرًا لِأَحَدِهِمْ مِنْ مِائَةِ دِينَار لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ ، قَالَ : فَيَرْغَبُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى اللَّهِ وَأَصْحَابُهُ ، قَالَ : فَيُرْسِلُ اللَّهُ إِلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى مَوْتَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ، قَالَ : وَيَهْبِطُ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ ، فَلَا يَجِدُ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا وَقَدْ مَلَأَتْهُ زَهَمَتُهُمْ وَنَتَنُهُمْ وَدِمَاؤُهُمْ ، قَالَ : فَيَرْغَبُ عِيسَى إِلَى اللَّهِ وَأَصْحَابُهُ ، قَالَ : فَيُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ طَيْرًا كَأَعْنَاق الْبُخْتِ ، قَالَ : فَتَحْمِلُهُمْ ، فَتَطْرَحُهُمْ بِالْمَهْبِل ، وَيَسْتَوْقِدُ الْمُسْلِمُونَ مِنْ قِسِيِّهِمْ وَنُشَّابِهِمْ وَجِعَابِهِمْ سَبْعَ سِنِينَ ، قَالَ : وَيُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ وَبَر وَلَا مَدَر ، قَالَ : فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ فَيَتْرُكُهَا كَالزَّلَفَةِ ، قَالَ : ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْض : أَخْرِجِي ثَمَرَتَكِ وَرُدِّي بَرَكَتَكِ ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ ، وَيَسْتَظِلُّونَ بِقَحْفِهَا ، وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْل ، حَتَّى إِنَّ الْفِئَامَ مِنَ النَّاس لَيَكْتَفُونَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْإِبِل ، وَإِنَّ الْقَبِيلَةَ لَيَكْتَفُونَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْبَقَر ، وَإِنَّ الْفَخِذَ لَيَكْتَفُونَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْغَنَم ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ رِيحًا فَقَبَضَتْ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِن ، وَيَبْقَى سَائِرُ النَّاس يَتَهَارَجُونَ كَمَا تَتَهَارَجُ الْحُمُرُ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ " ، قَالَ أَبُو عِيسَى : هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْن جَابر .

[جامع الترمذي » كِتَاب الْفِتَنِ » بَاب مَا جَاءَ فِي فِتْنَةِ الدَّجَّالِ ... **رقم الحديث: 2171**]

**ترجمہ : حضرت نواس بن سمعان کلابی فرماتے ہیں کہ** ایک دن رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا تو اس طرح اس کی ذلت و حقارت اور اس کے فتنے کی بڑائی بیان کی کہ ہم سمجھنے لگے کہ وہ کھجوروں کی آڑ میں ہے پھر ہم لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے اور دوبارہ خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ ہمارے دلوں کے خوف کو بھانپ گئے پس آپ ﷺ نے پوچھا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کل آپ ﷺ نے دجال کا فتنہ بیان کیا تو ہمیں یقین ہوگیا کہ وہ کھجوروں کی آڑ میں ہے یعنی یقینا وہ آنے والا ہے آپ ﷺ نے فرمایا دجال کے علاوہ ایسی بھی چیزیں ہیں جن کا مجھے دجال کے فتنے سے زیادہ خوف ہے کیونکہ اگر دجال میری موجودگی میں نکلا تو میں اس سے تم لوگوں کی

طرف سے مقابلہ کرنے والا ہوں اور اگر میری غیر موجودگی میں نکلا تو ہر
شخص خود اپنے نفس کی طرف سے مقابلہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ میری طرف
سے ہر مسلمان کا محافظ ہے اس کی صفت یہ ہے کہ وہ جوان ہوگا گھنگریالے
بالوں والا ہوگا اس کی ایک آنکھ ہوگی اور عبدالعزی بن قطن کے ہم شکل
ہوگا اگر تم میں سے کوئی اسے دیکھے تو سورت کہف کی ابتدائی آیات پڑھے
وہ شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور دائیں بائیں کے لوگوں کو خراب
کرے گا اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا پھر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ
کتنی مدت زمین پر ٹھہرے گا آپ ﷺ نے فرمایا چالیس دن تک پہلا دن ایک سال
کے برابر دوسرا ایک ماہ اور تیسرا ایک ہفتہ کے برابر ہوگا پھر باقی دن
تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ دن سال
کے برابر ہوگا کیا اس میں ایک دن کی نماز کافی ہوگی آپ ﷺ نے فرمایا نہیں
بلکہ اندازہ لگا لینا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ زمین میں اس کی تیز
رفتاری کس قدر ہوگی آپ ﷺ نے فرمایا ان بادلوں کی طرح جن کو ہوا ہنکا کر
لے جائے پھر وہ ایک قوم کے پاس آ کر انہیں اپنی خرافات کی دعوت دے گا وہ
لوگ اسے جھٹلا دیں گے اور واپس کر دیں گے پس وہ ان سے واپس لوٹے گا تو
ان کے اموال اس کے پیچھے چل پڑیں گے اور وہ خالی ہاتھ رہ جائیں گے وہ ایک
اور قوم کے پاس آئے گا انہیں دعوت دے گا وہ قبول کریں گے اور اس کی
تصدیق کریں گے تب وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا وہ بارش برسائے
گا اور زمین کو درخت اگانے کا حکم دے گا تو وہ درخت اگائے گی شام کو ان کے
جانور اس حالت میں لوٹیں گے کہ ان کے کوہان لمبے کولہے چوڑے اور پھیلے
ہوئے اور تھن دودھ سے بھرے ہوں گے پھر وہ ویران جگہ آ کر کہے گا اپنے خزانے
نکال دے جب وہ واپس لوٹے گا تو خزانے اس کے پیچھے شہد کی مکھیوں کے
سرداروں کی طرح چل پڑیں گے پھر وہ ایک بھرپور جوان کو بلا کر تلوار سے
اس کے دو ٹکڑے کر دے گا پھر اسے پکارے گا تو وہ زندہ ہو کر ہنستا ہوا اس کو
جواب دے گا وہ انہی باتوں میں مصروف ہوگا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم ہلکے
زرد رنگ کا جوڑا پہنے جامع مسجد دمشق کے سفید مشرقی مینارے پر اس
حالت میں اتریں گے کہ ان کے ہاتھ دو فرشتوں کے بازؤں پر رکھے ہوں گے جب
آپ سر نیچا کریں گے تو ان کے بالوں سے نورانی قطرات ٹپکیں گے اور جب سر
اوپر اٹھائیں گے تو موتیوں کی مثل سفید چاندی کے دانے جھڑتے ہوں گے آپ ﷺ
نے فرمایا جس کافر تک آپ کے سانس کی ہوا پہنچے گی مر جائے گا اور آپ کی
سانس کی ہوا حد نگاہ تک پہنچتی ہوگی نبی ﷺ نے فرمایا پھر حضرت عیسیٰ
دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ لد کے دروازے پر پائیں گے اور اسے قتل کر
دیں گے پھر اللہ تعالیٰ کی چاہت کے مطابق مدت تک زمین پر قیام کریں گے
پھر اللہ تعالیٰ وحی بھیجیں گے کہ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر جمع
کر دیں کیونکہ میں ایسی مخلوق کو اتارنے والا ہوں جن سے لڑنے کی کسی
میں طاقت نہیں آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا وہ
ارشاد الٰہی کے مطابق ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے آپ نے فرمایا انکا پہلا
گروہ بحیرہ طبرہ پر سے گزرے گا اور اس کا پورا پانی پی جائے گا پھر جب ان
کا دوسرا گروہ وہاں سے گزرے گا تو وہ لوگ کہیں گے کہ یہاں کبھی پانی ہوا
کرتا تھا پھر وہ لوگ آگے چل دیں گے یہاں تک کہ بیت المقدس کے ایک پہاڑ پر
پہنچیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو قتل کر دیا اب آسمان والوں
کو بھی قتل کر دیں پس وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے اللہ تعالیٰ ان کے
تیر خون آلود واپس بھیج دے گا عیسیٰ اور آپ کے ساتھی محصور ہوں گے یہاں
تک کہ ان کے نزدیک گائے کا سر (بھوک کی وجہ سے) تمہارے آج کے سو دیناروں
سے زیادہ اہمیت رکھتا ہوگا عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ
کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر
دے گا یہاں تک کہ سب یکدم مر جائیں گے جب عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے
ساتھی اتریں گے اور ان کی بدبو اور خون کی وجہ سے ایک بالشت جگہ بھی
خالی نہیں پائیں گے پھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا مانگیں گے

تو اللہ تعالیٰ لمبی گردن والے اونٹ کی مثل پرندے بھیجے گا جو انہیں اٹھا کر پہاڑ کی غار میں پہنچا دیں گے مسلمان ان کے تیروں، کمانوں اور ترکشوں سے سات سال تک ایندھن جلائیں گے پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا جو ہر گھر اور خیمے تک پہنچے گی تمام زمین کو دھو کر شیشے کی طرح صاف شفاف کر دے گی پھر زمین سے کہا جائے گا اپنے پھل باہر نکال اور اپنی برکتیں واپس لاؤ پس اس دن ایک گروہ ایک انار سے کھائے گا اور اس کے لوگ اس کے چھلکے سے سایہ کریں گے نیز دودھ میں اتنی برکت پیدا کر دی جائے گی کہ ایک اونٹنی کے دودھ سے ایک جماعت سیر ہو جائے گا ایک گائے کے دودھ سے ایک قبیلہ اور ایک بکری کے دودھ سے ایک کنبہ سیر ہو جائے گا وہ لوگ اسی طرح زندگی گزار رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہوا بھیجے گا جو ہر مومن کی روح قبض کرے گی اور باقی صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح راستے میں جماع کرتے پھریں گے اور انہی پر قیامت قائم ہوگی. یہ حدیث غریب حسن صحیح ہے ہم اسے صرف عبدالرحمن بن یزید بن جابر کی روایت سے پہچانتے ہیں.

## عقیدہ (۳۹): جب ساری نشانیاں پوری ہوجائیں گی تو قیامت کا سماں شروع ہوگا حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے صور پھونکیں گے۔ یہ صور ایک بڑی چیز سینگ کی شکل پر ہے۔ اس صور کے پھونکنے سے تمام زمین و آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے۔ تمام مخلوقات مر جائیں گی اور جو مرچکے ہیں ان کی روحیں بے ہوش ہوجائیں گی مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے۔ وہ اپنے حال پر رہیں گے۔ ایک مدت اسی کیفیت پر گزرے جائے گی۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ : " ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الصُّورِ ، فَقَالَ : عَنْ يَمِينِهِ جِبْرَائِيلُ وَعَنْ يَسَارِهِ مِيكَائِيلُ " . [سنن أبي داود:3487، مسند أحمد بن حنبل:10858، المستدرك على الصحيحين:2974(2 : 264)]

حضرت ابوسعید الخدری سے کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ نے صاحب صور (حضرت اسرافیل) کا تذکرہ فرمایا تو فرمایا کہ ان کے دائیں جانب جبرائیل اور بائیں جانب میکائیل ہوں گے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : الصُّورُ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ " .
[سنن أبي داود:4119 ، جامع الترمذي:2367+3186 ، سنن الدارمي:2712 ، مسند أحمد بن حنبل:6327+6628]

حضرت عبداللہ بن عمرو حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ صور ایک سنکھ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔

**القرآن : فَإِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِـدَةٌ (١٣) وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَـالُ فَـدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِــدَةً (١۴) فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَــةُ (١۵) وَانْشَــقَّتِ السَّــمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ(الواقعة:١٣-١٦)**

**ترجمہ : اور اٹھائی جائے گی زمین اور پہاڑ، پس وہ یک بارگی ریزہ ریزہ کردئیے جائیں گے۔ پس اس دن وہ ہونے والی ہو پڑے گی اور آسمان پھٹ جائے گا،تو وہ اس دن بالکل کمزور ہوگا۔**

تشریح:

یعنی صور پھونکنے کے ساتھ زمین اور پہاڑ اپنے حِیّز کو چھوڑ دیں گے اور سب کو کوٹ پیٹ کر ایک دم ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ بس وہی وقت ہے قیامت کے ہوپڑنے کا۔

**وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِى الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ (الزمر:٦٨)**

**ترجمہ : اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو(ہر کوئی) جو آسمانوں او رزمین میں ہے بیہوش ہوجائے گا ،سوائے اس کے جسے اللہ چاہے۔ ،پھر اس میں پھونک ماری جائے گی،دوبارہ تو وہ فوراً کھڑے ہوجائیں گے(اِدھر اُدھر)دیکھنے لگیں گے۔**

تشریح:

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "ایک بار نفخ صور ہے عالم کے فناء کا، دوسرا ہے زندہ ہونے کا، یہ تیسرا بعد حشر کے ہے بیہوشی کا، چوتھا خبردار ہونے کا، اس کے بعد اللہ کے سامنے سب کی پیشی ہوگی" اور بتغییر یسیرہ لیکن علمائے محققین کے نزدیک کل دو مرتبہ نفخ صور ہوگا۔ پہلی مرتبہ میں سب کے ہوش اڑ جائیں گے۔ پھر زندے تو مردے ہوجائیں گے اور جو مر چکے تھے ان کی ارواح پر بیہوشی کی کیفیت طاری ہو جائے گی۔ بعدہ دوسرا نفخہ ہوگا جس سے مردوں کی ارواح ابدان کی طرف واپس آجائیں گی اور بیہوشی کو افاقہ ہوگا۔ اس وقت محشر کے عجیب و غریب منظر کو حیرت زدہ ہو کر تکتے رہیں گے۔ پھر خداوند قدوس کی پیشی میں تیزی کے ساتھ حاضر کیے جائیں گے۔
(تنبیہ)الامن شاء اللہ سے بعض نے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت مراد لیے ہیں۔ بعض نے ان کے ساتھ حملۃ العرش کو بھی شامل کیا ہے۔ بعض کے نزدیک انبیاء و شہداء مراد ہیں۔ واللہ اعلم۔ بہرحال یہ استثناء اس نفخہ کے وقت ہوگا۔ اس کے بعد ممکن ہے ان پر بھی فنا طاری کر دی جائے۔ "لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار" (المومن، رکوع۲)-

## عقیدہ (۴۰): پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالم پھر پیدا ہوجائے تو دوسری بار صور پھونکا جائے گا۔ اس سے پھر سارا عالم پیدا ہوجائے گا۔ مردے زندہ ہوجائیں گے اور قیامت کے میدان میں سب اکٹھے ہوں گے اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جائیں گے۔

**آخر میں ہمارے پیغمبر صاحب سفارش کریں گے۔ ترازو کھڑی کی جائے گی۔ بھلے برے عمل تولے جائیں گے، اُن کا حساب ہوگا۔ بعضے بے حساب جنت میں جائیں گے۔ نیکوں کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حوض کوثر کا پانی پلائیں گے۔ جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ پل صراط پر چلنا ہوگا۔ جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہوکر بہشت میں پہنچ جائیں گے۔ جو بد ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑیں گے۔**

**القرآن : وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ (يس:٥١)**
**ترجمہ : اور( دوبارہ) پھونکا جائے گا صور،تو وہ یکایک قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑیں گے۔**

تشریح:
یعنی دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب زندہ ہو کر اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور فرشتے ان کو جلد جلد دھکیل کر میدان حشر میں لے جائیں گے۔

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَحْمٍ ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ ، فَنَهَشَ مِنْهَا نَهْشَةً ، ثُمَّ قَالَ : " أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَهَلْ تَدْرُونَ مِمَّ ذَلِكَ ؟ يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ ، يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي ، وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ ، وَتَدْنُو الشَّمْسُ ، فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ ، وَلَا يَحْتَمِلُونَ ، فَيَقُولُ النَّاسُ : أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ ، أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ ؟ ، فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ : عَلَيْكُمْ بِآدَمَ ، فَيَأْتُونَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَام ، فَيَقُولُونَ لَهُ : أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا ، فَيَقُولُ آدَمُ : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنَّهُ قَدْ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ ، فَعَصَيْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ ، فَيَأْتُونَ نُوحًا ، فَيَقُولُونَ : يَا نُوحُ ، إِنَّكَ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ ، وَقَدْ سَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ، فَيَقُولُ : إِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ ، فَيَقُولُونَ : يَا إِبْرَاهِيمُ ، أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ، فَيَقُولُ لَهُمْ : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنِّي قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ، فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى ، فَيَأْتُونَ مُوسَى ، فَيَقُولُونَ : يَا مُوسَى ، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ ، فَضَّلَكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ، فَيَقُولُ : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ**

يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ، فَيَأْتُونَ عِيسَى ، فَيَقُولُونَ : يَا عِيسَى ، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ، فَيَقُولُ عِيسَى : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ قَطُّ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ ، فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا ، فَيَقُولُونَ : يَا مُحَمَّدُ ، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ ، وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ، فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ ، وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي ، ثُمَّ يُقَالُ : يَا مُحَمَّدُ ، ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي ، فَأَقُولُ : أُمَّتِي يَا رَبِّ ، أُمَّتِي يَا رَبِّ ، أُمَّتِي يَا رَبِّ ، فَيُقَالُ : يَا مُحَمَّدُ ، أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ ، وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ ، ثُمَّ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ ، أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى " .[صحيح]
البخاري » كِتَاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ » سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ... رقم الحديث: 4368]

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ ؓ روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا رسول اللہ ﷺ کو دستی کا گوشت پسند تھا اس لئے پوری دستی پیش کی گئی آپ ﷺ نے اسے اپنے دانتوں سے کھانا شروع کیا پھر فرمایا میں قیامت کے دن سب کا سردار ہوں گا کیا تم جانتے ہو کہ یہ سب کس وجہ سے ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اولین وآخرین کو ایک ایسے ہموار میدان میں جمع فرمائیں گے کہ وہ سب آواز دینے والے کی آواز سنیں گے اور ہر آدمی کی نگاہ (یا اللہ کی نظر) سب کے پار جائے گی اور سورج قریب ہو جائے گا اور لوگوں کو نا قابل برداشت گھبراہٹ اور پریشانی کا سامنا ہوگا اس وقت بعض لوگ دوسرے لوگوں سے کہیں گے کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمہارا کیا حال ہے اور کیا نہیں سوچتے کہ تم کس قسم کی پریشانیوں میں مبتلا ہو چکے ہو آؤ ایسے آدمی کی تلاش کریں جو اللہ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کرے پھر بعض لوگ ایک دوسرے سے مشورہ کرکے کہیں گے کہ چلو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو پھر لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے کہ اے آدم علیہ السلام آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں اللہ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ہے اور آپ میں اپنی روح پھونکی ہے اور تمام فرشتوں کو آپ کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا آپ اللہ کے ہاں ہماری شفاعت فرمائیں کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کن پریشانیوں میں مبتلا ہیں اور کیا آپ ہماری تکلیفوں کا مشاہدہ نہیں کر رہے؟ حضرت آدم فرمائیں گے کہ آج میرا رب اس قدر جلال میں ہے کہ کبھی اس سے پہلے جلال میں نہیں آیا اور بات دراصل یہ ہے کہ اللہ نے مجھے درخت کے قریب جانے سے روکا تھا اور میں نے اس کی نافرمانی کی آج تو میں بھی اپنی فکر میں مبتلا ہوں تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ لوگ حضرت نوح کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ زمین پر سب سے پہلے رسول ہیں آپ کا نام اللہ نے شکر گزار بندے رکھا ہے آج اللہ کے ہاں ہماری شفاعت کر دیجئے کیا آپ نہیں جانتے کہ ہم کس حال میں ہیں کیا آپ نہیں جانتے کہ ہماری تکلیف کس حد تک پہنچ گئی ہے حضرت نوح فرمائیں گے کہ آج میرا رب اس قدر غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے انتا غضبناک ہوا اور نہ اس کے بعد اتنا غضبناک ہوگا میں نے اپنی قوم کے لئے بد دعا کی تھی جس کی وجہ سے وہ تباہ ہوگئی آج تو میں بھی اپنی فکر میں مبتلا ہوں تم ابراہیم کے پاس جاؤ لوگ ابراہیم کے پاس جا کر عرض کریں گے آپ اللہ کے نبی ہیں اور ساری زمین والوں میں سے اللہ کے خلیل ہیں ہماری اللہ کے ہاں شفاعت فرمائیں کیا آپ نہیں جانتے کہ ہم کس حال میں ہیں اور کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہماری تکلیف کس حد تک پہنچ چکی ہے حضرت ابراہیم فرمائیں گے کہ آج میرا پروردگار اتنا غضبناک ہے نہ

**اس سے پہلے اتنا غضبناک ہوا اور نہ اس کے بعد اتنا غضبناک ہوگا حضرت ابراہیم اپنے جھوٹ بولنے کو یاد کر کے فرمائیں گے کہ آج تو میں بھی اپنی فکر میں مبتلا ہوں تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، موسیٰ کے پاس جاؤ لوگ موسیٰ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت اور ہم کلامی دونوں سے نوازا ہے آپ اللہ کے ہاں ہماری شفاعت فرمائیں کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کتنی تکلیفیں پہنچ رہی ہیں پھر ان سے حضرت موسیٰ فرمائیں گے کہ آج میرا رب اتنا غضبناک ہے کہ اتنا غضبناک نہ اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہوگا اور میں نے بغیر حکم کے ایک آدمی کو قتل کردیا تھا آج تو میں بھی اپنی فکر میں مبتلا ہوں تم عیسیٰ کے پاس جاؤ، لوگ عیسیٰ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ اے عیسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے گہوارے میں بات کی آپ کلمہ اللہ ہیں اور روح اللہ ہیں آج اللہ کے ہاں ہماری شفاعت فرمائیں کیا آپ نہیں جانتے کہ ہم کس حال میں ہیں کیا آپ نہیں جانتے کہ ہمیں کتنی تکلیفیں پہنچ رہی ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج میرا رب اتنا غضبناک ہے، اتنا غضبناک نہ اس سے پہلے کبھی ہو اور نہ اس کے بعد کبھی ہوگا حضرت عیسیٰ نے اپنے قصور کا ذکر نہیں فرمایا اور فرمائیں گے کہ آج تو میں بھی اپنی فکر میں مبتلا ہوں تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ حضرت عیسیٰ فرمائیں گے کہ جاؤ محمد ﷺ کے پاس جاؤ، لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے محمد ﷺ آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے سارے قصور معاف فرما دئیے ہیں اپنے پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت فرمائیں کیا آپ نہیں جانتے کہ ہم کس حال میں ہیں کیا آپ نہیں جانتے کہ ہماری تکلیف کس حد تک پہنچ گئی ہے پھر میں چلوں گا عرش کے نیچے آؤں گا پھر سجدے میں پڑ جاؤں گا پھر اللہ میرے سینے کو کھول دے گا اور مجھے حمد وثناء کے ایسے کلمات القاء فرمائے گا جو مجھ سے پہلے القاء نہیں کئے گئے پھر کہا جائے گا اے محمد ( ﷺ ) اپنا سر اٹھائیے مانگئے دیا جائے گا شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی میں اپنا سر اٹھاؤں گا پھر عرض کروں گا اے میرے پروردگار میری امت میری امت پھر کہا جائے گا کہ اے محمد اپنی امت میں سے جن کا حساب نہیں لیا گیا انہیں جنت کے دائیں دروازوں سے داخل کردو اور یہ لوگ اس کے علاوہ دوسرے دروزاوں سے بھی داخل ہو سکتے ہیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے وقدرت میں محمد( ﷺ ) کی جان ہے کہ جنت کے دروازوں کے کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ مکہ اور ہجر کے درمیان یا مکہ اور بصرٰی کے درمیان ہے۔**

**القرآن : فَاَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ(٧)فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا(٨)وَيَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا(الإنشقاق:٩)**

**ترجمہ : پس جس کو اس کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دیا گیا ۔ پس اس سے عنقریب آسان حساب لیا جائے گا ۔ اور وہ اپنے اہل کی طرف خوش خوش لوٹے گا۔**

تشریح:

آسان حساب یہی کہ بات بات پر گرفت نہ ہوگی۔ محض کاغذات پیش ہوجائیں گے اور بدون بحث و مناقشہ کے سستے چھوڑ دیے جائیں گے۔نہ سزا کا خوف رہے گا نہ غصہ کا ڈر، نہایت امن واطمینان سے اپنے احباب و اقارب اور مسلمان بھائیوں کے پاس خوشیاں مناتا ہوا آئے گا۔

**وَاَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ لَمْ أُوْتَ كِتَابِيَهْ (الحاقة:٢٥)**

**اور رہا وہ جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیاگیا تو وہ کہے گا اے کاش! مجھے میرا اعمال نامہ نہ دیاجاتا۔**

**حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " حَوْضِي مِنْ عَدَنَ إِلَى عَمَّانَ الْبَلْقَاءِ ، مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ ،وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ ، وَأَكَاوِيبُهُ عَدَدُ نُجُومِ السَّمَاءِ ، مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا ، أَوَّلُ النَّاسِ وُرُودًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ الشُّعْثُ رُءُوسًا الدُّنْسُ ثِيَابًا الَّذِينَ لَا يَنْكِحُونَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَا تُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ " ، قَالَ عُمَرُ : لَكِنِّي نَكَحْتُ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَفُتِحَ لِيَ السُّدَدُ ، وَنَكَحْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا جَرَمَ أَنِّي لَا أَغْسِلُ رَأْسِي حَتَّى يَشْعَثَ وَلَا أَغْسِلُ ثَوْبِي الَّذِي يَلِي جَسَدِي حَتَّى يَتَّسِخَ ".**
[جامع الترمذي » كِتَاب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ ... » بَاب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَوَانِي الْحَوْضِ ... **رقم الحديث: 2381**]

**ترجمہ : حضرت ثوبان نے نبی ﷺ سے نقل کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا میرا حوض عدن سے بلقائ کے عمان تک ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں جو اس پیئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اس پر سب سے پہلے جانے والے فقراء مہاجرین ہیں جن کے بال گرو آلود اور کپڑے میلے ہیں وہ نازونعمت میں پلی ہوئی عورتوں سے نکاح نہیں کرتے اور ان کے لئے بند دروازے کھولے نہیں جاتے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا لیکن میں نے تو نازونعمت میں پرورش پانے والیوں سے نکاح کیا اور میرے لئے بند دروازے کھولے گئے میں نے فاطمہ بنت عبدالملک سے نکاح کیا یقینا جب تک میرا سر گرد آلود نہ ہو جائے میں اسے نہیں دھوتا اور اسی طرح اپنے بدن پر لگے ہوئے کپڑے بھی میلے ہونے سے پہلے نہیں دھوتا.**

**عَنْ سَمُرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا ، وَإِنَّهُمْ يَتَبَاهَوْنَ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ وَارِدَةً ، وَإِنِّي أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً ".**[جامع الترمذي » كِتَاب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ ... » بَاب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْحَوْضِ ... **رقم الحديث: 2380**]

**ترجمہ : حضرت سمرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ( آخرت میں ) ہر نبی کو حوض عطا ہوگا ( اور ہر امت اپنے اپنے نبی علیہ السلام کے حوض پر آکر پانی پئیں گے ، پس تمام انبیاء کرام آپس میں اس پر فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر زیادہ آدمی آتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ سب سے زیادہ آدمی میرے حوض پر آئیں گے ۔ " ( ترمذی )**

تشریح : مطلب یہ کہ آنحضرت ﷺ کی امت کے لوگوں کی تعداد چونکہ دوسری تمام امتوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوگی ، اس لئے آپ ﷺ کے حوض پر پانی پینے کے لئے آنے والوں کی تعداد بھی زیادہ ہوگی ! اور یہ بات بالکل یقینی ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ، پس آپ کا یہ کہنا کہ " مجھے امید ہے " اور جس سے شک وتردد کا مفہوم ظاہر ہوتا ہے ) محض تواضح وانکساری کی بنا پر ہے ۔

**عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا ، لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ ".**[صحيح البخاري:6125(6585)]

ترجمہ : حضرت سہل بن سعد ؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے " میں حوض کوثر پر تمہارا امیر سامان ہونگا ( یعنی وہاں تم سب سے پہلے پہنچ کر تمہارا استقبال کروں گا ) جو شخص بھی میرے پاس سے گزرے گا وہ اس حوض کوثر کا پانی پئے گا اور جو شخص بھی اس کا پانی پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں رہے گا ۔ وہاں میرے پاس ( میری امت کے ) کچھ ایسے لوگ بھی آئیں گے جنہیں میں پہچان لوں گا اور وہ مجھے پہچان لیں گے لیکن پھر میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائے گی ۔ "

وفي رواية أبي سعيد : ثم يضرب الجسر على جهنم وتحل الشفاعة ويقولون اللهم سلم سلم فيمر المؤمنون كطرف العين وكالبرق وكالريح وكالطير وكأجاويد الخيل والركاب فناج مسلم ومخدوش مرسل ومكدوس في نار جهنم.
[مشکوۃ شریف:جلد پنجم:حدیث نمبر 151(42060)]

ترجمہ : اور حضرت ابوسعید خدری کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ : " پھر دوزخ کے اوپر ( اس کے بیچوں بیچ ) پل صراط کو رکھا جائے گا اور شفاعت کی اجازت عطا کی جائے گی ، چنانچہ تمام انبیاء علیہم السلام ( اپنی اپنی امتوں کے حق میں طلب استقامت وسلامتی کے لئے ) یہ دعا کریں گے کہ اے اللہ ! ان کو پل صراط کے اوپر سے ) سلامتی سے گزار دے ، ان کو دوزخ میں گرنے سے محفوظ رکھ ۔ پس مسلمان لوگ ( پل صراط کے اوپر سے اس طرح) سے گزریں گے کہ بعض تو پل جھپکتے ہی گزر جائیں گے ، بعض کوندے کی طرح نکل جائیں گے ، بعض ہوا کے جھونکے کی مانند بعض پرندوں کی اڑان کی مانند گزریں گے پس ان میں سے کچھ مسلمان تو وہ ہونگے جو دوزخ کی آگ سے بالکل سلامتی اور نجات پائے ہونگے ( یعنی پل صراط کے اوپر سے گزرنے کے وقت ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ : قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ، هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؟ فَذَكَرَ حَدِيثَ الرُّؤْيَةِ كَمَا سَبَقَ ذِكْرُهُ ، وَذَكَرَ قِصَّةَ الْمُنَادِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَسُجُودَ مَنْ سَجَدَ , قَالَ : ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلَى جَهَنَّمَ ، قُلْنَا : وَمَا الْجِسْرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، بِأَبِينَا أَنْتَ وَأُمِّنَا ؟ ، قَالَ : دَحْضٌ مَزِلَّةٌ ، لَهُ كَلالِيبُ وَخَطَاطِيفُ وَحَسَكٌ يَكُونُ بِنَجْدٍ عَقِيفًا , يُقَالُ لَهُ السَّعْدَانُ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُونَ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ، وَكَالطَّيْرِ وَكَالطَّرْفِ ، وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ ، وَكَالرَّاكِبِ ، فَمُرْسَلٌ ، وَمَخْدُوشٌ ، وَمُكَرْدَسٌ ، قَالَ أَبُو حَامِدٍ : إِنَّمَا هُوَ مُكَرْدَسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ , مَا أَحَدُكُمْ بِأَشَدَّ مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ ، يَرَاهُ مُضِيًّا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي إِخْوَانِهِمْ إِذَا هُمْ رَأَوْا وَقَدْ خَلَصُوا مِنَ النَّارِ ، يَقُولُونَ : أَيْ رَبَّنَا ، إِخْوَانُنَا كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا ، وَيَصُومُونَ مَعَنَا ، وَيَحُجُّونَ مَعَنَا ، وَيُجَاهِدُونَ مَعَنَا قَدْ أَخَذَتْهُمُ النَّارُ ، فَيَقُولُ : اذْهَبُوا فَمَنْ عَرَفْتُمْ صُورَتَهُ فَأَخْرِجُوهُ ، وَيَحْرُمُ صُورَتَهُمْ عَلَى النَّارِ ، فَيَجِدُونَ الرَّجُلَ قَدْ أَخَذَتْهُ النَّارُ إِلَى قَدَمَيْهِ ، وَإِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ ، وَإِلَى رُكْبَتَيْهِ وَإِلَى حِقْوِهِ ، فَيُخْرِجُونَ مِنْهَا بَشَرًا كَثِيرًا ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَتَكَلَّمُونَ ، فَيَقُولُ : اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ قِيرَاطٍ خَيْرًا فَأَخْرِجُوهُ ، فَيُخْرِجُونَ بَشَرًا كَثِيرًا ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَتَكَلَّمُونَ فَلا يَزَالُ يَقُولُ ذَلِكَ حَتَّى ، يَقُولَ : اذْهَبُوا فَأَخْرِجُوا مَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فَأَخْرِجُوهُ وَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ ، يَقُولُ : فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُوا فَاقْرَءُوا : إِنَّ اللَّهَ لا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا سورة النساء آية 40 ، فَيَقُولُونَ : أَيْ رَبَّنَا ، لَمْ نَذَرْ فِيهَا خَيْرًا ، فَيَقُولُ : هَلْ بَقِيَ إِلا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ؟ ، قَالَ : فَيَأْخُذُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ ، قَالَ : فَيُخْرِجُ قَوْمًا قَدْ عَادُوا حُمَمَةً ، لَمْ يَعْمَلُوا لِلَّهِ عَمَلَ خَيْرٍ قَطُّ ، قَالَ : فَيُطْرَحُونَ فِي نَهْرٍ فِي الْجَنَّةِ ، يُقَالُ لَهُ نَهْرُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ فِيهِ ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ , كَمَا

تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيل السَّيْل أَلَمْ تَرَوْهَا وَمَا يَلِيهَا فِي الظِّلِّ أُصَيْفِرٌ ، وَمَا يَلِيهَا مِنَ الشَّمْسِ أُخَيْضِرٌ ، قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، كَأَنَّكَ كُنْتَ فِي الْمَاشِيَةِ ؟ ، قَالَ : فَيَنْبُتُونَ كَذَلِكَ ، فَيَخْرُجُونَ أَمْثَالَ اللُّؤْلُؤ فَيُجْعَلُ فِي رقَابِهِمُ الْخَوَاتِيمُ ثُمَّ يُرْسَلُونَ فِي الْجَنَّةِ ، هَؤُلاءِ الْجَهَنَّمِيُّونَ ، هَؤُلاءِ الَّذِينَ أَخْرَجَهُمُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ بِغَيْر عَمَل وَلا خَيْر قَدَّمُوهُ ، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : خُذُوا فَلَكُمْ مَا أَخَذْتُمْ ، فَيَأْخُذُونَ حَتَّى يَنْتَهُوا ، قَالَ : ثُمَّ يَقُولُونَ : لَوْ يُعْطِينَا اللَّهُ مَا أَخَذْنَا ، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : فَإِنِّي أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِمَّا أَخَذْتُمْ ، فَيَقُولُونَ : يَا رَبَّنَا وَمَا أَفْضَلُ مِمَّا أَخَذْنَا ؟ ، فَيَقُولُ : رِضْوَانِي فَلا أَسْخَطُ .[الاعتقاد إلى سبيل الرشاد للبيهقي:175، الرؤيا للدارقطني » الرؤية للدارقطني » حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ... رقم الحديث: 1]

**عقیدہ (۴۱): دوزخ پیدا ہوچکی ہے اس میں سانپ اور بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے۔ دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر (اللہ ہی کی اجازت سے) پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش سے نکل کر بہشت میں داخل ہوں گے۔ خواہ کتنے ہی بڑے گناہ گار ہوں اور جو کافر اور مشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کو موت بھی نہ آئے گی۔**

**القرآن : وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ (البقرة:۲۴)**
**ترجمہ : جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے.**

**القرآن : مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ [البقرة: ۲۵۵]**
**ترجمہ : اور زمین میں ہے ایسا کون ہے جو سفارش کرے اس کے پاس مگر اجازت سے.**

عَنْ أَنَس ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : " يَجْمَعُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، كَذَلِكَ فَيَقُولُونَ : لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا ، فَيَأْتُونَ آدَمَ ، فَيَقُولُونَ : يَا آدَمُ ، أَمَا تَرَى النَّاسَ ، خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا ، فَيَقُولُ : لَسْتُ هُنَاكَ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَهَا وَلَكِنْ ائْتُوا نُوحًا ، فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ ، فَيَأْتُونَ نُوحًا ، فَيَقُولُ : لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ وَلَكِنِ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمَنِ ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ ،

فَيَقُولُ : لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِي أَصَابَهَا وَلَكِنْ ائْتُوا مُوسَى عَبْدًا آتَاهُ اللَّهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ تَكْلِيمًا ، فَيَأْتُونَ مُوسَى ، فَيَقُولُ : لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ وَلَكِنْ ائْتُوا عِيسَى عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ وَكَلِمَتَهُ وَرُوحَهُ فَيَأْتُونَ عِيسَى ، فَيَقُولُ : لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنْ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ ، فَيَأْتُونِي ، فَأَنْطَلِقُ ، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي ، فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا ، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي ، ثُمَّ يُقَالُ لِي : ارْفَعْ مُحَمَّدُ ، وَقُلْ يُسْمَعْ ، وَسَلْ تُعْطَهْ ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا ، ثُمَّ أَشْفَعُ ، فَيَحُدُّ لِي حَدًّا ، فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ، ثُمَّ أَرْجِعُ ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا ، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي ، ثُمَّ يُقَالُ : ارْفَعْ مُحَمَّدُ ، وَقُلْ يُسْمَعْ ، وَسَلْ تُعْطَهْ ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا رَبِّي ثُمَّ أَشْفَعُ ، فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ، ثُمَّ أَرْجِعُ ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا ، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي ، ثُمَّ يُقَالُ : ارْفَعْ مُحَمَّدُ ، قُلْ يُسْمَعْ ، وَسَلْ تُعْطَهْ ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا ثُمَّ أَشْفَعُ ، فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ، ثُمَّ أَرْجِعُ ، فَأَقُولُ : يَا رَبِّ ، مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً ، ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً ، ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مَا يَزِنُ مِنَ الْخَيْرِ ذَرَّةً " .

[صحيح البخاري » كِتَاب التَّوْحِيدِ ... رقم الحديث: 6885 ، صحيح مسلم » كِتَاب الإِيمَانِ » بَاب أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً فِيهَا ... رقم الحديث: 289 ، سنن ابن ماجه:رقم الحديث: 4310 ، صحيح ابن حبان » كِتَابُ التَّارِيخِ » بَابُ : الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ ... رقم الحديث: 6602 ، مستخرج أبي عوانة » كِتَابُ الإِيمَانِ » الدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ أَوَّلَ مَنْ يَسْتَشْفِعُ إِلَى ... رقم الحديث: 330 ، مسند أحمد بن حنبل » رقم الحديث: 11929 ، السنة لابن أبي عاصم:664 ، التوحيد لابن خزيمة:61 ، 342-346 ، البحر الزخار بمسند البزار 10-13 » رقم الحديث: 2527 ، مسند أبي يعلى الموصلي » رقم الحديث:2870+ 3024 ، مسند أبي داود الطيالسي » رقم الحديث: 2109]

ترجمہ : حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو قیامت کے دن اسی طرح جمع کرے گا، لوگ کہیں گے کاش ہم اپنے پروردگار کی خدمت میں شفاعت پیش کریں تاکہ ہمیں اس جگہ سے نکال کر آرام دے، چنانچہ آدم علیہ السلام کی خدمت میں آئیں گے اور کہیں گے کہ اے آدم علیہ السلام کیا آپ لوگوں کی حالت نہیں دیکھ رہے ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام بتائے ہمارے لئے ہمارے رب کے پاس سفارش کیجئے تاکہ ہمیں اس موجودہ حالات سے نجات ملے، وہ کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں اور ان کے سامنے اپنی غلطی بیان کریں گے، جس کے وہ مرتکب ہوئے تھے، بلکہ تم لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ سب سے پہلے رسول ہیں جن کو اللہ نے زمین والوں کے پاس بھیجا ہے چنانچہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں اور وہ اپنی غلطی یاد کر کے کہیں گے کہ تم اللہ کے خلیل ابراہیم (علیہ السلا م) کے پاس جاؤ، وہ لوگ حضرت ابراہیم کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہیں کہ میں اس لائق نہیں ہوں اور ان کے سامنے اپنی غلطی بیان کریں گے اور کہیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، اللہ نے ان کو تورات دی اور ان سے ہم کلام ہوا، لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں اور وہ اپنی غلطی کا تذکرہ کریں گے کہیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں تو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں جن کے اگلے پچھلے گناہ بخشے جا چکے ہیں، لوگ میرے پاس آئیں گے میں چلوں گا اور

**اپنے رب سے حاضری کی اجازت چاہوں گا، مجھے حاضری کی اجازت دی جائے گی جب میں اپنے پروردگار کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ اس طرح مجھے چھوڑ دے گا جس قدر مجھے چھوڑنا چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے فرمائے گا اے محمد سر اٹھاؤ اور کہو سنا جائے گا، مانگو دیا جائے گا اور سفارش کرو قبول کی جائے گی، میں اپنے رب کی وہ حمد بیان کروں گا جو میرے پروردگار نے مجھے سکھائی ہوگی پھر سفارش کروں گا اور اللہ میرے لئے ایک حد مقرر فرمائے گا تو میں ان کو جنت میں داخل کراؤں گا ، پھر واپس ہوں گا اور اپنے رب کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑوں گا اللہ مجھے اسی طرح چھوڑ دے گا جس قدر وہ چاہے گا پھر کہا جائے گا کہ اے محمد! سر اٹھاؤ کہو سنا جائے گا مانگو دیا جائے گا اور سفارش کرو منظور ہو گی، پھر واپس ہو کر عرض کروں گا اے رب! دوزخ میں وہی رہ گئے جن کو قرآن نے روک رکھا ہے اور ان پر ہمیشگی واجب ہوگئی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا دوزخ سے وہ شخص نکل جائے گا جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا ہو اور اس کے قلب میں ایک جو برابر ایمان ہوگا، پھر وہ شخص دوزخ سے نکل جائے گا، جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا اور اس کے دل میں گیہوں برابر ایمان ہوگا، پھر دوزخ سے وہ شخص نکلے گا جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا ہو اور اس کے دل میں ذرے برابر ایمان ہو.**

**أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلْمٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، قَالَ : أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ، أَنَّ دَرَّاجًا حَدَّثَهُ ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيَّ ، يَقُولُ : عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : " إِنَّ فِي النَّارِ لَحَيَّاتٍ أَمْثَالَ أَعْنَاقِ الْبُخْتِ ، تَلْسَعُ أَحَدَهُمُ اللَّسْعَةَ ، فَيَجِدُ حُمُوَّتَهَا أَرْبَعِينَ خَرِيفًا " .**

[صحيح ابن حبان » كِتَابُ إِخْبَارِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... » باب صِفَةِ النَّارِ وأَهْلِها ... **رقم الحديث: 7631**]

**ترجمہ : حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جہنم میں بختی اونٹوں کی گردنوں جیسے سانپ ہوں گے جو اگر کسی کو ایک مرتبہ ڈس لیں تو وہ چالیس سال تک ان کا زہر محسوس کرتا رہے گا اور جہنم میں خچروں جیسے بچھو ہوں گے جو اگر کسی کو ایک مرتبہ ڈس لیں تو وہ چالیس سال تک ان کا زہر محسوس کرتا رہے گا۔**

**القرآن : ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى(الأعلى:۱۳)**
**ترجمہ : پھر نہ مرے گا وہ اس میں اور نہ جئے گا ۔**
**تشریح :**
یعنی نہ موت ہی آئے گی کہ تکلیفوں کا خاتمہ کردے اور نہ آرام کی زندگی ہی نصیب ہوگی۔ ہاں ایسی زندگی ہوگی جس کے مقابلہ میں موت کی تمنا کرے گا۔ العیاذ باللہ۔

## عقیدہ (۴۲): بہشت بھی پیدا ہوچکی ہے اور اس میں طرح طرح کے چین اور نعمتیں ہیں بہشتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا اور وہ اس میں

## ہمیشہ رہیں گے۔ نہ اُس سے نکلیں گے اور نہ وہاں مریں گے۔

**القرآن : وَسَارِعُوْا إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ (سورہ آل عمران : ۱۳۳)**

**ترجمہ : اوردوڑو اپنے رب کی بخشش اورجنت کی طرف جس کا عرض آسمانوں اورزمین (کے برابر)ہے تیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کے لئے.**

تشریح :

یعنی ان اعمال و اخلاق کی طرف جھپٹو جو حسبِ وعدہ خداوندی اسکی بخشش اور جنت کا مستحق بناتے ہیں ۔ ف۱۰ چونکہ آدمی کے دماغ میں آسمان و زمین کی وسعت سے زیادہ اور کوئی وسعت نہیں آسکتی تھی اس لئے سمجھانے کے لئے جنت کے عرض کو اسی سے تشبیہ دی گئی۔ گویا بتلا دیا کہ جنت کا عرض زیادہ سے زیادہ سمجھو پھر جب عرض اتنا ہے تو طول کا حال خدا جانے کیا کچھ ہوگا۔

**مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَا أَنْهَارٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِيْنَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِى النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ أَمْعَآءَهُمْ(سورہ محمد : ۱۵)**

**ترجمہ : جنت کی کیفیت جو پرہیزگاروں کو وعدہ کی گئی(یہ ہے) کہ ا س میں نہریں ہیں بدبو نہ کرنے والے پانی کی،نہریں ہیں دودھ کی جس کا ذائقہ متغیر ہونے (بدلنے والا)نہیں،اور نہریں ہیں شراب کی جو پینے والوں کے لئے سراسر لذت ہے،او رنہریں ہیں مصفی (صاف کئے ہوئے) شہد کی،اور اس میں ان کے لئے ہرقسم کے پھل ہیں ،او ران کے رب(کی طرف سے)بخشش،(کیا وہ) اس کی طرح ہے؟ جو ہمیشہ آگ میں رہنے والا ہے،اورانہیں گرم (کھولتا ہوا) پانی پلایاجائے گا،جوان کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے کردیگا۔**

تشریح :

وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ :یعنی سب خطائیں معاف کر کے جنت میں داخل کریں گے وہاں پہنچ کر کبھی خطاؤں کا ذکر بھی نہ آئے گا جو ان کی کلفت کا سبب بنے۔ اور نہ آئندہ کسی بات پر گرفت ہوگی۔

**آبِ جنت کی عظمتِ شان کا ذکر و بیان :**

سو ارشاد فرمایا گیا کہ " وہاں پر نہریں ہونگی ایسے عظیم الشان اور بے مثال پانی کو جو کبھی خراب نہیں ہوگا " ۔ جیسا کہ دنیا کے پانی کا حال ہے کہ زیادہ عرصہ بند رہنے کی وجہ سے اس میں تبدیلی آجاتی ہے۔ رنگ و مزہ بدل جاتا ہے جراثیم پیدا ہوجاتے ہیں اور بدبو آنے لگتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ جبکہ جنت کی نہروں کا پانی ایسا عمدہ اور بے مثال ہو گا کہ کبھی خراب نہ ہوگا۔ اور اس میں اس طرح کا کوئی فساد رونما نہیں ہوگا۔ دنیا میں ایسے پانی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ یہاں پر یہ اہم اور بنیادی حقیقت بھی واضح رہنی چاہئے کہ نعمتیں جتنی بھی ہیں ان سب کا منبع اور اصل سرچشمہ جنت ہی ہے۔ لیکن اس عالم ناسوت میں وہ ہمیں ملتی ہیں تو اتنے مراحل سے گزر کر اور اس قدر وسائط و وسائل کے توسط سے کہ ان کی اصل حقیقت اور ماہیت بالکل بدل جاتی ہے، اور ان کی شکل و صورت بھی کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر پانی ہی کو لیجئے جو کہ سب سے اہم اور سب سے عام چیز ہے۔ یہ فضاؤں ، بادلوں، ہواؤں، دریاؤں، نالوں اور زمین کی تہوں کے مختلف مراحل طے کرکے ہم تک پہنچتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ان میں سے ہر مرحلے کے اثرات سے متاثر ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں اس کی اصل حقیقت بدل کر کچھ کی کچھ ہو جاتی ہے، بخلاف جنت کے پانی کے وہ اسطرح کے واسطے کے بغیر راہ راست حضرت حق جل مجدہ، کی طرف سے ملے گا اس لئے اس میں ان واسطوں میں سے کسی بھی واسطے کا کوئی اثر موجود نہیں ہوگا۔ اور پانی کی یہ عظیم الشان نعمت وہاں پر اپنی اصل اور حقیقی شکل میں ملے گی تو اس کی شان کا اندازہ ہی کون کر

سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے اور محض اپنے فضل و کرم سے نصیب فرمائے۔ ہمیشہ راہ حق و صواب پر گامزن رکھے اور زیغ و ضلال کے ہر شائبے سے ہمیشہ محفوظ اور اپنی پناہ میں رکھے آمین ثم آمین یا رب العالمین، سبحانہ وتعالیٰ ۔

**جنت کے دودھ کی عظمت شان کا ذکر و بیان :**

سو ارشاد فرمایا کہ وہاں پر نہریں ہونگی ایسے عظیم الشان دودھ کی جس کا مزہ کبھی تبدیل نہ ہوگا۔ جیسا کہ دنیا کے دودھ کا مزہ بدل جاتا ہے اور وہ کچھ سے کچھ بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات وہ استعمال کے قابل بھی نہیں رہتا۔ جبکہ جنت کے اس دودھ میں ایسی کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوگی۔ سبحان اللہ! کیا کہنے جنت اور اس کی نعمتوں کے۔ اللہ نصیب فرمائے ۔ آمین دنیا میں اول تو دودھ کی نہروں کا سرے سے کوئی تصور ہی نہیں ۔ اور پھر دودھ بھی ایسا جس کا مزہ کبھی نہ بدلے۔ اس طرح کے دودھ کا اس دنیا میں پایا جانا متصور ہی نہیں ۔ اللہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ اور جس طرح اوپر والے حاشیے میں عرض کیا گیا ہے دنیا کے پانی کی طرح یہاں کا دودھ بھی واسطے در واسطے ملتا ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا گیا۔ {وان لکم فی الانعام لعبرۃ ط نسقیکم مما فی بطونہ من بین م فرث و دم لبنا خالصا سآئغا للشربین} الایۃ [النحل: 66پ 14] اس ارشاد میں اس بات کی تصریح فرمائی گئی کہ یہ دودھ گوبر اور خون جیسی دو نجاستوں کے درمیان سے ہوکر ہم تک پہنچتا ہے۔ اور یہ چیز جہاں قدرت کی عنایت اور اس کی حکمت کا ایک عظیم الشان شاہکار ہے وہیں اس سے یہ اندازہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ جنت کی یہ عظیم الشان نعمت جو اس راستے سے گزر کر ہم تک پہنچتی ہے اس کی اصل اور مزاجی خصوصیات میں کس قدر فرق واقع ہو جاتا ہوگا۔ سو اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جنت کے پانی اور وہاں کے دودھ اور وہاں کے شہد اور دنیا اور یہاں کے دودھ و شہد اور پانی کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دنیا کی ان نعمتوں سے جنت کی ان نعمتوں کا محض ایک مبہم اور ہلکا سا تصور ہی کیا جا سکتا ہے اور بس ان کی اصل حقیقت وہیں کھلے گی، اللہ نصیب فرمائے، اور محض اپنے فضل و کرم سے نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

**جنت کی شراب سراسر لذت ہوگی۔ والحمدللّٰہ جل وعلا :**

یعنی یہاں پر اس شراب کی صفت میں " لذیذ " نہیں " لذۃ " فرمایا گیا ہے جس میں " زید عدل " کی طرح مبالغہ پایا جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے اس کا ترجمہ " لذیذ " یا " مزیدار " جیسے کسی لفظ سے نہیں کیا۔ جیسا کہ عام طور پر کیا جاتا ہے بلکہ " سراسر لذت " سے کیا ہے، تاکہ لفظ کے مصدری معنی کی قوت اور اس کے زور کا بقدر امکان اظہار و بیان ہوسکے۔ والحمدللّٰہ۔ سو جنت کی شراب بھی بے مثال ہوگی۔ دنیا میں ایسی کسی شراب کا پایا جانا ممکن ہی نہیں ۔ یہاں کی شراب بدمزہ، بدذائقہ اور بدبودار اور طرح طرح کے مفاسد و مضار کی حامل ہوتی ہے جو پینے والے کی شکل ہی بگاڑ کر رکھ دیتی ہے اور بعد میں اس کی عقل کو ماؤف اور اس کے مزاج اور اخلاق کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیتی ہے۔ سو جنت کی شراب سراسر لذت ہوگی۔ نی اس سے پینے والوں کو کسی قسم کی کوئی تلخی یا خرابی محسوس ہوگی اور نہ ان کو کسی قسم کے خمار یا کسی ناگواری کا کوئی احساس ہوگا اور نہ ہی کسی طرح کی بدمستی اور گناہ کی کوئی تحریک پیدا ہو سو وہاں کی شراب میں خوبی تو ہر ایک موجود ہوگی، مگر خرابی کوئی بھی نہیں ہوگی۔ اللہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین یا ارحم الراحمین، ویامن بیدہ ملکوت کل شیء وھو یجیرو یجار علیہ۔

**جنت کی بے مثل شہد کا ذکر و بیان۔ والحمدللّٰہ جل وعلا :**

چنانچہ ارشاد فرمایا گیا کہ " وہاں پر نہریں ہونگی ایسے شہد کی جس کو ہر طرح سے صاف کر دیا گیا ہوگا یعنی وہاں کا وہ شہد حقیقی معنوں میں " غسل مصفی " ہوگا۔ سو اس کو ہر طرح سے صاف کر دیا گیا ہوگا۔ اس لئے وہ ایسا نہیں ہوگا جیسا کہ دنیا کے شہدوں میں مکھیوں کے فضلات اور شمع وغیرہ کی آمیزش ہوتی ہے کہ جنت کا وہ شہد مکھیوں کے پیٹ سے نہیں نکلے گا بلکہ صاف و شفاف نہروں میں رواں دواں ہوگا جس کا اس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا گیا۔ { فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء م بما کانوا یعملون}[السجدۃ: 17پ21] یعنی " کوئی نہیں جانتا اور نہیں جان سکتا کہ جنتیوں کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کچھ سامان پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ " اور جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ ما لا عین راٗت ولا اذن سمعت ولا

خطر علی قلب بشر " کہ وہاں وہ کچھ ہوگا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل پر اس کا گزر ہی ہوا۔ اسی لئے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جنت کی نعمتوں کے بارے میں جو الفاظ بولے جاتے ہیں وہ محض الفاظ دنیا ہوتے ہیں جو تقریب و تفہیم کے طور پر بولے جاتے ہیں ۔ ورنہ وہاں کی ان نعمتوں کی حقیقت اور ہی ہوگی جن کو اللہ پاک کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین۔ بہرکیف اس سے واضح فرما دیا گیا کہ جنت کی دوسری نعمتوں کی طرح وہاں کا شہد بھی بے مثال ہوگا۔ کیونکہ اس دنیا میں جو شہد میسر آتا ہے وہ بہرحال مکھیوں ہی کے واسطے سے انہیں کے ذریعے میسر آتا ہے، جو ان کے پیٹوں کے فضلات وغیرہ سے پاک نہیں ہوتا۔ جبکہ جنت کا شہد اپنے اصل منبع سے نکلا ہوگا۔ اس لئے اس میں اس طرح کے کسی آمیزش اور ملاوٹ کا کوئی سوال نہیں ہوگا۔ اور اس پر کسی کیلئے " مگس کی قے " ہونے کی پھبتی کسنے کا بھی موقع نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے اور ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں سے صرف نظر اور درگزر فرما کر محض اپنے فضل و کرم سے نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین۔

**اہل جنت کے لئے ہر قسم کے پھلوں کا ذکر و بیان :**

سو ارشاد فرمایا گیا کہ " ان کیلئے وہاں پر ہر طرح کے پھل بھی ہوں گے " جو اپنے رنگوں، شکلوں، خوشبوؤں اور فائدوں وغیرہ کے اعتبار سے اس قدر مختلف اور اتنے متنوع ہوں گے کہ ان کا یہاں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ نصیب فرمائے۔ یہاں پر یہ بات بھی نظر میں رہے کہ یہاں پھلوں کا ذکر مشروب کے بعد فرمانے سے یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ جنت کی نعمتوں کا استعمال محض لذت و نشاط کیلئے ہوگا نہ کہ ضرورت و حاجت کی بنا پر جیسا کہ دنیا میں ہوتا ہے [ حاشیہ زادہ علی البیضاوی] بہرکیف جنت کی ان نعمتوں اور دنیاوی نعمتوں کے درمیان وہی فرق ہے جو زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ دنیا کی ان عارضی اور فانی اصل حقیقت کا ادراک کسی کیلئے یہاں پر ممکن نہیں ۔ اللہ پاک نے اپنے بندوں کو دنیا کی ان نعمتوں سے نوازا بھی اسی لئے ہے کہ وہ ان کے ذریعے جنت کا بقدرا مکان تصور کر سکیں ۔ ورنہ ددنیا اور جنت کی ان نعمتوں کے درمیان وہی فرق ہے جو کہ حقیقت اور محاز کے درمیان ہوتا ہے لہٰذا اس فرق کو کبھی فراموش نہٰ یں کرنا چاہئے جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جنت کی جن نعمتوں کا ذکر دنیا میں فرمایا جاتا ہے وہ محض نام ہیں سو اصل حقیقت وہیں کھلے گی۔ اللہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین، ویامن بیدہ ملکوت کل شیء وھو یجیر ولا یجار علیہ

**بخششِ خداوندی اہل جنت کیلئے ایک عظیم الشان انعام:**

سو اس واضح فرما دیا گیا کہ جنتیوں کیلئے ایک عظیم الشان بلکہ سب سے بڑی نعمت ان کے رب کی طرف سے بخشش و مغفرت ہوگی۔ سو ارشاد فرمایا گیا کہ " ان کیلئے ان کے رب کی جانب سے عظیم الشان بخشش بھی ہوگی۔ " جو کہ ایک معنوی اور روحانی لذت ونعمت ہوگی رضائے خداوندی کی طرح۔ سبحانہ و تعالیٰ۔ جو کہ تمام مادی اور ظاہری لذتوں اور نعمتوں سے کہیں بڑھ کر ہوگی۔ [صفوۃ التفاسیر وغیرہ] سو اس عظیم الشان بخشش خداوندی کی وجہ سے اہل جنت کی ان تمام تقصیرات و سیات کو دخول جنت سے پہلے ہی معاف فرما دیا جائے گا جو ان سے دنیا میں بتقاضائے بشریت سرزد ہوگئی ہوں گی۔ تاکہ جنت کی زندگی میں ان کی کسی طرح کا کوئی تکدر پیش نہ آنے پائے کہ وہ سراسر آرام و لذت اور سرور و سکون کی جگہ ہے۔ اور خدائے غفور و رحیم کی طرف سے مہمانی ہوگی۔ سبحانہ و تعالیٰ۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کو یاد آجانے اور ان کے ذکر ہو جانے کی وجہ سے ان کو کوئی خفت اور شرمندگی لاحق ہو ۔ سبحان اللہ! کیا کہنے اکرم الاکرمین کے اس کرم بے مثال کے۔ اللہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین۔ بہرکیف جنت کی ان عظیم الشان نعمتوں کے ذکر کے بعد رب کی مغفرت و بخشش کے اس ذکر و بیان سے اس کی عظمت شان واضح ہوتی ہے کہ ان مادی اور ظاہری نعمتوں کے مقابلے میں یہ معنوی نعمت سب سے بڑی اور نہایت عظمت شان والی نعمت ہوگی۔ اور خداوند قدوس کی مغفرت و خوشنودی کی یہ عظیم الشان نعمت ہی دراصل وہ اصل اور اہم نعمت ہوگی جو حق تعالیٰ کی ان تمام نعمتوں کی ضامن بھی ہوگی جو اہل جنت کو وہاں پر نصیب ہوں گی۔ اور اسی سے آگے کے مدارج و درجات کی راہیں کھلیں گی۔ سو

اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رضا مندی دوسری تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہوگی جیسا کہ حـدیث قدسی میں ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا " احل علیکم رضوانی فلا اسخط علیکم بعدہ ابدا " یعـنی " میں نے تم لوگـوں پـر اپـنی رضـا منـدی اور خوشـنودی اتـارہ دیتـا ہوں ۔ پس اب میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا " اللہ نصیب فرمائے اور محض اپـنی فضل و کرم سے اور اپنی شان کریمی و رحیمی کی بنا پـر نصـیب فرمـائے۔ آمین ثم آمین یـا رب العــالمین۔ رب اغفــرلی ذنــبی کلہ دقہٗ وجلہٗ اولہ وآخــرہ ســرہ وعلانیہٗ، مــا علمت منہٗ ومالم اعلم، اللہم مغفرتک اوسع من ذنوبی، ورحمتک ارجی عندی من عملی۔

**دوزخیوں کیلئے کھولتا ہوا پانی۔ والحمدللّٰہ جل وعلا :**

سو اس سے واضح فرما دیا گیا کہ دوزخیوں کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔ چنـانچہ ارشـاد فرمایا گیا کہ " ان کو ایسا کھولتا پانی پلایا جائے گا جو ٹکـڑے ٹکـڑے کـرکے رکھ دے گـا ان کی انتڑیوں کو " ۔ اور وہ پانی ایسا کھولتا ہوگـا کہ جب وہ منہ کے سـامنے لایـا جـائے گـا تـو وہ بھون کر رکھ دے گا ان کے چہروں کو ۔ جیسا کہ دوسرے مقام پـر ارشـاد فرمایـا گیـا {وقـل الحق من ربکم قف فمن شآء فلیـومن ومن شـاء فلیکفـر انـا اعتـدنا للظلمین نـارا احـاط بھم سرادقھا ط وان یستغیثوا یغاثوا بمـآء کالمہل یشـوی الوجـوہ} الایۃ[الکہف:29 پ 15] اور ترمذی کی حدیث میں ہے کہ وہ کھولتا ہوا پانی ان کے سروں پر چھوڑا جائے گا تو اس ســے ان کی انتڑیوں پگھل کر ان کے ادبار سے باہر نکلیں گی۔ اور ان کی کھالیں بھی پگھل جـائیں گے۔ اور اسی کـو دوسـرے مقـام پـر " صـھر " سے تعبیـر فرمایـا گیـا ہے۔ {یصـھربہ مـا فی بطونھم والجلود} [الحج۔ 20پ17] کہ " اس سے پگھل جائے گا جو کچھ کہ ان کے پیٹوں میں ہوگا اور ان کی کھالیں " ۔ اور استفہام یہاں پـر انکـاری ہے۔ یعـنی ان دونـوں گروہوں کـا انجام ایک برابر نہیں ہوسکتا۔ پس دنیا میں جو ایمان و کفر والے یہ دونـوں گـروہ آپس میں برابـر نظـر آرہے ہیں بلکہ بعض اوقـات کـافر ومنکـر انسـان طـرح طـرح کے سـامان عیش وعشرت میں نظر آتا ہے اور مومن صادق تکلیف اور مشکلات میں ۔ تو اس سے دھوکے میں نہیں پڑنا کہ دنیا تو اصل میں ابتلاء و آزمائش کی جگہ ہے۔ نہ کہ فیصـلے کـا مقـام۔ کہ وہ آخرت ہے۔ اور ابتلاء و آزمائش کا تقاضـا یہی ہے کہ اس میں ہر ایـک کـو کھلی چھـوٹ اور آزادی دی جائے۔ تاکہ وہ اپنے ارادے و اختیار سے جو چاہے کرے، اور اپـنے زنـدگی بھـر کے کـیے کرائے کا صلہ و ثمـرہ اور بـدلہ آخـرت کہ اس حقیقی اور ابـدی جہاں میں پـاس کے جـو کہ فیصلے اور بدلے کا دن ہوگا اور برپور طریقے سے پاس کے تاکہ اس طرح عـدل و انصـاف کے تقاضے پورے ہوں، اور اپنی آخری اور کامل شکل میں پورے ہوں اور اس کائنات ہست و بود کی تخلیق اور اس کے وجود کی حکمت کا تحقق ہوسـکے۔ سـو کـافر اور مـومن کبھی بـاہم برابر نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلنا نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین

**نَحْنُ أَوْلِيَآؤُكُمْ فِى الْحَيَاةِ الـدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِـرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَـا مَـا تَشْـتَهِيْ أَنْفُسُـكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ(سورہ حم السجدہ/فصلت:۳۱)**

**تـرجمہ : ہم تمہارے رفیـق تھےدنیـا کی زنـدگی میں اور آخـرت میں(بھی) اور تہارے لئے اس میں (موجـود ہے)جـو تمہارے دل چـاہیں،اور تمہارے لـئے اس میں (موجود ہے) جوتم مانگوگے۔**

تشریح:۔

بعض نے اس کو اللہ کا کلام بتایا ہے۔ یعنی فرشتوں کا کلام اس سے پہلے ختم ہو چکـا۔ اور اکثر کے نزدیک یہ بھی فرشتوں کا مقولہ ہے۔ گویـا فرشـتے یہ قـول ان کے دلـوں میں الہام کــرتے ہیں اور ان کی ہمت بنــدھاتے ہیں۔ ممکن ہے اس زنــدگی میں بعض بنــدوں ســے مشافہۃً بھی اتنے الفاظ کہتے ہوں اور ممکن ہے موت کے قریب یا اس کے بعـد کہا جاتـا ہوً اس وقت ''نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ'' کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے رفیق رہے ہیں کہ اللہ کے حکم سے بـاطنی طـور پـر تمہاری اعـانت کـرتے تھے، اور آخـرت میں بھی رفیـق رہیں گے کہ وہاں تمہاری شـفاعت یـا اعـزازو کـرام کـا انتظـام کریں۔ جس چیز کی خواہش و رغبت دل میں ہوگی یا جو زبان سے طلب کرو گے سب کچھ ملے گا۔ اللہ کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔

**... فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ:۳۸)**

**ترجمہ : تو نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے.**
تشریح :
اس آیت میں آسمانی ہدایات کی پیروی کرنے والوں کے لئے دو انعام مـذکور ہیں ایـک یہ کہ ان پر کوئی خوف نہ ہوگا، دوسرے وہ غمگین نہ ہوں گے، خَوْفٌ آئنـدہ پیش آنے والی کسـی تکلیف ومصیبت کے اندیشہ کا نام ہے اور حزن کسی مقصد ومراد کے فوت ہوجانے سـے پیـدا ہونے والے غم کو کہا جاتا ہے غور کیا جائے تو عیش وراحت کی تمام انواع واقسـام کـا ان دو لفظوں میں ایسا احاطہ کردیا گیا ہے کہ آرام وآسائش کا کوئی فرد اور کوئی قسم اس سے باہر نہیں پھر ان دونوں لفظوں کی تعبیر میں ایک خاص فرق کیا گیـا ہے کہ خـوف کی نفی تو عـام انـداز میں کـردی گـئی مگـر حـزن کے متعلـق یہ نہیں فرمایـا کہ لاحـزن علیہم بلکہ بصیغہ فعل لایا گیا اور اس کی ضمیر فاعل کو مقـدم کـرکے وَلَا هُمْ يَحْزَنُـوْنَ فرمایـا گیـا اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ کسی چیز یا مراد کے فـوت ہونے کے غم سـے آزاد ہونـا صـرف انہی اولیاء اللہ کا مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایات کی مکمل پیروی کـرنے والے ہیں ان کے سوا کوئی انسان اس غم سے نہیں بچ سکتا خواہ وہ ہفت اقلیم کا بادشاہ ہو یا دنیا کا بڑے سے بڑا مالدار ، کیونکہ ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوتـا جس کـو اپـنی طـبیعت اور خواہش کےخلاف کوئی بات پیش نہ آئے اور اس کا غم نہ ہو جیسا کہ کہا گیـا ہے، دریں دنیا کسے بے غم نباشد وگر باشد بنی آدم نباشد بخلاف اولیاء اللہ کے کہ وہ اپـنی مرضـی اور ارادے کو اللہ رب العزت کی مرضی اور ارادے میں فنا کردیتے ہیں اس لئے ان کو کسی چـیز کے فوت ہونے کا غم نہیں ہوتا قرآن مجید میں دوسری جگہ بھی اس کو ظـاہر کیـا گیـا ہے کہ خاص اہل جنت ہی کا یہ حال ہوگا کہ وہ جنت میں پہنچ کر اللہ تعالیٰ کا اس پر شـکر کریں گے کہ ان سے غم دور کردیـا گیـا، اَلْحَمْدُ لِلّٰـهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَـزَنَ (٣٤:٣٥) اس سـے معلـوم ہوا کہ اس دنیـا میں کچھ نہ کچھ غم ہونـا ہر انسـان کے لـئے نـاگزیز ہے بجـز اس شخص کے جس نے اپنا تعلق حق تعالیٰ کے ساتھ مکمـل اور مضـبوط کرلیـا ہو خـواجہ عزیـز الحسن مجذوب نے خوب فرمایا، جو بچنا ہو غموں سے آپ کـا دیـوانہ ہوجـائے، اس آیت میں اللہ والوں سےخوف وغم کی نفی کرنے سے مراد یہ ہے کہ دنیـا کی کسـی تکلیـف یـا کسـی خواہش ومراد پر ان کو خوف وغم نہ ہوگا آخرت کی فکر وغم اور اللہ جل شانہ کی ہیبت وجلال تو ان پر اور سب سے زیادہ ہوتی ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسـلم کی شـان میں یہ آیـا ہے کہ آپ اکـثر غمگین اور متفکـر رہتے تھے وجہ یہ ہے کہ آپ کـا یہ فکـر وغم کسی دنیوی نعمت کے فوت ہونے یا کسـی مصـیبت کے خطـرے سـے نہیں بلکہ اللہ جـل شانہ کی ہیبت وجلال سے اور امت کے حـالات کی وجہ سـے تھـا ، نـیز اس سـے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ دنیا میں جو چیزیں خوفناک سمجھی جاتی ہیں ان سـے انبیـاء علیہم السـلام اور اولیاء کرام کو بشری طور پر طبعی خـوف نہ ہو کیـونکہ حضـرت موسـیٰ علیہ السـلام کے سامنے جب لاٹھی کا سانپ بن گیا تو انکـا ڈر جانـا قـرآن مجیـد میں مـذکور ہے فَـاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى(٦٧:٢٠) کیونکہ یہ فطـری اور طبعی خـوف ابتـداء حـال میں تھـا جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا لاتخف تو یہ ڈر بالکل نکل گیا، اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ خوف عام انسانوں کی طرح اس بنیاد پر نہ تھا کہ یہ سانپ ان کو تکلیـف پہنچائے گا بلکہ اس لئے تھا کہ بنی اسـرائیل اس سـے کہیں گمـراہی میں نہ پڑجـائیں تـو یہ خوف ایک قسم کا اخروی خوف تھا.(معارف)
پھر مومن صادق دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی اندیشہ مستقبل اور غم ماضی کے بـارِگراں سے سبکسار، لذت ایمان سے سرشار اسطرح رخصت ہوتا ہے کہ " چوں مرگ آید تبسم بـر لب اوست " کا منظر پیش کر رہا ہوتا ہے، کیونکہ ماضی کے بارے میں اس کـو یہ افسـوس نہیں ہوتـا کہ میں نے متـاع زنـدگی کـو بے راہ روی میں گـزارا بلکہ وہ مسـرور اور مطمئن ہوتا ہے کہ مجھے زندگی میں متاع ھدیٰ کی اِتّباع کی سـعادت حاصـل رہی جس کے ثمـرات سے میرا رب مجھے اب پوری طرح نوازیگا ، اور ملائکہ رحمت زندگی کے اس پورے سـفر کے دوران ایسے خوش نصیبوں کو { اَلاَّ تَخَافُوْا وَلا تَحْزَنُوْا } کی کیف آور لوریـاں دیـتے رہیں گے ، اور پھر خـوف و اندیشـے اور حـزن و ملال سے محفـوظ رہنے کی اس عظیم الشـان خـوش خبری کا اصلی ظہور ان کے حق میں آخرت کے اس حقیقی اور ابدی جہاں میں ہو گا جہاں ہر انسان کو اپنے زندگی بھر کے کئے کرائے کا بلا کم وکاست پورا پـورا صـلہ و بـدلہ ملے گـا، اور وہ وہاں پر اس سب سے بڑی گھـبراہٹ یعـنی " فَـزع اکـبر " کی ہولنـا کیـوں سـے بھی محفوظ رہیں گے ، جس نے ابناء کفر و ضلال کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے رکھـا ہو گـا -

وَالْعِيَاذُ بِاللہ العظیم - اور اللہ پاک کے نوری فرشتے بڑھ بڑھ کر ان کا استقبال کرتے، ان کو سلام پیش کرتے، اور ان کو خوشخبریاں دے رہے ہوں گے، جیسا کہ سورہ انبیاء میں ارشاد فرمایا گیا، { لَايَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰۗئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ } (الانبیاء : 103) ۔ یعنی " ان کو (قیامت کے دن کی ) وہ سب سے بڑی گھبراہٹ بھی پریشان نہیں کرسکے گی، اور فرشتے وہاں بڑھ بڑھ کر ان کو لے رہے ہوں گے (اور ان کے سرور کو دوبالا کرنے کے لئے ان سے کہا جارہا ہو گا کہ) یہی ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا " اور جیسا کہ سورہ نمل میں فرمایا گیا ہے کہ " وہ اس دن گھبراہٹ سے امن میں ہو نگے " { وَّهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَّوْمَىِٕذٍ اٰمِنُوْنَ} (نمل: 89) اسطرح ان خوش نصیب بندگان خدا کے حق میں اندیشے و خوف اور حزن و ملال سے محفوظ رہنے کی اس عظیم الشان خوشخبری کا کامل ظہور آخرت میں اس روز ہوگا، جو کہ کشف حقائق، ظہور نتائج اور مشاہدئہ غیوب کا دن ہوگا ۔ وہاں اگر ان کو کوئی غم اور افسوس کسی درجے میں ہوگا بھی تو وہ صرف اس بات کا ہوگا کہ انہوں نے اس یوم عظیم کے لیے اس دنیا میں زیادہ سے زیادہ کمائی کیوں نہ کی ۔ جیسا کہ صحیح احادیث میں حضرت نبی معصوم - علیہ الصلوۃ والسلام سے ۔ اسطرح وارد و منقول ہے ۔ اللہ تعالی زندگی کے ہر لمحے سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے ۔ آمین۔

## عقیدہ (۴۳): اللہ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دے دے یا بڑے گناہ کو اپنی مہربانی سے معاف کردے اور اُس پر بالکل سزا نہ دے۔

**القرآن : إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (المائدہ:۱۱۸)**

**ترجمہ : اگر توانہیں عذاب دے توبیشک وہ تیرے بندے ہیں اوراگر توبخشدے ان کو توبیشک توغالب حکمت والا ہے۔**

تشریح:

یعنی آپ اپنے بندوں پر ظلم اور بیجا سختی نہیں کر سکتے اس لئے اگر ان کو سزا دیں گے تو عین عدل و حکمت پر مبنی ہوگی اور فرض کیجئے معاف کر دیں تو یہ معافی بھی از راہ عجز وسفہ نہ ہوگی۔ چونکہ آپ عزیز (زبردست اور غالب) ہیں اس لئے کوئی مجرم آپ کے قبضے قدرت سے نکل کر بھاگ نہیں سکتا کہ آپ اس پر قابو نہ پا سکیں۔ اور چونکہ ''حکیم'' (حکمت والے) ہیں۔ اس لئے یہ بھی ممکن نہیں کہ کسی مجرم کو یونہی بے موقع چھوڑ دیں۔ بہرحال جو فیصلہ آپ ان مجرمین کے حق میں کریں گے وہ بالکل حکیمانہ اور قادرانہ ہوگا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ کلام چونکہ محشر میں ہوگا جہاں کفار کے حق میں کوئی شفاعت اور استدعاء رحم وغیرہ نہیں ہو سکتی، اسی لئے حضرت مسیح نے عزیز حکیم کی جگہ غفور رحیم وغیرہ صفات کو اختیار نہیں فرمایا برخلاف اس کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنیا میں اپنے پروردگار سے عرض کیا تھاکہ رب انهن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی و من عصانی فانک غفور رحیم( سورہ ابراہیم آیت نمبر ۳۶)اے پروردگار ان بتوں نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کر دیا تو جو ان میں سے میرے تابع ہوا وہ میرا آدمی ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو پھر تو غفور رحیم ہے) یعنی ابھی موقع ہے کہ تو اپنی رحمت سے آئندہ ان کو توبہ اور رجوع الی الحق کی توفیق دے کر پچھلے گناہوں کو معاف فرما دے.

## عقیدہ (۴۴): شرک اور کفر کا گناہ اللہ کبھی کسی کو معاف نہیں کرتا اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے گا اپنی مہربانی سے معاف کردے گا

**القرآن : اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا(النساء:۱۱٦)**

**ترجمہ : بیشک اللہ اس کونہیں بخشتا کہ اس کا شریک ٹھہرایاجائے اوربخشدے گا اس کو سوا جس کو چاہے اورجس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا سو وہ گمراہ ہوا ،گمراہی میں بہت دور کی.**

تشریح :

یعنی شرک سے کم کسی گناہ کواللہ تعالی جب چاہے توبہ کے بغیر بھی محض اپنے فضل سے معاف کرسکتا ہے لیکن شرک کی معافی اس کے بغیر ممکن نہیں کہ مشرک اپنے شرک سے سچی توبہ کرکے موت سے پہلے پہلے اسلام قبول کرے اور توحید پرایمان لے آئے۔

## عقیدہ (۴۵): جن لوگوں کا نام لیکر اللہ اور رسول نے اُن کا بہشتی ہونا بتلایا ہے اُن کے سوا کسی اور کے بہشتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اس کی رحمت کی سے اُمید رکھنا ضروری ہے۔

**حَدَّثَنَا عَبْدَانُ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ، عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ ، وَهِيَ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَتْ : " طَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ فِي السُّكْنَى حِينَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلَى سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ ، فَاشْتَكَى ، فَمَرَّضْنَاهُ حَتَّى تُوُفِّيَ ، ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِي أَثْوَابِهِ ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقُلْتُ : رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ ، قَالَ وَمَا يُدْرِيكِ ؟ ، قُلْتُ : لَا أَدْرِي وَاللَّهِ ، قَالَ : أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللَّهِ ، وَاللَّهِ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ، قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ : فَوَاللَّهِ لَا أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ ، قَالَتْ : وَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِي ، فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ ، فَقَالَ : ذَاكِ عَمَلُهُ يَجْرِي لَهُ " .**

[صحيح البخاري » كِتَاب التَّعْبِيرِ » بَاب الْعَيْنِ الْجَارِيَةِ فِي الْمَنَامِ ... رقم الحديث: 6527]

۶۵۶۵ عبدان، عبد اللہ ، معمر، زہری، خارجہ بن زید بن ثابت، حضرت ام علاء رضی اللہ عنہا جو انہیں میں سے ایک خاتون تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت تھیں بیان کرتی ہیں کہ جب انصار نے مہاجرین کی رہائش کے لئے قرعہ اندازی کی تو حضرت عثمان بن

مظعون رضی اللہ عنہ میرے حصے میں آئے، وہ بیمار پڑے تو ہم نے ان کی تیمارداری کی یہاں تک کہ وہ وفات پاگئے، پھر ہم نے ان کو ان کے کپڑوں میں کفن دیا، ہم لوگوں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں نے کہا: اے ابوالسائب! تم پر خدا کی رحمت، میں تم پر گواہ ہوں کہ اللہ نے تمہیں بزرگی دی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کو کس طرح معلوم ہوا؟ میں نے کہا: خدا کی قسم! میں نہیں جانتی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کی موت آگئی، میں ان کے لئے اللہ سے بھلائی کی امید رکھتا ہوں، خدا کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا؛ حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں! حضرت ام علاء رضی اللہ عنہا نے کہا: خدا کی قسم! اس کے بعد میں کسی انسان کی پاکیزگی نہیں بیان کروں گی، حضرت ام علاء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے بہتا ہوا چشمہ دیکھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا، تو آپ نے فرمایا: یہ ان کا عمل ہے جو ان کے لئے جاری رہے گا۔

**حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ ، قَالَ : أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ وَهُمْ يَمُوتُونَ مَوْتًا ذَرِيعًا ، فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَأُثْنِيَ خَيْرًا ، فَقَالَ عُمَرُ : وَجَبَتْ ، ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرَى فَأُثْنِيَ خَيْرٌ ، فَقَالَ : وَجَبَتْ ، ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأُثْنِيَ شَرًّا ، فَقَالَ : وَجَبَتْ ، فَقُلْتُ : وَمَا وَجَبَتْ : أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ ، قَالَ : قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ ، قُلْنَا : وَثَلَاثَةٌ ، قَالَ : وَثَلَاثَةٌ ، قُلْتُ : وَاثْنَانِ ، قَالَ : وَاثْنَانِ ، ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ ".** [صحيح البخاري » كِتَاب الشَّهَادَاتِ » بَاب تَعْدِيلِ كَمْ يَجُوزُ ... **رقم الحديث: 2462**]

ہموسیٰ بن اسمٰعیل، داؤد بن ابی الفرات، عبداللہ بن بریدہ، ابوالاسود سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ میں مدینہ آیا اور وہاں ایک بیماری پھیلی ہوئی تھی جس سے لوگ جلد مر جاتے تھے، میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی تعریف بیان کی، حضرت عمر نے فرمایا واجب ہوگئی، پھر ایک دوسرا جنازہ گزرا اور لوگوں نے اس کی بھی تعریف بیان کی تو انہوں نے فرمایا واجب ہوگئی، پھر تیسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی برائی بیان کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واجب ہوگئی، میں نے پوچھا اے امیرالمؤمنین کیا واجب ہوگئی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اسی طرح کہا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ **جس مسلمان کی نیکی کی چار آدمی گواہی دے دیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے، میں نے پوچھا اور تین میں بھی؟ انہوں نے کہا تین میں بھی، میں نے پوچھا کیا دو میں بھی؟ انہوں نے کہا اور دو میں بھی، پھر ہم نے ان سے ایک کے متعلق نہیں پوچھا۔**

**عقیدہ (۴۶): بہشت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو بہشتیوں کو نصیب ہوگا اس کی لذت میں تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہوں گی۔**

**حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بن مَيْسَرَةَ ، قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى , عَنْ صُهَيْبٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : " إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ ، قَالَ : يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ ؟ فَيَقُولُونَ : أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا ، أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ ، وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ ؟ قَالَ : فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ ، فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ " ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ بِهَذَا الإِسْنَادِ ، وَزَادَ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الآيَةَ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ سورة يونس آية 26 .**
**[صحيح مسلم » كِتَاب الإِيمَانِ » بَاب إِثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الآخِرَةِ ... رقم الحديث: 271]**

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ **جب تمام جنت والے جنت میں چلے جائیں گے تو اس وقت اللہ**

**تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ کیا تم مزید کچھ چاہتے ہو وہ جنتی عرض کریں گے کہ اے اللہ کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا تو نے ہم کو دوزخ سے نجات نہیں دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ ان کے اور اپنے درمیان سے پردے اٹھا دے گا اور جنتی اللہ کا دیدار کریں گے تو ان کو اس دیدار سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں ہو گی۔**

ابوبکر بن ابی شیبہ، یزید بن ہارون، حماد بن سلمہ، صہیب، حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت ہے لیکن اس میں اتنا زائد ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی **(لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ) نیک لوگوں کے لئے نیک انجام اور مزید انعام ہے یعنی دیدار الہی۔**

**حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الْعَبَّادَانِيُّ ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ الرَّقَاشِيُّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : بَيْنَا أَهْلُ الْجَنَّةِ فِي نَعِيمِهِمْ إِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُورٌ فَرَفَعُوا رُءُوسَهُمْ ، فَإِذَا الرَّبُّ قَدْ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ، فَقَالَ : " السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ ، قَالَ : وَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ سَلامٌ قَوْلا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ سورة يس آية 58 قَالَ : فَيَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ ، فَلَا يَلْتَفِتُونَ إِلَى شَيْءٍ مِنَ النَّعِيمِ مَا دَامُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ حَتَّى يَحْتَجِبَ عَنْهُمْ وَيَبْقَى نُورُهُ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْهِمْ فِي دِيَارِهِمْ " .**

[سنن ابن ماجه » كِتَاب ابْنُ مَاجَةْ » أَبْوَابُ فِي فَضَائِلِ أَصَحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ... رقم الحديث: 180]

## عقیدہ (۴۷): دنیا میں جاگتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو ان آنکھوں سے کسی نے نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔

**القرآن : ... قَالَ لَن تَرٰنِی ... [الأعراف:143] فرمایا تو مجھ کو ہر گز نہ دیکھ سکو گے**

**حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، وَأَبُو كُرَيْبٍ ، قَالَا : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ ، عَنْ أَبِي مُوسَى ، قَالَ : قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ ، فَقَالَ : " إِنَّ اللَّهَ عَزَّ**

وَجَلَّ ، لَا يَنَامُ ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ ، يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ ، يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ ، حِجَابُهُ النُّورُ " ، وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ : النَّارُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ ، مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ ، وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ ، عَنِ الأَعْمَشِ : وَلَمْ يَقُلْ حَدَّثَنَا ، حَدَّثَنَا إِسْحَاق بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، بِهَذَا الإِسْنَادِ ، قَالَ : قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ ، ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ ، وَلَمْ يَذْكُرْ : مِنْ خَلْقِهِ ، وَقَالَ : " حِجَابُهُ النُّورُ " .

[صحيح مسلم » كِتَاب الإِيمَانِ » بَاب فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَام : " إِنَّ اللَّهَ ... رقم الحديث: 268]

ابوبکر بن ابی شیبہ، ابوکریب، ابومعاویہ، اعمش، عمرو بن مرہ، ابوعبیدہ، ابوموسی، عبد اللہ بن شقیق حضرت ابوموسی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر پانچ باتیں فرمائیں کہ **اللہ سوتا نہیں اور نہ ہی سونا اس کی شان ہے میزان اعمال کو جھکاتا اور بلند کرتا ہے اس کی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے بلند کیا جاتا ہے اور اس کا حجاب نور ہے اور ابوبکر کی روایت میں ہے کہ اس کا حجاب آگ ہے اگر وہ اسے کھول دے تو اس کے چہرے کی شعاعیں جہاں تک اس کی نگاہیں پہنچتی ہیں مخلوق کو جلا دیں**

اسحق بن ابراہیم، جریر، اعمش حضرت اعمش سے یہ روایت بھی اسی طرح نقل کی گئی ہے مگر اس میں چار باتوں کا ذکر ہے اور مخلوق کا ذکر نہیں اور فرمایا اس کا حجاب نور ہے۔

حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيبِيُّ ، أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ , أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ ، حَتَّى وَجَدَهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ ، وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ ، فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَيَّادٍ : " أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ ؟ " ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ : أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ ، فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ ، فَرَفَضَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ : " آمَنْتُ بِاللَّهِ وَبِرُسُلِهِ " ، ثُمَّ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " مَاذَا تَرَى ؟ " ، قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ : يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "

خُلِّطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ " ، ثُمَّ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا " ، فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ : هُوَ الدُّخُّ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ " ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ : ذَرْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِنْ يَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ " ، وَقَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ ، يَقُولُ : انْطَلَقَ بَعْدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ إِلَى النَّخْلِ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ ، حَتَّى إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ طَفِقَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ ، وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ ابْنُ صَيَّادٍ ، فَرَآهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشٍ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا زَمْزَمَةٌ ، فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ ، فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ : يَا صَافِ وَهُوَ اسْمُ ابْنِ صَيَّادٍ هَذَا مُحَمَّدٌ ، فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ " ، قَالَ سَالِمٌ : قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ : فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ ، فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ ، فَقَالَ : " إِنِّي لَأُنْذِرُكُمُوهُ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ ، لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ ، وَلَكِنْ أَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعَلَّمُوا أَنَّهُ أَعْوَرُ ، وَأَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْسَ بِأَعْوَرَ " ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : وَأَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : " يَوْمَ حَذَّرَ النَّاسَ الدَّجَّالَ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ ، يَقْرَؤُهُ مَنْ كَرِهَ عَمَلَهُ أَوْ يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ " ، وَقَالَ : " تَعَلَّمُوا أَنَّهُ لَنْ يَرَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ، حَتَّى يَمُوتَ " ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ، قَالَا : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ ، حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ صَالِحٍ ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ، أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ ، قَالَ : انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِهِ ، فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ، حَتَّى وَجَدَ ابْنَ صَيَّادٍ غُلَامًا قَدْ نَاهَزَ الْحُلُمَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مُعَاوِيَةَ ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ إِلَى مُنْتَهَى حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ ، وَفِي الْحَدِيثِ عَنْ يَعْقُوبَ ، قَالَ : قَالَ أُبَيٌّ يَعْنِي فِي قَوْلِهِ : لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ ، قَالَ : لَوْ تَرَكَتْهُ أُمُّهُ بَيَّنَ أَمْرَهُ ، وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ، وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ جَمِيعًا ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِابْنِ صَيَّادٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ ، فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَهُوَ غُلَامٌ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ وَصَالِحٍ ، غَيْرَ أَنَّ عَبْدَ بْنَ حُمَيْدٍ لَمْ يَذْكُرْ حَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ ، فِي انْطِلَاقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِلَى النَّخْلِ .

[صحيح مسلم » كِتَاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ » بَاب ذِكْرِ ابْنِ صَيَّادٍ ... رقم الحديث: 5219]

[الرد على الجهمية للدارمي » باب الرؤية ...رقم الحديث: 95]

[السنة لابن أبي عاصم » بَابُ ذِكْرِ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ ... رقم الحديث: 347]

[أصول السنة » بَابٌ فِي الإِيمَانِ بِخُرُوجِ الدَّجَّالِ ... رقم الحديث: 117]

[شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي » ذكر رجال من أهل المدينة من الطبقة الثانية من التابعين ... » رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ ... رقم الحديث: 681]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جماعت میں ابن صیاد کی طرف نکلے

یہاں تک کہ اسے بنی مغالہ کے مکانوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا اور ابن صیاد ان دنوں قریب البلوغ تھا اور اسے کچھ معلوم نہ ہو سکا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کی کمر پر ضرب ماری، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ کر کہا کہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امیوں کے رسول ہیں! پھر ابن صیاد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا: میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر، پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تو کیا دیکھتا ہے؟ ابن صیاد نے کہا: میرے پاس سچا بھی آتا ہے اور جھوٹا بھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھ پر اصل معاملہ تو پھر مشتبہ ہوگیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: میں نے تجھ سے پوچھنے کے لئے ایک بات چھپائی ہوئی ہے، تو ابن صیاد نے کہا وہ دخّ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: دور ہو تو اپنے اندازے سے آگے نہیں بڑھ سکتا، پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے اجازت دیں اے اللہ کے رسولﷺ! میں اس کی گردن مار دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو تم اس پر غالب نہ ہو سکو گے اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل کرنے میں تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں ہے، حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس واقعہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ اس باغ کی طرف چلے جس میں ابن صیاد تھا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں داخل ہوئے تو وہ کھجوروں کے

تنوں میں چھپنے لگے تاکہ ابن صیاد کے دیکھنے سے پہلے اس کی کچھ گفتگو سن سکیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا کہ وہ اپنی ایک چادر میں لپٹا لیٹا ہوا ہے اور کچھ گنگنا رہا ہے، پس ابن صیاد کی والدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کے تنوں کی آڑ میں چھپتے ہوئے دیکھ لیا، تو اس نے ابن صیاد سے کہا: اے صاف اور یہ ابن صیاد کا نام تھا، یہ محمد ہیں! تو ابن صیاد فورًا اٹھ کھڑا ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ اسے چھوڑ دیتی تو وہ کچھ بیان کر دیتا، سالم بن عبد اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف اس کی شان کے مطابق بیان کی، پھر دجال کا ذکر کیا تو فرمایا: میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے، تحقیق نوح علیہ السلام بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرا چکے ہیں؛ لیکن میں تمہیں ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی، یادرکھو! کہ بیشک وہ کانا ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کانا نہیں ہے، ابن شہاب نے کہا مجھے حضرت عمر بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال سے ڈراتے ہوئے اس دن فرمایا: اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا جسے وہی پڑھ سکے گا جو اس کے عمل کو ناپسند کرتا ہوگا، یا ہر مومن اسے پڑھ سکے گا اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اپنے رب کو مرنے تک ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔

**عقیدہ (۴۸): عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا برا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اُسی کے موافق اُس کو اچھا برا بدلہ ملتا ہے۔**

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَعْظَمِ الْمُسْلِمِينَ غَنَاءً عَنِ الْمُسْلِمِينَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : " مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا " ، فَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ حَتَّى جُرِحَ ، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَجَعَلَ ذُبَابَةَ سَيْفِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ، حَتَّى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا ، فَقَالَ : أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ، فَقَالَ : وَمَا ذَاكَ ؟ قَالَ : قُلْتَ لِفُلَانٍ : مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيْهِ ، وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِنَا غَنَاءً عَنِ الْمُسْلِمِينَ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَا يَمُوتُ عَلَى ذَلِكَ ، فَلَمَّا جُرِحَ اسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ ، فَقَتَلَ نَفْسَهُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ : " إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ ، وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ ، وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ " . [صحيح البخاري » كِتَاب الْقَدَرِ » بَاب الْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيمِ ... رقم الحديث: 6145]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص ایک غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک تھا اور مسلمانوں کی طرف سے بہت شدت سے جنگ کر رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا: جو کوئی دوزخی آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے تو اس کو دیکھ لے، مسلمانوں میں سے ایک شخص اس کے ساتھ ہوگیا اور وہ مشرکوں کے ساتھ سختی سے جنگ کر رہا تھا یہاں تک کہ وہ زخمی ہوگیا اور جلدی سے مرنا چاہا، اس نے تلوار کی دھار اپنے سینے پر رکھ کر دبائی یہاں تک کہ وہ مونڈھوں سے نکل گئی (اور مر گیا)، وہ آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روتا ہوا آیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ نے فرمایا: کیا بات ہے اس نے عرض کیا: آپ نے فلاں شخص کے متعلق فرمایا تھا کہ جو کوئی دوزخی دیکھنا چاہتا ہے وہ اس کو دیکھ لے؛ حالانکہ وہ ہم مسلمانوں کی طرف سے بہت سخت جنگ کرنے والا تھا؛ چنانچہ میں نے سمجھا تھا کہ وہ اس حالت میں نہیں مرے گا، پھر جب وہ زخمی ہوا تو اس نے جلدی مرنا چاہا اور خودکشی کرلی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس بات کو سن کر فرمایا:) بندہ دوزخیوں کے عمل کرتا ہے؛ حالانکہ وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے، اسی طرح ایک بندہ جنتیوں کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ

## دوزخی ہوتا ہے، اور بلاشبہ اعمال کا دارو مدار خاتمہ پر موقوف ہے

**تخريج الحديث**

| م | طرف الحديث | الصحابي | اسم الكتاب | أفق | العزو | المصنف | سنة الوفاة |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وهو من أهل النار وإن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وهو من أهل الجنة | سهل بن سعد | صحيح البخاري | 2697 | 2898 | محمد بن إسماعيل البخاري | 256 |
| 2 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وهو من أهل النار وإن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وهو من أهل الجنة | سهل بن سعد | صحيح البخاري | 3906 | 4202 | محمد بن إسماعيل البخاري | 256 |
| 3 | الرجل ليعمل بعمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار ويعمل بعمل أهل النار فيما يبدو للناس وهو من أهل الجنة | سهل بن سعد | صحيح البخاري | 3910 | 4207 | محمد بن إسماعيل البخاري | 256 |
| 4 | العبد ليعمل فيما يرى الناس عمل أهل الجنة وإنه لمن أهل النار ويعمل فيما يرى الناس عمل أهل النار وهو من أهل الجنة وإنما الأعمال بخواتيمها | سهل بن سعد | صحيح البخاري | 6039 | 6493 | محمد بن إسماعيل البخاري | 256 |
| 5 | العبد ليعمل عمل أهل النار وإنه من أهل الجنة ويعمل عمل أهل الجنة وإنه من أهل النار إنما الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | صحيح البخاري | 6145 | 6607 | محمد بن إسماعيل البخاري | 256 |
| 6 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وهو من أهل النار وإن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وهو من أهل الجنة | سهل بن سعد | صحيح مسلم | 167 | 115 | مسلم بن الحجاج | 261 |
| 7 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وهو من أهل النار وإن الرجل | سهل بن سعد | صحيح مسلم | 4798 | 2652 | مسلم بن | 261 |

| | ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وهو من أهل الجنة | | | | | الحجاج | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 8 | الرجل ليعمل بعمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإنه ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | مسند أحمد بن حنبل | 22220 | 22305 | أحمد بن حنبل | 241 |
| 9 | الرجل ليعمل بعمل أهل النار وإنه لمن أهل الجنة وإن الرجل ليعمل بعمل أهل الجنة وإنه لمن أهل النار وإنما الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | مسند أحمد بن حنبل | 22241 | 22327 | أحمد بن حنبل | 241 |
| 10 | الرجل ليعمل بعمل أهل الجنة فيما بينه وبين الناس وإنه لمن أهل النار وإن الرجل ليعمل بعمل أهل النار فيما بينه وبين الناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | صحيح ابن حبان | 6309 | 14 : 50 | أبو حاتم بن حبان | 354 |
| 11 | العبد ليعمل عمل أهل الجنة وإنه لمن أهل النار ويعمل عمل أهل النار وإنه لمن أهل الجنة إنما الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | مستخرج أبي عوانة | 109 | 140 | أبو عوانة الإسفرائيني | 316 |
| 12 | العبد ليعمل فيما يرى الناس بعمل أهل الجنة وإنه لمن أهل النار وإنه ليعمل فيما يرى الناس بعمل أهل النار وإنه لمن أهل الجنة وإنما الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | مسند ابن الجعد | 2574 | 2929 | علي بن الجعد الجوهري | 230 |
| 13 | الرجل ليعمل بعمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإن الرجل ليعمل بعمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | مسند ابن الجعد | 2575 | 2930 | علي بن الجعد الجوهري | 230 |
| 14 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإن الآخر ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | مسند ابن أبي شيبة | 106 | 106 | ابن ابي شيبة | 235 |
| 15 | الرجل ليعمل بعمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وهو | سهل بن سعد | مسند ابن أبي | 118 | 118 | ابن ابي | 235 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | من أهل النار وإن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وهو من أهل الجنة | | شيبة | | | شيبة | |
| 16 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه من أهل الجنة | سهل بن سعد | مسند أبي يعلى الموصلي | 7491 | 7544 | أبو يعلى الموصلي | 307 |
| 17 | الرجل ليعمل بعمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وهو من أهل النار وإن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وهو من أهل الجنة | سهل بن سعد | مسند الروياني | 1024 | 1026 | محمد بن هارون الروياني | 307 |
| 18 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | مسند الروياني | 1050 | 1052 | محمد بن هارون الروياني | 307 |
| 19 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإن الرجل ليعمل عمل أهل النار حتى يبدو للناس وإنه من أهل الجنة | سهل بن سعد | إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة | 4014 | 6253 | البوصيري | 840 |
| 20 | الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | مسند الشهاب | 1087 | 1167 | الشهاب القضاعي | 454 |
| 21 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإن الآخر ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | مسند عبد بن حميد | 465 | 457 | عبد بن حميد | 249 |
| 22 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإنه ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | مسند عبد بن حميد | 467 | 459 | عبد بن حميد | 249 |
| 23 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه | سهل بن سعد | المقصد العلي في زوائد أبي | 852 | 958 | الهيثم | 807 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | لمن أهل النار وإن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه من أهل الجنة | | يعلى الموصلي جزء | | | ي | |
| 24 | العبد ليعمل عمل أهل الجنة وإنه لمن أهل النار ويعمل يعمل أهل النار وإنه من أهل الجنة إنما الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | المعجم الكبير للطبراني | 5646 | 5784 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 25 | الرجل ليعمل فيما يرى الناس بعمل أهل الجنة وإنه من أهل النار وإنه ليعمل فيما يرى الناس بعمل أهل النار وإنه من أهل الجنة وإنما الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | المعجم الكبير للطبراني | 5660 | 5798 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 26 | الرجل ليعمل فيما يرى الناس بعمل أهل الجنة وإنه من أهل النار وإنه ليعمل فيما يرى الناس بعمل أهل النار وإنه من أهل الجنة وإنما الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | المعجم الكبير للطبراني | 5661 | 5799 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 27 | الرجل ليعمل بعمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه من أهل النار وإن الرجل ليعمل بعمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | المعجم الكبير للطبراني | 5668 | 5806 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 28 | الرجل ليعمل بعمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإن الرجل ليعمل بعمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | المعجم الكبير للطبراني | 5687 | 5825 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 29 | العبد ليعمل بطاعة الله فيما يبدو للناس وإنه لمكتوب عند الله من أهل النار وإن العبد ليعمل بمعاصي الله فيما يبدو للناس وإنه لمكتوب عند الله من أهل الجنة | سهل بن سعد | المعجم الكبير للطبراني | 5692 | 5830 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 30 | الرجل ليعمل بعمل أهل الجنة فيما ترون وإنه لمن أهل النار وإن الرجل ليعمل بعمل أهل النار فيما ترون وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | المعجم الكبير للطبراني | 5752 | 5891 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |

| 31 | الرجل ليعمل بعمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإن الرجل ليعمل بعمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | المعجم الكبير للطبراني | 5813 | 5952 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 32 | العبد ليعمل عمل أهل الجنة فيما يراه الناس وإنه لمن أهل النار وإنه ليعمل عمل أهل النار فيما يرى الناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | فوائد تمام الرازي | 54 | 57 | تمام بن محمد الرازي | 414 |
| 33 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | الحادي عشر من الفوائد المنتقاة لابن أبي الفوارس | 91 | --- | أبو الفتح بن أبي الفوارس | 412 |
| 34 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | الحادي عشر من الفوائد المنتقاة لابن أبي الفوارس | 92 | --- | أبو الفتح بن أبي الفوارس | 412 |
| 35 | الرجل ليعمل بعمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | الأول من السادس من الفوائد المنتقاة لابن أبي الفوارس | 46 | --- | أبو الفتح بن أبي الفوارس | 412 |
| 36 | الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وهو من أهل الجنة | سهل بن سعد | ثبت عمر بن أحمد بن علي الشماع | 121 | --- | عمر بن أحمد بن علي الشماع | 936 |
| 37 | الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | غريب الحديث للحربي | 1029 | 2 : 557 | إبراهيم بن إسحاق الحربي | 285 |
| 38 | الرجل ليعمل بعمل أهل الجنة فيما ترون وإنه لمن أهل النار وإن الرجل ليعمل بعمل أهل النار وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | السنة لابن أبي عاصم | 173 | 216 | ابن أبي عاصم | 287 |
| 39 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإن الرجل | سهل بن سعد | الشريعة للآجري | 396 | --- | الآجري | 360 |

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | | | | | |
| 40 | العبد ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | الإبانة الكبرى لابن بطة | 734 | 735 | ابن بطة العكبري | 387 |
| 41 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو لناس وإنه لمن أهل النار وإن الرجل ليعمل بعمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | الإبانة الكبرى لابن بطة | 735 | 736 | ابن بطة العكبري | 387 |
| 42 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وهو من أهل النار وإن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وهو من أهل الجنة | سهل بن سعد | الإيمان لابن منده | 637 | 2 : 642 | محمد بن إسحاق بن منده | 395 |
| 43 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | الإيمان لابن منده | 638 | 2 : 643 | محمد بن إسحاق بن منده | 395 |
| 44 | العبد ليعمل عمل أهل الجنة وإنه لمن أهل النار ويعمل عمل أهل النار وإنه لمن أهل الجنة إنما الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | الإيمان لابن منده | 639 | 2 : 643 | محمد بن إسحاق بن منده | 395 |
| 45 | العبد ليعمل فيما يرى الناس بعمل أهل الجنة وإنه لمن أهل النار وإنه ليعمل فيما يرى الناس بعمل أهل النار وإنه لمن أهل الجنة وإنما الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي | 872 | 1084 | هبة الله اللالكائي | 418 |
| 46 | العبد ليعمل عمل أهل الجنة وإنه من أهل النار ويعمل عمل أهل النار وإنه لمن أهل الجنة إنما الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | القضاء والقدر للبيهقي | 76 | 1 : 158 | البيهقي | 458 |
| 47 | إن الرجل ليعمل بعمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل النار وإن الرجل | سهل بن سعد | أصول السنة | 128 | --- | محمد بن عبد الله بن | 399 |

| | ليعمل بعمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | | | | | أبي زمنين | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 48 | إن العبد ليعمل فيما يرى الناس بعمل أهل الجنة وإنه من أهل النار وإنه ليعمل فيما يرى الناس بعمل أهل النار وإنه من أهل الجنة وإنما الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | شرح السنة | 77 | 80 | الحسين بن مسعود البغوي | 516 |
| 49 | العبد يعمل فيما يرى الناس بعمل أهل الجنة وإنه من أهل النار وإنه ليعمل فيما يرى الناس بعمل أهل النار وإنه من أهل الجنة وإنما الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | معالم التنزيل تفسير البغوي | 534 | 532 | الحسين بن مسعود البغوي | 516 |
| 50 | الرجل ليعمل بعمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وإنه من أهل النار وأنه ليعمل بعمل أهل النار فيما يبدو للناس وأنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | دلائل النبوة للبيهقي | 1635 | --- | البيهقي | 458 |
| 51 | الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وهو من أهل النار وإن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وهو من أهل الجنة | سهل بن سعد | الأسماء المبهمة والأنباء المحكمة | 304 | 1 : 275 | الخطيب البغدادي | 463 |
| 52 | الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | تاريخ بغداد للخطيب البغدادي | 1096 | 4 : 476 | الخطيب البغدادي | 463 |
| 53 | العبد ليعمل عمل أهل الجنة فيما يرى الناس وأنه لمن أهل النار وإنه ليعمل عمل أهل النار فيما يرى الناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | تاريخ دمشق لابن عساكر | 54655 | 51 : 82 | ابن عساكر الدمشقي | 571 |
| 54 | العبد ليعمل فيما بين الناس فيما يبدو للناس بعمل أهل الجنة وإنه لمن أهل النار وإن العبد ليعمل فيما بين الناس بعمل أهل النار وإنه لمن أهل الجنة وإنما الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | تاريخ دمشق لابن عساكر | 59627 | 55 : 415 | ابن عساكر الدمشقي | 571 |
| 55 | العبد ليعمل فيما يرى الناس بعمل أهل النار وإنه لمن أهل الجنة وإنما | سهل بن سعد | تاريخ دمشق لابن عساكر | 59628 | 55 : 416 | ابن عساكر الدمشق | 571 |

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | الأعمال بالخواتيم | | | | | ي |
| 56 | العبد ليعمل فيما يرى الناس بعمل أهل الجنة وإنه من أهل النار وإنه ليعمل فيما يرى الناس بعمل أهل النار وإنه لمن أهل الجنة وإنما الأعمال بالخواتيم | سهل بن سعد | تاريخ دمشق لابن عساكر | 59629 | 55 : 416 | ابن عساكر الدمشقي | 571 |
| 57 | المرء أو الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وإنه لمن أهل الجنة | سهل بن سعد | سير أعلام النبلاء الذهبي | 787 | --- | الذهبي | 748 |

## عقیدہ (۴۹): آدمی عمر بھی میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے البتہ مرتے وقت جب دَم نکلنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اُس وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ ایمان۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ مَكْحُولٍ ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ ، عَن ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : " إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ " . قَالَ أَبُو عِيسَى : هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.
[جامع الترمذي » كِتَاب الدَّعَوَاتِ » بَاب فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَمَا ... رقم الحديث: 3488]

**حضرت ابو عبد الرحمن بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : " یقینا اللہ عزوجل بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول فر ما لیتا ہے جب تک وہ حالت نزع کو نہ پہنچ جائے " .**

تخريج الحديث

| م | طرف الحديث | الصحابي | اسم الكتاب | أفق | العزو | المصنف | سنة الوفاة |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | جامع الترمذي | 3488 | 3537 | محمد بن عيسى الترمذي | 256 |
| 2 | الله ليقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | سنن ابن ماجه | 4251 | 4253 | ابن ماجة | 275 |

|  |  |  |  |  |  | القزويني |  |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 3 | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | مسند أحمد بن حنبل | 5992 | 6125 | أحمد بن حنبل | 241 |
| 4 | الله يقبل توبة عبده ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | مسند أحمد بن حنبل | 6228 | 6372 | أحمد بن حنبل | 241 |
| 5 | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | صحيح ابن حبان | 634 | 628 | أبو حاتم بن حبان | 354 |
| 6 | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | مسند ابن الجعد | 2998 | 3404 | علي بن الجعد الجوهري | 230 |
| 7 | الله يقبل توبة عبده ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | مسند أبي يعلى الموصلي | 5555 | 5609 | أبو يعلى الموصلي | 307 |
| 8 | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | مسند أبي يعلى الموصلي | 5668 | 5717 | أبو يعلى الموصلي | 307 |
| 9 | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | مسند الشاميين للطبراني | 190 | 194 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 10 | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | مسند الشاميين للطبراني | 3458 | 3519 | سليمان بن أحمد الطبراني | 360 |
| 11 | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | مسند عبد بن حميد | 855 | 847 | عبد بن حميد | 249 |
| 12 | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | إتحاف المهرة | 9007 | --- | ابن حجر العسقلاني | 852 |
| 13 | الله ليغفر للعبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | الفوائد الشهير بالغيلانيات لأبي | 385 | 407 | أبو بكر الشافع | 354 |

| | | | بكر الشافعي | | | ي | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 14 | الله ليقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | الفوائد الحسان الصحاح والغرائب | 39 | --- | علي بن الحسن الخلعي | 492 |
| 15 | الله ليقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | الثاني عشر من الخلعيات | 21 | --- | علي بن الحسن الخلعي | 492 |
| 16 | الله ليقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | شعب الإيمان للبيهقي | 6559 | 7063 | البيهقي | 458 |
| 17 | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | شرح السنة | 1292 | 1306 | الحسين بن مسعود البغوي | 516 |
| 18 | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | معالم التنزيل تفسير البغوي | 327 | 325 | الحسين بن مسعود البغوي | 516 |
| 19 | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | حلية الأولياء لأبي نعيم | 6991 | 6997 | أبو نعيم الأصبهاني | 430 |
| 20 | الله ليغفر للعبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | تاريخ دمشق لابن عساكر | 9256 | 11 : 114 | ابن عساكر الدمشقي | 571 |
| 21 | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | تاريخ دمشق لابن عساكر | 9257 | 11 : 115 | ابن عساكر الدمشقي | 571 |
| 22 | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | تاريخ دمشق لابن عساكر | 9258 | 11 : 115 | ابن عساكر الدمشقي | 571 |
| 23 | الله ليقبل توبة عبده ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | تاريخ دمشق لابن عساكر | 56186 | --- | ابن عساكر الدمشقي | 571 |
| 24 | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | عبد الله بن عمر | تاريخ دمشق لابن عساكر | 56187 | 52 : 341 | ابن عساكر الدمشق | 571 |

| | ي | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 748 | الذهبي | --- | 161 | سير أعلام النبلاء الذهبي | عبد الله بن عمر | يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | 25 |
| 327 | محمد بن جعفر بن سهل الخرائطي | 57 | 55 | اعتلال القلوب للخرائطي | عبد الله بن عمر | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | 26 |
| 571 | ابن عساكر الدمشقي | 7 | 8 | التوبة لابن عساكر | عبد الله بن عمر | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | 27 |
| 571 | ابن عساكر الدمشقي | 74 | 63 | تعزية المسلم عن أخيه لابن عساكر | عبد الله بن عمر | الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر | 28 |

====================================

سوال : ہمارے تبلیغی بھائی اپنی تقریروں میں اکثر یہ کہتے ہیں کی صحابہ فرماتے ہیں کی "ہم نے پہلے ایمان سیکھا پھر اسکے بعد قرآن سیکھا" کیا یہ بات درست ہے ؟ انسے اس بات کا حوالہ مانگو تو وہ غصہ کرتے ہیں اس لئے آپ بتائے کہ یہ بات کس مستند کتاب میں ہے؟ اور قرآن کے بغیر ایمان کو کیسے اور کہاں سے سیکھا جائے؟

جواب : جی ہاں! یہ بات صحیح ودرست ہے اور عربی کی مستند ومعتبر کتابوں میں موجود ہے چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کی التاریخ الکبیر (۲/۲۲۱، 2266) میں ہے: عن جندب قال: كنا على عهد النبي صلى الله عليه وسلم غلماناًا حزاورة تعلمنا الإيمانٍ قبل أن نتعلم القرآن ثم تعلمنا القرآن ازددنا به إيمانا، اور حافظ ابن البر رحمہ اللہ کی التمہید (۱۴:۱۳۳) میں ہے: قال حذيفة بن اليمان: تعلمنا الإيمانٍ قبل أن نتعلم القرآن، وسيأتي قوم في آخر الزمان يتعلمون القرآن قبل الإيمان۔

ضروریات ایمان واسلام قرآن سے ہٹ کر کوئی چیز نہیں ہے کہ اس کے لیے قرآن کو چھوڑنا پڑے اور قرآن سیکھنے کا مطلب حفظ قرآن ہے، قرآنی احکام ومطالب کا سیکھنا مراد نہیں ہے کیونکہ صحابہؓ کرام احکام و مطالب قرآن جاننے اور سیکھنے کو حفظ قرآن پر مقدم رکھتے تھے.

قال ابن عبد البر في التمهيد(۱۴: ۱۳۳): وكان الصحابة رضي الله عنهم وهم الذين خوطبوا بهذا الخطاب لم يكن منهم من حفظ القرآن كله ويكمله على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا قليل منهم أبي بن كعب وزيد بن ثابت ومعاذ بن جبل وأبوزيد الأنصاري وعبد الله بن مسعود، وكلهم كان يقف على معانيه ومعاني ما حفظ منه ويعرف تأويله ويحفظ أحكامه، وربما عرف العارف منهم أحكاما من القرآن كثيرة وهو لم يحفظ سورها، قال حذيفة بن اليمان... اهـ

اور ایمان اور ضروریات ایمان کا علم مستند ومعتبر علمائے کرام سے سیکھا جائے اور اخلاص اور ایقان کے لیے متبع شریعت وسنت اور صاحب نسبت بزرگوں کے پاس جایا جائے اور ان سے اصلاحی تعلق قائم کیا جائے اور تبلیغی جماعت میں وقت لگایا جائے۔

المحدث: الألباني - المصدر: صحيح ابن ماجه - الصفحة أو الرقم: 52
خلاصة حكم المحدث: صحيح

المحدث: الوادعي - المصدر: الصحيح المسند - الصفحة أو الرقم:285
خلاصة حكم المحدث: صحيح

# أي: تعلمنا الأدب والأخلاق والعمل الصالح والتقوى والإخلاص لله عز وجل قبل العلم، ثم تعلمنا القرآن فازددنا به إيماناً

## [ شرح رسالة العبودية لابن تيمية 3/21

تخريج الحديث

| م | طرف الحديث | الصحابي | اسم الكتاب | أفق | العزو | المصنف | سنة الوفاة |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | يعلمنا الإيمان قبل القرآن ثم يعلمنا القرآن فازددنا به إيمانا وإنكم اليوم تعلمون القرآن قبل الإيمان | جندب بن عبد الله | السنن الكبرى للبيهقي | 4870 | 3 : 119 | البيهقي | 458 |
| 2 | يعلمنا الإيمان قبل أن نتعلم القرآن ثم يعلمنا القرآن فنزداد به إيمانا وأنتم اليوم تعلمون القرآن قبل الإيمان | جندب بن عبد الله | الأمالي الخميسية للشجري | 45 | --- | يحيى بن الحسين الشجري الجرجاني | 499 |
| 3 | تعلمنا الإيمان ثم تعلمنا القرآن فازددنا به إيمانا | جندب بن عبد الله | السنة لعبد الله بن أحمد | 731 | 1 : 379 | عبد الله بن أحمد بن حنبل | 290 |
| 4 | يعلمنا الإيمان ثم يعلمنا القرآن فازددنا به إيمانا | جندب بن عبد الله | السنة لأبي بكر بن الخلال | 1606 | --- | أبو بكر الخلال | 311 |
| 5 | تعلمنا الإيمان قبل أن نتعلم القرآن ثم تعلمنا فازددنا به إيمانا | جندب بن عبد الله | طبقات المحدثين بأصبهان والواردين عليها | 1072 | 1075 | أبو الشيخ الأصبهاني | 369 |

| م | طرف الحديث | الصحابي | اسم الكتاب | أفق | العزو | المصنف | سنة الوفاة |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | إذا تعلمنا من النبي عشر آيات من القرآن لم نتعلم من العشر التي نزلت بعدها حتى نعلم ما فيه | عبد الله بن مسعود | السنن الكبرى للبيهقي | 4867 | 3 : 119 | البيهقي | 458 |
| 2 | إذا تعلمنا من رسول الله عشرا لم نتعلم العشر التي بعدها حتى نعلم ما نزلت في هذه | عبد الله بن مسعود | إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة | 316 | 1 : 257 | البوصيري | 840 |
| 3 | إذا تعلمنا من النبي عشر آيات من القرآن لم نتعلم من العشر التي أنزلت بعدها حتى نعلم ما فيه | عبد الله بن مسعود | شعب الإيمان للبيهقي | 1804 | 1953 | البيهقي | 458 |
| 4 | نتعلم من رسول الله عشر | عبد الله بن | أحكام القرآن | 367 | 480 | الطحاوي | 321 |

==========================================

# ایمان’توحید’ کفر’شرک

**م□ ایمان’اسلام اورعمل صالح کو کس طرح مانیں اس س□ متعلق احکام و عقائد**

ان تمام چیزوں کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعیت کے ساتھ ثابت ہیں، ضروریاتِ دین کہا جاتا ہے۔ مومن بننے کے لئے ان تمام ضروریاتِ دین پر ایمان لانا ضروری ہے، ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کے انکار سے آدمی دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔

ایمان کا لغوی معنیٰ ہے: امن دینا، اعتماد کرنا، کسی کو بے خوف کرنا، کسی کو سچا سمجھ کر اس کی بات پر یقین کرنا وغیرہ، ایمان کے اصطلاحی اور شرعی معنیٰ ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی جو بات قطعی طور پر ثابت ہے اُسے دل و جان سے تسلیم کرلینا۔

ضروریاتِ دین بہت ساری ہیں، مثلاً اللہ کی توحید اور اس کی صفات پر ایمان لانا، فرشتوں پر ایمان لانا، آسمانی کتابوں پر ایمان لانا، اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لانا، قیامت پر ایمان لانا، تقدیر پر ایمان لانا، موت کے بعد زندہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد وغیرہ ارکانِ اسلام کی فرضیت کا قائل ہونا، سود، زنا، جھوٹ اور فرائض اسلام کی عدم ادائیگی کی حرمت کا قائل ہونا وغیرہ ہے۔ دلائل

**الایمان: التصدیق۔ التہذیب: و امان الایمان فھو مصدر آمن یؤمن ایماناً فھو مؤمن۔ و اتفق اھل العلم من اللغو و غیرھم ان الایمان معناہ التصدیق۔ (لسان العرب:١٣/٢٧) یقول ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ ان الایمان تصدیق السامع للمخاطب و اثقا بامانتہ معتمداً علی**

دیــانتہ (فیض البــاری:۱/۴۶) و امــا فی
الشرع فهو التصدیق بمـا علم مجئ النـبی
صلی اللہ علیہ وسـلم بہ ضـرورۃ تفصـیلا
فیمــا علم تفصــیلا و اجمــالاً فیمــا علم
اجمـــــالاً۔ (روح المعــــــانی:۱/۱۱۰)۔ ان
الایمان فی الشرع هو التصدیق بما جاء بہ
الرسـول صـلی اللہ علیہ وسـلم من عبـد
اللہ تعـالیٰ ان تصـدیق النــبی صــلی اللہ
علیہ وســلم بــالقلب فی جمیــع مــا علم
بالضرورۃ قیـل اراد بالضـرورۃ مـا یقابـل
الاستدلال فالضـروری کالمسـموع من فم
رســـول اللہ صــــلی اللہ علیہ وســــلم او
المنقول عنہ بالتواتر کالقرآن و الصـلوات
الخمس و صوم رمضان و حـرمۃ الخمـر و
الزناۓ (نبراس:۲۴۹) عن بشر بن خصاصـہ
رضــی اللہ عنہ قــال: اتیت رســول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لابایعہ علی الاسلام
فاشترط علی تشهد ان لا الہ الا اللہ و ان
محمداً عبدہ و رسـولہ و تصـلی الخمس و
تصوم رمضان و تؤدی الزکوۃ و تحج البیت
و تجاهــد فی ســبیل اللہ۔ (المســتدرک
للحاکمــک، رقم الحــدیث:۲۴۲۱) ســـنن
بیهقی، رقم الحـــــدیث:۱۷۵۷۴) عن علی
ابن ابی طـالب انہ کـان یقـول عن قـول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کـان

يقول : ثم عـرى الايمـان اربـع و الاسـلام
توابع ان تـؤمن بـاللہ وحـدٗ و بحمـد صـلى
اللہ علیہ وسلم و ما جاء بہ شیئ و تـؤمن
بـاللہ و تعلم انـک مبعـوث بعـد المـوت و
اقـام الصـلوٰۃ و ایتـاء الزکـوٰۃ و صـیام
رمضـان و حج الـبیت و الجهـاد فی سـبیل
اللہ عزّ و جلہ (مسند عبد بن حمیـد، رقم
الحدیث:۷۶) عن علی رضی اللہ عنہ قال:
سمعتُ رسول اللہ صـلی اللہ علیہ ولسـم
یقول بنی الاسلام علی اربعۃ ارکـان علی
الصبر و الیقین و الجهاد و العدلہ (شعب
الایمـــان:۱/۷۱) عن الحســـن رحمہ اللہ
مرسـلاً قـال: قـال النـبی صـلی اللہ علیہ
وسلم بنی الاسلام علی عشـرۃ ارکـان: و
ذکـر منهـا الصـلوٰۃ و الزکـوٰۃ و الصـیام و
الحج و الجهادہ (المعجم الکبیر للطبرانی،
رقم الحـــدیث:۱۱۵۹۸) و المـــراد من
الضرورۃ مـا یعـرف کونهـا من دین النـبی
صلی اللہ علیہ وسلم بلا دلیـل بـان تـواتر
عنہ و اسـتفاض حـتی وصـل الی دائـرۃ
العـــوام و علمہ الکـــواف منهم لا ان کلا
منهم یعلمہ و ان لم یرفـــع لتعلم الـــدین
رأسـا، فـان جهلہ لعمـد رغبتہ فی تعلیم
الـــدین و علمتہ العـــامّۃ فهـــو ضـــروری،
کالوحدانیۃ و النبوّۃ و ختمها بخاتم الانبیاء

**و انقطاعھا بعد ہ و البعث و الجزاء، و عذاب القبر ہ (فیض الباری:۱/۶۹)بند**

**بد** اصل ایمان دل کی تصدیق کا نام ہے۔ تشریح

اصل ایمان دل کی تصدیق کا نام ہے، زبان سے اقرار کرنا اجرائے احکامِ اسلام کے لئے شرط ہے کہ دنیا میں آدمی کا مسلمان ہونا زبانی اقرار سے ہی معلوم ہوگا، ایک شخص دل سے تصدیق کرتا ہے اور زبان سے اقرار نہیں کرتا تو وہ اللہ کے ہاں مسلمان ہوگا۔ دلائل

**أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ ہ (المجادلہ:۲۲) قال النبی صلی اللہ علیہ یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک ہ (جامع ترمذی:۲/۶۶۸) یجب ای یفرض فرضا عینیّا بعد ما یحصل علما یقیناً (ان یقول) ای الامکلف بلسانہ المطابق لما فی حیاتہ (آمنت باللہ) و فیہ اشعار بأن القرار لہ اعتبار علی خلاف فی انہ شطر للایمان الا انہ یسقط فی بعض الاحیان، او شرہ لاجراء احکام ایمان کما ھو مقرر عند الأعیان ہ (شرح فقہ اکبر:۱۲) انہ ھو التصدیق بالقلب و انما الاقرار شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا من حرمہ الدم و المال و صلوٰۃ الجنازہ علیہ ودفنہ فی مقابر المسلمین...... فمن صدق بقلبہ و**

**لم یقرّ بلسانہ فهو مؤمن عند اللہ سبحانہ و ان لم یکن مؤمنا فی احکام الدنیا۔ (نبراس:۳۵۰) (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: فتح الملهم:۱؍۴۳۴)بند**

**بد** اعمالِ صالحہ نماز، روزہ وغیرہ سے ایمان کامل اور مکمل ہوتا ہے۔

**تشریح**

اعمالِ صالحہ نماز، روزہ وغیرہ ایمان کے اجزائے ترکیبی نہیں یعنی ایسے اجزاء نہیں کہ ان اعمال کے نہ کرنے کی وجہ سے آدمی کافر ہوجائے۔ اعمالِ صالحہ نماز، روزہ وغیرہ ایمان کے اجزائے تزیینی ہیں کہ ان اعمال سے ایمان زینت اور رونق حاصل ہوتی ہے، ایمان کامل اور مکمل ہوتا ہے۔

انہی اعمالِ صالحہ کی کمی بیشی کی وجہ سے لوگوں کے ایمانی مراتب مختلف ہوسکتے ہیں، مراتبِ ایمانی کا یہ اختلاف نورِ ایمان اور کمالِ ایمان کے اعتبار سے ہے، ورنہ نفسِ ایمان میں سب برابر ہیں، اس لئے کہ ایمان تصدیق کا نام ہے اور تصدیق سب کی یکساں ہوتی ہے۔

**دلائل**

**الذین اٰمنوا و عملوا الصّلحات ۔ (الرعد:۲۹) و ان طائفتٰن من المؤمنین اقتتلوا۔ (الحجرات:۹) اطاعۃ الشارع فی الفرائض و السنن و الآداب و الاخلاق...... وهو الایمان الکامل الذی یسمّی صاحبہ متخلقا باخلاق النبی صلی اللہ علیہ**

**وسلم المذکور فی کثیر الاحادیث (مرام الکلام فی عقائد الاسلام:۵۲) ان الاعمال غیر داخلۃ فی حقیقۃ الایمان لما ثبت انہ اسم للتصدیق (شرح المقاصد:۳؍۴۳۲)۔ قال الامام الاعظم رحمہ اللہ فی کتابہ الوصیۃ: ثم العمل غیر الایمان، و الایمان غیر العمل، بدلیل ان کثیراً من الاوقات ترتفع العمل من المؤمن، ولا یجوز ان یقال یرتفع عنہ الایمان، فان الحائض ترتفع عنھا الصلوٰۃ، ولا یجوز ان یقال یرتفع عنھا الایمان أو أمر لھا یترک الایمان (شرح فقہ اکبر:۸۹)بند**

ضروریاتِ دین جو تفصیل کے ساتھ بتلائے گئے ہیں اس پر تفصیلاً ایمان لانا ضروری ہے،اور جواجمالاً بتائے گئے ہیں اس پر اجمالاً ایمان لانا کافی ہے۔ تشریح

ضروریاتِ دین بعض تفصیل کے ساتھ بتلائے گئے ہیں اور بعض اجمالاً، جو ضروریاتِ دین تفصیلاً بتلائے گئے ہیں ان پر تفصیلاً ایمان لانا ضروری ہے، مثلاً نماز پر اس کے متعلقہ بتلائی گئی ہئیت، کیفیت سمیت ایمان لانا ضروری ہے، اگر کوئی شخص نماز کی فرضیت کا تو قائل ہے لیکن اس تفصیل کے ساتھ قائل نہیں تو وہ مؤمن نہیں، اور جو ضروریات اجمالاً بتلائے گئے ہیں مثلاً فرشتوں پر ایمان لانا وغیرہ ان پر اجمالاً ایمان لانا کافی ہے۔

**ایمـــان کے دو درجے ہیں، ایمـــان تحقیقی اور ایمان تقلیدی**

ایمان تحقیقی یہ ہے کہ تمام ایمانیات کا قائـل ہو اور انہیں دلیل سے ثابت بھی کرسکتا ہو، اور ایمـان تقلیـدی یہ ہے کہ تمام ایمانیات کـا قائـل تـو ہو مگـر انہیں دلیـل سے ثابت نہیں کرسکتا، دونوں قسم کـا ایمـان معتـبر ہے، تـاہم ایمان تحقیقی، ایمان تقلیدی سے رتبے میں بڑھ کر ہے دلائل

**و یکفی الاجمال فیما یلا حظّ اجمالاً، و یشـــترط التفصـــیل فیمـــا یلاحـــظ تفصیلاً،حتی لو لم یصدق بوجـوب الصـلوٰة عنـد السـؤال عنہ کـان کـافراً، و هـذا هـو المشـــهور و علیہ الجمهـــور (شـــرح المقاصـــد:۳؍۴۲۰) وهـــو الـــذی اٰمن بلا دلیل..... فقال امامنا ابوحنیفہ و سـفیان الثوری و مالـک و الاوزاعی و ابوالبرکـات النسـفی و الجمهـور صـحیح و لکنہ عـاص بترک الاسـتدلال (مـرام الکلام:۵۵) ذهب کثـیر من العلمـــاء و جمیـــع الفقہاء الی صحة ایمانِ المقلّـد و تـرتب الاحکـام علیہ فی الـــدنیا و الشـــافعی و احمـــد و عـــامة الفقهاء الی صحة ایمـانِ المقلّـد و تـرتب الاحکـام علیہ فی الـدنیا والأخـرة (شـرح المقاصد:۳؍۴۵۲) قال ابوحنیفہ رحمہ اللہ و سـفیان الثـوری و مالـک و الاوزاعی و الشافعی و احمـد و عـامة الفقهـاء و اهل**

**الحدیث رحمہم اللہ تعالیٰ: صح ایمانہ و لٰکنہ عاص بترک الاستدلال بل نقل بعضہم الاجماع علی ذٰلک (شرح فقہ اکبر:۱۴۳)بند**

بد ایمانیات کے بارے میں شک کرنا کفر ہے۔ تشریح

ایمان میں شک کرنا یعنی بعض ایمانیات کے بارے میں مشکوک ہوجانا کفر ہے، اس لئے ایمان کے بارے میں شک کو قریب سے بھی نہیں گذرنے دینا چاہئے، شک کی بناء پر ایمان کے ساتھ ان شاء اللہ نہیں کہنا چاہئے، یعنی یوں نہ کہے کہ ’’ان شاء اللہ میں مسلمان ہوں‘‘، اگر تواضعاً یا صورتِ دعویٰ سے بچنے کی غرض سے یا ایمان پر خاتمہ کا یقین نہ ہونے کی بناء پر ’’ان شاء اللہ میں مومن ہوں‘‘ کہدے تو درست ہے، تاہم نہ کہنا ہی بہر حال بہتر ہے۔

دلائل

**قال: المذہب صحۃ الاستثناء فی الایمان، حتی انہ ربما یؤثر انا مؤمن حقا، و منعہ الاکثرون لدلالتہ علی الشک او ایہامہ ایاہ (شرح المقاصد:۳؍۴۴۹) فان اراد المستثنی الشک فی اصل ایمانہ منع من الاستثناء و ھذا مما لا خلاف فیہ و ان اراد انہ مؤمن من المؤمنین الذین وصفھم اللہ فی قولہ: انما المؤمنون الذی اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم.....**

**اولئک هم المؤمنون حقاً (الانفال:۲-۴)فالاستثناء جائز، و کذالک من استثنی و اراد عدم علمہ بالعاقبۃ، و کذالک من استثنی تعلیقا للامر بمشیۃ اللہ، لا شکاً فی ایمانہ۔ (عقیدۃ طحاویۃ مع الشرح: ۳۵۳) انہ یصح ان یقول انا مومن ان شاء اللہ تعالیٰ بناء علی ان العزۃ فی الایمان، و الکفر و السعادۃ و الشقاوۃ بالخاتمۃ۔ (شرح فقہ اکبر:۱۴۰)بند**

**بد** ایمان اور اسلام دونوں ایک دوسرے کو لازم وملزوم ہیں۔ تشریح

ایمان کے لغوی معنیٰ تصدیق کرنا ہے، اور اسلام کے لغوی معنیٰ جھکنا اور فروتنی اختیار کرنا ہے، ایمان کا تعلق ان چیزوں سے ہے جن کی تصدیق کی جاتی ہے، یعنی اعتقادات سے، اسلام کا تعلق ان چیزوں سے ہے جنہیں عملی طور پر بجا لایا جاتا ہے، یعنی اعمالِ ظاہرہ نماز روزہ وغیرہ سے، لیکن قرآن و حدیث میں ان کا آپس میں ایک دوسرے پر اطلاق بھی کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً دونوں کا مصداق تقریباً ایک ہی ہے، یا دونوں ایک دوسرے کو لازم و ملزوم ہیں کہ ایک کے بغیر دوسرا نامکمل یا غیر معتبر ہے۔ دلائل

**و من یبتغ غیر الاسلا دیناً فلن یقبل منہ (آل عمران:۸۵) فأخرجنا من کان فیها من المؤمنین .... فما وجدنا فیها**

غـير بيت من المسـلمين (الـذاريات:۳۵
۳۶) فـل لا تمنـوا علیّ اسـلامکم بـل اللہ
یمن علیکم ان ھدٰکم للایمان (الحجـرات:
۱۷) قـال النـبی صـلی اللہ علیہ وسـلم
لقوم و وفدوا علیہ : اتـدرون مـا الایمـان
بـاللہ وحـدہٗ؟ قـالوا: اللہ و رسـولہٗ اعلم!
قال: شـهادة ان لاالٰہ الا اللہ و ان محمـدًا
رسـول اللہ، و اقـام الصـلوٰۃ، و ایتـاء
الزکوٰۃ، و صیام رمضـان، و ان تعطـوا من
المغنم الخمس (صحیح بخـاری:۱۳۱) ان
الاسلام یطلق و یراد بہ الحقیقۃ الشرعیۃ
و ھـو الـذی یـرادف الایمـان و ینفـع عنـد
اللہ (فتح البـاری:۱۶۶) و قـال اھـل
السـنۃ و الجمـاعۃ: الایمـان لاینفصـل عن
الاسـلام و الاسـلام من الایمـان من کـان
مؤمنا کان مسلماً و من کـان مسـلماً کـان
مؤمنا، و ان کان الایمان غیر الاسـلام لغۃ
کالبطن لا یتصـور بـدون الظهـر و الظهـر
یبـدون البطن و ان کـان غـیرین فـان
الایمان هو التصدیق و الاسلام هو الانقیاد
فمن کان مصدقا للہ تعالیٰ و لرسولہ کان
مسلما و من کان منقاداً لہ و لرسولہ کان
مصـدقاً و عنـد المعـتزلۃ و الـروافض
ینفصل احدهما عن الآخر (اصـول الـدین
للبزدوی:۵۴) الجمهـور علی ان الاسـلام و

**الایمان واحد بمعنیٰ رجوعهما الی القبول و الاذعان، و کون کل مؤمن مسلما، و العکس فی حق الاسم و الحکم و الدار لاجماع علی ذٰلک و لشهادۃ النصوص (شرح المقاصد:۳۔۴۴۲)بند**

تشریح۔ ہوتا۔ نہیں۔ خارج ہے اسلام سے کبیرہ مرتکب بد

کسی بد عملی اور گناہ سے مسلمان کافر نہیں ہوتا؛ لیکن ایسی بدعملی جو اماراتِ کفر و علامتِ تکذیب ہو۔ آدمی کو دائرۂ اسلام سے خارج کردیتی ہے، مثلاً بت کو سجدہ کرنا، قرآن کریم کو نجاست میں ڈالنا یا پاؤں سے روندنا یا کسی بھی طریقہ سے اس کی توہین کرنا، تکذیب کی علامت ہونے کی بناء پر کفر ہے۔ دلائل

**و ان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فأصلحوا بینهما (الحجرات:۹) ان احدا صدق بجمیع ما جاء بہ النبی علیہ السلام و سلم و اقر بہ و عمل و مع ذٰلک شد الزنار بالاختیار او سجد للصنم بالاختیار نجعلہ کافرا، لما ان النبی علیہ السلام جعل ذٰلک علامۃ التکذیب و الانکار (شرح عقائد:۹۰)لو اسلم اجتماع التصدیق المعتبر فی الایمان مع تلک الامور التی هی کفر و فافا فیجوز ان یجعل الشارع بعض محظورات الشرع علامۃ التکذیب**

**فیحکم بکفر من ازنکتہ، و بوجود التکذیب فیہ، و انتفاء التصدیق عنہ کالاستخفاف بالشرع، و شد الزنار (شرح المقاصد:۳/۴۵۸) ثم لا نزاع فی ان من المعاصی ما جعلہ الشارع امارۃ التکذیب و علم کونہ کذٰلک بالأدلۃ الشرعیۃ کالسجود للصم و القاء المصحف فی الباذورات و التلفظ بکلمۃ الکفر و نحو ذٰلک مما ثبت بالأدلۃ انہ کفر (شرح فقہ اکبر:۷۷)بند**

ایمان و کفر کا مدار خاتمہ پر ہے۔ تشریح

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت اعمال کی تین شرطیں ہیں: ایمان، اخلاص اور عمل کا سنت کے مطابق ہونا، لٰہذا کافر و مشرک کے اعمال قبول نہیں ہوتے، ریاء کار کے اعمال اور سنت کے خلاف اعمال بھی قبول نہیں ہوتے۔

**یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ (البقرۃ:۲۶۴) فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝ (الماعون:۴۔۷) فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (کہف:۱۱۰) وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ (البینۃ:۵) لَقَدْ كَانَ**

**لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:۲۱) (فلا نقول ان حسناتنا مقبولة) ای مبرورة (و سیأتنا مغفورة) ان البتة كقول المرجئة ..... و لكن نقول ای بل نعتقد المسئلة مبينة مفصلة كما اوضحه بقوله (من عمل حسنة بشرائطها) ای بجميع شرائطها (خالية عن العيوب المفسدة) ای الظاهرية (و المعانى المبطلة) ای الباطنية فى الانتهاء كالكفر و العجب و الرياء (شرح فقه اكبر:۷۷، ۷۸)بند**

**بد** کسی عمل یا توبہ کا قبول کرنا اللہ پر ضروری اور لازمی نہیں ہے

تشریح

مومن کے ہر نیک عمل کا قبول ہونا ضروری نہیں اور ہر برے عمل کا معاف ہونا بھی ضروری نہیں، نیک عمل شرائطِ قبولیت کے ساتھ کیا گیا ہو اور اُسے باطل نہ کیا گیا ہو یہاں تک کہ ایمان پر خاتمہ ہوگیا ہو، اللہ تعالیٰ ایسے عمل کو قبول فرمالیں گے؛ مگر یہ اللہ تعالیٰ پر لازم اور ضروری نہیں، ہر برے عمل کے بعد شرائطِ توبہ کے ساتھ توبہ کی گئی ہو تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمالیتے ہیں؛ مگر یہ ان پر لازم و ضروری نہیں ہے دلائل

**لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ ﴾ (الانبياء:۲۳) فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ ﴾ (البروج:۱۶)و يجوز العقاب على الصغيرة و العفو عن الكبيرة (شرح عقائد:۸۷) (فلا نقول ان**

**حسناتنا مقبولۃ) ای (مبرورۃ) و سیأتنا مغفورۃ) ان البتۃ کقول المرجئۃ ..... و لکن نقول ای بل نعتقد المسئلۃ مبینۃ مفصلۃ کما اوضحۃ بقولۃ (من عمل حمئۃ بشرائطها) ای بجمیع شرائطلا (خالیۃ عن العیوب المفسدۃ) ای الظاهریۃ (و المعانی المبطلۃ) ای الباطنیۃ فی الانتهاء کالکفر و العجب و الریاء (شرح فقہ اکبر:۷۷،۷۸)**

## ہم ذاتِ باری تعالی پر کس طرح ایمان لائیں اس سے متعلق احکام و عقائد

**ذات میں شرک کا مطلب:**

ذات میں شرک کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً انسان ایک ذات ہے، تو انسان کا باپ بھی انسان ہے اور انسان کا بیٹا /یا بیٹی بھی انسان ہے، اور انسان کی بیوی بھی انسان ہوتی ہے یا مثلاً : کوئی جانور جیسے گھوڑا ایک ذات ہے، تو گھوڑے کی اولاد بھی گھوڑا ہے، اس کی مادہ بھی گھوڑا ہے، اور اصول یعنی اس کے ماں باپ بھی گھوڑا ہیں۔

**اللہ کی ذات میں ترکیب و تقسیم نہیں ہے:**

اسی طرح ذات میں وحدانیت کا مطلب یہ بھی ہے کہ: اللہ رب العزت کی ذات اقدس کسی کا مرکب نہیں ہے، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات کی تقسیم ہوتی ہے، اسی طرح اللہ کی ذات کسی میں حلول نہیں کرتی، جیسا کہ

ہندو فلاسفہ مانتے ہیں کہ کائنات کا ذرہ ذرہ خدا ہے، اور خدا ہر ایک میں ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مخلوقات میں سے کسی شخص میں حلول کرتے ہیں، جیسے ہندو اوتاروں کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا انسان کی صورت میں حلول کرکے آگیا، یہ سب باری تعالیٰ کی ترکیب و تقسیم کرنا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو مرکب یا منقسم ماننا اس کی ذات میں وحدانیت کو ماننے کے خلاف ہے، جب وہ حلول کرگیا تو وہ ایک کہاں رہا، جتنوں میں حلول کرگیا اتنی کثرت میں تقسیم ہوگیا، اور اگر یہ حقیقت ہوتی تو نعوذ باللہ وہ ان سب سے مرکب ہے۔

اللہ کو کسی کی اولاد ماننا یہ بھی ترکیب ماننا ہے، کہ ماں باپ کے اجزار سے مرکب ہوکر وہ بنا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے اولاد کو ماننا یہ تقسیم کو ماننا ہے کہ وہ اولاد اس کا جزر ہے نعوذ باللہ ۔

**ذات میں شرک کے نتائج:**

ذات میں شرک کی یہی نزاکت ہوتی ہے کہ جب کسی ذات کا کفو یا اصول و فروع مانے جاتے ہیں تو یہ ماننا پڑتا ہے کہ ان سب کفو اصول اور فروع کی ذات ایک ہی ہے، نعوذ باللہ اگر اللہ کا بیٹا مانیں گے تو دوسری ذاتوں کی طرح وہ بیٹا بھی اللہ ہوگا، بیٹی مانیں گے تو وہ بیٹی بھی اللہ ہوگی، اور اگر بیوی مانیں گے تو وہ بھی اللہ ہوگی معاذ اللہ۔

اسی طرح اگر اللہ کا کسی میں حلول کرجانا مانا جائے تو نعوذ باللہ اس کو اللہ ماننا ہوگا، یا کائنات کے ذرہ ذرہ میں اللہ کا حلول کر جانا مانا جائے تو اس کے نتیجہ

میں تو کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ ہو جائے گا، او رپھر مشرکین کو مشرک کہنا بھی درست نہیں ہے، ان کا ہر شجر و حجر کی پرستش کرنا درست ماننا ہوگا، نمرود اور فرعون کو ربوبیت کے دعوی میں جھوٹا ماننا خود غلط ہوجائے گا، اور یہ ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ انبیار اپنے دعوے میں جھوٹے تھے، اور نعوذ باللہ بت پرست مشرکین حق پر ہیں معاذ اللہ ۔ اس لئے حلول اور اتاراواد کے عقیدے سب شرک ہیں ۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں تنہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ: نہ اس کی کوئی اولاد ہے ، اور نہ وہ خود کسی کی اولاد ہے، اور نہ ہی کوئی اس کی بیوی ہے، گویا اس کا کوئی خاندان اور کنبہ نہیں ہے،خاندان او رکنبہ ہونا ’’مخلوقات‘‘ میں پسندیدہ ہے، وہ بھی اس لئے کہ مخلوقات کی بقار کے لئے نسل شرط ہے۔ پھر مخلوق کمزور ہوتی ہے، ایک ذات کے افراد دوسری ذاتوں کے مقابلے میں ایک دوسرے کے لئے تقویت کا باعث ہوتے ہیں وغیرہ، اللہ تعالیٰ مخلوق کی ان تمام مجبوریوں سے پاک ہے، اس کو اپنی بقار کے لئے کسی کی احتیاج نہیں ہے، اور نہ ہی اس کو کسی دوسرے کے سہارے کی ضرورت ہے، اس لئے اس کا خاندان نہ ہونا اس کے لئے کوئی عیب نہیں ہے، بلکہ اس کا خاندان ہونا اس کے لئے عیب ہے۔

اللہ کا بیٹا، بیٹی یا بیوی ماننا شرک ہے۔ عیسی و عزیر اللہ کے بیٹے نہیں اللہ کی مخلوق ہیں، فرشتے اللہ کی بیٹیاں نہیں اس کی مخلوق ہیں، اور دیویاں اور ماتائیں اللہ کی بیوی نہیں ہیں ،جن کو دیویاں یا ماتائیں مانا جاتا

ہے اگر ان کا کوئی خارجی وجود تھا تو وہ اللہ کی مخلوق ہیں، اور اگر ان کا کوئی خارجی وجود نہیں تھا تو وہ محض گھڑے ہوئے نام ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے، اور جو بھی موجود ہیں یا تھے سب اپنے وجود اور بقار میں اللہ کی جانب سے اس کی تخلیق کے محتاج ہیں، اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے ، اللہ کے پیدا کرنے سے وہ وجود میں آئے ہیں، اور اللہ کے مارنے سے مر جاتے ہیں، اللہ کا کوئی بیٹا یا بیٹی ماننا یا اس کی کوئی بیوی ماننا شرک ہے۔ دلائل

**قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (١) اللَّهُ الصَّمَدُ (٢) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (٣) وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (٤)( سورة الإخلاص)۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (المائدة:١٧)لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ (٧٢) لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهٌ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (٧٣) أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ**

**وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (٧٤) مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ (٧٥) قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (٧٦) سورہ المائدہ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ (٣٠) اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ (٣١) سورہ التوبہ** بند

اللہ تعالیٰ خود بخود موجود ہے، اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے، یعنی اس کا موجود ہونا لازمی و ضروری ہے اور اس کا نہ ہونا ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سواکوئی چیز واجب الوجود نہیں ہے۔ تشریح

باری تعالیٰ کا وجود ہے، یہ بدیہیات فطرت میں سے ہے، یعنی یہ بات فطرت میں جانی پہچانی حقیقت ہے، چنانچہ اس کائنات کی سب سے بڑی ثابت حقیقت یہی ہے، اگر یہ ثابت نہیں ہے تو کچھ بھی ثابت نہیں ہے، اس سوال پر غور کرنے والے کا وجود ہی باری تعالیٰ کے وجود کا ثبوت

خود بخود پیدا ہوگیا یا اس کو کسی نے پیدا کیا ہے، ظاہر ہے وہ خود پیدا نہیں ہوا ہے، اب جس نے بھی اس کو پیدا کیا ہے وہی صانع عالم، بدیع، اور فاطر السموت والارض ہے۔

دلائل

**یَا أَیُّھَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَی اللَّهِ وَاللّٰہُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ۔ (فاطر:۱۵) و بیانہ ان الواجب الوجود لذاتہ واجب الوجود من جمیع جہاتہ کأسماءہ و صفاتہ .....الذی یکون وجودہ من ذاتہ ای ذاتہ علۃ تامۃ لوجودہ ..... ولا یحتاج الی شیئ اصلا أی فی وجودہ۔ (نبراس:۹۶۔۹۷) عندی ..... لانہ وقع فی کلام الضریری وھو امام ھٰؤلاء القوم ھکذا واجب الوجود لذاتہ ’’مذکور یست کہ نظیر ندارد وازلاً و ابداً موجود باش و فرض عدم وہ محال باشد و موجب وجود و ذات وہ باشد و آں خدائے تعالیٰ است و صفات وہ جل شانہ‘‘۔ (نبراس:۱۰۷) ۔ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ. (سورۃ ابراهيم:۱۰)**

**بند**

اللہ تعالیٰ کسی چیز میں کسی کا محتاج نہیں ہے

تشریح

اللہ تعالیٰ کسی چیز میں کسی کا محتاج نہیں، یعنی وہ اپنی ذات و صفات اور اپنے کاموں میں کسی کا محتاج نہیں؛ کیونکہ کل عالم اس کا محتاج ہے، اگر اللہ تعالیٰ عالم کی کسی چیز کا محتاج ہو تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محتاج کا محتاج ہے اور یہ محال ہے، لہٰذا کل عالم اسی کا محتاج ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں دلائل

**بد** اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب اور لازم نہیں تشریح

اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب اور لازم نہیں، وہ کسی ضابطہ اور قانون کا پابند نہیں، جو چاہے کرسکتا ہے، کوئی اُسے پوچھنے والا نہیں، اگر وہ اپنی ساری مخلوق کو جہنم میں ڈال دے تو اُسے کوئی پوچھنے والا نہیں، اگر وہ سب کو جنت میں داخل کردے تو بھی اُسے کوئی پوچھنے والا نہیں، اس لئے کہ اللہ کے سوا کون ہے جو اس پر کوئی چیز واجب کرسکے اور پوچھ سکے، اہلِ جنت کا جنت میں داخلہ اس کے فضل و کرم سے ہوگا، کسی کا اللہ تعالیٰ پر کوئی حق نہیں دلائل

**وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا (یونس:۹۹) لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ (الانبیاء:۲۳) و منها أنه لا يجب على الله شيئ من رعاية الأصلح للعباد و غيرها (شرح فقہ اکبر: ۱۲۷) و ما هو أصلح للعبد فليس بواجب**

## على اللہ تعالیٰ خلافاً للمعتزلۃ (نبراس: ۲۰۲) بند

بد اللہ تعالیٰ کسی میں حلول نہیں کرتا، اور نہ ہی اوتاروں یا کسی اور شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ تشریح

اللہ رب العزت کی ذات اقدس کسی کا مرکب نہیں ہے، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات کی تقسیم ہوتی ہے، اسی طرح اللہ کی ذات کسی میں حلول نہیں کرتی، جیسا کہ ہندو فلاسفہ مانتے ہیں کہ کائنات کا ذرہ ذرہ خدا ہے، اور خدا ہر ایک میں ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مخلوقات میں سے کسی شخص میں حلول کرتے ہیں، جیسے ہندو اوتاروں کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا انسان کی صورت میں حلول کرکے آگیا، یہ سب باری تعالیٰ کی ترکیب و تقسیم کرنا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو مرکب یا منقسم ماننا اس کی ذات میں وحدانیت کو ماننے کے خلاف ہے، جب وہ حلول کرگیا تو وہ ایک کہاں رہا، جتنوں میں حلو ل کرگیا اتنی کثرت میں تقسیم ہوگیا، اور اگر یہ حقیقت ہوتی تو نعوذ باللہ وہ ان سب سے مرکب ہے۔

**وحدۃ الوجود:**

**وحدۃ الوجود کی اصطلاح دو معنوں میں استعمال ہوتی ہے:**

(۱) ایک یہ کہ ہر شے میں خدا ہے، کائنات، سورج چاند زمین تارے غرض ذرہ ذرہ میں خدا ہے، جیسا کہ ہندو مانتے ہیں اور ہر شجر و حجر کو اسی لئے وہ پوجتے ہیں کہ اس کو خدا کی ذات کا جزر مانتے ہیں، اس معنی میں

وحدۃ الوجود صریح شرک فی الذات ہے، اور اس معنی میں
یہ اصطلاح مسلمانوں کی اصطلاح نہیں ہے۔
(۲) وحدۃ الوجود ایک دوسرے معنی یہ ہیں کہ حقیقۃً
وجود تو صرف ایک ہی ہے اور وہ اللہ رب العزت کا وجود
ہے، کیونکہ اس کا وجود ذاتی ہے، ازلی و ابدی ہے، باقی
سب کے وجود اللہ کی عطا ر سے ہیں ، حادث ہیں، اور ان
کو فنا ہے، اور جب تک ہیں اللہ کی قیومیت سے ہیں،
جہاں اللہ نے ان کو فنا کا ارادہ کیا سب فنا ہوجائیں گے
اس اعتبار سے حقیقی وجود تو ایک ہی ہوا تو اس معنی
میں وحدۃ الوجود شرک نہیں ہے، بلکہ باری تعالیٰ کی
تقدیس و تعظیم کا ایک بیان ہے، اور محض اصطلاح اور
الفاظ میں وحدت سے ایسا ماننے والوں پر شرک کا حکم
نہیں لگایا جائے گا، الفاظ و اصطلاح میں یہ اتفاقی ہے، اس
میں اصل معیار معنی کا ہے، جیسا کہ ہم نے ’’مبادیات
عقائد ‘‘میں و ضاحت کی ہے۔

**ایک عالمی حقیقت:** دنیا کی مختلف قوموں میں
یہ تو ہوا کہ ذات باری تعالیٰ کی جانب اولاد کی نسبت کے
ذریعہ یا حلول اور اوتار واد کے نظریہ کے ذریعے شرک فی
الذات تو ہوا ہے ، لیکن ذات باری تعالیٰ کے بالکل مد مقابل
ایک ایسی ذات پر ایمان جو واجب الوجود سے علیحدہ ایک
مستقل وجود رکھتا ہو او راس میں وہ تمام صفات کمال
موجود ہوں جو ذات باری تعالیٰ میں مانے جاتے ہیں ایسا
کسی قوم میں نہیں پایا گیا ہے، سب نے ایک ہی واجب
الوجود ذات باری تعالیٰ میں ہی ترکیب و تقسیم کی ایسی

صورتیں مانی ہیں جو اس کی ذات میں شرک تک لے گئیں ہیں۔

البتہ یہ بیٹا یا بیٹی مان کر یا حلول اور اوتار واد کے ذریعے مانا جاتو الا شرک بھی بدترین شرک ہے، جس کی معافی نہیں ہے۔ بند

بد اسم ''اللہ'' '' اللہ تعالیٰ کا اسمِ ذات اور عَلَم ہے، جبکہ باقی تمام اسماء اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔تشریح

**مفہوم کے اعتبار سے اسماء و صفات باری تعالیٰ کی اقسام** لفظ ''اللہ'' باری تعالیٰ کا اسم عَلَمْ ہے، یعنی وہ اسم جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر دلالت کرتا ہے، اسی اسم سے تمام دیگر اسماء و صفات منسوب کئے جاتے ہیں ، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے دیگر تمام صفاتی ناموں کو ''اللہ'' کی صفت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے رحمن اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، یہ نہیں کہا جاتا کہ اللہ رحمن کے ناموں میں سے ہے، یا اسی طرح کہا جاتا ہے عالم الغیب اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، یہ نہیں کہا جاتا کہ اللہ عالم الغیب کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

''اللہ'' باری تعالیٰ کا ایسا اسم ذات ہے جس سے کسی اور کو موسوم نہیں کیا جاتا، یہ اسم صرف باری تعالیٰ جلّ جلالہٗ کے لئے خاص ہے، اس اسم کے متعدد معانی ہیں : (۱) وہ ہستی جس کے آگے عقلیں حیران رہ جاتی ہیں ۔ (۲) وہ ہستی جس سے چمٹا جاتا اور اسی کی جانب رجوع کیا جاتا ہے (۳) وہ ہستی جس کی پناہ لی

جاتی ہیں۔ (۴) وہ ہستی جس کے آگے حقیقی سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ (۴) وہ ہستی جو حقیقتاً بلند ترین ہے جس کے آگے ہر کوئی ہیچ ہے۔ اللہ اسم ذات ہونے کے ساتھ ان تمام معانی و صفات سے متصف ہے۔

**اللہ کے ناموں میں کسی بھی قسم کا تصرف کرنا الحاد ہے۔**

اسماء باری تعالیٰ میں الحادہ اللہ کے ناموں میں کسی بھی قسم کا تصرف کرنا یہ الحاد ہے، مثلاً اللہ کے ناموں کو بدل دینا جیسے، اللہ سے اس کی مؤنث ’’لات‘‘ بنانا، یا العزیز سے ’’عُزی‘‘ بنانا، اور منان سے ’’منات‘‘ بنانا، یہ اسماء باری تعالیٰ میں الحاد کرنا ہے اور ممنوع ہے۔

اسی طرح اللہ کے نام و صفات میں اپنی عقل سے کچھ اضافہ کرنا یہی تشبیہ ہے، کیونکہ بندے اضافہ وہی کر سکتا ہے جو وہ سوچ سکتا ہے اور وہ اسی دائرے میں سوچتا ہے جتنا اس کا مَبْلَغِ علم ہے، اس کا مَبْلَغِ علم مخلوقات کا دائرہ ہے، اب وہ جو بھی اضافہ کرے گا اسی سے اضافہ کرے گا، اور اس میں وہ لازما اللہ کو مخلوقات کے مشابہ کردے گا، مثلاً اللہ کو باپ ماننا جیسے نصاریٰ نے کیا ہے، یا اللہ کا جسم ماننا جیسے عام طور پر مشرکین کرتے ہیں، آیت کی رو سے یہ سب الحاد میں شامل ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا نام بنانا یا کوئی ایسی صفت بیان کرنا جو خود اللہ تعالیٰ اور پیغمبر ﷺ کی تعلیمات میں نہیں ہے یہ کفر اور شرک ہے۔ دلائل

**هُوَ اللَّهُ الَّذِي لا إِلَهَ إِلا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ * هُوَ اللَّهُ**

الَّذِي لا إِلَهَ إِلا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ * هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الأسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالأرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (الحشر: ٢٢ - ٢٤) ولِلهِ الأسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا (الأعراف : ١٨٠) عن أبي هريرة: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "إن لله تسعة وتسعين اسما، مائة إلا واحدًا من أحصاها دخل الجنة" (رواه الشيخين) وهو اسم لم يسم به غيره تبارك وتعالى...هو مشتق من وله: إذا تحير، والوله ذهاب العقل؛ يقال: رجل واله، وامرأة ولهى، وماء موله: إذا أرسل في الصحاري، فالله تعالى تتحير أولو الألباب والفكر في حقائق صفاته...وقيل: إنه مشتق من ألهت إلى فلان، أي: سكنت إليه، فالعقول لا تسكن إلا إلى ذكره، والأرواح لا تفرح إلا بمعرفته...وقيل: اشتقاقه من أله الفصيل، إذ ولع بأمه، والمعنى: أن العباد مألوهون مولعون بالتضرع إليه في كل الأحوال، قال: وقيل: مشتق من أله الرجل يأله: إذا فزع من أمر نزل به فألهه، أي: أجاره،

**فالمجیر لجمیع الخلائق من کل المضار هو الله سبحانه؛ لقوله تعالی...وقیل: إنه مشتق من الارتفاع.(ابن کثیر: ١/١٢٣،١٢٤)**

اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن کریم میں کچھ ایسی چیزیں ثابت ہیں جن کا ظاہری معنیٰ مراد نہیں ہے، مثلاً چہرہ، ہاتھ اور پنڈلی وغیرہ، اللہ تعالیٰ ان اعضاء سے منزہ ہے، ان کے بارے میں یہ ایمان لانا ضروری ہے کہ ان سے جو مراد باری تعالیٰ ہے وہ حق ہے۔

**وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ﴾ (المائدۃ: ٦٤) كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (القصص:٨٨) وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ (الرحمٰن:٢٧) الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾ (طٰ:٥)قال: و منها ما ورد کالاستواء و الید و الوجہ و العین و نحو ذٰلک و الحق انها مجازات وتمثیلات۔ (شر المقاصد:٣،١٢٨) وفي كلام المحققين من علماء البيان أن قولنا الاستواء مجاز عن الاستيلاء واليد واليمين عن القدرة والعين عن البصر ونحو ذلك إنما هو لنفي وهم التشبيه والتجسيم بسرعة وإلا فهي تمثيلات وتصويرات للمعاني العقلية بإبرازها في الصور**

الحسية وقد بينا ذلك في شـرح التلخيص
(شرح المقاصد:۳،۱۲۹)بند

بد اللہ تعالیٰ کی چنـد صـفات ذاتیہ ہیں جن سے ہمیں اللہ کی ذات کا تعارف حاصل ہوتا ہے۔تشریح

**امہات الصـفات** ہو اسـماء جـو ذات بـاری تعـالی کیلئے ثابت ہیں ان کو صفات ذات اور امہات الصفات کہتے ہیں ، یعنی وہ صفات جن کے بغیر بـاری تعـالیٰ کی ذات کـا تصـور ممکن ہی نہیں ،یہ سات صــفات حیــات، علم، ارادہ، قدرت، سماعت، بصارت، کلام ہیں، ان صفات کے لئے اسما ر مثلاً : الحـیی العلیم، القـدیر البصـیر السـمیع وغـیرہ ہیں۔ (تفصیل اور دلائل صفات باری تعالیٰ کے عنوان میں ملاحظہ فرمائیں)

بد اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے، مگر اللہ کو اس کی حـاجت نہیں ہے،اسـتوی کے معـنی معلـوم ہیں مگـراس کی کیفیت معلـوم نہیں،اور اس سے متعلق سوال کرنا بدعت ہے،استوی علی العرش پـر ایمـان لانـا ضـروری ہے، اللہ تعـالی عـرش اور تمـام کائنـات کا محافظ ہے۔تشریح

صفات ’’علو اور استوار‘‘ اور ان کے دلائل ان صـفات کو ظاہر پر رکھنے والوں اور ان کی توجیہ / اور تاویل کـرنے والوں کے درمیان ان صـفات میں سے بہت زیـادہ زیـر بحث رہنے والی صـفات ’’علـو‘‘ ’’فـوق‘‘ اور ’’اسـتواء‘‘ہیں، یہ صفات ثابت ہیں، جس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

(۱) : **يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ** (سورہ النحل:۵۰)۔اس میں فوقیت کی تصریح موجود ہے، جس کو حرف اداۃ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) : **وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ** (سورہ الانعام:۱۸)۔اس میں فوقیت کی تصریح ہے جس میں حرف اداۃ استعمال نہیں کیا گیا ہے۔

(۳) : **تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ** (سورہ المعارج:۴)۔ فرشتے اس کے یہاں عروج کی منزلیں طے کرکے جاتے ہیں اس میں عروج کس معنی کو ظاہر کررہا ہے؟ انہیں الفاظ کے ساتھ حدیث بھی وارد ہوئی ہے: یعرج الذین باتوا فیکم فیسألهم ۔

(۴): **إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ** (سورہ الفاطر:۱۰)۔ اللہ کی جانب کلمات طیبات کا صعود ہوتا ہے، یہ صعود علو کی جانب نہیں تو پھر کہاں ہوتا ہے؟

(۵) نبی ﷺ کی معراج خود باری تعالیٰ کے لئے علو کو ثابت کرتی ہے، پھر معراج میں نبی ﷺ کا حضرت موسی علیہ السلام کے پاس متعدد بار آنا اور متعدد بار صعود کرکے تخفیف صلاۃ کے لئے اللہ کے پاس جانا علو کو بے تکلف ثابت کرتی ہے۔

(۶): **بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ** (سورہ النساء:۱۵۸)۔ : **إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ** (سورہ آل عمران:۵۵)۔ ان آیات میں رفع کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب رفع کہا ہے، اس میں الیٰ صلہ کے ساتھ رفع سے کیا سمت علو کا اثبات نہیں ہے؟

(٧) : **وَهُــوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ**(ســـورۃ البقـــرۃ: ٢٥٥)، **وَهُـوَ الْعَلِيُّ الْكَبِـيرُ** (سـورۃ سـبأ:٢٣)، **إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ** (سورۃ الشوری: ٥١)۔ مطلق علو کے اثبات کی یہ آیات ہر طرح کے علو کو ثابت کررہی ہیں۔

(٨) **تَنْزِيـــلُ الْكِتَـــابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيـــزِ الْعَلِيمِ** (سورۃ غافر:٢)، **تَنْزِيلُ الْكِتَـابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيـزِ الْحَكِيمِ**(ســـورۃ الزمـــر:١)، **تَنْزِيـــلٌ مِنَ الـــرَّحْمَنِ الـــرَّحِيمِ** (ســـورۃ فصـــلت:٢)، **تَنْزِيـــلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ** (سـورۃ فصـلت:٤٢)، **قُلْ نَزَّلَـهُ رُوحُ الْقُـدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ** (سورۃ النحل:١٠٢)، حم **وَالْكِتَـابِ الْمُبِينِ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْـذِرِينَ فِيهَـا يُفْـرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ أَمْرًا مِنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ** (ســورۃ الدخان:١-٥)۔ ان آیات میں اور دیگر آیـات میں قـرآن مجیـد اللہ کی جـانب سـے ”نـازل ہوا“ ہے متعـدد مـرتبہ وارد ہوا ہے جن سے علو کا اثبات بہ تکلف ہو جاتا ہے۔

(٩) : **إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ**(الأعـراف :٢٠٦)**. وَلَـهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهُ** (الأنبیاء:١٩)چنـد مخلوقـات اللہ کے پـاس ہیں ، وہ کہاں ہیں، علـو میں یـا سـفل میں ؟ حـدیث میں بھی اس طـرح کے الفـاظ ا س کتاب کے بارے میں آئے ہیں جـو اللہ کے پـاس ہے، جس میں فوقیت کی صراحت ہے: أنه عنده فوق العرش ۔

(١٠) متعـدد آیـات میں اسـتواء علی العـرش کی صراحت ہے۔

(١١) دعاء میں مانگنے کے لـئے ہاتھ اٹھـانے کـا ذکـر بتلاتا ہے کہ دعاء قبلہ علو ہے۔

(۱۲) ہر رات اللہ کا آسمان دنیا پر نازل ہونا علو کو ثابت کرتا ہے۔

(۱۳) حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ نے صحابہ کو اپنی رسالت کی ذمہ داری کی ادائیگی پر گواہ بنایا اور صحابہ نے گواہی دی تو رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی جانب انگلی اٹھائی اور کہا : اللھم اشھد ۔

(۱۴) رسول اللہ ﷺ کا اس باندی کے لئے ایمان کی شہادت دینا جو آسمان کی جانب اشارہ کرکے کہتی ہے کہ اللہ وہاں ہے۔

(۱۵) جنت میں جنتیوں کا اللہ کو سر اٹھا کر ایسے دیکھنا جیسے چودھویں کے چاند کو دیکھتا ہے، علو کو بے تکلف ثابت کرتا ہے۔

نصوص میں اس فوقیت و علو کا اللہ کے لئے انکار ممکن نہیں ہے، چنانچہ تمام اہل سنت والجماعت اللہ تعالیٰ کی ان صفات یعنی علو فوقیت اور استوار پر ایمان رکھتے ہیں ، جن میں تمام فقہار و محدثین سبھی شامل ہیں، شیخ الاسلام ابو اسماعیل انصاری نے اپنی کتاب ’’الفاروق‘‘ میں اپنی سند سے مطیع بلخی سے نقل کیا ہے کہ: انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا جو کہتا ہے کہ: لا أعرف ربي في السماء أم في الأرض اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ امام صاحب نے اس کے بارے میں جواب دیا کہ وہ کافر ہے، کیونکہ اللہ فرماتے ہیں کہ: **الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى** اور اللہ کا عرش ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے۔ مطیع بلخی کہتے ہیں کہ: میں نے امام صاحب سے پھر

پوچھا: اگر کوئی کہے کہ اللہ تو عرش پر ہے، لیکن ساتھ ہی کہے کہ لا أدري العرش في السماء أم في الأرض اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ امام صاحب نے کہا کہ : وہ بھی کافر ہے، کیونکہ وہ عرش کے آسمانوں کے اوپر ہونے کا منکر ہے، تو گویا جس نے اللہ کے آسمانوں کے اوپر ہونے کا انکار کیا گویا اس نے کفر کیا۔

اس مشہور واقعہ سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ امام صاحب اور ان کے تلامذہ علو کے قائل تھے، جو امام ابو یوسف اور بشر مریسی کے بارے میں مشہور طور پر منقول ہے کہ: بشر مریسی نے اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے کا انکار کیا تھا، جس پر امام ابو یوسف نے اس کو توبہ کروائی تھی، اس واقعہ کو عبد الرحمن بن ابی حاتم نے روایت کیا ہے۔

لیکن ان صفات کی کیفیت کیا ہے کہ اللہ کے لئے علو فوقیت اور استوار کا مفہوم کس معنی میں ہے اسی طرح مجہول ہے جس طرح ’’وجہ ید اور ساق ‘‘وغیرہ کی کیفیت مجہول ہے، اور ان کی کیفیت کا اس طرح بیان کہ جہات ستہ سے ان کی تبیین اور تشریح کی جائے یہ صفات باری تعالیٰ میں صریح الحاد کرنا ہے۔

**علو اور فوقیت کے لئے جہت کے اثبات کی بے راہ روی**

یہ اوپر گذر چکا کہ تمام اہل سنت و الجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ ’’استوار اور علو ثابت ہے، لیکن ان کی کیفیت کیا ہے وہ اللہ کے علم میں ہے، اور کیفیت کا سوال بدعت ہے‘‘ لیکن اِدھر کچھ عرصہ سے استوار علو اور

فوقیت کے بارے میں ایسی بیان بازی ہوئی ہے کہ ایک
گروہ کی جانب سے یہ پروپیگنڈہ کیا گیا ہے کہ جو شخص
انگلی سے آسمان کی جانب اشارہ کرے وہی علو و استواء
کو ماننے والا، اور جو ایسا نہ کرے اس کا عقیدہ صحیح نہیں
ہے، حالانکہ اس طرح کا مطالبہ کرنا خود صحیح عقیدے کے
خلاف ہے، یہ سلف کا طریقہ ہرگز نہیں تھا، سلف اللہ
تعالیٰ کی ذات اقدس کے بیان میں تنزیہ کا مکمل خیال
رکھتے تھے، ہاں فرقہ مجسمہ اور ان کے متبعین جیسا کہ
موجودہ اہل حدیث ان کی پیروی کررہے ہیں، تنزیہ باری
تعالیٰ میں ایسے طریقے کے پیروکار ہیں جو انہیں کفر و
شرک میں مبتلا کررہا ہے۔ ظاہر ہے مشار الیہ کا جہات
ستہ میں محدود ہونا بالکل اظہر من الشمس ہے، اور جو
جہات ستہ میں محدود ہو حادث ہوگیا، محدود ہوگیا،
مخلوقات کے برابر ہوگیا، وغیرہ وغیرہ اور یہ سب امور
تنزیہ وتقدیس باری عز اسمہ کے خلاف ہے، جن سے گریز
لازمی ہے۔ دلائل

**وھو مستغن عن العرش وما دونه
محیط بکل شيء وفوقه، وقد أعجز عن
الإحاطة خلقه (عقیدہ طحاویہ مع
الشرح:۲۸۰)و قال الامام الاعظم رحمہ
اللہ تعالیٰ فی کتابہ الوصیہ: نقر بأن اللہ
علی العرش استویٰ من غیر أن یکون لہ
حاجہ الیہ و استقرار علیہ، وھو الحافظ
للعرش و غیر العرش، ..... و نعم ما قال
الامام مالک رحمہ اللہ حیث سئل عن**

**ذٰلک الاستواء فقال: الاستواء معلوم و الکیف مجھول، و السؤال عنہ بدعۃ، و الایمان بہ واجب۔ (شرح فقہ اکبر:۳۸)۔ (شرح العقیدۃ الطحاویۃ لإبن أبی العز: ۱/۱۸۶،۱۸۵)** بند

بد اللہ کے لئے مکانیت کو ثابت کرنا خلافِ ایمان ہے۔ تشریح

**’’این اللہ‘‘ کے جواب میں آسمان کی جانب اشارہ کی حقیقت:۔**

استواء اور علو کی صفات ثابت ماننے کے لئے آج کل بعض لوگ جو خود کو صحیح عقیدہ کا حامل بتاتے ہیں، آسمان کی جانب انگلی سے اشارہ کو لازم قرار دیتے ہیں، حیرت ہے کہ انہوں نے ’’این اللہ‘‘ کے جواب میں انگلی سے آسمان کی جانب اشارہ کو لازم کیسے کردیا، جبکہ نصوص میں اس کے لئے حجت قطعی کہیں نہیں ہے۔ پھر یہ عمل اللہ تعالیٰ کی صفات میں تنزیہ کے بالکل خلاف ہے کیونکہ جہت کی طرف اشارہ اللہ کی محدودیت کو مستلزم ہے، جو اہل سنت و الجماعت کا نہیں بلکہ فرقہ مجسمہ کا طریقہ ہے ۔

جہاں تک رہی اس باندی کے بارہ میں حدیث جس سے آپ ﷺ نے اس کے صاحب ایمان ہونے یا نہ ہونے کی تحقیق کی تھی اور اس نے ’’این اللہ‘‘ کے جواب میں ’’آسمان میں‘‘ کہا یا آسمان کی جانب اشارہ کیا تھا، اس

حدیث کے بارے میں محدثین کیا کہتے ہیں ہم اس کو ذیل میں درج کرتے ہیں۔

**اس مضمون کی دو احادیث کتابوں میں منقول ہیں:**

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت معاویہ بن حکم سلمی سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میری ایک باندی تھی، جو میری بکریاں چَراتی تھی، ایک دن مجھے معلوم ہوا کہ اس کے پاس میری بکریوں میں سے ایک کو بھیڑیا لے گیا، مجھے بہت افسوس ہوا اور میں نے اس کو ایک چانٹا ماردیا، میں نے نبی ؐ سے آکر یہ واقعہ بیان کیا، آپ ؐ کو میرااس پر ہاتھ اٹھانا گراں گذرا، تب میں نے آپ ؐ سے پوچھا یا رسول اللہ کیا میں اس کو آزاد کردوں، آپ ؐ نے فرمایا : اس کو یہاں لاؤ، میں اس کو لے کر آیا، تو آپ ؐ نے اس سے پوچھا ''این اللہ'' (اللہ کہاں ہے)، (قالت فی السماء) باندی جواب میں کہا: آسمان میں ہے پھر آپ ؐ نے اس سے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس باندی نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں، نبی ؐ نے اس کے مالک سے کہا: اس کو آزاد کردو یہ مؤمنہ ہے۔

یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے لیکن اس میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ اس باندی نے ''این اللہ'' کے جواب میں آسمان کی جانب انگلی سے اشارہ کیا ہو، بلکہ اس کا فی السماء کہنا ثابت ہے، جیسا کہ قرآن میں وارد ہوا ہے: و ھو اللہ فی السماء اور قرآن میں ساتھ ہی و فی الارض بھی ثابت ہے۔

اسی مضمون کی ایک دوسری حدیث سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس اپنی ایک سیاہ فام باندی کے ساتھ آیا، اور کہا یا رسول اللہ مجھ پر ایک مؤمنہ باندی کو آزاد کرناواجب ہے، آپ ﷺ نے اس باندی سے سوال کیا: ’’این اللہ‘‘ اس باندی نے اپنی انگلی سے آسمان کی جانب اشارہ کیا(فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ بِأُصْبُعِهَا)۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس پر اس باندی نے آپ کی جانب اور آسمان کی جانب اشارہ کیا ، یعنی آپ اللہ کے رسول ہیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو آزاد کردو یہ مؤمنہ ہے۔

یہ دوسری حدیث جس میں آسمان کی جانب اشارہ کا ذکر ہے، امام ابو داؤد نے تو سکوت اختیار کیا ہے، لیکن اہل حدیث حضرات کے عالم ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ ظاہر ہے محض اس ضعیف حدیث کی بنیاد پر ایمانیات کے ایک ایسے مسئلہ کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی جو تنزیہ باری تعالیٰ کے خلاف بھی جاتا ہے۔ مگر ہم یہاں ناصر الدین البانی کی اس حدیث کی تضعیف سے قطع نظر امام ابو داؤد کے اس حدیث پر سکوت کو معتبر مانتے ہوئے اس حدیث کی تشریح میں بڑے بڑے محدثین نے جو بات کہی ہے اس کو ذکر کرتے ہیں۔

سب سے پہلے یہ جاننا چاہئے کہ امام مسلم کی حدیث جس میں آسمان کی جانب اشارہ کا ہی ذکر نہیں ہے صرف فی السماء کہا گیا ہے، اور وہ حدیث صحیح بھی

ہے اس کے بارے میں محدثین نے کیا کہا ہے اس کو جان
لیجئے۔
امام نووی نے مسلم کی مذکور بالا حدیث پر کلام کرتے
ہوئے کہا کہ: یہ حدیث احادیث صفات باری تعالیٰ میں سے ہے
ایک ہے اور صفات (متشابہات) کے بارے میں دو رائے
ہیں، ایک تو یہ ہے کہ اس کے معنی میں کسی غور و
خوض کے بغیر یہ جس طرح ہے اسی پر ایمان لایا جائے، اور
ساتھ ہی یہ اعتقاد بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کے
مثل نہیں ہے، اور وہ مخلوقات کی سمتوں سے منزہ ہے۔
دوسری رائے یہ ہے کہ اس حدیث کی اس کے مناسب
تشریح کی جائے، جو اس تاویل و تشریح کے قائل ہیں وہ یہ
کہتے ہیں کہ: این اللہ سے آپ ﷺ کا اس بارے میں
امتحان لے رہے تھے کہ وہ باندی موحد ہے یا نہیں، کہ وہ
خالق ، مدبر اور فعال اللہ واحد کا اقرار کرتی ہے یا
نہیں، ، چنانچہ آپ ﷺ کے امتحان کی غرض یہ تھی کہ کہیں
وہ مشرکین کی طرح بتوں کی پرستش کرنے والی تو نہیں
ہے ، اگر ایسا ہوتا تو وہ زمینی معبودوں کی جانب اشارہ
کرتی، جب اس نے : فی السماء کہا تو یہ متعین ہوگیا کہ
وہ بتوں کو خدا نہیں مانتی، جیسے کوئی دعاء کرتا ہے تو
آسمان کو قبلہ بناتا ہے ایسے ہی اس نے فی السماء کہہ
دیا، جیسے کوئی نماز پڑھتا ہے تو کعبہ کو قبلہ بناتا ہے، اس
کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف آسمان میں
منحصر اور محدود ہے، جیسے اللہ صرف کعبہ کی جہت
میں محدود نہیں ہے، بلکہ جس طرح کعبہ نماز پڑھنے

والوں کا قبلہ ہے ، اسی طرح آسمان دعاء کرنے والوں کا قبلہ ہے ، یہ امام نووی کی تشریح ہے۔

اس بارے میں صحیح مسلم کے ایک اور شارح امام ابو العباس انصاری قرطبی جو امام نووی کے ہی ہم زمانہ ہیں اپنی شرح المفہم لما أشكل من تلخيص کتاب مسلم میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: آپ ﷺ نے اس باندی سے ’’این اللہ ‘‘ کا سوال اس کے فہم کے معیار سے فرمایا تھا، تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ زمین کے معبود مثلاً کسی بت یا پتھر وغیرہ کی عبادت تو نہیں کرتی ہے، جب اس نے فی السماء کہا تو گویا اس نے اقرار کرلیا کہ اللہ زمینی معبودوں میں سے نہیں ہے۔

پھرسوال میں ’’این‘‘ کا لفظ ہے،جو ظرف مکان ہے، کسی کی مکانیت معلوم کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے، جیسے متی ظرف زمان ہے جس کے ذریعہ کسی کی زمانیت معلوم کی جاتی ہے، حقیقۃً ان الفاظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لئے درست نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ مکان سے منزہ ہے جیسے وہ زمانہ سے بھی منزہ ہے، اللہ تعالیٰ تو زمان و مکان کا خالق ہے، وہ تو زمان و مکان کی تخلیق سے پہلے سے موجود ہے، اور زمان و مکان کی تخلیق سے پہلے جیسے تھا اب بھی ویسے ہی ہے، اگر اس کو زمان و مکان سے مختص کیا جائے تو اس کو اول و آخر نہیں بلکہ حادث ماننا لازم آئے گا، حالانکہ اللہ تعالیٰ کسی کے مثل نہیں ہے، اور نہ ہی حادث ہے، اس کا حاصل یہی ہے کہ نبی ﷺ نے ’’این‘‘ کا لفظ حدیث میں توسع اور مجاز کے طور پر استعمال کیا ہے، اور وہاں اس باندی کے

ذہنی معیار کے لحاظ سے سوال میں ایسی ہی سادگی کی ضرورت تھی، کہ اس ماحول میں لوگ گھروں میں بتوں کو رکھ کر ان کی پرستش کرتے تھے، اس سوال سے نبی ﷺ اس باندی کے بارے میں یہ جاننا چاہتے ہیں وہ ان گھروں کے یا زمینی معبودوں کو پوجتی ہے یا موحد ہے؟ اس لئے آپ نے فرمایا : این اللہ، جب اس نے فی السماء کہا تو آپ ﷺ نے اس جواب کو کافی سمجھا اور اس کو مؤمنہ قرار دے دیا، کیونکہ اس باندی کے فہم کے لحاظ سے اتنا ہی کافی تھا، کہ اس نے اللہ کو زمینی معبودوں اور بتوں سے علیحدہ منزہ قرار دیا، اور اللہ کو ان کے مقام سے بلند بتلایا، اور آپ نے اس کے جواب کو اس بات پر محمول کیا کہ مسلمان جب دعاء مانگتے ہیں تو ہاتھ اوپر اٹھاتے ہیں، آپ ﷺ نے اس کو اسی حالت میں اس کے فہم کی کمی کی وجہ سے چھوڑ دیا، اگر اللہ کے رسول ﷺ اس کو اس وقت یہ سمجھاتے کہ زمان و مکان کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ زمان و مکان سے ما وراء ہے ، تو اس کے بارے میں اندیشہ تھا کہ وہ صفات کے بارے میں نفی محض اور تعطل کا شکار ہو جاتی (جیسا کہ بعد میں بڑے بڑے عقلمند اس گمراہی کا شکار ہوئے ہیں)، ہر عقل اس لائق نہیں ہوتی کہ صفات کو مانے بھی اور اللہ کو زمان و مکان سے منزہ ہونے کو بھی سمجھ لے ، اس کو اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں ورنہ اکثر لوگ اوہام کا شکار ہوجاتے ہیں،اس لئے آپ ﷺ نے اس باندی کے فہم کے لحاظ سے اس جواب کو کافی سمجھا۔

پھر آگے امام قرطبی نے کہا کہ تمام مسلمان محدثین، فقہاء، متکلمین، اہل مناظرہ اور ان کے پیروکار سبھی بغیر کسی اختلاف کے متفقہ طور پر ایسی نصوص جس میں اللہ کے آسمان میں ہونے کا ذکر ہے اس کو ظاہر پر محمول نہیں کرتے، کوئی تو اس کو فوق و علو کے معنی پر محمول کرتا ہے ، اور ساتھ ہی کیفیت کے بیان سے بھی گریز کرتے ہیں، اور فی کو علی کے معنی میں لیتے ہیں، جیسا کہ آیت ولأصلبنكم في جذوع النخل میں ’فی ‘ ’علی‘ کے معنی میں آیا ہے، اور دوسرے وہ ہیں جو اس کی غلبہ اور استیلاء جیسے معانی سے تاویل کرتا ہے، اور سبھی اُن جہات کی نفی کرتے ہیں جیسی جہات مخلوقات کے ساتھ لگی ہوئی ہیں، اور جو اللہ تعالیٰ سے جہت کی نفی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حق یہی ہے کہ اس سے جہات کی نفی کی جائے ۔ اور اخیر میں امام قرطبی نے فرمایا کہ وہ لوگ جو ایسی نصوص کو اس کے مطلق ظاہر پر لیتے ہیں وہ گمراہ ہیں۔

اس طرح کی تشریح حافظ ابن حجر عسقلانی نے کی ہے،انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے اس باندی کے جواب کو اس کی فہم کے قصور اور اس کے معیار سے قبول کرلیا، ورنہ اگر اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کے زمان و مکان کے استحالہ کی بات کی جاتی تو اندیشہ تھا کہ وہ صفات کے معاملہ تعطیل اور نفی مطلق میں پڑ جاتی ، جبکہ اللہ تعالیٰ تشبیہ اور جہات سے منزہ اور بلند و بر تر ہے۔

یہ تو اس حدیث کی تشریح ہوئی جس میں باندی نے آسمان کی جانب اشارہ نہیں کیا ہے بلکہ فی السماء کہا

ہے، جس کے بارے میں تمام مذکورہ بالا محدثین نے کہا کہ ایسی نصوص کسی کے یہاں بھی ظاہر پر محمول نہیں ہیں یہی حال اس حدیث کا بھی ہے جس میں فاشارت الی السماء کے الفاظ ہیں، اول تو آسمان کی جانب اشارہ نبی ﷺ نے نہیں کیا ہے، اور نہ ہی نبی ﷺ نے اس کی کہیں تعلیم دی ہے، ہاں اس باندی کے اس قول کو قبول کرلیا ، کیونکہ اس کا فہم اتنی ہی بات کا متحمل تھا، جیسا کہ محدثین نے کہا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے لئے زمان و مکان کا محال ہونا جیسی باتیں سمجھنا ممکن نہیں تھا، اور انبیاء اس طریقہ سے سمجھاتے بھی نہیں ہیں، اب ایسی صورت میں اس حدیث کی بنیاد پر جس میں ایک باندی کے قصور فہم کی وجہ سے جس بات کو گوارا کیا گیا ہو بنیاد بنا کر ایمان و عقیدہ کا ایک مسئلہ بنانا، اور یہ کہنا کہ این اللہ کے جواب میں آسمان کی جانب اشارہ کرنا لازم ہے، اپنے ایمان کے ساتھ بڑی زیادتی کرنا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس میں جہات کا عیب لگانا ہے، اور تنزیہ باری تعالیٰ کے بالکل خلاف اور فرقہ مجسمہ کی پیروی کرنا ہے نعوذ باللہ من ذلک۔

پھر ان لوگوں پر حیرت ہے جو عام مسائل کے لئے قوی و صحیح اور بخاری کی حدیث مانگتے ہیں وہ اتنے نازک مسئلہ میں ان کے ہی ایک عالم کی جانب سے اس حدیث کو ضعیف قرار دئیے جانے کے باوجود اس کو ایمانیات کے مسئلہ کی بنیاد بنا رہے ہیں ، کیا یہ بہ راہ روی درست ہے؟

حاصل یہ ہے کہ استواء و علو کے اثبات کےلئے آسمان کی جانب اشارہ کرنے کو لازم سمجھنا یا یہ کہنا کہ اللہ آسمان میں ہے سلف کے طریقہ کے خلاف بدعت اور فرقہ مجسمہ کی پیروی ہے۔ دلائل

**قَالَ وَكَانَتْ لِى جَارِيَةٌ تَرْعَى غَنَمًا لِى قِبَلَ أُحُدٍ وَالْجَوَّانِيَّةِ فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا الذِّيبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِى آدَمَ آسَفُ كَمَا يَأْسَفُونَ لَكِنِّى صَكَكْتُهَا صَكَّةً فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَعَظَّمَ ذَلِكَ عَلَىَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلاَ أُعْتِقُهَا قَالَ « ائْتِنِى بِهَا ». فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لَهَا « أَيْنَ اللَّهُ ». قَالَتْ فِى السَّمَاءِ. قَالَ « مَنْ أَنَا ». قَالَتْ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ. قَالَ « أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ ». (صحيح مسلم)، عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ : أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِىَّ -صلى الله عليه وسلم- بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عَلَىَّ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً. فَقَالَ لَهَا : « أَيْنَ اللَّهُ ». فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ بِأُصْبُعِهَا. فَقَالَ لَهَا : « فَمَنْ أَنَا ». فَأَشَارَتْ إِلَى النَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم- وَإِلَى السَّمَاءِ يَعْنِى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ. فَقَالَ : « أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ ». (سنن ابى داؤد، قال الألباني : ضعيف .)۔ هَذَا الْحَدِيث مِنْ أَحَادِيث الصِّفَات ، وَفِيهَا**

مَـذْهَبَانِ تَقَـدَّمَ ذِكْرهمَـا مَـرَّات فِي كِتَـاب الْإِيمَـان . أَحَـدهمَا : الْإِيمَـان بِـهِ مِنْ غَيْـر خَـوْض فِي مَعْنَـاهُ ، مَـعَ اِعْتِقَـاد أَنَّ اللَّه تَعَـالَى لَيْسَ كَمِثْلِـهِ شَـيْء وَتَنْزِيهـه عَنْ سِـمَات الْمَخْلُوقَـات . وَالثَّانِي تَأْوِيلـه بِمَـا يَلِيق بِهِ ، فَمَنْ قَالَ بِهَذَا قَالَ : كَانَ الْمُرَاد اِمْتِحَانهَا ، هَلْ هِيَ مُوَحِّدَة تُقِرّ بِأَنَّ الْخَالِق الْمُدَبِّر الْفَعَّال هُـوَ اللَّه وَحْـده ، وَهُـوَ الَّذِي إِذَا دَعَاهُ الدَّاعِي اِسْـتَقْبَلَ السَّـمَاء كَمَـا إِذَا صَـلَّى الْمُصَـلِّي اِسْـتَقْبَلَ الْكَعْبَـة ؟ وَلَيْسَ ذَلِـكَ ؛ لِأَنَّهُ مُنْحَصِـر فِي السَّـمَاء كَمَـا أَنَّهُ لَيْسَ مُنْحَصِرًا فِي جِهَـة الْكَعْبَـة ، بَـلْ ذَلِـكَ لِأَنَّ السَّمَاء قِبْلَة الدَّاعِينَ ، كَمَـا أَنَّ الْكَعْبَـة قِبْلَة الْمُصَـلِّينَ ، أَوْ هِيَ مِنْ عَبَـدَة الْأَوْثَـان الْعَابِـدِينَ لِلْأَوْثَـانِ الَّتِي بَيْن أَيْـدِيهمْ ، فَلَمَّا قَـالَتْ : فِي السَّـمَاء ، عَلِمَ أَنَّهَـا مُوَحِّـدَة وَلَيْسَتْ عَابِدَة لِلْأَوْثَانِ . (صحيح مسلم مـع شرح النووى:٢/٢٩٨) وقوله ـ صلى الله عليه وسلم ـ للجارية : (( أين الله ؟ )) هذا السؤال من النبي ـ صلى الله عليه وسلم ـ تَنَزُّلٌ مع هذه الجارية على قدر فهمهـا ؛ إذ أراد أن يظهـر منهـا مـا يـدل على أنها ليسـت ممن [يعبـد] الأصـنام ولا الحجارة التي في الأرض ، فأجابت بذلك ، وكأنها قـالت : إن اللـه ليس من جنس مـا

يكون في الأرض . و" أين " : ظرف يُسال به عن المكان ، كما أن " متى" ظرف يُسال به عن الزمان ، وهو مبني لما تضمّنه من حرف الاستفهام ، وحُرِّك لالتقاء الساكنين ، وخُصَّ بالفتح تخفيفًا ، وهو خبر المبتدأ الواقع بعده ، وهو لا يصح إطلاقه على الله بالحقيقة ؛ إذ الله تعالى منزّه عن المكان ، كما هو منزّه عن الزمان ، بل هو خالق الزمان والمكان ، ولم يزل موجودًا ، ولا زمانَ ولا مكانَ ، وهو الآن على ما عليه كان ، ولو كان قابلاً للمكان لكان مختصًّا به ، ويحتاج إلى مخصِّص ، ولكان فيه إما متحركًا واما ساكنًا ، وهما أمران حادثان ، وما يتّصف بالحوادث حادث ، على ما يبسط القول فيه في علم الكلام ، ولما صَدَق قوله تعالى : { ليس كمثله شيء } ؛ إذ كانت تماثله الكانيات في أحكامها ، والممكنات في إمكانها ، وإذا ثبت هذا ، ثبت أن النبي ـ صلى الله عليه وسلم ـ إنما أطلقه على الله بالتوسع والمجاز لضرورة إفهام المخاطبة القاصرة الفهم ، الناشئة مع قوم معبوداتهم في بيوتهم ، فأراد النبي ـ صلى الله عليه وسلم ـ أن يتعرّف منها : هل هي ممن يعتقد أن معبوده في بيت

الأصـــنام ، أم لا ؟ فقـــال لهـــا : (( أين الله ؟ )) قالت : في السماء ، فقنـع منهـا بــذلك ، وحكم بإيمانهــا ؛ إذ لم تتمكن من فهم غير ذلك . وإذ نزَّهت الله تعـالى عن أن يكون من قبيل معبوداتهم وأصنامهم ، ورفعته عن أن يكـون في مثـل أمكنتهم ، وحملهـا على ذلـك : أنهـا رأت المسـلمين يرفعون أبصارهم(8) وأيديهم إلى السماء عنـد الـدعاء ، فتُـركت على ذلـك في تلـك الحال(9) لقصـور فهمهـا ، إلى أن يتمكن ففهمها وينشرح صدرها ؛ إذ لـو قيـل لهـا في تلك الحالة : الله تعالى يستحيل عليـه المكان والزمان ، لخيـف عليهـا أن تعتقـد النفي الْمَحْض والتعطيـــل ؛ إذ ليس كـــل عقل يقبل هذا ، ويعقله على وجهـه ، بـل إنمـا يعقلـه العـالمون الـذين شـرح اللـه صـدورهم لهدايتــه ، ونــوّر قلــوبهم بنــور معرفتــه ، وأمــدّهم بتوفيقــه ومعونتــه ، وأكثر الخلق تغلب عليهم الأوهـام ، وتَكِـلّ منهم الأفهام  .........تنبيه : ثم اعلم أنــه لا خلاف بين المسلمين قاطبة ، محدثهم ، وفقيههم ، ومتكلمهم ، ومقلِّــــــــدهم ، ونُظَّارهم : أن الظواهر الواردة بذكر اللــه في الســماء ؛ كقولــه : { ءَأَمنتم من في السـماء } ليسـت على [ظاهرهـا] ، وأنهـا

متأوَّلة عنـد جميعهم . أمـا من قـال منهم بالجهــة ، فتلــك الجهــة عنــده هي جهــة الفوق ، كما جـاء في الأحـاديث فلا بـدّ أن يُتَـأَوَّل كونـه في السـماء ، وقـد تـأَوّلوه تــأويلات ، وأشــبه مــا فيــه : أن " في " بمعنى : " على " ، كما قال : {ولأصلبنكم في جــذوع النخــل } ؛ أي : على [جــذوع النخل ] ، ويكون العلوّ بمعنى الغلبة ، وأما من يعتقد نفي الجهة في حق الله تعالى ، فهو أحق بإزالة ذلك الظاهر ، وإجلال الله تعالى عنه ، وأَوْلى الفرق بالتأويـل . وقـد حصل من هذا الأصل المحقـق : أن قـول الجاريـــــة : " في الســــماء " ليس على ظــاهره باتفــاق المســلمين ، فيتعيّن أن يعتقد فيه أنه مُعَـرَّض لتأربـل المتـأوِّلين ، وأن مَنْ حمله على ظاهره فهـو ضـال من الضالين.( المفهم لمـا أشـكل من تلخيص كتــاب مســلم:٥/٧٦، المؤلــف / الشــيخُ الفقيهُ الإمام ، العـالمُ العامـل ، المحـدِّثُ الحافظ ، بقيَّةُ السلف ، أبو العبَّاس أحمَـدُ بنُ الشــيخِ المرحــومِ الفقيــهِ أبي حَفْص عُمَــرَ بنِ إبــراهيمَ الحافــظ ، الأنصــاريُّ القرطـبيُّ ، رحمـه اللـه وغَفَـر لـه) وهـو نحو قوله صلى الله عليه وسلم للجاريـة " أين اللــه؟ قــالت في الســماء " فحكم

**بإيمانهـا مخافـة أن تقـع في التعطيـل لقصور فهمها عما ينبغي لـه من تنزيهـه مما يقتضي التشبيه، تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا. (فتح البارى:۱۳/۴۰۲)** بند

اللہ تعالیٰ جب آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں تو ان کا نزول بلا کیف ہوتا ہے اور جب قیامت کے دن میدانِ محشر میں نزول فرمائیں گے تو ان کا نزول بلا کیف ہوگا۔

**وَجَاءَ رَبُّكَ (الفجر:۲۲) هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللّٰهُ (البقرۃ:۲۱۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ (صحيح بخارى:۱/۱۵۳) و قد سئل ابوحنيفہ رحمہ اللہ عما ورد: من انہ سبحانہ ينزل من السماء فقال ينزل بلاكيف (شرح فقہ اكبر:۳۸)** بند

عبادت صرف اللہ تعالی کی کیجائے،اللہ تعالی کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ تشریح

الوہیت کے معنی ہیں وہ ہستی جس پر اعتماد اور بھروسہ کیا جائے، اور منافع کے حصول اور نقصانات سے بچنے کے لئے اس کی جانب اس کی عبادت اور پرستش کے ذریعہ رجوع کیا جائے۔ تو جس ہستی کی جانب اس طرح

رجوع کیا جائ□ۂ و□ ال□ □ □□□ اور چونک□ عبادت ک□ ذریع□ اس
س□ رجوع کیا جاتا□□ۂ اس لئ□ ال□ □ی معبود □وتا □□□

جس طرح ذات و صفات میں توحید کو ماننا ضروری
□□، ایس□ □ی الو□یت میں توحید کو ماننا الل□ تعالیٰ کا حق
□□، اور جب تک الو□یت میں توحید کامل ن□یں □و گی
مقصود حقیقی حاصل ن□یں □وگا، انبیار اسی مقصود حقیقی
کی تکمیل ک□لئ□ مبعوث □وت□ تھ□، بند□ الل□ ک□ اسی حق
کی ادائیگیۂ س□ ج□نم س□ نجات پائیں گ□□

**تمام انبیاء علی□م السلام ن□ اسی بات کی دعوت دی □□ ک□ الل□ تعالیۂ ک□ علاو□ کسی کی عبادت ن□ کیجائ□ اور الل□ ک□ ساتھ عبادت میں کسی کو شریک ن□ کیا جائ□ۂ**

الو□یت □ی توحید کا و□ باب □□ جس میں قوموں ک□
قدم زیاد□ پھسل□ □یں، اور ایک نبی ک□ بعد دوسر□ نبی آکر
اپنی قوم کو توحید الو□یت کی □ی خصوصیت ک□ساتھ
دعوت دیت□ر□□ □یں، اور طاغوت کی پیروی س□ روکا □□،
اور سب س□ آخر میں حضرت محمد □ ن□ اپنی قوم اور
پوری انسانیت کو اسی توحید الو□یت کی خصوصیت ک□
ساتھ دعوت دی ک□ مخلوقات کی عبادت کا مستحق کوئی
اور ن□یں صرف الل□ □□□ اور الو□یت میں توحید ک□ □ر
گوش□ کو آپ □ ن□ شرک س□ واضح فرمادیا، ک□ الل□ □ ک□
علاو□ کسی اور کو ال□ ن□ بناؤ، اور آپ □ پر جو کتاب نازل
کی گئی اس میں ی□ بات □ر طرح ک□ دلائل س□ واضح
کردی گئی □□ ک□ الل□ ک□ علاو□ کوئی ال□ ن□یں □□□

**غیر اللہ سے الوہیت کی مکمل طور پر نفی کی جائے، اور الوہیت کے جملہ حقوق صرف اللہ کے مانے جائیں**

ان دونوں اصولوں میں غیر اللہ سے الوہیت کی نفی کرنا پہلا کام ہے، جب تک غیر اللہ سے الوہیت کی نفی نہیں ہوگی، الوہیت میں توحید مکمل نہیں ہوگی۔ کسی بھی زمانے کے مشرکین الٰہ اعظم کے منکر نہیں رہے ہیں۔ بلکہ دنیا کے سبھی مشرکین الٰہ اعظم کو ماننے والے ہیں۔ ان کا جرم یہی ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ دیگر الٰہوں کو بھی پوجتے ہیں، اور اللہ کو الہ اعظم مانتے ہیں، اور یہی خلاف توحید ہے، انبیاء نے واضح فرمایا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ ہے ہی نہیں، بس وہی ایک الہ ہے، اس کے علاوہ کسی کو نہ الہ مانا جائے اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اورکے لئے الوہیت کے تقاضوں کو پورا کیا جائے۔ الٰہ کے معنی اور الوہیت کے تقاضوں کا بیان آگے آرہا ہے۔

**غیر اللہ سے الوہیت کی نفی میں طاغوت کا انکار بھی شامل ہے۔**

غیر اللہ سے الوہیت کی نفی کرنے میں ہر طرح کے طاغوت کا انکار کرنا شامل ہے، اللہ کے علاوہ کسی اور کو عبادت کا مستحق ماننا، ساحروں اور کاہنوں کو ماننا، غیر اللہ میں تحلیل و تحریم یعنی تشریع کا اختیار ماننا (غیر اللہ کے لئے مقننہ کے حقوق تسلیم کرنا) یہ سب طاغوت کو ماننا ہے، اور ان کو نہ ماننا طاغوت کا انکار کرنا ہے، توحیدکو خالص کرنے اور شرک سے بچنے کے لئے تمام طواغیت کا انکار لازم ہے۔

علماء نے نبی ﷺ کی توحید کی تعلیمات اور آپ کے طرز عمل کی بنیاد پر یہ بیان کیا ہے کہ : موحد ہونے کے لئے لازم ہے کہ غیر اللہ کی الوہیت سے برأت کا اعلان کیا جائے، اسی طرح عیسائی اسلام قبول کرے تو اس کے لئے لازم ہے کہ اللہ کی الوہیت کے اثبات کے ساتھ اقرار کرے کہ حضرت عیسی اللہ کے بندے ہیں، اور جو انہیں اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں ان سے برأت کا اظہار کرے، یہودی اسلام قبول کرے تو وہ اقرار کرے کہ تشریع کا حق صرف اللہ کا ہے، اور غیر اللہ میں حق تشریع ماننے والوں سے برأت کا اظہار کرے، مشرک بت پرست اسلام قبول کرے تو وہ اس اقرار کے ساتھ کہ صرف اللہ ہی عبادت کے لائق ہے غیر اللہ کے عبادت کے لائق ہونے سے برأت کا اظہار کرے۔ دلائل

**لا يخفى أن العبادة كما هو الظاهر من لفظها : هي الطرق المخصوصة لخضوع العبد لمن يعتقده إلهًا ؛ وكذلك خضوع المملوك لمالكه والولد لوالده والتلميذ لأستاذه والجاهل للعالم لا يسمى عبادة .ولكن خضوع المجوسية للنار والوثنية للأصنام والثنوية للشمس عبادة (. جهود علماء الحنفية في إبطال عقائد القبورية:١/٢٩٢) عَنْ مُعَاذٍ - رضى الله عنه - قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِىِّ - صلى الله عليه وسلم - عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ ، فَقَالَ :يَا مُعَاذُ ، هَلْ تَدْرِى حَقَّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ.**

قُلْتُ :اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . قَالَ : فَإِنَّ حَـقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلاَ يُشْـرِكُوا بِـهِ شَـيْئًا ، وَحَـقَّ الْعِبَـادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لاَ يُعَـذِّبَ مَنْ لاَ يُشْرِكُ بِهِ شَـيْئًا . (صـحيح البخـارى: ٢٨٥٦،صحيح مسـلم:١٥٢، سـنن الترمـذى: ٢٨٥٥) وَهُـوَ الَّذِي فِي السَّـمَاءِ إِلَـهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَـــهٌ وَهُــــوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ (٨٤) وَتَبَارَكَ الَّذِي لَـهُ مُلْـكُ السَّـمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَـا بَيْنَهُمَـا وَعِنْـدَهُ عِلْمُ السَّـاعَةِ وَإِلَيْـهِ تُرْجَعُــونَ (الزخــرف:٨٥)رَبِّ السَّــمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ (٧) لَا إِلَهَ إِلَّا هُـوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَـائِكُمُ الْأَوَّلِينَ (٨) بَـلْ هُمْ فِي شَـكٍّ يَلْعَبُـونَ (٩) فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَـأْتِي السَّـمَاءُ بِـدُخَانٍ مُبِينٍ (١٠) يَغْشَــى النَّاسَ هَـذَا عَــذَابٌ أَلِيمٌ (١١) رَبَّنَا اكْشِــفْ عَنَّا الْعَـذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُـونَ (١٢) أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُـولٌ مُبِينٌ (الدخان:١٣)وَلَا تَجْعَلُـوا مَـعَ اللَّهِ إِلَهًـا آخَـرَ إِنِّي لَكُمْ مِنْــهُ نَــذِيرٌ مُبِينٌ (الــــذاريات: ٥١)فَــاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَــهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْــتَغْفِرْ لِـذَنْبِكَ وَلِلْمُـؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَـاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ (محمد:١٩)هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَـهَ إِلَّا هُـوَ عَـالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّـهَادَةِ هُـوَ الرَّحْمَنُ الـرَّحِيمُ (٢٢) هُـوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَـهَ إِلَّا هُـوَ الْمَلِـكُ الْقُـدُّوسُ السَّـلَامُ الْمُـؤْمِنُ

الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيــزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّــرُ سُــبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ (الحشر:٢٣) فَقَـالَ يَـا قَـــوْمِ اعْبُـــدُوا اللَّهَ مَـــا لَكُمْ مِنْ إِلَـــهٍ غَيْرُهُ(الأعراف:٥٩-٦٥-٧٣-٨٥ (قُـلْ يَـا أَيُّهَـا النَّاسُ إِنِّي رَسُـولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًـا الَّذِي لَهُ مُلْـكُ السَّـمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَـهَ إِلَّا هُـوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَـآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُـولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُـؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِـهِ وَاتَّبِعُـوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (الأعـراف:١٥٨)وَإِلَهُكُمْ إِلَـهٌ وَاحِــدٌ لَا إِلَــهَ إِلَّا هُــوَ الــرَّحْمَنُ الــرَّحِيمُ (البقـــر:١٦٣)اللَّهُ لَا إِلَـــهَ إِلَّا هُـــوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ (آل عمران:٢)شَـهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَـهَ إِلَّا هُـــوَ وَالْمَلَائِكَـــةُ وَأُولُـــو الْعِلْمِ قَائِمًـــا بِالْقِسْطِ لَا إِلَـهَ إِلَّا هُـوَ الْعَزِيـزُ الْحَكِيمُ (آل عمـران:١٨) لَـوْ كَـانَ فِيهِمَـا آلِهَـةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَـــدَتَا فَسُـــبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَــرْشِ عَمَّا يَصِـــفُونَ (٢٢) لَا يُسْـــأَلُ عَمَّا يَفْعَـــلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ (٢٣) أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً قُـلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ هَذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي بَـلْ أَكْثَـرُهُمْ لَا يَعْلَمُـونَ الْحَـقَّ فَهُمْ مُعْرِضُـونَ (٢٤)وَمَـا أَرْسَـلْنَا مِنْ قَبْلِـكَ مِنْ رَسُــولٍ إِلَّا نُــوحِي إِلَيْـهِ أَنَّهُ لَا إِلَـهَ إِلَّا أَنَـا فَاعْبُدُونِ (٢٥) (الأنبيار) وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيــهِ وَقَوْمِـهِ إِنَّنِي بَـرَاء مِّمَّا تَعْبُـدُونَ، إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ(الزخـرف: ٢٦،

٢٧)عن النبي - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أنـه قال: "من قـال لا إلـه إلا اللـه وكَفَـر بمـا يُعبد من دون الله حرُم ماله ودمه وحسابُه على اللـه عـز وجـل"(صـحيح مسـلم) أن معنى: لا إله إلا الله هو الكفر بما يعبد من دون الله من الأصنام والقبور وغيرها. أن مجرد التلفظ بلا إله إلا الله مع عدم الكفر بما يُعبد من دون الله لا يحرِّم الدم والمال ولو عرَف معناها وعمـل بـه. مـا لم يضـف إلى ذلك الكفر بما يعبـد من دون اللـه.عن عبادة بن الصامت -رضي اللـه عنـه- قـال: قال رسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ-: "من شهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأن محمداً عبده ورسوله، وأن عيسى عبد الله ورسوله وكلمته ألقاها إلى مريم وروح منه، والجنة حق والنـار حـق، أدخلـه اللـه الجنـة على مـا كـان من العمـل". (أخرجاه الشيخين) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولاً أَنِ اعْبُـدُواْ اللّـهَ وَاجْتَنِبُـواْ الطَّاغُوتَ (سـورة النحـل:٣٦)فَمَنْ يَكْفُـرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُـؤْمِن بِاللّــهِ فَقَـدِ اسْتَمْسَــكَ بِــالْعُرْوَةِ الْــوُثْقَىَ لاَ انفِصَــامَ لَهَــا وَاللّــهُ سَــمِيعٌ عَلِيمٌ(سورة البقرة:٢٥٦)أَلَمْ تَـرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُـونَ أَنَّهُمْ آمَنُـواْ بِمَـا أُنـزِلَ إِلَيْـكَ وَمَـا أُنزِلَ مِن قَبْلِـكَ يُرِيـدُونَ أَن يَتَحَـاكَمُواْ إِلَى

**الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُواْ أَن يَكْفُرُواْ بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلاَلاً بَعِيدًا(سورة النساء:٦٠)أَمْ لَهُمْ شُرَكَاء شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ(سورة الشورى: ٢١)اتَّخَذُواْ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُواْ إِلاَّ لِيَعْبُدُواْ إِلَهًا وَاحِدًا لاَّ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ(سورة التوبة :٣١)فسرها النبي صلى الله عليه وسلم بقولهِ: " ألم يحلوا لكم الحرام , ويحرموا عليكم الحلال فأتبعتومُهم فتلك عبادتهم .** بند

**بد** عبادت کی ہر صورت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اختیار کی جائے۔ تشریح

بالذات انتہائی محبت کے ساتھ کسی کے آگے انتہائی طور پر جھک جانا اور اس کی اطاعت و فرماں برداری اختیار کرنے کو عبادت کہتے ہیں یہ صرف اللہ کا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ کو الہ ماننے کا لازمی تقاضہ یہ ہے کہ عبادت صرف اللہ کی ہو، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، عبادت کے جملہ مظاہر صرف اللہ کے لئے اختیار کئے جائیں دل زبان اور عمل ہر ذریعہ سے صرف اللہ تعالیٰ کومعبود مانا جائے۔

**معبود(الہ) ماننے کا مطلب** اللہ کو الہ ماننے کے چند تقاضے ہیں ، ان تقاضوں کو پورا کرنا ضروری ہے تبھی

توحید الوہیت کامل اور مکمل ہوتی ہے، اگر ان تقاضوں کو پورا نہ کیا جائے تو پھر الوہیت میں شرک ہوجاتا ہے۔ الہ ماننے کے تقاضوں میں جہاں صرف اللہ پر اعتماد اور بھروسہ کرنا ہے وہیں عبادت اور اس کے جملہ تقاضوں میں دل ، زبان اور عمل کو صرف اللہ کے لئے خاص کر لینا توحید الوہیت کا حصہ ہے، اللہ تعالیٰ کو الہ ماننے کے تقاضے درج ذیل ہیں۔

**توکل، امید وخوف، خشوع و خضوع سب عبادت کی صورتیں ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں۔**

عبادت کے تقاضے مثلاً :توکل(بھروسہ کرنا)، رجار(امید رکھنا)، خوف و خشیت(ڈرنا)، خشوع و خضوع(تواضع کی وہ دلی کیفیت جس کو اعضار و جوارح سے ظاہر کیا جائے)، حکم کی تعمیل کرنا، نافرمانی سے گریز کرنا، صبر و شکروغیرہ سب عبادت کے تقاضے ہیں اور غیر اللہ پر بھروسہ کرنا ان سے امید رکھنا، ڈرنا، غیر اللہ کے حکم کی فرماں برداری اللہ کی نافرمانی میں کرنا، یا غیر اللہ کو حکم دینے کا مجاز ماننا(تحلیل ما حرم اللہ اور تحریم ماأحل اللہ) یہ سب شرک ہے۔

اور قنوت و قیام ، رکوع، سجدہ ،اور تقرب کا ہر ذریعہ عبادت کے مظاہر ہیں، یعنی پرستش کے جملہ طریقہ عبادت کے مظاہر ہیں، نماز، اور نماز کے تمام اعمال عبادت ہیں، روزہ عبادت ہے ، حج، اور حج کے جملہ اعمال عبادت ہیں، نذر عبادت ہے، دعاء و سوال عبادت

□□، قربانی عبادت □□، غیر الل□ ک□لئ□ عبادت کا کوئی بھی طریق□ اختیار کرنا شرک □□□□

انبیار اسی لئ□ بھیج□ جات□ تھ□ تاک□ و□ بندوں کو بتلائیں ک□ و□ صرف الل□ کی عبادت کریں، اور طاغوت س□ بچیں□

**رکوع و سجد□ صرف الل□ کا حق □□□□**

غیر الل□ ک□لئ□ رکوع و سجد□ شرک □□□□ الل□ ک□علاو□ کسی اور کو پرستش ک□لئ□ سجد□ کرنا شرک □□، خوا□ زندوں کو خوا□ مردوں کو، خوا□ بتوں کو خوا□ قبروں کو سب شرک □□، اور ال□ مان□ بغیر محض تعظیم میں غیر الل□ ک□لئ□ جھکنا اور غیر الل□ کو سجد□ کرنا بھی حرام □□□□

دلائل

**أنها: "التذلل لله عز وجل حباً وتعظيماً، بفعل أوامره واجتناب نواهيه". (شرح العقيد□ الواسطي□ :١/٨)معنى ’’العبادة‘‘ لغة :حاصلها ما يلي : العبادةمن مادة ’’ع ب د‘‘. وهذه المادة إذا كانت على وزن ’’نصر ينصر‘‘، فلها خمسة معان:(١) الخضوع .(٢) الذلة .(٣) الطاعة .(٤) المملوكية .(٥) التنسك(جهود علماء الحنفية في إبطال عقائد القبورية: ١/٣١١)معنى العبادة ؛ وهي على ما سبق : اسم جامع لكل ما يحبه الله ويرضاه ؛ من الأقوال والأعمال الباطنة والظاهرة : كالتوحيد ؛ فإنه عبادة في نفسه ، والصلاة ، والزكاة ، والحج ،**

وصيام رمضان ، والوضوء ، وصلة الأرحام ، وبر الوالدين ، والدعاء ، والذكر ، والقراءة ، وحب الله ، وخشية الله ، والإنابة إليه ، وإخلاص الدين له ، والصبر لحكمه ، والشكر لنعمه ، والرضى بقضائه ، والتوكل عليه ، والرجاء لرحمته ، والخوف من عذابه ، والاستغاثة به ؛ وغير ذلك مما رضيه وأحبه . (جهود علماء الحنفية في إبطال عقائد القبورية: ١/٣٣٢)﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (162) لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ (الأنعام:163) معنى الألوهية الكفر بكل معبود و إفراد الله بالعبادة والاستسلام لحكمه (التوضيح و التتمات على كشف الشبهات:١/١٩١) ﴿ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (آل عمران: ٦٤)اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ (التوبة:٣١)﴾ أن معنى العبادة واسعٌ يشمل كل ما يحبه الله

ويرضـاه من الأقـوال والأعمـال الظـاهرة والباطنـــة. (الملخص فى شـــرح كتـــاب التوحيد:١/٣٠٠) وَلَقَـدْ بَعَثْنَـا فِي كُـلِّ أُمَّةٍ رَّسُولاً أَنِ اعْبُـدُواْ اللـهَ وَاجْتَنِبُـواْ الطَّاغُوتَ (النحل: ٣٦)وَقَضَى رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُـدُواْ إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (الإسـراء: ٢٣)وَاعْبُـدُواْ اللهَ وَلاَ تُشْرِكُواْ بِهِ شَيْئًا...(النساء: ٣٦)قُلْ تَعَالَوْاْ أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلاَّ تُشْرِكُواْ بِـــهِ شَـــيْئًا(الأنعـــام: ١٥١، ١٥٣)اتَّخَـــذُواْ أَحْبَـارَهُمْ وَرُهْبَـانَهُمْ أَرْبَابًـا مِّن دُونِ اللـهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِـرُواْ إِلاَّ لِيَعْبُـدُواْ إِلَهًـا وَاحِـدًا لاَّ إِلَـهَ إِلاَّ هُـوَ سُـبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ(التوبة: ٣١)لَا تَجْعَلْ مَـعَ اللَّهِ إِلَهًـا آخَرَ فَتَقْعُـدَ مَـذْمُومًا مَخْـذُولًا (٢٢) وَقَضَـى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِـدَيْنِ إِحْسَـانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْـدَكَ الْكِبَـرَ أَحَـدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَـا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَـا وَقُـلْ لَهُمَـا قَوْلًا كَرِيمًا (الإسرا:٢٣)إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَـهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِـذِكْرِي (ط: ١٤)يَـــا أَيُّهَـــا النَّاسُ اعْبُـــدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُـونَ ( ٢١) الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَـاءً فَـأَخْرَجَ بِـهِ مِنَ الثَّمَـرَاتِ رِزْقًـا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُـوا لِلَّهِ أَنْـدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقر:٢٢)أَمْ كُنْتُمْ شُـهَدَاءَ

إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَإِلَهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (البقر:١٣٣)قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (آل عمران:٦٤)قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (كهف:١١٠)لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ (المائد: ٧٢) العبادة اسم جامع لكل ما يحبه الله ويرضاه من الأقوال والأعمال الظاهرة والباطنة"هذا الشيء الذي تعبدنا الله به يجب توحيد الله به، لا يصرف لغيره، كالصلاة والصيام والزكاة والحج والدعاء والنذر والخشية والتوكل.. إلى غير ذلك من العبادات.( شرح العقيدة الواسطية: ١/٩) أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى، وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ

**الْأُخْـرَى، أَلَكُمُ الـذَّكَرُ وَلَـهُ الْأُنثَى، تِلْـكَ إِذًا قِسْـــــمَةٌ ضِــــيزَى، إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْـــــمَاء سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللـهُ بِهَـا مِن سُلْطَانٍ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ وَلَقَـــــــدْ جَـــــــاءهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَى(النجم: ١٩-٢٣)** بند

صفاتِ باری تعالیٰ نہ عینِ ذات ہیں اور نہ غیر ذات بلکہ لازم ذات ہیں۔ تشریح

اللہ تعالیٰ کی صفات نہ تو عین ذاتِ بـاری تعـالیٰ ہیں، کہ ذات اور صـفات مفہوم اور معـنیٰ کے اعتبـار سـے بالکـل ایک ہی چیز ہوں؛ کیونکہ صفات ذات پر زائد ہوتی ہیں تـو دونوں بالکل ایک نہ ہوئیں، لٰــذا صـفاتِ بـاری تعـالیٰ، ذاتِ باری تعالیٰ کا عین نہ ہوئیں اور صفات بـاری تعـالیٰ نہ ہی غیر ذات باری تعالیٰ ہیں کہ ذات اور صـفات میں سـے ایـک دوسرے کے بغیر موجود ہو، کیونکہ صـفات تـو ذات کے بغـیر اس لئے نہیں ہوسـکتیں کہ صـفات ذات کے تـابع ہوتی ہیں اور تابع متبوع کے بغیر موجود نہیں ہوسـکتا، اور ذاتِ بـاری تعالیٰ صفات کے بغیر اس لئے نہیں ہوسکتی کہ اس صورت میں ذاتِ باری کا صفاتِ کمال کے بغیر ہونـا لازم آئے گـا اور یہ محال ہے، لٰـذا صفات باری تعالیٰ ذات باری تعالیٰ کا غیر بھی نہ ہوئیں، مختصراً اس عقیدے کـو یـوں بھی کہدیا جاتـا ہے کہ صفاتِ باری تعالیٰ نہ عینِ ذات ہیں اور نہ غیر ذات۔

دلائل

**الصِّـفَةُ لَا عَيْنُ الْمَوْصُـوفِ وَلَا غَيْـرُهُ. وهَـذَا لَـهُ مَعْنًى صَـحِيحٌ، وَهُـوَ: أَنَّ الصِّـفَةَ لَيْسَتْ عَيْنَ ذَاتِ الْمَوْصُـوفِ الَّتِي يَفْرِضُـهَا الذِّهْنُ مُجَرَّدَةً بَلْ هِيَ غَيْرُهَا، وَلَيْسَتْ غَيْـرَ الْمَوْصُوفِ، بَـلِ الْمَوْصُـوفُ بِصِـفَاتِهِ وَاحِـدٌ غَيْرُ مُتَعَدِّدٍ۔ (شرح العقيدة الطحاوية:١٢٦)**

**وهی لا هو ولا غیره یعنی ان صـفات اللہ تعالیٰ لیست عین الذات ولاغیر الـذات فلا یلـزم قـدم الغـیر ولاتکـثر القـدمـاء تفریـع علی عدم المغایرۃ۔ (نبراس:١٢٨)** بند

اللہ تعالی کی ذات اور صـفات میں تغـیر اور فنـا نہیں، اللہ تعـالی کی ذات بھی ہمیشہ باقی رہے گی اوراس کی صفات بھی ہمیشہ باقی رہیں گی،یعنی نہ اس کی ابتداء ہے نہ انتہاء وہ قدیم ہے ازلی ہے ابدی ہے،اس کے سوا ہر مخلوق فانی ہے اور ہلاک ہونے والی ہے۔ تشریح

اللہ ازلی و ابدی ہیں، اللہ کو الحی ماننے میں یہ بھی ماننا ہے کہ اللہ ہمیشہ سے ہیں، اور ہمیشہ رہیں گے، اللہ نے اپنی اس صفت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ وہی اول ہے وہی آخر ہے، اس سے پہلے کوئی نہیں اور اس سے آخر کوئی نہیں ، یعنی ایسا ممکن نہیں کہ وہ کبھی ہلاک ہوجائے اور اس کے بعد کچھ باقی رہ جائے بلکہ باقی رہنے والی ہستی صرف اللہ کی ہے، اس کے علاوہ سب کو فنا ہے۔

ہاں جنت و جہنم ابدی ہیں، مگر ازلی نہیں ہیں، اللہ کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہیں، اور ان کا ابدی ہونا بھی اللہ کی مشیت کا مرہون منت ہیں، اللہ ان کو ہمیشہ رکھیں گے اس لئے وہ ابدی ہیں ، اسی طرح اہل جنت اور اہل جہنم بھی ازلی نہیں ہیں بلکہ ابدی ہیں، اور ان کا ہمیشہ رہنا اللہ کی عطار سے ہے یہ ذاتی نہیں ہے، اللہ میں قدرت ہے کہ جس وقت چاہے ان کو پھر فنا کردے۔ دلائل

**هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (الحديد:٣) كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (٢٦) وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الرحمن:٢٧)كَانَ أَبُو صَالِحٍ يَأْمُرُنَا إِذَا أَرَادَ أَحَدُنَا أَنْ يَنَامَ أَنْ يَضْطَجِعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنْ الْفَقْرِ وَكَانَ يَرْوِي ذَلِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحيح مسلم:٤٨٨٨،و عن عائشہ و ام سلمہ**

بمعناہ) ﴿قُلْ هُوَ اللّهُ أَحَدٌ﴾ (الاخلاص:١)
فَقَوْلُ الشَّيْخِ: قَدِيمٌ بِلَا ابْتِدَاءٍ، دَائِمٌ بِلَا
انْتِهَاءٍ، هُوَ مَعْنَى اسْمِهِ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ.
وَالْعِلْمُ بِثُبُوتِ هَذَيْنِ الْوَصْفَيْنِ مُسْتَقِرٌّ فِي
الْفِطْرَةِ۔ (شرح عقیدہ طحاویہ:١١١) لما
کان الواجب ما یمتنع عدمہ لم یحتج بعد
اثباتہ کونہ ازلیا ابدیا۔ (شرح المقاصد:٣/
١٦) ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا
وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (قصص:
٨٨) كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ (الرحمٰن:٢٦،٢٧)
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اللّهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ
الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ۔ (صحيح مسلم:
٢/٣٤٨) قوله: (لا يفنى ولا يبيد). إقرار
بدوام بقائه سبحانه وتعالى..... والفناء
والبيد متقاربان في المعنى، والجمع
بينهما في الذكر للتأكيد..... أن اللہ
سبحانه وتعالى لم يزل متصفا بصفات
الكمال، صفات الذات وصفات الفعل۔
(شرح العقیدہ الطحاویہ:١١٣،١١٤) (ولم
یحدث لہ اسم و لا صفۃ) یعنی ان صفات
اللہ و اسمائہ کلها ازلیہ لا بدایہ لها، و
ابدیہ لا نهایہ لها، لم یتجدد لہ تعالیٰ صفۃ
من صفاتہ ولا اسم من اسمائہ، لانہ

**سبحانہ واجب الوجود لذاتہ الکامل فی ذاتہ و صفاتہ۔۔ (شرح فقہ اکبر:۲۳)۔ ولہ صفات ازلیۃ قائمۃ بذاتہ۔۔۔ (شرح العقائد: ۳۷) و صفاتہ فی الأزل غیر محدثۃ و لا مخلوقۃ۔۔ (شرح فقہ اکبر:۲۵)۔** بند

بند.

بند اللہ تعالی ہی حلال اور حرام قرار دینے والا ہے،اللہ تعالی کی اجازت کے بغیر کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ حلال وحرام قرار دے۔

**إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ۔ (البقرہ: ۱۷۳) وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا۔ (البقرہ:۲۷۵) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ۔ (الاعراف:۳۲) قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔ (الاعراف:۳۳) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : انی لست احرم حلال و لا احل حراما۔ (صحیح بخاری:۱۔۴۳۸)۔** بند

بند اللہ تعالیٰ کا اس جہان میں دیدار نہیں ہوسکتا، آخرت میں اہل جنت اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے، جس کی حقیقت و کیفیت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

**لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ۔ (الانعام:۱۰۳) لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ۔ (یونس:۲۶) عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ**

**عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ فَيَقُولُونَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنْ النَّارِ قَالَ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ۔ (صحيح مسلم:١/١٠٠) ذهب أهل السنة إلى أن الله تعالى يجوز أن يرى وأن المؤمنين في الجنة يرونه منزها عن المقابلة والجهة والمكان۔ (شرح المقاصد:٣/١٣٤) (واللہ تعالیٰ یریٰ) بصیغۃ الجهول أی ینظر الیہ بعین البصر (فی الآخرۃ) أی یوم القیامۃ ..... بلا کیفیۃ ولا جهۃ ولاثبوت مسافۃ، و من یریٰ ربّہ لا یلتفت الی غیرہ۔ (شرح فقہ اکبر:٨٣) و اما الاجماع فهو ان الأمۃ کانوا مجتمعين على وقوع الرآیۃ فی الآخرۃ و ان الآيات الواردۃ فی ذٰلک محمولۃ على ظواهرها و هذا الاجماع یدل على صحۃ الرؤیۃ و وقوعها۔ (نبراس:١٦٨)** بند

اللہ تعالی ہر قسم کے نقص وعیب،کمزوری ومحتاجی اور تمام لوازمات بشریہ مثلاً پیدا ہونا بیماری، صحت، بچپن، جوانی، بڑھاپا،نیند،اونگھ، تھکاوٹ اورنسیان وغیرہ سے پاک ہے۔

**اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ۔ (البقرۃ:٢٥٥) لَمْ يَلِدْ**

**وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ (الاخلاص:۳،۴) أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثَى ۝ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَى ۝ (النجم:۲۱،۲۲) سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (الصافّات:۱۸۰۔۱۸۲)** بند

**بند** اللہ تعالی ہی نے ہرچیز کو وجود بخشا ہے اور ہرچیز کے خواص اور تاثیر کا بھی وہی خالق ہے،کوئی چیز ذاتی طور پر مؤثر،مفید یا نقصان دہ نہیں ،بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز میں مؤثر حقیقی ہے اور ہر چیز کا نفع و نقصان اسی کے قبضہ میں ہے۔ تشریح

اللہ تعالیٰ ہی نے ہر چیز کو وجود بخشا ہے اور ہر چیز کے خواص اور تاثیر کا بھی وہی خالق ہے، کوئی چیز ذاتی طور پر مؤثر، مفید یا نقصاندہ نہیں؛ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز میں مؤثر حقیقی ہے اور ہر چیز کا نفع و نقصان اسی کے قبضہ میں ہے۔ دلائل

**قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ (الرعد:۱۶) نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا ۝ (النحل:۶۶) وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۝ (يونس:۱۰۷)**بند

بند.

**بند** جو شخص اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر ہے وہ بے دین اورکافر ہے اور اس جرم کی پاداش میں ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا

**و قال القاضی (ابوبکر الباقلّانی رحمہ اللہ): الکفر ھو الجحد باللہ و ربما یفسر الجحد بالجھل (شرح المقاصد:۳/۴۵۹)**

## ہم صفاتِ باری تعالی پر کس طرح ایمان لائیں اس سے متعلق احکام و عقائد

اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور کلمات کا شمار ممکن نہیں ہے، ہاں بندوں کو جاننے کے لئے خود اللہ اور اس کے رسول نے اللہ کے بہت سارے ناموں کو بیان کیا ہے۔ تشریح

### نام اور صفات کی ضرورت

کسی بھی ہستی یا چیز کا ایک نام ہوتا ہے، اور اس کی چند صفات ہوتی ہیں، نام سے وہ ہستی جانی جاتی ہے اور دوسروں سے ممتاز ہوجاتی ہے، اور صفات سے اس کا تعارف حاصل ہوتا ہے۔

نام کے بغیر کسی ہستی یا کسی چیز کو آپ دوسروں سے ممتاز نہیں کر سکتے، ایک چیز یا ہستی کو دوسری چیزوں یا ہستیوں سے ممتاز کرنے کے لئے اس کا نام ضروری ہے، اس اعتبار سے ’’اللہ‘‘ باری تعالیٰ کا ذاتی نام ہے، جب یہ نام بولا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ذات دوسرے موجودات سے ممتاز ہو کر سمجھ میں آجاتی ہے کہ اس سے کون مراد لیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام احادیث مبارکہ میں ننانوے ( ۹۹) بتلائے گئے ہیں جو کہ مشہور و معروف ہیں، یہ ننانوے نام اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کمالیہ کی بنیاد اور اصل ہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف یہی ننانوے نام ہیں ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اور نام نہیں ہیں؛ بلکہ ان کے علاوہ اور بھی بے شمار نام ہیں جن میں سے بعض قرآن و حدیث میں ذکر فرمائے گئے ہیں، مثلاً ذو الفضل، ذی المعارج، ذی الطول، ملیک، اکرم، رفیع، قاہر، شاکر، دائم، وتر، فاطر وغیرہ۔

اللہ کے کلمات کی کوئی انتہار نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **إن لله تسعة وتسعين اسما مائة إلا واحدا من أحصاها دخل الجنة (صحيح بخارى، باب إن لله مائة اسم إلا واحدا، كتاب التوحيد)** اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو ان پر کاربند ہوجائے یعنی ان کے مطابق علم و عمل بنائے وہ گویا جنت میں داخل ہو گیا۔اس حدیث کے ظاہر متن سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نام اور صفات بس ۹۹ ہی ہیں، کیونکہ افعال اور صفات باری تعالیٰ کی کوئی انتہا نہیں ہے، اس لئے ان کا احصاء و شمار محال اور نا ممکن ہے، بندے کی یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ تمام صفات و افعالِ باری تعالی کا احاطہ کرلے، اسی لئے باری تعالیٰ نے اپنے کلام میں واضح طور پر فرمادیا: **قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا** (کہف:۱۰۹) اسی طرح قرآن مجید میں اس حقیقت کاذکر ایک اور جگہ اس

انداز سے فرمایاگیا ہے: **وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ** (لقمان:۲۷)

البتہ اللہ تعالی نے اپنا اس حد تک تعارف جس کا تحمل اس کے بندے بآسانی کرسکتے ہیں ، اور وہ ان کی لازمی ضرورت بھی ہے اپنے کلام میں تفصیل کے ساتھ کرایا ہے۔ اور اپنے اسماء و صفات کو کھول کھول کر بیان فرمایا ہے ، اور اگر یہ کہا جائے کہ کُل قرآن تعارفِ الٰہ اور تعارفِ توحید پر ہی مشتمل ہے تو قطعاً مبالغہ نہیں ہوگا ، قرآن میں یا تو یہ ہے کہ اللہ کیا ہے(اسماء و صفات)یا اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کیاکرتے ہیں(ربوبیت)، یا اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ کیا چاہتے ہیں(توحید قصد و طلب /الوہیت)، یا پھر اس بات کا ذکر ہے کہ خالق و مالک اور رب ذو الجلا ل کے ماننے والے کون ہیں اور ان کی جزاء کیا ہے، یا اس بات کا ذکر ہے کہ اُس سے انحراف اور اعراض کرنے والے کون ہیں اور ان کی سزاکیا ہے۔

پھر اللہ کے بہت سے نام صرف اللہ کے علم میں ہیں:اہل سنت و الجماعت اللہ تبارک و تعالیٰ کے ان تمام اسمار و صفات پر تفصیلی ایمان لاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں سکھائے ہیں، اور ان ناموں اور صفات پر بھی اس طرح اجمالی ایمان لاتے ہیں جو اللہ نے اپنے علم غیب میں رکھے ہیں کہ وہ ہ ہیں۔

۹۹ ناموں کی تعداد صرف اسماء حسنی سے متعلق ہے، معلوم صفات بھی جن سے اسماء بنے ہوئے نہیں وہ بھی کسی تعداد میں محصور و محدود نہیں ہیں، بلکہ ان

کو قرآن و سنت میں دی گئی تفصیلات میں گننا بھی ممکن نہیں ہے۔

**حدیث پاک میں مائۃ الا واحدۃ کا مطلب کیا ہے؟**

علماء اہل سنت و الجماعت نے اس بارے میں متفقہ طور پر کہا ہے کہ حدیث میں اس عدد کے ذکر سے یہ بیان کرنا مقصد نہیں ہے کہ اسماء الٰہی کی تعداد کیا ہے ، کہ ان ۹۹کے علاوہ اس کے اسماء ہیں ہی نہیں، بلکہ اصل مقصود ان اسماء کی فضیلت بیان کرنا ہے، کہ جو شخص ان ۹۹اسماء کو یاد کرکے، ان کے مطابق اپنا ایمان اور عمل بنائے تو یہ تعداد بھی اس کے تعارف کےلئے بہت ہے اور ان کے ذریعے اس کی بابت بننے والا صحیح ایمان اور صحیح عقیدہ مکلف کی نجات اور دخول جنت کےلئے کفایت کرجائے گا، وہ تمام اسماء الٰہی جن کو ہمارے سامنے ذکر نہیں کیا گیا ہے ان کا احاطہ ضروری نہیں ہے۔

اس بات کی تائید کہ اسماء حسنٰی اس تعداد میں محصور نہیں ہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں انھوں نے آپ ﷺ کی ایک دعا نقل فرمائی ہے، جس میں ایسے اسماء کا ذکر بھی ہے جو بندوں کو بتلائے بھی نہیں گئے آپ ﷺ نے ایک مرتبہ دعاء کرتے ہوئے فرمایا: **أسألک بکل اسم ھو لک سمیت بہ نفسک** ، **أو أنزلتہ فی کتابک أو علّمتہ أحدا من خلقک، أو استأثرت بہ فی علم الغیب عندک** (اے اللہ میں آپ سے آپ کے ہر اس نام کے واسطہ سے دعاء کرتا ہوں جو آپ نے اپنے لئے بیان کیا ہے، یا اپنی

کتاب میں اس کو نازل کیا ہے، یا اپنی مخلوقات میں سے کسی کو سکھلایا ہے، یا آپ نے اس کو اپنے علم غیب میں ہی رکھا ہے )امام احمد نے مسند میں اس روایت کی تخریج کی ہے، اور ابن حبان نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اسماء ایسے بھی ہیں کہ اللہ نے اپنی کسی مصلحت و حکمت سے بندوں کو ان کا علم نہیں دیا ہے۔اسی طرح کی ایک دعاء امام مالک نے کعب أحبار سے بھی نقل کی ہے اس سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ اسماء الٰہیہ ۹۹عدد میں محصور نہیں ہیں، حاصل یہ کہ جس حدیث میں ۹۹کا ذکر ہے ، اس میں اسماء حسنٰی کی تعداد بتلانا غرض نہیں ہے بلکہ خاص ۹۹اسماء کی فضیلت بتلانا مقصود ہے۔وہ دعا جو امام مالک نے نقل کی ہے وہ یہ ہے:و أسألک بأسمائک الحسنٰی ما علمتُ منها و ما لا أعلم۔ (اے اللہ میں آپ کے اسماء حسنیٰ جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا ان کے واسطے سے مانگتا ہوں)طبری نے بھی اس کو قتادہ سے نقل کیا ہے۔اور حضرت عائشہؓ سے بھی ثابت ہے کہ اسی طرح کی دعاء وہ آپ ﷺکی موجودگی میں کیا کرتی تھیں (بیہقی: ص۱۲۔۱۴)

**اسمار حُسنیٰ کی تعیین:**

اللہ تعالیٰ کے اسمار حسنی قرآن و حدیث میں بیان کئے گئے ہیں لیکن کسی ایک ہی جگہ یا ایک ہی حدیث میں یہ پورے ۹۹ نام گنوائے گئے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں تفصیل یہ ہے:اوپر مذکور حدیث ہی سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں منقول ہے جس میں یہ ۹۹ نام موجود ہیں۔

اس کے بارے میں چند محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ
۹۹ نام نبی ﷺ کے گنائے ہوئے نہیں ہیں، بلکہ آپ کے ارشاد
پر راویوں کی جانب سے قرآن سے نکالے ہوئے ہیں، اور
حدیث میں ان کا اِدْراج ہوا ہے، جس کی تائید اس سے بھی
ہوتی ہے کہ سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں بیان کئے
ہوئے اوپر مذکورہ بالا اسمار اور ان کی ترتیب میں فرق
ہے، نیز ان میں کئی ایسے اسماء ہیں جو قرآن و حدیث
میں اسم کی شکل میں وارد نہیں ہوئے ہیں، بلکہ انہیں
صفات فعلیہ سے اخذ کرکے اسم بنایا گیا ہے، جیسے **المعز**
**المذل** (یہ **تعز من تشاء و تذل من تشاء** سے مأخوذ
ہیں)، اسی طرح **الباسط** اور **القابض** ( **یقبض و**
**یبصط** سے مأخوذ ہیں)، اور **المبدئ** اور **المعید** ( یہ
**إنہ ھو یبدئ و یعید** سے مأخوذ ہیں)وغیرہ۔

یہ بات متفق علیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام قرآن
میں ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانی نے محققین کی قرآن
سے ان ناموں کے استخراج کے بارے میں غیر معمولی تحقیق
پیش کی ہے اور اخیر میں قرآن سے نکالے ہوئے ان اسمار و
صفات کو ذکر کیا ہے۔

مخلوقات کے بس میں نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی
ہستی کے بارے میں خود سے کوئی صفات بیان کریں، اسی
لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف خود کرایا ہے۔

صفات باری تعالیٰ تک انسانی گمان خود سے نہیں جا
سکتا، اللہ تعالیٰ کا تعارف اس کی صفات سے ہی حاصل
ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ادراک کہ اللہ تعالیٰ
کیسے ہیں بندے کا ذہن و خیال اس تک نہیں جا سکتا،

محققین نے اسی کے بارے میں کہا ہے: **لَا تَبْلُغُهُ الْأَوْهَامُ، وَلَا تُدْرِكُهُ الْأَفْهَامُ:** یعنی نہ وہم و گمان ان کی حقیقت تک جا سکتا ہے، اور نہ ہمارا ناقص فہم ان کا پوری طرح سے ادراک کرسکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ اپنی دعاؤں میں کہا کرتے تھے: **لا أحصي ثناء عليك أنت كما أثنيت على نفسك** ۔ اور باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَلاَ يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا**۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَمَا أُوتِيتُم مِّن الْعِلْمِ إِلاَّ قَلِيلاً**۔ اللہ تعالیٰ کا اسم ذات یعنی ''اللہ'' اس معنی کر بھی ہے کہ: وہ ہستی جس کی کنہ کا ادراک ممکن نہیں ہے اس کو اللہ کہتے ہیں، اس کا ذکر ہم آگے اسم ذات یعنی اللہ کے تحت مستقل بھی کریں گے۔ **دلائل**

**قال الإمام البيهقي بعد أن ساق عدة روايات في هذا الباب وفيها: "من أحصاها دخل الجنة"، قال رحمه الله: وليس في قوله عليه الصلاة والسلام: "إن لله تسعة وتسعين اسماً" نفي غيرها، وإنما وقع التخصيص بذكرها لأنها أشهر الأسماء وأبينها معاني. وفيها ورد الخبر أن من أحصاها دخل الجنة.(الاسماء و الصفات: ١/١١)عن عبد الله بن مسعود قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « ما أصاب مسلما قط هم ولا حزن فقال : اللهم إني عبدك وابن عبدك وابن أمتك ، ناصيتي بيدك ، ماض في حكمك ، عدل**

في قضاؤك ، أسألك بكل اسم هو لك سميت به نفسك أو أنزلته في كتابك أو علمته أحدا من خلقك أو استأثرت به في علم الغيب عندك أن تجعل القرآن ربيع قلبي وجلاء حزني ، وذهاب همي وغمي ، إلا أذهب الله عنه همه وأبدله مكان همه فرحا » ، قالوا : يا رسول الله ألا نتعلم هذه الكلمات ؟ قال : « بلى ينبغي لمن سمعهن أن يتعلمهن (الاسماء و الصفات: ١/١٢) □ هو ا□ الذى لا ال□ الا هو الرحمن الرحيم الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر الخالق البارىئ المصور الغفار القهار الوهاب الرزاق الفتاح العليم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السميع البصير الحكم العدل اللطيف الخبير الحليم العظيم الغفور الشكور العلى الكبير الحفيظ المقيت الحسيب الجليل الكريم الرقيب المجيب الواسع الحكيم الودود المجيد الباعث الشهيد الحق الوكيل القوى المتين الولى الحميد المحصى المبديئ المعيد المحيى المميت الحيى القيوم الواجد الماجد الواحد الصمد القادر المقتدر المقدم المؤخر الأول الآخر الظاهر الباطن الوالى المتعالى البر

التواب المنتقم العفو الرؤوف مالک الملک ذو الجلال و الاکرام المقسط الجامع الغنی المغنی الضار النافع النور الهادی البدیع الباقی الوارث الرشید الصبور(سنن ترمذی) الله الواحد الصمد الأول الآخر الظاهر الباطن الخالق البارء المصور الملك الحق السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر الرحمن الرحيم اللطيف الخبير السميع البصير العليم العظيم البار المتعال الجليل الجميل الحي القيوم القادر القاهر العلي الحكيم القريب المجيب الغني الوهاب الودود الشكور الماجد الواجد الوالي الراشد العفو الغفور الحلم الكريم التواب الرب المجيد الولي الشهيد المبين البرهان الرءوف الرحيم المبدئ المعيد الباعث الوارث القوي الشديد الضار النافع الباقي الواقي الخافض الرافع القابض الباسط المعز المذل المقسط الرزاق ذو القوة المتين القأئم الدائم الحافظ الوكيل الفاطر السامع المعطي المحي المميت المانع الجامع الهادي الكافي الأبد العالم الصادق النور المنير التام القديم الوتر الأحد الصمد الذي لم يلد ولم يكن له كفوا أحد(سنن ابن

ماجة)ا الرحمن الرحيم الملک القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتکبر الخالق الباريئ المصور الغفار القهار التواب الوهاب الخلاق الرزاق الفتاح العليم الحليم العظيم الواسع الحکيم الحيى القيوم السميع البصير اللطيف الخبير العلى الکبير المحيط القدير المولى النصير الکريم الرقيب القريب المجيب الوکيل الحسيب الحفيظ المقيت الودود المجيد الوارث الشهيد الولى الحميد الحق المبين القوى المتين الغنى المالک الشديد القادر المقتدر القاهر الکافى الشاکر المستعان الفاطر البديع الغافر الأول الآخر الظاهر الباطن الکفيل الغالب الحکم العالم الرفيع الحافظ المنتقم القائم المحيى الجامع المليک المتعالى النور الهادى الغفور الشکور العفو الرؤوف الأکرم الأعلى البر الحفى الرب الالہ الواحد الأحد الصمد الذى لم يلد و لم يولدو لم يکن لہ کفوا أحد)فتح البارى)بند

بند.

بند اللہ نے خود اپنے لئے جو اسماء و صفات بیان کئے ہیں ان کو ماننا ہے اور جن صفات سے خود کو منزہ بیان کیا ہے اس سے اللہ کو منزہ ماننا ہے۔تشریح

اسماء و صفات الٰہیہ میں فرق اللہ کے اسماء اس کی صفات پر بنے ہوئے نام ہیں، مثلاً اللہ کی ایک صفت علم ہے، جو آیت: **يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ (البقرہ: ۲۵۵)** میں بیان کی گئی ہے، اس صفت کا اظہار مثلاً: اللہ کے اسم ’’العلیم‘‘ میں کیا گیا ہے۔ اسی طرح اللہ کی ایک صفت رزق دینا ہے، جو آیت: **اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ (الشوری:۱۹)** میں بیان ہوئی ہے، اس صفت کا اظہار مثلاً اللہ کے نام ’’الرزاق‘‘ میں ہوا ہے: **إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ (الذاریات:۵۸)**

اللہ تعالیٰ کی بعض صفات وہ ہیں جن سے بنے ہوئے اسماء اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن و سنت میں وارد ہوئے ہیں، اور بعض وہ صفات ہیں جو صفت کے طور پر تو اللہ کے لئے استعمال ہوئے ہیں لیکن ان سے بنا ہوا کوئی اسم اللہ کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے، مثلاً ارادہ اور مشیت اللہ کی صفات ہیں، صنعت اللہ کی صفت ہے، اسی طرح محض ’’مقابلہ ‘‘ میں مکر اور خداع بھی اللہ کے صفات فعلی میں استعمال ہوئے ہیں لیکن ان سے بنے اسماء اللہ کے لئے قرآن و سنت میں کہیں استعمال نہیں ہوئے ہیں۔

اب اس کا حکم یہ ہے کہ قرآن و سنت نے جو ثابت کیا ہے وہ اللہ کے لئے ثابت ہے، اور قرآن و سنت نے اللہ کے لئے جو ثابت نہیں کیا ہے وہ ثابت نہیں ہے، اس لحاظ سے جن صفات پر کوئی نام اللہ کے لئے قرآن و سنت میں آیا ہے وہ اللہ کے اسماء حسنی کا حصہ ہے، اور جن صفات

سے کوئی اسم اللہ کے لئے استعمال نہیں ہوا ہو اس میں محض صفت ثابت ہو ان کے لئے کوئی اسم اپنی طرف سے نہیں بنایا جائے گا **دلائل**

**فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلإِسْلامِ (الأنعام:١٢٥) وقال تعالى: {وَمَا تَشَاءُونَ إِلاَّ أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَالتكوير: ٢٩ }صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ (البقرة: ١٣٨) صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ (النمل:٨٨) يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (النساء: ١٤٢ }وَمَنْ أَنْكَرَ مَا وَصَفَ اللَّهُ بِهِ نَفْسَهُ فَقَدْ كَفَرَ، وَلَيْسَ فِيمَا وَصَفَ اللَّهُ بِهِ نَفْسَهُ وَلَا رَسُولُهُ تَشْبِيهٌ.**

**(شرح العقيدة الطحاوية:١/٤٢)">بند**

**بند**.

**بند** اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت بیان نہیں کر سکتے، اس کی ثناء کے لئے خود اس کے دئیے ہوئے علم کی پابندی ضروری ہے۔ **تشریح**

اسماء و صفات باری تعالیٰ کے لئے ہمیں اللہ کی تعلیمات تک اس لئے محدود رہنا ہے کیونکہ اس معاملہ میں انسان و مخلوقات کا ذہن بالکل ناقص ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسے اسماء و صفات بیان کرنا جو خود اللہ اور اس کے رسول سے منقول نہیں ہیں یہ الحاد ہے۔

اسماءو صفات باری تعالیٰ توقیفی ہیں اللہ تعالیٰ کی انہیں صفات کا اثبات کیا جائے گا جن کو قرآن و سنت

نے بیان کیا ہے، اور ان صفات کی نفی کی جائے گی جن کی قرآن و سنت میں نفی کی گئی ہے، اور ان باتوں کے بارے میں سکوت اختیار کیا جائے گا جن کے بارے میں قرآن و سنت نے سکوت اختیار کیا ہے۔

کیونکہ قرآن و سنت کی تنبیہ ہے کہ بندے اللہ کی صفات اوراس کے نام خود سے وضع نہیں کر سکتے ، اگر وہ ایسا کریں گے تو اس میں صرف غلطی نہیں کریں گے بلکہ اللہ کی شان میں گستاخی کے مرتکب بھی ہو سکتے ہیں، جیسا کہ دنیا کی دیگر مشرک اقوام نے اس راستے میں ٹھوکر کھائی ہے اور حق سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے اسمار و صفات کے بارے میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اس کے متعلق جتنا سکھایا گیا ہے اسی کے دائرے میں رہیں، یہ توقیفی معاملہ ہے۔

توقیفی امر کے معنی : امر توقیفی اس بات کو کہتے ہیں کہ: اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے ایک بات مقرر کردی گئی، اور ساتھ ہی یہ بھی طے ہے کہ اس میں بندے اپنی جانب سے کوئی حک و اضافہ اور کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے۔چنانچہ بندے اللہ تعالیٰ کا جتنا تعارف سمجھ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام میں اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم میں دے دیا ہے۔بندوں کو اسی کا پابند رہنا ہے۔

اسماء و صفات کے باب میں اجتہاد و قیاس آرائی کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔اس باب میں قیاس آرائی انسان کو یقینی طور پر حق سے گمراہ کردیتی ہے، باری تعالی کا ارشاد ہے : **وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى**

**فَــادْعُوهُ بِهَــا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِــدُونَ فِي أَسْــمَائِهِ سَـيُجْزَوْنَ مَـا كَـانُوا يَعْمَلُـونَ (الاعـراف: ١٨٠)** -بـاری تعالی کے ناموں کے ساتھ الحاد کی تفسـیر میں مفسـرین نے یہی لکھا ہے کہ اس کے ایسے نام بتانا جو خـود اس سـے ثـابت نہیں ہیں۔

**صفات باری تعالیٰ کو توقیفی کیوں رکھا گیا؟**

اس معاملے کو تـوقیفی اس لـئے رکھـا گیـا ہے کیـونکہ کسی بھی شے یا ہستی کا خود سـے تعـارف وہی دے سـکتا ہے جو اس سے پوری طـرح واقفیت رکھتـا ہو، اور جس کـو مکمل تعارف نہ ہو اس سے غلطی بھی ہوسکتی ہے۔

پھر انسان کی عقل ناقص اور اس کی مـا فی الضـمیر کی ادائیگی میں نقص بھی اس میں رکـاوٹ ہے ، اس لـئے بھی کہا گیـا کہ: اللہ تعـالیٰ نے خـود اپـنی صـفات اور اپنـا تعـارف پیغمـبروں کے ذریعہ دے دیـا ہے، اب اس میں کسـی بھی دخل اندازی کی ممانعت ہے۔

اسـماء بـاری تعـالیٰ میں الحـادِ اللہ کے نـاموں میں کسی بھی قسـم کـا تصـرف کرنـا یہ الحـاد ہے، مثلاً اللہ کے ناموں کو بدل دینـا جیسـے، اللہ سـے اس کی مـؤنث ’’لات‘‘ بنانا، یا العزیز سے ’’عُزی‘‘ بنانا، اور منان سے ’’منـاۃ‘‘ بنانـا، یہ اسماء باری تعالیٰ میں الحاد کرنا ہے اور ممنوع ہے۔

اسی طرح اللہ کے نام و صـفات میں اپـنی عقـل سـے کچھ اضافہ کرنا یہی تشـبیہ ہے، کیـونکہ بنـدہ اضـافہ وہی کر سکتا ہے جو وہ سوچ سـکتا ہے اور وہ اسـی دائـرے میں سـوچتا ہے جتنـا اس کـا مَبْلَـغِ علم ہے، اس کـا مَبْلَـغِ علم مخلوقات کا دائرہ ہے، اب وہ جو بھی اضافہ کرے گـا اسـی

سے اضافہ کرے گا، اور اس میں وہ لازما اللہ کو مخلوقات کے مشابہ کردے گا، مثلاً اللہ کو باپ ماننا جیسے نصاری نے کیا ہے، یا اللہ کا جسم ماننا جیسے عام طور پر مشرکین کرتے ہیں، آیت کی رو سے یہ سب الحاد میں شامل ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا نام بنانا یا کوئی ایسی صفت بیان کرنا جو خود اللہ تعالیٰ اور پیغمبر ﷺ کی تعلیمات میں نہیں ہے یہ کفر اور شرک ہے۔

اور اللہ کی ثابت صفات میں کمی کردینا بھی الحاد ہے، اس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے کہ یہ تعطیل ہے۔

**صفات باری تعالیٰ میں الحاد کا نتیجہ:**

اسمار و صفات باری تعالیٰ کو وضع کرنے میں دخل اندازی نہ کرنے کی اس تنبیہ کو اس اعتبار سے بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ بندے جب پیغمبرانہ تعلیمات کی پرواہ نہ کرکے اپنے خالق و مالک اور اس کی صفات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو اس کے وقار، تقدیس اور سبحانیت کو پیش نظر رکھ ہی نہیں سکتے، اور اس کی ایسی تصویر کشی کرتے ہیں جس سے بجائے خالق و پروردگار کی تعریف ہونے کے الٹا توہین لازم آتی ہے، مثلاً انسانوں نے خالق و مالک کی قدرت اور انعامات کو بیان کرنا چاہا تو اس کی ایک خیالی مورت بنا کر اس کو کئی سَر دے دئیے، اور اس کا خود ساختہ جسم بنا کر اس کو کئی ہاتھ دے دئیے، اور اِن ہاتھوں میں پتہ نہیں کیا کچھ تھما دیا، اور اُن کے ساتھ خود ساختہ فلسفے جوڑ دئیے۔ قہاریت و جباریت کے اظہار کے لئے بھیانک چہرے بنا دئیے، جانوروں کی تصویر کو خدا کی تصویر بتلایا، اور کہیں جانوروں کو اس کی سواری بنایا، دنیا

کی کوئی بھی قوم جو صفات باری تعالیٰ کے بیان میں پیغمبروں کی تعلیمات تک پابند نہیں رہی، ان میں سے ہر ایک ایسی کسی نہ کسی بے راہ روی کا شکار رہی ہے۔

اس بارے میں انسانی ذہن کی اُپَچ کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے، کہ ہندو ’’گنیش‘‘کی تصویر سال بسال بناتے رہتے ہیں، اور ہر سال اپنے ذہن سے اسکی قدرت کے اظہار کے لئے جو تنوع اختیار کرتے ہیں وہ انسانی ذہن کے نقص اور دیوالیہ پن کو ظاہر کرنے کے لئے نہایت عبرت انگیز ہے، سر گنیش کا رکھتے ہوئے وہ کہیں اس کا دھڑ رام کا بناتے ہیں، تو کہیں کرشن کا، اور کہیں شیو کا، تو کہیں کسی پہلوان کے کسرتی بدن پر اس کا سر جوڑ دیتے ہیں، اور اس سے انسان سمجھتا ہے کہ اس نے خدا کی طاقت کا اظہار کردیا، انسانی ذہن کی یہی سب کچھ کارستانیاں اور محدودیت ہوتی ہے، ہر مشرک قوم میں یہ بیہودگیاں پائی جاتی ہیں، جو خالق کائنات کی تقدیس و سبحانیت کے بالکل برخلاف اور اہانت آمیز طریقہ ہے، اس لئے انسان کو اس بات سے منع کیا گیا کہ وہ صفات باری تعالیٰ کا بیان اس کی تقدیس اور سبحانیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہیں کر سکتا ، بس وہ اسی دائرہ میں محدود رہے جو پیغمبروں کی تعلیمات میں کھینچ دیا گیا ہے۔

**دلائل**

**قال الإمام أحمد رحمه الله : لا يوصف الله إلا بما وصف به نفسه أو وصفه به رسوله صلى الله عليه وسلم لا نتجاوز القرآن والسنة" (معتقد أهل السنة والجماعة في توحيد الأسماء**

**والصفات:(١/٥٦)وقال شيخ الإسلام ابن تيمية: "وطريقة سلف الأمة وأئمتها أنهم يصفون الله بما وصف به نفسه، وبما وصفه به رسوله صلى الله عليه وسلم" ( منهاج السنة: ٢/٥٢٣)وأسماء الله عز و جل تؤخذ توقيفا ولا يجوز أخذها قياسا(اصول الدين: ١/١٠٨) وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (الأعراف :١٨٠) معنى الزيادة في الأسماء التشبيه والنقصان التعطيل فإن المشبهة وصفوه بما لم يأذن فيه والمعطلة سلبوه ما اتصف به ولذلك قال أهل الحق : إن ديننا طريق بين طريقين لا بتشبيه ولا بتعطيل (تفسير القرطبى: ٧/٢٨٥)** بند

بند.

بند اللہ کے لئے اسماء و صفات کسی بھی شے کی مثل یا مشابہ نہیں ہیں۔ تشریح

تمثیل و تشبیہ۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت ہیں لیکن اسی طرح جیسا کہ خود اللہ نے اپنے کلام میں بیان کیا ہے، اور پیغمبر نے اللہ کے دئے ہوئے علم کے مطابق ان کی تشریح کی ہے، اثبات صفات میں اللہ اور اس کے رسول کی بیان کردہ حدود میں رہنا ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا، لیکن انسانی ذہن صفات کے بارے میں کئی

اعتبارات سے غلطی کرتا ہے، صفات کو ثابت کرنے میں قرآن نے ایک اور تنبیہ یہ کی ہے کہ : ’’اللہ کی صفات ثابت ہیں، لیکن اس کا مثل کوئی نہیں ہے‘‘۔

اللہ تعالیٰ کے جیسا کوئی نہیں ہے، نہ ذات میں نہ صفات میں اور نہ ہی افعال میں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی جو خصوصیات ہیں مخلوقات میں کسی کو اس سے متصف نہیں کیا جا سکتا، اور نہ ہی اللہ کی صفات میں سے کسی شے میں مخلوقات اس کے مثل ہوسکتی ہیں، اللہ بندوں جیسا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے ارشاد ہے : **لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ** جو لوگ غیر اللہ میں سے کسی کو اللہ کا مثل اور اس کے مشابہ قرار دیتے ہیں اس میں ان پر صاف طور پر رد کردیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بعض ناموں کے بارے میں عام انسان کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ شائد یہ صفات اللہ میں بندوں جیسی ہے، یا بندوں میں اس جیسی صفات اللہ کے مثل ہیں، لیکن اس طرح کا عقیدہ رکھنا کفر ہے، اللہ کی صفات میں سے ایک صفت خود یہ ہے کہ وہ سب سے جدا ہے، اور اس جیسا کوئی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و برتر ہے کہ کوئی اللہ کے مثل ہو، اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات اور حقوق میں سب سے یکتا ہے۔

صفات میں یہ بات تمام سے جاننا ہے کہ: جس نے ’’اللہ‘‘ کو مخلوق کے مشابہ کردیا اس نے کفر کیا ہے،اور جس نے ’’مخلوق‘‘ کو اللہ کے مشابہ کردیا اس نے بھی کفر کیا ہے، کیونکہ باری تعالیٰ کے مثل کوئی نہیں ہے۔

**ہم اہل سنت و الجماعت باری تعالیٰ کی صفات میں تعطل اور تشبیہ دونوں سے گریز کرتے ہیں۔ صفات بھی مانتے ہیں اور مثلیت کا بھی انکار کرتے ہیں۔**

تعطیل اور تمثیل و تشبیہ سے اجتناب ہے ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کے معاملے میں تعطیل سے بھی بچتے ہیں، یعنی صفات کا انکار نہیں کرتے، اور تمثیل اور تشبیہ سے بھی بچتے ہیں، اور اللہ کی صفات کو بندوں کی صفات جیسا قرار نہیں دیتے، اور کیفیت سے بھی بچتے ہیں، یعنی جن صفات کی کیفیات کو اپنی جانب سے بیان کرنے میں بظاہر تمثیل اور تشبیہ لازم آتی ہے۔ ان کی کیفیت کو اللہ کے حوالے کرتے ہیں کہ وہ ان کی حقیقت جانتا ہے۔ باقی چونکہ اللہ نے ان کو بیان کیا ہے۔ اس لئے ان کو ویسے ہی حقیقی مانتے ہیں جیسا کہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

**دلائل**

**فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (الشوری:١١) لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَى (النحل:٦٠) وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَى فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (الروم:٢٧) وَقَالَ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ: مَنْ شَبَّهَ اللَّهَ بِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ فَقَدْ كَفَرَ، وَمَنْ أَنْكَرَ مَا وَصَفَ اللَّهُ بِهِ نَفْسَهُ فَقَدْ كَفَرَ، وَلَيْسَ فِيمَا وَصَفَ اللَّهُ بِهِ نَفْسَهُ وَلَا**

**رَسُولُهُ تَشْبِيهٌ.وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهْوَيْهِ: مَنْ وَصَفَ اللَّهَ بشيء فَشَبَّهَ صِفَاتِهِ بِصِفَاتِ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ فَهُوَ كَافِرٌ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ (شرح العقيدۃ الطحاویۃ:۱/۴۲) وَمَنْ لَمْ يَتَوَقَّ النَّفْيَ وَالتَّشْبِيهَ زَلَّ وَلَمْ يُصِبِ التَّنْزِيهَ(شرح العقيدۃ الطحاویۃ: ۱/۶۰)** بند

بند.

**بند** حیات اللہ کی صفت ذات ہے اور الحیی اللہ کا صفاتی نام ہے۔ باقی دوسروں میں حیات، اللہ کی جانب سے عطاء کی ہوئی ہے۔

تشریح

امہات الصفات وہ اسماء جو ذات باری تعالی کےلئے ثابت ہیں ان کو صفات ذات اور امہات الصفات کہتے ہیں ، یعنی وہ صفات جن کے بغیر باری تعالیٰ کی ذات کا تصور ممکن ہی نہیں ہے، صفات حیات، علم، ارادہ، قدرت، سماعت، بصارت، کلام ہیں، ان صفات کے لئے اسما ر مثلاً : الحیی العلیم، القدیر البصیر السمیع وغیرہ ہیں اور اسی قسم میں صفات مثلاً وجہ ، عین، ید، رجل ، اصابع وغیرہ بھی شامل ہیں ۔

**حیات /الحیی :**

حیات اللہ تعالیٰ کی صفت بھی ہے اور اس صفت سے اللہ تعالیٰ کا نام الحیی ہے، اللہ تعالیٰ کی حیات بذاتہٖ ہے، یعنی وہ خود سے الحیی ہے اس کی حیات کسی کی عطاء نہیں ہے، اور اس کی حیات کامل و مکمل درجہ کی ہے۔

اور اس کی حیات ایسی ہے کہ نہ اس کو موت ہے، اور نہ وہ ہلاک ہونے والا ہے۔

مخلوقات کی حیات اللہ کی تخلیق ہے، چنانچہ اللہ کے علاوہ جس کو بھی حیات حاصل ہے اللہ کی عطاء سے ہے، وہ جسے چاہتا ہے اور جب تک چاہتا ہے زندگی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے جب چاہتا ہے موت دیتا ہے۔ وہی الحیی اس لائق ہے کہ اسی کی عبادت ہو، اس کے علاوہ کوئی الہ نہیں ہے۔

**دلائل**

**اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ(البقرہ:۲۵۵) اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ (آل عمران:۲) وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَى بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا (الفرقان:۵۸) كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (القصص: ۸۸) ، تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۱) الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ (۲) (سورہ الملک) تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۲۷) (آل عمران) إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذَلِكُمُ اللَّهُ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ (۹۵) (الأنعام) قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ**

**وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ (۳۱)(یونس)يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ (۱۹) (الروم)هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۶۵)(الغافر)** بند

بند.

**بند** اللہ تعالیٰ کے لئے صفت قدرت بھی ثابت ہے کہ وہ ذات قادر مطلق ہے، کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے **تشریح**

قدرت اللہ کی صفتِ ذاتیہ ہے، اور اس صفت سے اللہ کا اسم القدیر ، القادر، المقتدر وغیرہ ہیں، اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر مکمل قدرت حاصل ہے، کوئی شے اس کو عاجز نہیں کر سکتی، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، جو چاہتا ہے تخلیق کرتا ہے، اور سبھی کی تدبیر وہی کرتا ہے، کائنات کی تمام عظیم اور حیرت انگیز مخلوقات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم ’’کن‘‘ سے پیدا کیا، اور وہی اس کائنات کی تدبیر کررہا ہے، ہر کوئی اس کے آگے مقہور ہے، کوئی اس کے حکم سے باہر نہیں ہے، آسمان و زمین ، سورج و چاند ، خلاؤں مین بکھرے ہوئے سیارے، فضائیں اور سمندر، پہاڑ و دریا چرند و پرند سب اللہ کے حکم کے تابع فرمان اور مسخر ہیں، کوئی مخلوق اس حد سے آگے نہیں

بڑھ سکتی جس میں الل□ ن□ اس کو رکھا □□ □الل□ تعالیٰ کی صفت قدرت کو ظا□ر کرن□ والی قرآن و حدیث میں اور کئی اسماء و صفت استعمال □وئ□ □یں، مثلاً:القیوم الل□ کی اسم و صفت قدرت □□، اسی طرح القوی، القهار، القاهر، عزت دینا اور ذلت دینا اور □ر طرح ک□ خیر و شرکا تن□اء مالک □ونا، العزیز، الجبار، المتکبر، ذو القو□ المتین وغیر□ سبھی الل□ ک□ اسماءو صفات قدرت □یں□ **دلائل**

**وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (الأعراف:۵۴)وَآيَةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ (۳۷) وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (۳۸) وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ (۳۹) لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (۴۰)(سور□ يس) إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ (الذاريات:۵۸) إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (سورة الْبَقَرَةِ آية: ۲۰)وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا( سورة الْكَهْفِ: ۴۵)□ عن جابر بن عبد الله ، رضي الله عنهما قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة في الأمور كلها كما يعلمنا السورة من القرآن يقول : إذا هم أحدكم**

بالأمر فليركع ركعتين من غير الفريضة ثم ليقل : اللهم إني أستخيرك بعلمك وأستقدرك بقدرتك ، وأسألك من فضلك العظيم ، فإنك تقدر ولا أقدر ، وتعلم ولا أعلم وأنت علام الغيوب ، اللهم إن كنت تعلم أن هذا الأمر خير لي في ديني ودنياي ومعاشي وعاقبة أمري - أو قال في عاجل أمري وآجله - فاقدره لي ويسره لي ، ثم بارك لي فيه ، وإن كنت تعلم أن هذا الأمر شر لي في ديني ومعاشي وعاقبة أمري أو قال : في عاجل أمري وآجله فاصرفه عني ، واصرفني عنه ، وعجل لي الخير حيث كان ثم أرضني به (رواه البخاري)بند

بند.

بند اللہ تعالیٰ اپنی صفت قدرت میں کامل ہیں تشریح

اللہ کی قدرت میں کمال ہے کوئی نقص و عیب نہیں ہے، وہ سوتا اونگھتا یا تھکتا نہیں ہے، اس کو کوئی عاجز نہیں کر سکتا، سب اس کے تدبیر کے محتاج ہیں اور ان کی تدبیر و انتظام اس کو تھکاتی نہیں ہے، اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا ، سب اس کے آگے مسخر اور مقہور ہیں ، اور اللہ کی صفت قدرت کی مظہر ہیں دلائل

**وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا**

قَدِيرًا ) سورة فَاطِرٍ: ۴۴) وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (سورة الْبَقَرَةِ: ۲۵۵)عن ابن مسعود ، رضي الله عنه قال : من قال : الحمد لله الذي تواضع كل شيء لعظمته ، والحمد لله الذي ذل كل شيء لعزته ، والحمد لله الذي استسلم كل شيء لقدرته ، والحمد لله الذي خضع كل شيء لملكه ، كتب الله تعالى له بها ثمانين ألف حسنة ، ومحا عنه بها ثمانين ألف سيئة ورفع له بها ثمانين ألف درجة(الاسماء و الصفات:۱/۲۶۷)بند

بند.

بند بندے اپنے افعال کو انجام دینے میں اللہ کی قدرت و مشیت کے محتاج ہیں۔تشریح

افعالِ عباد’ اللہ کی قدرت میں شامل ہیں۔ بندے جو کچھ کرتے ہیں اللہ ان کو پہلے سے جانتا ہے، اور ان کے ارتکاب کا جب بندے ارادہ کرتے ہیں تو ان کے وجود میں آنے کےلئے خود اللہ کی مشیت ضروری ہے، بندوں کی مشیت پر اللہ کی مشیت سے اجازت مل جائے تو وہ اس کو کر سکتے ہیں ورنہ اللہ کی مشیت نہ ہو تو وہ کچھ نہیں کر سکتے، اس لحاظ سے افعال عباد بھی اللہ کی قدرت کے تحت ہیں۔دلائل

ذَلِكَ بِأَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَكُلُّ شَئ‌ءٍ إِلَيْهِ فَقِيرٌ، وَكُلُّ أَمْرٍ إليه يَسِيرٌ(شرح العقيد الطحاوي لإبن أبى العز:۱/۵۹) بند

بند.

بد مخلوقات میں صفت قدرت اللہ کی عطاء سے ہے، اور اتنی ہی ہے جتنی کہ اللہ نے دی ہے۔ تشریح

غیر اللہ میں سے کسی میں صفت قدرت اس معنی میں ماننا جس معنی میں اللہ اور اس کے رسول نے ثابت مانی ہے شرک نہیں ہے، مثلاً یہ ماننا کہ : کسی مخلوق میں صفت قدرت ہے لیکن اللہ کی عطاء سے ہے، محدود ہے، اور حادث ہے یہ شرک نہیں ہے، ان شرائط کے ساتھ کسی میں قدرت کا کتنا ہی اونچا درجہ مانا جائے وہ شرک نہیں ہوگا۔ دلائل

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ۔ (الانعام:۶۵) بَلَى قَادِرِينَ عَلَى أَنْ نُسَوِّيَ بَنَانَهُ۔ (القیامہ:۴) وَإِنَّا عَلَى أَنْ نُرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَادِرُونَ۔ (المؤمنون:۹۵ ) وَكَانَ اللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا۔ (کهف:۴۵ ) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا۔ (فاطر:۴۴) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی دعاء الاستخارہ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ۔ (صحیح بخاری:۱۔ ۱۵۵) و قادر بقدرتہ التی ھی صفتہ

الأزلیة الصرمدیة و المعنی انہ اذا قدر علی شیئ فانما بقدر علیہ بقدرتہ القدیمہ لا بالقدرۃ الحادثۃ کما توجد للأشیاء الممکنۃ فھو الحی القیوم (شرح فقہ اکبر:١٦) الکلام فی القدرۃ ھی الاختیار فی الفعل و الترک و اجمع اھل السنۃ علی ان الحق سبحانہ فاعل بالقدرۃ فان شاء لم یفعلہ (مرام الکلام: ٢١)بند

بند.

بند مخلوقات کے لئے ہر قسم کا نفع و نقصان اللہ کے ارادہ و مشیت کے تابع ہے۔تشریح

ہر قسم کا نفع و نقصان اللہ کے ارادے اور مشیت کے تابع ہے، دنیا میں کسی چیز کا حاصل ہونا یا کسی چیز سے محروم ہونا انسان کی اپنی محنت و عقل سے جڑی ہوئی نہیں بلکہ اللہ کے ارادہ کے تحت ہے، اللہ جس کو چاہے نفع دے جس کو چاہے نقصان پہنچائے، بغیر اللہ کے ارادہ کے کوئی شے کسی کو نہیں ملتی، اور بغیر اللہ کے ارادہ کے کوئی کسی شے سے محروم نہیں ہوتا۔دلائل

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا (الإسراء:١٨)بند

بند.

بند مخلوق کی زندگی اور موت، صحت و بیماری، اچھائی اور برائی سب اسی کے قبضہ میں ہے۔تشریح

مخلوق کی زندگی اور موت، صحت و بیماری، اچھائی اور برائی سب اسی کے قبضے میں ہے، وہ جب تک چاہتا ہے مخلوق کو زندہ رکھتا ہے اور جب چاہتا ہے اس کو موت دے دیتا ہے، اسی طرح جب تک چاہے گا کائنات کو باقی رکھے گا اور جب چاہے گا اس کو فناء کرکے قیامت برپا کردے گا۔ دلائل

**أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ ۝ (فصلت:۵۴)**
**وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى ۝ وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ۝ (النجم:۴۳،۴۴) ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ۝ ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ ۝ (عبس:۲۱،۲۲)** بند

بند.

بند اللہ تعالیٰ کے لئے صفت ارادہ بھی ثابت ہے، یعنی اپنے ارادہ و اختیار سے جو چاہتا ہے کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے وجود بخشتا ہے اور جس کو چاہتا ہے معدوم کردیتا ہے، اس نے ازل میں ارادہ کیا تھا اسی کے مطابق ہورہا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ اسی کے مطابق ہوتا رہے گا، وہ جس کا ارادہ کرتا ہے وہ ہوکر ہی رہتا ہے، کوئی چیز بھی اس کے ارادہ و اختیار سے باہر نہیں ہے تشریح

ارادہ اللہ کی صفت ذات ہے، لیکن اس صفت سے اللہ کے لئے کوئی ''اسم'' قرآن وحدیث میں استعمال نہیں ہوا ہے، اس لئے اس صفت سے اللہ کے لئے کوئی ''اسم'' ہمیں اپنی جانب سے بنانا جائز نہیں ہے، ہاں ''ارادہ'' اللہ کی صفت کے طور پر قرآن و حدیث میں بے شمار جگہوں پر آیا ہے، تکوین، تخلیق ، تقدیر اور ربوبیت کا ہر کام اللہ کے ارادہ سے جڑا ہوا ہے، کائنات میں جو کچھ

ہو رہا ہے یہ اللہ کے ارادہ سے ہو رہا ہے، اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے وہ نہ چاہے تو کچھ نہیں ہوتا

کوئی شے اللہ کے ارادے کے بغیر نافذ ہی نہیں ہوتی

کائنات اللہ کی مملکت ہے، یہاں کوئی شے اللہ کے ارادہ اور اس کی مشیت کے بغیر پوری نہیں ہوتی، کوئی چیز اس کے ارادہ کے بغیر وجود میں نہیں آتی ، کوئی چیز اللہ کے ارادہ کے بغیر پیدا نہیں ہوتی، حتی کہ بندوں کے اعمال بھی پورا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ ان کے پورا ہونے کا ارادہ فرمائے، اور ان کو پورا ہونے کا موقع دے، ارادہ میں اللہ کا کمال یہی ہے کہ ہر چیز اللہ کے ارادہ کے بعد ہی پوری ہو ، اس اعتبار سے اللہ کے ارادہ کی اقسام ہیں

**دلائل**

**عن أنس بن مالك ، رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال : « إذا أراد الله بعبده الخير عجل له العقوبة في الدنيا ، وإذا أراد بعبده الشر أمسك عنه بذنبه حتى يوافيه به يوم القيامة(الاسمار و الصفا للبیہقی: ۱/۳۴۰) ﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَايُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرہ:۱۸۵) إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ (النحل: ۴۰) وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا﴾ (یونس:۹۹) مذهب اهل الحق ان كل ما أراد اللہ تعالیٰ فهو كائن و ان كائن فهو مرادہ، و ان لم يكن**

**مرضیا ولا ماموراً به بل منهی عنه، و هذا ما اشتهر من السلف أن ماشاء الله کان ومالم یشأ لم یکن (شرح المقاصد:۳/۱۰۰)** بند

بند.

بند اشیاء و افعال کے وجود میں آنے اور پیدا ہونے کے لئے اللہ کا ارادہ و مشیت ضروری ہے۔ تشریح

**کافر کا عمل کفر اور فاسق کا عمل فسق بھی وجود میں آنے کے لئے اللہ کی اجازت کا محتاج ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ امتحان و ابتلاء کے پورا ہونے کے لئے ہر شخص کے عمل کے پورا ہونے کا اپنی مشیت سے حکم دیتے ہیں تبھی وہ وجود میں آتا ہے۔**

ارادہ کی اقسام: اللہ تعالیٰ کا ارادہ دو طرح کا ہے:
(۱) ارادۂ کونی (۲) ارادۂ شرعی

**(۱)ارادۂ کونی، خلقی و قدری:**

اللہ تعالیٰ کا ایک ارادہ وہ ہے جو اس نے اس کائنات کو بنانے، تخلیق کرنے، مخلوقات کی تقدیر بنانے کے لئے کیا ہے، اس کو ’’ارادہ کونی/ یا ارادہ تکوینی‘‘ کہتے ہیں، اور اسی معنی میں لفظ ’’مشیت‘‘ بھی استعمال ہوتا ہے، کسی بھی چیز کا وجود اللہ کے ارادے کے بغیر نہیں ہوتا، یہ اللہ کی مملکت ہے یہاں ہر چیز وجود میں آنے کے لئے اللہ کی مشیت اور اس کے ارادے کی تابع ہے۔

جس طرح ہر حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کے ارادہ و مشیت کے تابع ہیں، اسی طرح بندوں کے افعال و اعمال

بھی اللہ تعالیٰ کے ارادے و مشیت سے پورے ہوتے ہیں، بندوں کو چاہنے اور اعمال کا اختیار دیا گیا ہے لیکن ان کی چاہت اس وقت تک پوری نہیں ہوتی جب تک کہ اللہ اپنی مملکت میں ان کی چاہت کے پوری ہونے کا ارادہ نہ کرے۔

ایمان ، کفر ، عمل صالح اور سیئات سب کے پورا ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ارادۂ کونی کی ضرورت ہے، یعنی اللہ کی مملکت میں کسی بھی شخص کا ارادہ اس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک کہ خود اللہ کی مشیت اس کے ساتھ نہ جڑ جائے۔

**(۲) ارادۂ شرعی:**

مؤمن کے ایمان اور کافر کے کفر کا ارادہ دونوں کے پورا ہونے کے لئے یہ ضرروی ہے کہ اللہ کا ارادہ بھی اس کو قبول کرے اس کا یہ مطلب ہے کہ ایمان و کفر دونوں اللہ کی نگاہ میں برابر ہیں، بلکہ اللہ ایمان کو پسند کرتا ہے، اور اس سے راضی ہوتا ہے، اور اس معنی کر ایمان اور عمل صالح کے پورا ہونے کے لئے اللہ کا ارادہ ’’ارادۂ شرعی‘‘ ہے، اور کافر کے کفر کے لئے اللہ تعالیٰ کا ’’ارادہ تکوینی‘‘ہوتا ہے، کہ کافر کے ارادے کے مطابق اس کی خواہش کو پورا کیا جائے تاکہ بندوں کا امتحان پورا ہو۔

بند

**بد** نیک اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور بُرا اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے

تشریح

نیک اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور بُرا اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے، یہ قریبی اوردوری مسافت کے اعتبار سے

نہیں بلکہ یہ قرب بھی بلا کیف ہے اور یہ بُعد بھی بلا کیــف ہے۔ دلائل

**(ولٰكن المطيع قريب منه بلا كيفٍ) أى من غير التشبيه (والعاصى بعيد عنه بلا كيفٍ) أى بوصف التنزيه (شرح فقه اكبر:١٠٤)** بند

بند.

بد مشیت و تقدیر کو اعمالِ سیئہ کے لئے ڈھال بنانا کفر ہے۔ تشریح

اس سے یہ واضح ہوگیا کہ شر کی تکوین اللہ نے امتحان اور آزمائش کی غرض سے کی ہے، اگر خیر کے ساتھ شر کی تخلیق ہی نہیں ہوتی تو امتحان کیسے ہوتا؟ اس لحاظ سے شر کی تخلیق اور اس کا تکوینی ارادہ غلط نہیں ہے، ہاں شر کو اختیار کرنا اور اس کا ارتکاب کرنا غلط ہے، یعنی بندے اللہ کی پیدا کردہ خیر اور شر کی اقسام میں سے کسی ایک قسم کو اپنے اختیار سے کرتا ہے، اگر وہ شر کو اختیار کرتا ہے تو اس کا شر کو اختیار کرنا غلط ہے، اگر وہ شر کو اختیار کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پورا کردیتا ہے، اس کو زبردستی روکتا نہیں ہے، تاکہ امتحان پورا ہو۔

اس اعتبار سے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ شر کو اختیار کررہا ہے تو یہ اللہ کا ارادہ ہے، کیونکہ یہ اللہ کا ارادہ شرعی نہیں بلکہ تکوینی ہے، یعنی اس کے علم میں گناہ ہورہا ہے تو وہ اس کو پورا ہونے دے رہا ہے، زبردستی روک نہیں رہا ہے، کیونکہ اس کو امتحان

پورا کرانا ہے، باقی بندہ جو کچھ کررہا ہے اپنے اختیار سے کررہا ہے، اس لئے معاصی اور ذنوب کے لئے مشیت الٰہی کو آڑ بنانا درست نہیں ہے، اور اپنے اختیار سے کرنے والے سیئات /گناہوں کے بارے میں یہ کہنا کہ اللہ نے چاہا ہے اس لئے وہ گناہ کا ارتکاب کررہا ہے ایسا کہنا کفر ہے، کیونکہ اللہ کا ارادہ تکوینی کسی کے لئے جبر کی راہ نہیں کھولتا، جبکہ اس کا ارادۂ شرعی اس کو گناہ سے باز رہنے کو بھی کہہ رہا ہے۔ ہاں غیر اختیاری حالات اور مصائب کی نسبت اللہ کی مشیت طرف ہی کی جائے گی، کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں، اور یہی ایمان کا تقاضہ ہے۔

**احکام شرعیہ میں اللہ کا ارادہ:**

بندوں کو دیئے جانے والے احکام میں بھی اللہ کا ارادہ کارفرما ہوتا ہے، جو اللہ چاہے حکم دے سکتا ہے، اور دیتا ہے، کوئی بندہ اللہ کے حکم کے مقابلے میں اپنا ارادہ اور اپنی خواہش کو لانے کا حق دار نہیں ہے، ہاں اللہ بندوں کو ہر طرح کے احکام میں تخفیف ہی کا ارادہ کرتا ہے، وہ ان کی طاقت سے زیادہ احکام کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا ، وہ ان کے حق میں یسر ہی چاہتا ہے، عسر نہیں چاہتا

دلائل

**فَإِنَّ الْقَدَرَ يُحْتَجُّ بِهِ عِنْدَ الْمَصَائِبِ، لَا عِنْدَ الْمَعَائِبِ...... وَأَمَّا الذُّنُوبُ فَلَيْسَ لِلْعَبْدِ أَنْ يُذْنِبَ، وَإِذَا أَذْنَبَ فَعَلَيْهِ أَنْ يَسْتَغْفِرَ وَيَتُوبَ فَيَتُوبَ مِنَ الْمَعَائِبِ، وَيَصْبِرَ عَلَى الْمَصَائِبِ(شرح العقيدة الطحاوية لإبن أبى العز:١/٧٠) إِنَّ اللَّهَ**

يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ (المائد:١) يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا (النسا ر:٢٨) يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ(البقر:١٨٥) وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا (٢٧) يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا (النسا ر:٢٨) بند

بند.

بند اللہ تعالیٰ بذات خود قائم اور دوسروں کو تھامے ہوئے ہیں تشریح

قائم بنفسہ و مقیم لغیرہ اللہ تعالیٰ خود سے قائم ہے، کوئی اس کو تھامے ہوئے نہیں ہے، اس کا وجود و حیات اور بقار کسی اور کی مرہون منت نہیں ہے بلکہ اس کا وجود و بقار ذاتی ہے، جبکہ اس کے علاوہ سب اس کے محتاج ہیں، اللہ کے عطار سے موجود، اور اللہ کی مشیت سے قائم ہیں، وہی ان کو تھامے ہوئے ہے، اور کبھی ان سے غافل نہیں ہوتا، اگر اللہ ان سے اپنی توجہ ہٹالے تو کوئی شے باقی نہ رہے سب فنا ہوجائیں، اسی کی قدرت سے سب کچھ جاری ہے۔

آسمان و وزمین اپنی اپنی جگہ اللہ کی قدرت سے موجود ہیں، پانی سمندر تک اللہ کی قدرت سے محدود ہے، سورج اور چاند اللہ کی قدرت سے مسخر ہیں، پرندے فضار میں اللہ کی قدرت سے پر پھیلائے اڑتے ہیں، رات اور دن

اللہ کی قدرت سے بدلتے ہیں، سب کچھ اللہ کی قدرت کے تابع ہے۔ دلائل

**القائم بنفسه والمقيم لغيره، القائم بنفسه فلا يحتاج إلى شيء، وغني عن كل شيء، المقيم لغيره، كل شيء فقير إليه يحتاج إلى إقامته له سبحانه وتعالى، فلولا إقامة الله للسموات والأرض والمخلوقات لتدمرت وفنيت، ولكن الله يقيمها ويحفظها ويمدها بما يصلحها.فجميع الخلق في حاجة إليه (إن الله يمسك السموات والأرض أن تزولا ولئن زالتا إن أمسكهما من أحد من بعده) [فاطر: ۴۱](شرح العقيدۃ الطحاویۃ للفوزان:۱/۱۴)** بند

بند.

بد اللہ تعالی سمیع ہے۔ تشریح

اللہ تعالیٰ کو صفت سمع بھی حاصل ہے، سمع کا معنیٰ ہے: سننا، یعنی اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی ہر بات کو سنتا ہے، ایک کی بات سننے سے، اُسے دوسروں کیبات سننے میں رُکاوٹ نہیں ہوتی، وہ بیک وقت فرشتوں، انسانوں، جنوں، جانوروں، چرندوں و پرندوں، پانی میں مچھلیوں، کیڑے مکوڑوں اور ان کے علاوہ دیگر تمام مخلوقاتِ عالم کی تمام باتوں کو سنتا اور سمجھتا ہے، انسانوں اور دوسری مخلوق کی مختلف زبانوں سے اُسے

کسی قسم کا کوئی اشتباہ نہیں ہوتا، اتنی زبردست قوتِ سماعت کے باوجود وہ کانوں سے پاک ہے۔ دلائل

**فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔ (غافر:۵۶) لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ۔ (شوریٰ:**
**۱۱) عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالَى جَدُّهُ۔ (صحيح بخاری:۱۔۱۲) فانہ تعالیٰ سميع بالاصوات و الحروف و الكلمات بسمعہ القديم الذی هو نعت لہ فی الازل۔ (شرح فقہ اكبر:۱۸) قال فی انہ حی سميع بصير شهدت بہ الكتب الالٰهيہ و اجمع عليہ الانبياء، بل جمهور العقلاء۔ (شرح المقاصد:۳۔۱۰۰)** بند

بند.

بد اللہ تعالیٰ بصیر ہے۔ تشریح

اللہ تعالیٰ کے لئے صفت بصر بھی ثابت ہے، بصر کا معنی ہے: دیکھنا، اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے، کوئی چیز روشنی میں ہو یا اندھیرے میں، نزدیک ہو یا دور، دن میں ہو یا رات میں، بڑی ہو یا چھوٹی، مخلوق کو نظر آئے

یا نہ آئے، اللہ تعالیٰ سب کو ہر وقت یکساں طور پر دیکھتا ہے، کسی بھی وقت کوئی چیزاس سے چھپ نہیں سکتی، بایں ہمہ وہ مخلوق جیسی آنکھوں سے اور آنکھوں کی ہر قسم کی شکل و صورت سے پاک ہے۔ دلائل

**إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا۔ (الاسراء:۳۰) لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ۔ (شوریٰ:۱۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فی حديث الايمان قال: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ الْإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ۔ (صحيح بخاری:۱۔۱۲) و يصير بالاشكال و الألوان بابصارہ القديم الذی هو لہ صفۃ فی الأزل فلا يحدث لہ سمع بحدوث سموع ولا بصر بحدوث مبصر، فهو السميع البصير يسمع و یریٰ، لا يعزب على سمعہ سموع و ان خفی غايۃ السر، ولا يغيب عن رؤيتہ مرئی و ان دق فی النظر، بل يری دبيب النملۃ السوداء فی الليلۃ الظلماء على الصخرۃ الصماءۃ۔ (شرح فقہ اکبر:۱۸)** بند

بند.

تشریح۔۔۔ متصف ساتھ کے علم صفتِ تعالیٰ اللہ بند

**علم کے معنیٰ ہیں:** جاننا، وہ تمام عالم کی ظاہر و پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے، اس سے کوئی چیز مخفی نہیں، اُسے ذرّہ ذرّہ کا علم ہے، ہر چیز کو اس کے وجود میں آنے سے پہلے بھی اور اس کے ختم ہونے کے بعد بھی جانتا ہے، انسان کے سینے میں مخفی راز سے بخوبی آگاہ ہے، علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، لٰہذا جو کچھ ہوا، ہورہا ہے اور ہوگا اللہ تعالیٰ کو ان سب کا تفصیلی علم ہے۔

علمِ الٰہی ہ علم اللہ کی صفت بھی ہے اور اس صفت سے اللہ تعالیٰ کا نام العلیم بھی ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے اضافت کی شکل میں عالم الغیب و الشہادۃ نام بھی قرآن میں وارد ہوا ہے، اسی طرح علیم بذات الصدور بھی قرآن میں اسم وارد ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت علم کی جو تفصیلات قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے، اللہ تعالیٰ کا علم لا محدود ہے، اور اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے، اللہ تعالیٰ کا علم تمام کلیات و جزئیات کو شامل ہے، اللہ نے اپنے علم کے مطابق مخلوقات کو پیدا کیا ہے، ان کو پیدا کرنے سے پہلے اس کو ان کا علم حاصل تھا، اور پیدا کرنے کے بعد مخلوقات کی ہر بڑی اور چھوٹی چیز اللہ کے علم میں ہے، کائنات میں ایک ذرہ کے برابر شے بھی اس کے علم سے باہر نہیں ہے، ایک درخت سے ایک پتہ بھی گرتا ہے تو وہ اللہ کے علم میں ہے۔جو کام اور باتیں لوگ علانیہ کرتے ہیں اللہ ان کو بھی جانتا ہے ، اور جو کام اور باتیں بندے چُھپ

کر کرتے ہیں ان کو بھی اللہ جانتا ہے، بندے جو بات زبان سے ظاہر کرتا ہے اللہ اس کو بھی جانتے ہیں اور جو بات دل میں چھپا رکھا ہے اس کو بھی جانتے ہیں

جو باتیں پیش آچکی ہیں اللہ ان کو بھی جانتے ہیں، اور جو باتیں پیش آنے والی ہیں اللہ کو ان کا بھی علم ہے، بندوں کے اعمال، بندوں کا سعادت یا شقاوت پر مرنا، ان کے حشر و نشر کے احوال، جنتیوں اور جہنمیوں کی تفصیل اور ابد الآباد تک کے معاملات سب اللہ کے علم کے حصے ہیں قیامت کب واقع ہوگی، بیج بونے کے بعد کھیتی کیسے ہوگی، درخت سے پھل کیسے نکلیں گے، رحم مادر میں پرورش پانے والا جنین شقی ہے یا سعید ہے، اور جنین زندہ پیدا ہوگا اور کب پیدا ہوگا یہ سب اللہ ہی جانتے ہیں

اللہ تعالیٰ سب کے احوال اور ان کے معاملات کے علم کا احاطہ رکھتے ہیں، اللہ کا علم سب کو محیط ہے، کوئی نہیں ہے جو اللہ کے علم کا احاطہ کر سکے، مخلوقات اور کوئی بھی بندہ اللہ کے علم سے صرف وہی معلوم کر سکتا ہے جو اللہ اسے بتلانا چاہیں، اللہ تعالیٰ جو نہ بتلانا چاہیں کوئی بندہ ، ولی نبی اس کو معلوم نہیں کر سکتے۔

**دلائل**

**أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (المائدہ:٩٧) إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (آل عمران:١١٩) يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ (البقرہ:٢٥٥) إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (طہ:٩٨) وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ**

(البقر:۲۸۲) يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (هود:۵) وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (۱۳) أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (الملک:۱۴) إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (النحل:۲۸)وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ (النور:۴۱) إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (فاطر:۸) قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ (يس:۷۹)إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ (فصلت:۴۷) فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ (الأعراف:۶) وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا(غافر:۷) وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ(البقر:۲۵۵) إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ (آل عمران:۵) وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (حجرات:۱۶) وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (تغابن:۴) قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ (التحریم:۳) (والعلم) ای من صفات الذاتی وهی صفۃ ازلی تنکشف

**المعلومات عند تعلقها بها، فاللّٰہ تعالیٰ عالم بجمیع الموجودات لا یعزب عن علمہ مثقال ذرۃ فی العلویات و السفلیات، و انہ تعالیٰ یعلم الجهر و السر و مایکون اخفیٰ منہ من المغنیات (شرح فقہ اکبر:۱۶)**بند

بند.

بند علمِ غیب کی صفت صرف اللہ کے لئے استعمال ہوتی ہے، اور عالم الغیب کا نام صرف اللہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تشریح

علم غیب قرآن و سنت کی ایک اصطلاح ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ: ’’وہ امور جو اللہ کے علاوہ مخلوقات سے چھپے ہوئے ہوں، مثلاً کل کیا ہونے والا ہے، کسی کی موت کا وقت کیا ہے، قیامت کب واقع ہوگی، مرنے کے بعد کے احوال کیا ہیں، قیامت کے احوال کیا ہیں، اور حشر و نشر کے احوال کیا ہیں وغیرہ سب غیبی امور میں سے ہیں۔

غیب کا مکمل علم صرف اللہ کو ہے، یعنی کائن و ما یکون کی کوئی بات اللہ کے علم سے باہر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ پیش آ چکی اور پیش آنے والی ہر بات کو اس کی جملہ تفصیلات کے ساتھ جانتے ہیں، جبکہ اللہ کے علاوہ سبھی اتنا ہی جانتے ہیں جتنا اللہ ان کے علم میں لانا چاہتا ہے۔

اس لحاظ سے ’’عالم الغیب‘‘ صرف اللہ کا نام اور صرف اللہ کی صفت ہے، قرآن مجید میں یہ اصطلاح صرف اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوئی ہے، اور غیر اللہ

سے مطلقاً اس صفت اور اسم کی نفی کی گئی ہے کہ غیب کا علم سوائے اللہ کے کوئی نہیں رکھتا، نہ فرشتے نہ جن، یہاں تک کہ قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ یہ کہا گیا ہے کہ علم غیب نبیوں کو بھی حاصل نہیں تھا، چنانچہ اولو العزم رسولوں میں سے سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے اس کا اعتراف اپنی قوم سے کیا، جبکہ ان کی قوم ان سے عذاب کا مطالبہ کررہی تھی،انہوں نے اپنی قوم سے خطاب کرکے فرمایا: کہ میرے پاس غیب کا علم نہیں ہے، یہ اللہ جانتا ہے کہ تم پر عذاب بھیجا جائے یا نہیں؟ اور بھیجا جائے تو کب بھیجا جائے۔ اسی طرح اولو العزم رسولوں میں سے آخری رسول ، انبیاء و رسل میں سب سے افضل، خاتم النبیین محمد الامین ﷺ کابھی یہی اعتراف قرآن نے نقل کیا ہے: اب جب انبیاء و رسل اور اولو العزم رسولوں اور افضل الأنبیاء ﷺ و علیہم السلام غیب کی باتوں کو نہیں جانتے تھے تو پھر دیگر کا کیا شمار ہے،چنانچہ اس صفت اور نام میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر اللہ کے اسم ’’عالم الغیب‘‘ کا اطلاق جس معنی میں اللہ کے لئے ہوتا ہے اس معنی میں کسی اور کے لئے کیاجائے جیسا کہ بعض غالی لوگ نبی ﷺ کی جانب ، اور شیعہ ان کے ائمہ کی جانب اس اسم اور صفت کی نسبت کرتے ہیں یہ صریح شرک ہے۔

دلائل

**قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (النمل:٦٥) هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا**

هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ (الحشر:٢٢) فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ (سبأ:١٤) عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ (٩) سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ (الرعد: ١٠) وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ إِنِّي إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ (هود:٣١) قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ (الأنعام:٥٠) وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (الأنعام:٥٩) قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا

**مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (الأعراف:١٨٨)**بند

بند.

**بند** اللہ کے علاوہ دوسروں کو غیب کی باتوں کا علم صرف اللہ سے ہو سکتا ہے۔ تشریح

کیا اللہ کے علاوہ کسی کو غیب کی باتوں کا علم ہوتا ہے؟ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ: غیبی امور کا ایک حصہ وہ جن کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا، دوسرے وہ امور ہیں جن کا علم اللہ نے کسی کو دیا ہے اور کسی کو نہیں دیا ہے۔ مثلاً ’’فرشتے‘‘ عام انسانوں کے لئے عالَم غیب کا حصہ ہیں، جن پر ایمان لانا عام مؤمن کے لئے غیب پر ایمان لانا ہے، لیکن انہیں ’’فرشتوں‘‘ میں بعض انبیاء کے لئے عالَم غیب کا حصہ نہیں ہیں، مثلاً حضرت جبرئیل علیہ السلام وغیرہ ، بلکہ وہ انبیاء کے لئے مشہود تھے، اللہ تعالیٰ انہیں پیغام دے کر انبیاء و رسولوں کے پاس بھیجتے تھے، گویا انبیاء کو غیب کے اس حصہ کا علم دیا گیا تھا، ایسا ہی حال چند اور مغیبات کا ہے، جن کا علم اللہ نے اپنے بعض بندوں کو دیا ہے، کسی کو کم کسی کو زیادہ، لیکن اس کے باوجود مغیبات میں سے کسی کو کتنا ہی بڑا حصہ بتلایا گیا ہو، اس کے بعد بھی علم کا ایک درجہ وہ ہے جو صرف اللہ کے پاس ہے، اس لحاظ سے مغیبات میں سے تعداد اور مقدار میں کتنی ہی باتیں کوئی جانتا ہو اس کا علم ’’جزئی‘‘ ہے، اور اس کے مقابلہ میں مغیبات کا اللہ کا علم ’’کلی‘‘ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر طرح کا علم اللہ کا ہی عطا کردہ ہوتا ہے، کوئی خود سے غیب پر اللہ کی رضا و

مشیت کے بغیر مطلع نہیں ہو سکتا، اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نبیوں اور فرشتوں میں سے جتنا چاہتا ہے غیب پر مطلع کرتا ہے، لیکن کسی کو کتنا ہی علم دے دیا جائے وہ اللہ کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتا، اس کا علم بہر حال اللہ کے علم کے مقابلہ میں محدود ہی ہوگا۔ دلائل

**مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ (آل عمران:١٧٩) عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (٢٦) إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا (٢٧) لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (الجن:٢٨)** بند

بند.

بند مخلوقات میں غیبیات کا سب سے زیادہ علم صرف سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا ہے، اس کے باوجود آپ ﷺ کو عالم الغیب نہیں کہا جا سکتا، عالم الغیب صرف اللہ کا نام ہے۔ تشریح

مخلوقات میں مغیبات کا سب سے زیادہ علم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا ہے۔ جس طرح انبیاء میں سب سے افضل نبی اور تمام رسولوں کے سردار ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اسی طرح اللہ کی جانب سے آپ ہی کو مغیبات کا سب سے زیادہ علم دیا گیا ہے،

آپ نے خود فرمایا : مجھ کو اولین و آخرین کا علم دیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کو وقتاً فوقتاً آپ کے زمانہ میں پیش آنے والے واقعات بتلادئیے گئے، مثلاً بنی ہاشم سے مقاطعہ کا مکہ والوں کا معاہدہ جس کے بارے میں آپ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی کہ اس کی عبارت کو دیمک نے کھالیا ہے، اور صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے، آپ کی یہ بات بالکل صحیح ثابت ہوئی، یہ مغیبات کا حصہ تھا۔

آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی، اور اہل سموت کا آپ نے مشاہدہ کیا، آپ کو جنت و جہنم کا مشاہدہ کرایا گیا، آپ سدرۃ المنتہی سے آگے تشریف لے گئے ، جس کے آگے کے امور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے لئے مغیبات میں سے ہیں ان امور کو آپ کے لئے مشہود بنایا گیا، جن تک آپ کے علاوہ کسی اور نبی و رسول کی بھی رسائی نہیں ہوئی۔

ہجرت سے قبل ہی آپ کو قیصر روم کی ایران کے مقابلہ میں فتح کی خبر دی گئی اور اس خبر میں مضمر فتح مکہ کا علم آپ کو دے دیا گیا ، خندق کی کھدائی کے موقع پر ایران اور روم کے علاقوں کا اسلام و مسلمانوں کے زیر نگین آنا آپ کو بتلادیا گیا، جس کی آپ نے پیشین گوئی کی اور وہ صحیح ثابت ہوئیں، یہ آپ کی پیش گوئی کے وقت مغیبات کا حصہ تھا۔

آپ ﷺ نے اپنے وصال کے بعد فتنوں کے رو نما ہونے کی پیش گوئی کی، وہ ایسے ہی برحق ثابت ہوئی یہ پیش گوئی کے وقت مغیبات کا حصہ تھا آپ نے حضرت عمر و

حضرت عثمان کی شہادت کی پیش گوئی کی اور وہ صحیح ثابت ہوئی، پیش گوئی کے وقت یہ باتیں مغیبات کا حصہ تھیں۔

قیامت تک پیش آنے والے کتنے ہی واقعات کی آپ نے پیشین گوئی فرمائی ہے، جن میں سے کئی پیش آچکے ہیں، آپ کی پیش گوئی کے وقت وہ واقعات مغیبات کا حصہ تھے، اور کتنے ہی ہیں جنہیں ابھی پیش آنا ہے، وہ ابھی بھی ہمارے لئے مغیبات میں سے ہیں لیکن آپ ﷺ کو ان کا علم پہلے ہی دے دیا گیا تھا۔

قیامت کے احوال، ما بعد الموت احوال، حشر و نشر کے ہولناک احوال میں سے بہت ساری باتوں کا آپ کو علم دیا گیا تھا، آپ نے فرمایا کہ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور اکثر روتے رہتے، یہ سب عالم غیب کے امور کا علم تھا جو آپ کے لئے غیب نہیں رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کا علم دے دیا تھا۔

مغیبات کے ا س علم میں آپ تمام مخلوقات میں سب سے ممتاز ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام مخلوقات، انبیاء و رسول سب سے لائق اور فائق تر ہیں۔

کیا آپ ﷺ پر عالم الغیب کا اطلاق درست ہے؟ قرآن و حدیث میں عالم الغیب کا اطلاق صرف اللہ کے لئے ہوا ہے، باوجود یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو مغیبات میں سے ایک بہت بڑے حصہ کا علم دیا گیا ہے لیکن عالم الغیب کا نام آپ ﷺ کو نہیں دیا گیا ہے، کیونکہ یہ نام اس ہستی کے لئے ہے جس سے کچھ بھی چھپا ہوا اور پوشیدہ نہیں ہے یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ، باوجود یہ کہ آپ کو مخلوقات میں مغیبات

پر سب سے زیادہ مطلع کیا گیا تھا لیکن علم الٰہی کے
مقابلہ میں آپ کا علمِ مغیبات جزئی اور عطائی ہی ہے،
جبکہ اللہ رب العزت کا علم مغیبات کلی اور ذاتی ہے، جن
میں سے ہر ہر جزئیہ رسول اللہ ﷺ کے علم میں نہیں تھا اور
نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن میں آپ سے علم غیب کی
نفی کی گئی ہے، جیسا اوپر آیت مبارکہ گذری کہ آپ نے
فرمایا:۔ ۔ اسی طرح خود آپ کا ارشاد ہے کہ: حشر کے
میدان میں شفاعت کبری کے موقع پر جب آپ اللہ کی
بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں گے، اللہ تعالیٰ آپ کے قلب
مبارک پر اپنے ایسے ناموں کا القاء فرمائے گا کہ اس سے
پہلے آپ ان کو نہ جانتے ہوں، آپ ان کے ذریعہ اللہ سے
دعاء مانگیں گے اور اللہ آپ کی شفاعت کو قبو ل فرمائیں
گے۔اس لحاظ سے آپ ﷺ کے لئے ’’عالم الغیب‘‘ نام کا
استعمال درست نہیں ہے۔

**کیا آپ ﷺ کو عالم الغیب کہنا شرک ہے؟**

اگرکوئی آپ ﷺ کے علم کو عطائی، اور اللہ کے علم کے
مقابلہ میں محدود مانتا ہے، لیکن ساتھ ہی مغیبات کے
عطائی علم کی بنیاد پر عالم الغیب کہتا ہے تو اس کا آپ
کو عالم الغیب کہنا درست نہیں ہے (کیونکہ عالم الغیب
کی اصطلاح صرف اللہ کے لئے روا ہے)لیکن یہ شرک بھی
نہیں ہے، کیونکہ وہ آپ کے علم کو اللہ کا عطائی اور اللہ
کے علم کے مقابلہ میں محدود مانتا ہے۔

اور اگر کوئی آپ کو عالم الغیب اس معنی کر مانتا
ہے کہ آپ کا علم عطائی تو ہے لیکن محدود نہیں ہے، اور
کہتا ہے کہ آپ کا علم ہر جزئیہ کو اس طرح شامل ہے

جس طرح اللہ کا علم ہے تو اس معنی کر آپ کو عالم الغیب کہنا بلا شبہ شرک ہے، کیونکہ علم کے لا محدود ہونے کی یہ صفت صرف اللہ کی ہے، اس کی نسبت اللہ کے علاوہ کسی اور کی جانب کرنا یقیناً شرک ہے، جس سے خود آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ دلائل

**قَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ : مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ ، وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الأَمَةُ رَبَّهَا ، وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الإِبِلِ الْبُهْمُ فِى الْبُنْيَانِ ، فِى خَمْسٍ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلاَّ اللَّهُ . ثُمَّ تَلاَ النَّبِىُّ - صلى الله عليه وسلم - ( إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ) الآيَةَ . ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَالَ ئ رُدُّوهُ. فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا . فَقَالَ : هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِينَهُمْ . قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ جَعَلَ ذَلِكَ كُلَّهُ مِنَ الإِيمَانِ (صحيح). البخارى:رقم حديث :٥٠) قال في التاترخانية: وفي الحجة ذكر في الملتقط أنه لا يكفر لان الاشياء تعرض على روح النبي (ص)، وأن الرسل يعرفون بعض الغيب، قال تعالى: * (عالم الغيب فلا يظهر على غيبه أحدا إلا من ارتضى من رسول) * ا ه.قلت: بل ذكروا في كتب العقائد أن جملة كرامات الاولياء الاطلاع على بعض المغيبات، وردوا على المعتزلة المستدلين بهذه الآية على نفيها بأن**

**المراد الاظهار بلا واسطة، والمراد من الرسول الملك: أي لا يظهر على غيبه بلا واسطة إلا الملك، أما النبي والاولياء فيظهرهم عليه بواسطة الملك أو غيره... والله تعالی أعلم.(شامی:۳/۳۰)ولا يصح الزواج بشهادة الله ورسوله، بل قيل: إنه يكفر؛ لأنه اعتقد أن رسول الله صلّى الله عليه وسلم عالم الغيب.(الفقه الاسلامی و ادلته:۹/۶۸)** بند

بند.

بند عقید : الل تعالیٰ صفتِ کلام س متصف ہیں تشریح

کلام ک معنیٰ ہیں: بولنا اور باتیں کرنا، یعنی الل تعالیٰ متکلم ہیں، کلام کرت ہیں، الل تعالیٰ ن جب تک حضرت موسیٰ علی السلام س کلام نہیں کیا، اس وقت بھی الل تعالیٰ متکلم تھ، قرآن کریم سار کا سارا الل تعالیٰ کا کلام ہ، اصل کلام و ہوتا ہ جو دل میں ہو، اس کو کلام نفسی کہا جاتا ہ، جب اس کو الفاظ ک قالب میں ڈھالت ہیں تو و کلام لفظی بن جاتا ہ، کلام ک لئ حروف اور کلمات ضروری نہیں ہیں، الل تعالیٰ قرآن کریم کو حروف اور کلمات ک ساتھ آراست کرک نازل کیا ہ تاک بند اس کو پڑھ سکیں اور سن سکیں، الل تعالیٰ کلام ک لئ زبان ک محتاج نہیں ہیں اور ن ہی ان کی مخلوق جیسی زبان ہ، و زبان س پاک ذات ہ

دلائل

**مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ۝ (البقرة:٢٥٣) قَالَ يَا مُوسَى إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ۝ (الاعراف:١۴۴) الكلام هو صفة ازلية عبر عنها بالنظم المسمى بالقرآن المركب من الحروف يريد ان الكلام المعدود من الصفات الالٰهية هو المعنیٰ القديم القائم بذاته تعالیٰ و اما هذا القرآن المركب من الحروف الهجاء فحادث و ليس صفة قديمة قائمة بذاته تعالیٰ بل هو دالّ عليه و يسمّى الأول بالكلام النفسى و الثانى بالكلام اللفظى۝ (نبراس:١٣٩)** بند

بند.

عـالم ارواح میں اللہ تعـالیٰ نے اپـنے بنـدوں سـے کلام فرمایـا ہے۔

تشریح

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی صلـب سـے ان کی تمـام ذریت کو ارواح کی شکل میں نکال کر ان سـے کلام فرمایـا، اور دنیا میں ان وک بھیجنے سے قبل ان سے اپنی ربـوبیت کـا عہد لیا، جہاں تمام بنی نوع آدم نے اللہ کی ربوبیت کا اقـرار کیا ہے، کل کو قیامت کے دن بندے اگـر شـرک میں مبتلا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اس عہد کی بنیاد پـر بھی ان سے مؤاخـذہ فرمائیں گے۔ دلائل

**وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ**

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ (١٧٢) أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ (الأعراف:١٧٣) عن ابن عباس ، رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم ، قال : « أخذ الله الميثاق من ظهر آدم عليه السلام فأخرج من صلبه ذرية ذراها فنثرهم نشرا بين يديه كالذر ثم كلمهم ، فقال : ( ألست بربكم قالوا بلى شهدنا أن تقولوا يوم القيامة إنا كنا عن هذا غافلين أوتقولوا إنما أشرك آباؤنا من قبل وكنا ذرية من بعدهم أفتهلكنا بما فعل المبطلون(الاسماء و الصفات:١/۴۶٣) بند

بند.

بند آسمان والوں سے اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں تشریح

جب اللہ تعالیٰ جب وحی کا ارادہ فرماتے ہیں تو وحی کے ذریعے کلام فرماتے ہیں ، اور جب اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں تب تمام آسمانوں پر خوف سے ایک لرزہ طاری ہو جاتا ہے، اور وہ کانپنے لگتے ہیں، اورآسمان والے جب اس وحی کو سنتے ہیں تو ان پر اس کی گرج کی وجہ سے غشی طاری ہو جاتی ہے، اور وہ سب سجدے میں گر پڑتے ہیں، اس کے اثر سے باہر نکلنے والے سب سے پہلے حضرت

جبرئیل ہوتے ہیں، وہ اپنا سر اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے جو چاہتا ہے کلام فرماتا ہے، حضرت جبرئیل سے اس وحی کو لے کر جب کسی آسمان سے گذرتے ہیں وہ پوچھتے ہیں کہ اللہ نے کیا فرمایا ہے؟ حضرت جبرئیل جواب میں فرماتے ہیں: **قال الحق وهو العلي الكبير**، اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حق ہے، اور وہ بہت بلند و برتر ہے، جواب میں آسمان والے بھی وہی کہتے ہیں جو حضرت جبرئیل نے فرمایا ہے، اور حضرت جبرئیل اللہ کی وحی وہاں پہنچاتے ہیں جس کا انہیں حکم ہوا ہے۔ دلائل

**عن النواس بن سمعان ، رضي الله عنه ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « إذا أراد الله عز وجل أن يوحي بأمره تكلم بالوحي ، فإذا تكلم أخذت السماوات رجفة - أو قال رعدة - شديدة خوفا من الله عز وجل ، فإذا سمع بذلك أهل السماوات صعقوا ، وخروا لله سجدا ، فيكون أول من يرفع رأسه جبريل عليه الصلاة والسلام ، فيكلمه الله تعالى من وحيه ما أراد فيمضي جبريل عليه السلام على الملائكة كلما مر بسماء يسأله ملائكتها : ماذا قال ربنا يا جبريل ؟ فيقول جبريل : قال الحق وهو العلي الكبير ، قال : فيقولون كلهم مثل ما قال جبريل ، فينتهي جبريل بالوحي حيث أمره الله عز وجل من السماء والأرض(الاسماء و الصفات:۱/۴۶۳)**

**ہم صفاتِ باری تعالی پر کس طرح ایمان لائیں اس سے متعلق احکام و عقائد**

بند اللہ تعالیٰ بندوں کواحکام بھی دیتا ہے اور چند چیزوں سے منع بھی کرتا ہے۔ تشریح

امر و نہی الٰہی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو امر و نہی کرتا ہے، اور انہیں موعظت کرتا ہے، انہیں اچھائی، امانتوں کی ادائیگی اور عدل و احسان کا حکم دیتا، اور فواحش اور منکرات سے روکتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اوامر و نواہی اور موعظت اپنے کلام /اور وحی کے ذریعہ سے کرتا ہے۔ دلائل

**إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (النساء:٥٨)إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (النحل:٩٠)، وَأَمَرَهُمْ بِطَاعَتِهِ، وَنَهَاهُمْ عَنْ مَعْصِيَتِهِ (العقيدة الطحاوية مع شرح لابن أبى العز:١/٦٨)** بند

بند.

بند روز محشر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کلام فرمائیں گے۔ تشریح

قیامت کے دن حشر کے میدان میں اللہ پاک اپنے بندوں سے کلام فرمائیں گے، انبیا و رسولوں سے خطاب فرمائیں گے، فرشتوں سے خطاب فرمائیں گے، بعض بندے وہ بھی ہوں گے جن کے برے کرتوتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان

کی جانب نظـر رحمت فرمـائیں گے اور نہ ہی ان سـے کلام فرمائیں گے۔**دلائل**

**إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًـا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِـرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُـــرُ إِلَيْهِمْ يَـــوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُـزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَـذَابٌ أَلِيمٌ (آل عمـران:٧٧) وَإِذْ قَـالَ اللَّهُ يَـا عِيسَـى ابْنَ مَـــرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِـــذُونِي وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُـونُ لِي أَنْ أَقُــولَ مَــا لَيْسَ لِي بِحَــقٍّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَـهُ تَعْلَمُ مَـا فِي نَفْسِـي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُـوبِ (المائدہ :١٦٦)۔ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَـا أَنَّ النَّاسَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ، هَلْ نَرَى رَبَّنَــا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ « هَلْ تُمَارُونَ فِى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُونَهُ سَحَابٌ » . قَالُوا لاَ يَـا رَسُــولَ اللَّهِ . قَــالَ « فَهَــلْ تُمَــارُونَ فِى الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَـحَابٌ » . قَـالُوا لاَ . قَالَ « فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَـهُ كَـذَلِكَ ، يُحْشَـرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَيَقُولُ مَنْ كَـانَ يَعْبُـدُ شَـيْئًا فَلْيَتَّبِعْ . فَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الشَّمْسَ ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِــــعُ الْقَمَــــرَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِــــعُ الطَّوَاغِيتَ ، وَتَبْقَى هَــــذِهِ الأُمَّةُ فِيهَــــا مُنَافِقُوهَا ، فَيَأْتِيهِمُ اللَّهُ فَيَقُـولُ أَنَـا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ هَذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا ، فَـإِذَا**

**جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ . فَيَأْتِيهِمُ اللَّهُ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ . فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا . فَيَدْعُوهُمْ فَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَىْ جَهَنَّمَ ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَجُوزُ مِنَ الرُّسُلِ بِأُمَّتِهِ ، وَلاَ يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلاَّ الرُّسُلُ ، وَكَلاَمُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ .(صحيح البخارى)۔ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّى فَيُؤْذَنُ لِى وَيُلْهِمُنِى مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لاَ تَحْضُرُنِى الآنَ ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ ، وَسَلْ تُعْطَ ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ .**

**(صحيح البخارى:كتاب التوحيد)۔** بند

بند.

بند اللہ تعالیٰ اہل جنت سے کلام فرمائیں گے۔ تشریح

اہل جنت جب جنت میں داخل ہوجائیں گے اور انہیں وہاں ہر طرح کا عیش و آرام اور جنت کی نعمتیں میسر ہوں گی، اللہ تعالیٰ جنتیوں سے خطاب کریں گے، اہل جنت لبیک و سعدیک و الخیر فی یدیک کہہ کر اللہ کے خطاب کی جانب متوجہ ہوں گے، جو کچھ تمہیں ملا ہے، اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا : جو کچھ تمہیں ملا ہے کیا تم اس سے راضی اور خوش ہو، جنتی کہیں گے : اے اللہ! ہم کیوں خوش نہیں ہوں گے، ہمیں تو وہ نعمتیں ملی ہیں جو کسی مخلوق کو نہیں ملیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں اس سے بھی زیادہ بڑی نعمت اور افضل شے تمہیں دوں

گا جنتی کہیں گے : الٰہی اللہ ! اس سے زیادہ افضل شے اور کیا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں تمہیں اپنی ایسی رضا سے نوازتا ہوں کہ اس کے بعد میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا دلائل

**أَبِى سَعِيدٍ الْخُدْرِىِّ - رضى الله عنه - قَالَ قَالَ النَّبِىُّ - صلى الله عليه وسلم - « إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ لأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ . فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِى يَدَيْكَ . فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لاَ نَرْضَى يَا رَبِّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ . فَيَقُولُ أَلاَ أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ . فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ وَأَىُّ شَىْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ فَيَقُولُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِى فَلاَ أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا » .** بند

بند.

بد اللہ تعالیٰ جہنم سے خطاب فرمائیں گے۔۔ جہنمی بھی اللہ تعالیٰ سے فریادیں کریں گے، لیکن انہیں دھتکار دیا جائے گا تشریح

جہنمیوں کو جہنم میں داخل کرایا جائے گا، جب بھی کوئی نئی قوم اس میں داخل ہوگی، اور جب بھی جہنم میں کوئی نیا گروہ داخل ہوگا وہ پہلے والوں کے بارے میں اللہ سے خطاب کرکے کہے گا، الٰہی ہمارے رب! انہوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا تھا انہیں دوہرا عذاب دیجئے، اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائیں گے: ہر ایک کے لئے دوگنا عذاب ہے۔۔۔

اور جب سب جہنمی جہنم میں چلیں جائیں گے ، اللہ تعالیٰ جہنم سے خطاب کرکے کہیں گے: کیا تو بھر گئی، جہنم جواب میں کہیں گی، اور لاؤ۔ دلائل

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُــــــهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِـدُونَ (١٠٣) تَلْفَحُ وُجُـوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَـا كَـالِحُونَ (١٠٤) أَلَمْ تَكُنْ آيَـــــاتِي تُتْلَى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ (١٠٥) قَـالُوا رَبَّنَـا غَلَبَتْ عَلَيْنَـا شِــقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًــا ضَــالِّينَ (١٠٦) رَبَّنَــا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ (١٠٧) قَــالَ اخْسَــئُوا فِيهَــا وَلَا تُكَلِّمُــونِ (١٠٨) (المؤمنون) ۔ قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ كُلَّمَــــا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ أُخْتَهَــــا حَتَّى إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْـرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَـآتِهِمْ عَـذَابًا ضِـعْفًا مِنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَكِنْ لَا تَعْلَمُونَ (٣٨) وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْــلٍ فَــذُوقُوا الْعَــذَابَ بِمَــا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ (الأعراف:٣٩)۔بند

بند.

بد اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ کی طرح صفاتِ فعلیہ بھی ہیں، یہ صفات اللہ کے کاموں کو ظاہر کرتی ہیں۔تشریح

وہ اسماء و صفات جو باری تعالی کے افعال پر دلالت کریں، یہ صفات بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت و علم اور اس

کی مشیت و ارادہ متعلق ہیں ، یعنی اللہ کی وہ صفات جو اللہ کے کاموں کو ظاہر کرتی ہیں۔مثلاً: پیدا کرنا(الخالق)،رزق دینا(الرازق)، زندگی دینا(المحیی)، مارنا(الممیت) ، نفع پہنچانا(النافع )،کسی مصلحت سے نقصان پہنچانا، عزت دینا،کمزورکرنا، بلند مرتبہ کرنا، انحطاط دینا ہر طرح کی تدبیر و تصرف کرنا، تقدیر بنانا اور فیصلہ کرنا وغیرہ، ان تمام صفات کے معانی کو شامل ایک عمومی صفت ’’الرب‘‘ (یعنی پرورش کرنا) ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اسم اور صفت ’’الرب‘‘ دیگر تمام اسماء و صفات میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے، اضافت کے ساتھ یہ صفت اسم ذات کی جگہ بھی استعمال ہوتی ہے، جبکہ دوسری صفات قرآن مجید میں اس طرح استعمال نہیں ہوئی ہیں مثلاً : قرآن مجید میں صفت رب اسم ذات یعنی اللہ کے بعد سب سے زیادہ استعمال ہونے والی صفت ہے، اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو بیان کرنے کے لئے اسم ذات کے علاوہ اسی کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

بندوں کی ضروریات کی تکمیل کے جتنے پہلو ہیں سب ربوبیت کا حصہ ہیں، اس کائنات کو پیدا کرنا، اور زندگی اور اس کی بقاء کے کل اسباب کو یہاں مہیا کرنا، سورج چاند سیاروں کی پیدائش، زمین کو ذی حیات مخلوقات کے لئے موزوں بنانا، فضاء میں سورج کی تمازت سے حفاظت کا خول بنانا، چاند کو موسموں میں تبدیلی کا ذریعہ بنانا، زمین میں خشکی سمندر، ندیاں پہاڑ، جنگل و صحراء بنانا، دن و رات کا نظام بنانا ، بارش برسانا، موسموں کی تبدیلی رکھنا، کھیتیاں اور باغات بنانا، فضاؤں

کو بنانا اور ہواؤں کو چلانا، سرد ی و گرمی کے ذریعے کھیتیوں اور باغات کو پکانا، طرح طرح کے اناج اگانا، انواع و اقسام کے پھل پھول پیدا کرنا، جانوروں اور چرند و پرند کو پیدا کرنا، زندگی دینا، موت دینا، صحت دینا، کسی مصلحت سے بیماری دینا، رزق دینا ،اپنی مصلحتوں سے رزق میں کشادگی دینا یا تنگی کرنا، اولاد دینا، نرینہ یا غیر نرینہ اولاد دینا ، ، سورج سے روشنی دینا، معاش کا نظام چلانا، رات سے تاریکی لانا، آرام کا نظم بنانا، نیند کو تھکن ختم کرنے کا ذریعہ بنانا، مخلوقات کو جوڑوں کی شکل میں بنانا، کنبے بنانا، شوہر اور بیوی سے ایک دوسرے کو سکون دینا، اولاد سے خوشیاں دینا، ماں باپ کی شفت و محبت دینا ، جانوروں کو انسانوں کے تابع بنانا اور فائدے اٹھانے کا اور غذا کا ذریعے بنانا، ، یہ سب امور اسی صفت ربوبیت کا ظہور ہیں۔

صفت ربوبیت میں جس طرح مادی اور جسمانی ضروریات کی تکمیل شامل ہیں اسی طرح مخلوقات کی باطنی اور روحانی ضروریات کی تکمیل بھی اللہ کی اسی صفت سے جڑی ہے، چنانچہ ہدایت دینا، انبیاء و رسل کو بھیجنا، کتابوں کو ناز ل کرنا، نفس لوامہ کو ہر ایک ساتھ لگانا، عقل و فہم کی صلاحیتیں دینا ، اور توفیق اعمال دینا یہ سب بھی اللہ کی ربوبیت میں ہی شامل ہے۔ پروردگار عالم نے ہی فواحش ،اثم اور بغی کو حرام قرار دیا ہے، کیونکہ پروردگار ہی ہے جو اپنے پروَردَوں کو ان کو نقصان پہنچانے والی چیزوں سے باز رکھنا چاہتا ہے، اور اسی نے انصاف، فرماں برداری اور اخلاق کی تعلیم دی ہے

کیونکہ پرورش کرنے والا ہی اپنے پروردوں کو ان کے فائدے پہنچانے والی چیزوں کی تعلیم دیتا ہے، یعنی اللہ بندو ں کی ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی ہر اعتبار سے پرورش کرتا ہے، اور بڑے ناز و نعم میں پال رہا ہے۔

ربوبیت الٰہی، افعالِ باری تعالیٰ اور صفات فعلیہ بہت ہی وسیع موضوع ہے، صفت ربوبیت یک گونہ توحید فی الاسماء و الصفات کا حصہ بھی ہے اور ساتھ ہی عقائد کا مستقل عنوان بھی ہے، اس لئے ربوبیت کو مستقل ”توحید فی الربوبیہ“ کے عنوان سے بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ بند

اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ اور صفات فعلیہ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ تشریح

امہاتُ الصفات اور صفاتِ فعلی کا حکم امہات الصفات اور صفات فعلی دونوں ہی صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ ازل سے متعلق ہیں، اور ہمیشہ ہمیشہ متعلق رہیں گی، اللہ کی کوئی صفت ایسی نہیں ہے جو پہلے نہ تھی اور اب ہوگئی ہو، اللہ تعالیٰ کی ہر صفت ازلی و ابدی ہے، ہاں صفات فعلیہ کا ظہور اپنے وقت پر یعنی فعل کے موقع پر ہوتا ہے، لیکن وہ صفت اللہ کے ساتھ ازل سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات فعلیہ ہیں، جن میں سے چند کوآگے عقائد میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ بند

تدبیر امور اللہ کی صفات فعلیہ میں سے ہے، ہر چیز کی تدبیر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جس میں اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ تشریح

تدبیرِ کائنات ۔ کائنات کو جس طرح اللہ نے پیدا کیا ہے اسی کے ساتھ یہاں کے سارے نظام کی تدبیر اللہ تعالیٰ ہی فرما رہے ہیں، ہر چیز اللہ کی ملکیت ہے اور اللہ تعالیٰ ہی پورے نظام کو اللہ تھامے ہوئے ہے، وہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرکے الگ ہو کر نہیں بیٹھ گیا ہے بلکہ آسمانوں اور زمین پر اسی کی بادشاہت ہے ، اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو چھائی ہوئی ہے، کوئی شے اس کی اختیار اور قدرت سے باہر نہیں ہے، آسمانوں اور زمین میں سای کی قدرت چلتی ہے، ہر چیز اس کے سامنے ہے، اور ہر چیز اس کے علم میں ہے، وہ مستقل اور مسلسل اپنے بندوں کی نگہبانی کررہا ہے۔ دلائل

**إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (يونس:۳) قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمْ مَنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ (۳۱) فَذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّى تُصْرَفُونَ (يونس:۳۲) اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ (۴)**

**يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ (السجدہ)(۵) اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (۲۵۵) (البقرہ)** بند

بند.

ہر چیز اللہ کی تدبیر سے اپنے دائرے و حد میں ہے، کوئی شے خواہ کتنی ہی بڑی ہو اللہ کی تدبیر سے خارج نہیں ہے۔ تشریح

ہر چیز اپنے دائرے اور حد میں اللہ کی تدبیر سے ہے۔ آسمانوں اور زمین کو اپنی اپنی جگہ وہی رکھے ہوئے ہے، اسی کی تدبیر و انتظام ہے کہ آسمان زمین پر آگرتا نہیں، اسی کی تدبیر ہے کہ سورج اور چاند اپنے اپنے دائرے میں گھومتے رہتے ہیں ، اسی کی تدبیر ہے کہ دن و رات اپنے اپنے وقت مقررہ پر نکلتے رہتے ہیں، اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے جو زمین کو آسمان سے بچا سکے، اور اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے جو دن کے بعد رات کو لا سکے یا رات کے بعد دن کو لاسکے، رات دن سورج چاند ستارے اسی کے حکم سے مسخر ہیں۔ دلائل

**فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذَلِكَ تَقْدِيرُ**

الْعَزِيـزِ الْعَلِيمِ (٩٦) (الأنعـام)تُـولِجُ اللَّيْـلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْـلِ وَتُخْـرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْــرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَـرْزُقُ مَنْ تَشَـاءُ بِغَيْـرِ حِسَـابٍ (٢٧)(آل عمـــران)وَسَـــخَّرَ لَكُمُ اللَّيْـــلَ وَالنَّهَـــارَ وَالشَّـمْسَ وَالْقَمَـرَ وَالنُّجُـومُ مُسَـخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآَيَـاتٍ لِقَـوْمٍ يَعْقِلُـونَ (١٢) (النحـــل) قُـــلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَـــلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَـةِ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيـهِ أَفَلَا تُبْصِرُونَ (٧٢) وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْـكُنُوا فِيـهِ وَلِتَبْتَغُـوا مِنْ فَضْـلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْـكُرُونَ (٧٣) (القصـص) إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّـمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَـزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَـا إِنْ أَمْسَـكَهُمَا مِنْ أَحَـدٍ مِنْ بَعْـدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا (٤١) (الفاطر)بند

بند.

بند تمام مظاہر فطرت اللہ کی تدبیر کامل کی مظاہر ہیں۔تشریح

مظـــاہر فطــــرت اللہ کی تـــدبیر کـــا اظہار ہیں۔ مخلوقات کـو زنـدگی دینـے کے بعـد وہی ان کی پـرورش کـا سامان کررہا ہے، سمندروں سے پانی وہی اٹھاتـا ہے، بـادل وہی لاتـا ہے، بـارش وہی برسـاتا ہے، وہی پـانی کـو زمین میں محفـوظ کرتـا ہے، وہی دانے کـو پھاڑتـا ہے ، اور وہی درخت اور کھیتیاں اگاتا ہے، مخلوقات کی ضرورت کے لحاظ

سے اسی نے اناج اور پھل پھول پیدا کرنے کا یہ سارا تــدبیری نظام جاری کیا ہے۔ دلائل

**إِنَّ اللَّهَ فَــــالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى يُخْــــرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْــرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذَلِكُمُ اللَّهُ فَــــــــأَنَّى تُؤْفَكُــــــــونَ (٩٥) (الأنعام)وَهُــوَ الَّذِي أَنْــزَلَ مِنَ السَّــمَاءِ مَــاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَــيْءٍ فَأَخْرَجْنَــا مِنْــهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْــهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًــا وَمِنَ النَّخْــلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَــةٌ وَجَنَّاتٍ مِنْ أَعْنَــابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْــتَبِهًا وَغَيْــرَ مُتَشَــابِهٍ انْظُــرُوا إِلَى ثَمَــرِهِ إِذَا أَثْمَــرَ وَيَنْعِــهِ إِنَّ فِي ذَلِكُمْ لَآَيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (٩٩) وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُــرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُــوا لَــهُ بَنِينَ وَبَنَــاتٍ بِغَيْــرِ عِلْمٍ سُــبْحَانَهُ وَتَعَــالَى عَمَّا يَصِــفُونَ (١٠٠) بَــدِيعُ السَّــمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنَّى يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُــلَّ شَــيْءٍ وَهُــوَ بِكُــلِّ شَــيْءٍ عَلِيمٌ (١٠١) ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَــهَ إِلَّا هُــوَ خَــالِقُ كُــلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ (١٠٢) (الأنعام) أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْــرُجُ مِنْ خِلَالِــهِ وَيُنَــزِّلُ مِنَ السَّــمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَــرَدٍ فَيُصِــيبُ بِــهِ مَنْ يَشَــاءُ وَيَصْــرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَــاءُ يَكَــادُ سَــنَا بَرْقِــهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ (٤٣) (النور)**بند

بند.

بند تمام مخلوقات اللہ کی تدبیر سے ہی انسانوں کے لئے مسخر کی گئی ہیں

تشریح

انسانوں کے لئے مخلوقات کا مسخر ہونا اللہ کی تدبیر کا حصہ ہے۔ یہ اللہ کی ہی تدبیر و انتظام کا حصہ ہے کہ اس نے خشکی اور سمندر اور فضاء کو اپنی مخلوقات کے لئے مسخر کیا ہے، زمین میں چلنے پھرنے کے راستے اسی نے بنائے ہیں، وہی ہے جو ستاروں کے ذریعہ راستوں کی رہنمائی کرتا ہے، وہی ہے جس نے سمندر کو سفر کے لئے مسخر کیا ہے، اور سمندر میں کسی طوفان سے بچانے کی قوت اسی کے ہاتھ ہے، وہی ہے جو فضاء میں پرندوں کو تھامے ہوئے ہے، اس نے یہ سارا نظام اپنی مخلوقات کے فائدے اور ان کی زندگی کی بقاء کے لئے جاری کیا ہے۔

دلائل

**هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ (يونس)(٢٢) وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (١٤) (النحل) أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوِّ السَّمَاءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ إِنَّ فِي**

**ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (٧٩) (النحل)أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ (٦٥) (الحج) أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَنُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ (١٩) أَمْ مَنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ (٢٠) (الملک)**

**بند.**

**بند** زمین میں انسانی تخلیق و پرورش اللہ کی تدبیر کی محتاج ہے

**تشریح**

تخلیق انسانی میں اللہ کی تدبیر سب سے پہلے انسان کو مٹی سے اسی نے پیدا کیا ہے، اس کے بعد ان کی زندگی کا سلسلہ اسی کے انتظام و تدبیر سے جاری ہے، اسی نے انسانوں کو جوڑوں کی شکل میں بنایا، اور ان سے ان کی نسل کو جاری کیا، ایک انسان سے دوسرا اور پھر ان سے ان کی نسل اسی کی تدبیر سے جاری ہے، اسی نے گندے پانی کے نطفے میں یہ صلاحیت رکھی کہ وہ جنین بن سکے، وہی نطفے کو علقے اور پھر مضغے بناتا ہے، پھر وہی اس کو ہڈیوں میں بدلتا ہے، اور وہی ان ہڈیوں پر گوشت چڑھاتا ہے، اور وہی مرد و عورت بناتا ، اور وہی ان کی تصویر کشی کرتا ہے، اور وہی ان کو سننے دیکھنے والا اور صاحب عقل بنا کر دنیا میں لاتا ہے، بچپنا جوانی اور

بڑھاپا سب اسی کی تدبیر کا حصہ ہے، زندگی اور مـوت کـا سلسلہ اسی کا جاری کیا ہوا ہے۔ دلائل

**وَهُـوَ الَّذِي أَنْشَـأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِـدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ قَدْ فَصَّلْنَا الْآَيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُـونَ (٩٨) (الأنعـام)إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْـهِ شَـيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّـمَاءِ (٥)هُـوَ الَّذِي يُصَـوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَـامِ كَيْـفَ يَشَـاءُ لَا إِلَـهَ إِلَّا هُـوَ الْعَزِيـزُ الْحَكِيمُ (٦)(آل عمران) هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُـرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَـةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَـةٍ ثُمَّ يُخْـرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُـدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُـوا شُـيُوخًا وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُـوا أَجَلًا مُسَـمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُـــونَ (٦٧) هُـــوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَإِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (٦٨) (غافر) وَلَقَدْ خَلَقْنَـا الْإِنْسَـانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ (١٢) ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَـةً فِي قَـرَارٍ مَكِينٍ (١٣) ثُمَّ خَلَقْنَـا النُّطْفَـةَ عَلَقَـةً فَخَلَقْنَـا الْعَلَقَـةَ مُضْـغَةً فَخَلَقْنَـا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَـوْنَا الْعِظَـامَ لَحْمًـا ثُمَّ أَنْشَـأْنَاهُ خَلْقًـا آخَـرَ فَتَبَـارَكَ اللَّهُ أَحْسَـنُ الْخَـالِقِينَ (المؤمنـون:١٤)قُـلْ هُـوَ الَّذِي أَنْشَـأَكُمْ وَجَعَـلَ لَكُمُ السَّـمْعَ وَالْأَبْصَـارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَـا تَشْـكُرُونَ (٢٣) قُـلْ هُـوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْـهِ تُحْشَـرُونَ (٢٤)(الملک)** بند

بند.

تدبیر امور کا اختیار کلی یا جزوی طور پر اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا ہے، ہر طرح کی تدبیر امور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

تشریح

اللہ تعالیٰ نے تدبیر یا تصرف کا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا ہے۔ یہ تدبیر کا سارا نظام اللہ سے متعلق ہے، اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جو مخلوقات کی تدبیر کرتا ہو، یا تدبیر کے کسی شعبہ میں کوئی عمل دخل رکھتا ہو، اللہ نے کوئی تدبیر اور کوئی تصرف کا اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا ہے، اسی کے حکم سے اس کے فرشتے جو اللہ چاہتا ہے بس وہی کرتے ہیں، اپنے اختیار سے وہ کچھ نہیں کر سکتے، سب اللہ کے محتاج ہیں اور اللہ سب سے بے نیاز ہے۔

دلائل

**يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ (١٣) إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ (١٤) يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ (١٥) إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ (١٦) وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ (١٧) (الفاطر)**بند

بند.

بد بندوں کو ہدایت دینا اللہ کی صفاتِ فعلیہ میں سے ہے، اور الہادی اللہ کا صفاتی نام ہے۔ **تشریح**

ہدایت: ہدایت دینا اللہ کی صفت اور الہادی اللہ کا نام ہے، جس طرح اللہ مخلوقات کی ظاہری نعمتوں کو پورا کرتا ہے اسی طرح وہی مخلوقات کی باطنی نعمتوں کو بھی پورا کرتا ہے، باطنی نعمتوں میں سب سے اہم ہدایت ہے، مخلوقات میں سبھی کو اللہ نے ان کے کاموں کی ہدایت دی ہے، انسان جو اللہ کی مخلوقات میں سب اشرف اور کرامت والی مخلوق ہے اس کی ہدایت کا اللہ نے بہت ہی خاص اہتمام کیا ہے۔ انسانوں میں اللہ کی اس صفت ہدایت کا ظہور کئی طرح سے ہوا ہے، انسان میں سلیم فطرت کو ودیعت کرکے انہیں تقوی اور فجور کا الہام کردینا یہ اللہ کی صفت ہدایت کا آغاز ہے، نفس لوّامہ کو ودیعت کرنا یہ بھی اللہ کی صفت ہدایت کا ظہور ہے، نیک اعمال کی توفیق ملتے رہنا یہ بھی اللہ کی صفت ہدایت کا ظہور ہے، ان کے علاوہ رسولوں کو مبعوث فرمانا، او رکتابوں کو نازل کرنا ، اور رسولوں کے پیروکاروں میں حق و انصاف کی تبلیغ کرنے والے نیکوکاروں کو ہر دور میں پیدا کرنا بھی اللہ کی اسی صفت ہدایت کا ظہور ہے۔ **دلائل**

**قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى (طہ: ٥٠) أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا**

هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ (٢٠) وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ (٢١) وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (لقمان :٢٢) قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ (يونس :٣٥) رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (النساء:١٦٥)وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَى مَا آذَيْتُمُونَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ (ابراهيم :١٢) وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ (النحل :٩)بند

بند.

بند اللہ تعالیٰ نے زندگی کے بے شمار مرحلوں پر بندوں کی ہدایت کے لئے اجتماعی و انفرادی مواقع رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے بندوں کےلئے اصلاً ہدایت کو جاری کیا ہے، کوئی شخص ہدایت سے منہ موڑ کر گمراہی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زبردستی کسی کو ہدایت کے راستے پر نہیں لگاتا۔تشریح

**اللہ تعالیٰ کے ہدایت دینے یا ضلالت دینے کا مطلب**

اللہ کو اختیار اور قدرت میں ہے کہ جس کو چاہے ہدایت دیں اور جس کو چاہیں گمراہ کردیں ، لیکن اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے اپنے بندوں پر حق و باطل دونوں کو واضح کردیا ہے، اور بتلا دیا کہ حق کو اختیار کرنے والے کامیاب اور نا حق کو اختیار کرنے والے نا کام ہیں، پھر جو اپنے اختیار سے جس راستے کو اپنا تا ہے اللہ تعالیٰ اس میں اپنے جبر کو شامل نہیں کرتے، ہاں جو حق کی راہ اختیار کرتا ہے اللہ اس کو ہدایت میں بڑھاوا دیتے ہیں، اور جو ناحق کو اختیار کرلیتا ہے اللہ اس کے لئے اسی کو آسان کردیتے ہیں، اللہ ظلم ، کفر اور فسق کا راستہ اختیار کرنے والوں کو جبر سے ہدایت نہیں دیتے ۔

جو شخص اپنے اختیار سے کسی راستے کو اختیار کرلیتا ہے اللہ کے علاوہ کوئی بندہ اس کو اس راستے سے ہٹا نہیں سکتا، جب کسی کے اپنے اختیار کردہ طریقے سے ہدایت مقرر ہوگئی تو اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جب کسی کے اپنے اختیار کردہ طریقے سے اس کے لئے گمراہی مقدر ہو گئی تو کوئی اس کو ہدایت یاب نہیں کر سکتا، کوئی بندہ خواہ وہ کسی درجے کا ہو کسی اور بندے کو ہدایت نہیں دے سکتا ، ہدایت دینا صرف اللہ کی صفت اور اختیار ہے، ہاں بندے ذریعہ کی حد تک کام آ سکتے ہیں جس کی تفصیل ’’ایمان بالرسالہ‘‘ کے عنوان کے تحت آئے گی۔

مکلفین کی ہدایت ان کی پیدائش سے جاری ہے، جب جب انسان کو اللہ کی ہدایت کی ضرورت رہی ہے تو اللہ نے انہیں ہدایت دی ہے، اور انہیں کفر و ضلالت کی گمراہیوں سے نکال کر ایمان و ہدایت کے نور تک لایا ہے، اور اس کے راستے اور اسباب بنائے ہیں یہ **دلائل**

**ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ (الزمر : ٢٣) وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ (غافر ٣٣:) يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (المائدہ ١٦:)وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يُرِيدُ (الحج ١٦:) قَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُبَيِّنَاتٍ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (النور ٤٦:) يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (البقرہ ١٤٢:) وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (البقرہ : ٢٥٨) وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (البقرہ ٢٦٤:) وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (المائدہ ١٠٨:) ۞ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ (البقرہ ٢٧٢:)۔ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا**

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (البقر: ٣٨)
يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ
السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
(المائد: ١٦)وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ
وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى
صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (٨٧) ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي
بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ
عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (٨٨) أُولَئِكَ الَّذِينَ
آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِنْ يَكْفُرْ
بِهَا هَؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا
بِكَافِرِينَ (٨٩) أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ
فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا
إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَى لِلْعَالَمِينَ (الأنعام: ٩٠)

بند

بند.

بند اللہ تعالیٰ غصہ بھی ہوتے ہیں اور خوش بھی، مگر وہ مخلوق کی طرح تأثر سے پاک ہیں۔

تشریح

اللہ تعالیٰ غصہ بھی ہوتے ہیں اور خوش بھی، مگر وہ مخلوق کی طرح تأثر سے پاک ہیں اور ان کا غضبناک ہونا بلا کیف ہے، مخلوق کہ راضی اور خوش ہونے کی طرح نہیں، اس کی کوئی صفت مخلوق کی صفات کی طرح نہیں۔

دلائل

وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا
عَظِيمًا (النساء:٩٣) أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ

**اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ (آلِ عمران:۱۶۲) (و غضب و رضا صفتان من صفات بلاكيف) أى بلا تفصيل انهما من صفات أفعال أو نعوت ذات، و المغنى وصف غضب الل و رضا ليس كوصف ما سوا من الخلق، فهما من صفات المتشابهات فى حق الحق على ما ذهب تبعا لجمهور السلف (شرح فق اكبر:۳۷)** بند

بند.

بند ر قسم کی نعمتیں اور ر قسم کی تکلیفیں اسی کی طرف س یں

**مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (التغابن:۱۱) مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ (النساء:۷۹)** بند

بند عدل الل کی صفت  الل تعالیٰ ک تمام فیصل اور کام بھلائی اور حکمت پر مبنی یں، اس ک کسی بھی فیصل میں ذرّ برابر بھی ظلم یا ناانصافی نیں وتی تشریح

عدل الل کی صفت ، اور العدل الل کا صفاتی نام ، یعنی انصاف کرنا اور جانبداری ن کرنا، الل س بڑھ کر انصاف کرن والا کوئی نیں

عدل یعنی انصاف کرنا اور جانب داری ن کرنا، الل تعالیٰ بندوں ک حساب کتاب میں عادل اور انصاف کرن وال یں، اگر کسی بند کو الل گمرا کرت یں، یا

آزمائش میں مبتلا کرتے ہیں تو وہ خود اس کے گمراہی کو اختیار کرنے والی وجہ سے ہوتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے راستوں کو سب کے لئے کھول دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا کسی کو گمراہ کرنا یا آزمائش میں مبتلا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا عین عدل ہے، سب اس کی ملکیت ہیں، اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو ہدایت دیتے ہیں اور اس کو عافیت میں رکھتے ہیں اور عفو سے کام لیتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ فضل کا معاملہ ہے۔

اللہ کے امر، حکم، اور قضاء ، سب اللہ کی صفات فعلیہ ہیں، یہ سب صفات قریب المعنی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے ان سب افعال میں بھی عدل سے کام لیتے ہیں، ان صفات میں سے ہے صفت حکم سے ہے اللہ کے اسماء الحکم، الحاکم اور احکم الحاکمین بھی ہیں

دلائل

**وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ (سبأ:١)، وَمَا اللّٰهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ (غافر:٣١) وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ (حٰمٓ السجدة:۴۶)، حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ (٨٧) (الأعراف)وَاتَّبِعْ مَا يُوحَى إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ (١٠٩) يونس، يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ، وَيَعْصِمُ وَيُعَافِي فَضْلًا. وَيُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ، وَيَخْذُلُ وَيَبْتَلِي عَدْلًا (عقيدہ الطحاويہ مع شرح لابن ابی العز:١/٧١)**

بند

بند.

بد مکلف بندوں کو اللہ تعالیٰ جو احکام دئیے ہیں اس میں اللہ نے

پورے عدل سے کام لیا ہے، ان کی وسعت سے زیادہ کا انہیں مکلف نہیں بنایا۔ تشریح

احکام کا مکلف بنانے میں عدل ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کسی بات کا حکم دینے ، ان کےلئے کسی قانون کو بنانے، کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے اور دنیا میں کسی بھی قسم کی عطاء میں عدل کرنے والے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بھی اپنے فیصلوں میں عدل و قسط کا تاکیدی حکم فرمایا ہے۔ دلائل

**إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (۵۸) (النساء)إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (۹۰) (النحل)وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (۹) (الحجرات)** بند

بند.

بد اعمال کی جزاء و سزاء میں بھی اللہ تعالیٰ پورے عدل سے کام لیتے ہیں، اور کل قیامت کے دن بھی پورا پورا انصاف فرمائیں گے۔

تشریح

**کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا، کسی کا بوجھ کسی پر نہیں ڈالا جائے گا، مسلمین اور مجرمین ایک ہی زمرے میں نہیں کھڑے کئے جائیں گے۔**

## اعمال کی جزار و سزار میں عدل

اسی طرح بندوں کے اعمال میں ان کو جزاء و سزاء دینے میں بھی اللہ عدل کرنے والے ہیں، قیامت حشر و نشر، حساب، میزان، جنت و جہنم سب اللہ کی صفت عدل کا ہی ظہور ہے ، جن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندو ں کے ساتھ پورا عدل و انصاف فرمائیں گے، برائی پر سزاء بندوں کی جانب سے برائی کے ارتکاب پر ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں ہیں اور نہ ہی کسی کا بوجھ کسی اور پر ڈالنے والے ہیں، اسی طرح مسلمین و مجرمین کو ایک ہی زمرے میں نہیں کھڑا کیا جائے گا، اصحاب الیمین الگ ہوں گے اور اصحاب الشمال الگ ہوں گے

**دلائل**

**ذَلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ (١٨٢) (آل عمران)قُلْ لِمَنْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلْ لِلَّهِ كَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (١٢) (الأنعام)إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ (٤) (يونس)لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ (٥١) (ابراهيم)مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ**

**أَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ (۴۶) (فصلت)فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ (۴۰)أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ (۴۱) (الرعد)الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ (۵۶) وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ (۵۷) (الحج)وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ (۷) أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ (۸) وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ (۹) (الرحمن)الْيَوْمَ تُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ (۱۷) (غافر)**بند

**بند**.

**بند** بندوں کے ساتھ پورا عدل کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پورا حق ہے کہ وہ جس کے ساتھ چاہے فضل کا معاملہ کرے**تشریح**

عدل و فضل۔ عدل اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، صفت عدل کے ساتھ فضل کا معاملہ کرنا بھی اللہ کی ایک اور صفت ہے، اللہ نے جس کو جو کچھ دیا ہے وہ اللہ کی عدل ہے، کسی کو کچھ زیادہ دیا ہے تو وہ عدل کے خلاف نہیں بلکہ جس کو زائد دیا اس کے ساتھ اللہ کا فضل ہے۔ اسی طرح جب بندہ کوئی اچھا عمل کرتا ہے تو اچھا عمل کرنا اس کا فرض ہے کیونکہ یہ اس کے مالک کا حکم ہے، اگر اللہ اس کے فرض کی ادائیگی پر اس کو اچھا بدلہ دیتا ہے

تو یہ اس کا فضل ہے، اللہ اس فضل کا پابند نہیں ہے، چاہے تو دے چاہے تو نہ دے چونکہ اس نے اپنی رحمت کو غالب رکھا ہے ، اس لئے وہ فضل کا ہی معاملہ کرتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی بندہ برا عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے عدل کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ اس کو اس کی برائی کی سزاء دے، لیکن اگر وہ اپنے فضل کا معاملہ کرکے یہ چھوٹ دیتا ہے کہ برائی کے ارتکاب کے بعد کوئی توبہ کرلے تو وہ اس کو معاف کردے گا، اللہ تعالیٰ کی یہ چھوٹ اس کا فضل ہے، اور اللہ کو اس کا اختیار ہے، اللہ تعالیٰ کسی کو سزاء دینے کا پابند نہیں ہے۔

**دلائل**

**وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (٣٢)( النساء)۔ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا (٣٤)( النساء)۔ وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَادِّي رِزْقِهِمْ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ أَفَبِنِعْمَةِ اللَّهِ**

يَجْحَدُونَ (٧١)( النحل)  وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئِلًا (٥٨) (الكهف)مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ (٤٤) لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ (٤٥) (الروم)لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا (٢٤) (الأحزاب)لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (٤) وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِنْ رِجْزٍ أَلِيمٌ (٥) (سبأ)وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى (٣١) (النجم)غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ (٣) (غافر ) يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ، وَيَعْصِمُ وَيُعَافِي فَضْلًا. وَيُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ، وَيَخْذُلُ وَيَبْتَلِي عَدْلًا (عقيد الطحاوي مع شرح لابن ابی العز:١/٧١)بند

بند.

بند اللہ کی صفت عدل میں کسی کو شریک کرنا جائز نہیں ہے۔

## تشریح

اللہ کی صفات عدل و فضل میں کفر و شرک۔ اللہ کی صفات عدل و فضل کا انکار کفر ہے، اور ان صفات کو جن معنی میں یہ اللہ کے لئے استعمال ہوتی ہیں کسی او رکی جانب بالذات منسوب کرنا شرک ہے۔ بالذات منسوب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ: اگر کوئی اللہ کے حکم کے تابع فرمان مان کر نبی علیہ السلام کو عادل مانے تو یہ شرک نہیں ہے، چنانچہ ایک موقع پر ایک شخص نے نبی ﷺ سے کہا کہ ائے محمد آپ عدل کا معاملہ فرمائیے، آپ ﷺ نے فرمایا : اگر میں عدل نہ کرو ں تو پھر اور کون عدل کا معاملہ کرے گا اسی طرح اولوا الامر میں سے کسی کو اس کی دین پسندی اور انصاف مزاجی کی وجہ سے عادل مانے تو یہ شرک نہیں ہے، کیونکہ یہ اس معنی میں نہیں ہوگا جس معنی میں ہم اللہ کی صفت عدل مانتے ہیں اللہ کے علاوہ ہر کوئی محدودیت کی صفت سے متصف ہے، کامل عدل صرف اللہ کی صفت ہے، مثلاً کسی قاتل کو دنیا میں قتل میں قصاص کرنا یہ عدل کا تقاضہ ہے، نبی یا اولوا الامر اس تقاضے کو حکم الہٰی کے مطابق دنیا میں پورا کرسکتے ہیں، لیکن مثلاً اگر کوئی شخص ایک سے زائد جیسے تین یا تین سو یا تین ہزار قتل کا مرتکب ہوا ہو، تو اس ایک سے زائد قتل کی سزار بھی اللہ کے علاوہ دوسرے صرف ایک ہی قصاص کی شکل میں دے سکتے ہیں، تین یا تین سو یا تین ہزار قصاص ایک ہی شخص سے نہیں لے سکتے، لیکن اللہ کامل عدل کرنے والا ہے، اور کل قیامت کے دن ہر ایسے شخص کے ساتھ کامل عدل کیا جائے گا، اور

اس کے کئے کی مکمل جزار و سزار اللہ سے پائے گا، اس معنی میں اللہ تعالیٰ میں صفت عدل اس درجہ کامل و مکمل ہے، اور اس معنی میں صفت عدل غیر اللہ میں ماننا شرک ہے۔

**دلائل**

**وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ حَتَّى إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ (١٥٢)(آل عمران)۔ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ (٤٤) لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ (٤٥) (الروم)۔ لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا (٢٤) (الأحزاب)۔ قُلْ لِمَنْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلْ لِلَّهِ كَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (١٢) (الأنعام)۔ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذَلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا**

**الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (٩) (التغابن)**بند

بند.

بند اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو پیدا کرتے ہیں اور وجود میں لاتے ہیں۔

تشریح

اللہ تعالیٰ صفتِ خلق اور صفتِ تکوین کے ساتھ بھی موصوف ہیں، خلق کے معنیٰ پیدا کرنا اور تکوین کے معنیٰ وجود میں لانا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو پیدا کرتے ہیں اور وجود میں لاتے ہیں۔دلائل

**إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (یٰسٓ:٨٢) هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (فاطر:٣) هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (الحشر:٢٤) و التكوين و الخلق و التخليق و الايجاد و الاحداث و الاختراع و نحو ذٰلک ..... صفة اللہ تعالیٰ لاطباق العقل و النقل على انه خالق للعالم مكون له (شرح العقائد:٦٤)**بند

بند.

بند اللہ تعالیٰ ہی نے بندوں کو بغیر کسی کی شرکت کے پیدا کیا ہے اور وہی ان کی پرورش کرتا ہے۔تشریح

توحیدِ رُبوبیت توحیدِ اُلوہیت کی بنیاد ہے۔ مخلوقات کو جتنے بھی منافع پہنچتے ہیں سب اللہ کے ذریعے پہنچتے ہیں اور اللہ کے علاوہ کوئی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہے، تخلیق، تدبیر، احیار و اماتت ، رزق و عطار، غرض

ربوبیت کے جملہ امور اللہ کے ہاتھ میں ہیں، اور یہی ربوبیت میں توحید اللہ کی الوہیت میں توحید کی بنیاد ہے، کہ جو رب ہے وہی الہ ہے، جو نفع و نقصان کا مالک ہے وہی معبود بنائے جانے اور صرف اسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کا وہ مستحق ہے۔ جس کے ہاتھ نفع و نقصان کا کوئی حصہ نہیں ہے اس کو الہ نہیں بنایا جا سکتا ہے

**دلائل**

**أَتَى أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ (١) يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ (٢) خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ تَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ (٣) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ (٤) وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ (٥) وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ (٦) وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَى بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ (٧) وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ (٨) وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ (٩) هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ (١٠) يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (**

١١) وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (١٢) وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ (١٣) وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (١٤) وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (١٥) وَعَلَامَاتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ (١٦) أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (١٧) وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ (١٨) وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ (١٩) وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ (٢٠) أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (٢١) إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكِرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ (٢٢) لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ (النحل:٢٣) اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (النمل: ٢٦)بند

بند.

بد اللہ تعالیٰ بلا شرکتِ غیرے ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ تَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ (النحل:۳) أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝ (الملک:۱۴) هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۝ (لقمان:۱۱) قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ ۝ (اٰل عمران:۲۶) وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ (القصص:۶۸)

بند

**تشریح** اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر شے اللہ کی پیدا کردہ مخلوق ہے۔

ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے۔ آسمان اور زمین، چاند و سورج، اور سیارے، دن اور رات، روشنی اور تاریکی، زندگی اور موت، فرشتے اور انسان، جنات و حیوانات، اور آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان میں موجود ہر چیز اللہ کی مخلوق ہیں، ان میں سے ہر چیز معدوم تھی اللہ کے پیدا کرنے سے وجود میں آئی ہے۔

مادہ اللہ کی تخلیق ہے، وہ ہمیشہ سے نہیں ہے، اللہ ہی نے مادّہ کو پیدا کیا ہے۔

یہ سوچنا کہ اللہ پیدا کئے بغیر بھی کوئی چیز پہلے سے تھی جیسا کہ مادہ کے بارے میں ہندوستانی اور یونانی فلاسفہ کی قیاس آرائیاں ہیں کہ وہ بھی قدیم ہے یہ کفر ہے، یہ عقیدہ ہے، اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ کوئی چیز نہیں تھی، ہر چیز اللہ کے پیدا کرنے سے وجود میں آئی ہے۔

دلائل

الْحَمْــدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَــقَ السَّــمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَـلَ الظُّلُمَـاتِ وَالنُّورَ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ (الانعـام:١)اللَّهُ الَّذِي خَلَـقَ سَـبْعَ سَـمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَـزَّلُ الْأَمْـرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُـوا أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُـلِّ شَـيْءٍ قَـدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَـدْ أَحَـاطَ بِكُـلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (سـورۃ الطلاق:١٢)الَّذِي خَلَـقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُـوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَـنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ (سورۃ الملـک:٢)سَـبِّحِ اسْـمَ رَبِّـكَ الْأَعْلَى (١) الَّذِي خَلَـقَ فَسَـوَّى (سورۃ الاعلیٰ :٢)هُوَ الَّذِي جَعَـلَ الشَّـمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَـدَّرَهُ مَنَـازِلَ لِتَعْلَمُـوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِــالْحَقِّ يُفَصِّــلُ الْآيَــاتِ لِقَــوْمٍ يَعْلَمُــونَ (يـونس:٥)وَهُـوَ الَّذِي خَلَـقَ اللَّيْـلَ وَالنَّهَـارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُـلٌّ فِي فَلَـكٍ يَسْـبَحُونَ (الأنبياء :٣٣)ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَـهَ إِلَّا هُـوَ خَالِقُ كُـلِّ شَـيْءٍ فَاعْبُـدُوهُ وَهُـوَ عَلَى كُـلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ )الانعام : ١٠٢(

**ہم کفر اور اس سے متعلقہ احکام و عقائد کو کس طرح سمجھیں**

و قـال القاضـی (ابـوبکر البـاقلّانی رحمہ

**(اللہ): الکفر هو الجحد باللہ و ربما یفسر الجحد بالجہل ۔ (شرح المقاصد:۳؍۴۵۹)** بند

**بند** ضروریاتِ دین میں سے کسی بھی امر ضروری کا انکار کرناکفر ہے۔

**تشریح**

ایمان و اسلام کی ضد کفر ہے، کفر کے لغوی معنیٰ ہیں چھپانا، ناشکری کرنا، اس کے اصطلاحی معنیٰ ہیں ضروریات دین میں سے کسی بھی امر ضروری کا انکار کرنا۔

**ضروریاتِ دین کی تعریف:**

۱۲ جو چیز قرآن کریم یا احادیثِ متواترہ سے ثابت ہو یا اجماعِ امت سے، اور دلالت بھی قطعی ہو تو وہ سب ضروریاتِ دین میں داخل ہیں، ضروریاتِ دین کے معنیٰ یہ ہیں کہ ان کا دین اسلام سے ہونا بالکل بدیہی ہو، خواص سے گذر کر عوام تک اس کا علم پہنچ گیا ہو، یہ نہیں کہ ہر عامی کو اس کا علم ہو؛ کیونکہ بسا اوقات تعلیمِ دین نہ ہونے سے بعض ضروریاتِ دین کا علم عوام کو نہیں ہوتا، لیکن تعلیم کے بعد اور جان لینے کے بعد اس پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے، علماء نے تصریح فرمادی ہے کہ بعض متواترات شرعیہ کے جہل سے تو کفر نہیں لازم آتا، لیکن معلوم ہونے کے بعد جحود و انکار سے آدمی کافر ہوجاتا ہے (جواہر التوحید کی شرح:۵۱، حاشیہ الموفقات للشاطبی:۳؍۱۵۶، اکفار الملحدین:۲)

**چندضروریاتِ دین کی فہرست:**

(۱)اثباتِ علمِ الٰہی (۲)قدرتِ محیط (۳)ارادۂ کاملہ (۴)صفتِ کلام (۵)قرآن مجید (۶)قِدَم قرآن (۷)قِدَم صفات

باری (۸)حدوثِ عالم (۹)حشرِ اجساد (۱۰)عذابِ قبر (
(۱۱)جزاء و سزاء (۱۲)رؤیتِ باری قیامت میں (۱۳)شفاعتِ
کبریٰ (۱۴)حوض کوثر (۱۵)وجودِ ملائکہ (۱۶)وجودِ کراماً
کاتبین (۱۷)ختمِ نبوت (۱۸)نبوت کا وہبی ہونا (۱۹)مہاجرین
و انصار کی اہانت کا عدمِ جواز (۲۰)اہلِ بیت کی محبت (
(۲۱)خلافتِ شیخین (۲۲)پانچ نماز فرض (۲۳)رکعات کی تعداد
(۲۴)تعدادِ سجدات (۲۵)رمضان کے روزے (۲۶)زکوٰۃ (
(۲۷)مقادیرِ زکوٰۃ (۲۹)وقوفِ عرفات (۳۰)تعدادِ طواف (
(۳۱)جہاد (۳۲)نماز میں استقبالِ کعبہ (۳۳) جمعہ (
(۳۴)جماعت (۳۵) اذان (۳۶)عیدین (۳۷)جوازِ مسح خفین (
۳۸ )عدمِ جواز سبِّ رسول (۳۹ )عدمِ جواز سبِّ شیخین (
(۴۰)انکارِ جسم (۴۱)انکارِ حلول اللہ (۴۲)عدمِ استحلال
محرمات (۴۳)رجمِ زانی (۴۴)محض حرمتِ لبسِ حریر
(ریشم پہننا) (۴۵)جوازِ بیع (۴۶)غسلِ جنابت (۴۷) تحریمِ
نکاحِ امہات (۴۸)تحریمِ نکاحِ بنات (۴۹)تحریمِ نکاحِ ذوی
المحارم (۵۰)حرمتِ خمر (۵۱) حرمتِ قمار)عقیدۂ نزول
مسیح از مولانا یوسف بنوری)

اگر کوئی ضروریات دین کی نہ دل سے تصدیق کرے او رنہ ہی زبان سے اقرار کرے تو ایسا شخص کافر ہے،او راس کفر کو کفر انکار کہاجاتا ہے، جیسے عام کفار ہیں

**وَالَّذِينَ كَفَرُوا عَمَّا أُنْذِرُوْا مُعْرِضُونَ ﴿الاحقاف:۳﴾ امّا الکفر الانکار فھو ان یکفر بقلبہ و لسانہ و لا یعتقد بالحق ولا یقربہ۔ (فیض الباری:۱؍۷۱) الایمان: التصدیق ہ التھذیب: و امان الایمان فھو**

**مصدر آمن یؤمن ایماناً فھو مؤمن ہ و اتفق اھل العلم من اللغو و غیرھم ان الایمان معناہ التصدیق (لسان العرب: ۱۳/۲۷) یقول ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ ان الایمان تصدیق السامع للمخاطب و اثقا باماناتہ معتمداً علی دیانتہ۔ (فیض الباری:۱/۴۶) و اما فی الشرع فھو التصدیق بما علم مجئ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ ضرورۃ تفصیلا فیما علم تفصیلا و اجمالاً فیما علم اجمالاً (روح المعانی:۱/۱۱۰)**

جو شخص دل سے ضروریاتِ دین کو حق اور سچ سمجھتا ہے؛ لیکن دل سے قبول نہیں کرتا اور نہ ہی زبان سے اقرار کرتا ہے، تو ایسا شخص کافر ہے اور اس کو کفر جحود کہاجاتا ہے، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہودیوں کا کفر اور شیطان کا کفر۔

**وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ۔ (البقرۃ:۳۴) و اما کفر الجحود فھو ان یعرف الحق بلقبہ ولایقر بلسانہ ککفر ابلیس۔ (فیض الباری:۱؍۷۱)**

دل سے ضروریاتِ دین کو قبول کرکے زبان سے اقرار بھی کرتا ہے، لیکن دوسرے باطل ادیان سے اعلانِ براءت نہیں کرتا، یہ شخص بھی کافر ہے، جیسے کوئی شخص تمام ضروریاتِ دین کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ عیسائیوں یا یہودیوں کو بھی صحیح مذہب پر

سمجھے تو یہ شخص کافر ہے، اور اس کفر کو کفر عناد کہا جاتا ہے۔

**أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۔ (البقرہ:۸۵) و اما کفر المعاند فہو ان یعرف بقلبہ و یقرّ بلسانہ و لا یقبل ولا یتدین بہ، ککفر ابی طالب۔ (فیض الباری:۱؍۷۱)**

دل سے ضروریاتِ دین کا انکار کرتا ہے لیکن کسی مصلحت یا دنیوی منفعت کی خاطر زبان سے اقرار کرتا ہے، ایسے شخص کو منافق کہا جاتا ہے، منافق کافر سے بھی بدتر ہوتا ہے۔

**إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ۔ (المنافقون:۱) و اما کفر النفاق بسلانہ و یکفر بقلبہ۔ (فیض الباری:۱؍۷۱)**

بظاہر تمام ضروریاتِ دین کو تسلیم کرتا ہے اور بظاہر مسلمان معلوم ہوتا ہے، لیکن کسی امر ضروری کی ایسی تشریح کرتا ہے جو امور مسلمہ فی الدین کے یا قطعیات کے خلاف ہے، جیسے لاہوری، قادیانی وغیرہ بہت سے امورِ ضروریہ کی غلط تشریح کرتے ہیں جو قطعیات کے خلاف ہوتی ہے، اس بناء پر یہ زندیق کافر کہلاتے ہیں۔

**وان اعترف بہ ظاہراً أو باطناً لکنہ یفسر بعض ما ثبت بالدین ضرورۃ بخلاف ما فسرہ الصحابۃ و التابعون و أجمعت علیہ الامۃ فہو (الزندیق) ..... کما اذا اعترف بان القرآن حق، و ما فیہ من ذکر**

**الجنة والنار حق لکن المراد بالجنة الابتهاج الذی یحصل بسبب الملکات المحمودة، و المراد بالنار هی الندامة التی تحصل بسبب الملکات المذمومة و لیس فی الخارج جنة و لا نار (فیض الباری:۱/۷۱)** بند

**بد** اہلِ قبلہ اور مؤل کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔ تشریح

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جو معاشرہ میں مسلمان سمجھا جاتا ہو اُسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا، جب تک کہ وہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار نہ کرے، اگر کسی ایک امرِ ضروری کا انکار کردے تو وہ اہلِ قبلہ یعنی مسلمانوں میں شامل نہ ہوگا، اسی طرح مؤل سے مراد وہ شخص ہے جو غلط بات کو غلط دلیل سے ثابت کرتا ہو، لیکن یہ شرط ہے کہ اس کی تاویل سے قطعیات، امورِ مسلّمہ فی الدین یا ضروریاتِ دین پر زد نہ پڑتی ہو اس طرح کہ مؤل کو کافر نہیں کہنا چاہئے، لیکن اگر مؤل تاویل کرتے ہوئے قطعیات کا انکار کردے یا ضروریاتِ دین کا انکار کردے تو ایسا مؤل امرِ ضروری کے انکار کی بناء پر کافر ہوجائے گا اور ایسی تاویل اس کو کفر سے نہیں بچاسکے گی۔ دلائل

**أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ**

**عَمَّا تَعْمَلُونَ (البقرۃ:۸۵) وَفِي قِصَّة أَهْل نَجْرَان مِنْ الْفَوَائِد أَنَّ إِقْرَار الْكَافِر بِالنُّبُوَّةِ لَا يُدْخِلهُ فِي الْإِسْلَام حَتَّى يَلْتَزِم أَحْكَام الْإِسْلَام (فتح الباری:۸،۱۱۹) فلا نزاع فی کفر اھل القبلۃ المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم و نفی الحشر و نفی العلم بالجزئیات و نحو ذٰلک، و کذا بصدور شیئ من موجبات الکفر عنہ (شرح المقاصد:۳،۴۶۱) ثم اعلم ان المراد بأھل القبلۃ الذین اتفقوا علی ما ھو من ضرورات الدین کحدوث العالم و حشر الاجساد و علم اللہ بالکلیات و الجزئیات و ما اشبہ ذٰلک من المسائل، فمن واظب طول عمرہ علی الطاعات و العبادات مع اعتقاد بعدم تکفیر احد من اھل القبلۃ عند اھل السنۃ انہ لا یکفر مالم یوجد شیئ من امارات الکفر و علاماتہ و لم یصدر عنہ شیئ من موجباتہ (شرح فقہ اکبر:۱۵۴)**بند

بند.

بند فقہاء نے کہا ہے کہ اگر ایک شخص کے کلام میں ننانوے احتمالات کفر کے ہوں اور ایک احتمال ایمان کا ہو تو اُسے کافر نہیں کہنا چاہئے۔**تشریح**

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ایسا مبہم کلام کیا جس میں کفر کا احتمال تھا لیکن اس نے اس احتمالِ کفر

کہ مطلب سے انکار کیا یا اس کی وضاحت سے پہلے پہلے فوت ہوگیا تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا، اور اگر اس کو وضاحت کرنے کا موقع ملا اور اس نے ایسی وضاحت کی جس سے ضروریاتِ دین کا انکار لازم آتا ہو تو یقیناً ایسا شخص کافر ہے۔

اسی طرح فقہاء کا یہ قول اس شخص کے بارے میں ہے جس کے کسی جملے سے کفر کا احتمال نکلتا ہو لیکن اس کی پوری زندگی صحیح عقائد اور کتاب و سنت کے مطابق ہو اور اس کے اس مبہم کلام کے علاوہ اور قرائن کفر کی تائید میں یا امورِ ضروریہ کے انکار کے بارے میں موجود نہ ہوں، لیکن اگر اس شخص کا کوئی اور کلام یا قرائن کفر کی تائید میں یا امورِ ضروریہ کے انکار میں موجود ہوں تو ایسا شخص بلاشبہ کافر ہے۔

## دلائل

**وَفِي الْخُلَاصَةِ وَغَيْرِهَا إذَا كَانَ فِي الْمَسْأَلَةِ وُجُوهٌ تُوجِبُ التَّكْفِيرَ وَوَجْهٌ وَاحِدٌ يَمْنَعُ التَّكْفِيرَ فَعَلَى الْمُفْتِي أَنْ يَمِيلَ إلَى الْوَجْهِ الَّذِي يَمْنَعُ التَّكْفِيرَ تَحْسِينًا لِلظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ زَادَ فِي الْبَزَّازِيَّةِ إلَّا إذَا صَرَّحَ بِإِرَادَةِ مُوجِبِ الْكُفْرِ فَلَا يَنْفَعُهُ التَّأْوِيلُ حِينَئِذٍ۔ (بحر الرائق:۵/۲۵) و نقل صاحب المضمرات عن الذخیرہ: ان فی المسئلہ اذآ کان وجوہ توجب التکفیر و وجہ واحد یمنع التکفیر، فعلی المفتی ان یمیل الی الذی یمنع التکفیر تحسیناً للظن**

**بالمسلم، ثم ان کان نیۃ القائل الوجہ الذی یمنع التکفیر فھو مسلم، و ان کان نیۃ الوجہ الذی یوجب التکفیر لا ینفعہ فتوی المفتی و یؤمر بالتوبۃ و الرجوع عن ذٰلک و بتجدید النکاح بینہ و بین امرأتہ۔ (شرح فقہ اکبر:۱۹۲)**بند

بند.

بند جو شخص غیر شرعی قوانین کو اسلامی قانون سے افضل سمجھتا ہے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اسی طرح جو شخص اسلامی قوانین کے برخلاف قانون کا قائل ہے وہ بھی کافر ہے، مثلاً جو یہ کہتا ہے کہ چور کی سزاء صرف ایک ماہ قید ہے یا زانی کی سزاء صرف دس کوڑے ہے، یہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

**وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ۔ (المائدہ:۴۴) وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ۔ (اٰل عمران: ۸۵) و من تمنّی ان لا یکون اللہ حرم الزنا او القتل بغیر حق أو الظلم أو أکل مالایکون حلالا فی وقت من الاوقات یکفر ..... و فی الجواھر: من انکر حرمۃ الحرام المجمع علی حرمتہ او شک فیھا: ای یستوی الامر فیھا کالخمر و الزناء و اللواطۃ و الرباء أو زعم أن الصغائر و الکبائر حلال، کفر۔ (شرح فقہ اکبر:۱۸۷۔ ۱۸۸)**بند

بند اسلامی ا حکام کا بسبب اسلامی احکام مذاق اُڑانا یا استہزاء کرنا کفر ہے، اگر ایسا کرنے سے کسی شخص کا استہزاء مقصود ہو، اسلامی احکام کا استہزاء مقصودنہ ہو تو کفر نہیں ہے

**قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۔ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۔ (التوبہ:۶۵۔۶۶) والاستهزاء بحكم من احكام الشرع كفر ۔ (شرح فقہ اکبر: ۱۷۶) من سمع قراءۃ القرآن فقال استهزاء بها: صوت طرفہ كفر: ای نغمہ عجيبہ و انما يكفر اذا قصد الاستهزاء بالقراءۃ نفسها، بخلاف ما اذا استهزاء بقارئها من حيثيہ قبح صورتہ فيها و غرابہ تأديہ لها ۔ (شرح فقہ اکبر:۱۶۷) و الاستهزاء على الشريعۃ كفر لان ذٰلک من أمارات التكذيب و على هذہ الاصول أی كفر المستحل و المستحلين و المستهزئ ۔ (نبراس:۳۳۹)**

بند اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرنا کفر ہے، اور گویا اللہ کی ذات کو معطل کردینا ہے۔ تشریح

صفات کے بغیر تعارف ممکن نہیں ہے۔ اور کسی بھی ہستی / یا چیز کا ادراک اور اس کا تعارف اس کی صفات سے ہوتا ہے، کسی بھی ہستی کی مجرد ذات کو اس کی صفت سے علیحدہ کرکے نہ سمجھا جا سکتا ہے نہ سمجھایا جا سکتا ہے، مثلاً دودھ کو سمجھنا یا بیان کرنا ہے، تو اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ آپ اس کی صفت بیان کریں، کہ

جیسے: ایک سیال ، جو سفید رنگ کا ہوتا ہے، اور اس کو غذا کے طور پر پیا جاتا ہے اس کو دودھ کہتے ہیں یہ تینوں ہی باتیں دودھ کی صفت ہیں، یعنی سیال ہونا، سفید ہونا، اور غذا کے طور پر پیا جانا ، ان صفات کے علاوہ مزید سمجھانے کے لئے یا دودھ کو دوسرے سفید سیالوں سے ممتاز کرنے کے لئے اور بھی صفات کو بڑھایا جا سکتا ہے، لیکن وہ سب باتیں دودھ کی صفات ہی شمار ہوں گی، مگر دودھ کو بغیر صفات بیان کئے ہوئے مجرد سمجھا / یا سمجھایا نہیں جا سکتا، ایسے ہی دوسری کسی بھی چیز کو سمجھانا ہو تو صفات کا بیان ضروری ہے۔

صفات سے مجرد ذات کا اثبات خارج میں ممکن نہیں ہوتا: صفات سے مجرد ذات کا اثبات خارج میں ممکن نہیں ہے، بلکہ صفات سے مجرد ذات کے اثبات کے نتیجے میں ہی عقیدہ حلول پیدا ہوتا ہے جو نصاری کے شرک سے بھی بدتر اور صریح کفر ہے۔

**تعطیل :**

قرآن مجید میں صفات باری تعالیٰ کا اثبات آخرت کے اثبات سے بھی زیادہ بیان کیا گیا ہے۔ اور قرآن نے جو کچھ محکم طور پر بیان کیا ہے اس کو ماننا لاز م اور ضروری ہے۔

اللہ کی صفات کے انکار کرنے کو تعطیل کہتے ہیں ، یعنی اللہ تعالیٰ کو صفات سے مجرد قرار دینا، یا اللہ کی صفات میں سے کسی صفت کو کم کردینا یہ تعطیل ہے اور کفر ہے، اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اور قرآن ان کے بیان سے بھرا ہوا ہے۔

**فَـإِنَّ إِثْبَـاتَ ذَاتٍ مُجَـرَّدَةٍ عَنْ جَمِيـعِ الصِّفَاتِ لَا يُتَصَوَّرُ لَهَـا وُجُـودٌ فِي الْخَـارِجِ، وَإِنَّمَا الذِّهْنُ قَدْ يَفْـرِضُ الْمُحَـالَ وَيَتَخَيَّلُـهُ، وَهَـذَا غَايَـةُ التَّعْطِيـلِ. وَهَـذَا الْقَـوْلُ قَـدْ أَفْضَى بِقَوْمٍ إِلَى الْقَوْلِ بِالْحُلُولِ وَالِاتِّحَادِ، وَهُوَ أَقْبَحُ مِنْ كُفْرِ النَّصَارَى، فَإِنَّ النَّصَارَى خَصُّـوهُ بِالْمَسِـيحِ، وَهَـؤُلَاءِ عَمُّوا جَمِيـعَ الْمَخْلُوقَـاتِ.(شـرح العقيـد الطحـاوي: ١/١١) وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَـا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَـانُوا يَعْمَلُـونَ (الأعـراف :١٨٠) معـنى الزيـادة في الأسـماء التشـبيه والنقصـان التعطيـل فـإن المشـبهة وصـفوه بمـا لم يأذن فيه و المعطلة سلبوه مـا اتصـف بـه ولذلك قـال أهـل الحـق : إن ديننـا طريـق بين طـريقين لا بتشـبيه ولا بتعطيل( تفسير القرطبى:٧/٢٨٥)وَمَنْ لَمْ يَتَـوَقَّ النَّفْيَ وَالتَّشْـبِيهَ زَلَّ وَلَمْ يُصِـبِ التَّنْزِيهَ(شـرح العقيـد الطحـاوي:١/٦٠) وَ قَـالَ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ: مَنْ شَـبَّهَ اللَّهَ بِشَـيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ فَقَدْ كَفَـرَ، وَمَنْ أَنْكَـرَ مَـا وَصَـفَ اللَّهُ بِـهِ نَفْسَـهُ فَقَـدْ كَفَـرَ (شـرح العقيـد الطحاوي:١/٤٢)** بند

بند.

**بند** یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا کوئی سلسلہ جاری نہیں کیا

ہے صریح کفر ہے۔ **تشریح**

اللہ کی صفت ہدایت کا کفر ہے اللہ کی صفت ہدایت کا انکار ہے کرنا کہ اللہ نے کوئی ہدایت کا سلسلہ جاری نہیں کیا ہے، یا یہ کہنا کہ انسان کی ہدایت کے لئے ان کے رب کی جانب سے کوئی سلسلہ نہیں تھا ، اور کہنا کہ پہلے انسان تاریکی میں تھا اور بتدریج ہدایت یاب ہوا ہے، اور کسی بھی راستہ کو اختیار کرنا درست ہے سبھی راستہ حق کہ ہیں یہ سب کفریہ کلمات ہیں۔ **دلائل**

**قُلْ أَنَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَى أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللَّهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (الأنعام: ٧١) قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ (البقرہ: ١٢٠)** بند

بند.

**بند** مشیت و تقدیر کو اعمالِ سیئہ کے لئے ڈھال بنانا کفر ہے۔۔ **تشریح**

اس سے یہ واضح ہوگیا کہ شر کی تکوین اللہ نے امتحان اور آزمائش کی غرض سے کی ہے، اگر خیر کے ساتھ شر کی تخلیق ہی نہیں ہوتی تو امتحان کیسے ہوتا ؟ اس لحاظ سے شر کی تخلیق اور اس کا تکوینی ارادہ غلط نہیں ہے، ہاں شر کو اختیار کرنا اور اس کا ارتکاب کرنا

غلط ہے، یعنی بندہ اللہ کی پیدا کردہ خیر اور شر کی اقسام میں سے کسی ایک قسم کو اپنے اختیار سے کرتا ہے، اگر وہ شر کو اختیار کرتا ہے تو اس کا شر کو اختیار کرنا غلط ہے، اگر وہ شر کو اختیار کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پورا کردیتا ہے، اس کو زبردستی روکتا نہیں ہے، تاکہ امتحان پورا ہو۔

اس اعتبار سے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ شر کو اختیار کررہا ہے تو یہ اللہ کا ارادہ ہے، کیونکہ یہ اللہ کا ارادہ شرعی نہیں بلکہ تکوینی ہے، یعنی اس کے علم میں گناہ ہورہا ہے تو وہ اس کو پورا ہونے دے رہا ہے، زبردستی روک نہیں رہا ہے، کیونکہ اس کو امتحان پورا کرانا ہے، باقی بندہ جو کچھ کررہا ہے اپنے اختیار سے کررہا ہے، اس لئے معاصی اور ذنوب کے لئے مشیت الٰہی کو آڑ بنانا درست نہیں ہے، اور اپنے اختیار سے کرنے والے سیئات /گناہوں کے بارے میں یہ کہنا کہ اللہ نے چاہا ہے اس لئے وہ گناہ کا ارتکاب کررہا ہے ایسا کہنا کفر ہے، کیونکہ اللہ کا ارادہ تکوینی کسی کے لئے جبر کی راہ نہیں کھولتا، جبکہ اس کا ارادۂ شرعی اس کو گناہ سے باز رہنے کو بھی کہہ رہا ہے۔ ہاں غیر اختیاری حالات اور مصائب کی نسبت اللہ کی مشیت طرف ہی کی جائے گی، کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں، اور یہی ایمان کا تقاضہ ہے۔

**احکام شرعیہ میں اللہ کا ارادہ:**

بندوں کو دیئے جانے والے احکام میں بھی اللہ کا ارادہ کارفرما ہوتا ہے، جو اللہ چاہے حکم دے سکتا ہے، اور دیتا ہے، کوئی بندہ اللہ کے حکم کے مقابلے میں اپنا ارادہ

اور اپنی خواہش کو لانہ کا حق دار نہیں ہے، ہاں اللہ بندوں کو ہر طرح کے احکام میں تخفیف ہی کا ارادہ کرتا ہے، وہ ان کی طاقت سے زیادہ احکام کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا ، وہ ان کے حق میں یسر ہی چاہتا ہے، عسر نہیں چاہتا

**دلائل**

**فَإِنَّ الْقَدَرَ يُحْتَجُّ بِهِ عِنْدَ الْمَصَائِبِ، لَا عِنْدَ الْمَعَائِبِ...... وَأَمَّا الذُّنُوبُ فَلَيْسَ لِلْعَبْدِ أَنْ يُذْنِبَ، وَإِذَا أَذْنَبَ فَعَلَيْهِ أَنْ يَسْتَغْفِرَ وَيَتُوبَ. فَيَتُوبَ مِنَ الْمَعَائِبِ، وَيَصْبِرَ عَلَى الْمَصَائِبِ.(شرح العقیدہ الطحاویہ لإبن أبی العز:۱/۷۰) إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ (المائدہ:۱) يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا (النساء:۲۸) يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ(البقرہ:۱۸۵)وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا (۲۷) يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا (النساء:۲۸)۔**

## ہم شرک اور اس سے متعلقہ احکام و عقائد کو کس طرح سمجھیں

**بد** اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک فی الذات ہے۔ **تشریح**

**شرک کی تعریف :** کفر کی ایک قسم شرک بھی ہے، شرک کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی صفات یا اس کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک کرنا۔

شرک توحید کی ضد ہے، شرک خدا کے انکار کا نام نہیں ہے، بلکہ خدا کو ماننا لیکن اس کے ساتھ کسی کو شریک کردینا یہ شرک ہے۔ کئی خدا ماننا یا خدا کے ساتھ خاص اسمار صفات اور خدا کے لئے خاص حقوق میں دوسروں کو بھی شریک کرلینا یہ شرک ہے۔

شرک میں بنیادی طور پر یہ ہوتا ہے کہ مخلوقات میں سے کسی کو اٹھا کر خدا کے مقام ارفع کے برابر کردیا جاتا ہے ، اور اسی میں لازمی طور پر یہ بھی ہو جاتا ہے کہ خدا کو اس کے مقام ارفع سے گرا کر بندوں کے برابر کردیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے شرک کی ہر صورت بدترین اور عظیم ظلم ہے،اور ناقابل معافی جرم ہے۔ ذات میں شرک کا مطلب:

ذات میں شرک کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً انسان ایک ذات ہے، تو انسان کا باپ بھی انسان ہے اور انسان کا بیٹا /یا بیٹی بھی انسان ہے، اور انسان کی بیوی بھی انسان ہے۔ یا مثلاً : کوئی جانور جیسے گھوڑا ایک ذات ہے، تو گھوڑے کی اولاد بھی گھوڑا ہے، اس کی مادہ بھی گھوڑا ہے، اور اصول یعنی اس کے ماں باپ بھی گھوڑا ہیں۔

**اللہ کی ذات میں ترکیب و تقسیم نہیں ہے:**

اسی طرح ذات میں وحدانیت کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ رب العزت کی ذات اقدس کسی کا مرکب نہیں ہے، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات کی تقسیم ہوتی ہے، اسی

طرح اللہ کی ذات کسی میں حلول نہیں کرتی، جیسا کہ ہندو فلاسفہ مانتے ہیں کہ کائنات کا ذرہ ذرہ خدا ہے، اور خدا ہر ایک میں ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مخلوقات میں سے کسی شخص میں حلول کرتے ہیں، جیسے ہندو اوتاروں کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا انسان کی صورت میں حلول کرکے آگیا، یہ سب باری تعالیٰ کی ترکیب و تقسیم کرنا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو مرکب یا منقسم ماننا اس کی ذات میں وحدانیت کو ماننے کے خلاف ہے، جب وہ حلول کرگیا تو وہ ایک کہاں رہا، جتنوں میں حلو ل کرگیا اتنی کثرت میں تقسیم ہوگیا، اور اگر یہ حقیقت ہوتی تو نعوذ باللہ وہ ان سب سے مرکب ہے۔

اللہ کو کسی کی اولاد ماننا یہ بھی ترکیب ماننا ہے، کہ ماں باپ کے اجزار سے مرکب ہوکر وہ بنا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے اولاد کو ماننا یہ تقسیم کو ماننا ہے کہ وہ اولاد اس کا جزر ہے نعوذ باللہ ۔

**شرک فی الذات :** شرک فی الذات کے معنیٰ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی خدائی میں کسی کو شریک کرنا، جیسے عیسائی تین خدا مانتے ہیں، آتش پرست دو خدا مانتے ہیں، ہندو اور بتوں کو پوجنے والے بہت سارے خدا مانتے ہیں، سب شرک فی الذات ہے۔

**ذات میں شرک کے نتائج:**

ذات میں شرک کی یہی نزاکت ہوتی ہے کہ جب کسی ذات کا کفو یا اصول و فروع مانے جاتے ہیں تو یہ ماننا پڑتا ہے کہ ان سب کفو اصول اور فروع کی ذات ایک ہی ہے، نعوذ باللہ اگر اللہ کا بیٹا مانیں گے تو دوسری

ذاتوں کی طرح و بیٹا بھی اللہ وگا، بیٹی مـانیں گ تـو و بیٹی بھی اللہ وگی، اور اگر بیوی مانیں گ تـو و بھی اللہ وگی معاذ اللہ

اسی طرح اگـر اللہ کـا کسـی میں حلـول کرجانـا مانـا جائ تو نعوذ باللہ اس کو اللہ ماننا وگا، یـا کائنـات ک ذر ذر میں اللہ کا حلول کر جانـا مانـا جـائ تـو اس ک نـتیج میں تو کائنات کا ذر ذر اللہ و جائ گا، او رپھر مشرکین کـو مشـرک کنـا بھی درسـت نیں ، ان کـا ر شـجر و حجر کی پرستش کرنا درست ماننا وگا، نمرود اور فرعـون کو ربوبیت ک دعوی میں جھوٹا ماننا خود غلـط وجـائ گـا، اور ی ماننا پڑ گا ک نعوذ باللہ انبیار اپن دعو میں جھـوٹ تھ، اور نعوذ باللہ بت پرسـت مشـرکین حـق پـر یں معـاذ اللہ اس لـئ حلـول اور اتـارواد ک عقیـد سـب شـرک یں

**دلائل**

**قُـلْ إِنَّمَـا أَدْعُـو رَبِّي وَلَا أُشْـرِكُ بِـهِ أَحَدًا (الجنّ:۲۰) و ان قال بالهين أو أكثر خص باسم المشـرک لا ثبـا الشـريک فی الألـوي (شـرح المقاصـد:۳۴۶۰) وَإِذْ قَـالَ لُقْمَـانُ لِابْنِـهِ وَهُـوَ يَعِظُـهُ يَـا بُنَيَّ لَا تُشْـــرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّـــرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (لقمان:۱۳)إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِـرُ أَنْ يُشْـرَكَ بِـهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْـرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْمًا عَظِيمًا (النسـا:۴۸) لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَـالُوا إِنَّ اللَّهَ هُـوَ الْمَسِـيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِـيحُ يَـا بَنِي إِسْـرَائِيلَ**

**اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۝ (المائدہ:۷۲،۷۳)** بند

بند.

بند اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک فی الصفات □□□ تشریح

**شرک فی الصفات :** شرک فی الصفات کا معنیٰ یہ ہیں کہ غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور خدائی میں تو شریک نہ ٹھہرایا جائے، البتہ اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ جو صرف اسی کے لئے ثابت ہیں ان میں دوسروں کو شریک کیا جائے، اس شرک کی چند موٹی موٹی اقسام ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔ بند

بند اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک فی العبادت □□□ تشریح

**شرک فی العبادات :** شرک فی العبادات:جو کام اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم اور بڑائی کی خاطر اور اپنے بندوں کے لئے جاری فرمائے ہیں ان کاموں کو عبادات کہا جاتا ہے، مثلاً نماز پڑھنا، رکوع کرنا، سجدہ کرنا، اس کے گھر کا طواف کرنا، روزہ رکھنا وغیرہ، جو ایسے کاموں میں غیر اللہ کو اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے وہ شرک فی العبادات کا مرتکب ہوتا ہے، مثلاً غیر اللہ کو سجدہ کرنا، رکوع کرنا یا اس کے لئے نماز کی طرح قیام کرنا یا کسی قبر کو سجدہ کرنا یا کسی نبی، ولی، پیر یا امام کے نام کا

روزے رکھنا، غیر اللہ کے نام کی قربانی کرنا، کسی کے نام کی منت ماننا، کسی کے گھر یا قبر کا بیت اللہ کی طرح طواف کرنا، کسی سے اللہ کی طرح حاجتیں مانگنا، غیر اللہ کو اللہ کی طرح پکارنا وغیرہ سب شرک فی العبادات ہے۔

**دلائل**

**وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ۔ (الاسراء:۲۳) وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ۔ (الانعام:۱۳۷) إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ۔ (البقرہ:۱۷۳) قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ (الانعام:۱۶۳) يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا۔ (الدهر:۷) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسی ابن مریم فانما انا عبدہ و لکن قولوا: عبد اللہ و رسولہ۔ (صحیح بخاری:۱؍۴۹۰) قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الیهود و النصاریٰ اتخذوا قبور انبیائهم مساجداً۔ (صحیح بخاری:۱؍۱۷۷) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ**

**وسلم لا تجعلوا بیوتکم قبوراً ولا تجعلوا قبری عیداً و صلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم۔ (سنن ابوداؤد:۱۔۲۸۶)**

**قال علی رضی اللہ عنہ حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باربع کلمات: لعن اللہ من لعن والدہ ولعن اللہ من ذبح لغیر اللہ ولعن اللہ من اٰوی محدثاً و لعن اللہ من غیر منار الارض۔ (صحیح مسلم: ۲۔۱۶۰)** بند

بند.

بند علم غیب اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے، اس صفت میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک فی العلم ہے۔ تشریح

**شرک فی العلم:** علم غیب اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے، علم غیب اس علم کو کہتے ہیں جو کلی اور ذاتی ہو،جو علم جزئی یا عطائی ہو وہ علم غیب نہیں ہوتا، جو شخص اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں غیر اللہ کو شریک کرے وہ شرک فی العلم کا مرتکب ہے، مثلاً یہ سمجھے کہ فلاں نبی یا فلاں ولی علم غیب جانتے تھے، یعنی انہیں کائنات کے ذرّے ذرّے کا علم ہے یا تھا یا اپنی زندگی میں یا مرنے کے بعد ہمارے تمام حالات سے باخبر ہیں یا انہیں دور نزدیک کی تمام چیزوں کی خبر ہے، یہ شرک فی العلم ہے۔ دلائل

**وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۔ (البقرہ:۲۸۲)**

**لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۔ (سبا:۳) يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ**

**وَمَـا يُعْلِنُـونَ (البقـر:۷۷ النحـل:۲۷)**
**وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَـا تَسْـقُطُ مِنْ وَرَقَـةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَـا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَـاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَـــابِسٍ إِلَّا فِي كِتَـــابٍ مُبِينٍ (الانعام:۵۹) هُـوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَـأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَـاتِكُمْ (النجم:۳۲) إِنَّ اللَّهَ عِنْـــدَهُ عِلْمُ السَّـــاعَةِ وَيُنَـزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَـا فِي الْأَرْحَـامِ وَمَـا تَـدْرِي نَفْسٌ مَـاذَا تَكْسِـبُ غَـدًا وَمَـا تَـدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِـيرٌ (لقمان:۳۴)قال ابن عباس رضی الل عن : هـذ خمسـ لا یعلمهـا ملـک مقـرب ولا نـبی مصـطفیٰ فمن ادعیٰ ان یعلم شـیئاً من هذ فـان کفـر بـالقرآن لان خـالف (تفســـیر حـــازن:۳۴۴۵) و التحقیـــق ان الغیب مـــا غـــاب عن الحـــواس و العلم الضروری و العلم الاستدلالی و قـد نطـق القـــرآن بنفی علم عمن ســـوا تعـــالیٰ فمن ادعیٰ ان یعلم کفـــر و من صـــدق المدعی کفر (نبراس:۳۴۳)**بند

بند.

بند الل تعالیٰ ک علاو کسی اور ک علم کو ذاتی، یـا لا محـدود ماننـا شرک تشریح

**اللہ کی صفت علم میں شرک**

اللہ کے علاوہ سب میں علم : عطائی ، محدود اور حادث ہے، اللہ کے لئے صفت علم مذکورہ بالا جن معانی استعمال ہوا ہے اس کو غیر اللہ کے لئے ماننا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے، مثلاً غیر اللہ میں سے کسی کے لئے یہ ماننا کہ : اس کا علم ذاتی ہے یہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے، یا غیر اللہ کے لئے یہ ماننا کہ : اس کا علم لا محدود ہے یہ بھی اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ یا غیر اللہ کے لئے یہ ماننا کہ اس کا علم قدیم ہے حادث نہیں ہے یہ بھی اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے، یا یہ ماننا کہ غیر اللہ میں کسی کا علم کلیات و جزئیات سبھی کو شامل ہے یہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ یا غیر اللہ میں سے کسی کے لئے یہ ماننا کہ اس کا علم ماضی و مستقل سبھی کو محیط ہے یہ اللہ کے ساتھ اس کو شریک کرنا ہے۔ اور شرک ناقابل معافی جرم ہے ، جس کی سزاء ابد الآباد یعنی ہمیشہ ہمیش کی جہنم ہے۔

**غیر اللہ کے لئے صفت علم کو اس طرح ماننا شرک نہیں ہے۔**

ان معانی سے ہٹ کر صفت علم کو غیر اللہ کے لئے ایسے استعمال کرنا جیسے اللہ اور اس کے رسول نے استعمال کیا ہے شرک نہیں ہے، مثلاً یہ ماننا کہ : بندے کا علم اللہ کا عطائی ہے، محدود ہے، اور حادث ہے یہ ماننا شرک نہیں ہے۔

بندوں میں معلومات کی سطح الگ الگ ہوتی ہیں، کسی کی کم کسی کی زیادہ، عام آدمی کے مقابلہ میں علماء کا علم زیادہ ہوتا ہے، خیر القرون کا علم بعد والوں

کے مقابلہ میں زیادہ راسخ تھا، اور ان میں صحابہ کا علم غیر صحابہ سے زیادہ گہرا اور زیادہ مستحکم تھا، صحابہ سے زیادہ علم انبیاء و رسل کا علم ہے، اور انبیاء و رسل میں سب سے زیادہ علم محمد رسول اللہ ﷺ کا علم ہے، مخلوقات میں کسی کا علم آپ کے علم جیسا نہیں ہے، آپ کا علم سب سے فائق تر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو علم اولین و علم آخرین سے نوازا ہے، .................جو شخص نبی ﷺ کے علم کی صفت میں یہ مانتا ہو کہ آپ کا علم اللہ کا عطاء کردہ ہے، اللہ کے علم کے مقابلہ میں آپ ﷺ کا علم محدود اور حادث ہے تو وہ اللہ کی صفت علم میں شرک کا مرتکب نہیں ہوتا ہے دلائل

**قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَأُبَلِّغُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ (الأحقاف:٢٣)** بند

بند.

بند غیر اللہ کی جانب سے علم غیب کا دعوی شرک ہے، اور کسی غیر اللہ کے ایسے کسی دعوی کی تصدیق بھی شرک ہے۔ تشریح

دعوی علم غیب کا حکم: جو بھی شخص غیب کا دعوی کرے وہ شرک او رکفر ہے، اور مدعی علم غیب کی تصدیق بھی شرک اور کفر ہے، جو شخص مال مسروقہ کے علم کا دعوی کرے علماء نے اس کو بھی اسی حکم میں رکھا ہے، اور جو شخص اس کی تصدیق کرے اس کو بھی شرک اور کفر قرار دیا ہے۔ او رجو شخص اس بات کا دعوی کرے کہ اس کے پاس جن ہے جو غیب کی باتیں جانتا ہے اور جو کچھ پیش آنے والا ہے وہ اس کی خبر دیتا ہے یہ

بھی شــرک ہے اور ایســا مــانن والے کی تصــدیق کرنــا بھی شرک ہے۔ دلائل

**أن الكـاهن من يـدعي معرفـة الغيب بأسـباب وهي مختلفـة، فلـذا انقسـم إلى أنـــواع متعـــددة كـــالعراف، والرمـــال، والمنجم: وهو الـذي يخـبر عن المسـتقبل بطلـــوع النجم وغروبـــه، والـــذي يضـــرب الحصـى والـذي يـدعي أن لـه صـاحبا من الجن يخبره عمـا سـيكون، والكـل مـذموم شـــرعا، محكـــوم عليهم وعلى مصـــدقهم بـالكفر.وفي البزازيـة: يكفـر بادعـاء علم الغيب وبإتيـان الكـاهن وتصـديقه۔ وفي التتارخانيـــة: يكفـــر بقولـــه أنـــا أعلم المسـروقات أو أنـا أخـبر عن إخبـار الجن إياي اه.قلت: فعلى هـذا أربـاب التقـاويم من أنواع الكاهن لادعائهم العلم بالحوادث الكائنـــة۔ وحاصـــله أن دعـــوى علم الغيب معارضـة لنص القـرآن فيكفـر بهـا، إلا إذا أسند ذلك صـريحا أو دلالـة إلى سـبب من الله تعالى كوحي أو إلهام، وكذا لو أسنده إلى أمارة عادية بجعل الله تعالى.(شامى: ۲۲۸،۲۲۹/۴)** بند

بند.

بند اللہ تعالیٰ کی صفتِ قدرت کسی دوسرے کے لئے ثابت کرنـا شـرک فی القدرت ہے۔ تشریح

اللہ کی صفتِ قدرت میں شرک۔ اللہ کی صفت قدرت میں کوئی شریک نہیں ہے، کسی کو اللہ کی صفت قدرت میں مذکور بالا معانی میں ماننا شرک ہے، کسی غیر اللہ کے بارے میں یہ ماننا کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے شرک ہے، مثلاً یہ عقیدہ رکھنا کہ پیر بھی بیٹا یا بیٹی دے سکتے ہیں اور اسی وجہ سے بیٹے کا نام ’’پیراں دتہ‘‘ رکھنا یا یہ عقیدہ رکھنا کہ کوئی نبی یا ولی بارش برسا سکتے ہیں، یا مرادیں پوری کرسکتے ہیں یا مقدمہ میں کامیاب کراسکتےہیں یاروزی دے سکتے ہیں، یا روزی میں فراخی پیدا کرسکتے ہیں، یا زندگی موت ان کے قبضہ میں ہے یا کسی کو نفع نقصان پہنچاسکتے ہیں یہ سب شرک فی القدرہ ہے۔

یہ ماننا کہ ہر چیز غیر اللہ کے تابع فرمان ہے یہ بھی شرک ہے، یہ ماننا کہ خود اللہ نے کسی میں ہر چیز کی قدرت دی ہے یہ کفر ہے، کسی غیر اللہ کے بارے میں یہ ماننا کہ کوئی اس کو عاجز نہیں کر سکتا، یا کوئی اس پر غالب نہیں آسکتا یہ بھی شرک ہے، یا یہ ماننا کہ وہ اللہ کے آگے عاجز مقہور اور مغلوب نہیں ہے یہ بھی شرک ہے، اور افعالِ عباد کو اللہ کی قدرت سے خارج ماننا کفر و شرک ہے، اور شرک نا قابل معافی جرم ہے جس کی سزاء ابد الآباد یعنی ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ بندوں کی اپنی کوئی مشیت ہے ہی نہیں ، مشیت تو صرف اللہ کی ہے، اور بندہ اپنے ارادہ اور اختیار کے بغیر حرکت کرتا ہے جیسا کہ کوئی مشین حرکت کررہی ہو، جس کا اختیار کسی اور کے ہاتھ میں

یہ اللہ کے ’’ارادہ شرعی‘‘ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے عدل کی نفی کرنا ہے، کہ اللہ ظالم ہے اور بندوں پر جبر کرتا ہے ایسا ماننا کفر ہے۔ تاریخ اسلامی میں ایسا ماننے والے جبریہ کہلائے۔

اسی طرح احکام الٰہی میں اپنے ارادہ کو دخل دینا اور سمجھنا کہ ہم بھی آزاد ہیں اپنے ارادہ کو احکام کے مقابلے میں رکھ سکتے ہیں یہ بھی شرک ہے، کوئی اللہ کے ارادہ کے نفاذ میں مانع نہیں ہو سکتا، غیر اللہ میں کسی کو خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو اللہ کے ارادہ سے آزاد ماننا شرک ہے۔

کسی غیر اللہ میں ارادہ اور مشیت کی صفت کو ان معانی میں ماننا جن معانی میں اللہ اور اس کے رسول نے مانا ہے یہ شرک نہیں ہے، کسی کے بارے میں یہ ماننا کہ: اس کی صفت ارادہ کی عطاء ہے، محدود ہے اور حادث ہے شرک نہیں ہے۔

**دلائل**

**إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ (المائدہ:١)لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (المائدہ :١٧)وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ (الرعد:١١)عن ابن عباس ، رضي الله عنهما قال : جاء رجل إلى رسول**

الله صلى الله عليه وسلم يكلمه في بعض الأمر فقال الرجل لرسول الله صلى اللـه عليه وسلم : ما شاء الله وشئت ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « أجعلتني لله عدلا ؟ بل شاء الله وحده(الاسماء و الصفات:١/٣١٥) إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ (الحج:٧٣) قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ (سبا:٢٢) وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ (فاطر:١٣،١٤) وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ (يونس: ١٠٦،١٠٧) لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ (شورىٰ:٤٩،٥٠)قال شا ولى الل

**حقیقۃ الشرک ان یعتقد انسان فی بعض المعظمین من النـاس ان الآثار العجیبۃ الصادرۃ منہ انما صدر لکونہ متصفاً بصفۃ من صفات الکمان معـالم بعهد فی جنس الانسان بل یختص بالواجب جل مجدہٗ لا یوجد فی غیرہ الا ان اخلع هو خلعۃ الالوهیۃ علی غیرہ او یغنی غیرہ فی ذاتہ و یبقیٰ بذاتہ أو نحو ذٰلک مما یظنہ هذا المعتقد من الخرافات۔ (حجۃ اللہ البالغۃ: ۱/۱۴۴)** بند

بند.

**بند** اللہ کے علاوہ کسی اور کے بارے میں یہ ماننا کہ وہ ہر بات سن رہا ہے اور ہر چیز دیکھ رہا ہے، یا یہ ماننا کہ وہ جو چاہیں سن سکتے ہیں اور جو چاہیں دیکھ سکتے ہیں، شرک ہے۔ تشریح

**شرک فی السمع و البصر:** اللہ تعالیٰ کے لئے سماعت و بصارت ثابت ہے، نصوص ان کے ذکر سے بھری ہوئی ہیں، ان کا انکار کرنا کفر ہے (جیسا کہ معطلہ نے کیا ہے)، اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے لئے اعضاء و اسباب کا محتاج نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی سماعت و بصارت بندوں کی طرح سے نہیں ہے، یعنی ان میں اللہ کو اعضاء و جوارح کا محتاج ماننا بھی کفر ہے (جیسا کہ مشبہ نے کہا ہے)، وہ کسی کا محتاج نہیں ہے، وہ لا محدود ہے، اور ہمیشہ سے ان صفات سے متصف ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے جن معانی میں صفات سماعت و بصارت استعمال ہوتی ہیں ان کو غیر اللہ میں ماننا شرک ہے، اللہ کی صفت سماعت اور

بصارت ذاتی ، لا محدود، اور قدیم ہیں، غیر اللہ میں سماعت و بصارت عطائی (یعنی اللہ کی عطاء کردہ)، محدود اور حادث ہیں، غیر اللہ میں سماعت و بصارت کی صفات ذاتی ، لا محدود، اور غیر حادث ماننا شرک ہے۔ شرک نا قابل معافی جرم ہے، جس کی سزاء ہمیشہ ہمیش کی جہنم ہے۔

**دلائل**

**إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ (فاطر:١٤) وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (البقرہ:١٨٦) قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ (المجادلہ:١) وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ (الرعد:١٤) عن عائشة ، رضي الله عنها قالت : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في سجوده بالليل مرارا : « سجد وجهي للذي خلقه وشق سمعه وبصره بحوله وقوته(الاسماء و الصفات: ١/٢٧٢)عن أبي موسى الأشعري ، رضي الله عنه ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « إن الله عز وجل لا ينام ولا ينبغي له أن ينام ، يخفض القسط (١) ويرفعه ، يرفع إليه عمل**

**الليل قبل النهار ، وعمل النهار قبل الليل ، وحجابه النار لو كشفها لأحرقت سبحات وجهه كل شيء أدركه بصره(الاسماء و الصفات:۱/۴۱۶)عن عمر بن الخطاب ، رضي الله عنه ، عن النبي صلى الله عليه وسلم في حديث الإيمان ، قال : يا محمد ، ما الإحسان ؟ ، قال : أن تعبد الله كأنك تراه ، فإنك إن لم تكن تراه ، فإنه يراك (روا مسلم )**بند

بند.

بد اللہ تعالی کی طرح کسی کو ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجودسمجھنا شرک ہے۔ تشریح

ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہے، اللہ تعالیٰ کے سواء کسی نبی یا کسی ولی کے لئے یہ صفت ماننا بھی شرک فی الصفات ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات جن کا بیان توحید کے باب میں آیاہے ان میں سے کسی ایک صفت میں غیر اللہ کو شریک کرنا شرک فی الصفات کہلاتا ہے۔ دلائل

**وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ (یونس:۶۱) أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا**

كَانُوا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (المجادل:۷)بند

بند.

بند کفر و شرک ایسا بدترین جرم ہے کہ کافر و مشرک کی کبھی معافی نہیں ہوگی اور نہ ہی ان کی بخشش ہوگی، یہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (النساء:۴۸و۱۱۶) إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ (المائدہ:۷۲) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا (البینہ:۶)بند

بند دنیا کے بارے میں کافر و مشرک کی دعاء قبول ہوسکتی ہے، لیکن آخرت کے بارے میں کسی کافر و مشرک کی کوئی دعاء قبول نہیں ہوتی ہے

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ (العنکبوت:۶۵) بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ (الانعام:۴۱) وَلَوْ تَرَى إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَا كَانُوا يُخْفُونَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (الانعام:۲۷۔۲۸)بند

وحدۃ الوجود کا یہ تصور کہ کائنات کا ہر ذرہ اللہ کی ذات کا جزء ہے عینِ شرک ہے۔ **تشریح**

اوتار واد/ یا حلول کو ماننا شرک ہے۔ کسی میں اللہ کی ذات حلول کر گئی ہے ماننا اللہ کی ذات میں شرک کرنا ہے، کسی کو اللہ کا اوتار ماننا یہ بھی اللہ کی ذات میں شرک کرنا ہے،یہ ماننا کہ کائنات کہ ذرّہ ذرّہ میں اللہ ہے یہ بھی اللہ کی ذات میں شرک کرنا ہے۔

**وحدۃ الوجود:**

**وحدۃ الوجود کی اصطلاح دو معنوں میں استعمال ہوتی ہے:**

(۱) ایک یہ کہ ہر شے میں خدا ہے، کائنات، سورج چاند زمین تارے غرض ذرہ ذرہ میں خدا ہے، جیسا کہ ہندو مانتے ہیں اور ہر شجر و حجر کو وہ اسی لئے پوجتے ہیں کہ اس کو خدا کی ذات کا جزر مانتے ہیں، اس معنی میں وحدۃ الوجود صریح شرک فی الذات ہے، اور اس معنی میں یہ اصطلاح مسلمانوں کی اصطلاح نہیں ہے۔

(۲) وحدۃ الوجود ایک دوسرے معنی یہ ہیں کہ حقیقۃً وجود تو صرف ایک ہی ہے اور وہ اللہ رب العزت کا وجود ہے، کیونکہ اس کا وجود ذاتی ہے، ازلی و ابدی ہے، باقی سب کا وجود اللہ کی عطا ر سے ہیں ، حادث ہیں، اور ان کو فنا ہے، اور جب تک ہیں اللہ کی قیومیت سے ہیں، جہاں اللہ نے ان کا فنا کا ارادہ کیا سب فنا ہوجائیں گے اس اعتبار سے حقیقی وجود تو ایک ہی ہوا تو اس معنی میں وحدۃ الوجود شرک نہیں ہے، بلکہ باری تعالیٰ کی تقدیس و تع

ظیم کا ایک بیان ہے، اور محض اصطلاح اور الفاظ میں وحدت سے ایسا ماننے والوں پر شرک کا حکم نہیں لگایا جائے گا، الفاظ و اصطلاح میں یہ اتفاقیہ ہے، اس میں اصل معیار معنی کا ہے، جیسا کہ ہم نے ’’مبادیات عقائد میں‘‘ وضاحت کی ہے۔

ایک عالمی حقیقت: دنیا کی مختلف قوموں میں یہ تو ہوا کہ ذات باری تعالیٰ کی جانب اولاد کی نسبت کے ذریعہ یا حلول اور اوتار واد کے نظریہ کے ذریعہ شرک فی الذات تو ہوا ہے، لیکن ذات باری تعالیٰ کے بالکل مد مقابل ایک ایسی ذات پر ایمان جو واجب الوجود سے علیحدہ ایک مستقل وجود رکھتا ہو اور اس میں وہ تمام صفات کمال موجود ہوں جو ذات باری تعالیٰ میں مانے جاتے ہیں ایسا کسی قوم میں نہیں پایا گیا ہے، سب نے ایک ہی واجب الوجود ذات باری تعالیٰ میں ہی ترکیب و تقسیم کی ایسی صورتیں مانی ہیں جو انہیں اس کی ذات میں شرک تک لے گئیں ہیں۔

البتہ یہ بیٹا یا بیٹی مان کر یا حلول اور اوتار واد کے ذریعہ مانا جانے والا شرک بھی بدترین شرک ہے، جس کی معافی نہیں ہے۔ **بند**

**بند** اللہ کے علاوہ کسی کے بارے میں یہ ماننا کہ وہ ہمیشہ سے ہے، یا یہ ماننا کہ اس کی حیات ذات ہے شرک ہے۔ **تشریح**

اللہ کی صفت حیات میں شرک غیر اللہ میں سے جس کسی کو بھی ان مذکورہ معانی میں سے کسی ایک معنی میں ذی حیات مانا جائے یہ اللہ کی صفت حیات میں شرک کرنا ہے، مثلاً یہ ماننا کہ کسی کی حیات ذاتی ہے

اللہ کی عطائی نہیں یہ اللہ کی ذات میں شرک کرنا ہے، یا
یہ ماننا کہ وہ ازلی ہے یہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے، یا
کسی کےلئے یہ ماننا کہ اس کو موت یا فنا نہیں ہے یہ بھی
اللہ کی صفت حیات میں شرک کرنا ہے، یا یہ ماننا کہ اللہ
کے علاوہ کوئی حیات و موت دے سکتا ہے، یا اللہ کے علاوہ
کوئی مردے کو زندہ کر سکتا ہے،یہ بھی اللہ کے ساتھ شرک
کرنا ہے، یہ سارے ناقابل معافی جرم ہیں، ان کا بدلہ
ہمیشہ ہمیش کی جہنم ہے۔ دلائل

**قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ (يونس:٣١)ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَى وَأَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (الحج:٦) أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَى وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (الشورى:٩)**بند

بند.

بند کسی کے ارادہ و مشیت کو اللہ کے ارادہ و مشیت کے برابر کردینا شرک ہے۔

بند کسی کے ارادہ و مشیت کو اللہ کی مشیت کے تابع نہ ماننا بھی شرک ہے۔

بند یہ ماننا کہ بندے اپنے اعمال کے خود خالق ہیں، ان کے پورا ہونے کےلئے اللہ کے ارادہ کونی کی ضرورت نہیں ہے یہ بھی شرک و کفر ہے۔ تشریح

**صفت ارادہ و مشیت میں شرک** مذکورہ بالا
معانی میں اللہ کی صفت ارادہ و مشیت کسی میں ماننا
شرک ہے، کسی کے ارادہ و مشیت کے بارے میں ماننا کہ
وہ اللہ کی طرح نافذ ہوتی ہے اللہ کے ساتھ شرک کرنا
ہے، اسی طرح یہ ماننا کہ کسی کے ارادے یا مشیت کا نفاذ
اللہ کی اجازت کے تابع نہیں ہے یہ بھی شرک ہے۔
یہ ماننا کہ بندوں کے افعال کے پورا ہونے کے لئے اللہ
کی مشیت کی ضرورت نہیں ہے، اللہ کی صفت اردہ میں
کمال اور ’’ارادہ تکوینی ‘‘کی نفی کرنا ہے، اور یہ نفی کرنا
یہ ماننا ہے کہ اللہ کی مملکت میں کوئی اس کے اردہ کے
بغیر بھی اپنا ارادہ چلا سکتا ہے، ایسا ماننا شرک ہے۔ تاریخ
اسلامی میں ایسا ماننے والے قدریہ کہلائے۔ بند

بد اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ہدایت نہیں دیتا، اللہ تعالیٰ کے
علاوہ کسی اور کو ہدایت دینے والا سمجھنا شرک ہے۔ تشریح

اللہ کی صفت ہدایت میں شرک ۔ اللہ کی صفت
ہدایت میں کسی کو شریک کرنا کہ اللہ کے علاوہ کوئی
اور بھی ہدایت دیتا ہے یہ شرک ہے، لیکن ذریعہ کی حد تک
کسی کو ہادی ماننا جس معنی میں خود اللہ نے کسی کو
ہادی مانا ہے جیسے اللہ کے رسول اور اللہ کی کتابوں کو
ہادی ماننا یہ شرک نہیں ہے ۔ دلائل

**قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ (يونس :٣٥)**
**وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ**

**اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْـــدِي الْقَـــوْمَ الظَّالِمِينَ (القصـــص :٥٠) بَـــلِ اتَّبَـــعَ الَّذِينَ ظَلَمُـــوا أَهْـوَاءَهُمْ بِغَيْـرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَهْـدِي مَنْ أَضَـلَّ اللَّهُ وَمَـــا لَهُمْ مِنْ نَاصِـــرِينَ (الـــروم :٢٩) أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَـذَ إِلَهَـهُ هَـوَاهُ أَفَـأَنْتَ تَكُـونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا (الفرقان:٤٣)** بند

بند.

**بند** اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو الہ ماننا یا اس کے الوہیت کے حقوق کسی اور کو دینا شرک اور ناقابلِ معافی جرم ہے۔ **تشریح**

**متعدد آلہہ ماننا شرک ہے۔**

اللہ کے علاوہ متعدد آلہہ ماننا شرک ہے، خواہ اللہ کے علاوہ سینکڑوں معبود مانے جائیں یا ایک دو مانے جائیں سب برابر ہیں، اللہ تعالیٰ کو تین میں کا تیسرا الہ ماننا ، اور اللہ کے ساتھ حضرت عیسی کو الہ ماننا یہ سب شرک کی صورتیں ہیں اور بد ترین اور نا قابل معافی جرم ہیں۔

**الوہیت میں شرک کی بہت سی صورتیں ہیں اور ہر صورت نا قابل معافی جرم ہے۔**

**باطل آلہہ کی شکلیں**

انبیاء ، اولیاء و صالحین، ان کی قبریں، فرشتے، جن، سورج، چاند، ندیاں، ہوائیں، درخت، گائے، بت، حکومتیں، اللہ کے علاوہ مقننہ جو تحلیل و تحریم میں دخل اندازی کرتی ہوں، اور بسا اوقات مال و دولت اور خود نفس انسانی یہ سب آلہہ کے طور پر اختیار کرلئے جاتے ہیں، ان میں کوئی الہ بننے کا مستحق نہیں ہے، ان میں سے کسی

کو الہ بنانا اور ان کے ساتھ الہ بنانے کے تقاضوں کو پورا کرنا شرک ہے۔ دلائل

**لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهٌ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (٧٣) أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (المائدہ:٧٤)وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَهَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ (٥١) وَلَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَهُ الدِّينُ وَاصِبًا أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَتَّقُونَ (٥٢) وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ (٥٣) ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ (النحل:٥٤)قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَى قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ (الأنعام:١٩)۔ أَلا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (الزمر:٣)أَن لاَّ تَعْبُدُواْ إِلاَّ اللّهَ إِنِّيَ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ۔ (٢٦ سورة هود)۔** بند

بند.

بند اللہ کے علاوہ کسی کے ہاتھ میں کوئی اختیار نہیں ہے، الوہیت

میں شرک مشرکین کی حماقت ۔۔۔ **تشریح**

مشرکین کی جانب سے اللہ کے علاوہ جن الٰہوں کو پوجا جاتا ہے، ان کے ہاتھ کچھ نہیں ہے، سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے، اللہ تعالیٰ نے ربوبیت کا کوئی ادنی سے ادنی اختیار بھی کسی کو نہیں دیا ہے، نہ دنیا میں نہ آخرت میں ہر جگہ ہر کوئی اللہ کا محتاج ہے، اور جس طرح عوام اللہ کے محتاج ہیں، ویسے ہی خواص بھی اللہ ہی کی محتاج ہیں، وہ اپنا ہی کوئی کام اللہ کی مشیت کے بغیر انجام نہیں دے سکتے، اور دوسروں کے کام اللہ نے ان کے حوالے نہیں کئے ہیں کہ وہ جو چاہیں تصرف کریں، بلکہ سارے کام اللہ کی مشیت اور امرکے محتاج ہوتے ہیں، اللہ کا کوئی ولی اللہ کی کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے تقوی کی وجہ سے ہے، اور وہ اللہ کی بادشاہت میں کوئی اختیار نہیں رکھتا، یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے نفع و ضرر پہنچانے کی طاقت کسی کو تفویض کی ہے یہ بھی شرک کا ایک شعبہ ہے۔۔۔ **دلائل**

**قُــــلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخَـــذَ اللَّهُ سَـــمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَى قُلُوبِكُمْ مَنْ إِلَهٌ غَيْـرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِهِ انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ (الأنعام:۴۶)قُـلْ مَنْ يَكْلَـؤُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَنِ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُعْرِضُونَ (۴۲) أَمْ لَهُمْ آلِهَـةٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُونِنَا لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْـرَ أَنْفُسِـهِمْ وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْـــحَبُونَ (الأنبيــا:۴۳)إِنَّكُمْ وَمَـــا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا**

وَارِدُونَ (٩٨) لَـوْ كَـانَ هَـؤُلَاءِ آلِهَـةً مَـا وَرَدُوهَـا وَكُـلٌّ فِيهَـا خَالِـدُونَ (الأنبيـا: ٩٩)وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُـونَ لِأَنْفُسِـهِمْ ضَـرًّا وَلَا نَفْعًـا وَلَا يَمْلِكُـونَ مَوْتًـا وَلَا حَيَـاةً وَلَا نُشُورًا (الفرقـان:٣)وَلَا تَـدْعُ مَـعَ اللَّهِ إِلَهًـا آخَرَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَـهُ لَـهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْـهِ تُرْجَعُـونَ (القصـص: ٨٨)وَاتَّخَـذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَـةً لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ (٧٤) لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْـرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْـدٌ مُحْضَـرُونَ (يس:٧٥)وَاتْـلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ (٦٩) إِذْ قَـالَ لِأَبِيـهِ وَقَوْمِـهِ مَـا تَعْبُدُونَ (٧٠) قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَـا عَـاكِفِينَ (٧١) قَـالَ هَـلْ يَسْـمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ (٧٢) أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُـرُّونَ (٧٣) قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَـذَلِكَ يَفْعَلُـونَ (٧٤) قَـالَ أَفَـرَأَيْتُمْ مَـا كُنْتُمْ تَعْبُـدُونَ (٧٥) أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ (٧٦) فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَـالَمِينَ (٧٧) الَّذِي خَلَقَنِي فَهُـوَ يَهْدِينِ (٧٨) وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ (٧٩) وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُـوَ يَشْـفِينِ (٨٠) وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ (٨١) وَالَّذِي أَطْمَـعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ (٨٢) رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًـا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّـالِحِينَ (الشـعرا: ٨٣)بند

بند.

بد اللہ کے ساتھ جن کو شریک کیا جاتا ہے کل قیامت کے دن وہ خود مشرکین کی مخالفت کریں گے، اور ان کے عمل سے اپنی برأت کا اعلان کریں گے کہ اس عمل سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا

تشریح

شرکاء قیامت کے دن وہ خود مشرکین کی مخالفت کریں گے۔ اللہ کے علاوہ جسکو بھی الہ بنایا جاتا ہے عام طور پر یہ خود مشرکین کی حرکت ہے ورنہ جن کو اللہ کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے خود ان کی مرضی اس میں شامل نہیں ہوتی، بلکہ ان کو اس کی خبر بھی نہیں ہے، کل قیامت کے دن وہ سب مشرکین کے شرک سے برأت کا اظہار کردیں گے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مشرکین اور ان کے شریک کئے ہوئے خداؤں کو جمع کریں گے اور ان شرکاء سے پوچھیں گے کہ کیا تم نے انہیں خود کو میرے ساتھ شریک کرنے کا حکم دیا تھا وہ اس پر صاف انکار کردیں گے کہ اس بد ترین حرکت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، انبیاء، فرشتے، جن، اولیاء و صالحین سب کھلے طور پر کہہ دیں گے کہ یہ خود ان مشرکین کی اپنی برائی ہے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا، یہ سب وہاں اللہ کے حضور اللہ کے بندے اور اللہ کے محتاج بن کر حاضر ہوں گے۔

دلائل

**وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا (٨١) كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا (مريم:٨٢)قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا**

إِيَّانَا يَعْبُدُونَ (٦٣) وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ (القصص:۶۴)وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ (۴۰) قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ (سبأ: ۴۱)احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ (۲۲) مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ (الصافات:۲۳)بند

بند.

**بند** بتوں اور معبودان باطلہ کی تصویروں کا احترام اور ان کی پرستش اور ان پر اعتماد کرکے ان کے آگے سجدہ ریز ہونا شرک اکبر ہے۔ **تشریح**

بتوں اور تصویروں کی پرستش۔ بتوں اور تصویروں سے احترام اور عقیدت رکھنا اور ان میں کسی قسم کے تصرف کے اختیار کو ماننا، اور اس لئے ان کے سامنے مراسم عبودیت ادا کرنا، مثلاً سجدے کرنا، جھکنا، ان سے مانگنا، ان کو پکارنا اور یہ عقیدت رکھنا کہ وہ سن رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں یہ سب شرک اکبر ہے اور شرک فی الالوہیت ہے۔

مشرکین مثلاً ہندو جن بتوں کو پوجتے ہیں وہ اسی شرک میں شامل ہے، ان کے علاوہ مسلمانوں کا بزرگان دین کی تصاویر کے ساتھ یہی معاملات کرنا، یا خاندان کے بزرگوں کے ساتھ یہ معاملات کرنا، ان کو صاحب تصرف و

اختیار ماننا،ان کو پکارنا، اپنی ضروریات و حاجات کو ان سے مانگنا ،اور ان عقیدوں کے ساتھ ان کی تصویروں کے آگے چراغاں کرنا یہ بھی بعینہ اسی جیسا شرک اکبر ہے، جو ایک مسلمان کو ملت اسلامیہ سے خارج کردیتا ہے۔

**تصویر اور مجسمہ سازی شروع سے شرک کے لئے استعمال ہوئی ہے، شیطان نے شرک کا آغاز اسی طریقہ سے کرایا ہے۔**

**تصویر کی حرمت** تصویر اور بت سازی کی حرمت اسلام میں اسی لئے ہے کہ وہ ہمیشہ سے شرک کا بڑا ذریعہ رہا ہے، اس میں ہر جاندار کی تصویر کی حرمت تو ہے ہی ساتھ ہی علماء و اولیاء اور صالحین کی تصاویر کی حرمت خاص طور سے ہے جن کے بارے میں غالب گمان ہوتا ہے کہ ان کی تصاویر کی عقیدت و احترام میں غلو ہوگا اور بتدریج کھلا اور شرک اکبر شروع ہوجائے گا، اس لئے تصویر سازی اور بت سازی بھی حرام مطلق ہے۔ جیسا کہ قوم نوح کے بزرگوں کے ساتھ ہوا جن کے نام قرآن نے ’’ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر‘‘ ذکر کئے ہیں، یہ اس قوم کے بت /اصنام تھے، احادیث میں آیا ہے کہ یہ قوم نوح کے بزرگان تھے جن کی تصاویر بنائی گئیں، پھر ان سے احترام رکھا گیا، پھر غلو شروع ہوا اور پھر کھلے شرک کا آغاز ہوا۔ دلائل

**وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَى قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَى أَصْنَامٍ لَهُمْ قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ (١٣٨) إِنَّ هَؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَا**

**هُمْ فِيهِ وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (١٣٩) قَالَ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِيكُمْ إِلَهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ (الأعراف:١٤٠) إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ (٥٢) قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ (٥٣) قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (الأنبيا٥٤:ر)ے عن عَبْدَ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ - صلى الله عليه وسلم - يَقُولُ « إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ (صحيح البخارى: ٥٩٥٠، صحيح مسلم: ٥٦٥٩،سنن النسائى: ٥٣٨١)ے**بند

بند.

بند دعار ، استعانت اور استغاثہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اس سے دعاء کی جائے، غیر اللہ کو اختیار و تصرف والا مان کر اس کے آگے ہاتھ پھیلانا شرک ہے۔ تشریح

دعار ، استعانت اور استغاثہ صرف اللہ کا حق ہے، اور اللہ کی عبادت کا لازمی جزء ہے کہ بندہ صرف اللہ سے مانگے، اللہ کے علاوہ کسی اور سے دعاء نہ کرے، اللہ کے علاوہ کسی اور سے استعانت اور استغاثہ ، اور دعارکرنا شرک ہے۔ دلائل

**اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (٦٤) هُوَ الْحَيُّ لَا**

**إِلَـهَ إِلَّا هُـوَ فَـادْعُوهُ مُخْلِصِـينَ لَـهُ الـدِّينَ الْحَمْــدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَــالَمِينَ (٦٥) قُــلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُـدَ الَّذِينَ تَـدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَـاءَنِيَ الْبَيِّنَــاتُ مِنْ رَبِّي وَأُمِـرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (غـافر:٦٦)قُـلْ أَعُـوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (١) مَلِكِ النَّاسِ (٢) إِلَـهِ النَّاسِ (٣) مِنْ شَـرِّ الْوَسْـوَاسِ الْخَنَّاسِ (٤) الَّذِي يُوَسْـوِسُ فِي صُـدُورِ النَّاسِ (٥) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (٦) الناس**بند

بند.

**بند** اصحابِ قبور سے مانگنا اور قبروں پر منتیں ماننا شرک ہے تشریح

قبروں کی تعظیم اور مـدفون اولیارسـے مانگنـا اولیار اور صالحین کی قبروں پر جا کر ان سے اپـنی ضـرورتیں اور مرادیں مانگنا ، اور ان سے منتیں ماننا سـب مراسـم شـرک ہیں، نـبی ﷺ مـرض الوفـات میں اس سـے بچـنے کی خـاص وصـیت فرمـاتے رہے، اور قـبروں کـو سـجدے گـا بنـانے سـے سختی سے منع فرمایا، اور ہر ایسے طریقے کـو ختم فرمایـا جس سے قبروں کے معاملے میں غلـو ہو سـکے، مثلاً ان کـو روغن کرنا، قبریں پختہ اور اونچی بنانا، وغیرہ، صحابۂ کرام کو مأمور فرمایا کہ جہاں کہیں ایسا دیکھو ان کـو زمین کے برابـر کـردو، اور آپ خـود دعار فرمـاتے کہ : اللہم لا تجعـل قبری وثناً یعبد(رواہ مالک و احمد)۔

**قبروں کے پاس مشروع عمل یہ ہے کہ اصحاب قبـور (خـواہ وہ کسـی رتبہ کے ہوں) خـود ان کی**

**مغفرت کےلئے اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگی جـائے، اور یہ کہ اللہ ان کے درجات بلند کرے۔**

قبروں کے ساتھ مشروع عمل ہے احـادیث میں زیارت قبور کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ موت یاد آئے اور آخرت کی تیاری کی طرف توجہ ہو، اور ساتھ ہی صاحبِ قبر کےلئے دعاءِ استغفار اور دعاءِ رحم سکھلائی گئی ہے، یہ نہیں کہ صاحب قبر سے کچھ مانگا جائے جبکہ ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔

**دلائل**

**عن عائشة رضي اللّه عنها قالت : « لما نُزلَ برسول اللّه صلى الله عليه وسلم طفق يطرح خميصة له عن وجهه . فإذا أَغتم بها كشفها . فقال وهو كذلك : لعنة الله على اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد . يحذر ما صنعوا ، ولولا ذلك أبرز قبره غير أنه خشي أن يتخذ مسجدا(متفق علیہ) وقال صلى الله عليه وسلم : « ألا وإن من كان قبلكم كانوا يتخذون قبور أنبيائهم مساجد . ألا فلا تتخذوا القبور مساجد . فإني أنهاكم عن ذلك(رواہ مسلم)لا تطروني كما أطرت النصارى ابن مريم . إنما أنا عبد فقولوا : عبد اللّه ورسوله (رواہ البخاری)ألا أبعثك على ما بعثني عليه رسول اللّه صلى الله عليه وسلم أن لا تدع تمثالا إلا طمسته . ولا قبرا مشرفا**

**إلا سويته » (روا مسلم) .عن جابر رضي اللّه عنه قال : « نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبر . وأن يقعد عليه . وأن يبنى عليه بناء(روا مسلم) أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى، وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى، أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَى، تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَى، إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاء سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ وَلَقَدْ جَاءهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَى(النجم: ١٩-٢٣) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم- « نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا .(صحيح مسلم:٢٣٠٥)وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ أَلاَ فَلاَ تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ إِنِّى أَنْهَاكُمْ عَنْ ذَلِكَ». (صحيح مسلم:١٢١٦)روى مالك في "الموطأ" أن رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: "اللهم لا تجعل قبري وثناً يُعبد، اشتد غضب الله على قوم اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد ".(٢/٣٧)** بند

بند.

بند درختوں یا پتھروں کو صاحب تصرف و اختیار والا مان کر ان سے دعاء کرنا یا ان سے امید رکھ کر ان پر دھاگے باندھنا بھی شرک ہے۔ تشریح

درختوں او پتھروں سے تبرک حاصل کرنا ہے درختوں اور پتھروں سے عقیدت رکھنا جیسا کہ مشرکین اور ہندوں کا طرز ہے، اور ان درختوں یا پتھروں کے پاس جانا، ان پر منتوں کے دھاگے باندھنا اور یہ گمان رکھنا کہ اس سے ان کے کام نکل جائیں گے حرام اور شرک ہے۔ دلائل

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى، وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى، أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَى، تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَى، إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاء سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ وَلَقَدْ جَاءهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَى(النجم: ١٩-٢٣) ۔ عن أبي واقد الليثي قال: خرجنا مع رسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إلى حُنَين ونحن حُدَثاء عهد بكفر وللمشركين سِدْرة يعكُفون عندها ويَنُوطُون بها أسلحتهم يقال لها: ذات أنواط. فمررنا بسِدْرة فقلنا يا رسول الله، اجعل لنا ذاتَ أنواط كما لهم ذاتُ أنواط. فقال رسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "الله أكبر -إنها السُّنَن- قلتم والذي نفسي بيده كما قالت بنو إسرائيل لموسى: {اجْعَل لَّنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ(الأعراف: ١٣٨) لتركبُن سَنَنَ من كان قبلكم"(رواه الترمذي وصححه)۔ بند

بند.

بد جادو جبکہ اس میں جن وشیاطین سے استمداد ہو شرک ہے، اور اگر اس میں استمداد بغیر اللہ نہ ہو تب بھی کفر ہے۔ تشریح

**سحریعنی جادو**

وہ عمل جس میں نتائج کے اسباب عام نظروں سے پوشیدہ ہوں، اور جن میں غیر اللہ سے استمداد لی جاتی ہے، مثلاً جن و شیاطین سے استمداد وغیرہ ، ساحر جن و شیاطین کو خوش کرکے ان کی صلاحیتوں اور طاقتوں کو حاصل کرتا ہے اور اپنے مقصد کے لئے استعمال کرتا ہے اور دلوں اور اجسام پر اثر انداز ہوتا ہے، یا مسحور کو مرض میں مبتلا کرتا ہے یا دیگر اور نقصان پہنچاتا ہے، ان اعمال میں استمداد بغیر اللہ ہوتا ہے جو شرک اکبر ہے ، جس کا مرتکب ملت اسلامیہ سے خارج ہوجاتا ہے۔ اور اگر استمداد بغیر اللہ نہ بھی ہو تب بھی یہ کفر ہے کیونکہ اس سے منع کیا گیا ہے اور اس کو قرآن نے کفر سے تعبیر کیا ہے، اور حدیث میں اس کو سات ہلاک کردینے والی چیزوں میں شمار کیا گیا ہے۔

سحر (جادو) طاغوت ہے، جس کی نفی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جس سے اللہ اور رسول نے منع کیا ہے، سحر میں استمداد بغیر اللہ ہوتا ہے، جیسے جنوں اور شیاطین سے مدد لی جاتی ہے، اور استمداد بغیر اللہ شرک ہے، اس لئے سحر کفر و شرک ہے۔ دلائل

**وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ ......... وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (البقرة**

: ١٠٢)￼ قال النبي صلى الله عليه وسلم : اجتنبوا السبع الموبقات . قالوا : وما هي ؟ قال : الإشراك باللّه والسحر( روا￼ البخارى)￼ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (البقر￼ :١٠٢)￼ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ (النحل:٣٦)￼ السحر حرام بلا خلاف بين أهل العلم واعتقاد إباحته كفر وعن أصحابنا ومالك وأحمد يكفر الساحر بتعلمه وفعله سواء اعتقد الحرمة أو لا ويقتل وفيه حديث مرفوع حد الساحر ضربة بالسيف يعني القتل(شامى:

**۴/۲۴۰)أن في الأحــاديث دليلاً على كفــر الكاهن والساحر لأنهما يدعيان علم الغيب وذلــك كفــر ، ولأنهمــا لا يتوصــلان إلى مقصودهما إلا بخدمة الجن وعبــادتهم من دون اللـه ، وذلـك كفـر باللـه وشـرك بـه سـبحانه ، والمصـدق لهم بـدعواهم على الغيب ويعتقـد بـذلك يكـون مثلهم ، وكـل من تلقى هذه الأمور عمن يتعاطاها فقـد بـرء منـه رسـول اللـه صـلى اللـه عليـه وسلم(حكم السحر والكہانہ بن بـاز:۱/۲)ہ**

بند

بند.

**بند** اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے نذر و نیاز ماننا شرک ہے۔

تشریح

غیر اللہ کے لئے نذر و نیاز شرک ہے۔ نذر و نیاز اور منت ماننا کہ اے اللہ میرا فلاں کام کردیجئے، یا صحت دے دیجئے، میں آپ کے لئے اتنا مال صدقہ کروں گا، یا اتنے لوگوں کو کھلاؤں گا، یا کنواں کھدواؤں گا، یا دواخانہ بناؤں گا وغیرہ یہ نذور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے، غیر اللہ کے لئے منت ماننا جیسے پیران پیر یا کسی اور کی منت ماننا شرک ہے۔

دلائل

**وأما النذر الذي ينـذره أكـثر العـوام - على ما هـو مشـاهد - كـأن يكـون لإنسـان غائب ، أو مريض ، أو له حاجـة ضـرورية ؛ فيأتي بعض قبور الصـلحاء فيجعـل سـتره**

على رأسه ؛ فيقول : يا سيدي فلان !إن رد غائبي ، أو عوفي مريضي ، أو قضيت حاجتي ؛ فلك من الذهب كذا ، ومن الفضة كذا ، ومن الطعام كذا ، ومن الماء كذا ، ومن الشمع كذا ، ومن الزيت كذا :فهذا النذر باطل بالإجماع(جهود علماء الحنفية في إبطال عقائد القبورية: ١/٤٤٩) صرح كثير من العلماء الحنفية في الرد على القبورية بأن النذر لغير الله تعالى حرام ، بل هو شرك ؛ لأنه نوع من أعظم أنواع العبادة ، وعبادة غير الله شرك ، ولأنه متضمن أنواعاً أخرى للشرك بالله تعالى ، فإن الذي ينذر شيئاً للميت لابد من أن يعتقد فيه عدة عقائد شركية : ١ - أن يعتقد أنه يعلم حال هذا الناذر. ٢ - أن يعتقد أنه يتصرف في الأمور ، من شفاء المريض وغناء الفقير ، وإغاثة الملهوف ونحو ذلك. ٣ - أنه يسمع نداء الناذر واستغاثته به .وهذه العقائد كلها شركية وثنية. (جهود علماء الحنفية في إبطال عقائد القبورية:١/١٥٤٩) بند

بند.

بند اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے قربانی دینا اور جانور ذبح کرنا شرک ہے تشریح

غیر اللہ کے لئے قربانی شرک ہے، قربانی صرف اللہ کا حق ہے، غیر اللہ کے لئے قربانی دینا ، یا غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرنا خواہ اس پر اللہ ہی کا نام پڑھا جائے ، مثلاً پیران پیر کے لئے جانور ذبح کرنا ، اور کسی صاحب قبر کے لئے جانور ذبح کرنا شرک ہے۔ **دلائل**

**وقول الله تعالى: قُلْ إِنَّ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لاَ شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَاْ أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ (الأنعام: ١٦٢، ١٦٣)۔ عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- قال: حدثني رسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بأربع كلمات: "لعن الله من ذبح لغير الله، ولعن الله من لعن والديه، ولعن الله من آوى مُحْدِثاً، ولعن الله من غير منار الأرض"(١) رواه مسلم.وعن طارق بن شهاب: أن رسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قال: "دخل الجنة رجل في ذباب، ودخل النار رجل في ذباب" قالوا: وكيف ذلك يا رسول الله؟ قال: "مر رجلان على قوم لهم صنم لا يجاوزه أحد حتى يقرِّب له شيئاً. قالوا لأحدهما: قَرِّب. قال: ليس عندي شيء أُقرِّب. قالوا: قرب ولو ذباباً. فقرَّب ذباباً فخلَّوا سبيله فدخل النار، وقالوا للآخر: قرب. قال: ما كنت لأقرب لأحد شيئاً دون الله عز وجل**

**فضـربوا عنقـه فـدخل الجنـة"(١). رواه أحمد.وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَـا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَـةِ الْأَنْعَـامِ فَـإِلَهُكُمْ إِلَـهٌ وَاحِـدٌ فَلَـهُ أَسْـلِمُوا وَبَشِّـرِ الْمُخْبِتِينَ (الحج:٣٤)۔** بند

بند.

بند کاہن سے غیب کی باتیں معلوم کرنا شرک ہے۔ تشریح

**کہانت:** کہانت طاغوت ہے، کاہن جن و شیاطین سے غیب کی باتیں معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور ان سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ان میں بڑھا چڑھا کر ان سے رجوع کرنے والوں سے ذکر کرتے ہیں، ان غیب کی باتیں بتانے کا دعوی کرنے والوں پر یقین رکھنا، اور نفع کے حصول اور نقصان سے بچنے کے لئے ان کی تدبیروں کو ماننا شرک ہے، اس کا تعلق صفات باری تعالیٰ سے بھی اور حقوق باری تعالیٰ سے بھی ہے، اللہ کے علاوہ کسی اور کو غیب کی باتیں بتانے والا مان کر اس کے کہے کے مطابق کرنا ، اور سمجھنا کہ اس کے کہے ہوئے طریقے سے اس کا مستقبل سنورے گا یا روزی ملے گی، یا کچھ اور حاصل ہوگا، یا نقصان سے بچے گا یہ سب ماننا شرک ہے۔ دلائل

**أن الكـاهن من يـدعي معرفـة الغيب بأسـباب وهي مختلفـة فلـذا انقسـم إلى أنواع متعـددة كـالعراف والرمـال والمنجم وهـو الـذي يخـبر عن المسـتقبل بطلـوع النجم وغروبـه والـذي يضـرب الحصـى**

والذي يدعي أن له صاحبا من الجن يخبره عما سيكون والكل مذموم شرعا محكوم عليهم وعلى مصدقهم بالكفر . وفي البزازية يكفر بادعاء علم الغيب وبإتيان الكاهن وتصديقه وفي التتارخانية يكفر بقوله أنا أعلم المسروقات أو أنا أخبر عن إخبار الجن إياي(شامى:۴/۲۴۲)بند

بند.

بند عراف جو غیب کی باتوں کو جانن□ کا دعویدار □وتا □□ اس کی تصدیق بھی کا□ن ک□ پاس جان□ کی طرح □□، ی□ بھی شرک □□□

تشریح

عراف کو ماننا □ی□ ک□انت کی □ی ایک قسم □□، اور غیب کی بات کا دعوی کرنا □□، مثلاً کھوئی □وئی چیز کا پت□ دینا، یا □اتھ دیکھ کر مستقبل بتانا وغیر□ اس طرح کا دعوی کرنا باری تعالیٰ کی صفت''علم'' میں شرک کرنا □□، اور ایس□ دعوی کرن□ والی کی تصدیق کرنا اور اس پر بھروس□ کرنا الو□یت میں شرک کرنا □□□دلائل

من أتى كاهنا فصدقه بما يقول فقد كفر بما أنزل على محمد صلى الله عليه وسلم(روا□ ابو داؤد)□ أن الكاهن من يدعي معرفة الغيب بأسباب وهي مختلفة فلذا انقسم إلى أنواع متعددة كالعراف والرمال والمنجم وهو الذي يخبر عن المستقبل بطلوع النجم وغروبه والذي يضرب الحصى والذي يدعي أن له صاحبا

**من الجن يخبره عما سيكون والكل مذموم شــرعا محكــوم عليهم وعلى مصــدقهم بـالكفر . وفي البزازيـة يكفـر بادعـاء علم الغيب وبإتيــان الكــاهن وتصــديقه وفي التتارخانيــــة يكفــــر بقولـــــه أنـــــا أعلم المســروقات أو أنــا أخــبر عن إخبـار الجن إياي(شامى:۴/۲۴۲)** بند

بند.

بند بد فالی لینا اور چیزوں میں نحوست سمجھنا شرک تشریح

تطیر بد فالی لینا، اور چیزوں میں نحوســت ســمجھنا شرک ، اور پرندوں ، یا کسی اور طریقہ ســ کســی کــام کو کرن میں خیر و شر ون کو معلـوم کرنـا ی بھی شــرک اور حرام دلائل

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- « لاَ عَـدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ وَلاَ صَفَرَ وَلاَ هَامَةَ. (صحيح البخارى: ۵۷۰۷،صحيح مسلم:۵۹۲۰، سـنن أبى داؤد: ۳۹۱۳) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِىَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « لاَ عَدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِى الْفَـأْلُ الصَّـالِحُ وَالْفَـأْلُ الصَّـالِحُ الْكَلِمَـةُ الْحَسَـنَةُ . (صـحيح البخـارى:۵۷۵۶، صـحيح مســلم:۵۹۳۳،سـنن أبى داؤد:۳۹۱۸،سـنن الترمذى:۱۷۱۳)** بند

بند.

**بد** ستاروں کو نحوست و سعادت میں مؤثر ماننا ، اسی طرح ستاروں میں اختیار و تصرف ماننا بھی شرک ہے۔ **تشریح**

تنجیم /استسقاء بالأنواء یعنی ستاروں کو مؤثر ماننا اور نجومیوں کی کہی پر عمل کرنا بھی شرک ہے، ستارے اللہ کی مخلوق ہیں ، اور اللہ کے آگے مقہور ہیں، انہیں نحوست و سعادت میں مؤثر ہونے کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے، ستاروں میں اختیار و تصرف کو ماننا اور بارش کے ہونے نہ ہونے میں ان کے مؤثر ہونے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ **دلائل**

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « لاَ عَدْوَى وَلاَ هَامَةَ وَلاَ نَوْءَ وَلاَ صَفَرَ ».(صحيح مسلم: ۵۹۲۶، سنن أبى داؤد:۳۹۱۳) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- صَلاَةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ « هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ». قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ « قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِى مُؤْمِنٌ بِى وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِى كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِى مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ ».(صحيح البخارى:۸۴۶، صحيح**

**مسلم:۲۴۰، سنن ابی داؤد:۳۹۰۸، سنن النسائی :۱۵۳۶)۔**بند

بند.

بند امید اور خوف بھی عبادت کی شکلیں ہیں، یہ صرف اللہ کے حقوق ہیں ان میں کسی کو شریک کرنا جائز نہیں ہے۔ تشریح

**امید اور خوف:** ہر طرح کی نعمتوں کو اللہ کی عطار مان کر اللہ ہی سے امید رکھنا، اور اسی سے محبت کرنا اور ہر نفع و ضرر کا مالک اللہ کو مان کر اس کی مخالفت سے ڈرنا اور اس کا خوف رکھنا بھی صرف اللہ کا حق ہے، غیر اللہ سے اللہ جیسی محبت رکھنا، اور غیر اللہ سے امید باندھنا کہ وہ حاجات پوری کر سکتے ہیں، یا تکلیفیں اور مصیبتیں دور کر سکتے ہیں، جیسا کہ اولیار اور صالحین کی قبور کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے، اسی طرح غیر اللہ سے اللہ کی طرح خوف و خشیت رکھنا جیسے جنوں کا خوف کہ وہ نفع و ضرر کے مالک ہیں، یا مرض دے دیں گے وغیرہ یہ سب گمان رکھنا حرام اور شرک ہے۔ دلائل

**إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءهُ فَلاَ تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ)( ٨١). وقوله: (إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّهِ مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلاَةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلاَّ اللّهَ)أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا(الإسراء:٥٧)وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللّهِ أَندَاداً**

**يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللهِ وَالَّذِينَ آمَنُواْ أَشَدُّ حُبًّا لِّلّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُواْ إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلّهِ جَمِيعاً وَأَنَّ اللهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ(البقرة: ١٦٥)** بند

بند.

**بند** توکل بھی عبادت کی صورت جو صرف اللہ کا حق ، غیر اللہ پر توکل کرنا شرک تشریح

**توکّل** ہر طرح کی قدرت صرف اللہ کو حاصل، کہ اللہ ہی ہر چیز کیلئے کافی ہیں، اس لئے صرف اللہ پر توکل اور بھروسہ کرنا یہ اللہ کا حق ، مؤمن صرف اللہ پر بھروسہ کرتا ، غیر اللہ پر توکل اور بھروسہ رکھنا کہ وہ بھی کچھ کر سکتے ہیں یہ عقیدہ حرام اور شرک دلائل

**وَعَلَى اللّهِ فَتَوَكَّلُواْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (المائدہ:٢٣) . يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (الأنفال:٦٤) وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ(الطلاق: ٣)كَذَلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لِتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ (الرعد: ٣٠)اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (التغابن:١٣)رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا (المزمل:٩)فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا**

**إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (التوبۃ:۱۲۹)** بند

بند.

بند گھروں میں، جانوروں اور سورایوں پر دھاگے اور چنریاں باندھنا اور ان کو نافع و ضار ماننا شرک ہے۔ تشریح

**گھروں میں ،سواریوں اور جانوروں پر پلیتے اور چُنَرِیاں باندھنا شرکیہ عمل ہے۔**

نظر بد سے بچانے کے لئے گھروں میں پلیتے باندھنا، اور گاڑیوں اور جانوروں پر چُنَرِیاں(رنگ برنگ کپڑا) لٹکانا اگر ان کو بالذات نفع و نقصان پہنچانے والا سمجھے تو یہ شرک اکبر ہے جو ملت اسلامیہ سے خارج کردیتا ہے، اور اگر ان کو اسباب شمار کرے تو وہ شرک اصغر ہے کیونکہ اللہ نے انہیں دفع مضرت اور نفع کے حصول کے لئے سبب نہیں بنایا ہے۔ دلائل

**من تعلَّقَ تميمةً فلا أتمَّ الله لـه. ومن تعلق وَدْعَة فلا وَدَعَ الله له"(مسند احمد) وفي رواية: "من تعلق تميمة فقد أشرك"(مسند احمد)ولابن أبي حاتم عن حذيفة: "أنه رأى رجلاً في يده خيطٌ من الحمَّى فقطعَه، وتلا قوله: وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللهِ إِلاَّ وَهُم مُّشْرِكُونَ(يوسف: ١٠٦)۔ عن أبي بَشِير الأنصاري رضي الله عنه أنه كان مع رسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- في بعض أسفاره فأرسل رسولاً: "أن لا يَبْقَيَنَّ في رقبةِ بعيرٍ قِلادةٌ**

**من وَتَـــــر أو قلادةٌ إلا قُطِعَتْ"(صــــحيح بخارى)وعن ابن مسعود -رضي الـله عنـه- قال: سمعت رسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَــلَّمَ- يقــول: "إن الــرُّقى والتمــائم والتِّوَلة شرك" رواه أحمد وأبو داود(مسند احمــد، ابــو داؤد، ابن مــاج، مســتدرک حاکم) بند**

بند.

بند دفع بلاء ک لئ اتھوں پر یا گل میں دھاگ باندھنا اور ان کو نافع و ضار سمجھنا شرک تشریح

**دفعِ بلاء ک لئ دھاگ باندھنا**

دفع بلاء کـ لـئ دھـاگ بانـدھنا اگـر ان کـو بالـذات نفـع پنچـان والا یـا نقصـان سـ بچـان والا سـمجھ تـو صـریح شرک اکبر ،اور اگر ان کو سبب سمجھ تـو گـو ی عمـل ملت اسـلامی سـ خـارج کـرن والا نیں لیکن ی بھی شـرک اصـغر ، الل اور اس ک رسـول ن اس سـ روکـا دلائل

**قُلْ أَفَـرَأَيْتُم مَّا تَـدْعُونَ مِن دُونِ اللـهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللــهُ بِضُــرٍّ هَـلْ هُنَّ كَاشِــفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَـةٍ هَـلْ هُنَّ مُمْسِـكَاتُ رَحْمَتِــهِ قُــلْ حَسْــبِيَ اللــهُ عَلَيْــهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُـونَ} [الزمـر: ٣٨) عن عمـران بن حصين: أن رسـول الـله - صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ - رأى رجلاً في يده حلقة من صُفْر، فقــال: "مــا هــذه؟" قــال: مِن الواهِنــة.**

**فقال: "انزعهـا فإنهـا لا تزيـدك إلا وهْنـاً، فإنــك لــو مت وهي عليــك مــا أفلحت أبداً"(مسند احمد) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلـى الله عليـه وسـلم مَنِ اكْتَـوَى أَوِ اسْـتَرْقَى فَقَـدْ بَـرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ.(سـنن الترمـذى: ۲۱۹۴)** بند

بند.

بد آیات قرآنی کو با برکت سمجھ کر ان سے تبرک حاصل کرنا شر ک نہیں ہے بلکہ مشروع عمل ہے۔ تشریح

**قرآنی آیات میں سے کسـی آیت سـے بلاؤں کـا دفعیہ یا برکت حاصل کرنا**

بلاؤں کو دفع کرنے یا کسی نفع کو حاصل کـرنے کے لـئے اصل اور افضل دعا ہے، البتہ کسی آیت سـے تـبرک حاصل کرنا یا اس کو کسـی مصـیبت کـو ٹـالنے میں ذریعہ و سـبب سمجھنا اگر اس کی اصل موجود ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، مثلاً سـورہ فـاتحہ ، معـوذتین، اور آیت الکرسـی ہے۔ لیکن اصل چیز دعا ہی ہے، اور آیـات بـا برکـات سے ہٹ کر ایسے تعویـذ گنـڈے جن میں شـرکیہ الفـاظ و اعمـال ہوتے ہوں ان کو اختیار کرنا شرک اور حرام ہے۔ دلائل

**عَنْ أَبِى سَعِيدٍ - رضى الله عنه - قَالَ انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ - صلـى الله عليـه وسـلم - فِى سَـفْرَةٍ سَـافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُــــوا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَـــاءِ الْعَــــرَبِ فَاسْتَضَــافُوهُمْ ، فَــأَبَوْا أَنْ يُضَــيِّفُوهُمْ ، فَلُدِغَ سَـيِّدُ ذَلِـكَ الْحَيِّ ، فَسَـعَوْا لَـهُ بِكُـلِّ**

شَىْءٍ لاَ يَنْفَعُهُ شَىْءٌ ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلاَءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَىْءٌ ، فَأَتَوْهُمْ ، فَقَالُوا يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ ، إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ ، وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَىْءٍ لاَ يَنْفَعُهُ ، فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَىْءٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللَّهِ إِنِّى لأَرْقِى ، وَلَكِنْ وَاللَّهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضِيِّفُونَا ، فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلاً . فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ ، فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ ( الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ) فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ ، فَانْطَلَقَ يَمْشِى وَمَا بِهِ قَلَبَةٌ ، قَالَ فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِى صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ ، فَقَالَ بَعْضُهُمُ اقْسِمُوا . فَقَالَ الَّذِى رَقَى لاَ تَفْعَلُوا ، حَتَّى نَأْتِىَ النَّبِىَّ - صلى الله عليه وسلم - فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِى كَانَ ، فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا . فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - فَذَكَرُوا لَهُ ، فَقَالَ « وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ - ثُمَّ قَالَ - قَدْ أَصَبْتُمُ اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِى مَعَكُمْ سَهْمًا » . فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - .(صحيح البخارى:٢٢٧٦) عَنْ عَائِشَةَ - رضى الله عنها - قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَفَثَ فِى كَفَّيْهِ بِقُلْ هُوَ

اللَّهُ أَحَـدٌ وَبِـالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيعًـا ، ثُمَّ يَمْسَـحُ بِهِمَا وَجْهَهُ ، وَمَـا بَلَغَتْ يَـدَاهُ مِنْ جَسَـدِهِ . قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا اشْتَكَى كَانَ يَـأْمُرُنِى أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ بِـهِ . قَـالَ يُـونُسُ كُنْتُ أَرَى ابْنَ شِـهَابٍ يَصْـنَعُ ذَلِـكَ إِذَا أَتَى إِلَى فِرَاشِـهِ . (صـحيح البخـارى:٥٧٤٨) أَنَّ أَسْـمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ وَلَـدَ جَعْفَـرٍ تُسْرِعُ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ أَفَأَسْـتَرْقِى لَهُمْ فَقَـالَ « نَعَمْ فَإِنَّهُ لَـوْ كَـانَ شَـىْءٌ سَـابَقَ الْقَـدَرَ لَسَـبَقَتْهُ الْعَيْنُ ».(سـنن الترمـذى:٢١٩٩) عَنْ أَبِى نَضْـرَةَ عَنْ أَبِى سَـعِيدٍ قَـالَ كَـانَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَتَعَـوَّذُ مِنَ الْجَـانِّ وَعَيْنِ الإِنْسَـانِ حَتَّى نَـزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا أَخَـذَ بِهِمَـا وَتَـرَكَ مَـا سِـوَاهُمَا. (سـنن الترمـذى:٢١٩٨) حَـدَّثَنَا ثَـابِتٌ الْبُنَـانِىُّ قَـالَ قَـالَ لِى يَـا مُحَمَّدُ إِذَا اشْـتَكَيْتَ فَضَـعْ يَـدَكَ حَيْثُ تَشْـتَكِى وَقُـلْ بِسْمِ اللَّهِ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِـهِ مِنْ شَـرِّ مَا أَجِدُ مِنْ وَجَعِى هَذَا ثُمَّ ارْفَعْ يَدَكَ ثُمَّ أَعِدْ ذَلِـكَ وِتْـرًا فَـإِنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِـكٍ حَـدَّثَنِى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسـلم- حَدَّثَـهُ بِذَلِكَ. (سنن الترمذى:٣٩٣٧) بند

بند.

بند اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانا شرک کی ایک قسم ہے

تشریح

حلف بغیر اللہ: اللہ کے علاوہ دوسروں کے نام پر حلف اٹھانا یہ شرک اصغر ہے، جو کسی مسلمان کو ملت اسلامیہ سے خارج تو نہیں کرتا لیکن شرک اکبر تک پہنچا سکتا ہے۔ دلائل

**عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ رَجُلاً يَقُولُ وَالْكَعْبَةِ. فَقَالَ لاَ تَحْلِفْ بِغَيْرِ اللَّهِ فَإِنِّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ « مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ كَفَرَ وَأَشْرَكَ ».(مسند احمد:۶۲۱۵)** بند

بند.

بند ہر چیز میں صرف اللہ کی مشیت چلتی ہے، غیر اللہ کی مشیت ماننا شرک ہے۔ تشریح

’’جو اللہ اور اس کا رسول چاہے‘‘ کہنا یہ بھی شرک اصغر ہے، اس کا مرتکب ملت اسلامیہ سے خارج تو نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کی لاپرواہی شرک اکبر تک پہنچا سکتی ہے، جو کچھ ہوتا ہے صرف اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے، اس لئے زبان سے صرف اسی کے حق کا اقرار ضروری ہے، نبی ﷺ کے سامنے ایک شخص نے کہا: ما شاء اللہ وشئت . آپ نے فرمایا: أجعلتني للّٰہ ندّا ؟! کیا تم نے مجھے اللہ کا مد مقابل بنادیا؟ قل : ما شاء اللّٰہ وحدہ تم صرف اتنا کہو : کہ جو اللہ چاہے صرف وہی ہوتا ہے۔ دلائل

بند.

بند خواہشات نفس کو اللہ کے احکام کے مقابل لا کھڑا کیا جائے تو وہ بھی شرک ہے۔ تشریح

اور نفس کو الہ بنانا خواہشات کی پیروی نفس کا ایک رذیلہ ہے، لیکن اس میں بہت ہوئے انسان ایک وقت خواہشات نفس کو اپنا معبود بنا لیتا ہے، نفس جو کہتا ہو کرتا ہے، اور جو سجھاتا ہے اسی کی پیروی کرتا ہے، جب یہ کیفیت اللہ کے حکم کے مقابلہ میں راسخ ہوجائے تو اگر نفس کو بالذات مطاع سمجھا جانے لگے کہ میرا نفس بھی ہے جس کی پیروی ہونی چاہئے تو یہ یقیناً شرک اکبر ہے جو ملت اسلامیہ سے خارج کردیتا ہے، لیکن یہ صرف اہمال اور لا پرواہی کے درجہ میں ہوتب بھی شرک اصغر ہے جس سے بچنا لازمی ہے۔ دلائل

**أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا (الفرقان:۴۳)أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَى بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (الجاثیہ:۲۳)** بند

بند.

بند غیر اللہ کو دکھانے کیلئے کوئی عمل صالح کرنا بھی شرک ہی کی ایک قسم ہے۔ تشریح

ریاء ارادے اور نیت میں پوشیدہ شرک ہے، اس شرک کا مرتکب گو ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا، لیکن جب یہ شرک اعمال کے ساتھ ملتا ہے تو ان کو برباد کردیتا ہے، مثلاً نماز جو اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہے اگر لوگوں کو دکھلانے کے لئے پڑھی جائے تو اس کا کوئی ثواب نہیں بلکہ پکڑ کا باعث ہے۔ دلائل

بند.

بد مال و دولت کو خدا مان کر اس کی پرستش کرنا تو بلاشبہ شرک ہے، البتہ مال و دولت کی پرستش نہ ہو ہاں پورا توکل اسی پر ہو تو وہ بھی شرک کی ایک قسم ہے۔

تشریح

مادہ پرستی ہے ظاہر اور اسباب پر انحصار کی ایک کیفیت اس درجہ کو پہنچ جاتی ہے کہ ظاہری اسباب اورمال و دولت کو انسان الہ بنا لیتا ہے، اور اپنا پورا بھروسہ مال سے جوڑدیتا ہے، اسی سے محبت کرتا ہے اور اسی پر توکل کرتا ہے، بالعموم یہ بالذات نہیں ہوتا اگر مادہ کو بالذات نفع و نقصان کا مالک سمجھے اور بالذات مال و دولت کی پرستش ہو جیسے ہندوں کے یہاں دولت کی دیوی ’’لکشمی‘‘ کی پوجا کی جاتی ہے تو یہ ملت اسلامیہ سے خارج کردینے والا شرک اکبر ہے، اور اگر ایسا نہ ہو لیکن مال و دولت ہی زندگی کا محور بن جائیں اور اسی کو سب کام بنانے والا سمجھا جانے لگے تب بھی وہ شرک اصغر ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔

دلائل

**وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَى مَا أَنْفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا (الكهف:۴۲)قال النبي صلى الله عليه وسلم : « تعس عبد الدينار ، تعس عبد الدرهم ، تعس عبد الخميصة ، تعس عبد الخميلة إن أُعطي رضي وإن لم يعط سخط(رواہ البخاری)**

# انبیاء و رسل

## ہم تمام انبیاء و رسل پرکس طرح ایمان لائیں اور ان سے متعلق احکام و عقائد

**رسالت پرایمان کا مفہوم اور اس کی بنیاد :**

‘‘ایمان بالرسالۃ’’ یعنی نبیوں اور پیغمبروں پر ایمان، کہ خالق و رب ذو الجلال اپنے بندوں تک اپنے پیغام اور اپنی ہدایات کو پہنچانے کے لئے انہیں میں سے ایک خاص معیار کی نیک ہستیوں کو بحیثیت پیغام بر منتخب کرتا ہے۔ تاکہ وہ پیغمبر اللہ کے پیغام کو بندوں تک پہنچانے کا فریضہ انجام دیں، اللہ تعالیٰ اپنی ہدایات ان پیغمبروں تک پہنچاتا ہے اور وہ پیغمبر اس پیغام کو دوسرے بندوں تک پہنچاتے ہیں۔

تمام ایمانیات و عقائد کی بنیاد ’’ایمان باللہ‘‘ ہے، ’’ایمان بالرسالۃ‘‘ کی بنیاد بھی ایمان باللہ ہی ہے، ایمان باللہ کے بیان میں گذرا ہے کہ جس طرح اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اسی طرح ان کی ہدایت کا انتظام بھی اللہ نے ہی کیا ہے، اللہ کی صفات میں ایک صفت ’’الہادی‘‘(یعنی ہدایت دینے والا) بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ہدایت دینے کے لئے جو یقینی ذریعہ مقرر کیا ہے وہ نبوت و رسالت ہے، اللہ تعالیٰ کی اسی صفت ہدایت کا ظہور رسالت و نبوت کی شکل میں ہوا ہے۔

**محض عقل سے اللہ تک پہنچنے کی کوشش:**

اللہ تعالیٰ نے انسان کو صحیح عقل و فہم سے بھی نوازا ہے ، صحیح عقل و فہم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، لیکن عقل کی خود اللہ نے ایک حد رکھی ہے، اس حد سے آگے وہ کام نہیں کر پاتی ، وہ اللہ کی مرضیات اور نا مرضیات کا خود سے مکمل اندازہ نہیں کر سکتی، شریعت و قانون الہٰی کو انفرادی یا اجتماعی غور و فکر اور عقل سے اخذ نہیں کیا جا سکتا؛ بلکہ عقل انسانی کا تو بسا اوقات یہ حال ہوتا ہے کہ وہ خود اپنے جیسے انسانوں کی مراد کو سمجھنے پر پوری طرح قادر نہیں ہوتی، وہ رب ذو الجلال کی معرفت خود سے کیسے حاصل کر سکتی ہے؟ اورساتھ ہی عقل متأثر بھی ہوجاتی ہے، کبھی نفس کی خواہشات سے مغلوب بھی ہو جاتی ہے، کبھی شدت غضب سے معطل بھی ہوجاتی ہے ، اس کے ساتھ کئی اور کمزوریاں بھی ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضیات و نامرضیات کو جاننے کے لئے انسانی عقل پر نہیں چھوڑ دیا ہے۔

اور اجتماعی عقل کا بھی یہی حال ہوتا ہے، کوئی بھی اجتماعیت ہر اعتبار سے کامل نہیں ہوتی، اس میں کوئی نہ کوئی کمی ضروری ہوتی ہے، اور ہر اجتماعیت کسی نہ کسی نفسیاتی اور اخلاقی کمزوری کا ضرور شکار رہتی ہے، وہ کسی نہ کسی گروہ سے تعصب ضرور رکھتی ہے، اس لئے اجتماعی عقل بھی صحیح راستہ متعین کرنے کے لئے کافی یا بھروسہ مند نہیں ہوتی ہے۔

**محض فطرت سلیمہ رضاء الہٰی تک پہنچنے کی کوشش اور نبوت کے انکار کا حکم:**

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل کے علاوہ سلیم فطرت سے بھی نوازا ہے، انسانی فطرت میں اللہ کی جانب سے فسق و فجور کا بنیادی عنصر بھی ودیعت کردہ ہے، سر راہ کسی طاقتور کی جانب سے کسی کمزور پر ہوتی ہوئی زیادتی کو دیکھ انسان کے دل پر یہ اثر خود اندر سے پیدا ہوتا ہے کہ یہ ظلم ہے، اس درجہ ظلم کے ادراک کے لئے انسان کو کتاب کھول کر دکھانا نہیں پڑتا کہ یہ ظلم ہو رہا ہے، کیونکہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے بنیادی تقوی اور فجور کا احساس پیدائشی طور پر رکھا ہے،لیکن جس طرح اللہ کے یہاں انسان کی پکڑ محض عقل کی بنیاد پر نہیں ہوگی اسی طرح اللہ کے یہاں انسان کی پوچھ اور مؤاخذہ محض اس سلیم فطرت کی بنیاد پر بھی نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے صحیح عقل و سمجھ بوجھ اور سلیم فطرت کے ساتھ ’’ہدایت‘‘ کا نہایت مستحکم اور یقینی ذریعہ جاری فرمایا ہے، جو ہر طرح کے تأثر سے محفوظ، یقینی ، تفصیلی تعلیمات پر مشتمل ہوتا ہے، اسی سلسلہ ہدایت کا نام ’’نبوت اور رسالت‘‘ ہے۔

نبوت کا انکار جیسا کہ دنیا کی بعض قومیں کرتی ہیں کفر ہے، سلسلہ نبوت کو ماننا لازم اور ضروری ہے-

نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے اس انسان کو کہا جاتا ہے جن پر وحئی الٰہی نازل ہوتی ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغِ احکام اور ہدایتِ خلق کے لئے مامور ہو، چاہے وہ صاحبِ کتاب ہو یا نہ ہو۔

رسول نبی سے شان میں بڑھ کر ہوتے ہیں، جس نبی کو کوئی خصوصی امتیاز حاصل ہو وہ رسول کہلاتے ہیں،

مثلاً نبی اگر صاحبِ کتاب ہو تو رسول کہلائیں گے یا جو اصلاحِ خلق کے لئے مبعوث ہو وہ نبی ہوتے ہیں اور جو مقابلۂ اعداء کے لئے مبعوث ہو وہ رسول ہوتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ہر رسول نبی ہوتے ہیں لیکن ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں ہے

**وحی بندوں کی ہدایت کا حقیقی ذریعہ ہے:**

نبیوں و رسولوں تک اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرشتوں کے ذریعہ یا راست جو پیغام بھیجا جاتا ہے اس کو وحی کہتے ہیں

فرشتے اللہ تعالیٰ کے جس پیغام کو انبیار و رسل تک پہنچاتے ہیں اس کو وحی کہتے ہیں اور انبیار و رسل اس وحی کو بندوں تک پہنچاتے ہیں، اورکبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ راست کوئی بات نبی و رسول کے دل میں القار فرماتے ہیں اس کو بھی وحی کہتے ہیں، نبی یا رسول اس بات کو بھی بندوں تک پہنچا دیتے ہیں، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی و رسول سے بغیر کسی واسطے کے خود کلام فرماتے ہیں، یہ بھی وحی الٰہی ہی ہوتی ہے۔

وحی پر ایمان لانا کہ ’’پروردگار نے اپنے بندوں تک اپنے احکام پہنچانے کے لئے نبیوں کو وحی بھیجی ہے‘‘ فرض ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ دلائل

**قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ (البقر□:١٣٦) النبي إنسان بعثه الله لتبليغ ما أوحي إلي□ وكذا**

الرسـول (شـرح المقاصـد:۳۲۶۸) وأمّـا في الشرع فقال أهل الحقّ من الأشاعرة هو من قال الله تعـالى لـه ممن اصـطفاه من عباده أو أرسلناك إلى قوم كذا أو إلى النـاس جميعـا أو بلّغهم عـني ونحـوه من الألفاظ الدالـة على هـذا المعـنى كبعثتـك ونبئهم (كشـاف اصـطلاحات الفنـون:۲ ۱۶۸۱) فيجب الايمـــان بجميـــع الانبيـــاءو المرسلين و تصديقهم فى كلم ما أخـبروا ب من الغيب و طاعتهم فى كل مـا أمـروا ب و نهوا عن (شرح عقيد سفاريني:۲ ۲۶۳) وَقَـــدْ ذَكَـــرُوا فُرُوقًـــا بَيْنَ النَّبِيِّ وَالرَّسُولِ، وَأَحْسَنُهَا: أَنَّ مَنْ نَبَّأَهُ اللَّهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ، إِنْ أَمَرَهُ أَنْ يُبَلِّغَ غَيْـرَهُ، فَهُـوَ نَبِيٌّ رَسُولٌ، وَإِنْ لَمْ يَأْمُرْهُ أَنْ يُبَلِّغَ غَيْـرَهُ، فَهُـوَ نَبِيٌّ وَلَيْسَ بِرَسُـولٍ. فَالرَّسُـولُ أَخَصُّ مِنَ النَّبِيِّ، فَكُـلُّ رَسُـولٍ نَبِيٌّ، وَلَيْسَ كُـلُّ نَبِيٍّ رَسُـــولًا، وَلَكِنَّ الرِّسَـــالَةَ أَعَمُّ مِنْ جِهَـــةِ نَفْسِـــهَا، فَـــالنُّبُوَّةُ جُــزْءٌ مِنَ الرِّسَــالَةِ، إِذِ الرِّسَـالَةُ تَتَنَـاوَلُ النُّبُـوَّةَ وَغَيْرَهَـا، بِخِلَافِ الرُّسُـــلِ، فَـــإِنَّهُمْ لَا يَتَنَـــاوَلُونَ الْأَنْبِيَـــاءَ وَغَيْرَهُمْ، بَلِ الْأَمْرُ بِالْعَكْسِ. فَالرِّسَالَةُ أَعَمُّ مِنْ جِهَةِ نَفْسِـهَا، وَأَخَصُّ مِنْ جِهَـةِ أَهْلِهَـا (شــرح العقيــد الطحــاوي:۱۵۸) فــالنبى انسان بعث اللہ تعـالیٰ الى الخلـق لتبليـغ

الاحکـام ..... و الرسـول انسـان بعثہ اللہ تعالیٰ الی قوم مشـرکین کـافرین لتبلیـغ التوحیـد و الرسـالۃ و الاحکـامہ (خیـالی حاشیہ شرح عقائد:۱۴۰)﴿إِنَّا أَوْحَيْنَـا إِلَيْـكَ كَمَـا أَوْحَيْنَـا إِلَى نُـوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْـدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْـمَاعِيلَ وَإِسْـحَاقَ وَيَعْقُــوبَ وَالْأَسْــبَاطِ وَعِيسَــى وَأَيُّوبَ وَيُـونُسَ وَهَـارُونَ وَسُـلَيْمَانَ وَآتَيْنَـا دَاوُودَ زَبُورًا (۱۶۳) وَرُسُـلًا قَـدْ قَصَصْـنَاهُمْ عَلَيْـكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْـهُمْ عَلَيْـكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًـا (۱۶۴) رُسُـلًا مُبَشِّـرِينَ وَمُنْـذِرِينَ لِئَلَّا يَكُـونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيـزًا حَكِيمًـا (۱۶۵) (سـورۃ النسار) وَنَفْسٍ وَمَـا سَـوَّاهَا (۷) فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (۸) قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَـا (۹) وَقَـدْ خَـابَ مَنْ دَسَّـاهَا (۱۰) سورة الشمس،فَـأَقِمْ وَجْـکَ لِلـدِّيْنِ حَنِيْفـاً فِطْـرَ اللِّٰ الَّتِیْ فَطَـرَ النَّاسَ عَلَيْـا لَا تَبْـدِيْلَ لِخَلْـقِ اللِّٰ ذٰلِـکَ الـدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَـرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (۳۰) (الروم)﴿ وَمَـا كَـانَ لِبَشَـرٍ أَنْ يُكَلِّمَـهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًـا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُـولًا فَيُـوحِيَ بِإِذْنِـهِ مَـا يَشَـاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ﴾ (سـورۃ الشـوری: ۵۱)وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَـقَّ قَـدْرِهِ إِذْ قَـالُوا مَـا أَنْـزَلَ اللَّهُ عَلَى بَشَـرٍ مِنْ شَـيْءٍ قُـلْ مَنْ

أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَى نُورًا وَهُدًى لِلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا وَعُلِّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ (٩١) وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ (٩٢) (سورہ الأنعام) بند

بند.

بند رسولوں اور نبیوں تک اپنے پیغام کو پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اپنا پیغامبر بناتا ہے۔ تشریح

**رسولوں کا اصطفار و انتخاب:**

یہ اللہ تعالیٰ کاقانون ہے کہ وہ ہر انسان سے راست رابطہ کرکے وہ اپنی مرضی و نامرضی نہیں بتاتا، بلکہ اس کے لئے وہ اپنے خاص بندوں کو چن کر انہیں یہ ذمہ داری سپرد کرتا ہے، اللہ کے یہ نمائندے نبی و رسول کہلاتے ہیں، اور ان انبیار و رسولوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے والے اللہ کی ایک اور نور سے پیدا کی گئی مخلوق فرشتے ہوتے ہیں، فرشتے اللہ تعالیٰ سے پیغام لے کر انبیار و رسل تک پہنچاتے ہیں اور انبیار و رسل انسانوں تک اس پیغام کو پہنچاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بندوں تک اپنے احکام اور تعلیمات پہنچانے کے لئے جن ہستیوں کو منتخب فرماتے ہیں یہ چنندہ بندے خاص صلاحیت اور صالحیت کے حامل ہوتے ہیں جو

دوسروں میں نہیں پائی جاتیں ، جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ کن کو نبی و رسول منتخب کیا جائے اور کیوں؟ اور تمام انبیاء کا انتخاب اسی بنیاد پر ہوا ہے، او ر جن کا بھی انتخاب عمل میں آیا ہے وہ تمام عالَموں میں سے بلند مرتبہ اصحاب ہیں، اور خود فرشتوں میں اللہ کے پیغام انبیاء و رسولوں تک پہنچانے والے بھی منتخب ہوتے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ اس خاص کام کے لئے چنتا ہے ان میں قوت و امانت کی خاص صلاحیت ہوتی ہیں، یعنی جو پیغام اللہ ان سے بھیجتا ہے وہ پوری امانت داری سے انبیاء و رسل تک پہنچاتے ہیں اور وہ اتنے قوی ہوتے ہیں کہ کوئی درمیان میں حائل ہو کر انہیں ان کے ارادے سے روک نہیں سکتا۔

یہ ماننا کہ فرشتوں سے پیغام رسانی میں کسی قسم کی غلطی ہو سکتی ہے یا ہوئی ہے کفریہ عقیدہ ہے۔

دلائل

**اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ۔ (الحج:۷۵) اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ۔ (الأنعام:۱۲۴) إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ۔ (آل عمران:۳۳)** بند

بند.

بند اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی جانب فرشتوں کو رسول بنا کر نہیں بھیجا جب بھی رسول آئے انسان ہی آئے ہیں۔ تشریح

**رسول انسانوں میں سے آئے:**

یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت کا تقاضہ ہوا کہ رسول و نبی انسانوں میں سے ہی بنا کر بھیجے جائیں، خود فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے نبی و رسول بنا کر نہیں بھیجا ، تاکہ بندے ان کی بات کو بآسانی سمجھ سکیں، اور ان کی آپس میں مخاطبت اور مکالمت بغیر کسی الجھن کے عام معمول کے مطابق ہو، جس میں وہ ایک دوسرے کا سامنا کر سکیں، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کا پیغام نبی و رسول تک پہنچے نبی و رسول اس پر عمل کرکے بندوں کو دکھادیں، اور ایک اسوہ کی حیثیت سے بھی ان کی تعلیم عام ہو۔ فرشتوں کو رسول و نبی کی حیثیت سے بھیجے جانے کا مطالبہ کفریہ مطالبہ ہے، تمام سابقہ قومیں اس کفر میں مبتلا رہی ہیں، جس پر وہ عذاب کا شکار ہوئیں، اللہ کا قانون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکلفین تک پیغام رسانی کے لئے انبیاء ورسل انسانوں میں سے ہی بنا کر بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ اگر انسانوں کے بجائے فرشتوں کو ہی رسول بنا دیتے تو بندے ان کا ان کی اصلی شکل میں سامنا ہی نہیں کر سکتے، یا ان پر ہمیشہ فرشتوں کی ہیبت طاری رہتی ، اور وہ ان سے اللہ کے پیغام کو صحیح طور پر حاصل نہیں کر پاتے۔ اسی کے ساتھ جب فرشتے اللہ کے احکام پر بآسانی عمل کرلیتے تو بندوں کو شبہ باقی رہ جاتا کہ چونکہ وہ فرشتے ہیں اور ان کی خاص صلاحیتیں ہیں اس لئے وہ ان احکام پر عمل کر پا رہے ہیں جبکہ انسانوں کے لئے اس پر عمل کرنا آسان نہیں ہوگا وغیرہ، گویا وہ فرشتے کبھی انسانوں کے لئے اسوہ نہیں بن پاتے جب کہ نبی انسانوں کے لئے پیغمبر ہونے کے ساتھ اللہ کے احکام پر عمل

کو سکھانے کے لئے اسوہ بھی ہوتا ہے۔ انبیاء و رسولوں کو
عام انسانی ضروریات لاحق ہوتی ہیں، وہ بشری حیثیت کے
ساتھ اللہ کے احکام پر عمل کرتے ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ
اگر فرشتوں کو نبی یا رسول بنا کر بھیجتے بھی تو اس کو
نبی و رسول بنانے سے قبل انسان بنادیتے۔ دلائل

**وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ (سورة الأنعام: ٨ ، ٩) وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ...... وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَى رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا (سورة الفرقان: ٢٠ ، ٢١) وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ (سورة النحل: ٤٣) وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ(سورة إبراهيم:٤)لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (٢١) سورة الأحزاب وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ...... وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَى رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي**

أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا(سورة الفرقان: ٢٠ ، ٢١ ) وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُواْ إِذْ جَاءهُمُ الْهُدَى إِلاَّ أَن قَالُواْ أَبَعَثَ اللّهُ بَشَراً رَّسُولاً(٩٤) (بنی اسرائیل)يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (٥١) (المؤمنون)آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (٢٨٥) (البقرہ)لَكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (٨٨) (التوبہ) بند

بند.

حضرات انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی وحی ہوتا ہے تشریح

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے، اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھ کر اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری چلادی تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند کی حالت میں صرف آنکھیں سوتی تھیں دل نہیں سوتا تھا، اسی لئے آپ کی نیند سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔ دلائل

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَـامِ أَنِّي أَذْبَحُـكَ فَـانْظُرْ مَـاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَـا تُـؤْمَرُ سَـتَجِدُنِي إِنْ شَـاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّـابِرِينَ۝ فَلَمَّا أَسْـلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ۝ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَـا إِبْـرَاهِيمُ۝ قَـدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِـنِينَ۝ (الصـافات:۱۰۲۔۱۰۵) عَنْ عِمْـرَانَ، قَـالَ: كُنَّا فِي سَـفَرٍ مَـعَ النَّبِيِّ صَـلَّى اللـهُ عَلَيْـهِ وَسَـــلَّمَ، وَإِنَّا أَسْـــرَيْنَا حَتَّى كُنَّا فِي آخِـــرِ اللَّيْلِ، وَقَعْنَـا وَقْعَـةً، وَلاَ وَقْعَـةَ أَحْلَى عِنْـدَ الْمُسَـــافِرِ مِنْهَـــا، فَمَـــا أَيْقَظَنَـــا إِلَّا حَـــرُّ الشَّمْسِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلاَنٌ، ثُمَّ فُلاَنٌ، ثُمَّ فُلاَنٌ يُسَمِّيهِمْ أَبُـو رَجَـاءٍ فَنَسِـيَ عَـوْفٌ ثُمَّ عُمَـرُ بْنُ الخَطَّابِ الرَّابِـعُ وَكَـانَ النَّبِيُّ صَـلَّى اللـهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ إِذَا نَـامَ لَمْ يُوقَـظْ حَتَّى يَكُـونَ هُـوَ يَسْـتَيْقِظُ، لِأَنَّا لاَ نَـدْرِي مَـا يَحْـدُثُ لَـهُ فِي نَوْمِـهِ۝ (صـحيح بخـارى:۱۔۳۴۹)۝ عَائِشَـةَ رَضِـيَ اللَّهُ عَنْهَـا كَيْـفَ كَـانَتْ صَـلَاةُ رَسُـولِ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَـــانَ وَلَا فِي غَيْـــرِهِ عَلَى إِحْـــدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَلَا تَسْـأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَـلِّي أَرْبَعًـا فَلَا تَسْـأَلْ عَنْ حُسْـنِهِنَّ وَطُـولِهِنَّ ثُمَّ يُصَـلِّي ثَلَاثًـا فَقُلْتُ يَـا رَسُـولَ اللَّهِ تَنَـامُ قَبْـلَ أَنْ

تُــوتِرَ قَــالَ تَنَــامُ عَيْنِي وَلَا يَنَــامُ قَلْبِي
(صحیح بخاری:۱،۵۰۴) عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْــدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِــرٍ سَــمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِــكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَـةِ أُسْـرِيَ بِـالنَّبِيِّ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَـةِ جَـاءَهُ ثَلَاثَـةُ نَفَـرٍ قَبْـلَ أَنْ يُـوحَى إِلَيْـهِ وَهُـوَ نَـائِمٌ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ وَقَـالَ آخِـرُهُمْ خُـذُوا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ فَلَمْ يَـرَهُمْ حَتَّى جَـاءُوا لَيْلَةً أُخْـرَى فِيمَـا يَـرَى قَلْبُـهُ وَالنَّبِيُّ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُــهُ وَكَــذَلِكَ الْأَنْبِيَــاءُ تَنَــامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَــامُ قُلُـوبُهُمْ فَتَـوَلَّاهُ جِبْرِيـلُ ثُمَّ عَـرَجَ بِـهِ إِلَى السَّمَاءِ (صحیح بخاری:۱،۵۰۴) بند

بند.

بند نبی دنیا میں کسی سے پڑھنا لکھنا نہیں سیکھتے، انہیں براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم عطاء کئے جاتے ہیں، اسی بناء پر وہ اپنے زمانہ میں اور اپنی قوم میں سب سے زیادہ علم والے ہوتے ہیں

الَّذِينَ يَتَّبِعُـونَ الرَّسُـولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ
(الاعراف:۱۵۷) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَـوَى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى ۝ عَلَّمَـهُ شَـدِيدُ الْقُـوَى
(النجم:۳،۵) وَأَنْــزَلَ اللَّهُ عَلَيْــكَ الْكِتَــابَ وَالْحِكْمَـــةَ وَعَلَّمَـــكَ مَـــا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
(النساء:۱۱۳)

تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ و السلام کا دین یعنی اصولی عقائد ایک ہی ہیں اور شریعتیں یعنی فروعی احکام جدا جدا ہیں۔ تشریح

**انبیار کی صداقت کے نشانیاں:**

انبیار کی صداقت کے دلائل:میں سے ایک ان کا زمانوں اور علاقوں کے اختلاف کے باوجود یکساں دعوے کے ساتھ اٹھنا بھی ہے، تمام انبیا و رسل جن اصولوں کی دعوت دیتے ہیں ان میں وہ سب متفق ہوتے ہیں۔

رسول صرف اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں، اور اس کے علاوہ دوسروں کی عبادت سے روکتے ہیں، کہ بندوں کی تخلیق کی واحد غرض یہی ہے کہ بندے اللہ کی عبادت کریں۔

ان میں سے کوئی ایک بھی خود کی عبادت کی دعوت نہیں دیتا، یا عبادت کے علاوہ کسی اور اپنے ذاتی مقصد کی جانب لوگوں کو نہیں پھیرتا ، اور نہ ہی اپنے قبیلے یا طائفے کی تعظیم کی دعوت دیتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ خطاب کروایا: **قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ** ۔ (سورة الأنعام:٥٠)

کوئی نبی یا رسول اپنے دعوے کے مقابلے میں دنیا کی کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتے ہیں، چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے انبیار علیہم السلام میں سے حضرات نوح ، حضرت ہود،

حضرت صالح، حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہم السلام کے بارے میں نقل کیا کہ ان سب نے اپنی قوم سے خطاب کرکے کہا: **وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ**۔ (سورة الشعراء:۱۰۹،۱۲۷،۱۴۵)
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ اعلان کردیں: **قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ**۔(سورة ص:۸۶)

رسولوں کا دعوت کا دوسرا بنیادی جزء آخرت کی تیاری کی فکر پیدا کرنا ہے، وہ آخرت کی فکر اس درجہ پیدا کرتے ہیں کہ ان کے متبعین میں اس کا اثر اس طرح دکھائی دیتا ہے جیسے وہ آخرت کو اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے ہوں، خود انبیاء آخرت کی تیاری کا ایسا معیار پیش کرتے ہیں کہ محسوس ہوتا ہے وہ دنیا سے کچھ لینا ہی نہیں چاہتے، باوجود یہ کہ وہ دنیا کے سب سے زیادہ دانشمند و صاحب عقل ہوتے ہیں، دنیا سے فائدہ اٹھانے، یہاں مال وزر جمع کرنے سے مکمل گریز کرتے ہیں اور اپنا سب کچھ آخرت کےلئے پس انداز کرتے ہیں اور یہی اثر ان کے متبعین میں ہوتا ہے۔

انبیاء میں سے کوئی ایک دوسرے کسی نبی کی توہین نہیں کرتے اور نہ ہی کوئی ایک دوسرے کی تنقیص کرتا ہے؛ بلکہ سب ایک دوسرے کو بھائی یا کسی اور احترام کے رشتے سے ذکرکرتے ہیں، اگر کوئی مدعی نبوت کسی دوسرے نبی کا ذکر خیر کے ساتھ نہ کرے تواس کا نبی ہونا مشکوک ہونے بلکہ اس کا نبی نہ ہونے کےلئے یہی حرکت کافی ہے۔ دلائل

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ (شورىٰ:١٣) لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا (المائدة:٤٨) وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ (الزخرف:٤٥) فمعنى الآية شرعنا لكم ماشرعنا للأنبياء دينا واحدا في الأصول وهي التوحيد والصلاة والزكاة والصيام والحج والتقرب بصالح الأعمال والصدق والوفاء بالعهد وأداء الأمانة وصلة الرحم وتحريم الكبر والزنا والأيذاء على الحيوان واقتحام الدناءات وما يعود بخرم المروءات فهذا كله مشروع دينا واحدا وملة متحدة لم يختلف على ألسنة الأنبياء وإن اختلفت أعدادهم ومعنى أقيموا الدين ولا تتفرقوا فيه اجعلوه قائما أي دائما مستمرا من غير خلاف فيه ولا اضطراب انتهى ولعله أراد بالصلاة والزكاة والصيام والحج مطلقا لا ما نعرفه منها فإن الصلوات الخمس والزكاة المخصوصة وصيام شهر رمضان من خواص هذه الأمة على الصحيح والظاهر أن حج البيت لم يشرع لأمة موسى وأمة

**عيسى عليهما السلام ولا لأكثر الأمم قبلهما على أن الآية مكية ولم تشرع الزكاة المعروفة وصيام رمضان إلا في المدينة وبالجملة لا شك في اختلاف الأديان في الفروع نعم لا يبعد اتفاقها فيما هو من مكارم الأخلاق واجتناب الرذائل۔ (روح المعانى:۲۴؍۲۲)**

.

ہر نبی اپنے مقصدِ نبوت میں کامیاب ہوئے ہیں، اگر کسی نبی پر کوئی ایک شخص بھی ایمان نہیں لایا، پھر بھی وہ نبی کامیاب ہیں۔

**فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ۔ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ۔ إِلَّا مَنْ تَوَلَّى وَكَفَرَ۔ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ۔ (الغاشیہ:۲۱؍۲۴) فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔ (النحل:۳۵) (۴۸: وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ۔ (الزخرف:۴۵) والثاني : ما يتعلق بالتبليغ فقد أجمعت الأمة على كونهم معصومين عن الكذب مواظبين على التبليغ والتحريض . وإلا لارتفع الوثوق بالأداء واتفقوا على أن ذلك لا يجوز وقوعه منهم عمداً ولا سهواً۔ (تفسير الخازن:۴؍۲۲۹)**

نبی سے بسا اوقات اجتہادی خطاء ہوسکتی ہے اور یہ نبوت و

عصمت کے منافی نہیں؛ لیکن نبی کبھی بھی خطائے اجتہادی پر برقرار نہیں رہتے۔

**و امّا صدور الکبیرۃ بعد النبوۃ سھواً و کذا علی سبیل الخطاء فی الاجتھاد فجوزہ الاکثرون ۔ (نبراس:۲۸۳) (وأما صدورھا عنھم (سھواً) أو علی سبیل الخطاء فی التاویل (فجوزہ الأکثرون) ..... (وقال الجاحظ یجوز أن یصدر عنھم غیر صغار الخسۃ سھوا بشرط أن ینبھوا علیہ فینتھوا عنہ وقد تبعہ فیہ کثیر من المتأخرین ۔ (شرح المواقف:۸۔۲۹۰)**

بند

نبی اور رسول پر ایمان کے بغیر اللہ تعالیٰ پر ایمان معتبر و مقبول نہیں، اللہ تعالیٰ پر ایمان اس شخص کا معتبر ہے جو انبیاء کرام پر ایمان رکھتا ہے۔

**وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۔ أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۔ (البقرۃ:۴،۵)** بند

اللہ تعالیٰ نے ہر قوم اور ہر علاقے میں نبی اور رسول بھیجے، کوئی قوم اور کوئی ملک ایسا نہیں جہاں اللہ کے نبی یا رسول نہ آئے ہوں اور قیامت کے دن اسی بنیاد پر بندوں سے سوال ہوگا۔

تشریح

**انبیار کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا بندوں پر اتمام حجت :**

عقل اور فطرت کی عطار کے باوجود بندے انسان، اپنی گمراہی پر اللہ تعالیٰ سے حیلے بہانے کر سکتا تھا، لیکن انبیار اور رسولوں کے سلسلے کو جاری کرکے اللہ تعالیٰ نے بندوں پر ہر طرح سے حجت تمام کردی ، اور ان کے لئے کسی عذر و حیلے کی گنجائش کو بالکلیہ ختم کردیا ہے، انبیار و رسل کے بعد بندے اللہ کی مرضی اور نامرضی کا خیال نہیں رکھتے ہیں تو اللہ کے نزدیک ان کی پوری طرح سے پکڑ ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسولوں کے ذریعے اپنی مکمل ہدایت بندوں کے پاس بھیج دی ہے کہ انہیں کیسے زندگی گذارنی ہے، اور اللہ تعالیٰ ان سے کیا چاہتا ہے

دلائل

**إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا (١٦٣) وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا (١٦٤) رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (١٦٥)(سورہ النسار) وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا (٧) فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (٨) قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا (٩) وَقَدْ**

**خَابَ مَنْ دَسَّاهَا (١٠) (سورة الشمس)،مَّنِ**
**ٱتَدَى فَإِنَّمَـا يُ تَـدىْ لِنَفْسٍوَمَن ضَـلَّ فَإِنَّمَـا**
**يَضِلُّ عَلَيْا وَلاَ تَزِرُ وَازِرٌ وِزْرَ أُخْرَى وَمَـا كُنَّا**
**مُعَـــذِّبِيْنَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُـــولاً(١٥) (بـــنى**
**اســـرائيل) وَمَـــا نُرْسِـــلُ الْمُرْسَـــلِيْنَ إِلاَّ**
**مُبَشِّـرِيْنَ وَمُنـذِرِيْنَ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَـحَ فَلاَ**
**خَـــوْفٌ عَلَيْمْ وَلاَ ُمْ يَحْزَنُـــونَ(٤٨) وَالَّذِيْنَ**
**كَـذَّبُواْ بِآيَاتِنَـا يَمَسُّمُ الْعَـذَابُ بِمَـا كَـانُواْ**
**يَفْسُقُونَ(٤٩) (الانعـام) وَلَقَـدْ بَعَثْنَـا فِي**
**كُـلِّ أُمَّةٍ رَسُـولًا أَنِ اعْبُـدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُـوا**
**الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ**
**حَقَّتْ عَلَيْـهِ الضَّـلَالَةُ فَسِـيرُوا فِي الْأَرْضِ**
**فَـانْظُرُوا كَيْــفَ كَـانَ عَاقِبَــةُ الْمُكَـذِّبِينَ**
**(النحل:٣٦) وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ**
**(الفاطر:٢٤)** بند

بند.

**بند** نبوت اور رسالت کسبی چیز نہیں ہے تشریح

نبوت اور رسالت کسبی چیز نہیں کہ عبادت و ریاضت
کے نتیجے میں انسان رسالت و نبـوت حاصـل کـرلے؛ بلکہ یہ
محض عطیۂ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کا انتخابـ ہے، جس کو وہ
چاہتـا ہے خلعتِ نبـوت و رسـالت سے نوازتـا ہے، عبـادت و
ریاضت کو اس میں کچھ بھی دخل نہیں دلائل

**وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِـهِ مَنْ يَشَـاءُ وَاللَّهُ**
**ذُو الْفَضْـلِ الْعَظِيمِ (البقـرہ:١٠٥) وَلَكِنَّ**

**اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُــــلِهِ مَنْ يَشَـــاءُ (آلِ عمـران:١٧٩) و الحاصـل ان النبـو فضـل من اللہ و مــوھب و نعم من اللہ تعـالیٰ بمن بها سبحان و يعطيها (لمن يشاء) أن يكـرم بـالنبو فلا يبلغهـا أحـد يعلم و لا يسـتحقها بكسـب ولا ينالهـا عن اسـتعداد ولاي بل يخص بها من يشاء (من خلق) و من زعم انها مكتسب فهو زنـديق (شـرح عقيد سفارينی:٢:٢٦٨)**

نبی اور رسول منصبِ نبوت و رسالت سے کبھی معزول نہیں کئے جاتے

نـبی اور رسـول منصـبِ نبـوت و رسـالت سـے کبھی معزول نہیں کـئے جـاتے، ان کی پیـدائش بحیـثیت نـبی ہوتی ہے، نبی مر کر بھی نبی ہی رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے علمِ محیط کی بناء پر کسی ایسے شـحص کـو مقـامِ نبـوت سـے سرفراز نہیں فرماتے جسے آئندہ معزول کرنا پڑے

**و قــال اھـل السـنہ و الجمــاعہ ان الانبيـاء صـلوات اللہ علیہم قبـل الـوحی كـانوا انبيـاء معصـومين واجب العصـمہ و الرسول قبـل الـوحی كـان رسـولا نبيـا و كـذٰلک بعـد الوفـات، و الـدليلعليہ قـولہ سبحانہ و تعالیٰ خبر عن عيسى بن مـريم صلوات اللہ علیہ تصديقا لہ حيث كان فی المهد صبيا قال انّی عبد اللہ اٰتانی الكتاب**

**و جعلنی نبیا، و معلم ان الـوحی لا یکـون للصبیان و الاطفـال و الکتـاب لا یکـون الا لنبی مرسل، و ھذا نص من غیر تاویل ولا تعریض و من انکر ذٰلک فانہ یصیر کـافـراً۔ (تمہید ابی شکور سالمی:۷۳)** بند

بند.

بد عہد الست کا اقرار بھی ضروری ہے۔ تشریح

**بندوں تک ہدایت کے بھیجنے کا اللہ کا منصوبہ:**

نبوت و رسالت کا سلسلہ انسانوں کے دنیـا میں بھیجے جانے کے بعد اچانک نہیں ہوا؛ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو اس دنیا میں آنے کا حکم دیـا تبھی ان سـے وعـدہ فرمایـا کہ اللہ کی جانب سے ان کے پاس ہدایت آتی رہے گی۔

انسان کے اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے جہاں دنیا میں زندگی اور انسـان کے جسـم کی پـرورش کے تمام سامان مہیا کئے ، تو پہلے انسان یعنی سـیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کرکے ان کی پیٹھ سے ان کی تمـام ذریت کـو عالم ارواح میں نکالا اور اس دنیا میں بھیجـنے سـے پہلے ہی ان سـے اپـنی ربـوبیت کـا اقـرار لیـا، اور اس وقت سـب نے شعوری طور پر اُس کی خالقیت اور ربـوبیت کـا ادراک کـرکے اس کـا اقـرار کیـا، یہ اقـرار آج بھی فطـرت انسـانی میں موجود ہے، جو اس بات کی گواہی دیتـا ہے کہ اس کائنـات کا اور ہمارا سب کا صرف ایک پرورش کـرنے والا ہے، وہی ہمارا معبـود حقیقی ہے، محض اسـی کی عبـادت ہونی ہے اور صرف اسی کو الہ ماننا ہے۔

یہ عہد الست قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے، اس کا اقرار بھی لازم ہے اور انکار کفر ہے۔ دلائل

**وَإِذْ أَخَـــــــــذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آَدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَـهِدْنَا أَنْ تَقُولُـوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَـافِلِينَ (١٧٢) أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آَبَاؤُنَـا مِنْ قَبْـلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْـــدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَـــا بِمَـــا فَعَـــلَ الْمُبْطِلُـونَ (١٧٣) وَكَـذَلِكَ نُفَصِّـلُ الْآَيَـاتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (١٧٤) (الاعراف)** بند

بند.

بد میثاق انبیاء حق ہے، نبیوں اور رسولوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے اس بات کا عہد لیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں گے۔ تشریح

**میثاقِ انبیاء:**

اللہ تعالیٰ نے ایک عہد خود تمام انبیاء علیہم السلام سے بھی لیا کہ جب انہیں نبی بنایا جائے اور علم و حکمت سے اللہ کی جانب سے نوازا جائے، پھر کوئی اور نبی و رسول ان کے زمانے میں ہی ان کے یہاں آجائے تو وہ ان کی تصدیق کریں گے، اور اگر ان کے زمانے میں نہ آئیں بلکہ ان سے پہلے گذر چکے ہوں تو وہ ان کی تصدیق کریں گے، یا پھر وہ انبیاء جو آنے والے ہیں ان کے بارے میں انبیاء اپنی قوم کو اس بات کی تاکید کریں گے کہ وہ ان کے پاس اللہ کی جانب سے بعد میں بھیجے جانے والے دیگر نبیوں و رسولوں پر ایمان لائیں گے ان کی تصدیق کریں گے، اور ان کی نصرت کریں گے۔ دلائل

وَإِذْ أَخَذَ اللہ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (٨١) فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (٨٢) (آل عمران)۔ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا (٧) لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا (٨) (الأحزاب)۔ بند

بند.

بند اللہ نے بہت سے نبیوں کو بھیجا ہے، مکمل تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے،تمام نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ تشریح

**انبیاء کی تعداد:**

ہر امت میں اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے ہیں، جنہوں نے اللہ کا پیغام کو بندوں تک پہنچایا ہے،کئی انبیاء اور رسول ایسے ہیں جن کے نام اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بتلائے ہیں اور بہت سوں کا علم زبانِ نبوی سے دیا ہے اور بہت سے انبیاء ہیں جن کے نام نہیں بھی بتلائے ہیں،جن کے نام نہیں بتلائے گئے ہیں ان سب کے بارے میں ہمیں اجمالی ایمان رکھنا ہے کہ اللہ نے بہت سے رسولوں کو بھیجا ہے، اور جن کے نام بتلائے ہیں تو جس کے بارے میں جتنی تفصیل ہمیں بتلائی گئی ہے اتنی تفصیل کے ساتھ ان پر ایمان لانا واجب ہے۔ دلائل

**قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَمْ وَفَّى عِدَّةُ الْأَنْبِيَاءِ قَالَ مِائَةُ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفًا الرُّسُلُ مِنْ ذَلِكَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيرًا رواہ احمد، و عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَمْ الْمُرْسَلُونَ قَالَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيرًا رواہ احمد،و فی روایۃ مائتا الف و الف و**

**اربعۃ و عشرون الفاً (نبراس:۲۸۱) عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَالِسٌ وَحْدَهُ، فذكر حديثاً طويلاً و فيہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَمِ الْأَنْبِيَاءُ؟، قَالَ: «مِائَةُ أَلْفٍ وَعِشْرُونَ أَلْفًا» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَمِ الرُّسُلُ مِنْ ذَلِكَ؟، قَالَ: ثَلَاثُ مِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيرًا، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ كَانَ أَوَّلُهُمْ؟، قَالَ: آدَمُ عليہ السلام (شرح عقيدہ سفارينيہ ۲:۲۶۳)** بند

بند.

**بند** اندازہ سے کسی کو نبی قرار نہیں دیا جاسکتا ہے تشریح

تاریخ انسانی میں جن شخصیات کا ذکر خیر کے ساتھ ملتا ہے کہ وہ غیر معمولی شخصیات تھیں اور انہوں نے خیر کے لئے کام کیا ہے، بعض لوگ انہیں کہہ دیتے ہیں کہ شائد وہ نبی تھے، ایسا کہنا خلاف عقیدہ ہے، کسی کے ساتھ نبوت کی نسبت صرف یقینی ذریعہ علم سے ہی کی جاتی ہے اندازوں سے نہیں کی جاتی، کسی کے نبی ہونے کے اثبات اور بیان کے لئے دلیلِ قطعی لازم ہے، جس کے نبی ہونے کے بارے میں متعین طور پر دلیلِ قطعی نہ ہو اس کی جانب محض قرائن سے نبی ہونے کی نسبت کرنا جائز نہیں ہے۔ دلائل

وَلَقَـدْ بَعَثْنَـا فِي كُـلِّ أُمَّةٍ رَسُـولًا أَنِ اعْبُـدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُـوا الطَّاغُوتَ(سـورة النحل: ٣٦)إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُـوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْـدِهِ وَأَوْحَيْنَـا إِلَى إِبْـرَاهِيمَ وَإِسْـمَاعِيلَ وَإِسْـحَاقَ وَيَعْقُـوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا (١٦٣) وَرُسُـلًا قَدْ قَصَصْـنَاهُمْ عَلَيْـكَ مِنْ قَبْـلُ وَرُسُـلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللہ مُوسَى تَكْلِيمًا (١٦٤) رُسُـلًا مُبَشِّـرِينَ وَمُنْـذِرِينَ لِئَلَّا يَكُـونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللہ حُجَّةٌ بَعْـدَ الرُّسُـلِ وَكَـانَ اللہ عَزِيـزًا حَكِيمًـا (١٦٥)(سـور النسـاء) لَقَـدْ أَخَـذْنَا مِيثَـاقَ بَنِي إِسْـرَائِيلَ وَأَرْسَـلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُـلًا كُلَّمَـا جَـاءَهُمْ رَسُـولٌ بِمَـا لَا تَهْـوَى أَنْفُسُـهُمْ فَرِيقًـا كَـذَّبُوا وَفَرِيقًـا يَقْتُلُونَ (٧٠)(سور المائد)وَلَقَـدْ أَرْسَـلْنَا مِنْ قَبْلِـكَ رُسُـلًا إِلَى قَـوْمِهِمْ فَجَـاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَـانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (٤٧)(الروم)وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُـلًا مِنْ قَبْلِـكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْـنَا عَلَيْـكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُـصْ عَلَيْـكَ وَمَـا كَـانَ لِرَسُـولٍ أَنْ يَـأْتِيَ بِآيَـةٍ إِلَّا بِـإِذْنِ اللہ فَـإِذَا جَـاءَ أَمْـرُ اللہ قُضِـيَ بِـالْحَقِّ وَخَسِـرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ (الغافر:٧٨)قُـلْ مَـا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا

**بِكُمْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ (٩)(الأحقاف)** بند

بند.

تمام انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں، ان کے علاوہ کوئی اورمعصوم نہیں ہوتا ہے تشریح

**صفاتِ انبیاء:**

اللہ تعالیٰ جن کو نبوت و رسالت کے لئے منتخب فرماتے ہیں وہ سب کمال عقل، سلامت فطرت، اور قول و عمل میں سچائی کی صفات سے متصف ہوتے ہیں، نبوت و رسالت کی جس ذمہ داری پر انہیں فائز کیا جاتا ہے اس میں وہ کامل درجہ کی امانت داری و دیانت داری برتتے ہیں، اور اپنی امت کو وہ تمام امور پہنچاتے اور ان کی تعلیم دیتے ہیں جن کا انہیں اللہ کی جانب سے حکم ہوتا ہے، ان کی سیرت ہر طرح کی برائی سے محفوظ ہوتی ہے، وہ معصوم ہوتے ہیں، اور بدنی و جسمانی اعتبار سے وہ نہایت کامل اور ذوق سلیم کے حامل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے نفس و اخلاق کو نہایت پاک و صاف اور مزکی و مجلّیٰ رکھتا ہے، وہ تخلیق کے اعتبار سے نہایت مکمل، اخلاق کے اعتبار سے نہایت بلند مرتبہ اور تمام اچھائیوں سے متصف ہوتے ہیں، کرم، جود و عطار اور شجاعت ان میں رچی بسی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں علم و حلم اور عدل کی صفات سے نوازتا ہے، یہاں تک کہ ہر نبی و رسول اپنی قوم میں ان تمام صفات میں سب سے ممتاز ہوتا ہے، جس کا اعتراف انبیار علیہم السلام کی اقوام کھلے زبان کرتی ہیں، خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کے

منصب پر فائز کئے جانے سے پہلے سے ہی اپنی قوم میں ’’الصادق‘‘ اور ’’ الأمین‘‘ کے لقب سے جانے جاتے تھے۔

انبیاء سے کبھی کسی رذیلہ کا صدور نہیں ہوتا، کسی کبیرہ یا صغیرہ گناہ کا صدور بھی نہیں ہوتا، نہ نبوت سے پہلے نہ نبوت کے بعد، اور انبیاء کبھی خلاف شریعت عمل کا ارتکاب بھی نہیں کرتے، چنانچہ انبیاء سے کسی قسم کی اخلاقی کمزوری منسوب کرنا یا صغیرہ یا کبیرہ گناہ کی نسبت کرنا یا ان کی جانب شریعت کی خلاف ورزی کی نسبت کرنا کفر ہے۔

اسرائیلی روایات میں حضرت یعقوب یاحضرات داؤد یا دیگر انبیاء علیہم السلام سے جو غیر شرعی یا غیر اخلاقی قصے منسوب کئے گئے ہیں سب جھوٹے ہیں، انبیاء کی جانب اس طرح کی جھوٹی نسبتیں سب یہودیوں کی بے ہودگیاں ہیں، ان کی تصدیق کرنا اور ان کو صحیح ماننا بھی کفر ہے۔

ہاں اجتہاد میں کبھی انبیاء سے خطا ہو سکتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ انہیں اس خطا پر باقی نہیں رکھتے اور ان کی تصحیح کردی جاتی ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ ان سے اجتہاد میں کوئی خطا ہو تو اس کی تصحیح ہوئے بغیر اس کو ویسے ہی چھوڑ دیا جائے، اس لئے کہ انبیاء جو کچھ کہتے یا کرتے ہیں وہ ان کی امت کے لئے قانون یا سنت بن جاتی ہے، اس لئے ان سے اگر کوئی اجتہادی خطا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کوصحیح کردیتے ہیں، تاکہ انبیاء کے ہر قول و عمل پر پورے اعتماد کے ساتھ عمل کیا جا سکے کہ وہ صحیح ہی ہے، اس لئے انبیاء اجتہادی امور میں بھی انجام

کے اعتبار سے معصوم عن الخطـا ہوتے ہیں، لیکن یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انبیاء سے کبھی کوئی اخلاقی کمزوری کا ارتکاب ہرگز نہیں ہو سکتا، وہ اخلاقی اعتبار سے ہمیشہ نہایت پاکیزہ اور اعلی معیار کے حامل ہوتے ہیں، زندگی میں کبھی ایک بار بھی ان سے کسی رذیلہ کا ارتکاب ہر گز ہرگز نہیں ہو سکتا۔

**غیرِ انبیاء معصوم نہیں ہوتے:**

انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی کے بھی معصوم ہونے کا عقیدہ رکھنا خلاف اسلام ہے،علماء، متقین، ائمہ، یہاں تک کہ انفرادی طور پر صحابہ اور خلفاء بھی معصوم عن الخطأ نہیں ہوتے، ان سے بھی غلطی کا امکان ہوتا ہے۔

دلائل

**قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَذَا أَتَنْهَانَا أَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا (سورة هود:٦٢) أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ (سورة هود: ٨٧) أَنَّ النبي مَعْصُومٌ عن الْمَعْصِيَةِ... إذْ غَيْرُ النبي غَيْرُ مَعْصُومٍ عن الْمَعَاصِي (بدائع الصنائع:٣/٢٠) لا يوجد من البشر من هو معصوم سوى الأنبياء عليهم الصلاة والسلام(حاشية ابن عابدين:٧/١١٣) أَنَّ النبي مَعْصُومٌ عن الْمَعْصِيَةِ... إذْ غَيْرُ النبي غَيْرُ مَعْصُومٍ عن الْمَعَاصِي (بدائع الصنائع:٣/٢٠) لا يوجد**

**من البشر من هو معصوم سوى الأنبياء عليهم الصلاة والسلام(حاشية ابن عابدين:٧/١١٣)۔ بند**

بند.

**...بد** انبیاء و رسول اللہ کے بندے ہوتے ہیں، ان میں سے کوئی بھی الوہیت کی صفت سے متصف نہیں ہوتا۔ تشریح

**انبیاء عبد اللہ ہوتے ہیں الٰہ نہیں:**

انبیاء باوجود یہ کہ نبوت و رسالت کے اونچے مقام پر فائز ہوتے ہیں لیکن اللہ کے بندے ہیں، مقام نبوت پر فائز ہونے کے بعد وہ اللہ کی عبدیت (بندگی) کے مقام سے بلند ہو کر الوہیت کے مقام تک نہیں پہنچ جاتے، عبدیت میں کمال ہی ان کا اونچا ترین مقام ہوتا ہے انبیاء کے لئے سب سے اونچی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ صفت عبد ہی ہے

نبیوں میں سے کسی بھی نبی کو الوہیت کی کسی صفت سے متصف کرنا،سمجھنا خلاف اسلام اور کفریہ عقیدہ ہے

حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے نبی اور اس کے بندے تھے، اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں۔ دلائل

**قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللہ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا (٣٠) سورۃ مریم، إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ (٥٩) سورۃ الزخرف، وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللہ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ**

لِبَدًا (١٩)سور الجن  وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ
مِمَّا نَزَّلْنَـا عَلَى عَبْـدِنَا فَـأْتُوا بِسُـورَةٍ مِنْ
مِثْلِـهِ وَادْعُـوا شُـهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ الل إِنْ
كُنْتُمْ صَادِقِينَ (٢٣)سـور البقـر الْحَمْـدُ
لِلَّهِ الَّذِي أَنْــزَلَ عَلَى عَبْــدِهِ الْكِتَــابَ وَلَمْ
يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا (١)سور الكهـف كهيعص
(١) ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا (٢) إِذْ نَادَى
رَبَّهُ نِــــدَاءً خَفِيًّا (٣) قَـــالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ
الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ
بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا (٤)سور مريم  تَبَـارَكَ
الَّذِي نَــزَّلَ الْفُرْقَـانَ عَلَى عَبْــدِهِ لِيَكُــونَ
لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (١)سور الفرقانفَأَوْحَى
إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى (١٠)سور النجم هُـوَ
الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَى عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ
مِنَ الظُّلُمَــــــاتِ إِلَى النُّورِ وَإِنَّ الل بِكُمْ
لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ (٩)سـور الحديـد سُـبْحَانَ
الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
إِلَى الْمَسْـجِدِ الْأَقْصَـى الَّذِي بَارَكْنَـا حَوْلَـهُ
لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُـوَ السَّـمِيعُ الْبَصِـيرُ (
١)سور الإسراء لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ
يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَمَنْ
يَسْــــــتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِــــــهِ وَيَسْــــــتَكْبِرْ
فَسَيَحْشُــرُهُمْ إِلَيْــهِ جَمِيعًــا (١٧٢)سـور
النساء ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَـعَ نُـوحٍ إِنَّهُ كَـانَ
عَبْـدًا شَـكُورًا (٣)سـور الإسـراء وَمَـا

أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَـهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (٢٥) سورۃ الأنبياء۔ سَلَامٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ (١٠٩) كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (١١٠) إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ (١١١) سورۃ الصفت ۔ سَلَامٌ عَلَى مُوسَى وَهَارُونَ (١٢٠) إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (١٢١) إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ (١٢٢) سورۃ الصفت ۔ سَلَامٌ عَلَى إِلْ يَاسِينَ (١٣٠) إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (١٣١) إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ (١٣٢) سورۃ الصفت ۔ بند

بند.

انبیاء و رسول بشر تھے ۔ تشریح

**انبیاء بشر ہوتے ہیں اور ان کو بشری تقاضے بھی لاحق ہوتے ہیں:**

انبیاء و رسل باوجود یہ کہ نہایت اعلیٰ صفات کے حامل تھے لیکن ان سب کے علی الرغم وہ بشر تھے اور سبھی فطری بشری تقاضے ان کو لاحق تھے، انہیں بھوک لگتی تھی، وہ کھاتے تھے، اور بیمار پڑتے تھے تو انہیں شفاء کی ضرورت ہوتی تھی، انہیں نیند آتی تھی اور وہ سوتے تھے، وہ شادیاں کرتے تھے، انہیں اولاد بھی ہوتی تھیں اور انہیں موت بھی آتی تھی۔

قومیں انبیاء و رسولوں کو جھٹلاتیں، ان کو تکلیفیں پہنچاتیں، ان کے خلاف سازشیں کرتیں، کبھی ان میں سے

کسی کو قتل بھی کیا جاتا تھا ، وہ اللہ کی نصرت کے محتاج ہوتے تھے اور ہر بات پر انہیں قدرت نہیں ہوتی تھی، حتی کہ وہ اپنے نفع و نقصان کے خود مالک نہیں ہوتے ہیں ۔

**انبیاء کو اِن فطری بشری تقاضوں سے ما وراء سمجھنا بھی کفر ہے:**

ہاں فطری تقاضوں کے ساتھ وہ جن اعلیٰ اخلاق اور خوبیوں کے مالک تھے، عقل صحیح اور سلامت فطرت پر قائم ہوتے تھے ان کی بنیاد پر وہ اللہ کے حکم و وحی کے مطابق زندگی گذارتے تھے، کامل عبدیت کا مظاہرہ کرتے تھے، بندوں کی ہدایت کےلئے ہر سامان کرتے اور ہر طرح کی قربانیاں دیتے، اللہ کا پیغام بندوں تک پہنچانے کےلئے ہر قسم کی جد و جہد کرتے اور تمام تر عقلی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے، ہر آزمائش پر کھرے اترتے اور حق پر ڈٹے رہتے، مسائل و مصائب سے پریشان نہیں ہوتے، اور نہ ہی حق کا ساتھ چھوڑتے بلکہ حق کی محنت میں کسی قسم کی کمزوری نہیں آنے دیتے، وہ کسی معاملے میں نا امید نہیں ہوتے بلکہ اللہ سے رہنمائی طلب کرکے اسی کے مطابق اپنی جدو جہد میں لگے رہتے، انبیاء علیہم السلام کا یہی سب سے بڑا امتیاز ہوتا دلائل

**مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآَيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ (٧٥) قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللہ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا**

وَاللہ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (٧٦)(المائد)وَمَـا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُـلُ أَفَإِنْ مَـاتَ أَوْ قُتِـلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَـابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْـــهِ فَلَنْ يَضُـــرَّ اللہ شَـــيْئًا وَسَـــيَجْزِي اللہ الشَّـــاكِرِينَ (١٤٤) (المائـد)إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُـونَ (سـورة الزمر: ٣٠) ،وَلَقَدْ أَرْسَـلْنَا رُسُـلًا مِنْ قَبْلِـكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًـا وَذُرِّيَّةً (سـورة الرعـد: ٣٨) ، وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُـرُونَ وَيَمْكُـرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ (سورة الأنفـال: ٣٠)، وَلَيَنْصُـرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُـرُهُ (سـورة الحج: ٤٠) ،كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَـا وَرُسُـلِي إِنَّ اللَّهَ قَـوِيٌّ عَزِيـزٌ (سـورة المجادلـة: ٢١)، وَمَـا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِـدُونَ (٣٤) كُـلُّ نَفْسٍ ذَائِقَـةُ الْمَـوْتِ وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ (٣٥) (سـورة الأنبيـاء) حَتَّى إِذَا اسْـتَيْئَسَ الرُّسُـــلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَـــدْ كُـــذِبُوا جَـــاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَنْ نَشَـاءُ وَلَا يُـرَدُّ بَأْسُـنَا عَنِ الْقَـوْمِ الْمُجْـرِمِينَ (يوسـف :١١٠) وَقَـوْمَ نُوحٍ لَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آَيَـةً وَأَعْتَـدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَـذَابًا أَلِيمًـا (الفرقـان:٣٧)قُـلْ إِنَّمَـا أَنَـا بَشَـرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِـدٌ فَمَنْ كَـانَ

**يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (١١٠) سورہ الكهف ۔ بند**

بند.

**بند** انبیاء و رسول اللہ کے بتلانے سے غیب کی بہت ساری باتوں کا علم رکھتے ہیں جو غیر انبیاء کو معلوم نہیں ہوتیں، لیکن اس کے باوجود وہ عالم الغیب نہیں ہوتے، یعنی غیب کی ہر بات کو نہیں جانتے۔ تشریح

**انبیاء علیہم السلام کا علم:**

انبیاء کی تمام صفات دیگر مخلوقات کی طرح ان کی ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہوتی ہیں، ان کی حیات، قدرت، سمع، بصر اور علم سب اللہ کا دیا ہوا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو صحیح علم کی تعلیم دینے کے لئے انبیاء کا انتخاب فرماتے ہیں، اور انہیں کتاب وحکمت سے نوازتے ہیں، چنانچہ مکلفین میں تشریعی امور کا علم انبیاء کے ذریعے سے ہی منتقل ہوتا ہے، اس لحاظ سے تشریعی امور کے علم میں انبیاء سب سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کے اس علم کا موازنہ دیگر مخلوقات کے علم کے ساتھ ممکن ہی نہیں ہے، کیونکہ ان کے علم کا ذریعہ ’’وحی‘‘ ہوتا ہے، یعنی وہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتے ہیں، ان کے علم کی بنیاد صرف سمع و بصر یا غور و فکر اور تجربہ نہیں ہوتا جس میں غلطی کا امکان باقی رہ جاتا ہے بلکہ ان کے علم کا ذریعہ یقینی اور قطعی ہوتا ہے، یعنی عالم الغیب و الشہادہ سے ان کا راست رابطہ ہوتا ہے جو ہر چیز کا جاننے والا اور ہر چیز کے بارے

میں باخبر ہے جو انہیں علم وحکمت سے نوازتا ہے، البتہ
تکوینی امور کی وہی باتیں انبیاء جانتے ہیں جتنا کہ اللہ
تعالیٰ نے انہیں علم دیا ہے، لیکن بہت سے تکوینی
امور ایسے ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک کا علم ہر نبی
کو نہیں دیا جاتا، مثلاً حضرت خضر علیہ السلام امورِ
تکوینی میں سے ایسی باتیں جانتے تھے جن کا علم
حضرت موسی علیہ السلام کو نہیں تھا، اسی طرح
تکوینیات سے متعلق بہت سی باتیں فرشتے جانتے ہیں جن
کا علم انبیاء کو اسی وقت ہوتا ہے جبکہ اللہ انہیں اپنی
مصلحت سے بتلانا چاہے، یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو بعض
تکوینیات بتلائی ہی نہ جائیں، یہ عقیدہ رکھنا کہ انبیاء ما
کان و ما یکون میں سے ہر بات کا علم رکھتے ہیں کفر ہے،
البتہ یہ حقیقت ہے کہ علوم میں تشریعی علم تکوینی علم
سے افضل ہوتا ہے، اس لئے تشریعی علوم کے حاملین
تکوینی امور کے حاملین سے افضل ہوتے ہیں۔

انبیاء باوجود یہ کہ بہت اعلیٰ ، بہت گہرا اور بہت
وسیع علم رکھتے ہیں، کسی نبی یا رسول کو ’’غیب کا
علم‘‘ تھاکہ جو کچھ ہونے والا ہے اس کو جانتے ہوں(’’غیب
کا علم‘‘ کس بات کو کہتے ہیں اس کا ذکر ایمان باللہ میں
تفصیل سے ہے)، ان کے پاس اتنا ہی علم ہوتا ہے جو اللہ
انہیں دیتا ہے، ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے بہت سے امور ایسے
رکھے ہیں جن کا علم صرف اسی کو ہے، اللہ کے علاوہ ان
کو کوئی نہیں جانتا، نہ کوئی فرشتہ، نہ کوئی نبی اور نہ
ہی کوئی رسول ۔

انبیاء میں ان کے فرق مراتب کے لحاظ سے ان کے علم میں بھی تفاوت ہوتا ہے، اس لحاظ سے اولوا العزم من الرسل کا علم بہ نسبت دیگر انبیاء کے بڑھا ہوا ہوتا ہے، اور اولوا العزم من الرسل میں سب بڑھا ہوا علم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہے، تشریعات کے علاوہ تکوینی امور سے متعلق بھی آپ کا علم تمام انبیاء سے بڑھا ہوا ہے،جیسا کہ آپ کی پیشین گوئیوں سے معلوم ہوتا ہے، اور جیسا کہ واقعۂ معراج میں آپ کو جنت و جہنم کا مشاہدہ کرایا گیا، اور پھر آپ سدرۃ المنتہی سے ورے مقام تصریف اقلام کے آگے تشریف لے گئے، ان سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے، البتہ پھر غیب کے علم کی ایک حد ایسی ہے جس کاعلم صرف اللہ کو ہے اللہ کے علاوہ ان کو کوئی نہیں جانتا ہے اس لئے انبیاء کو ’’عالم الغیب‘‘ نہیں کہا جاتا، یہ صفت صرف اللہ رب العزت کی ہے۔

جس طرح غیر انبیاء میں سے کسی کو انبیاء سے زیادہ علم والا ماننا خلاف عقیدہ ہے اسی طرح انبیاء میں سے کسی کو بھی عالم الغیب ماننا بھی کفر ہے۔ دلائل

**وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۴۸) وَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (۴۹) قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي**

الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ (٥٠) سورة
الأنعام قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا
إِلَّا مَـــا شَـــاءَ اللَّهُ وَلَـــوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ
لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ
أَنَـا إِلَّا نَـذِيرٌ وَبَشِـيرٌ لِقَـوْمٍ يُؤْمِنُـونَ (١٨٨)
( سـورة الأعـراف) وَلَا أَقُـولُ لَكُمْ عِنْـدِي
خَـزَائِنُ الله وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُـولُ إِنِّي
مَلَـكٌ وَلَا أَقُـولُ لِلَّذِينَ تَـزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَنْ
يُـــؤْتِيَهُمُ الله خَيْـــرًا الله أَعْلَمُ بِمَـــا فِي
أَنْفُسِهِمْ إِنِّي إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ (٣١)سورة
هود قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِـكَ أَنْ أَسْـأَلَكَ مَـا
لَيْسَ لِي بِـهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِـرْ لِي وَتَـرْحَمْنِي
أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ (٤٧)سورة هـود تِلْـكَ
مِنْ أَنْبَـــاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَـــا إِلَيْـــكَ مَـــا كُنْتَ
تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا فَاصْبِرْ
إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ (٤٩)سورة هـود قُـلْ
إِنَّمَا أَنَـا مُنْـذِرٌ وَمَـا مِنْ إِلَـهٍ إِلَّا الله الْوَاحِـدُ
الْقَهَّارُ (٦٥) رَبُّ السَّـــمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَـــا
بَيْنَهُمَـا الْعَزِيــزُ الْغَفَّارُ (٦٦) قُـلْ هُـوَ نَبَـأٌ
عَظِيمٌ (٦٧) أَنْتُمْ عَنْـهُ مُعْرِضُـونَ (٦٨) مَـا
كَـــــانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِـــــالْمَلَإِ الْأَعْلَى إِذْ
يَخْتَصِمُونَ (٦٩) إِنْ يُـوحَى إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَـا أَنَـا
نَـذِيرٌ مُبِينٌ (٧٠)سـورة ص قُـلْ إِنَّمَـا أَنَـا
بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ
فَاسْـــتَقِيمُوا إِلَيْـــهِ وَاسْـــتَغْفِرُوهُ وَوَيْـــلٌ

لِلْمُشْرِكِينَ (٦) سورۃ فصلت ۔ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا (٢١) قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللہِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا (٢٢) إِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللہِ وَرِسَالَاتِهِ وَمَنْ يَعْصِ اللہَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا (٢٣)(سورۃ جن ۔) بند

بند.

بند نبوت و رسالت کے ثبوت کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے انبیاء و رسولوں کو معجزات اور نشانیاں بھی دی جاتی ہیں۔ تشریح

بند کسی نبی کا کوئی دعوی جھوٹا ثابت نہیں ہو سکتا ۔ تشریح

**مدعئ نبوت کے اقوال و اعمال سے اس کے دعوے کی سچائی کی پرکھ:**

نبی کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ اپنے مخاطبین کو چند باتوں کی خبر اور چند باتوں کا حکم دیتا ہے اور خود کچھ کام کرتا ہے، انہیں اقوال و اعمال سے اس کے صدق و کذب کا اندازہ ہوجاتا ہے،اسی طرح چند جھوٹے مدعیان نبوت شیطانوں اور جنوں سے روابط سے غیب کی چند باتوں کو بولتے ہیں تو اس میں صدق کے ساتھ کذب و زور بھی ہوتا ہے، ان کے عمل میں فجور بھی ہوتا ہے، جو اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ ان کی باتوں کے ذریعے فرشتے نہیں ہیں، اور وہ خود نبی نہیں ہیں، جبکہ جو شخص سچے نبی و رسول کی شخصیت سے متعارف ہوتا ہے وہ ان کے صدق و امانت اور ان کے قول و عمل کی مطابقت سے علی وجہ

البصیرت یہ جان جاتا ہے کہ وہ اپنے دعوی نبوت میں سچے تھے، وہ کوئی شاعر و ساحر یا مجنون نہیں تھے۔

انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے جیسے باتوں اور کاموں میں پرکھ دی ہے علوم و فنون ،صنعت و حرفت اور دیگر امور میں کھرے اور کھوٹے کی تمیز دی ہے، ساتھ ہی سچے اور جھوٹے کے درمیان فرق و امتیاز کی بھی ایک غیر معمولی استعداد اور ملکہ سے نوازا ہے، اور بغیر کسی ما ورار الطبعی ذریعے کے اسی استعداد اور ملکہ سے انسان سچ اور جھوٹ میں فرق کر سکتا ہے۔

چنانچہ نبوت و رسالت چند علوم اور اعمال کے مجموعہ پر مشتمل ہوتی ہے، جس سے نبی و رسول کو متصف ہونا ضروری ہے، یہ علوم اور اعمال دونوں ہی اشرف علوم اور اشرف اعمال ہوتے ہیں، اس میں سچا جھوٹے سے ممتاز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، محققین کے نزدیک لوگوں کی جو باتیں ہیں خواہ وہ خبر واحد ہی کیوں نہ ہو یا دو اور ان سے زیادہ لوگوں کی روایت کیوں نہ ہو قرائن سے ان خبروں اور اطلاعات سے سچی بات اورعلم ضروری کو نکال لیتے ہیں، جیسے کوئی شخص کسی کی پسند، محبت، ناراضگی، خوشی اور غم کو چہرہ پڑھ کر اندازہ کرلیتے ہیں ، جبکہ چہروں اور آنکھوں میں پائی جانے والی اس تحریر کو بیان نہیں کیا جا سکتا، اور الفاظ کی تعبیر ان کو نہیں دی جا سکتی، جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ** اسی طرح سے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ**۔عام طور پر انسان اپنے

رازوں کو اپنے چہرے کے اتار چڑھاؤ اور زبان کے استعمال سے ظاہر کردیتا ہے، تو جب کسی عام آدمی کا سچا یا جھوٹا ہونا قرائن سے معلوم ہوجاتا ہے، تو دعوی نبوت و رسالت کیسے نہیں پرکھا جا سکتا؟ اور ایک مدعی نبوت ور سالت کا سچ اور جھوٹ چھپا کیسے رہ سکتا ہے، اور سچا جھوٹوں سے ممتاز ہوئے بغیر کیسے رہ سکتا ہے۔

کسی مدعی نبوت میں اصول مسلمہ کے مطابق مبینہ طورپر غیر اخلاقی اور اوچھے اوصاف جیسے جھوٹ، دھوکہ وغیرہ پائے جائیں اس کو نبی یا رسول ماننا بھی کفر ہے۔

دلائل

**وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَى قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (الروم:۴۷) ۔ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَ يَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدِّيقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا۔ (رواہ مسلم و البخاری)۔** بند

بند.

دعوی نبوت سے پہلے بھی انبیاء و رسولوں کی زندگی مثالی ہوتی ہے، وہ اخلاق کے بہت اعلی معیار پر فائز ہوتے ہیں۔ تشریح

حضرت خدیجہ الصدیقہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق اور نیکی کو تجربہ سے جانتی تھیں جیسے ہی انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے پاس وحی آنے کی خبر دی تو انہوں نے آپ کی نہ صرف تصدیق میں کوئی دیر نہیں لگائی بلکہ آپ کو آنے والے خطرات کے اندیشوں پر ایسی غیر معمولی تسلی دی کہ اس کے الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ آغاز وحی کا مضبوط حصہ بن گئی، حضرت خدیجۃ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: **كَلَّا ! وَ اللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتُقِرِّي الضَّيْفَتُكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَ تُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ** وہ جانتی تھیں کہ آپ جھوٹ نہیں بولتے، آپ نے کبھی کوئی بات خلاف واقعہ نہیں کہی ہے، رہ گیا دوسرا امکان کہ آیا آپ ذہنا ایک ایسی بات کا تصور کررہے ہیں جو حقیقی نہیں ہے، اس کو بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انکار کردیا، انہوں نے کہا کہ آپ کے جیسے مکارم اخلاق ہیں ایسے کسی شخص کو اللہ رسوا نہیں کر سکتا، جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ کا احساس اور تجربۃ صحیح ہے اور آپ دی جارہی ذمہ داری اور منصب میں پوری طرح کامیاب ہوں گے۔

**معجزات سے ہٹ کر دعوی نبوت کی سچائی کو قبول کرنے کی دیگر مثالیں:**

دوسری مثال ورقہ بن نوفل کی ہے، جنہوں نے پہلی وحی کی تفصیل کو سنا تو کہا کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسی کے پاس آتا تھا۔

اس کی اور مثال حضرت ابو بکر صدیق ہیں، انہوں نے بھی جب آپ کی دعوت کو سنا تو بر ملا تصدیق کی۔

اسی طرح اس کی ایک اور مثال نجاشی ہیں، جب انہوں نے حضرت جعفر سے اسلام کی تعلیمات کو سنا تو انہوں نے بر ملا کہا کہ یہ اور حضرت موسی کی تعلیم ایک ہی چراغ سے نکلی ہوئی روشنی معلوم ہوتی ہے۔

**معجزات سے ہٹ کر دعوی نبوت کی سچائی کو قبول کرنے کی ایک اور اہم مثال:**

ایک اہم مثال ہرقل کی ہے، جس نے حضرت ابو سفیان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تحقیق کی، اور جو واقعی حالات حضرت سفیان سے سنے جس میں حضرت سفیان کی خواہش سے اس مکالمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی تعریف نہیں تھی، بلکہ وہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید بغض و عداوت رکھتے تھے، احد اور خندق کی بڑی جنگیں مسلمانوں کے خلاف انہیں کی سرکردگی میں لڑی گئیں تھی، ہرقل کے سامنے وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی کمی بیان کردیں، لیکن وہ چاہ کر بھی ایسا نہیں کر پائے، اور جو واقعی حالات انہوں نے ہرقل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتلائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جن تعلیمات کا ذکر کیا اس پر ہرقل کا تأثر یہ تھا: **وَسَأَلْتُكُمْ عَمَّا يَأْمُرُ بِهِ؟ فَذَكَرْتُمْ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ، وَيَنْهَاكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ، وَهَذِهِ صِفَةُ نَبِيٍّ، وَقَدْ**

**كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّ نَبِيًّا يُبْعَثُ، وَلَمْ أَكُنْ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ، وَلَوْلَا مَا أَنَا فِيهِ مِنَ الْمُلْكِ لَذَهَبْتُ إِلَيْهِ، وَإِنْ يَكُنْ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ** کہ میں نے تم سے پوچھا کہ وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟ تو تم نے کہا کہ: وہ تمہیں اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ: اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، وہ تمہیں نماز، سچائی، عفت، صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں، اور آبار و اجداد جن کی پرستش کرتے ہیں ان سے روکتے ہیں ، تو یہ تو نبی کی صفت ہے، اور میں جانتا تھا کہ ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں، لیکن یہ گمان نہیں تھا کہ وہ تم میں سے مبعوث ہوں گے، میری خواہش تو یہ ہے کہ میں ان کے پاس بنفس نفیس حاضری دوں، اور اگر یہ بادشاہی نہ ہوتی تو میں آپ کے پاس ضرور جاتا، او ر اگر تم جو کچھ کہہ رہے ہو سچ ہے تو جس جگہ اس وقت میں ہوں وہ اس جگہ کے بھی مالک ہو جائیں گے۔

اور جب حضرت ابو سفیان ہرقل کے پاس سے باہر آئے تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ: ابن ابی کبشہ کا معاملہ تو بہت ہی غیر معمولی ہوگیا ہے، بنی الاصفر کا بادشاہ ان سے مرعوب ہے ، اور حضرت ابو سفیان کہتے ہیں کہ پھر مجھے مسلسل یقین ہوتا چلا گیا کہ آپ غالب ہو کر رہیں گے، یہاں تک کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کو میرے دل میں داخل کردیا۔

پھر ہرقل نے جو سوالات حضرت ابو سفیان سے کئے وہ تقریباً دس سوالات ہیں، اور پھر ہرقل نے ان سوالات

کی وجوہات اور دلائل کو بیان کیا ہے کہ وہ ان سوالات سے کیا تحقیق اور تنقیح کرناچاہتا تھا، اور ایک ایک سوال کی وجہ اور دلیل کو بالترتیب بیان کیا، اور جو تفصیلات اس کو بتلائی گئی ہیں وہ ان سے جان گیا کہ یہ رسول ہونے کی علامات ہیں، اور پھر اس نے وہ بات کہی جو اوپر ذکر کی گئی ہے کہ: **وَإِنْ يَكُنْ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ** ( کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اگر وہ حق ہے تو تمہارے پیغمبر میں جہاں اس وقت ہوں وہ اس کے بھی مالک ہو جائیں گے)۔

**دعوی نبوت کے غیر معجزانہ دلائلِ کی سندی حیثیت:**

ان اخبار سے جو علم حاصل ہوتا ہے ان میں سے کسی خبر واحد سے ایک گمان حاصل ہوجاتا ہے، اور دوسری خبر سے اس کو تقویت حاصل ہوتی ہے، اور ایسے ہی جتنی اخبار بڑھتی جائیں گی اس میں مزید تقویت پیدا ہوتی جائے گی، اور ایسے ہی نبی کے دعوی صدق و کذب کو پرکھنے کا معاملہ ہے۔

اور اسی میں وہ آثار اور ما بقیات بھی شامل ہیں جو انبیار میں سے کسی نبی اور انبیار کی قوموں میں سے کسی قوم کے بارے میں پائے جاتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نبیوں اور ان کے متبعین کے ساتھ کیا اکرام کا معاملہ فرمایا، اور منکرین اور جھٹلانے والوں کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ جیسے حضرت نوح کے طوفان کا ثبوت، فرعون اور اس کے لشکر کا غرق ہونا اور فرعون کی نعش کا عبرت کا نشان بن کر محفوظ کیا جانا، اور قرآن میں پھیلے ہوئے حضرت

نوح، حضرت ابراہیم اور حضرت موسی علیہم السلام کے پھیلے ہوئے قصے اس کے ثبوت ہیں۔ بند

بند انبیاء و رسول اپنی خدمات پر کسی اجرت کا مطالبہ نہیں کرتے تھے، وہ صرف اللہ کے اجر پر نظر رکھتے تھے۔ تشریح

**کارِ نبوت پر اجرت:**

یہ تمام انبیاء علیہم السلام ہی کا خاصہ ہے کہ وہ کارِ نبوت و دعوت پر کوئی اجرت امت سے طلب نہیں کرتے، ان کا بدلہ تو صرف اللہ دے سکتا ہے، کوئی امت نبی و رسول کی نصرت کرکے یا ان کے حق میں دعاء کرکے یہ گمان نہیں کر سکتی کہ اس نے نبی و رسول کے احسان کا بدلہ دے دیا ہے، نصرت دین اور دعاء نبی کے نتیجے میں امتی خود پر احسان کرتا ہے کہ اس پر بھی اس کو اجر ملے گا، باقی رہا نبی و رسول کے احسان کا بدلہ یا اجرت وہ کوئی امتی نہیں دے سکتا۔ دلائل

**فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللہِ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (۷۲)(سورہ یونس) ۔ يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي أَفَلَا تَعْقِلُونَ (۵۱)( سورہ جن)۔ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ (۱۰۷) فَاتَّقُوا اللہَ وَأَطِيعُونِ (۱۰۸) وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ (۱۰۹) فَاتَّقُوا اللہَ وَأَطِيعُونِ (۱۱۰) قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ (۱۱۱)(سورہ الشوری)۔ بند**

بند.

بد انبیاء اللہ کے احکام بندوں تک پہنچانے کے پابند ہوتے ہیں، زبردستی حق کو قبول کروانا ان کی ذمہ داری نہیں ہوتی ہے تشریح

**انبیاء : علیہم السلام کے کام**

انبیاء جس کام کو انجام دیتے ہیں وہ ہے اللہ کے احکام اور شریعت کو بندوں تک پہنچانا اور اس کو ماننے والوں کے درمیان عملی طور پر جاری کرنا، اس شریعت پر عمل کی پابندی سے ہی بندہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتا ہے، انبیاء علیہم السلام کی پوری زندگی اس کے لئے خرچ ہوتی ہے۔

انسانیت کے جس گروہ نے ان کی اتباع کی انہیں دنیا و آخرت کی سعادت ملی، تاریخ انسانی ان کی دعوت و عزیمت کے اخبار و واقعات سے بھری ہوئی ہے اور ان کے دین و شریعت کے محاسن معلوم و مسلّم ہیں اور اس بات کے ثبوت بھی کہ وہی حق و عدل پر تھے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی جس طرح نصرت فرمائی اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا اس کی روایتیں بھی متواتر درجہ کی منقول ہیں، جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی مخالف قوم کی تباہی کے لئے طوفان، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دشمن فرعون اور اس کی فوج کا نیل میں غرق ہونا، قوم لوط پر عذاب، اور آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے دشمنوں کے خلاف اللہ کی مدد اور آپ کے دشمنوں کی طاقت کا ٹوٹ کر بکھر جانا، جو بھی شخص ان تمام احوال میں کما حقہ غور و فکر کرے گا وہ یقینی طور پر جان لے گا کہ یہ انبیاء و رسل خیر و ہدایت

کے علمبردار تھے، اور مخلوق کی انہیں امور کی جانب رہنمائی فرماتے تھے جس میں ان کا نفع ہے اور انہیں باتوں سے انہیں روکتے تھے جس میں مخلوق کے نقصان ہے، ان رسولوں میں سب پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

انبیاء و رسل کی شریعت سے مراد کوئی ایسا نسخہ نہیں ہے جس کے ہاتھ آجانے سے بندہ حسّی نفع و نقصان کی تمیز حاصل کرتا ہے، کیونکہ اس درجہ تمیز تو اللہ تعالیٰ نے ہر حیوان میں پیدائشی طور پر ودیعت کردی ہے، ایک اونٹ اور گدھا بھی اناج اور مٹی کے درمیان فرق کرلیتا ہے، اس حسّی تمیز کے لئے انبیار کو نہیں بھیجا جاتا؛ بلکہ انبیار کی شریعتوں کا خاصہ اور امتیاز یہ ہے کہ اس سے بندوں کو افعال کے نتائج معلوم ہوتے ہیں کہ کونسے اعمال بندوں کے لئے مفید ہیں اور کونسے اعمال مضر ہیں، زندگی گذارنے کا کونسا طریقہ کار نتیجۃً انسانیت کو سعادت کی جانب لے جائے گا اور کونسا طریقہ شقاوت کے گڑھے میں لے جا کر پھینک دے گا؛ کونسے اعمال انسان کے لئے دنیا و آخرت میں کامیابی کے ضامن ہیں اور کونسے اعمال انسان کے لئے ناکامی کا باعث بنیں گے؟ انبیار اس تمیز کو سکھانے کے لئے بھیجے جاتے ہیں، چنانچہ انبیاء نے بتلایا کہ : ایمان، توحید، عدل، برّ و احسان ، امانت و عفت، شجاعت و صبر، علم و حلم، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ، صلہ رحمی، والدین کے ساتھ حسن سلوک، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ، حقوق کی ادائیگی، اعمال کو اپنے رب کے لئے

خالص کرنا، اسی پر بھروسہ کرنا، اسی سے مدد مانگنا، اس کے طے کردہ مقدرات پر راضی رہنا، اور اس کی حکمتوں کو تسلیم کرنا، اور اس کے علاوہ ان تمام باتوں میں اللہ کی اور اس کے رسول کی ہر اس بات میں تصدیق کرناجس کی رسولوں نے خبر دی ہے، اسی میں بندوں کے لئے نفع اور دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی ہے، جبکہ ان امور میں بندوں کی جانب سے انبیاء و رسولوں کی مخالفت دنیا و آخرت دونوں میں سراسر شقاوت اور مضرت ہے۔

**انسانیت کو جن جن حوالوں سے نبوت و رسالت کی ضرورت ہے اس کا خلاصہ:**

انسان مخلوق و مربوب ہے، اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے خالق و رب کو جانے اور یہ بھی کہ وہ ان سے کیا چاہتا ہے؟ اس نے ان کو کیوں پیدا کیا؟ ان سوالوں کا جواب عقلِ انسانی کے بس سے باہر ہے، اس کا حل صرف انبیار سے حاصل ہوتا ہے۔

انسان جسد و روح سے مرکب ہے، جسم کی غذاء کھانے پینے سے پوری ہوتی ہے، روح کی غذاء اسی چیز میں ہے جس کو ان کے خالق نے مقرر کیا ہے، یعنی دین صالح اور عمل صالح، یہ دین صالح انبیار لے کر آتے ہیں اور انسانوں کو عمل صالح کی رہنمائی کرتے ہیں۔

انسان فطری طور پر دین کو اختیار کرنا چاہتا ہے، اس اعتبارِ سے اس کو ایک دین کی ضرورت ہے، یہ ضروری ہے کہ وہ دین صحیح ہو اور دین صحیح انبیار و رسل اور وہ

باتیں جن کو وہ لے کر آئے ہیں ان پر ایمان کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔

انسان کو اس راستے کی ضرورت ہے جو انہیں اللہ کی مرضی تک پہنچائے اور جو انہیں آخرت میں جنت اور اس کی نعمتوں کا مستحق بنائے، یہ راستہ انبیاء و رسل کی رہنمائی کے بغیر نہیں ملتا۔

انسان فی نفسہ بڑا کمزور ہے اور اس کے دشمن بہت ہیں، جیسے شیطان ہے جو ان کو تباہ کرنے پر تُلا ہوا ہے، اسی طرح بُرے ساتھی جو برائی کو بھی اچھائی بنا کر اس کے سامنے پیش کرتے ہیں، نفس امارہ جو اس کو برائی کی جانب ہی مائل رکھتا ہے، انسان کو ان دشمنوں اور ان کے کید و فریب سے حفاظت کی ضرورت ہے، یہ حفاظت کے طریقے انسان کو انبیاء و رسل ہی بتلاتے ہیں۔

انسان طبعاً اجتماعی طور پر رہنا چاہتا ہے، اس اجتماعیت میں عدل و قسط قائم رہے اس کے لئے انسان کو شریعت و قانون چاہئے، ورنہ یہ اجتماعیت جنگل کی طرح بن جائے گی، جہاں صرف طاقت کا زور چلتا ہے اور صرف ظلم کا دور دورہ رہتا ہے، ایسی شریعت کے لئے افراط و تفریط سے بچی ہوئی ہو اور ہر ایک کے حقوق و ذمہ داریاں انصاف پر مبنی ہوں یہ ضروری ہے، ایسی کامل عدل پر مبنی شریعت صرف انبیاء و رسل سے ملتی ہے۔

انسان کو وہ معرفت درکار ہے جس سے اس کو قلبی اطمینان اور دلی امن حاصل ہو اور اس کی حقیقی سعادت کی جانب رہنمائی فرمائے، یہ معرفت انسان کو صرف انبیاء سے ملتی ہے۔

**انبیاء علیہم السلام کی ذمہ داری:**

نبوت و رسالت کے منصب پر فائز کئے جانے کے بعد نبی و رسول پر لازم ہوتا کہ جو کچھ اللہ کی ہدایات ان تک پہنچیں وہ بندوں کو پہنچائیں اور حق کو کھول کھول کر اپنی قوم اور مخاطبین پر واضح کردیں، رسول پر صرف انذار و تبشیر اور بلاغ مبین کی ذمہ داری ہوتی ہے،کسی سے حق کو قبول کروانا یہ نبی و رسول کی ذمہ داری نہیں ہوتی، اسی طرح نبی کی جانب جو کچھ وحی کیا جاتا ہے وہ اس کو بلا کم و کاست بندوں کو پہنچادیتے ہیں، اور جو کچھ اللہ کے عمومی احکامات نبی و رسول پر نازل ہوتے ہیں ان پر عمل کرنا خود انبیاء و رسولوں پر بھی لازم ہوتا ہے،چنانچہ ایمان، عبادۃ ، حرام سے بچنے اور پاکیزہ کھانے اور عمل صالح کا حکم اور طاغوت سے بچنے کا امر سب سے پہلے انبیاء کو دیا جاتا ہے۔

یہ گمان کرنا کہ کسی نبی نے احکام الہیٰ کو بندوں تک پہنچانے میں خیانت سے کام لیا یا احکام الہیٰ بندوں تک نہیں پہنچائے، یا یہ خیال کرنا کہ ان میں سے کوئی بد عمل تھے، یا یہ خیال کرنا کہ ان میں سے کسی نے ان پر نازل کی گئی شریعت کی مخالفت کی یہ سب کفریہ عقائد ہیں

دلائل

**فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (٣٥)وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ كَيْفَ كَانَ**

عَاقِبَــةُ الْمُكَــذِّبِينَ (٣٦) إِنْ تَحْــرِصْ عَلَى هُـدَاهُمْ فَـإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْـدِي مَنْ يُضِـلُّ وَمَـا لَهُمْ مِنْا نَاصِـرِينَ (٣٧)سـورة النحـل وَمَـا أَنْزَلْنَــا عَلَيْــكَ الْكِتَــابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ( ٦٤) سورة النحل قُلْ يَا أَيُّهَـا النَّاسُ إِنَّمَـا أَنَــا لَكُمْ نَــذِيرٌ مُبِينٌ (٤٩)الحجفَلَمَّا أَتَاهَــا نُودِيَ يَا مُوسَــى (١١) إِنِّي أَنَـا رَبُّكَ فَـاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (١٢) وَأَنَـا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَـا يُـوحَى (١٣) إِنَّنِي أَنَـا اللَّهُ لَا إِلَــهَ إِلَّا أَنَــا فَاعْبُـدْنِي وَأَقِمِ الصَّـلَاةَ لِذِكْرِي (١٤)ط إِنَّمَـا أُمِـرْتُ أَنْ أَعْبُـدَ رَبَّ هَـذِهِ الْبَلْـدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَـا وَلَـهُ كُـلُّ شَـيْءٍ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُـونَ مِنَ الْمُسْـلِمِينَ (٩١) وَأَنْ أَتْلُــوَ الْقُـرْآنَ فَمَنِ اهْتَـدَى فَإِنَّمَـا يَهْتَـدِي لِنَفْسِــهِ وَمَنْ ضَــلَّ فَقُــلْ إِنَّمَــا أَنَــا مِنَ الْمُنْذِرِينَ (٩٢)النمل يَا أَيُّهَا الرُّسُـلُ كُلُـوا مِنَ الطَّيِّبَــاتِ وَاعْمَلُــوا صَــالِحًا إِنِّي بِمَــا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (المؤمنون:٥١)آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُـلٌّ آمَنَ بِالل وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُـلِهِ لَا نُفَـرِّقُ بَيْنَ أَحَــدٍ مِنْ رُسُــلِهِ وَقَـالُوا سَــمِعْنَا وَأَطَعْنَــا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (البقر:٢٨٥)يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّـغْ مَـا أُنْـزِلَ إِلَيْـكَ مِنْ رَبِّـكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَــلْ فَمَــا بَلَّغْتَ رِسَــالَتَهُ وَالل

**يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللہ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (المائدہ:٦٧) لَكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (٨٨)(التوبہ)فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (٤٣) وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ (٤٤) سورہ الزخرف ،وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ (١٥) سورہ یونس،** بند

بند.

بند انبیاء حق کو کھول کر اس حد تک واضح کردیتے ہیں کہ قوموں کو کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی انبیاء کی دعوت ان کی قوم کے ہر فرد کے لئے ہوتی ہے۔۔۔ تشریح

**انبیاء علیہم السلام کا طریقۂ دعوت:**

انبیاء کے طریقہ دعوت میں حکمت و تیسیر ہوتی ہے، تدریج و آسانی ہوتی ہے، وہ اپنی قوم و مخاطب کی نفسیات و نشاط کا لحاظ کرکے بات کرتے ہیں، جہاں ضروری نہ ہو وہاں سختی نہیں کرتے، جہاں ضروری نہ ہو وہاں ڈھیل نہیں دیتے، وہ مداہنت سے کام نہیں لیتے، وہ تکلفات سے پرہیز کرتے ہیں اور فطرت سلیمہ پر

اعتماد کرتے ہیں، وہ بات سمجھانے کے لئے فطری و عقلی دلائل سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں، وہ مستقل و مسلسل جد وجہد کرتے ہیں، اپنے دعوے کو پتھر کی طرح پھینک کر نہیں مارتے بلکہ پوری دیانت داری کے ساتھ حتی الامکان مخاطب کو اپنا دعویٰ دلنشین کرانے کی کوشش کرتے ہیں، وہ نہایت مخلص و ہمدرد ہوتے ہیں، ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ماننے والے بڑھ کر جنتی بن جائیں، یہ نہیں کہ انکار کرنے والے بڑھ کر جہنمی بنیں،نبیوں نے اپنے پیروکاروں کو بھی حکم دیا کہ: یسِّرا ولا تعسِّرا، بشِّرا و لا تنفِّرا(تم آگے والوں کے لئے نرمی کرنے والے بنو، تنگی پیدا کرنے والے نہیں، اور خوشخبری دینے والے بنو نفرت پھیلانے والے نہیں) اور یہ بھی حکم دیا کہ: انما بعثتم میسرین و لم تبعثوا معسرین (یعنی خود اس امت مسلمہ کی بعثت بعد والوں پر کام کے لئے نرمی کرنے والوں کی حیثیت سے ہوئی ہے)۔

انبیاء مادی اسباب کو ضرورت کے وقت استعمال کرتے ہیں لیکن ان پر بھروسہ نہیں کرتے، ان کا بھروسہ اللہ پر ہوتا ہے، مادی اسباب حاصل نہ ہوں تب بھی ان کا کام جاری رہتا ہے، مادی اسباب کے حصول کے لئے وہ بہت زیادہ تگ و دو نہیں کرتے؛ بلکہ جس معاشرے میں مادی اسباب پر بھروسہ زیادہ ہوجاتا ہے وہاں وہ مادی اسباب کے خلاف کام کرتے ہیں۔

**(الانبیاء:۶۸۔۷۹، سورہ ابراہیم:۳۷، سورہ القریش:۳۔۴، سورہ اعراف:۱۳۷، سورہ یوسف:۵۶، سورہ انفال:۲۶)**

انبیاء کرام کارِ حق کو جاری رکھنے کے لئے مادی اسباب کی منصوبہ بندی نہیں کرتے، ان کی پوری توجہ حق کے غلبے کے لئے اللہ کی رحمت کے حصول کی جانب ہوتی ہے،

یہی وجہ ہے کہ انبیاء کے متبعین عام طو ر پر اسباب سے محروم لوگ رہے؛ لیکن اللہ کی رحمت سے انجام کار انہیں کو غلبہ حاصل ہوا ہے۔

**(سورہ الشعراء:۱۱، ۱۳۲، ۱۳۴،سورہ القمر:۱۰، سورہ ہود:۸۰، ۹۱، سورہ الزخرف ۵۱، ۵۳، سورہ الانبیاء: ۸۸، سورہ الانعام:۶)**

جو لوگ انبیاء کی بات قبول کرلیتے ہیں ان کی تعلیم و تلقین کے لئے انبیاء انہیں مکمل و مستحکم نظم بناتے، ساتھ ہی اس بات کا بھی لحاظ کرتے ہیں کہ ان میں طریقہ تعلیم سے بیزاری نہ پیدا ہونے پند

بد ہر بات جس کو نبی و رسول پیش کریں ان کی تصدیق لازم ہے۔

تشریح

**انبیار کے حقوق 'تصدیق و ایمان':**

انبیاء علیہم السلام کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ ان پر ایمان لایا جائے اور ان کی باتوں کی تصدیق کی جائے، انبیاء میں سے کسی نبی پر ایمان نہ لانا، یا نبی کی کسی ایک بات میں بھی ان کو جھوٹا قرار دینا یا ان کی تصدیق نہ کرنا کفر ہے، اسی میں یہ بھی داخل ہے کہ نبی کی تعلیمات کے ایک ذریعے پر ایمان لایا جائے اور ایک ذریعے کا انکار کیا جائے ، مثلاً کوئی کہے کہ نبی اللہ کی کتاب سے جو بات کہیں گے اس کی تصدیق کی جائے گی اور نبی کی جو بات اللہ کی کتاب میں نہیں ہے اس کو نہیں مانیں گے، یہ بھی کفر ہے۔ دلائل

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ**

فَقَـدْ ضَـلَّ ضَـلَالًا بَعِيـدًا (١٣٦) (سـورة النسـاء) إِنَّ الَّذِينَ كَفَـرُوا وَصَـدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَـلَالًا بَعِيـدًا (١٦٧) إِنَّ الَّذِينَ كَفَـرُوا وَظَلَمُـوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِـرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْـدِيَهُمْ طَرِيقًـا (١٦٨) إِلَّا طَرِيـقَ جَهَنَّمَ خَالِـدِينَ فِيهَـا أَبَـدًا وَكَـانَ ذَلِـكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا (١٦٩) يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَـاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْـرًا لَكُمْ وَإِنْ تَكْفُـرُوا فَـإِنَّ لِلَّهِ مَـا فِي السَّـمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَـانَ اللَّهُ عَلِيمًـا حَكِيمًـا (١٧٠) ( سـورة النسـاء) إِنَّمَـا الْمُؤْمِنُـونَ الَّذِينَ آمَنُـوا بِاللَّهِ وَرَسُـولِهِ وَإِذَا كَـانُوا مَعَـهُ عَلَى أَمْـرٍ جَـامِعٍ لَمْ يَـذْهَبُوا حَتَّى يَسْـتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ يَسْـتَأْذِنُونَكَ أُولَئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُـونَ بِاللَّهِ وَرَسُـولِهِ فَـإِذَا اسْـتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَـأْنِهِمْ فَـأْذَنْ لِمَنْ شِـئْتَ مِنْهُمْ وَاسْـتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُـورٌ رَحِيمٌ (٦٢)(سـورة النـور) إِنَّمَـا الْمُؤْمِنُـونَ الَّذِينَ آمَنُـوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَـدُوا بِـأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِـهِمْ فِي سَـبِيلِ اللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّـادِقُونَ (١٥) (سـورة الحجـرات) وَالَّذِينَ آمَنُـوا بِاللَّهِ وَرُسُـلِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصِّـدِّيقُونَ وَالشُّـهَدَاءُ عِنْـدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْـرُهُمْ وَنُـورُهُمْ وَالَّذِينَ كَفَـرُوا وَكَـذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (١٩) (سـورة

الحدید)□ إِلَّا بَلَاغًـا مِنَ اللَّهِ وَرِسَـالَاتِهِ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُـولَهُ فَـإِنَّ لَـهُ نَـارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا (۲۳)( سور□ الجن )□ بند

بند.

بند انبیاء کی اطاعت فرض □□□ تشریح

**نبی و رسول کی اطاعت:**

انبیار و رسولوں کا ایک لازمی حق ان کی اطاعت کرنا □□، انبیاء ک□ ا س حق کا انکار کفر □□، جس قوم کی جانب جس رسول کی بعثت □و اس پر اس کی اطـاعت لاز م □□، محمـد رسـول اللّ□ صـلی اللّ□ علي□ وسـلم کی بعثت ک□ بعـد قیامت تک ک□ تمام انسـان خـوا□ و□ کسـی علاق□ یـا کسـی زمـان□ ک□ □وں ان پـر محمـد رسـول اللّ□ صـلی اللّ□ علي□ وسـلم کی اطـاعت لازم □□، جـو شـخص اس عقیـد□ کـا انکار کر□ و□ کافر □□□

اور اطاعت س□ عملاً انحراف فسـق اور بـڑا گنـا□ □□، اور رسول کی اطاعت ک□ وجـوب کـو مـانن□ سـ□ □ی انکـار کرنا صریح کفر □□، کیونک□ رسول کی اطاعت اللّ□ ک□ حکم س□ کی جاتی □□ اور اللّ□ ک□ حکم کی تعمیل خود رسول ک□ حکم کی تعمیـل میں □□، جب کـوئی رسـول ک□ حکم کی تعمیل س□ انحراف کرتا □□ گویا و□ اللّ□ ک□ حکم کی تعمیـل س□ انحراف کرتا □□□

رسول کی اطاعت میں ی□ بھی داخل □□ ک□ نـبی جس بابت فیصل□ کردیں اس میں س□ پھر مسلمان کا اپنـا اختیـار ختم □وجاتـا □□ اور نـبی کـا فیصل□ □ی واجب التعمیـل □□،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے بعد خود کا اختیار باقی سمجھنا اور نبی کے فیصلے کو نہ ماننا بھی ایمان کے منافی ہے اور نبی کی نا فرمانی کو روا سمجھنا صریح کفر ہے۔

دلائل

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آَمَنُوا أَطِيعُوا اللہ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللہ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللہ وَالْيَوْمِ الْآَخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (النسا ر:٥٩)وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللہ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللہ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللہ تَوَّابًا رَحِيمًا (٦٤) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النسا ر:٦٥)مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللہ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا (النسا ر:٨٠) وَأَطِيعُوا اللہ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (المائدہ:٩٢)قُلْ أَطِيعُوا اللہ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (النور:٥٤)وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا**

**قَضَــى اللہ وَرَسُــولُهُ أَمْـرًا أَنْ يَكُـونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللہ وَرَسُولَهُ فَقَـدْ ضَـلَّ ضَـلَالًا مُبِينًـا (٣٦)الأحـزاب ، إِلَّا بَلَاغًــا مِنَ اللَّهِ وَرِسَــالَاتِهِ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَـإِنَّ لَـهُ نَـارَ جَهَنَّمَ خَالِـدِينَ فِيهَـا أَبَدًا (٢٣) سورہ الجن ۔ بند**

بند.

انبیاء کی اتباع فرض ہے۔ تشریح

**نبی کی اتباع:**

حکم کی تعمیل اطاعت ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ زندگی کی پیروی اتباع ہے، پیروی کرنا بھی انبیاءیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں سے ہے، اتباع سے گریز کرنا بد بختی ہے اور اتباع کا انکار ہی کردینا کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے کفر ہے، کیونکہ اس کا حکم قرآن سے ثابت ہے۔

**نبی کے اسوہ ہونے پر ایمان لانا:**

انبیاء و رسول اسوہ ہوتے ہیں، یعنی ایمان و عمل کے لئے نمونہ ہوتے ہیں، ان کی بعثت ہوتی ہی اس لئے ہے کہ ان کے امتی اور پیروکار جیسے انبیاءیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم کریں اور عمل کریں اپنے اعمال کو ان کی تعلیم اور عمل کے مطابق بنائیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ ہونے کا انکار کرنا کفر ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں دوسروں کو عقیدۃً اسوہ ہونے کے قابل سمجھنا یہ بھی کفر ہے۔

یہ اس دَور کا بہت نازک مسئلہ ہے جس میں بعض نادانوں یا جاہلوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں دوسروں کو اسوہ سمجھایا بنالیا ہے اور یہ بھی گمان کیا کہ اس دَور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو اسوہ نہیں بنایا جاسکتا، ان کا ایسا سمجھنا ایک طرف جہالت ہے تو دوسری طرف کفریہ عقیدہ ہے، اس سے حفاظت بہت ضروری ہے۔ دلائل

**لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (٢١) (الأحزاب) وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَى قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ (٢٠) اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُهْتَدُونَ (٢١) سورہ يس۔قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (٣١) (سورہ آل عمران )۔ بند**

بند.

بند انبیاء کا احترام فرض ہے، انبیاء کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کرنا ایمان کے منافی ہے اور ایسا کرنے والا شخص واجب القتل ہے۔ تشریح

**احترامِ انبیاء:**

انبیاء و رسولوں کا ان کے پیرکاروں پر یہ حق ہے کہ پیروکار ان کا اور ان کی تعلیمات کا احترام کریں، اور غیر انبیاء کو انبیاء پر اور غیر انبیاء کی تعلیمات کو انبیاء کی تعلیمات پر ترجیح نہ دیں، انبیاء و رسولوں کی شان میں

کسی بھی قسم کی گستاخی کرنا یا اس کو رَوا سمجھنا کفر ہے، اور ایسا شخص جو انبیاء کے احترام کو مجروح کرے واجب القتل ہے، انبیاء کے سامنے اونچی آواز سے بات کرنا بھی جائز نہیں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مقابلہ میں کسی اور بات کو ترجیح دینا ان کے سامنے آواز بلند کرنے کے مترادف ہے، اس لئے جب نزاعی امور میں قرآن و سنت کو فیصل بنایا جائے تو چاہے فیصلہ جو بھی ہو خواہ ہمارے خلاف ہو اس سے دل میں تنگی لانا ایمان کے منافی ہے۔

بعض آزاد خیال مصنفین کی تحریروں میں انبیاء علیہم السلام کے لئے مطلوبہ احترام کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا گیا ہے، اور ان کے لئے بہت آزادانہ زبان و بیان استعمال کئے گئے ہیں، یہ بہت ہی خطرناک اور تشویشناک مسئلہ ہے، مسلمان بغیر تحقیق کے ایسے مصنفین کی کتابیں پڑھ لیتے ہیں اور خود بھی اپنی بات چیت اور تبادلۂ خیال میں انبیاء علیہم السلام پر اسی انداز میں کلام کرتے ہیں، یہ ایمان کو حبط کردینے والا عمل ہے، اس سے پورے شعور کے ساتھ بچنا ضروری ہے، اور جہاں کہیں ایسی آزادی دیکھنے میں آئے اس پر روکنا ٹوکنا اور انبیاء کے احترام پر توجہ دلانا ایمان کا جزء ہے، اور اس کو معمولی سمجھ لینا ایمان کو داؤ پر لگانے والی لا پرواہی ہے۔

احترام انبیاء کے معاملہ میں ایک دوسری انتہاء پسندی یہ ہے کہ بعض غلو پسند احترام کے نام پر انبیاء کو الوہیت کے درجے تک پہنچاتے ہیں، اور ان سے بشری صفات کی نفی کرتے ہیں، یہ بھی کفر ہے، انبیاء کے معاملہ

میں مطلوب ہے احترام یہ ہے کہ غیر انبیاء کو انبیاء پر فضیلت نہ دی جائے اور غیر انبیاء کی تعلیمات کو انبیاء کی تعلیمات پر ترجیح نہ دی جائے، اور جہاں کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و عمل آجائے اس کو احترام و عزت کے ساتھ قبول کیا جائے اور اس سے انحراف کرنے سے گریز کیا جائے۔ دلائل

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آَمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللہِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللہَ إِنَّ اللہَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (١) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آَمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (٢) إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللہِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللہُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ (٣)الحجرات۔إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آَمَنُوا بِاللہِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللہِ وَرَسُولِهِ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَنْ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللہَ إِنَّ اللہَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (٦٢) لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللہُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ**

**يُخَـالِفُونَ عَنْ أَمْـرِهِ أَنْ تُصِـيبَهُمْ فِتْنَـةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (٦٣)النور□بند**

بند.

بد نبی ک□ ساتھ سب س□ زیاد□ محبت کرنـا فـرض □□، ی□اں تـک ک□ ی□ محبت اپن□ ماں اور باپ اور اپـنی اولاد اور تمـام مخلوقـات سـ□ بھی زیاد□ □و□تشریح

**نبی ک□ ساتھ محبت:**

انبیاء و رسولوں س□ محبت لازم □□، □ر قوم و امتی پر لازم □□ ک□ و□ تمام انبیاء س□ عمومی محبت کر□ اور اپن□ نبی س□ خصوصی سب س□ زیاد□ محبت کا تعلق رکھ□□ نبی ک□ علاو□ کسی اور کی محبت نبی کی محبت پر غالب ن□ □و، ن□ اپن□ رشت□ داروں کی، ن□ ماں باپ کی ، ی□اں تک ک□ مکلف کی محبت اپن□ نبی س□ خود اپنی ذات س□ بھی زیاد□ □و، جب تک ایسا ن□ □و اس وقت تک کسی مؤمن کا ایمان پورا ن□یں □و سکتا□

دلائل

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ - رضى الله عنـه - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - قَـالَ « فَوَالَّذِى نَفْسِـى بِيَـدِهِ لاَ يُـؤْمِنُ أَحَـدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِـدِهِ وَوَلَـدِهِ » . (صحيح بخارى)□ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ - صـلى اللـه عليـه وسـلم - « لاَ يُـؤْمِنُ أَحَـدُكُمْ حَتَّى أَكُـونَ أَحَبَّ إِلَيْـهِ مِنْ وَالِـدِهِ وَوَلَـدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ » . (صـحيح بخـارى)□ وإن كـانت محبـة جميـع الرسـل من الإيمان، لكن الأحبيـة مختصـة بسـيدنا رسـول اللـه صـلى اللـه عليـه وسلم.............. أن عمر بن الخطاب قـال للنبي - صلى اللـه عليـه وسـلم: "لأنت يـا رسول الله أحب إلي من كل شـيء إلا من**

**نفسي.فقال: "لا والذي نفسي بيده، حتى أكون أحب إليك من نفسك". فقال له عمر: فإنك الآن والله أحب إلي من نفسي.فقال: "الآن يا عمر " انتهى. (فتح البارى:۱/۱۶۰)۔ تبين أن حقيقة الايمان لا يتم الابذلك ولا يصح الايمان الا بتحقيق اعلاء قدر النبى صلى الله عليه و سلم ومنزلته على كل والد وولد ومحسن ومفضل ومن لم يعتقد هذا واعتقد سواه فليس بمؤمن هذا كلام القاضي رحمه الله والله أعلم ( شرح النووى على مسلم:۲/۱۶)۔** بند

بند.

بد اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے درمیان فرق کرنا جائز نہیں
نبی کا ہر حکم ہر مؤمن کےلئے واجب العمل ہے۔ تشریح

**حجیتِ سنت پر ایمان:**

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی شکل میں جو کچھ نازل کیا ہے اس کی اپنی اہمیت ہے، اسی طرح رسول قرآن سے ہٹ کر جو کچھ کہیں وہ بھی وحی ہے، رسول کے غیر قرآن خطاب پر لبیک کہنا بھی لازمی ہے، اور اس سے انحراف کرنا نفاق کی علامت ہے۔ یعنی قرآنی احکام کی اطاعت کے علاوہ رسول کی اطاعت کرنا بھی مستقل فریضہ ہے، رسول کے قرآن کے علاوہ احکام کو ماننے سے انکار کرنا کفر ہے، یہ کہنا کہ ہمارے لئے قرآن کافی ہے،

اس سے اگر یہ غرض ہو کہ احادیث میں جو کچھ ہے اس کو ماننا لازم نہیں ہے تو یہ کفریہ عقیدہ ہے۔

جو شخص وحی حدیث کا انکار کرے وہ بلا شبہ کافر ہے اور جو شخص تواتر سے ثابت وحی حدیث کا انکار کرے وہ بھی بلاشبہ کافر ہے، اور وحی حدیث کی اتباع کے لازم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہوئے خبر احاد سے ثابت وحی حدیث کا جو شخص انکار کرے وہ فاسق ہے۔

جو لوگ وحی حدیث یا حجیت سنت کا انکار کرتے ہیں وہ گویا اللہ اور اس کے رسول کے حکم میں فرق کرتے ہیں، حالانکہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے، نبی کا حکم اللہ کی جانب سے ہوتا ہے، وہ دین کا کوئی حکم اپنی جانب سے نہیں دیتے، جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے احکام میں اس طرح فرق کرے اور کہے کہ وہ اللہ کے حکم کو مانے گا رسول کے حکم کو نہیں مانے گا ، یا کہے کہ وہ قرآن کے حکم کو مانے گا حدیث کے حکم کو نہیں مانے گا تو وہ بلا شبہ کافر ہے۔

دلائل

**وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ﴾ (٦١) (النساء)وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآَتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (النور:٥٦)﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آَمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ**

وَالْيَوْمِ الْآَخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (٥٩)
(النســاء) وَإِذَا قِيــلَ لَهُمْ تَعَــالَوْا إِلَى مَــا
أَنْزَلَ الله وَإِلَى الرَّسُـولِ رَأَيْتَ الْمُنَـافِقِينَ
يَصُدُّونَ عَنْـكَ صُـدُودًا (٦١) (النسـاء) وَمَـا
أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ الله وَلَـوْ
أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُـــوا أَنْفُسَـــهُمْ جَـــاءُوكَ
فَاسْـتَغْفَرُوا الله وَاسْـتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُـولُ
لَوَجَدُوا الله تَوَّابًا رَحِيمًـا (٦٤) فَلَا وَرَبِّـكَ لَا
يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ
لَا يَجِـدُوا فِي أَنْفُسِـهِمْ حَرَجًـا مِمَّا قَضَـيْتَ
وَيُسَـلِّمُوا تَسْـلِيمًا (٦٥)(النسـاء)مَنْ يُطِـعِ
الرَّسُـولَ فَقَـدْ أَطَـاعَ الله وَمَنْ تَـوَلَّى فَمَـا
أَرْسَـلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًـا (٨٠) (النسـاء)يَـا
أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُـولُ بِـالْحَقِّ مِنْ
رَبِّكُمْ فَـآَمِنُوا خَيْـرًا لَكُمْ وَإِنْ تَكْفُـرُوا فَـإِنَّ
لِلَّهِ مَـا فِي السَّـمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَـانَ الله
عَلِيمًا حَكِيمًا (١٧٠)(النساء) قُـلْ أَطِيعُـوا
الله وَأَطِيعُـوا الرَّسُـولَ فَـإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَـا
عَلَيْــهِ مَــا حُمِّــلَ وَعَلَيْكُمْ مَــا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ
تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ
الْمُبِينُ (٥٤)(النور) وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآَتُـوا
الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُـونَ (
٥٦)(النور) لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ
كَـدُعَاءِ بَعْضِـكُمْ بَعْضًـا قَـدْ يَعْلَمُ الله الَّذِينَ
يَتَسَـــلَّلُونَ مِنْكُمْ لِـــوَاذًا فَلْيَحْـــذَرِ الَّذِينَ

يُخَـالِفُونَ عَنْ أَمْـرِهِ أَنْ تُصِــيبَهُمْ فِتْنَـةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (٦٣) (النـور) يَـا أَيُّهَـا الَّذِينَ آَمَنُوا أَطِيعُوا اللہ وَأَطِيعُوا الرَّسُـولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَـيْءٍ فَـــرُدُّوهُ إِلَى اللہ وَالرَّسُــــولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُـونَ بِـاللہ وَالْيَـوْمِ الْآَخِـرِ ذَلِـكَ خَيْـرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (٥٩)(النسـاء)وَإِذَا قِيـلَ لَهُمْ تَعَـالَوْا إِلَى مَـا أَنْـزَلَ اللہ وَإِلَى الرَّسُـولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا (٦١) (النساء)وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُـولٍ إِلَّا لِيُطَـاعَ بِـإِذْنِ اللہ وَلَـوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُـوا أَنْفُسَـهُمْ جَـاءُوكَ فَاسْـتَغْفَرُوا اللہ وَاسْـتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللہ تَوَّابًا رَحِيمًـا (٦٤) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَـجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًـا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْـلِيمًا (٦٥)(النسـاء)مَنْ يُطِعِ الرَّسُـولَ فَقَـدْ أَطَـاعَ اللہ وَمَنْ تَـوَلَّى فَمَــــا أَرْسَـــــلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًــــا (٨٠) (النساء)يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَـاءَكُمُ الرَّسُـولُ بِـــالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَــآَمِنُوا خَيْـــرًا لَكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللہ عَلِيمًا حَكِيمًا (١٧٠)(النساء) بند

بند.

بند جس قوم کی جانب جس رسول کـو بھیجـا گیـا تمـام انبیـاء ور سـولوں پـر ایمـان کـ سـاتھ اس قـوم پـر خـاص اس رسـول کی

شریعت کی پابندی لازم ہے۔ تشریح

**رسولوں کے درمیان فرق نہ کرنا:**

جتنے نبیوں و رسولوں کے بارے میں ثابت ہے کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے نبی یا رسول ہیں ان سب پر ایمان لانا فرض ہے، ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا بھی کفر ہے، مثلاً کوئی حضرت موسی علیہ السلام کو تو نبی مانے لیکن حضرت عیسی علیہ السلام کے نبی ہونے کا انکار کرے جیسا کہ یہود کہتے ہیں تو یہ کفر ہے، اسی طرح کوئی حضرت عیسی علیہ السلام کے نبی ہونے کا انکارکرے تو یہ بھی کفر ہے، انبیاء و رسل میں سے قطعی نصوص سے ثابت کسی ایک نبی و رسول کی نبوت و رسالت کا انکار بھی کفر ہے، یہی وجہ ہے کہ اہل سنت والجماعت تمام انبیاء و رسل پر ایمان لاتے ہیں ۔

جن انبیاء و رسولوں کا ذکر قطعی نصوص میں تفصیلی ہے ان کے بارے میں مذکور تفصیل کے مطابق ایمان لانا لازم ہے، اور جن کے بارے میں اجمالاً نبی و رسول ہونے کا ذکر موجود ہے ان پر اجمالی طور پر ایمان لانا فرض ہے ۔

البتہ احکام کی تعمیل اور شریعت کی پابندی میں اس نبی کی پیروی کی جائے گی جو نبی یا رسول ان کی جانب مبعوث کئے گئے ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد تمام سابقہ شریعتیں منسوخ کردی گئی ہیں ، اب قیامت تک ہر زمانہ اور ہر علاقہ کے لوگ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پیروی کے پابند ہیں۔ دلائل

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ( ١٣٦) فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ( ١٣٧) (البقر) آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (٢٨٥) لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (٢٨٦)( البقر) قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَالنَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (٨٤) وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا

**فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (٨٥) كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (٨٦) أُولَئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (٨٧) خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ (٨٨) (آل عمران)۔** بند

بند.

**بند** انبیاء کا ایک حق یہ بھی ہے کہ ان کے حق میں رحمت کی دعاء کریں۔ تشریح

**انبیاء کے حق میں دعاء کرنا:**

انبیاء کے حق میں دعاء کرنا بھی انبیاء کا حق ہے، تمام انبیاء کا بالعموم اور خاتم النبیین محمد الامین صلی اللہ علیہ وسلم کا بالخصوص یہ حق ہے کہ ہم ان کے لئے دعاء فرمائیں، دنیا کا کوئی فرد کسی دوسرے پر ایسا محسن نہیں ہے جیسے کہ انبیاء ہیں، اور بالخصوص نبئ آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے انس و جن کی دنیا و آخرت کی فوز و فلاح کے لئے ایسی قربانیاں دی ہیں اور ایسی اذیتیں برداشت کی ہیں جن کا تصور بھی محال ہے، اور ان قربانیوں کا بدل ان کو لوٹانا کسی کے بس میں نہیں ہے، ان احسانات کی شکر گذاری کے طور پر بس ایک ہی طریقہ ہے جو ہمیں خود اللہ رب العزت نے دیا ہے کہ ہم ان کے حق میں اللہ سے دعاء کریں کہ اللہ انہیں اس کا اجر عطاء فرمائے۔

اور خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں دعـاء خصوصی کا طریقہ صلوۃ (درود) و سلام جاری فرمایا، جس کی کیفیت متواتر احادیث میں تفصیل کے سـاتھ مـذکور ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صـلاۃ و سـلام کے اس حـق کـا انکار کرنا کفر ہے، ہر مـؤمن پـر لازم ہے کہ وہ نـبی صـلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کا اہتمام کرے۔ دلائل

**أللّٰهُمَ صَلِّ وَ سَـلِّمْ عَلٰی سَـيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَـيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَـا صَـلَّيْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا إبْـرَاهِيْمَ وَ عَلٰی آلِ سَـيِّدِنَا إبْـرَاهِيْمَ إنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْـدٌ، أللّٰهُمَ بَـارِکْ عَلٰی سَـيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَـا بَـارَكْتَ عَلٰی سَـــيِّدنَا إبْـــرَاهِيْمَ وَ عَلٰی آلِ سَـــيِّدِنَا إبْرَهِيْمَ إنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْـدٌ۔إِنَّ اللہ وَمَلَائِكَتَـهُ يُصَـــلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَــا أَيُّهَــا الَّذِينَ آمَنُــوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْـلِيمًا (٥٦) إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللہ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللہ فِي الـــدُّنْيَا وَالْآَخِـــرَةِ وَأَعَـــدَّ لَهُمْ عَـــذَابًا مُهِينًـــا (٥٧) ( الأحـــزاب)۔ وقـــد جـــاءت الأحـــاديث المتواترة عن رسول الله صلى اللـه عليـه وسلم بالأمر بالصلاة عليه، وكيفية الصلاة عليه، ونحن نذكر منها إن شاء الله تعـالى مـا تيسـر، واللـه المسـتعان.(تفسـير ابن كثـير:٦/٤٥٨)۔ عن كعب بن عُجْـرَة قـال: قيل: يا رسول الله، أما السلام عليك فَقد عرفنـاه، فكيـف الصـلاة؟ فقـال: "قولـوا:**

**اللهم، صل على محمد، وعلى آل محمد، [كما صليت على آل إبراهيم، إنك حميد مجيد. اللهم، بارك على محمد وعلى آل محمد] كما باركت على آل إبراهيم، إنك حميد مجيد" (صحيح بخاری) .ہ بند**

بند.

**بند** حضراتِ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔تشریح

**حیاتِ انبیاء:**

انبیاء علیہم السلام کو موت اور فنا لاحق ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء و رسل نے موت کا مزہ چکھا ہے، سوائے سیدنا عیسی علیہ السلام کے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتوں سے آسمانوں پر زندہ اٹھا لیا، لیکن قیامت سے قبل وہ زمین پر اتارے جائیں گے اور پھر انہیں بھی موت آئے گی۔

مرنے کے بعد کی زندگی کو عرف عام میں قبر کی زندگی کہہ دیتے ہیں، جبکہ مرنے کے بعد سے لے کر نفخ صور تک کا دورانیہ عالم برزخ ہے، انبیاء علیہم السلام پر موت طاری ہونے کےبعد انہیں عالم برزخ میں پھر زندہ کردیا جاتا ہے، جیسا کہ شہیدوں کی شہادت کے بعد انہیں زندگی عطا کی جاتی ہے، ظاہر ہے انبیاء تو ان سے بہت بلند مرتبہ ہوتے ہیں، چنانچہ انبیاء علیہم السلام عالم برزخ میں باحیات ہیں۔

یہ کوئی اچھنبی چیز نہیں ہے، کیونکہ عام آدمی بلکہ تمام مخلوقات کو موت کے بعد زندگی ملنے والی ہے، ہاں انبیاء کو ان کے مقام و مرتبے کے لحاظ سے ان سے پہلے زندگی عطا کردی جاتی ہے اور عالم برزخ میں بھی انہیں حیات حاصل ہوتی ہے۔

انبیاء کی ان کی قبروں میں حیات کا عقیدہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں اور یہی سلسلہ نفخ صور تک جاری رہے گا، احادیث صحیحہ میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ زمین انبیاء کے اجساد کو کھانہیں سکتی، حدیث معراج میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت موسی علیہ السلام کو قبر میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے، اسی طرح یہ بھی متواتر نصوص سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کی بیت المقدس میں امامت فرمائی ہے جبکہ یہ دورانیہ بھی ان کے لئے عالم برزخ کا ہے۔

معراج کی رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی احادیث تواتر کے درجہ کی ہیں ، جو حضرت ابن مسعود، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ہریرہ ، حضرت ابن عباس ، حضرت ابو ذر، مالک بن صعصعہ، اور حضرت جابر عبد اللہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے منقول ہے، ان کے علاوہ دیگر احادیث صحیحہ میں بھی عالم برزخ میں حیات انبیاء کا ذکر موجود ہے، اس لئے اس کی تصدیق لازم ہے اور ان کا انکار کرنا

گویا قطعی نصوص سے ثابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا انکار ہے جو کفر ہے۔ دلائل

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ (٣٠)( الزمر)۔
عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم لَقَدْ رَأَيْتُنِى فِى الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِى عَنْ مَسْرَاىَ فَسَأَلَتْنِى عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا. فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ قَالَ فَرَفَعَهُ اللَّهُ لِى أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونِى عَنْ شَىْءٍ إِلاَّ أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ وَقَدْ رَأَيْتُنِى فِى جَمَاعَةٍ مِنَ الأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّى فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَإِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَائِمٌ يُصَلِّى أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِىُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَائِمٌ يُصَلِّى أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ - يَعْنِى نَفْسَهُ - فَحَانَتِ الصَّلاَةُ فَأَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلاَةِ قَالَ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هَذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ. فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِى بِالسَّلاَمِ. (صحيح مسلم)عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ « مَرَرْتُ عَلَى قَبْرِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَهُوَ يُصَلِّى فِى قَبْرِهِ ». (سنن النسائى)عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَرَرْتُ عَلَى

قَبْرِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّـلاَمُ وَهُـوَ يُصَـلِّى فِى قَبْرِهِ، وَزَادَ فِى حَدِيثِ عِيسَى مَـرَرْتُ لَيْلَـةَ أُسْـرِىَ بِى. (صـحيح مسـلم)عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَفِيهِ قُبِضَ وَفِيهِ النَّفْخَـةُ وَفِيـهِ الصَّـعْقَةُ فَـأَكْثِرُوا عَلَىَّ مِنَ الصَّـلاَةِ فَـإِنَّ صَـلاَتَكُمْ مَعْرُوضَـةٌ عَلَىَّ. قَـالُوا يَـا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلاَتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ أَىْ يَقُولُونَ قَدْ بَلِيتَ.قَـالَ « إِنَّ اللَّهَ عَـزَّ وَجَـلَّ قَـدْ حَـرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَنْ تَأْكُـلَ أَجْسَادَ الأَنْبِيَـاءِ عَلَيْهِمُ السَّـلاَمُ ». عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِـكٍ رَضِـيَ اللَّهُ عَنْـهُ ، قَـالَ : قَـالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : الأَنْبِيَاءُ أَحْيَـــاءٌ فِي قُبُـــورِهِمْ يُصَـــلُّونَ (ســـنن النســـائى)عَنْ أَنَسٍ رَضِـــيَ اللَّهُ عَنْـــهُ عَنِ النَّبِيِّ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْــهِ وَسَــلَّمَ قَـالَ : إِنَّ الأَنْبِيَاءَ لا يُتْرَكُونَ فِي قُبُورِهِمْ بَعْدَ أَرْبَعِينَ لَيْلَـةً ، وَلَكِنَّهُمْ يُصَـلُّونَ بَيْنَ يَـدَيِ اللَّهِ عَـزَّ وَجَـلَّ حَتَّى يُنْفَخَ فِي الصُّـورِ ﴿ وَلَا تَقُولُـوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَـاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْـــعُرُونَ﴾ (البقـــــر﴿:١٥٤) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًـا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ (اٰل عمـران: ١٦٩) وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَـهُمْ جَـاءُوكَ

فَاسْـتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْـتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُـولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (النســاء:۶۴) عن أنس بن مالك : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : الأنبيـاء أحيـاء في قبـورهم يصـــلون (مســـند ابـــو يعلىٰ:۳،۲۱۶) لا إشـكال في هـذا أصـلا وذلـك أن الأنبيـاء عليهم الصلاة والسلام أفضل من الشهداء والشــهداء أحيـــاء عنـــد ربهم فالأنبيـــاء بالطريق الأولى (عمد القارى:۱۱،۴۰۲) قلت وإذا ثبت أنهم أحيـاء من حيث النقـل فإنه يقويه من حيث النظر كـون الشـهداء أحيـاء بنص القـرآن والأنبيـاء أفضـل من الشهداء (فتح البارى:۶،۲۸۸) وصـح خـبر الأنبيـــاء أحيـــاء في قبـــورهم يصـــلون (مرقا:۲،۲۶۱) وقد ثبت في الحديث : أن الأنبياء أحياء في قبورهم ، رواه المنـذري وصححه الـبيهقي (نيـل الاوطـار:۳،۲۶۱) لِأَنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّـلَاةُ وَالسَّـلَامُ أَحْيَـاءٌ فِي قُبُورِهِمْ وَقَدْ أَقَامَ النَّكِـيرُ عَلَى افْتِـرَاءِ ذَلِكَ الْإِمَامُ الْعَارِفُ أَبُو الْقَاسِمِ الْقُشَيْرِيُّ (رد المحتـــار:۳،۳۶۶) لاشـــک فی حیـــات صـلی اللہ علیہ وسـلم بعـد وفـات و کـذا سـائر الانبیـــاء علیہم الصـــلوٰۃ و الســـلام احیـاء فی قبـورھم حیـات اکمـل من حیـات الشـهداء الـتی اخـبر اللہ بهـا فی کتـاب

**العزیزۃ (وفاء الوفاء:۲؍۴۰۵) و اما ادلۃ حیاۃ الانبیاء فمقتضاھا حیاۃ الابد ان حالۃ الدنیا مع الاستغناء عن الغذاء (وفاء الوفاء: ۲؍۴۰۷)** بند

بند.

بد دنیا کے پہلے آدمی اور پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں

تشریح

**حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان اور پہلے نبی:**

یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جوپوری نسل انسانی کے جد امجد ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں اس دنیا میں پورے شعور اور ہوشمندی کی حالت میں بھیجا، جو اپنے رب حقیقی سے کامل طور پر واقف تھے، اور اس کی پسند و ناپسند بھی جانتے تھے، اور اپنے مقصد حیات سے بھی واقف تھے، اور دنیا کی حقیقت بھی جانتے تھے، جو لوگ کہتے ہیں کہ دنیا کا پہلا آدمی بے شعور تھا، وہ نہ دنیا کو جانتا تھا نہ اپنے رب سے واقف تھا ، اور کہتے ہیں کہ وہ بتدریج دنیا سے واقف ہوا، اور جن چیزوں کی صحیح تعبیر نہیں کرسکا ان کو ایک اختراعی خدا سے جوڑ دیا،یہ ایسا کہنے والوں کا محض وہم ہے اور بے بنیاد دعوی ہے، جس کےلئے ان کے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہے، ایسا ماننا کفر ہے۔

دنیا میں آنے والے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام پورے با شعور تھے، اپنے رب کو جانتے تھے، اپنے مقصد حیات

سے واقف تھے، موحد تھے، اور انسانیت کے پہلے نبی تھے، اس پر ایمان لانا لازم ہے۔

**دو بنیادی حقیقتیں:**

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور انسان کو اس دنیا میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو خلافت کے منصب پر فائز کرنے کے لئے جو بنیادی انتظام فرمایا وہ یہ تھا کہ اس دنیا کے تکوینی نظام سے متعلق مخلوق فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا، اور ان سب نے اللہ تعالی کے حکم پر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرکے ان کی خلافت اور برتری کو قبول کرلیا۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجنے سے پہلے ہی ان کو اور ان کی ذریت کے دشمن ازلی کی عداوت کا تجربہ کرادیا، تا کہ معلوم رہے کہ جس منصب پر وہ فائز کئے جارہے ہیں اس کی سب سے بڑی رکاوٹ کون بن سکتا ہے، فرشتوں کو جب سجدہ کا حکم دیا گیا تھا اس وقت اُس حکم کا مخاطب ابلیس بھی تھا؛ لیکن اُس نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کی برتری کو قبول کرنے سے انکار کردیا اور حسد کا شکار ہوگیا کہ اتنا اہم منصب حضرت آدم علیہ السلام کو کیسے ملا؟ جب ابلیس نے حکم الٰہی کو ماننے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ملعون اور مردود قرار دے کر دھتکار دیا، اور ابلیس بجائے اپنی نافرمانی کا احساس کرکے اپنی اصلاح کرنے کے وہ اور سرکشی پر اتر آیا اور اللہ تعالیٰ ہی سے کہنے لگا کہ: آپ نے جس آدم اور اس کی ذریت کو

مجھ پربرتری دی ہے میں اُس کو آپ کے دربار میں کامیاب
نہیں ہونے دوں گا، انہیں رسوا اور برباد کرکے چھوڑوں گا،
اور اس کے لئے خود اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگی، اللہ تعالیٰ نے
اس سرکش کو اس تنبیہ کے ساتھ مہلت دی کہ تو جو کر
نا چاہتا ہے تجھے مہلت ہے کہ تو کر !لیکن میں تجھ کو اور
تیرے پیروکاروں دونوں کو جہنم سے بھردوں گا، جب ابلیس
نے حضرت آدم سے دشمنی کا تہیہ کرلیا تو اللہ اس دنیا
میں انہیں بھیجنے سے پہلے ہی جنت میں اس کی دشمنی
کا تجربہ کرادیا، تاکہ دنیا میں منصب خلافت پر فائز ہونے
کے بعد انسان متنبہ رہے، اس واقعہ کی تفصیل قرآن نے
متعدد مقامات پر بیان فرمائی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو جب اس دشمنی کا ایک
تجربہ کراکر اس دنیا میں یہ کہہ کر بھیجا گیا کہ تم پوری
ہدایت اور شعور کے ساتھ دنیا میں جارہے ہو، لیکن یہ
بدبخت تمہیں اور تمہاری ذریت کو گمراہ کرنے کے لئے
تمہیں اور تمہاری ذریت کو ہدایت سے دور کرنے کی
کوشش کرتا رہے گا، اور جب بھی ایسا ہوگا لازماً ہماری
ہدایت تم تک بھیجی جاتی رہے گی، اور جو کوئی میری
ہدایت کی پیروی کرے گا وہ کامیاب ہو گا اور جو کوئی
کفر کرے گاوہ ناکام ہوجائے گا، گویا یہ کہ اللہ نے نہ صرف
اس دنیا کے پہلے انسان کو ہدایت پر یہاں بھیجا بلکہ آنے
والی تمام انسانی نسلوں کی ہدایت اور ان کی جانب اپنے
پیغمبروں کو بھیجنے کا بھی وعدہ فرمایا ہے دلائل

**قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ**
**أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ**

**طِينٍ (١٢) قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ (١٣) قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ (١٤) قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ (١٥) قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ (١٦) ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ (١٧) قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَدْحُورًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ (١٨)(الأعراف) يَا بَنِىْ آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِىْ فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ(سورۃ الاعراف : ٣٥) بند**

بند.

بند حضرت عیسی علیہ السلام اللہ تعالی کے بیٹے نہیں ہیں،بلکہ اس کے بندے اور رسول ہیں،زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے ہیں،قیامت کے قریب زمین پر نازل ہوں گے۔ تشریح

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی اور اس کے رسول ہیں، ان کو اللہ کا بیٹا سمجھنا شرکیہ عقیدہ ہے، قرآن کریم میں جا بجا اس باطل عقیدہ کی تردید کی گئی ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے بغیر باپ کے پیدا فرمایا، اور انہیں سولی پر نہیں چڑھایا گیا بلکہ زندہ ہی آسمانوں پر اٹھا لیا گیا

، قیامت کے قریب وہ آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے، چالیس یا پینتالیس سال زمین پر رہیں گے، پھر ان کا انتقال ہوگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک میں دفن ہوں گے۔ دلائل

**إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (اٰل عمران:٥٩) قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا قَالَ كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا (مريم:٢٠،٢١) وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (النساء: ١٥٧،١٥٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ (مسلم:١٨٧) عن عبد الله بن عمرو قا ل : قا ل رسول الله صلى الله عليه وسلم : ينزل عيسى بن مريم إلى الأرض فيتزوج ويولد له ويمكث خمسا وأربعين سنة ثم**

**يموت فيدفن معي في قبري ۔ (مشكوٰۃ المصابيح:۲/۴۸۰) ۔ وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ ۔ (الصف:۶) وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ۔ (التوبۃ:۳۰) لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۔ (المائدۃ:۱۷) ۔** بند

بند.

بد انبیاء میں سب سے افضل اور سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تشریح

انسانوں میں سب سے افضل انبیاء کرام علیہم السلام ہیں، انبیاء کرام میں افضل رُسل ہیں اور رسولوں میں افضل اولو العزم ہیں اور وہ حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم الصلوٰۃ و السلام ہیں۔ان میں سب سے افضل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

**انبیار کی باہمی فضیلت:**

اللہ تعالیٰ نے جتنے رسول بھیجے ہیں سب برحق ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ ان میں سے بعض رسول بعض رسولوں سے افضل تھے، اور بعض کے درجات کو اللہ نے بعض سے بڑا رکھا ہے، اس لئے یہ عقیدہ رکھنا بھی فرض ہے کہ رسولوں میں باہمی فضیلت بھی ہے، یعنی بعض رسول بعض رسولوں سے افضل ہیں، رسولوں کی باہمی فضیلت کا انکار کرنا کفر ہے، کیونکہ یہ عقیدہ قرآن و احادیثِ متواترہ محکمہ سے ثابت ہے۔ دلائل

وَلَقَـــــدْ فَضَّـــــلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى
بَعْضٍ  (الاسراء:۵۵) فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو
الْعَـــزْمِ مِنَ الرُّسُـــلِ وَلَا تَسْـــتَعْجِلْ لَهُمْ
(الاحقاف:۳۵) قَالَ رَسُـولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فی حديثٍ طويلٍ: فَيَقُولُونَ يَا
نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُـلِ إِلَى الْأَرْضِ (صـحيح
مسلم:۱۱۱۱) و أول الانبياء آدم و آخرهم
محمد عليهما الصلوٰ و السـلام، امـا نبـو
آدم علي السـلام فبالكتـاب الـدال ان قـد
امر و نهى قال الل تعـالىٰ يَـا آدَمُ اسْـكُنْ
أَنْتَ وَزَوْجُـكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَـا رَغَـدًا حَيْثُ
شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ ، مع القطـع
بان لم يكن فی زمن نبی آخـر بالاجمـاع
(نـــبراس:۲۷۴) و أمّـــا اولـــوا العـــزم من
الرّسل فقد قيل فيهم اقوال احسنها: مـا
نقل البغـــوی و غـــير عن ابن عبـــاس و
قتـاد: انهم نـوح و ابـراهيم و موسـىٰ و
عيسـىٰ و محمـد صـلوات الل و سـلام
عليهم قـال وهم المـذكورون فی قـول
تعـــالىٰ: وَإِذْ أَخَـــذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَـــاقَهُمْ
وَمِنْـــكَ وَمِنْ نُـــوحٍ وَإِبْـــرَاهِيمَ وَمُوسَـــى
وَعِيسَـى ابْنِ مَـرْيَمَ (الاحـزاب:۷ شـرح
عقيد طحاوي:۳۱۱) تِلْكَ الرُّسُـلُ فَضَّـلْنَا
بَعْضَـــــــهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ الل
وَرَفَـعَ بَعْضَـهُمْ دَرَجَـاتٍ وَآَتَيْنَـا عِيسَـى ابْنَ

**مَـرْيَمَ الْبَيِّنَـاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِـرُوحِ الْقُـدُسِ وَلَـوْ شَـاءَ اللہ مَـا اقْتَتَـلَ الَّذِينَ مِنْ بَعْـدِهِمْ مِنْ بَعْـدِ مَـا جَـاءَتْهُمُ الْبَيِّنَـاتُ وَلَكِنِ اخْتَلَفُـوا فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ وَلَـوْ شَـاءَ اللہ مَـا اقْتَتَلُـوا وَلَكِنَّ اللہ يَفْعَـلُ مَـا يُرِيـدُ (البقـــــــــــــر:۲۵۳)وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّـــمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَقَـــدْ فَضَّـــلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ وَآتَيْنَـــــا دَاوُودَ زَبُـــــورًا (الإسراء:۵۵) مَا كَـانَ مُحَمَّدٌ أَبَـا أَحَـدٍ مِنْ رِجَـالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُـولَ اللہ وَخَـاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللہ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (الأحزاب:۴۰)**

بند

بند.

بند اللہ تعالیٰ جھوٹے مدعیان نبوت کا جھوٹ ظاہر کردیتـا ہے، اور ان کے خلاف ایسـی شـہادتیں جمـع کردیتـا ہے کہ بنـدگان خـدا اُن کے فریب سے بچ سکیں۔ تشریح

**جھـوٹے مـدعی نبـوت کی غیب سـے تضـحیک و تذلیل:**

اگر کوئی شخص نبوت کا جھوٹا دعوی کرتا ہے تــو اولاً وہ کوئی معجزہ اپنے دعوئ نبـوت پـر پیش نہیں کـر سـکتا، کیونکہ ایک شخص اللہ کے نام پر انسانیت کـو ایسـا دھـوکہ دے جس سے ان کی آخـرت بربـاد ہوسـکتی ہے اللہ تعـالیٰ اس کی تائید نہیں فرماتا۔

دوسرے یہ کہ ایسے شخص کا جھوٹا ہونا اللہ تعالیٰ خود اس کے کلام اور اس کے دعوؤں سے ظاہر فرما دیتے ہیں تاکہ انسانیت اس کے دامِ فریب میں نہ آئے۔

ہر جھوٹے مدعئ نبوت کے ساتھ ایسے ضروری اسباب جمع ہوجاتے ہیں جو اس کے جھوٹ کو ظاہر اور ثابت کرنے کےلئے کافی ہوتے ہیں، ہاں پھر بھی جاہل اور بے وقوف قسم کے لوگ اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں تو انہیں کی خصوصیت ہے، شیطان کا کھلا دشمن ہونا واضح ہوتا ہے۔ اور لوگ اس کی بھی پیروی کرتے ہیں

دلائل

**وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ (۴۴) لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ (۴۵) ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (۴۶) فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ (۴۷) (سورہ الحاقہ) وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ لا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ(سورة فصلت :۴۱،۴۲)... اختص الله سبحانه وتعالى أنبياءه ورسله بآيات (۳) ، بينات وبراهين ساطعات تدل على صدقهم وتوجب اتباعهم ويطلق عليها المعجزات، وإن كان الدليل على صدق الأنبياء لا ينحصر في المعجزات، إلا أنها من الأدلة الصحيحة على ثبوت النبوة، وما أجرى على يد الأنبياء من المعجزات لا يقع لغيرهم بحال وذلك سدًّا لذريعة تكذيبهم، والاختلاف عليهم والكفر بما أرسلوه به، وحتى**

## یتمیزوا عن الکاذبین(سد الذرائع فی مسائل العقیدة:۲/۱۲)

### ہم محمد رسول اللہ پر کس طرح ایمان لائیں اورآپ ﷺ سے متعلق احکام و عقائد

**ختم نبوت:**

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء و رسولوں کے سلسلہ کی آخری کڑی ہیں، آپ کے ساتھ ہی نبوت و رسالت کا سلسلہ مکمل ہو کر ختم ہو گیا ہے، آپ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں آنے والا ہے، یہ عقائد اسلام کا جزوِ لازم ہے کہ آپ خاتم النبیین ہے، آپ کے بعد کسی اور کو نبی یا رسول ماننا کفر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پیشین گوئی فرمائی ہے کہ آپ کے بعد جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوں گے، اور ان میں تیس بہت بڑے جھوٹے دجال ہوں گے، جیسے تاریخ میں ہم جانتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، ابن مصنع، ابن الراوندی، اور اس اخیر زمانہ میں غلام احمد قادیانی جیسے کذاب پیدا ہوئے اور انہوں نے نصوص میں تاویلات کرکے خود کے نبی ہونے کا دعوی کیا، لیکن ان کی تاویلات کی رکاکت خود ان کے کلام سے ظاہر ہوگئی، لیکن عام آدمیوں کو ان سے بچنا اور اپنے عقیدہ کی حفاظت کرنا لازم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ: أنا خاتم النبیین لا نبی بعدی میں نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

**محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت:**

تمام انبیاء میں سے سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ کی بعثت کے لئے دعاء فرمائی ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام نے آپ کی بشارت دی ہے۔

حضرت سیدنا عیسی علیہ السلام کے بعد آخری پیغمبر سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی ہے، تاریخی اعتبار سے حضرت عیسی علیہ السلام کے ۵۷۰ برس بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی ، آپ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء اور سیدنا عیسی علیہ السلام کی بشارت کا ظہور ہیں، جیسے انبیاء اپنے بعد میں آنے والے نبی کی پیشین گوئی فرماتے تھے ایسے ہی حضرت عیسی علیہ السلام نے آپ کی آمد کی بشارت دی تھی، چنانچہ آپ کی بعثت سے قبل اہل کتاب کے علماء آپ کی آمد کے منتظر تھے اور آپ کی بعثت کے بعد آپ کو ایسے ہی پہچان گئے تھے جیسے کوئی اپنی اولاد کو پہچانتا ہے اور ان میں کے حق پرستوں نے برملا آپ کی رسالت و نبوت کا اعتراف کیا اور آپ پر ایمان لے آئے۔ دلائل

**مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللہُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (الأحزاب:۴۰) ۔ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ - رضى الله عنه - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « إِنَّ مَثَلِى وَمَثَلَ الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِى كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى**

بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَـهُ ، إِلاَّ مَوْضِـعَ لَبِنَـةٍ مِنْ زَاوِيَـــةٍ ، فَجَعَـــلَ النَّاسُ يَطُوفُـــونَ بِـــهِ وَيَعْجَبُونَ لَـهُ ، وَيَقُولُـونَ هَلاَّ وُضِـعَتْ هَـذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ ، وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ » . (صحيح البخـارى و صـحيح مسـلم)  عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى اللــه عليــه وســلم - قَـالَ « إِنَّ لِى أَسْـمَاءً أَنَـا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَـا الْمَـاحِى الَّذِى يَمْحُـو اللَّهُ بِىَ الْكُفْـرَ وَأَنَـا الْحَاشِـرُ الَّذِى يُحْشَـرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَىَّ وَأَنَا الْعَـاقِبُ الَّذِى لَيْسَ بَعْـدَهُ أَحَـدٌ ». (صـحيح مســلم)  عَنْ أَبِى حَازِمٍ قَالَ قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْـرَةَ خَمْسَ سِـنِينَ فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِىِّ -صلى الله عليـه وســـلم - قَـــالَ « كَـــانَتْ بَنُـــو إِسْـــرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِىٌّ خَلَفَهُ نَبِىٌّ وَإِنَّهُ لاَ نَبِىَّ بَعْدِى وَسَتَكُونُ خُلَفَاءُ فَتَكْثُرُ ». (صـــحيح مســـلم)  عَنْ أَبِى هُرَيْـــرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسـلم - قَـالَ « فُضِّـــلْتُ عَلَى الأَنْبِيَـــاءِ بِسِـــتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِـرْتُ بِـالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِىَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِىَ الأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا وَأُرْسِــــلْتُ إِلَى الْخَلْــــقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِىَ النَّبِيُّونَ ». (صـحيح مسـلم)  رَبَّنَـا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُـــولًا مِنْهُمْ يَتْلُـــو عَلَيْهِمْ آيَاتِـــكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَـابَ وَالْحِكْمَـةَ وَيُـزَكِّيهِمْ إِنَّكَ

أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (١٢٩) )البقر(  الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (١٤٦) )البقر(  وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ (٦)) الصف() بند

بند.

بند تمام انبیاء میں سب س افضل سیدنا محمد رسول الل صلی الل علی وسلم یں،آپ رحم للعلمین بنا کر مبعوث کئ گئ یں

تشریح

**تمام انبیاء پر سیدنا محمد صلی الل علی وسلم کی فضیلت:**

ال سنت و الجماعت کا ی بھی عقید  ک تمام انبیاء پر اولوالعزم رسولوں کی فضیلت  اور اولوا العزم رسولوں میں حضرت محمد صلی الل علی وسلم کی سب پر فضیلت 

حضرت محمد صلی الل علی وسلم تمام انبیاء ورسولوں میں سب س افضل رسول و نبی یں، آپ صلی الل علی وسلم کی تمام انبیاء پر فضیلت ون ک مظار درج ذیل یں:

عالم ارواح میں جب عہد الست لیا گیا تب سب سے پہلے ''بلیٰ'' کہہ کر اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

تمام انبیاء کی بعثت خاص قوموں اور زمانوں کے لئے تھی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عمومی ہے، آپ کی بعثت کے بعد تمام زمانوں اور علاقوں کی جانب آپ مبعوث کئے گئے ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسانیت کے لئے نہیں بلکہ رحمۃ للعلمین کی حیثیت سے مبعوث ہوئے ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ذریعہ سلسلہ انبیاء کو ختم کردیا گیا اور آپ خاتم النبیین بن کر آئے ہیں، یہ صرف ایک واقعہ نہیں بلکہ آپ کے افضل ہونے کا بھی نشان ہے۔

دیگر انبیاء کو جو معجزات دئیے گئے وہ حسّی معجزات تھے جو ان کی نبوت کے ساتھ ساتھ ختم ہوگئے، جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسّی معجزات کے علاوہ آپ کا سب سے اہم معجزہ ایک علمی معجزہ ہے جو قیامت تک بلکہ ابد الآباد تک جاری رہے گا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دیگر انبیاء کے مقابلہ میں آپ کو پانچ امتیازات سے نوازا گیا: (۱)آپ کے دشمنوں کے دلوں میں آپ کا رعب ڈال دیا گیا، چنانچہ ایک مہینہ کی مسافت کی دوریوں تک بھی آپ کا دشمن آپ کے رعب میں ہوتا،(۲) مالِ غنیمت، جو پچھلی شریعتوں میں حلال نہیں تھا آپ کی امت کے لئے اس کو

حلال کردیا گیا، (۳) پچھلی شریعتوں میں صرف پانی کو طہور یعنی نجاست سے پاک کرنے والا قرار دیا گیا تھا جبکہ آپ کی امت کے لئے مٹی کو بھی طہور بنایا گیا، اور زمین کا کوئی بھی خطہ جہاں بھی نماز کا وقت ہوجائے وہاں نماز ادا کرنے کی آپ کی شریعت میں اجازت و حکم ہے، (۴) آپ کو شفاعت کبری یا شفاعت عظمی کا مقام حاصل ہوگا، (اس شفاعت کا ذکر آگے مستقل عنوان سے آرہا ہے)، (۵) آپ سے پہلے انبیاء کی بعثت کسی قوم اور زمانے تک محدود ہوتی تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عام ہے زمانے کے اعتبار سے قیامت تک ، اور مکان کے اعتبار سے ہر جگہ کے اقوام آپ کی امتِ دعوت اور آپ کی شریعت کے مخاطب ہیں۔

اسراء و معراج کی رات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی اور تمام انبیاء نے آپ کی قیادت میں نماز ادا کی۔

حشر کے میدان میں جبکہ تمام انبیاء و رسول موجود ہوں گے، شفاعت کبری کے لئے تمام انبیاء حتی کہ الواالعزم انبیاء و رسول حضرات نوح، ابراہیم، موسی و عیسی علیہم السلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب رجوع کرائیں گے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بعد ہی حساب و کتاب کا سلسلہ شروع ہوگا۔

قیامت کے دن تمام انبیا کے مقابلہ میں سب سے زیادہ متبعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ہوں گےاور جنت

میں سب سے پہلا داخلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہوگا۔دلائل

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَلَكِنِ اخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ (٢٥٣)) البقرہ( وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا (٥٥)) الإسراء( وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ (١٠٧) )الأنبياء( قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (١٥٨)) الأعراف( قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ ( ١٩:الأنعام) عن جابر ؓ أَنَّ النَّبِىَّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِى نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ ، وَجُعِلَتْ لِىَ

الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا ، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِى أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَةُ فَلْيُصَلِّ ، وَأُحِلَّتْ لِىَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لأَحَدٍ قَبْلِى ، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ ، وَكَانَ النَّبِىُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً ، وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً. (الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم:٢/٢٦٤)  أنه أول النبيين خلقاً وأفضل الخلق على الإطلاق ، وخص بتقديم نبوته فكان نبياً وآدم منجدل في طينته ، وبتقديم أخذ الميثاق عليه ، وبأنه أول من قال : بلى وقت {ألست بربكم} وبخلق آدم وجميع المخلوقات من أجله ، وبكتابة اسمه الشريف على العرش والسماوات والجنات وسائر ما في الملكوت ، وبشق صدره الشريف ، وبجعل خاتم النبوة بظهره بإزاء قلبه ، وبحراسة السماء من استراق السمع والرمي بالشهب ، وبإحياء أبويه حتى آمنا به ، وبأنه أول من تنشق عنه الأرض يوم القيامة ، وأول من يقرع باب الجنة ، وأول شافع وأول مشفع ، وأكرم بالشفاعات الخمس يوم القيامة(تفسير السراج المنير لمحمد الشربيني:٣/٢٢١)  عَنْ مَيْسَرَةَ الْفَجْرِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَتَى كُتِبْتَ نَبِيًّا ؟ قَالَ: " وآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ "

(إسناده صحيح، رجاله ثقات/ المستدرک، سکت عنہ الذهبى) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم - « أَنَا أَكْثَرُ الأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ ». (صحيح مسلم) ﴿ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ﴾ (البقرہ:۲۵۳) و افضل الانبياء محمد علیہ السلام لقولہ تعالیٰ: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ﴾ (اٰل عمران: ۱۱۰ہ نبراس:۲۸۶)و المعقتد المعتمد أن أفضل الخلق نبينا حبيب الحق، و قد ادعى بعضهم الاجماع على ذٰلک، فقد قال ابن عباس رضى اللہ عنہ، ان اللہ فضل محمداً على اهل السماء و على الانبياء ، و فى حديث مسلم و الترمذى عن انس رضى اللہ عنہ انا سيد ولد آدم يوم القيٰمہ ولافخر، زاد أحمد و الترمذى و ابن ماجہ عن ابى سعيد: و بيدى لواء الحمد و لا فخر، و ما من نبى يومئذ ادم فمن سواء الا تحت لوائى و انا اوّل من تنشق عنہ الارض ولا فخر، و أنا أول شافع و أول مشفع و لا فخر، و روى الترمذى عن ابى هريرہ رضى اللہ عنہ و

**لفظہ و أنا أوّل من تفشق عنہ الارض فأکسی حلۃ من حلل الجنۃ ثم أقوم عن یمین العرش، و لیس أحد من الخلائق یقول ذٰلک المقام غیری۔ (شرح فقہ اکبر:۱۱۴) فمنها تفضیل بعض الانبیاء علی بعضهم وهو قطعی بحسب الحکم الاجمالی حیث قال اللہ تعالیٰ: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ، و قال تعالیٰ : وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ، أی بمزید العلم اللدُنّی لا بوفور المال اللدنّی، و اما بحسب الحکم التفصیلی فالامر ظنبی۔ (شرح فقہ اکبر:۱۱۴)۔** بند

بند.

**بند** محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ کے زمانے کے تمام انسانوں اور جنوں اور قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں اور جنوں پر فرض ہے کہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی شریعت کی پابندی کریں۔تشریح

**محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی عمومیت کا عقیدہ:**

پچھلے انبیاء و رسول کسی ایک قوم یا کسی ایک علاقے کے لئے بھیجے جاتے تھے، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہر زمانے کی پوری انسانیت کی جانب ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے

آپ رسول ہیں، اور سابقہ تمام شریعتیں منسوخ ہوگئی ہیں، اب وہی شریعت واجب التعمیل ہے جس کو آپ لے کر آئے ہیں اور ہر زمانہ اور ہر علاقہ کے لوگوں کو صرف آپ کی اطاعت کرنی ہے، حتی کہ آخری زمانہ میں حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول ہوگا تو ان کی سابقہ شریعت کے پیروکار نہیں ہوں گے؛ بلکہ شریعت محمدی کے پیروکار ہوں گے۔

تمام اقوام و ملل کو اب قرآن و سنت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کرنا لازم ہے، تورات اور انجیل کی پیروی قرآن و حدیث کے بعد منسوخ ہو چکی ہے، اب اگر کوئی تورات و انجیل ہدایت کے لئے پڑھتا ہے تو وہ غلط کرتا ہے۔

**دلائل**

**يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللہُ عَلِيمًا حَكِيمًا (النساء:۱۷۰)**

**الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۱۵۷) قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللہِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي**

**لَهُ مُلْـكُ السَّـمَـاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَـهَ إِلَّا هُـوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآَمِنُوا بِـاللہ وَرَسُـولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُـؤْمِنُ بِـاللہ وَكَلِمَاتِـهِ وَاتَّبِعُـوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (١٥٨)(الأعراف)** ۃ بند

بند.

بند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو متعدد معجزات دئۓ گۓ ہیں، جن میں بڑۓ بڑۓ معجزات،قرآن مجید،واقعۂ معراج، شق صدر اور شق قمر وغیرہ ہیں تشریح

**محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کۓ دلائل و معجزات:**

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کۓ بۓ شمار دلائل اور متعدد معجزات ہیں، آپ کۓ معجزات حسی اور علمی دونوں طرح کۓ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم ترین معجزہ قرآن مجید ہۓ، جو ایک علمی معجزہ ہۓ اور ہمیشہ باقی رہۓ گاۃ دلائل

**قُـلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُـرْآنِ لَا يَـأْتُونَ بِمِثْلِـهِ وَلَـوْ كَـانَ بَعْضُـهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِـيرًا (٨٨)) الإسراء(ۃعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَـانَ أَبُـو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صلى اللـه عليـه وسلم - قَالَ « فُرِجَ عَنْ سَـقْفِ بَيْتِى وَأَنَـا بِمَكَّةَ ، فَنَـزَلَ جِبْرِيـلُ فَفَـرَجَ صَـدْرِى ، ثُمَّ غَسَـلَهُ بِمَـاءِ زَمْـزَمَ ، ثُمَّ جَـاءَ بِطَسْـتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَـةً وَإِيمَانًـا ، فَأَفْرَغَـهُ فِى صَدْرِى ثُمَّ أَطْبَقَهُ(صـحيح بخـارى و صـحيح**

مسلم) ` وقوله: { وَانْشَقَّ الْقَمَرُ } : قد كان هذا في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم ، كما ثبت ذلك في الأحاديث المتواترة بالأسانيد الصحيحة. وقد ثبت في الصحيح عن ابن مسعود أنه قال: "خمس قد مضين: الروم، والدخان، واللزام، والبطشة، والقمر" (٢) . وهذا أمر متفق عليه بين العلماء أي انشقاق القمر قد وقع في زمان النبي صلى الله عليه وسلم وأنه كان إحدى المعجزات الباهرات. (تفسير القرآن العظيم: لابن كثير:٧/٤٧٢) ` ومن دلائل:نبوته صعوده ليلة المعراج إلى ما فوق السموات وقد نطق بهذا الكتاب العزيز وتواترت به الأحاديث تواترا لا يشك من له أدنى إلمام بعلم السنة ولا ينكر ذلك إلا متزندق وليس بيده إلا مجرد الاستبعاد وليس ذلك مما تدفع به الأدلة ويبطل به الضروريات وإلا لكان مجرد إنكار وقوع الشيء المبرهن على وقوعه كافيا في دفعه وذلك خلاف العقل والنقل(إرشاد الثقات إلى إتفاق الشرائع على التوحيد والمعاد والنبوات:١/٥٨) ` وأما الأحاديث فمنها قصة المعراج فهي متواترة وتجاوز النبي - صلى الله عليه وسلم - السماوات سماء

**سماء حتى انتهى إلى ربه تعالى فقربه وأدناه ، وفرض عليه خمسين صلاة ، فلم يزل يتردد بين موسى - عليه السلام - وبين الله تعالى ينزل من عند ربه إلى موسى ، فيسأله كم فرض ربك عليك فيخبره ، فيقول ارجع إلى ربك فاسأله التخفيف ( عن أمتك فيرجع إلى ربه فيسأله التخفيف ) .( لوامع الأنوار البهية: (١/١٩١ ) أن قصة المعراج متواترة. ("الجيوش الإسلامية لابن القيم رحمه الله تعالى :ص۲۹)، ولا شك في تواتر أصل القصة، وأما تفصيلها ففيها الصحيح الكثير الطيب، وفيها ما دون ذلك. (الآية الكبرى في المعراج والإسراء للسيوطي) بند**

بند.

بند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی نشانیوں اور دلائل میں آپ کی پیشین گوئیاں بھی ہیں، جو ویسے ہی ظاہر ہوئیں جیسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔ تشریح

**نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں اوران کی صداقت:**

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے دلائل میں سے ایک آپ کی پیشین گوئیاں بھی ہیں، جن میں سے ہر ایک پیشین گوئی بر حق ثابت ہوئی

۲۔، اور جو پیشین گوئیاں آپ نے آنے والے زمانے سے متعلق کی ہیں وہ بھی حرف بحرف سچ ثابت ہوں گی۔

جو پیشین گوئیاں بذریعہ قرآن کی گئی ہیں وہ بھی درحقیقت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ہی دلائل میں سے ہیں، کیونکہ قرآن خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے، گویا اس میں جو کچھ کہا گیا ہے آپ کے ذریعہ سے ہی کہا گیا ہے۔

(١) ابتداء میں جب مسلمان مکہ مکرمہ میں تھے ایران و روم کے درمیان معرکہ آرائی جاری تھی، ایران نے روم کے بعض علاقوں پر دست درازی کرکے قبضہ کرلیا تھا اور اس وقت ایران روم کے مقابلے میں بظاہر ناقابل شکست فوجی طاقت رکھتا تھا، رومی اپنے علاقوں کو واپس حاصل کرنے کے لئے جد وجہد کررہے تھے۔

رومی عیسائی اور صاحب کتاب تھے اور ایرانی مجوسی اور مشرک تھے، اس لحاظ سے مشرکین مکہ خود کو ایرانیوں کے قریب سمجھتے تھے اور مسلمانوں کو عیسائی اہل کتاب کے قریب گردانتے تھے، اس لحاظ سے ان کی جانب سے طنز و تعریض کا سلسلہ جاری رہتا تھا کہ تم مسلمان یہاں پٹ رہے ہو اور تمہارے جیسے مذہب والے دنیا میں ہم جیسوں کے ہاتھوں دوسری جگہ مار کھارہے ہیں، ایسے میں قرآن نے پیشین گوئی کی کہ روم کو ایرانیوں کے مقابلے میں غلبہ حاصل ہوگا، یہ پیشین گوئی ایسے وقت کی گئی تھی جبکہ بظاہر ایرانیوں کے مقابلے میں رومیوں کے پاس فتح حاصل کرنے کے کوئی اسباب تھے نہ دور دور تک امکانات۔

اس پیشین گوئی کا مشرکین نے بڑا مذاق اڑایا اور اس پر شرط لگانی چاہی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کی صداقت پر یقین رکھتے ہوئے ایک مشرک سے شرط لگالی کہ تین برس میں روم کی جیت ہوگی اور ایران ہار جائے گا، اگر اس کے خلاف ہوگا تو میں ۱۰ اونٹ دوں گا، اگر اس کے موافق ہو تو تمہیں دس اونٹ دینے ہوں گے، اور اس شرط کی اطلاع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور نبوت سے قرآن کی مراد زیادہ جانتے تھے، آپ نے فرمایا: قرآن نے تین سال کہاں کہا ہے؟ قرآن نے بضع سنین کہا ہے، اس کا اطلاق تین سے نو برس تک ہوتا ہے، اے ابو بکر! تم شرط کی مدت بھی ۹ برس تک بڑھا دو اور اونٹوں کی تعداد بھی بڑھا دو! حضرات ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا اور اونٹوں کی تعداد ۱۰۰ تک کردی،چنانچہ اس مدت میں روم کو ایران پر فتح حاصل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی پیشین گوئی بالکل سچ ثابت ہوئی۔

(۲) اسی پیشین گوئی میں ایک پہلو یہ بھی تھا کہ جس وقت رومیوں کو غلبہ حاصل ہوگا اس وقت مسلمان بھی اپنی فتح پر خوشی منا رہے ہوں گے، یہ پیشین گوئی اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز تھی، کیونکہ رومیوں کے پاس کمتر صحیح لیکن فوج تو تھی، لیکن مسلمان تو بے ساز و سامان، نہ جماعت نہ طاقتور افراد ، بلکہ ان میں سے کئی تو غلام یا آزاد کردہ غلام تھے، ان کے مقابلہ میں جو سردار اور قبیلے تھے سب کے سب ان کا نام و نشان

مٹانے پر تلے تھے، ایسے میں یہ پیشین گوئی کہ یہ صرف بچ نہیں جائیں گے بلکہ ان کو اپنے دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی، ایک بہت ہی نازک پیشین گوئی تھی، جو الحمد للہ بدر کی صورت میں پوری ہوئی، جس وقت رومیوں کو ایرانیوں کے مقابلے میں فتح حاصل ہوئی اس وقت خود مسلمان معرکہ بدر کی فتح کی خوشی سے سرشار تھے۔

(۳) معرکۂ احد کے بعد ایک بڑا معرکہ خندق کا پیش آیا ، جب تقریباً سارے عرب کی طاقت مسلمانوں کے خلاف جمع ہوکر مدینہ پر حملہ آور ہوئی تھی، جس میں مدینہ کے یہود سازش میں لگے ہوئے تھے، اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تجویز کے مطابق مدینہ کے اطراف خندق کھود کر مدینہ میں محصور ہوگئے تھے اور خندق کے پار تمام قبائلِ عرب پورے اطمینان سے مدینہ کے خلاف جمع ہوئے تھے، بظاہر ان کے وہاں سے ٹلنے کے کوئی امکانات نہیں تھے اور مسلمانوں کے پاس خندق کھودنے کی سبیل کے بعد ان سے پورے طور پر مقابلے کی کوئی سبیل نہیں تھی، ایسے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان پر سرد طوفان بھیجیں گے اور ان کے قدم اکھڑ جائیں گے اور یہ یہاں سے نا امید ہو کر چلیں جائیں گے، چنانچہ ایسے ہی ہوا اور وہ سارے قبائل مسلمانوں کو کوئی زیادہ قابلِ ذکر نقصان پہنچائے بغیر بے مراد چلے گئے۔

(۴) خندق کے بعد صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت دب کر مشرکین

مکہ کی یہ شرط قبول کرکے ان کے ساتھ صلح کی ، یہ
صلح بظاہر مسلمانوں کی شکست تھی، اس صلح اور اس
کی شرائط سے خود بعض مسلمان بھی سخت بے چینی
محسوس کررہے تھے، اس صلح کو جو بظاہر شکست نظر
آرہی تھی اسلام نے فتح مبین قرار دیا، جو بظاہر کہیں سے
فتح نظر نہیں آرہی تھی، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم مطمئن تھے، چنانچہ اس صلح کے نتیجہ میں اس فتح
مبین کا ظہور بہت جلد فتح مکہ کی شکل میں صرف دو
برس بعد ہوگیا، اور سب نے مانا کہ یقیناً یہ صلح ہی اس
فتح مبین کا پیش خیمہ تھی۔

(۵) وہ اسلام جس کی دعوت ایک یتیم، اُمّی، ظاہری
مادی وسائل سے تہی داماں ہستی کی دعوت پر شروع
ہوئی، جن کی دعوت کے مقابلہ میں اس دور کی تمام
قوتیں اٹھ کھڑی ہوئیں، کسی طرح کے ظاہری وسائل و
ذرائع نہ ہونے کے باوجود وہ ہستی یہ پیشین گوئی کرتی
ہے کہ یہ اللہ کا دین ہے اور وہ اس کو تمام ادیان پر غالب
کرکے رہے گا، اور ۲۳ برس کے مختصر عرصہ میں وہ
پیشین گوئی درست ثابت ہوجاتی ہے، جس کو صرف
مسلمان ہی نہیں بلکہ دنیا کی تمام اقوام ماننے پر مجبور
ہو جاتے ہیں کہ اس نبئ اُمّی نے جس کا ظہور ایک یتیم
کی حثییت سے ہوا انہوں نے جو دعویٰ کیا وہ بالکل سچ
ثابت ہوا ہے۔

(۶) اتنا ہی نہیں کہ یہ دین سر زمین عرب تک ہی
غالب ہوتا ہے، بلکہ وہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ
پیشین گوئی بھی فرماتے ہیں کہ ان کے وصال کے بعد یہ

اسلام اس درجے پھیلے گا کہ روم و ایران کی سلطنتیں مسلمانوں کے آگے سرنگوں ہوں گی اور ان سب کو اسلام اور مسلمان فتح کریں گے، یہ پیشن گوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے موقع پر خندق کی کھودائی کے دوران کی تھی کہ آپ کو قیصر و کسریٰ کے ایوان فتح ہوتے ہوئے دکھائے گئے ہیں، اس وقت یہودی جو مدینہ کی آبادی کا حصہ تھے ، انہوں نے یہ سنا تو مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ آج عرب قبائل کے مقابلہ میں جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں اور خواب دیکھ رہے ہیں کہ قیصر و کسریٰ کے ایوان فتح ہوں گے؟ لیکن جلد ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی بھی پوری ہوئی۔

یقیناً سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خود پیشین گوئیاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و صداقت کے ناقابل تردید دلائل اور ثبوت ہیں، جن کے سچ ہونے کو اپنے اور غیر سبھی تسلیم کرتے ہیں۔

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں کا موضوع بہت وسیع ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک ظاہر ہونے والے آثار میں سے بہت سارے واقعات کی پیشین گوئی فرمائی ہے جو ہر دور میں صحیح ثابت ہوتی جاری ہیں اور قیامت تک ان کی سچائی کا ظہور ہوتا رہے گا۔

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں کی تصدیق کرنا لازم ہے، مستقبل میں پیش آنے والے واقعات میں سے جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے پیشین گوئی کی گئی ہے اور ان کا ظہور

ابھی باقی ہیں ، ان میں سے جن کا ثبوت احادیث متواترہ
محکمہ سے ہوا ہے ان کا انکار کفر ہے، ایسی پیشین
گوئیوں میں مثلاً :

(۱) قیامت سے پہلے حضرت مہدی کے ظہور کی
پیشین گوئی کہ حضرت مہدی ایک شخصیت کا نام ہے، جن
کا ظہور ہوگا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانہ
یعنی سید خاندان سے ہوں گے اور غیر معمولی کارنامہ
انجام دیں گے، دشمنان اسلام سے ان کا سخت مقابلہ ہوگا
اور انہیں فتح حاصل ہوگی۔

(۲) قیامت سے قبل دجال کے ظہور کی پیشین گوئی۔

(۳) قیامت سے پہلے حضرت عیسی علیہ السلام کے
آسمان سے نزول کی پیشین گوئی کہ حضرت عیسی علیہ
السلام قیامت سے پہلے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل
کریں گے اور یہودیوں کو شکست دیں گے، پھر شادی کرنے
اور اولاد ہونے کے بعد ان کو موت آئے گی۔

(۴) قیامت سے پہلے سورج مشرق کے بجائے مغرب
سے طلوع ہونے کی پیشین گوئی۔

(۵) یاجوج ماجوج کے ظہور کی پیشین گوئی۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی پیشین گوئیاں
ہیں جو متواتر روایات سے ثابت ہیں، ان پر ایمان لانا لازمی
ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ دلائل

**الم (١) غُلِبَتِ الرُّومُ (٢) فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ (٣) فِي بِضْعِ سِنِينَ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ (٤) بِنَصْرِ اللَّهِ**

يَنْصُـرُ مَنْ يَشَـاءُ وَهُـوَ الْعَزِيـزُ الـرَّحِيمُ (٥) وَعْـدَ اللَّهِ لَا يُخْلِـفُ اللَّهُ وَعْـدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَـرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُـونَ (٦)) الـروم) يَـا أَيُّهَـا الَّذِينَ آمَنُـوا اذْكُـرُوا نِعْمَـةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُـودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا (٩) إِذْ جَـاءُوكُمْ مِنْ فَـوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْـفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَـاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَـا (١٠) هُنَالِـكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُـونَ وَزُلْزِلُـوا زِلْـزَالًا شَـدِيدًا (١١) ( الأحـــــزاب) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم قَالَ "نُصِرْتُ بِالصَّـبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالـدَّبُورِ "(صـحيح البخـارى)

وأن اللــه نصــر نبيــه في غــزوة الخنــدق بالريح، قال تعالى: {فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحـاً وَجُنُوداً لَمْ تَرَوْهَا} قال مجاهد: سلط اللـه عليهم الـريح فكفـأت قـدورهم، ونـزعت خيامهم حتى أظعنتهم. وذكر ابن إســحاق في ســبب رحيلهم" أن نعيم بن مســعود الأشجعي أتى النبي صلى الله عليه وسلم مسلما ولم يعلم به قومه، فقال له: خـذل عنا. فمضى إلى بني قريظة - وكان نديما لهم - فقـال: قـد عـرفتم محبـتي، قـالوا: نعم. فقـال: إن قريشـا وغطفـان ليسـت هـــــذه بلادهم، وإنهم إن رأوا فرصـــــة

انتهزوها وإلا رجعوا إلى بلادهم وتركوكم في البلاء مع محمد، ولا طاقة لكم به. قالوا: فما ترى؟ قال: لا تقاتلوا معهم حتى تأخذوا رهنا منهم. فقبلوا رأيه. فتوجه إلى قريش فقال لهم: إن اليهود ندموا على الغدر بمحمد فراسلوه في الرجوع إليه، فراسلهم بأنا لا نرضي حتى تبعثوا إلى قريش فتأخذوا منهم رهنا فاقتلوهم. ثم جاء غطفان بنحو ذلك. قال: فلما أصبح أبو سفيان بعث عكرمة بن أبي جهل إلى بني قريظة بأنا قد ضاق بنا المنزل ولم نجد مرعى، فأخرجوا بنا حتى نناجز محمدا. فأجابوهم: إن اليوم يوم السبت ولا نعمل فيه شيئا، ولا بد لنا من الرهن منكم لئلا تعذروا بنا. فقالت قريش: هذا ما حذركم نعيم، فراسلوهم ثانيا أن لا نعطيكم رهنا، فإن شئتم أن تخرجوا فافعلوا. فقالت قريظة: هذا ما أخبرنا نعيم" قال ابن إسحاق: وحدثني يزيد بن رومان عن عروة عن عائشة" أن نعيما كان رجلا نموما، وأن النبي صلى الله عليه وسلم قال له: إن اليهود بعثت إلي إن كان يرضيك أن تأخذ من قريش وغطفان رهنا ندفعهم إليك فتقتلهم فعلنا ، فرجع نعيم مسرعا إلى قومه

فأخبرهم، فقالوا: والله ما كذب محمد عليهم، وإنهم لأهل غدر. وكذلك قال لقريش. فكان ذلك سبب خذلانهم ورحيلهم" (فتح البارى:٧/٤٠٢) إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا (١) لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا (٢) وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا (٣) هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا (٤) ( الفتح) يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (٣٢) هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (٣٣) ( التوبہ) فأخذ المعول من سلمان، وقال: " بسم الله "، وضرب ضربة فكسر ثلثها، وبرقت برقة فخرج نور من قبل اليمن فأضاء ما بين لابتي المدينة حتى كأن مصباحا في جوف ليل مظلم، فكبر رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال: " أعطيت مفاتيح اليمن، إني لابصر أبواب صنعاء من مكاني الساعة، كأنها أنياب الكلاب "، ثم ضرب الثانية فقطع ثلثا آخر،

**وبرق منها برقة فخرج نور من قبل الروم فأضاء ما بين لابتي المدينة فكـبر رسـول الله صلى الله عليه وسلم وقـال: أعطيت مفاتيح الشام، والله إني لابصـر قصـورها الحمـر من مكـاني السـاعة ". ثم ضـرب الثالثة فقطع بقية الحجر وبرق برقـة من جهة فارس أضاءت ما بين لابتي المدينـة، فكبر رسول الـله صـلى الله عليـه وسـلم وقال: " أعطيت مفاتيح فارس، والله إني لابصر قصور الحيرة ومدائن كسرى كأنهـا أنيـاب الكلاب من مكـاني هـذا، وأخـبرني جبريل أن أمـتي ظـاهرة عليهـا، فأبشـروا بالنصـر ". فاستبشـر المسـلمون، وقـالوا: الحمد لله موعد صادق، بـأن وعـدنا النصـر بعد الحصر، وجعل يصـف لسـلمان، فقـال سلمان: صدقت يا رسول الـله صـلى اللـه عليـه وسـلم ، هـذه صـفته، أشـهد أنـك رسول الله. ثم قال رسول الله صلى الله عليـه وسـلم : " هـذه فتـوح يفتحهـا اللـه تعـالى بعـدي يـا سـلمان، لتفتحن الشـام، ويهـــرب هرقـــل إلى أقصـــى مملكتـــه، وتظهرون على الشـام فلا ينـازعكم أحـد، وليفتحن هذا المشرق، ويقتل كسـرى فلا يكون كسرى بعـده ". قـال سـلمان: فكـل هذا قد رأيت.قال أبـو هريـرة - فيمـا رواه**

بن إسـحاق - حين فتحت هـذه الامصـار زمـان عمـر، وزمـان عثمـان ومن بعـده: " افتحـوا مـا بـدا لكم، فوالـذي نفس أبي هريـرة بيـده مـا فتحتم من مدينـة ولا تفتحونها إلى يوم القيامة إلا وقـد أعطى الله تعالى محمـدا مفاتيحهـا قبـل ذلـك ". ( سـبل الهـدى والرشـاد، في سـيرة خـير العبـاد:٤/٣٦٨) عَنْ حُذَيْفَـةَ بْنِ أَسِـيدٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِىُّ -صلى الله عليـه وسـلم - عَلَيْنَـا وَنَحْنُ نَتَـذَاكَرُ فَقَـالَ « مَـا تَذَاكَرُونَ ». قَالُوا نَـذْكُرُ السَّـاعَةَ. قَـالَ « إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَـاتٍ ». فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالـدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُـوعَ الشَّـمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَـا وَنُـزُولَ عِيسَـى ابْنِ مَـرْيَمَ -صـلى اللـه عليـه وسـلم - وَيَـأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَثَلاَثَةَ خُسُـوفٍ خَسْـفٌ بِالْمَشْـرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْـفٌ بِجَزِيـرَةِ الْعَـرَبِ وَآخِـرُ ذَلِـكَ نَـارٌ تَخْـرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْـرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَـرِهِمْ. (صـحيح مسـلم) أحاديث خروج المهدي فإنهـا متـواترة من جهة المعنى ، مثل أحاديث نـزول المسـيح عليـه السـلام فإنهـا متـواترة من جهـة المعنى و هي متواترة من جهة اللفظ عند كثـير من أهـل العلم إلى آخـره(شـرح

**العقيدة الواسطية للشيخ صالح بن عبد العزيز آل الشيخ:(١/٣٩٥)۔** بند

بند.

بند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چار سے زائد نکاح برحق ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ نکاح خود اللہ کے حکم سے تھے، جن میں دین کی بہت ساری حکمتیں شامل تھیں۔ تشریح

**ازواج مطہرات اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چار سے زائد نکاح کا حق ہونا:**

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا نکاح بعثت سے پہلے ۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت ۴۰ سال تھی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ نے ۲۴ سال ازدواجی زندگی گذاری، آپ کے بیٹے حضرت ابراہیمؑ کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب اولادیں حضرت خدیجہؓ سے ہی ہوئی ہیں، جب تک حضرت خدیجہؓ حیات رہیں آپ نے کوئی اور نکاح نہیں کیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، حضرت سودہؓ بھی بیوہ اور عمر رسیدہ خاتون تھیں، حضرت سودہؓ شروع ہی میں اسلام قبول کرنے والوں میں سے ہیں، ہجرت حبشہ سے واپسی میں ان کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا، اگر وہ اپنے گھر جاتیں تو ان کے گھر والے کفار تھے اور جیسے دوسرے مؤمنین کو وہ اذیتیں دے رہے تھے انہیں بھی اذیتوں میں

مبتلا کردیتے، اور دوبارہ کفر میں داخل ہونے پر زبردستی کرتے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔

پھر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بعد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا ، حضرت عائشہؓ کی وداعی نکاح سے متصل بعد نہیں ہوئی؛ بلکہ ہجرتِ مدینہ کے بعد ان کی وادعی ہوئی۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ معرکۂ بد ر میں شہید ہوگئے، اس کے بعد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا، یہ نکاح ہجرت سے تقریباً تیس ماہ بعد ہوا۔

اس سے متصل بعد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا ، حضرت زینبؓ آپ سے نکاح سے قبل حضرت طفیل بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، حضرت طفیلؓ بھی معرکۂ بدر میں شہید ہوئے تھے، حضرت زینبؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد صرف ۱۸ماہ باحیات رہیں اس کے بعد ان کا وصال ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی ۔

اس کے بعد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۴ہجری میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے قبل حضرت ام سلمہؓ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں

تھیں، ان کے وصال کے بعد انہوں نے مدینہ کی جانب ہجرت کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سب سے آخر تک باحیات رہنے والی ازواج مطہرات میں سے ایک ہیں ۵۹ھ میں ان کا وصال ہوا۔

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور نکاح حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے کیا، حضرت جویریہؓ غزوہ بنی مصطلق کے قیدیوں میں سے تھیں ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کیا، پھر ان سے نکاح کیا۔

ایک اور نکاح سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ریحانہ بنت زید بن قنافہ رضی اللہ عنہا سے کیا، یہ بنو قریظہ کے قیدیوں میں سے تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرلو تو اللہ کا رسول تمہیں اپنے لئے اختیار کرلے گا، حضرت ریحانہؓ نے بلا تکلف جواب دیا: میں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرلیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کیا اور پھر ان سے نکاح کیا، یہ نکاح ۶ھ میں ہوا تھا، حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت حضرت ریحانہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں اور مدینہ واپسی کے وقت ان کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نکاح حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کیا، یہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں جن کا آپ سے نکاح طے ہونے کا ذکر اللہ نے کیا ہے، چنانچہ وہ فخر کیا کرتی تھیں کہ ان کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح آسمانوں میں طے ہوا ہے۔

ایک نکاح سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے کیا ہے، حضرت صفیہ خیبر کے قیدیوں میں سے تھیں ۔

ایک نکاح سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے کیا، حضرت ام حبیبہ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ (سردارِ مکہ) کی صاحبزادی ہیں، ان کا نکاح پہلے عبید اللہ بن جحش سے ہوا تھا ، یہ مکہ میں ابتداء اسلام میں اپنے شوہر کے ساتھ اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھیں اور انہوں نے حبشہ کی جانب ہجرت بھی کی تھی، وہاں عبید اللہ بن جحش اسلام سے پھر کر عیسائی ہوگیا، یہ حضرت ام حبیبہ کے لئے بہت تکلیف کا باعث ہوگیا، اسی دوران عبید اللہ بن جحش کا انتقال ہوگیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے ذریعے حضرت ام حبیبہ کو پیغام بھیجا اور نجاشی بادشاہ نے ان کا نکاح حبشہ کے مہاجرین کی موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کروایا اور خطبۂ نکاح بھی نجاشی نے ہی پڑھا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ایک اور نکاح سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے کیا ہے، یہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے آخر میں وفات پانے والی یہی ہیں، ان کی وفات ۶۱ھ میں ہوئی ہے۔

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سے زائد نکاح کئے ہیں اور ہجرت کے بعد بیک وقت آپ کے نکاح میں چار سے زائد بیویاں بھی رہی ہیں، بہ شمار دینی، تعلیمی اور دیگر مصلحتوں اور حکمتوں کی بنیاد پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے یہ اجازت خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو دین اور علم کی خدمت ہوئی وہ محتاج بیان نہیں ہے، دو ہزار (۲۰۰۰) سے زائد احادیث نبوی ان سے روایت کی گئی ہیں، خود صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم میں دو سو سے زائد آپ کے شاگرد ہیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جو احکام و فتاویٰ اور اصول دین منقول ہیں وہ جمع کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تعدُّدِ ازدواج کے اور بھی کئی مصالح اور حکم ہیں جن کا احاطہ یہاں ممکن نہیں ہے، بعض اسلام دشمن اس پر اعتراض کرتے ہیں، جن سے بعض دین کی تعلیم سے دور آزاد خیال مسلمان بھی متأثر ہوجاتے ہیں، اعتراض کی گنجائش جب ہے جبکہ یہ اللہ کی اجازت کے بغیر ہوتا، جب یہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوا ہے اور بہت سی دینی حکمتوں اور مصلحتوں کے تحت ہوا تو کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

یہاں اس تفصیل سے غرض یہ بیان کرنا ہے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل کو موافق اسلام سمجھنا لازم اور ضروری ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

لئے بیک وقت چار سے زائد نکاح جائز تھے اور دینی مصلحتوں سے تھے اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے، کسی بھی زاویے سے اس پر اعتراض کرنا یا اس کو غلط سمجھنا ایمان کے منافی اور کفر ہے۔

ہاں پھر ایک مرحلے کے بعد جبکہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جن حکمتوں سے چار سے زائد نکاح کی اجازت دی تھی ان کے پورے ہوجانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ اس کے بعد آپ مزید نکاح نہ کریں اور جو بیویاں نکاح میں ہیں ان کو چھوڑ کر دوسروں کو بیوی نہ بنائیں، ہاں باندیوں پر کوئی پابندی نہیں تھی، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور کو اختیار نہیں کیا، جبکہ وہ بھی آپ کے پاس بطور ہدیہ بھیجی گئیں تھیں۔

دلائل

**لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبًا (٥٢) الأحزاب**

بند

بند.

بند میدان حشر میں حساب و کتاب کے آغاز کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بر حق ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن مؤمنین گناہ گاروں کے حق میں جہنم سے خلاصی کے لئے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بر حق ہے۔

تشریح

## شفاعت کُبریٰ یا شفاعت عُظمیٰ:

شفاعت کے دوسرے تصور کے دو مرحلے ہیں، ایک یہ ہے کہ روز قیامت جب تمام مخلوقات کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا تب اعمال کی جزاء و سزاء کے لئے سب سے پہلے حساب و کتاب کا مرحلہ در پیش ہوگا، حشر کے میدان میں سب جمع ہوں گے، تمام اقوام عالم اپنے اپنے انبیاء کے ساتھ موجود ہو ں گے، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر دنیا کے آخری انسان تک سب میدان حشر میں جمع ہوں گے اور ایک بہت طویل عرصہ حساب و کتاب کے انتظار میں گذر جائے گا، یہ انتظار بجائے خود ایک بہت کٹھن مرحلہ ہوگا جس میں سورج ان کے قریب کردیا جائے گا اور وہ ایسی سخت تکلیف میں ہوں گے جس کو برداشت کرنے کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور وہ اس کا تحمل نہیں کر پا رہے ہوں گے، ایسے میں لوگ آپس میں کہیں گے: کیسے سخت حالات ہیں؟ کیا حالت ہوگئی ہے؟ کسی ایسی ہستی کو تلاش کرو جو اللہ تعالیٰ کے پاس حساب کتاب شروع کرنے کے لئے سفارش کر سکے کہ اللہ تعالیٰ کم از کم حساب کتاب شروع کریں، بعض لوگ کہیں گے: حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو، اور وہ حضرت آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ پوری انسانیت کے باپ ہیں! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا ہے اور آپ میں اپنی روح پھونکی ہے اور فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آپ کو سجدہ کریں، آپ رب ذب الجلال کے یہاں ہم سب کی سفارش فرمائیے ! آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام جواب دیں گے: آج پروردگار ایسے غصہ میں ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسے

غصہ میں نہیں تھے اور نہ ہی کبھی بعد میں ایسے غضب
ناک ہوں گے! رب ذو الجلال نے تو مجھے بھی درخت کھانے
سے منع کیا تھا، لیکن میں نے اس کے خلاف کردیا، آج تو خود
میری جان کی مجھے پڑی ہے، بہتر ہوتا اگر تم نوح کے پاس
جاؤ،وہ پھر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور
کہیں گے: اے نوح (علیہ السلام)! آپ زمین والوں کی جانب
اللہ کے بھیجے ہوئے پہلے رسول ہیں، اللہ نے آپ کو عبد
شکور کے لقب سے نوازا ہے، آپ ہی ہماری اللہ تعالیٰ کے
یہاں سفارش فرمائیے! آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ہماری
کیا حالت ہوگئی ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں
گے، آج پروردگار ایسے غصہ میں ہے کہ اس سے پہلے کبھی
ایسے غصہ میں نہیں تھے اور نہ ہی کبھی بعد میں ایسے
غضب ناک ہوں گے، میرے پاس ایک قبولیت والی دعاء تھی
وہ میں نے اپنی قوم کے خلاف کرلی ہے، آج تو مجھے خود
اپنی جان کی پڑی ہے، تم میرے علاوہ دوسروں کے پاس جاؤ
، بہتر ہے ابراہیم کے یہاں جاؤ!
وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں
گے،حضرت ابراہیم بھی انہیں ایسا ہی جواب دیں گے اور
کہیں گے بہتر ہوتا اگر موسی کے پاس جاؤ، وہ حضرت
موسی علیہ السلام کے پاس جائیں گے، لیکن حضرت موسی
علیہ السلام بھی انہیں ایسا ہی جواب دیں گے اور کہیں گے
بہتر ہے کہ تم عیسی کے پاس جاؤ، وہ پھر حضرت عیسی
علیہ السلام کے یہاں جائیں گے ، وہ بھی انہیں ایسا ہی
جواب دیں گے اور کہیں گے : بہتر ہے کہ تم حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ! وہ سب سیدنا حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے:
اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اللہ کے پیغمبر
ہیں، تمام نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں، اللہ نے
آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمائیں ہیں، آپ دیکھ رہے
ہیں کہ ہم سب کا کیا حال ہے؟ آپ رب ذوالجلال کی
خدمت میں سفارش فرمادیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں: تب میں کھڑا ہوں گا اور عرش کے نیچے آؤں
گا اور پروردگار کے لئے سجدے میں گرپڑوں گا، اس وقت
اللہ تعالیٰ میرے قلب پر اپنی حمد کے ایسے پہلو کھولیں گے
اور الہام فرمائیں گے کہ اس سے قبل وہ پہلو کسی کے لئے
نہیں کھولے ہوں گے، اس حمد کے بعد اللہ کی جانب سے
کہا جائے گا: ائے محمد! سر اٹھاؤ! مانگو دیا جائے گا!
سفارش کرو سفارش قبول کی جائے گی! تب میں کہوں
گا: اے اللہ! آپ نے مجھ سے سفارش قبول کرنے کا وعدہ
فرمایا ہے، اپنی مخلوق کے حق میں میری سفارش قبول
فرمائیے، اے اللہ! ان کے حساب کتاب اور فیصلے کے آغاز کی
درخواست ہے؛ تاکہ لوگوں کو ان کے اس مقام سے راحت
ملے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے تمہاری سفارش قبول
کرلی، میں آؤں گا اور ان کا فیصلہ کروں گا، اور اللہ تعالیٰ
فرشتوں کے جھرمٹ میں آئیں گے جبکہ فرشتے صف در
صف کھڑے ہو ں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شفاعت شفاعت
کبری اور شفاعت عظمی کہلاتی ہے، یہ شفاعت حق ہے،
یہی مقام محمود بھی ہے، اس پر ایمان لازمی ہے اور اس
کا انکار کفر ہے۔

اس کی مزید تفصیل ایمان بالآخرۃ کے بیان میں آئے گی۔

**شفاعت کا کفریہ تصور:**

ایک شفاعت کا تصور یہ ہے کہ اللہ کے مقرب بندے خواہ انبیاء کرام یا اولیاء ان کو الٰہ بنا لیا جائے اور ان کو خوش کرنے کے لئے ان کی عبادت و پرستش کی جائے، اس تصور کے ساتھ کہ وہ اللہ کے دربار میں ان کی سفارش کریں گے اور ان کے کئے ہوئے برے اعمال کو معاف کرادیں گے۔

کسی کو اللہ کے دربار میں سفارشی مان کر اس کو الٰہ بنا لینا یا الوہیت کے کسی حق میں شریک کرنا، مثلاً عبادت کی غرض سے سجدہ کرنا یا اس سے دعا کرنا یا اس کے لئے قربانی دینا اور نذر و نیاز کرنا سب شرک اور کفر ہے۔

اسی طرح یہ ماننا کہ کوئی اللہ کے دربار میں اتنا اثر ورسوخ رکھتا ہے کہ محض اپنی مقبولیت کی بنیاد پر اللہ سے جو چاہے گا منوا لے گا، یہ بھی خلاف عقیدہ ہے، اسی میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ محض نسبت کی بنیاد پر خود کو اعلیٰ اور مرحوم و مغفور سمجھے، جیسا کہ بنی اسرائیل کو ایسی غلط فہمی ہو گئی تھی جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کھل کر رد کیا ہے، امت محمدیہ میں بھی کوئی اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو اس کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت فاطمہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما سے راست خطاب کرکے

فرمایا کہ: مجھ سے نسبت پر قناعت کرکے مت بیٹھنا! عمل کرتے رہنا کہ عمل ہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ روز قیامت کسی کو اللہ کے حضور کسی قسم کی بات کرنے کی بھی ہمت نہیں ہوگی، چہ جائیکہ کوئی بات اللہ پر دباؤ ڈال کر منوالے، الا یہ کہ اللہ ہی کسی کو بات کرنے کی اجازت دے تو پھر وہ بات کر سکے گا۔ دلائل

بند.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ہرنبی کی تعظیم و توقیر ضروری ہے، کسی نبی کی شان میں ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ (الحجرات:۲) و يجب عليكم تبجيلہ و تعظيمہ و مراعاۃ آدابہ و خفض الصوت بحضرتہ و خطابہ بالنبی و الرسول و نحو ذٰلک۔ (تفسير مظهری:۲؍۴۱) و الحاصل انہ لا شک ولاشبہۃ فی کفر شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فی استباحۃ قتلہ و ھو المنقول عن الائمۃ الاربعۃ (رد المحتار:۳؍۳۱۷) اجمع عوام اهل العلم على ان حد من سبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم القتل۔**

**(الصارم المسلول:۴) قال العلامہ الحصکفی رحمہ اللہ تعالیٰ: وَكُلُّ مُسْلِمٍ ارْتَدَّ فَتَوْبَتُهُ مَقْبُولَةٌ إلَّا جَمَاعَةٌ مَنْ تَكَرَّرَتْ رِدَّتُهُ عَلَى مَا مَرَّ وَ الْكَافِرُ بِسَبِّ نَبِيٍّ ) مِنْ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّهُ يُقْتَلُ حَدًّا وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ مُطْلَقًا ، وَلَوْ سَبَّ اللَّهَ تَعَالَى قُبِلَتْ لِأَنَّهُ حَقُّ اللَّهِ تَعَالَى ، وَالْأَوَّلُ حَقُّ عَبْدٍ لَا يَزُولُ بِالتَّوْبَةِ ۔ (رد المحتار:۴؍۲۳۱)**

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے نبی ہیں۔

**وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا۔ (سبأ:۲۸) فقد قال ابن عباس رضی اللہ عنہ ان اللہ فضل محمد علی اهل السماء و علی الانبیاء۔ (شرح فقہ اکبر:۱۱۴) و افضل الانبیاء محمد علیہ السلام لقولہ تعالیٰ: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ..... و عندنا فی الاستلال وجهان: احدهما الاجماع فهو قول لم یعرف مخالف من اہل السنۃ بل من اہل القبلۃ کلهم، ثانیهما الاحادیث المتظاہرۃ کقولہ علیہ السلام ان اللہ فضلنی علی الانبیاء، و فضل امتی علی الامم رواہ الترمذی، و قولہ انا سید الناس یوم القیامۃ رواہ مسلم، و قولہ انا**

**اکـــرم الاولین و الآخـــرین علی اللہ و لا فخر رواہ الترمذی و الدارمی، و قـولہ اذا کـان یــوم القیـٰمۃ کنت امــام النبــیین و خطیبھم و صـاحب شـفاعتھم غـیر فخـر رواہ الترمـذی و امثالہا کثـیرۃ (نـبراس: ۲۸۶)**بند

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات سے زیــادہ علوم عطافرمائے گئے، جو کسی اورکــو نہیں دئے گــئے، لیکن عـالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

**وَعِنْــدَهُ مَفَــاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَــا إِلَّا هُــوَ ۔ (الانعــام:۵۹) عن أنس بن مالــك رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صـلى الله عليـه وسـلم : هـل تـدرون من أجـود جوداً؟ قالوا: الله ورسوله أعلم. قال: الله أجود جوداً، ثم أنا أجود بني آدم، وأجودهم من بعد رجل علم علماً فنشره، يأتي يــوم القيامة أميراً وحده. أو قال: أمـة واحـدة۔ (مشکوٰۃ المصابیح:۱۔۳۶)**بند

حضــور اکــرم صــلی اللہ علیہ وســلم اوردیگــر انبیــاء کــرام علیھم السـلام اپـنی قبـورمیں زنـدہ ہیں۔اور نـبی کی وفـات سـے ان کی نبوت و رسالت ختم نہیں ہوتی۔تشریح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگــر انبیــاء علیھم السلام وفات کے بعد اپنی قبورِ مبارکہ میں اسی طرح نبی و رسول ہیں جیسا کہ وفات سے پہلے دنیوی زندگی میں تھے،

اس لئے کہ نبی کی وفات سے ان کی نبوت و رسالت ختم نہیں ہوتی ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوردیگر انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور مبارکہ میں مختلف مشاغل و عبادات میں مصروف ہیں، ان کی یہ عبادات تکلیفِ شرعیہ کے طور پر نہیں بلکہ حصولِ لذت و سرور کے لئے ہیں ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو قبر مبارک میں حاصل ہونے والی حیات اس قدر قوی اور دنیوی حیات کے مشابہ ہے کہ □□ بہت سے احکام دنیوی حیات کے حضرات انبیاء علیہم السلام پر وفات کے بعد بھی جاری ہوتے ہیں، مثلاً ازواجِ مطہرات سے نکاح جائز نہ ہونا، نبی کی میراث تقسیم نہ ہونا اور سلام کہنے والے کا سلام سننا وغیرہ۔۔

**دلائل**

**قال ابوحنیفہ انہ رسول الآن حقیقۃ (مسالک العلماء:۱۰) هو صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ باق علی رسالتہ و نبوتہ حقیقۃ کما یبقی وصف الایمان للمؤمن بعد موتہ و ذٰلک الوصف باق بالروح و الجسد معاً لان الجسد لا تاکلہ الارض ...... انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ رسولا الی الابد حقیقۃ لا مجازًا (الروضۃ البہیۃ:۱۵، بحوالہ مقامِ حیات:۱۵) مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: دار المحتار:۳/۳۶۶، طبقات الشافعیۃ: ۲۶۰، الملل و النحل:۲/۸۸) عَنْ سُلَیْمَانَ**

التَّيْمِيِّ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ عِيسَى مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي ۔ (صحيح مسلم:۲۔۲۶۸) وصلاتهم في أوقات مختلفة وفي أماكن مختلفة لا يرده العقل وقد ثبت به النقل فدل ذلك على حياتهم ۔ (فتح الباری:۱۔۱۳۰) قال القرطبي حببت إليهم العبادة فهم يتعبدون بما يجدونه من دواعي أنفسهم لا بما يلزمون به۔ (فتح الباری:۱۔۳۳۰) كَمَا أَنَّ مُوسَى يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ ؛ وَكَمَا صَلَّى الْأَنْبِيَاءُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ وَتَسْبِيحِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَالْمَلَائِكَةِ، فَهُمْ يُمَتَّعُونَ بِذَلِكَ وَهُمْ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ بِحَسَبِ مَا يَسَّرَهُ اللَّهُ لَهُمْ وَيُقَدِّرُهُ لَهُمْ لَيْسَ هُوَ مِنْ بَابِ التَّكْلِيفِ الَّذِي يَمْتَحِنُ بِهِ الْعِبَادَ۔ (فتاویٰ لابن تیمیہ:۱۔۳۵۴) عندنا و مشائخنا حضرۃ الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ الشریف و حیوتہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیویۃ من غیر تکلیف و ھی مختصۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم و بجمیع الانبیاء صلوۃ اللہ علیھم۔ (المھند علی المفند:۳۷) ۔ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ

اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا (الاحــزاب:٥٣) لا عــد على ازواج لان حى فــتزوجهن باقي (شـرح زرقـانى على المـواهب:٥ ٣٣٤) لا عــدة عليهن لأنــه حي في قــبره وكذلك سائر الأنبياء (مرقا:١١ ٢٥٦) ان المنع هنا لانتفاء الشـرط و هـو اما عـدم وجود الوارث بصف الـوارثي كمـا اقتضـا الحديث و اما عدم موت الـوارث بنـاء على ان الانبياء احياء فى قبورهم كما ورد فى الحــديث (رســائل ابن عابــدين:٢ ٢٠٢) فمن المعتقد المعتمـد ان صـلى الل علي وسـلم حى فى قـبر كسـائر الانبيـاء فى قبــورهم و هم احيــاء عنــد ربهم و ان لازواجهم تعلقا بالعالم العلوى و السفلى كما كان فى الحـال الـدنيوى فهم بحسـب القلب عرشــيون و باعتبــار القــالب فرشيون (شرح الشـفا لعلى القـارى:٣ ٤٩٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُـولَ اللهِ صَلَّى الله عَلَيه وسَلَّم ، يَقُولُ : وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَـدِهِ ، لَيَنْـزِلَنَّ عِيسَـى بْنُ مَـرْيَمَ إِمَامًـا مُقْسِـطًا ، وَحَكَمًـا عَـدْلاً ، فَلَيَكْسِــرَنَّ الصَّــلِيبَ ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيــرَ ، وَلَيُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ ، وَلتُذْهِبَنَّ الشَّــحْنَاءَ ، وَلَيُعْرضن عليه الْمَالُ ، فَلاَ يَقْبَلَـهُ ، ثُمَّ لَئِنْ

**قَــامَ عَلَى قَبْـــرِي ، فَقَــالَ : يَـــا مُحَمَّدُ ، لأُجِيبُهُ (مسند ابويعلیٰ:۵/۴۹۷) إنـه عليـه السلام يأخذ الأحكـام من نبينـا صـلى اللـه تعالى عليه وسلم شفاها بعد نزولـه وهـو في قبره الشريف عليه الصلاة و السـلام وأيد بحديث أبي يعلى والذي نفسـي بيـده لينزلن عيسى إبن مريم ثم لئن قـام على قـــبري وقـــال يامحمـــد لأجيبنـــه (روح المعانى:۲۲/۳۵)**

بند.

قبر مبارک میں زمین کا وہ حصہ جو حضرت نبی کـریم صـلی اللہ علیہ وسـلم کے جسـم مبـارک کے سـاتھ لگـا ہوا ہے، اہل سـنت و الجمـاعت کـا اجمـاع ہے کہ وہ تمـام روئے زمین حـتی کہ بیت اللہ شریف اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

**قَالَ فِي اللُّبَابِ : وَالْخِلَافُ فِيمَـا عَـدَا مَوْضِعَ الْقَبْرِ الْمُقَدَّسِ ، فَمَـا ضَـمَّ أَعْضَـاءَهُ الشَّرِيفَةَ فَهُوَ أَفْضَلُ بِقَاعِ الْأَرْضِ بِالْإِجْمَاعِ الْكَعْبَةِ وَأَنَّ الْخِلَافَ فِيمَا عَـدَاهُ، وَنُقِـلَ عَنْ ابْنِ عَقِيلٍ الْحَنْبَلِيِّ أَنَّ تِلْكَ الْبُقْعَـةَ أَفْضَـلُ مِنْ الْعَرْشِ ، وَقَدْ وَافَقَهُ السَّـادَةُ الْبَكْرِيُّونَ عَلَى ذَلِـــكَ، وَقَـــدْ صَـــرَّحَ التَّاجُ الْفَـــاكِهِيُّ بِتَفْضِـــيلِ الْأَرْضِ عَلَى السَّـــمَوَاتِ لِحُلُولِـــهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا ، وَحَكَاهُ بَعْضُـهُمْ عَلَى الْأَكْثَرِينَ لِخَلْقِ الْأَنْبِيَـاءِ مِنْهَـا وَدَفْنِهِمْ فِيهَا وَقَالَ النَّوَوِيُّ : الْجُمْهُورُ عَلَى تَفْضِيلِ**

السَّـمَاءِ عَلَى الْأَرْضِ ، فَيَنْبَغِي أَنْ يُسْـتَثْنَى مِنْهَا مَوَاضِعُ ضَمّ أَعْضَاءِ الْأَنْبِيَاءِ لِلْجَمْعِ بَيْنَ أَقْــوَالِ الْعُلَمَــاءِ۔ (رد المحتــار:۲۔۶۲۶) و اجمعــوا على ان الموضــع الــذى ضــمم اعضـاءہ الشـريفہ صـلى اللہ عليہ وسـلم افضـل بقـاع الارض حـتى موضـع الكعبہ۔ (شرح زرقانى على المواهب: ۱۲۔۲۳۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرنـا نہ صرف مستحب ہے بلکہ عمدہ ترین نیکی اور افضـل تـرین عبـادت ہے۔

اعلم أن زيــارة قــبره الشــريف من أعظم القربـــــات، وأرجى الطاعـــــات، والسبيل إلى أعلى الدرجات، ومن اعتقــد غـير هـذا فقـد انخلـع من ربقـة الإسـلام، وخـالف اللـه ورسـوله وجماعـة العلمـاء الأعلام۔ (شــرح زرقــانى على المــواهب: ۱۲۔۱۷۸) ۔ عن عبد اللہ بن عمر رضى اللہ عنہما قـال قـال صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ : مَنْ جَاءَنِي زَائِرًا لَا تَحْمِلُهُ حَاجَةٌ إِلَّا زِيَارَتِي كَـانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَكُـونَ شَـفِيعًا لَـهُ يَـوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (معجم كبير للطــبرانى:۱۲۔۲۲۵) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى اللــه عليــه وســلم: من حج إلى مكــة ثم قصــدني في مســجدي كتبت لــه حجتــان مبروتان وهو فى مسند الفردوس۔ (وفاء

الوفـاء:١٣٤٧/٤) وقـد أجمـع المسـلمون على اسـتحباب زيـارة القبـور، كمـا حكـاه النووى، وأوجبها الظاهرية، فزيارته صـلى اللـه عليـه وسـلم مطلوبـة بـالعموم والخصوص. لما سبق، ولأن زيـارة القبـور تعظيم، وتعظيمه صـلى اللـه عليـه وسـلم واجب. ولهذا قـال بعض العلمـاء: لا فـرق فى زيارتـه صـلى اللـه عليـه وسـلم بين الرجـال والنسـاء ۔ (شـرح زرقـانى على المـواهب: ١٨٣/١٢) وينبغى لمن نـوى الزيارة أن ينـوى مـع ذلـك زيـارة مسـجده الشـريف، والصـلاة فيـه۔ (شـرح زرقـانى على المواهب: ١٨٣/١٢)۔

نبی کریم صـلی اللہ علیہ وسـلم کی قـبر مبـارک کے پـاس حاضـر ہوکرآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعاء کرنـا، شـفاعت کی درخواسـت کرنـا اور یہ کہنـا کہ ’’حضـو! مـیری بخشـش کی سفارش فرمائیں‘‘ نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُـوا أَنْفُسَـهُمْ جَـاءُوكَ فَاسْـتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْـتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُـولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا۔ (النسـاء:٦٤) عن مالـك الـدار قـال وكـان خـازن عمـر على الطعـام، قـال: أصـاب النـاس قحـط في زمن عمر، فجاء رجل إلى قبر النبي صلى اللـه عليـه وسـلم فقـال: يـا رسـول اللـه استسـق لأمتـك فـإنهم قـد هلكـوا، فـأتي

الرجل في المنام فقيل له: ائت عمر فأقرئه السلام، وأخبره أنكم مستقيون، وقل له: عليك الكيس! عليك الكيس! فأتى عمر فأخبره فبكى عمر ثم قال: يا رب لا آلو إلا ما عجزت عنه، وقد روى سيف في الفتوح أن الذي رأى المنام المذكور هو بلال بن الحارث المزني أحد الصحابہ رضى اللہ عنہ و محل الاستشهاد طلب الاستسقاء منہ صلى اللہ عليہ وسلم وهو فى البرزخ و دعاہ لربہ فى هذہ الحالۃ غير ممتنع و علمہ بسؤال من يسألہ قد ورد فلا مانع من سوال الاستسقاء و غيرہ منہ كما كان فى الدنيا۔ (وفاء الوفاء:۲؍۴۲۱) ثُمَّ يَسْأَلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّفَاعَةَ فَيَقُولُ، يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسْأَلُك الشَّفَاعَةَ ، يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسْأَلُك الشَّفَاعَةَ ..... وَلْيُكْثِرْ دُعَاءَهُ بِذَلِكَ فِي الرَّوْضَةِ الشَّرِيفَةِ عَقِيبَ الصَّلَوَاتِ وَعِنْدَ الْقَبْرِ ، وَيَجْتَهِدَ فِي خُرُوجِ الدَّمْعِ فَإِنَّهُ مِنْ أَمَارَاتِ الْقَبُولِ۔ (فتح القدير:۲؍۲۳۶؍۲۳۹) وكذلك أيضا ما يروى أن رجلا جاء إلى قبر النبي صلى الله عليه و سلم فشكا إليه الجدب عام الرمادة فرآه وهو يأمره أن يأتي عمر فيأمره أن يخرج فيستسقي الناس۔ (اقتضاء

الصـــراط لابن تیمیہ:۳۷۳) ۔ وَتَسْـــتَقْبِلَ الْقَبْرَ بِوَجْهِك ثُمَّ تَقُولَ : السَّلَامُ عَلَيْك أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَـةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُـهُ ، إلَّا أَنْ يُحْمَـلَ عَلَى نَوْعٍ مَا مِنْ اسْـتِقْبَالِ الْقِبْلَـةِ ، وَذَلِـكَ أَنَّهُ عَلَيْـــهِ الصَّـــلَاةُ وَالسَّـــلَامُ فِي الْقَبْـــرِ الشَّـــرِيفِ الْمُكَـــرَّمِ عَلَى شِـــقِّهِ الْأَيْمَنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ۔ (فتح القدير:٢۔٣٣٦) بــل استقبلہ و استشفع بہ فیشفعہ اللہ قــال اللہ تعـالیٰ وَلَـوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُـوا أَنْفُسَـهُمْ جَــاءُوكَ فَاسْـــتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْـــتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُـــولُ لَوَجَـــدُوا اللَّهَ تَوَّابًـــا رَحِيمًـــا۔ (الشـفاء:٢۔٣٣) فَقَـالَ الْأَكْثَـرُونَ كَمَالِـكٍ وَأَحْمَـدَ وَغَيْرِهِمَـا يُسَـلِّمُ عَلَيْـهِ مُسْـتَقْبِلَ الْقَبْرِ، وَهُوَ الَّذِي ذَكَرَهُ أَصْحَابُ الشَّـافِعِيِّ، وَأَظُنُّهُ مَنْقُولًا عَنْهُ۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ:٢٧۔ ١١٧) بند

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنا مســتحب اور افضل ترین نیکی ہے۔ تشریح

افضل درود وہی ہے جس کے الفـاظ نـبی کـریم صـلی اللہ علیہ وسلم سـے منقـول ہیں، گـو غـیر منقـول درود کـا پڑھنـا بھی بـرکت سـے خـالی نہیں ہے، بشـرطیکہ اس کـا مضمون صحیح ہو۔ سب سے افضل درود ’’درودِ ابراہیمی‘‘ ہے جسے نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ دلائل

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَـهُ يُصَـلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَـا أَيُّهَـا الَّذِينَ آمَنُـوا صَـلُّوا عَلَيْـهِ وَسَـلِّمُوا

تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب:٥٦) أي عظموا شأنه عاطفين عليه فإنكم أولى بذلك وظاهر سوق الآية أنه لا يجاب إقتدائنا به تعالى فيناسب إتحاد المعنى مع إتحاد اللفظ وقراءة إبن مسعود صلوا عليه كما صلى عليه وكذا قراءة الحسن فصلوا عليه أظهر فيما ذكر فيبعد تفسير صلوا عليه بقولوا : اللهم صل على النبي أو نحوه ومن فسره بذلك أراد أن المراد بالتعظيم المأمور به ما يكون بهذا اللفظ ونحوه مما يدل على طلب التعظيم لشأنه عليه الصلاة و السلام من الله عزوجل۔ (روح المعانى:١٢۔٧٧)۔ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔ (صحيح بخارى:٢۔٧٠٨) ( قَوْلُهُ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ) قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ : وَالْمُخْتَارُ فِي صِفَتِهَا مَا فِي الْكِفَايَةِ وَالْقُنْيَةِ وَالْمُجْتَبَى قَالَ : سُئِلَ مُحَمَّدٌ عَنْ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

**عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَقُولُ : اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْت عَلَى إبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إبْرَاهِيمَ إنَّك حَمِيدٌ مَجِيدٌ ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْت عَلَى إبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إبْرَاهِيمَ إنَّك حَمِيدٌ مَجِيدٌ ، وَهِيَ الْمُوَافِقَةُ لِمَا فِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا (رد المحتار:١/٥١٢)**

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہوکر جو شخص صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہے آپ خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ (سنن ابوداؤد:١/٢٨٦) وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا أبلغته (كنز العمال:١/٤٩٢) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ، يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِيَ السَّلَامُ (سنن نسائی:١/١٨٩) وَاتَّفَقَ الْأَئِمَّةُ عَلَى أَنَّهُ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ عِنْدَ زِيَارَتِهِ وَعَلَى صَاحِبَيْهِ لِمَا فِي السُّنَنِ عَنْ**

**أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ أَنَّهُ قَـالَ { مَـا مِنْ رَجُـلٍ يُسَـــلِّمُ عَلَيَّ إلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْــهِ السَّـلَامَ } وَهُـوَ حَـدِيثٌ جَيِّـدٌ۔ (فتـاویٰ ابن تیمیہ:۴۔۳۶۱) ولا یـدخل في هذا الباب ما یروی من أنّ قوماً سمعوا رد السّلام من قـبر النـبي صـلی اللـه علیـه وسلم أو قبـور غـیره من الصـالحین، وأن سعید بن المسـیب کـان یسـمع الأذان من القــبر لیــالي الحــرة۔ (اقتضــاء الصــراط المستقیم لابن تیمیہ:۳۷۳)**

بعد دور سے پڑھا جانے والا درود و سلام بذریعہ ملائکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جاتا ہے۔

**قَــالَ رَسُــولُ اللَّهِ صَــلَّى اللَّهُ عَلَيْــهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَـةً سَـيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ۔ (سنن نسـائی: ۱۔۱۸۹) عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَـالَ إِنَّ مِنْ أَفْضَـلِ أَيَّامِكُمْ يَـوْمَ الْجُمُعَـةِ فِيـهِ خُلِـقَ آدَمُ عَلَيْـهِ السَّـلَام وَفِيـهِ قُبِضَ وَفِيـهِ النَّفْخَـةُ وَفِيـهِ الصَّـعْقَةُ فَـأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنْ الصَّـلَاةِ فَـإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَـلَاتُنَا عَلَيْـكَ وَقَـدْ أَرَمْتَ أَيْ يَقُولُونَ قَدْ بَلِيتَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَـدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُـلَ أَجْسَـادَ الْأَنْبِيَـاءِ**

**عَلَيْهِمُ السَّلَامُ (سنن نسائی:۱/۲۰۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا أَبْلَغْتُهُ (کنز العمال:۱/۴۹۲) وَقَدْ رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالدَّارَقُطْنِي عَنْهُ : مَنْ سَلَّمَ عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْته وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا أُبْلِغْته، وَفِي إسْنَادِهِ لَيِّنٌ . لَكِنْ لَهُ شَوَاهِدُ ثَابِتَةٌ ؛ فَإِنَّ إبْلَاغَ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ مِنْ الْبُعْدِ قَدْ رَوَاهُ أَهْلُ السُّنَنِ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ:۲۷/۱۱۶)**

نبی کے ساتھ سب سے زیادہ محبت کرنا فرض ہے، یہاں تک کہ یہ محبت اپنے ماں اور باپ اور اپنی اولاد اور تمام مخلوقات سے بھی زیادہ ہو

تشریح

**نبی کے ساتھ محبت:**

انبیاء و رسولوں سے محبت لازم ہے، ہر قوم و امتی پر لازم ہے کہ وہ تمام انبیاء سے عمومی محبت کرے اور اپنے نبی سے خصوصی سب سے زیادہ محبت کا تعلق رکھے، نبی کے علاوہ کسی اور کی محبت نبی کی محبت پر غالب نہ ہو، نہ اپنے رشتہ داروں کی، نہ ماں باپ کی ، یہاں تک کہ مکلف کی محبت اپنے نبی سے خود اپنی ذات سے بھی زیادہ ہو، جب تک ایسا نہ ہو اس وقت تک کسی مؤمن کا ایمان پورا نہیں ہو سکتا

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ - رضى الله عنه - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ**

« فَوَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ » . (صحيح بخارى) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ - صلى الله عليه وسلم - « لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ » . (صحيح بخارى) وإن كانت محبة جميع الرسل من الإيمان، لكن الأحبية مختصة بسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم............. أن عمر بن الخطاب قال للنبي - صلى الله عليه وسلم: "لأنت يا رسول الله أحب إلي من كل شيء إلا من نفسي.فقال: "لا والذي نفسي بيده، حتى أكون أحب إليك من نفسك". فقال له عمر: فإنك الآن والله أحب إلي من نفسي.فقال: "الآن يا عمر " انتهى. (فتح البارى:١/١٦٠) تبين أن حقيقة الايمان لا يتم الابذلك ولا يصح الايمان الا بتحقيق اعلاء قدر النبى صلى الله عليه و سلم ومنزلته على كل والد وولد ومحسن ومفضل ومن لم يعتقد هذا واعتقد سواه فليس بمؤمن هذا كلام القاضي رحمه الله والله أعلم ( شرح النووى على مسلم:٢/١٦) بند

بند.

**بد** اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے درمیان فرق کرنا جائز نہیں ہے۔ نبی کا ہر حکم ہر مؤمن کے لئے واجب العمل ہے۔ **تشریح**

**حجیتِ سنت پر ایمان:**

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی شکل میں جو کچھ نازل کیا ہے اس کی اپنی اہمیت ہے، اسی طرح رسول قرآن سے ہٹ کر جو کچھ کہیں وہ بھی وحی ہے، رسول کے غیر قرآن خطاب پر لبیک کہنا بھی لازمی ہے، اور اس سے انحراف کرنا نفاق کی علامت ہے۔ یعنی قرآنی احکام کی اطاعت کے علاوہ رسول کی اطاعت کرنا بھی مستقل فریضہ ہے، رسول کے قرآن کے علاوہ احکام کو ماننے سے انکار کرنا کفر ہے، یہ کہنا کہ ہمارے لئے قرآن کافی ہے، اس سے اگر یہ غرض ہو کہ احادیث میں جو کچھ ہے اس کو ماننا لازم نہیں ہے تو یہ کفریہ عقیدہ ہے۔

جو شخص وحی حدیث کا انکار کرے وہ بلا شبہ کافر ہے اور جو شخص تواتر سے ثابت وحی حدیث کا انکار کرے وہ بھی بلاشبہ کافر ہے، اور وحی حدیث کے اتباع کے لازم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہوئے خبر احاد سے ثابت وحی حدیث کا جو شخص انکار کرے وہ فاسق ہے۔

جو لوگ وحی حدیث یا حجیت سنت کا انکار کرتے ہیں وہ گویا اللہ اور اس کے رسول کے حکم میں فرق کرتے ہیں، حالانکہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے، نبی کا حکم اللہ کی جانب سے ہوتا ہے، وہ دین کا کوئی حکم اپنی جانب سے نہیں دیتے، جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے احکام میں اس طرح فرق کرے اور کہے کہ وہ اللہ کے حکم کو مانے گا رسول کے

حکم کو نہیں مانے گا ، یا کہے کہ وہ قرآن کے حکم کو مانے گا حدیث کے حکم کو نہیں مانے گا تو وہ بلا شبہ کافر ہے۔

**دلائل**

**وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللہ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ۔ (٦١) (النساء)۔ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔ (النور:٥٦)۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللہ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللہ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللہ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا۔ (٥٩) (النساء) ۔وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللہ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا (٦١) (النساء) ۔وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللہ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللہ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللہ تَوَّابًا رَحِيمًا (٦٤) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (٦٥)(النساء)مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللہ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا (٨٠) (النساء)يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ**

رَبِّكُمْ فَـآَمِنُوا خَيْـرًا لَكُمْ وَإِنْ تَكْفُـرُوا فَـإِنَّ لِلَّهِ مَـا فِي السَّـمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَـانَ الل عَلِيمًا حَكِيمًا (١٧٠)(النساء)  قُـلْ أَطِيعُـوا الل وَأَطِيعُـوا الرَّسُـولَ فَـإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَـا عَلَيْـــهِ مَـــا حُمِّـــلَ وَعَلَيْكُمْ مَـــا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (٥٤)(النور) وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآَتُـوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُـونَ (٥٦)(النور)  لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَـدُعَاءِ بَعْضِـكُمْ بَعْضًـا قَـدْ يَعْلَمُ الل الَّذِينَ يَتَسَـــلَّلُونَ مِنْكُمْ لِـــوَاذًا فَلْيَحْـــذَرِ الَّذِينَ يُخَـالِفُونَ عَنْ أَمْـرِهِ أَنْ تُصِـيبَهُمْ فِتْنَـةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (٦٣) (النـور) يَـا أَيُّهَـا الَّذِينَ آَمَنُوا أَطِيعُوا الل وَأَطِيعُوا الرَّسُـولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَـيْءٍ فَـــــرُدُّوهُ إِلَى الل وَالرَّسُـــــولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُـونَ بِـالل وَالْيَـوْمِ الْآَخِـرِ ذَلِـكَ خَيْـرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (٥٩)(النسـاء)وَإِذَا قِيـلَ لَهُمْ تَعَـالَوْا إِلَى مَـا أَنْـزَلَ الل وَإِلَى الرَّسُـولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا (٦١) (النساء)وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُـولٍ إِلَّا لِيُطَـاعَ بِـإِذْنِ الل وَلَـوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُـوا أَنْفُسَـهُمْ جَـاءُوكَ فَاسْـتَغْفَرُوا الل وَاسْـتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا الل تَوَّابًا رَحِيمًـا (٦٤) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَـجَرَ

**بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (٦٥)(النساء)مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللہ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا (٨٠) (النساء)يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللہ عَلِيمًا حَكِيمًا (١٧٠)(النساء)۔**

## ہم انبیاء کے معجزات پر کس طرح ایمان لائیں اور ان سے متعلق احکام و عقائد

انبیاء کرام علیہم السلام کے جو معجزات دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہیں، ان پر ایمان لانا فرض ہے۔ اور جومعجزات قطعی دلائل سے ثابت نہیں ان کا انکار ضلالت و گمراہی ہے۔ **تشریح**

لفظِ معجزہ در اصل علم العقائد والوں کی اصطلاح ہے، ورنہ قرآن و حدیث میں اُسے آیت، برہان، علامت اور دلیل سے تعبیر کیا گیا ہے۔

معجزہ اس خارقِ عادت اور لوگوں کو عاجز کردینے والے کام کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نبی کے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے۔

ایسے قطعی معجزات میں سے کسی ایک کے انکار سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کی کشتئ معجزہ، حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا معجزہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کا گلزار بنانے کا معجزہ، حضرت داؤد علیہ

السلام کے لئے لوہے کو موم کی طرح نرم کرنے کا معجزہ، حضرت سلیمان علیہ السلام کو چرند پرند کی بولیاں سکھانے کا معجزہ، انسانوں اور جنوں کو ان کے تابع کرنے کا معجزہ، مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے کرنے کا معجزہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے عصاء اور یدِ بیضاء کا معجزہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کرنے کا معجزہ، پیدائش کے فوراً بعد کلام کرنے کا معجزہ، مٹی کے پرندے بناکر انہیں زندہ کرکے اڑانے کا معجزہ، اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنے اور مُردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ، نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن مجید کا معجزہ کہ چودہ سو سال سے زیادہ گذر جانے کے بعد بھی کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کرسکا اور نہ کوئی پیش کرسکتا ہے، واقعۂ اسراء کا معجزہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے پھینکی جانے والی مٹی کو کافروں کی آنکھوں میں ڈال دینے کا معجزہ وغیرہ ہے۔

انبیاء علیہم السلام کو جو معجزات دئے گئے ہیں وہ بر حق ہیں، ان پر ایمان لانا ضروری ہے اور معجزات کے وجود کا ہی انکار کفر ہے۔ دلائل

**المعجزہ: امر خارق للعادۃ، داع الی الخیر و السعادۃ، مقرون بدعوی النبوۃ، قصد بہ اظہار صدق من ادعیٰ انہ رسول من اللہ۔ (کتاب التعریفات للجرجانی: ۱۷۶) المعجزة مأخوذ من العجز الذي هو ضد القدرة وفي التحقيق المعجز فاعل**

العجــز في غــيره وهــو اللــه ســبحانه (مرقــا:٢:٥٣٠) معجــز عبــارت اســت از امرِ خارقِ عادت ک بردســت مـدعئ نبـوت بمقابل منکرين نبوت صادر شـود و کسـ مثل او کردن نتواند (مجموع فتـاوی:٢: ١٨) وَقَالُوا لَوْلَا نُـزِّلَ عَلَيْـهِ آيَـةٌ مِنْ رَبِّـهِ (الانعــام:٣٧) يَـا أَيُّهَـا النَّاسُ قَـدْ جَـاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًــا (النساء:١٧٤)، (صحيح بخـارى:١:٥٠٤، فتح البـــارى:٦:٧٣١) لَقَــدْ أَرْسَــلْنَا رُسُــلَنَا بِالْبَيِّنَــاتِ وَأَنزَلْنَــا مَعَهُمُ الْكِتَــابَ وَالْمِيْــزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْـطِ وَأَنزَلْنَـا الْحَدِيْـدَ فِيْهِ بَأْسٌ شَــدِيْدٌ وَمَنَــافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيْــزٌ ﴿٢٥﴾ (الحديد) وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَـــاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُـــوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُـونَ (هـود:٣٧) وَيَـا قَـوْمِ هَـذِهِ نَاقَـةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَـةً فَـذَرُوهَا تَأْكُـلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَــرِيبٌ (هود:٣٧) قُلْنَا يَا نَـارُ كُـونِي بَـرْدًا وَسَـلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ (الانبياء:٦٩) يَـا جِبَـالُ أَوِّبِي مَعَـهُ وَالطَّيْـرَ وَأَلَنَّا لَـهُ الْحَدِيـدَ (سـبأ:١٠) وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ وَقَالَ يَـا أَيُّهَـا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِـقَ الطَّيْـرِ (النمـل:١٦) وَحُشِـرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْـرِ

فَهُمْ يُوزَعُونَ۝ (النمل:١٧) وَأَسَلْنَا لَـهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ۝ (سـبأ:١٢) فَسَـخَّرْنَا لَـهُ الـرِّيحَ تَجْـرِي بِــــأَمْرِهِ رُخَـــاءً حَيْثُ أَصَـــابَ۝ (ص:٣٦) وَلِسُـلَيْمَانَ الـرِّيحَ غُـدُوُّهَا شَـهْرٌ وَرَوَاحُهَـا شَهْرٌ۝ (سبأ:١٢) وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَـزُّ كَأَنَّهَـا جَـانٌّ وَلَّى مُـدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ۝ (القصـص:٣١) وَاضْـمُمْ يَـدَكَ إِلَى جَنَاحِـكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْـرَى۝ (طٰ: ٢٢) قَــــالَتْ أَنَّى يَكُـــــونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَـرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا۝ قَـالَ كَـذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ۝ (مريم:٢٠،٢١) وَإِذْ تَخْلُـــقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْـــرِ بِـــإِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَـا فَتَكُـونُ طَيْـرًا بِـإِذْنِي وَتُبْـرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِـإِذْنِي وَإِذْ تُخْـرِجُ الْمَـوْتَى بِـإِذْنِي۝ (المائـد۝:١١٠) وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَـا عَلَى عَبْـدِنَا فَـأْتُوا بِسُـورَةٍ مِنْ مِثْلِـهِ وَادْعُـوا شُـهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۝ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَـافِرِينَ۝ (البقـر۝:٢٣،٢٤) فـانزل اللہ معجـز۝ القـرآن فـاعجزهم و تحـدى منهم فكـــان اظ۝ر لحجي۝ حيث اعجـــزهم فيما كانوا ماهرين في۝۝ (تفهيمـات الٰ۝ي۝: ٨١۝١) سُبْحَانَ الَّذِي أَسْـرَى بِعَبْـدِهِ لَيْلًا مِنَ

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (الاسراء:۱) وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى (الانفال:۱۷) و من انكر الاخبار المتواتر فى الشريع كفر (شرح فق اكبر:۱۶۵) و من جحد القرآن أى كل أو سور من أو آي قلت و كذا كلم أو قراء متواتر أو زعم انها ليست من كلام الل تعالىٰ كفر (شرح فق اكبر:۱۴۷) وهذا لأن خبر الواحد محتمل لا محالة, ولا يقين مع الاحتمال, ومن أنكر هذا فقد سفه نفسه وأضل عقله (كشف الاسرار شرح اصول بزدوى:۳۶۹۴) بند

بند.

بند نبی معجز پیش کرن میں الل تعالی ک محتاج وت یں تشریح

نبی و رسول نشانی یا معجز ک مطالب پر خود س کوئی معجز نیں پیش کر سکت؛ بلک و الل س کسی آیت اور معجز ک لئ دعار کر سکت یں جس پر الل تعالیٰ ان کو کوئی نشانی عطار فرمات یں، لیکن قوم یا مخاطبین ک نشانی ک ر مطالب کو قبول نیں کیا جاتا، چنانچ الل تعالیٰ مخاطبین ک نشانی ک ر مطالب کو پورا کرن س انکار بھی کردیت یں، ایسا انکار اسی وقت کیا جاتا  جبک کسی قوم ک نبی کو ضروری نشانیاں د

دی جاتی ہیں اور قوم محض انکار اور عناد میں اوٹ پٹانگ
نشانیوں کا مطالبہ شروع کردیتی ہے۔
اللہ تعالیٰ نے بعض مرتبہ کفار کے مطالبے کے عین
مطابق نبی کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر فرمایا اور کافروں کی
طرف سے جو مطالبہ، ضد، ہٹ دھرمی اور کٹ حجتی کی
بناء پر کیا گیا اُسے پورا نہیں فرمایا۔

**دلائل**

**وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ (الرعد:۳۸) ۔ وَيَا قَوْمِ هَـذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا ۔ (هود:۶۴) وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ۔ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ۔ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ۔ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَى فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَؤُهُ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ۔ (الاسراء:۹۰تا۹۳) انہ لا یخفیٰ ان المعجزۃ حقیقۃ انما ھو اللہ تعالیٰ فانہ خالق العجز والقدر انما سمی الفعل الخارق العادۃ معجزۃ علی طریق التوسع و المجاز لا علی الحقیقۃ۔۔ (الیواقیت و الجواھر:۱۔۱۶۰) معجزہ فعل نبی نیست**

**بلکہ فعل خدائے تعالیٰ است کہ بر دستِ وے اظہار نمودہ، بخلافِ افعالِ دیگر کہ کسب ایں از بندہ است و خلق از خدا تعالیٰ و در معجزہ کسب نیزار بندہ نیست (مدارج النبوۃ:۲:۱۱۶)**

نبی و رسول اپنے دعوئ نبوت پر جونشانی پیش کرتے ہیں قوم اس میں نبی کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہوتی ہے۔

**معجزہ کی حقیقت:**

معجزہ نبی کے دعوئ نبوت کو پورا کرنے کی ایک ایسی نشانی ہوتی ہے جس کو کرنا یا تو انسان و مخلوقات کے بس سے باہر ہوتا ہے، جیسا کہ پہاڑ سے اونٹنی کو نکالنا، چاند کے دو ٹکڑے کردینا،یا پھر اس کو غیر نبی کر تو سکتا ہے لیکن اس کام کو انجام دینے کے لئے اس کو اسباب اختیار کرنا ہوگا، جبکہ نبی اس کو اسباب کے بغیر محض اپنے اشارے یا حکم کے ذریعے باذن اللہ کرتا ہے، مثلاً پانی میں راستے بنانا، انسان اس کو اسباب اختیار کرکے بنا سکتا ہے، لیکن نبی اس کو بغیر اسباب کے سب کے سامنے انجام دیتا ہے۔

اگر کوئی مدعئ نبوت اپنے دعوئ نبوت پر کوئی ایسی نشانی دے جس کو دوسرا کوئی انسان مدعی نبوت کو چیلنج کرکے اسی طرح کا جواب دکھا دے تو پھر مدعی نبوت کی پیش کردہ نشانی معجزہ نہیں ہو سکتی، نبی یا رسول اپنے دعوئ نبوت پر جو دلیل دیتے ہیں ان کی قوم نہ اس دلیل کو رد کر سکتی ہے اور نہ ہی کوئی جواب دے سکتی

ہے،جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسی علیہ السلام کےلئے
عصاء کو معجزہ بنایا، جب حضرت موسی علیہ السلام
چاہتے وہ اژدہے کی شکل اختیار کر لیتا تھا، ساحروں نے
جب اپنے سحر سے اس کا مقابلہ کرنا چاہا تو اس عصاء
سے بننے والے اژدہے نے ان سب کو نگل لیا، یہی معجزہ کی
شان ہوتی ہے کہ اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔

سحر اور معجزہ میں ایک اور فرق یہ ہوتا ہے کہ
سحر انسان سیکھتا ہے، جبکہ نبی معجزہ کے ظہور کو
باقاعدہ فن کی شکل میں نہیں سیکھتے، اسی طرح سحر
کے لئے ساحر اسباب اختیار کرتا ہے جو عام آدمی کے لئے
مخفی ہوتے ہیں، لیکن وہ اسباب ہوتے ضرور ہیں ۔

حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کئی
ظاہری بیّن دلائل عطار فرمائے تھے، وہ اللہ کے اذن سے
کوڑھ کے مریض اور مادر زاد اندھے کو شفایاب کر دیتے تھے،
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو
معجزات عطار فرمائے ان میں قرآن مجید سب سے بڑا
معجزہ ہے، جتنے بھی سچے انبیار گذرے ہیں ان کے نبوت کے
معجزات کا باوجود چیلنج کے مقابلہ نہیں کیا جا سکا
ہے،مثلاً حضرت موسی وحضرت عیسی علیہما السلام اور
اخیر میں حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے معجزات ہیں، اور اب نبی آخر الزمان حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ یعنی قرآن قیامت
تک باقی رہے گا اور اس کا چیلنج بھی قیامت تک باقی ہے،
جس کا جواب نہ اب تک دیا جا سکا ہے نہ دیا جا سکے گا۔

انبیاء علیہم السلام کے یہ معجزات اتنے واضح ، کھلے ہوئے اور حق پر مشتمل ہوتے ہیں کہ خود انبیاء کے مخالفین کو یہ یقین ہوتا کہ ان کاانکار کرنا یا ان پر رد کرنا ممکن نہیں ہے۔ انہیں میں سے ایک اہم نشانی ان انبیاء کے ذاتی حالات کا کمال، ان کے بہترین اخلاقِ حمیدہ اور کریمانہ خصائل اور عادات بھی ہوتے تھے جن کے ذریعے بھی انہیں ان کے مخالفین سے برتری حاصل ہوتی تھی۔

انبیاء و رسولوں کے معجزات اور آیات نبوت جو قطعی طور پر ثابت ہیں ان کا انکار کرنا کفر ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ پہاڑ سے اونٹنی کے نکالنے کا انکار کرنا کفر ہے، حضرت موسی علیہ السلام کے عصاء کے معجزہ کا انکار کفر ہے، حضرت عیسی علیہ السلام کے معجزہ پرندوں کو باذن اللہ زندہ کرنے، کوڑھ کے مریضوں کو صحت یاب کردینے کا انکار کرنا کفر ہے، اسی طرح ان کے علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں پھینکے جانے کے باوجود صحیح سلامت بچ جانے کو نہ ماننا کفر ہے، حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان سے بچ جانے کو ماننے سے انکار کرنا کفر ہے۔

بند.

**بد** معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کی نبوت کے برحق ہونے کی ایک آسمانی دلیل ہوتا ہے۔ تشریح

نبی کی نبوت کی اصل دلیل نبی کی ذات و صفات اور ان کی تعلیمات ہوتی ہیں، انہیں کو دیکھ کر سلیم الفطرت اور سمجھدار و عقلمند لوگ ایمان لے آتے ہیں، عام لوگ جو ظاہری اور حِسّی نشانیوں سے متاثر ہوتے ہیں، ان کے لئے اللہ تعالیٰ معجزات کا انتظام فرماتے ہیں اور جن کے مقدر میں سوائے محرومی کے اور کچھ نہیں ہوتا وہ معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔ دلائل

**ثم اذا نظرنـــا الی الـــذین انســـاقوا بـالمعجز لضـعف ایمـانهم و امـا غـیرهم فما احتـاج الی ظور ذٰلـک بـل امن بـاول وهل بما جاء ب رسـول لقـو نصـیب من الایمان فاستجاب بالیسر سـبب و امـا من لیس ل نصـیب فی الایمـــان لم یســـتجب بالمعجزات ولا یغیرها قال تعـالیٰ من یـرد ان یضل یجعل صـدر ضـیقا حرجـا کانمـا یصـــــعد فی الســــــماء الانعـــــام:١٢٥ (الیـــواقیت و الجـــواهر:١٢١٥) اعلم ان البرهان القاطع علی ثبـوت نبـو الانبیـاء هو المعجزات وهی فعل یخلق الل خارقا للعـاد علی یـــد مـــدعی النبـــو معترفـــاً بدعوا و ذٰلک الفعل یقوم مقام قول الل عـــز و جـــلّ ل انت رســـولی تصـــدیق لمـــا ادعا (الیواقیت و الجواهر:١١٥٨)** بند

بند.

بد جو خرق عـادت کـام نـبی کی نبـوت سـ پ ظـار و اس کـو ارـاص کا جاتا 

**جیسـا ک واقعۂ فیـل کـو نـبی کـریم صـلی الل علی وسـلم ک ار اصـات میں سـ شـمار کیـا گیـا الاهاصـات جمـع ارهاص و هو الخارق الذی یظر قبل بعث النبی سمی ارـاصا لکون تاسیسا لقاعد النبـو عن ار صـت الحائـط اذا اســت**

**(حاشیہ خیالی:۸۴) اقسام الخوارق ...... رابعہا الارہاص للنبی قبل ان یبعث کتسلیم الاحجار علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ادرجہ بعضہم فی الکرامۃ و بعضہم فی المعجزۃ (نبراس:۲۷۲) أصحاب الفيل الذين كانوا قد عزموا على هدم الكعبة ومحو أثرها من الوجود، فأبادهم الله، وأرغم آنافهم، وخيب سعيهم، وأضل عملهم، وَرَدهم بشر خيبة. وكانوا قوما نصارى، وكان دينهم إذ ذاك أقرب حالا مما كان عليه قريش من عبادة الأوثان. ولكن كان هذا من باب الإرهاص والتوطئة لمبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (تفسیر ابن کثیر:۴،۵۴۹)** بند

**بند** محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر سب سے بڑا اور اہم معجزہ اللہ کا کلام قرآن مجید ہے۔ **تشریح**

**قرآن مجید:**

عربوں کو قرآن مجید اس چیلنج کے ساتھ دیا گیا تھا کہ اگر تم اس کو اللہ کے علاوہ کسی اور کا کلام سمجھتے ہو تو اس مثل پیش کردو، اور وہ اس کا مثل پیش کرنے سے عاجز ہی رہے۔

قرآن کا چیلنج قیامت تک کے تمام انسانوں اور جنوں کے لئے باقی ہے، قیامت تک کوئی اس کا مثل ہرگز نہیں پیش کر سکتا۔

نبوت کے دعوی کی سچائی کے لئے جو اہم ترین
معجزہ خاص طور سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا
وہ قرآن مجید ہی ہے، عرب زبان و بیان کے ایسے ماہر تھے
کہ خود کو عرب (بولنے کی صلاحیت رکھنے والے) اور اپنے
علاوہ پوری دنیا کو عجم (یعنی گونگا) کہتے تھے، اللہ تعالیٰ
نے ان کے اسی غرور پر ضرب لگائی کہ جس میدان میں تم
اتنے منجھے ہوئے ہو کہ اس میں کوئی تمہارا مقابلہ نہیں
کر سکتا وہی چیز تمہارے لئے معجزہ بنائی جاتی ہے کہ یہ
اللہ کی کتاب ہے، زبان و بیان کا شاہ کار، اور اس کتاب کے
حامل اللہ کے پیغمبر ہیں، ان کے اللہ کے پیغمبر ہونے کی
دلیل خود یہی کتاب ہے، اگر تمہیں شک ہو کہ یہ اللہ کے
علاوہ کسی مخلوق کا کلام ہے تو پھر تم سے زیادہ اس کے
مثل کے لانے پر کون قادر ہو سکتا ہے؟ اس کلام کا مثل لے
آؤ، ضروری نہیں ہے کہ تم یہ کام انفرادی طور پر کرو،
بلکہ اللہ کے علاوہ جس کی چاہے مدد لے لو، تمام جن و
انس گٹھ جوڑ کرکے اس کا مثل لانے کی کوشش کرلو، پھر
بھی تم ہر گز اس کا مثل پیش نہیں کر سکتے، او ر اگر
اس سے عاجز رہ جاؤ تو پھر اس کو قبول کرکے جہنم کی
آگ سے خود کو بچاؤ جو کافروں اور اس کا انکار کرنے
والوں کے لئے تیار کی گئی ہے، کفار باوجود اپنی قدرت کے
اور کلام پر پوری ماہرانہ دسترس رکھنے کے اس کا مثل
پیش کرنے سے عاجز آگئے، تو انہیں پھر چیلنج کیا گیا کہ
ٹھیک اس کی صرف دس سورتوں کا مثل پیش کردو، جب
وہ اس سے بھی عاجز رہ گئے تو پھر انہیں بر سبیل تنزل
ایک بہت ہی کمترین پیش کش کی گئی کہ اس قرآن کی

کسی ایک سورت کے مثل ہی پیش کرکے دکھا دیں، اور وہ اس سے بھی عاجز رہ گئے۔

قرآن مجید کا یہ چیلنج آج بھی برقرار ہے اور اب تک اس کا چیلنج کوئی توڑ نہیں سکا ہے اور نہ ہی قیامت تک کوئی اس کو توڑ سکتا ہے، دنیا کی یہ واحد کتاب ہے جو ایک اُمّی ہستی کی جانب سے اپنے دعوئ نبوت اور چیلنج کے طور پر پیش کی گئی اور اس کا آج تک جواب نہیں دیا جا سکا ہے، جس کا یقینی طور پر مطلب یہی ہے کہ وہ اللہ کے نبی تھے اور یہ کتاب اللہ کی کتاب ہے، اور بندوں کی دنیا و آخرت کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانیں اور ان پر اتاری ہوئی کتاب کو اللہ کی کتاب مان کر ان کے احکام کی تعمیل کریں۔

زبان وبیان اور ادبی شہ پارے کی حیثیت سے معجزانہ شان کے علاوہ قرآن مجید کے اور بھی بہت سارے علمی معجزانہ پہلو ہیں جن کو ’’ایمان بالکتب‘‘ (اللہ کی کتابوں پر ایمان)میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جائے گا۔

دلائل

**قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (٨٨) ( الإسراء)۔ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (١٣) فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (١٤) (هود) ۔ وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ**

مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (٢٣) فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ (٢٤) (البقرۃ)۔

وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَى مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ (٣٧) أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (٣٨) (یونس)۔ بند

بند.

بند شق صدر بر حق ہے۔ تشریح

**شق صدر:**

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ متعدد موقعوں پر چاک کرکے آپ کے قلب مبارک کو زم زم سے دھویا گیا اور علم و حکمت کے انوار سے بھر اگیا۔

اللہ تعالیٰ کی اپنی مصلحتوں اور حکمتوں کی بنیاد پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے متعدد موقعوں پر آپ کا سینہ مبارک چاک کیا، اس کو زم زم سے دھویا گیا ہے اور ایک سنہرا برتن لایا گیا جو حکمت و ایمان سے لبریز تھا، اس کو آپ کے سینہ مبارک میں اُنڈیلا گیا ، اور پھر اس کو دوبارہ سی دیا گیا، سب سے پہلا یہ واقعہ آپ کے بچپن میں اس

وقت پیش آیا جبکہ آپ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں زیر پرورش تھے، دوسری مرتبہ یہ واقعہ آپ کی عمر کے بارہویں سال پیش آیا، تیسری مرتبہ یہ واقعہ آپ کی بعثت کے موقع پر پیش آیا اور چوتھی مرتبہ یہ واقعہ ’اسراء و معراج‘‘ کے موقع پر پیش آیا، ان احادیث کے راوی متفرق طور پر حضرت انس، حضرت ابو ذر، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم ہیں

**دلائل**

**عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِى وَأَنَا بِمَكَّةَ ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَفَرَجَ صَدْرِى ، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا ، فَأَفْرَغَهُ فِى صَدْرِى ثُمَّ أَطْبَقَهُ(صحيح بخارى و صحيح مسلم)۔ قَالَ الْقُرْطُبِيّ فِي " الْمُفْهِم " : لَا يُلْتَفَتُ لِإِنْكَارِ الشَّقّ لَيْلَة الْإِسْرَاء لِأَنَّ رُوَاته ثِقَات مَشَاهِير ، ثُمَّ ذَكَرَ نَحْو مَا تَقَدَّمَ .(فتح البارى:١١/٢١٦)إنما وقع شق الصدر وهو صغير كما تقدم في حديث ثابت عن أنس فالجواب كما قال السهيلي إنه وقع مرتين الثانية عند الإسراء تجديدا للتطهير زاد بن حجر ثالثة عند المبعث بغار حراء ورد من حديث عائشة في مسندي الطيالسي وابن أبي أسامة(شرح السيوطى على مسلم:١/٢٠٤) وفيه الرد**

**على من أنكر شق الصدر عند الإسراء وزعم أن ذلك إنما وقع وهو صغير وثبت ذلك في غير رواية شريك في الصحيحين من حديث أبي ذر ووقوع الشق أيضا عند البعثة كما أخرجه أبو داود(عمدۃ القارى: (۲۵/۱۷۱)** بند

بند.

تشریح شق قمر بر حق بد

**شق قمر:**

کفار و مشرکین کے مطالبے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کی نشانی کے طور پر چاند کو دوٹکڑے کرکے دکھایا ۔

شق قمر یعنی چاند کو اپنے اشارے سے دو ٹکڑے کردینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے، ہجرت سے پہلے قریش کے چند بڑے سردار جن میں ابو جہل اور ابو لہب شامل ہیں انہوں نے مطالبہ کیا کہ اگر آپ اپنے دعوئ نبوت میں سچے ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر دیجئے ہم آپ کی تصدیق کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی اور اپنی انگلی سے چاند کی جانب اشارہ کیا اور وہ دو ٹکڑے ہوگیا، ایک حصہ ابو قبیس نامی پہاڑ کی جانب چلا گیا اور دوسرا حصہ دوسری جانب ہو گیا، اور دونوں کے درمیان اتنا واضح فرق ہوگیا کہ دونوں کے درمیان جبل حراء دکھائی دینے لگا، شق قمر کے واقعہ کو دنیا کے دیگر حصوں میں بھی دیکھا گیا، اس کی

شہادت دنیا کے دیگر خطوں سے بھی دی گئی ہے، ملیبار کے بادشاہ ''راجہ چیرامن پیرامن '' نے اور ہندستان کے راجہ ''بھوج'' نے بھی دی ہے، ان کا ذکر تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔

معجزہ شق القمر کاثبوت قرآن اور احادیث صحیحہ متواترہ سے ہے اس لئے اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ دلائل

**وقوله: { وَانْشَقَّ الْقَمَرُ } : قد كان هذا في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم ، كما ثبت ذلك في الأحاديث المتواترة بالأسانيد الصحيحة. وقد ثبت في الصحيح عن ابن مسعود أنه قال: "خمس قد مضين: الروم، والدخان، واللزام، والبطشة، والقمر" (٢) . وهذا أمر متفق عليه بين العلماء أي انشقاق القمر قد وقع في زمان النبي صلى الله عليه وسلم وأنه كان إحدى المعجزات الباهرات. (تفسير القرآن العظيم: لابن كثير:٧/٤٧٢)** بند

بند.

بند واقعہ اسراء و معراج حق ہے۔ تشریح

**واقعہ معراج پر ایمان:**

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راتوں رات مکہ سے بیت المقدس کا سفر کرایا ، اسی کو اسراء کہتے ہیں۔

بیت المقدس سے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کے لئے لے جایا گیا، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانیوں کا مشاہدہ کیا، اس آسمانی سفر کو معراج کہتے ہیں۔

معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں پر انبیاء سے ملاقات فرمائی اور اسی طرح بیت المقدس میں سب جمع ہوئے اور وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی امامت فرمائی۔

طائف کے سفر کے بعد مدینہ ہجرت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسراء اور معراج کا سفر کروایا۔ بیت اللہ سے بیت المقدس کے سفر کو اسراء ، اور وہاں سے آسمانوں کے سفر کو معراج کہا جاتا ہے۔

واقعہ اسراء و معراج دونوں حق ہیں، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے کعبہ اللہ (مکہ مکرمہ) سے بیت المقدس (فلسطین) لے جایا گیا، جہاں آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی ، اور وہاں سے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی جانب لے جایا گیا، اور ساتوں آسمانوں سے ما وراء سدرہ المنتہی ا اور اس سے آگے اللہ نے جہاں تک چاہا آپ کو بلایا۔ آپ نے معراج کی رات انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی، اور جنت و جہنم کا مشاہدہ کیا اور اسی رات پنجوقتہ نمازیں آسمانوں پر فرض ہوئیں، اور اللہ تعالیٰ نے سورہ البقرہ کی آخری آیات سے آپ کو تحفہ کے طور پر نوازا۔

واقعہ اسراء و معراج دونوں حسی واقعات ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ

ہے، یہ سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خواب میں نہیں بلکہ حسی طور پر مکمل کئے ہیں۔ اس کا ثبوت قرآن مجید سے اور اس کی تفصیلات احادیث متواترہ محکمہ سے ثابت ہیں، جس سے علم قطعی حاصل ہوتا ہے، اس لئے واقعہ اسراء و معراج کی تصدیق لازم ہے کا اور ان کا انکار کفر ہے۔

**دلائل**

**سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (١)( الإسراء)۔ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى (١) مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى (٢) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى (٣) إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى (٤) عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى (٥) ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى (٦) وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى (٧) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى (٨) فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى (٩) فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى (١٠) مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى (١١) أَفَتُمَارُونَهُ عَلَى مَا يَرَى (١٢) وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى (١٣) عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى (١٤) عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى (١٥) إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى ( ١٦) مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى (١٧) لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى (١٨) (النجم)۔ وَالْمِعْرَاجُ حَقٌّ، وَقَدْ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم وَعُرِجَ بِشَخْصِهِ فِي الْيَقَظَةِ، إِلَى السَّمَاءِ. ثُمَّ إِلَى حَيْثُ شَاءَ**

اللَّهُ مِنَ الْعُلَا وَأَكْرَمَهُ اللَّهُ بِمَا شَاءَ، وَأَوْحَى إِلَيْهِ مَا أَوْحَى، مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى. فَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَى). (العقيدة الطحاوية مع شرح لابن أبي العز:١/١٤٢) ومن دلائل نبوته صعوده ليلة المعراج إلى ما فوق السموات وقد نطق بهذا الكتاب العزيز وتواترت به الأحاديث تواترا لا يشك من له أدنى إلمام بعلم السنة ولا ينكر ذلك إلا متزندق وليس بيده إلا مجرد الاستبعاد وليس ذلك مما تدفع به الأدلة ويبطل به الضروريات وإلا لكان مجرد إنكار وقوع الشيء المبرهن على وقوعه كافيا في دفعه وذلك خلاف العقل والنقل(إرشاد الثقات إلى إتفاق الشرائع على التوحيد والمعاد والنبوات:١/٥٨) وأما الأحاديث فمنها قصة المعراج فهي متواترة وتجاوز النبي - صلى الله عليه وسلم - السماوات سماء سماء حتى انتهى إلى ربه تعالى فقربه وأدناه ، وفرض عليه خمسين صلاة ، فلم يزل يتردد بين موسى - عليه السلام - وبين الله تعالى ينزل من عند ربه إلى موسى ، فيسأله كم فرض ربك عليك فيخبره ، فيقول ارجع إلى ربك فاسأله التخفيف ( عن أمتك فيرجع إلى ربه

**فيسأله التخفيف ( ). لوامع الأنوار البهية: (١/١٩١)، أن قصة المعراج متواترة. ("الجيوش الإسلامية لابن القيم رحمه الله تعالى :ص۔٢٩)، ولا شك في تواتر أصل القصة، وأما تفصيلها ففيها الصحيح الكثير الطيب، وفيها ما دون ذلك. (الآية الكبرى في المعراج والإسراء للسيوطي)، بند**

بند.

بند جھوٹے مدعئ نبوت کو کوئی معجزہ نہیں دیا جاتا اور نہ ہی اس کی کوئی پیش گوئی پوری ہوتی ہے۔ تشریح

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مغالطے سے بچانے کے لئے کسی جھوٹے مدعئ نبوت کو کوئی معجزہ نہیں دیا اور نہ ہی اس کی کوئی پیش گوئی پوری ہونے دی، یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کی کوئی پیش گوئی سچی ثابت نہیں ہوئی بلکہ اس کے خلاف واقع ہوا۔ دلائل

**اجمع المحققون على ان ظہور الخارق عن المتنبی وھو الکاذب فی دعوی النبوۃ محال لان دلالۃ المعجزۃ على الصدق قطعیۃ ..... بان خالق المتنبی یبطل حکمۃ ارسال الرسل لاشتباہ الصادق و الکاذب۔ (نبراس: ٢٧٢) بند**

بند.

بند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص کسی مدعئ

نبوت سے دلیل یا معجزے کا مطالبہ کرے تو وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہوجائے گا

تشریح

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص کسی جھوٹے مدعئ نبوت سے دلیل یا معجزے کا مطالبہ کرے تو وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہوجائے گا، اس لئے کہ یہ مطالبہ عقیدۂ ختمِ نبوت میں شک کے مترادف ہے، و اِلّا فلا۔

دلائل

**تنبا رجل فی زمن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ و قال امھلونی حتی اجیئ بالعلامات فقال ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ من طلب علامہ فقد کفر لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی ۔ (مناقب الامام الاعظم للامام البزازی:۱ہ۱۶۱)**

# نورانی مخلوق فرشتے

## اہم اللہ تعالی کی نورانی مخلوق فرشتوں کوکس طرح مانیں اور ان سے متعلق احکام و عقائد

**فرشتوں پر ایمان کا مفہوم:** ایمانیات کا اہم جزء ہے، نبی ﷺ نے اللہ پر، اس کے رسولوں پر، اس کی کتابوں پر ، آخرت پر ، تقدیر پر ایمان کے ساتھ ساتھ فرشتوں پر ایمان کی بھی دعوت دی ہے۔ مبادیات کے بیان میں ایمان کی تعریف گذری ہے کہ نبی ﷺ جو باتیں اپنے رب کے پاس سے لے کر آئے ہیں ان کی تصدیق کرنا ایمان ہے، اس میں یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ جو باتیں نبی ﷺ بتلائیں ان کو محض آپ ﷺ کے بتلانے سے ماننا یہ ایمان ہے خواہ ہم نے اس کا مشاہدہ و تجربہ کیا ہو یا نہ کیا ہو، اور خواہ وہ بات ہماری عقل پر اترتی ہو یا نہ اترتی ہو، یہی ایمان بالغیب بھی ہے، کہ وہ باتیں جو ہمارے حواس اور تجربہ سے غائب ہیں ان کو محض نبی /اور انبیاء علیہم السلام کے کہنے سے مان لینا ’’غیب پر ایمان‘‘ لانا ہے۔

فرشتے بھی عام آدمی کےلئے ’’غیب‘‘ میں داخل ہیں، جن کا عام لوگ تجربہ نہیں کرتے اس لئے فرشتوں پر ایمان لانا غیب پر ایمان لانا ہے۔

فرشتوں پر ایمان لانا فرض ہے ، اور ان کا انکار کرنا کفر ہے، اجمالاً اس طرح سے کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں، اور اس بات پر بھی ایمان لاتا ہوں کہ فرشتوں سے متعلق جو بھی باتیں اللہ اور اس کے رسول نے بتلائی ہیں وہ بر حق ہیں۔

فرشتوں سے متعلقہ ماننے والی جو باتیں قرآن وحدیث میں بیان کی گئیں ہیں ان کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ یہ معلوم ہو کہ ہمیں فرشتوں کے بارے میں کیسے ایمان رکھنا ہے

**دلائل**

**آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ۔ (البقرہ:٢٨٥) لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ۔ (البقرہ:١٧٧) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث جبرئیل و سؤالہ للنبی عن الایمان فقال: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ۔ (صحيح مسلم) ۔ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا۔ (النساء:١٣٦) آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ۔ (البقرہ: ٢٨٥) وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الْحَدِيثِ الْمُتَّفَقِ عَلَى صحته، حديث جبرائيل وَسُؤَالِهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِيمَانِ، فَقَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، فَهَذِهِ الْأُصُولُ**

**الَّتِي اتَّفَقَتْ عَلَيْهَـــا الْأَنْبِيَـــاءُ وَالرُّسُـــلُ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَسَلَامُهُ، وَلَمْ يُؤْمِنْ بِهَا حَقِيقَـةَ الْإِيمَـانِ إِلَّا أَتْبَـاعُ الرُّسُـلِ۔ (شـرح العقیدۃ الطحاویۃ:۳۳۲) ۔** بند

بند.

**بند** فرشتے اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق ہیں، لطیـف جسـم والے ہیں جو نظر نہیں آتے۔ تشریح

**فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں نہیں بلکہ مخلوق ہیں:** جس طـــرح اور بھی بہت ســـاری اللہ تعـــالیٰ کی مخلوقات ہیں اسـی طـرح فرشـتوں کـو بھی اللہ تعـالیٰ نے پیـدا کیـا ہے، فرشـتوں کی پیـدائش کـا وقت متعین طـور پرنہیں معلـوم ہے البتہ اتنـا یقینـی ہے کہ فرشـتے انسـانوں سے بہت پہلے پیدا کردئیے گئے تھے۔

جب فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں تو ان کا الوہیت میں کـوئی حصـہ نہیں ہے، وہ بھی اللہ کے بنـدے ہیں، اور اپنـے وجود و بقا میں اللہ کے حکم کے محتاج ہیں، مشـرکین مکہ یہ خیال کرتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیـاں ہیں، یـا دنیـا کے دیگر خطوں میں دیویوں کا جو تصـور ہے وہ مشـرکین مکہ کے عقیدے سے ملتا جلتا عقیدہ ہے، یہ ایک بے بنیاد اور باطل خیـال ہے، فرشـتوں کـو اللہ کی مخلـوق کے علاوہ کچھ اور جیسے دیوی دیوتا تصور کرنا، اور ان کو بندگی کے مقام سـے بلند مقام دینا کفـر ہے، اور ان کـو الـوہیت اور عبـادت میں اللہ کے ساتھ شریک کرنا شرک ہے، جس کا انجـام ہمیشـہ ہمیشہ کی جہنم ہے۔ دلائل

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ وَلَهُمْ مَـا يَشْتَهُونَ (النحـل:٥٧) أَمْ لَـهُ الْبَنَـاتُ وَلَكُمُ الْبَنُـــونَ (الطـــور:٣٩) وَجَعَلُـــوا الْمَلَائِكَـــةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الـرَّحْمَنِ إِنَاثًـا (الزخـرف: ١٩) أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُمْ بِـالْبَنِينَ وَاتَّخَـذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًـا (٤٠) الإسـراء فَاسْـتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّـكَ الْبَنَـاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ (١٤٩) أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَـــاهِدُونَ (١٥٠) أَلَا إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ (١٥١) وَلَـدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَـاذِبُونَ (١٥٢) أَصْـطَفَى الْبَنَـاتِ عَلَى الْبَنِينَ (١٥٣) مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُـونَ (١٥٤) الصـافات لَا يَعْصُـــونَ اللَّهَ مَـــا أَمَـــرَهُمْ وَيَفْعَلُـــونَ مَـــا يُـؤْمَرُونَ (التحـريم:٦) يَخَـافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (النحــل:٥٠) وَمَنْ عِنْـدَهُ لَا يَسْــتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِــهِ وَلَا يَسْتَحْسِـرُونَ يُسَـبِّحُونَ اللَّيْـلَ وَالنَّهَـارَ لَا يَفْتُـــرُونَ (الانبيـــاء:١٩،٢٠) وَجَعَلُـــوا الْمَلَائِكَــةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَــادُ الــرَّحْمَنِ إِنَاثًـــا أَشَـــهِدُوا خَلْقَهُمْ سَـــتُكْتَبُ شَـــهَادَتُهُمْ وَيُسْـأَلُونَ (١٩) (الزخــرف) إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَـةَ تَسْـمِيَةَ الْأُنْثَى (٢٧) وَمَـــا لَهُمْ بِـــهِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُـــونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (٢٨) فَأَعْرِضْ عَنْ مَنْ تَوَلَّى عَنْ

**ذِكْرِنَا وَلَمْ يُـرِدْ إِلَّا الْحَيَـاةَ الـدُّنْيَا (٢٩) ذَلِـكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّ رَبَّكَ هُـــوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَـلَّ عَنْ سَـبِيلِهِ وَهُـوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَـدَى (٣٠) وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْـزِيَ الَّذِينَ أَسَـاءُوا بِمَـا عَمِلُـوا وَيَجْـزِيَ الَّذِينَ أَحْسَـــنُوا بِالْحُسْـــنَى (٣١) النجم؛ وَجَعَلُـوا لَـهُ مِنْ عِبَـادِهِ جُـزْءًا إِنَّ الْإِنْسَـانَ لَكَفُورٌ مُبِينٌ (١٥) أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُـقُ بَنَـاتٍ وَأَصْـفَاكُمْ بِـالْبَنِينَ (١٦) وَإِذَا بُشِّـرَ أَحَـدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُـهُ مُسْـوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ (١٧) ؛ عَنْ عَائِشَةَ قَـالَتْ قَـالَ رَسُولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ خُلِقَتْ الْمَلَائِكَـةُ مِنْ نُـورٍ وَخُلِـقَ الْجَـانُّ مِنْ مَـارِجٍ مِنْ نَــارٍ وَخُلِــقَ آدَمُ مِمَّا وُصِــفَ لَكُمْ روا؛ مســلم، و المــراد بــالنور مــاد؛ نــوراني؛ اللطف و اشرف من النار؛ (نــبراس:٢٧٨) جمهـــور المســـلمين على أن الملائكـــة أجسـام لطيفـة تظهـر في صـور مختلفـة وتقـــوى على أفعـــال شـــاقة هم عبـــاد مكرمون يواظبـون على الطاعـة والعبـادة ولا يوصـفون بالـذكورة والأنوثـة؛ (شـرح المقاصد:٣؛٣١٩)؛بند**

بند.

بند فرشت؛نر و مـاد؛ سـ؛ پـاک ؛یں،ان میں نکـاح، توالـد و تناسـل کـا سلسل؛ ن؛یں ؛؛؛ ؛؛؛تشریح

**فرشتوں میں توالد و تناسل نہیں ہوتا:** فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا کیا ہے، فرشتوں میں نر و مادہ اور توالد و تناسل کا نظام نہیں ہے، وہ اس فرق سے ہٹ کر اللہ کے حکم سے پیدا کی گئی مخلوق ہیں۔جو مشرکین و کفار فرشتوں کو بیٹیاں /دیویاں قرار دیتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے سخت تنبیہ کی ہے، اور کہا ہے کہ انہیں اس بہتان کی جرأت کیسے ہوئی ، کیا وہ ان فرشتوں کی تخلیق کے وقت موجود تھے اور دیکھ رہے تھے کہ اللہ انہیں مؤنث بنا رہا ہے، ان کی یہ گواہی لکھی جاری ہے، اور اس بارے میں ان سے قیامت کے دن سوال ہوگا۔

خود انسان کا یہ حال ہے کہ وہ خود کے لئے نرینہ اولاد پسند کرتا ہے، اور اگر اس کے یہاں بیٹی پیدا ہوتو اس کو باعث عار شمار کرتا ہے اور اس کے چہرے پر تاریکی چھا جاتی ہے، اور اللہ کی جانب بیٹیاں منسوب کرتا ہے، یہ تو بڑی نا انصافی کی تقسیم ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ بے بنیاد اندازے ہیں، اور نفس کے بہکاوے ہیں، اس کے لئے کوئی علم و دلیل ان کے پاس نہیں ہے۔ دلائل

**عن سعيد بن المسيب قال الملائكة ليسوا ذكورا ولا إناثا ولا يأكلون ولا يشربون ولا يتناكحون ولا يتوالدون. قلت: وفي قصه الملائكة مع إبراهيم وسارة ما يؤيد أنهم لا يأكلون( فتح البارى:٦/٣٠٦)۔**

**عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِقَتْ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ**

**وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَـارِجٍ مِنْ نَـارٍ وَخُلِـقَ آدَمُ مِمَّا وُصِــفَ لَكُمْ روا□ مســلم، و المــراد بالنور ماد□ نـوراني□ اللطـف و اشـرف من النـار□ (نـبراس:٢٧٨) جمهـور المسـلمين على أن الملائكة أجسام لطيفة تظهر في صور مختلفـة وتقـوى على أفعـال شـاقة هم عباد مكرمـون يواظبـون على الطاعـة والعبادة ولا يوصفون بالـذكورة والأنوثـة□ (شرح المقاصد:٣□٣١٩)□بند**

بند.

بد فرشت□ كهان□ پين□ وغير□ جسمانى تقاضوں س□ پاک □يں □

**عن سعيد بن المسيب قـال الملائكـة ليســوا ذكــورا ولا إناثــا ولا يــأكلون ولا يشربون ولا يتناكحون ولا يتوالدون. قلت: وفي قصه الملائكة مع إبراهيم وسارة مـا يؤيــــد أنهم لا يــــأكلون( فتح البــــارى: ٦/٣٠٦)بند**

بد فرشت□ مختلف شكلوں ميں ظا□ر □وسكت□ □يں□

**عَنْ عَائِشَـةَ قَـالَتْ قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِقَتْ الْمَلَائِكَـةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَـارِجٍ مِنْ نَـارٍ وَخُلِـقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ روا□ مسـلم، و المـراد بالنور ماد□ نـوراني□ اللطـف و اشـرف من**

**النار۔ (نبراس:۲۷۸) جمهور المسلمين على أن الملائكة أجسام لطيفة تظهر في صور مختلفة وتقوى على أفعال شاقة هم عباد مكرمون يواظبون على الطاعة والعبادة ولا يوصفون بالذكورة والأنوثة۔ (شرح المقاصد:۳۔۳۱۹)۔** سند

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو غیر معمولی قوت سے نوازا ہے، انسانوں یا جنوں میں سے کوئی اس قوت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تشریح

**ملائکہ کی صفات اور ان کی قوت و عظمت:** فرشتوں کی عظمت کا بیان اس اعتبار سے خود اللہ کی کبریائی اور عظمت کا بیان ہے کہ وہ اللہ ایسی عظیم اور قوت والی مخلوق کا خالق ہے۔ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے جیسا عظیم و قوی بنایا ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے اس سے خوب معلوم ہو تا ہے کہ خود ان کے خالق کی عظمت و کبریائی کا اندازہ کرنا ہمارے بس سے باہر ہے، کہ فرشتوں جیسی عظیم و قوی مخلوق اس اللہ کے آگے بندے بنی رہتی ہے، صف در صف اس کے آگے جھکی رہتی ہے، تسبیح و تقدیس بیان کرتی ہے، سجدے میں پڑی رہتی ہے، اس کے ذکر میں لگی رہتی ہے، اور اس کے احکامات کی تعمیل اور اس کی بندگی میں رہنے سے سر مو انحراف کرنے کی جرأت نہیں کرتی۔

فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے پر دئیے ہیں، کسی کو دو کسی کو تین اور کسی کو چار، اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ان کے پروں میں اضافہ بھی فرماتا ہے، چنانچہ

حضرت جبریل علیہ السلام کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان کے چھ سو پر ہیں، اور وہ اتنے بڑے ہیں کہ ایک جانب کے پرآسمان میں مشرق کو اور ایک جانب کے پر مغرب کو گھیرلیتے ہیں ۔

فرشتے آسمانوں میں تیرتے ہوئے اپنے مطلوبہ مقام تک پہنچتے ہیں ، ان کی رفتار کا حال نہ صرف ناقابل بیان ہے بلکہ اس کا تصور بھی ممکن نہیں ہے، فرشتے وہ مسافت جو انسانوں کے لئے ہزاروں سال کی ہے لمحوں میں طے کرتے ہیں، فرشتے ملأ اعلیٰ سے زمین پر جس کے درمیان کی مسافت ہزاروں برس کی ہے صبح و شام آتے جاتے رہتے ہیں نبی ﷺ سے جب کبھی کوئی سوال کرنے والا سوال کرتا تو ملاأعلیٰ سے فرشتے اللہ کا جواب لے کر نبی ﷺ کے پاس آتا، اور ابھی سائل اپنی بات پوری بھی نہیں کرتا تھا کہ فرشتے ہزاروں برس کی مسافت کو طے کرتے ہوئے آ موجود ہوتا، اور نبی ﷺ کو جواب پہنچاتا ہے یہ تیزی انسانی قوت و پیمائش بلکہ تصور سے بھی ما وراء ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ قوت اور سرعت رفتار فرشتوں کو عطاء کی ہے۔

حاملین عرش کی جسامت کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ان کے پنجوں اور گھٹنے کے درمیان کا فاصلہ اتنا ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی مسافت ہوتی ہے۔اور اسی طرح فرمایا کہ ان فرشتوں کی کان کی لو سے گردن تک کی مسافت سات سو برس کی ہے۔

حضرت جبرئیل کو اللہ تعالیٰ نے خود قوت والا بتلایا ہے، وہی وحی الہیٰ انبیاء تک لاتے تھے، قرآن مجید کا غالب حصہ بھی وہی اللہ کے پاس سے نبی ﷺ کے پاس لاتے۔ قوموں پر عذاب بھی حضرت جبرئیل کے ذریعہ بھیجا گیا۔ قوم لوط پر جب عذاب کا وقت آیا تو حضرت جبرئیل نے ان کی بستی کو الٹنے کے لئے اپنے ایک پر سے پوری بستی کو اس کی جڑ سے اکھاڑا اور آسمان کی جانب بلند کرکے انہیں زمین پر دے مارا ، احادیث میں آتا ہے کہ دنیا سے متصل آسمان والوں نے بستی کے کتوں کے بھونکنے اور مرغوں کی آوازوں تک کو سنا۔ دلائل

**إنه لقول رسولٍ كريمٍ - ذي قوةٍ عند ذي العرش مكينٍ - مُّطاعٍ ثم أمينٍ (التكوير : ١٩-٢١)۔ عن جابر بن عبد الله - رضي الله عنهما - أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : ( أُذن لي أن أُحدِّث عن ملك من ملائكة الله ، من حملة العرش ، إن ما بين شحمة أذنه إلى عاتقه مسيرة سبعمائة عام ) ( ابو داؤد ) ۔ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِىَّ قَالَ - وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْىِ فَقَالَ - فِى حَدِيثِهِ « بَيْنَا أَنَا أَمْشِى إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ ، فَرَفَعْتُ بَصَرِى فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِى جَاءَنِى بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِىٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ ، فَرُعِبْتُ مِنْهُ ، فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِى . فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ( يَا**

أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ * قُمْ فَأَنْذِرْ ) إِلَى قَوْلِهِ ( وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ) فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ » . (صحيح بخارى) ( فَالْمُدَبِّرَاتِ أمراً ) [ النازعات : ٥ ] ، وقال : ( فَالْمُقَسِّمَاتِ أمراً ) [ الذاريات : ٤ ] ، ويزعم المكذبون للرسل المنكرون للخالق أن النجوم هي التي تقوم بذلك كله ، وكذبوا ، فالذي يدبر ذلك كله الملائكة بأمر الله تعالى ، كما قال تعالى : ( والمرسلات عرفاً - فَالْعَاصِفَاتِ عصفاً - وَالنَّاشِرَاتِ نشراً - فَالْفَارِقَاتِ فرقاً - فَالْمُلْقِيَاتِ ذكراً ) [ المرسلات : ١-٥ ] وقال : ( والنَّازعات غرقاً - والنأَّشطات نشطاً - والسَّابحات سبحاً - فالسَّابقات سبقاً - فالمدبِّرات أمراً ) [ النازعات : ١-٥ ] ، وقال : ( والصَّافَّات صفاً - فالزَّاجرات زجراً - فالتَّاليات ذكراً ) [ الصافّات : ١-٣ ] أمّا سرعة الملائكة فهي فوق ذلك ، وهي سرعة لا تقاس بمقاييس البشر ، كان السائل يأتي إلى الرسول صلى الله عليه وسلم فلا يكاد يفرغ من سؤاله حتى يأتيه جبريل بالجواب من ربّ العزة سبحانه وتعالى ، واليوم لو وُجدت المراكب التي تسير بسرعة الضوء ، فإنها تحتاج إلى ( مليار ) سنة ضوئية حتى تبلغ بعض

الكواكب الموجودة في آفاق هذا الكون الواسع الشاسع  وأخرج عبد بن حميد عن أبي صالح أن جبريل عليه السلام أتى قرية لوط فأدخل يده تحت القرية ثم رفعها حتى سمع أهل السماء الدنيا نباح الكلاب وأصوات الدياك وأمطر الله عليهم الكبريت والنار وأخرج عبد بن حميد عن الحسن رضي الله عنه أن جبريل عليه السلام اجتث مدينة قوم لوط من الأرض ثم رفعها بجناحه حتى بلغ بها حيث شاء الله ثم جعل عاليها سافلها. وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن محمد بن كعب القرظي رضي الله عنه قال : حدثت أن الله تعالى بعث جبريل عليه السلام إلى المؤتفكة مؤتفكة قوم لوط فاحتملها بجناحه ثم صعد بها حتى إن أهل السماء ليسمعون نباح كلابهم وأصوات دجاجهم ثم أتبعها الله بالحجارة يقول الله تعالى { جعلنا عاليها سافلها وأمطرنا عليها حجارة من سجيل } فأهلكها الله ومن حولها من المؤتفكات فكن خمسا صنعة وصغرة وعصرة ودوما وسدوم وهي القرية العظمى(الدر المنثور:۴/۴۶۳، تفسير الطبرى:۱۵/۴۴۲ و ۴۴۳، ابن كثير : ۲/۵۵۴) بند

بند.

**بد** اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نہایت غیر معمولی تعداد میں پیدا کیا

تشریح ہے۔

**فرشتوں کی تعداد:** فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی تعداد میں پیدا کیا ہے، احادیث میں آیا ہے کہ بیت معمور جو آسمانوں میں اللہ کا گھر ہے روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں اور پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آتی، اس اعتبار سے فرشتوں کی تعداد کا اندازہ سوائے اللہ کے کسی کو نہیں ہے، فرشتے اللہ تعالیٰ کا لشکر ہیں، اور کائنات کے نظام میں اللہ تعالیٰ نے انہیں جگہ جگہ مختلف کاموں میں مقرر کرکھا ہے، اسی طرح آخرت میں بھی حشر کے میدان میں ، جہنم سے متعلقہ اور جنت سے متعلقہ فرشتے الگ ہوں گے، صرف جہنم کو کھینچ کر میدان حشر میں لانے والے فرشتوں کی تعداد احادیث میں چار ارب نود لاکھ بیان کی گئی ہے۔

یہ صرف ایک کام سے متعلقہ فرشتوں کی تعداد کا بیان ہے ایسے ہزاروں لاکھوں کام ہیں جو اس کائنات میں اللہ کے حکم سے فرشتوں کی نا قابل بیان تعداد انجام دے رہی ہے۔

دلائل

**وما يعلم جنود ربك إلاَّ هو ) [ المدثر : ٣١ ] ۔ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ -صلى الله عليه وسلم- مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لاَ يَعُودُونَ إِلَيْهِ (صحيح مسلم)۔ اما من ورد تعیینہ باسمہ**

**المخصوص کجبریل و میکائیل و اسرافیل و رضوان و مالک و من ورد تعیین نوعہ المخصوص کحملۃ العرش و الحفظۃ و الکتبۃ فیجب الایمان بھم علی التفصیل، و اما البقیۃ فیجب الایمان بھم اجمالاً و اللہ اعلم بعددھم لا یحصی عددھم الا ھو۔ (عقیدۃ واسطیۃ مع الشرح:۲۵)** بند

بند.

بند فرشتے اللہ کے بندے ہیں، اللہ تعالیٰ سے انتہائی خوف و خشیت رکھتے ہیں، بندگی سے بلند الوہیت کا کوئی مقام انہیں حاصل نہیں۔ تشریح

**فرشتوں کی اللہ کے آگے بندگی :** فرشتوں کا خود اللہ کے یہاں بہت اونچا مقام ہے، فرشتوں میں صرف خیر ہی خیر ہے، اور ان کا مستقر آسمان اور ملأ اعلیٰ ہے، وہ وہیں سے زمین میں آتے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ جو کچھ فرماتے ہیں وہ سب سے پہلے بالعموم فرشتوں تک ہی پہنچتا ہے، لیکن ان سب کے باوجود فرشتے اللہ کے آگے بندے بنے رہتے ہیں، غیر معمولی قوت اور تعداد میں ہونے کے باوجود وہ اللہ کے آگے جھکے رہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ جو بھی حکم دیتے ہیں اس کو ویسے ہی انجام دیتے ہیں، ان میں سے جس کی جو حد اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دی ہے وہ اسی حد میں رہتے ہیں، اور اس کے احکام سے سر مو انحراف نہیں کرتے ہیں اس کی تسبیح و تحمید بیان کرتے ہیں، انہیں الوہیت میں کوئی حصہ حاصل نہیں ہے، الہ صرف ایک ہے اور وہ اللہ ہے، باقی سب اس کے بندے ہیں، اور

اگر کوئی اللہ کے آگے بندگی سے انحراف کرنا چاہے خواہ وہ اس قوت و تعداد کے حامل فرشتے ہی کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کرکے انہیں جہنم رسید کرنے کی قدرت رکھتا ہے، کوئی نہیں ہے جو اللہ رب العزت کے آگے سر اٹھا سکے، اسی کی عطاء ہے کہ فرشتے اس قوت و عزت کے حامل ہیں۔

فرشتوں کی اللہ کا انتہائی خوف رکھتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ کوئی حکم دیتا ہے وہ اس کے آگے جھک جاتے ہیں، نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: معراج کی رات میں ساتویں آسمان سے ورے ملأ اعلیٰ سے گذرا نہ اور دیکھا کہ جبرئیل اللہ کے خوف سے سوکھے پتے کی طرح کانپ رہے ہیں۔

فرشتوں سے کو الہ ماننا یا ان سے دعائیں کرنا یا ان کو عبادت کی کسی قسم اللہ کے ساتھ شریک کرنا کفر ہے۔ دلائل

**بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ۝ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۝ (الانبياء: ٢٦،٢٧) وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا ۝ (النجم:٢٦) ولا دل عليه عقل و ما زعم عبدة الاصنام انهم بنات اللہ تعالیٰ فمحال باطل و افراط أی تجاوز عن الحق فی جانب الكمال فی شأنهم لأنه رفعهم عن العبودية الى الولدية (نبراس:٢٨٨) ۝ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ (١٩) ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ**

(٢٠) مُطَـــــــاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ (٢١)( ســـــــور التكوير) وَلَهُ مَنْ فِي السَّـمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِنْـدَهُ لَا يَسْـتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِـهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ (١٩) يُسَبِّحُونَ اللَّيْـلَ وَالنَّهَـارَ لَا يَفْتُـــرُونَ (٢٠)( ســـور الأنبيـــاء) لَنْ يَسْـتَنْكِفَ الْمَسِـيحُ أَنْ يَكُـونَ عَبْـدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَـــةُ الْمُقَرَّبُـــونَ وَمَنْ يَسْـــتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُـرُهُمْ إِلَيْـهِ جَمِيعًـا (النســاء:١٧٢) عَنْ أَبِى هُرَيْـرَةَ يَبْلُـغُ بِـهِ النَّبِىَّ - صلى الله عليه وسلم - قَـالَ « إِذَا قَضَـــى اللَّهُ الأَمْـــرَ فِى السَّـــمَاءِ ضَـــرَبَتِ الْمَلاَئِكَـــةُ بِأَجْنِحَتِهَـــا خُضْـــعَانًا لِقَوْلِـــهِ كَالسِّلْسِلَةِ عَلَى صَفْوَانٍ - قَالَ عَلِىٌّ وَقَـالَ غَيْرُهُ صَفْوَانٍ - يَنْفُذُهُمْ ذَلِكَ فَإِذَا فُـزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ، قَـالُوا لِلَّذِى قَالَ الْحَـقَّ وَهْـوَ الْعَلِىُّ الْكَبِـيرُ » . (صـحيح بخارى) عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَـالَ أَبُـو هُرَيْـرَةَ - رضـى اللـه عنـه - عَنِ النَّبِىِّ - صـلى اللـه عليه وسلم - . وَتَابَعَـهُ أَبُـو عَاصِـمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَـالَ أَخْبَـرَنِى مُوسَـى بْنُ عُقْبَـةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ - صلى الله عليـه وسـلم - قَـالَ « إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ الْعَبْـدَ نَـادَى جِبْرِيـلَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلاَنًـا فَأَحْبِبْـهُ . فَيُحِبُّهُ جِبْرِيـلُ ، فَيُنَـادِى جِبْرِيـلُ فِى أَهْـلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلاَنًا فَأَحِبُّوهُ . فَيُحِبُّهُ

أَهْلُ السَّمَاءِ ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِى الأَرْضِ » . (صحيح بخارى) ( يا أيها الَّذين آمنوا قوا أنفسكم وأهليكم ناراً وقودها النَّاس والحجارة عليها ملائكة غلاظٌ شدادٌ لا يعصون الله ما أمرهم ويفعلون ما يؤمرون ) [التحريم : ٦]  وما منَّا إلاَّ له مقامٌ معلومٌ - وإنَّا لنحن الصَّادقون - وإنَّا لنحن المسبحون ) [ الصافات : ١٦٤-١٦٦ ]  وقوله : ( كرام بررةٍ ) [عبس : ١٦]، وقوله : ( لاَّ يمسُّه إلاَّ المطهَّرون ) [ الواقعة : ٧٩ ] ( ويفعلون ما يؤمرون ) [ التحريم : ٦ ] وقوله تعالى : ( لا يسبقونه بالقول وهم بأمره يعملون ) [ الأنبياء : ٢٧ ] ( يسبحون الليل والنهار لا يفترون ) [ الأنبياء : ٢٠ ]  ( فالَّذين عند ربك يسبحون له بالَّليل والنَّهار وهم لا يسأمون ) [ فصلت : ٣٨ ] بأيدي سفرةٍ - كرام بررةٍ ) [ عبس : ١٥-١٦ ] عن عائشة - رضي الله عنها - قالت : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ( مثل الذي يقرأ القرآن وهو حافظ له مع السفرة الكرام ، ومثل الذي يقرأ القرآن وهو يتعاهده ، وهو عليه شديد ، فله أجران ). (صحيح بخارى) ( وهم من خشيته مشفقون ) [الأنبياء : ٢٨]  عن

**أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : ( إذا قضى الله الأمر في السماء ضربت الملائكة بأجنحتها خضعاناً لقوله كالسلسلة على صفوان ) . (صحيح بخارى)□ عن جابر رضي الله عنه : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : ( مررت ليلة أُسري بي بالملأ الأعلى ، وجبريل كالحلس البالي من خشية الله تعالى (المعجم الأوسط للطبرانى)□** بند

بند.

**بند** فرشتوں کا علم بھی عطائی □□، یعنی الل□ ن□ ان□یں جو علم دیا □□ و□ و□ی جانت□ □یں□ تشریح

**فرشتوں کا علم:** الل□ تعالیٰ ن□ جس فرشت□ کو جس کام پر لگایا □□، اس کو اس کا علم بھی عطاء فرمایا □□، اور فرشتوں کا علم ان ک□ کاموں ک□ لحاظ س□ یقیناً ب□ت وسیع □□، لیکن اول تو ی□ علم عطائی □□ اور جو علم الل□ تعالیٰ ن□ ان□یں ن□یں دیا □□ فرشت□ اس کو ن□یں جانت□ □یں□ کوئی مخلوق خوا□ کتنی □ی بلند کیوں ن□ □و و□ الل□ ک□ آگ□ جھکی □وئی □□، اور و□ الل□ ک□ علم س□ اتنا □ی حاصل کر پاتی □□ جتنا الل□ ان□یں دینا چا□تا □□□ دلائل

**وعلّم آدم الأسماء كلها ثُمَّ عرضهم على الملائكة فقال أَنبِئُونِي بأسماء هؤلاء إن كنتم صادقين - قالوا سبحانك لا علم لنا إلاَّ ما علَّمتنا إنَّك أنت العليم الحكيم ) [ البقرة : ٣١-٣٢ ] □ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ**

**مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (٢٥٥) (البقرہ)** بند

بند.

**بند** فرشتوں پر بھی فنا اور موت طاری ہوگی، اور پھر وہ بھی دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ تشریح

**فرشتوں پر موت طاری ہونا:** اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر ایک پر فنا طاری ہونا ہے، فرشتے بھی مخلوق ہیں ان پر بھی قیامت کے موقع پر موت طاری ہوگی، جب پہلے صور کے نتیجے میں آسمانوں اور زمین میں تمام انسان و جن اور تمام مخلوقات مر جائیں گے سوائے ان کے جن کو اللہ تعالیٰ زندہ رکھنا چاہیں، اس کے بعد موت کا فرشتہ اللہ تعالیٰ کے پاس آئے گا اور کہے گا: کہ اے اللہ سوائے ان چند کے جن کو آپ نے زندہ باقی رکھا ہے سب مر چکے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: مرنا تو سبھی کو ہے، اور پھر باقیوں کی روح بھی قبض کرلی جائے گی، اور سب سے آخر میں مرنے والے خود ملک الموت ہوں گے، جب مر چکیں گے، اللہ تعالیٰ ندا دیں گے: بتاؤ آج بادشاہت کس کی ہے؟ اور کسی مدعی کا کوئی وجود نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ پھر خود ہی جواب دیں گے: اللہ واحد قہار کی بادشاہت ہے۔ پھر اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے سب سے پہلے اسرافیل علیہ السلام کو زندگی دیں گے اور انہیں حکم دیں گے کہ دوسرا صور پھونکیں تاکہ مرنے والوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ دلائل

كلُّ شيءٍ هالك إلاَّ وجهه [ القصص : ٨٨ ] ﴿ ونفخ في الصُّور فصعق من في السَّماوات ومن في الأرض إلاَّ من شاء الله ثم نفخ فيه أخرى فإذا هم قيامٌ ينظرون ) [ الزمر : ٦٨ ] ﴾ هذه هي النفخة الثانية ، وهي نفخة الصعق ، وهي التي يموت بها الأحياء من أهل السماوات والأرض إلا من شاء الله كما جاء مصرحاً به مفسراً في حديث الصور المشهور ، ثم يقبض أرواح الباقين حتى يكون آخر من يموت ملك الموت ، وينفرد الحي القيوم ، الذي كان أولاً ، وهو الباقي آخراً بالديمومة والبقاء ، ويقول : لمن الملك اليوم ؟ ثلاث مرات ، ثم يجيب نفسه بنفسه فيقول : ( لله الواحد القهَّار ) [ غافر : ١٦ ] " . (تفسير ابن كثير)۔ وفي الحديث الذي أخرجه الطبراني في كيفية خلق آدم ما يدل على أن خلق جبريل كان قبل خلق آدم، وهو مقتضي عموم قوله تعالى: {وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ} وفي التفسير أيضا أنه يموت قبل موت ملك الموت بعد فناء العالم، والله أعلم. (فتح الباری:٦/٣٠٧)۔ بند

بند.

بند فرشتے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت میں لگے رہتے ہیں

**تشریح**

**فرشتوں کی عبادات:** فرشتے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں لگے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں جو کام دیا ہے اس کے ساتھ ہمیشہ اللہ کی تسبیح و حمد بیان کرتے رہتے ہیں، حاملین عرش عرش کو بھی اٹھائے ہوئے ہیں اور ساتھ ہی ان کی زبان پر تسبیح و حمد باری تعالیٰ جاری ہے۔ ان میں سے بعض کہتے ہیں: **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ**. اور بعض کہتے ہیں : **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ**۔

بے شمار فرشتے جن کی تعداد سوائے اللہ کوئی نہیں جانتا عرش کے اطراف اللہ کی تسبیح بیان کرنے میں مشغول ہیں۔

اسی طرح بے شمار فرشتے وہ ہیں جو ہمیشہ آسمانوں میں اللہ کے آگے سجدہ ریز ہیں۔ حدیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: میں بہت سی ایسی باتیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے، اور بہت سی ایسی باتیں سنتا ہوں جن کو تم نہیں سن سکتے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: آسمان چرچراتا ہے، اور اس کو حق ہے کہ وہ چرچرائے، کیونکہ آسمان میں چار انگل (انگلیوں) کی جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی ٹکائے اللہ کے آگے سجدہ ریز نہ ہو، اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور روتے زیادہ، اور اپنے بستروں پر اپنی بیویوں کے ساتھ لذت حاصل کرنا بھول

جاتے ، اور جنگلوں میں نکل کھڑے ہوتے تاکہ اللہ کے سامنے گڑ گڑاؤ اور اس کی پناہ مانگو۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ساتوں آسمانوں میں کوئی قدم بلکہ ہتھیلی جتنی جگہ بھی ایسی خالی نہ ہو جہاں کوئی فرشتہ یا سجدہ یا رکوع میں نہ ہو۔

اسی طرح فرشتے آسمانوں میں اللہ کے گھر بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں، حدیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے کہ روزانہ بیت المعمور کا ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں، اور ایک مرتبہ جس کو وہاں طواف کرلیا دوبارہ اس کو موقع نہیں ملتا۔ دلائل

**( الَّذين يحملون العرش ومن حوله يسبحون بحمد ربهم ) [ غافر : ٧ ] ، كما يسبحه عموم ملائكته : ( والملائكة يسبحون بحمد ربهم ) [ الشورى : ٥ ] ، ( يسبحون اللَّيل والنَّهار لا يفترون ) [ الأنبياء : ٢٠ ] ، عن أبي ذر ، قال : سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم أي الذكر أفضل ؟ قال : ( ما اصطفى الله لملائكته أو لعباده : سبحان الله وبحمده ) (صحيح مسلم) . (٣) ، عَنْ أَبِى ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « إِنِّى أَرَى مَا لاَ تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لاَ تَسْمَعُونَ أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلاَّ وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ**

**سَاجِدًا لِلَّهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُونَ إِلَى اللَّهِ ». (سنن الترمذی) من حديث جابر مرفوعا: "ما في السموات السبع موضع قدم ولا شبر ولا كف إلا وفيه ملك قائم أو راكع أو ساجد" (طبرانی بحوالہ فتح الباری:۶/۳۰۶) ثمّ رفع بي إلى البيت المعمور ، وإذا هو يدخله كل يوم سبعون ألفاً ، لا يعودون إليه آخر ما عليهم ) (۶) ؛ يعني يتبعدون فيه ، ويطوفون به كما يطوف أهل الأرض بكعبتهم** بند

بند.

بند فرشتوں کا احترام ضروری ہے، کسی فرشتے کے احترام کو مجروح کرنا ایمان کے منافی ہے،فرشتوں کو دشمن سمجھنا اور ان سے عداوت اور بغض رکھنا ایمان کے خلاف اور کفر ہے۔ تشریح

**حقوقِ ملائکہ’احترام ملائکہ:** فرشتے اللہ تعالیٰ کے منتخب بندے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی بہت بڑی تعداد کو خود انسانوں کی خدمت و فلاح میں لگا رکھی ہے، چنانچہ وہ انسانوں کے خیر خواہ ہیں، اور سب فرشتے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اور عبادات میں لگے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے یہاں خود ان فرشتوں کا بڑا مقام ہے، وہ آسمانوں کے مکین ہیں اور اللہ کا لشکر ہیں، یہ سب باتیں اس بات کا تقاضہ کرتی ہیں کہ ان کا احترم کیا

جائے، ان سے محبت ہو اور دلی دوستی کا تعلق ہو، یقیناً فرشتے نافرمانوں اور کفار کے دوست نہیں ہیں، اور ان کے ہاتھوں سرکشوں اور کفار کو زک پہنچتی ہے، اور جن سرکشوں کو اس بات کا شعور ہے کہ ان کو فرشتوں کے ہاتھوں سزا دی گئی ہے وہ ان فرشتوں سے دشمنی رکھتے ہیں یعنی ان فرشتوں کو اپنا دشمن سمجھ کر خود کو بھی ان کا دشمن سمجھتے ہیں، جیسے یہود کا حال تھا کہ وہ حضرت جبرئیل کو اپنا دشمن سمجھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے یہ بات صاف کردی ہے کہ جو کوئی جبرئیل اور میکائیل کو اپنا دشمن سمجھے ایسے کافروں کا اللہ بھی دشمن ہے۔

جو شخص مطلق ملائکہ کے احترام کو مجروح کرے، یا نام بنام جبرئیل و میکائیل یا دیگر جن فرشتوں کا نام بیان کیا گیا ہے ان کو دشمن کہے یا کسی اور طریقے سے ان کے احترام کو مجروح کرے وہ بلاشبہ کافر ہے۔

بند.

بند بعض چیزیں ایسی ہیں جن سے ملائکہ کو تکلیف پہنچتی ہے ان سے گریز کرنا لازم ہے۔ تشریح

**ملائکہ کو تکلیف پہنچانے سے** گریز کرنا

فرشتے جو نیک اور علم و ذکر کی مجالس میں شرکت کرتے ہیں، ایسی مجالس میں شرکت کرنے والوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ شرکاء کو ان کی جانب سے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے، پیاز لہسن اور گندنا کی بو سے فرشتوں کو اذیت پہنچتی ہے، اس لئے یہ چیزیں کھا کر مساجد میں جانا یا علم و ذکر کی مجلسوں میں شرکت کرنا نا مناسب ہے۔ دلائل

عَنْ جَـــابِرِ بْنِ عَبْـــدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِىِّ - صلى الله عليه وسلم- قَالَ « مَنْ أَكَلَ مِنْ هَـذِهِ الْبَقْلَـةِ الثُّومِ - وَقَـالَ مَـرَّةً مَنْ أَكَـلَ الْبَصَـــلَ وَالثُّومَ وَالْكُـــرَّاثَ - فَلاَ يَقْـــرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ »۔ عَنْ أَبِى سَعِيدٍ قَـالَ لَمْ نَعْـدُ أَنْ فُتِحَتْ خَيْبَرُ فَوَقَعْنَا أَصْـحَابَ رَسُـولِ اللَّهِ - صـلى اللـه عليـه وسـلم- فِى تِلْـكَ الْبَقْلَـةِ الثُّومِ وَالنَّاسُ جِيَاعٌ فَأَكَلْنَا مِنْهَا أَكْلاً شَدِيدًا ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَـدَ رَسُـولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم- الـرِّيحَ فَقَـالَ « مَنْ أَكَـلَ مِنْ هَـذِهِ الشَّـجَرَةِ الْخَبِيثَـةِ شَـيْئًا فَلاَ يَقْرَبَنَّا فِى الْمَسْجِدِ ». فَقَالَ النَّاسُ حُرِّمَتْ حُرِّمَتْ. فَبَلَغَ ذَاكَ النَّبِىَّ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- فَقَـالَ « أَيُّهَـا النَّاسُ إِنَّهُ لَيْسَ بِى تَحْرِيمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لِى وَلَكِنَّهَا شَجَرَةٌ أَكْـرَهُ رِيحَهَا ». (صحيح مسـلم)۔ عَنْ أَبِى هُرَيْـرَةَ عَنِ النَّبِىِّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلاَةِ فَلاَ يَبْصُقْ أَمَامَهُ ، فَإِنَّمَا يُنَاجِى اللَّهَ مَا دَامَ فِى مُصَلاَّهُ ، وَلاَ عَنْ يَمِينِهِ ، فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكًا ، وَلْيَبْصُـقْ عَنْ يَسَـارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِـهِ ، فَيَـدْفِنُهَا » . (صحيح بخارى)۔ بند

بند.

بند فرشـتوں میں بھی فـرق مـراتب ہے، بعض فرشـتے دوسـروں سـے

افضل ہیں۔

**وَالْقُرْآنُ مَمْلُوءٌ بِذِكْرِ الْمَلَائِكَةِ وَأَصْنَافِهِمْ وَمَرَاتِبِهِمْ، فَتَارَةً يَقْرِنُ اللَّهُ تَعَالَى اسْمَهُ بِاسْمِهِمْ، وَصَلَاتَهُ بِصَلَاتِهِمْ، وَيُضِيفُهُمْ إِلَيْهِ فِي مَوَاضِعِ التَّشْرِيفِ، وَتَارَةً يَذْكُرُ حَفَّهُمْ بِالْعَرْشِ وَحَمْلَهُمْ لَهُ، ومراتبهم من الدنو، وَتَارَةً يَصِفُهُمْ بِالْإِكْرَامِ وَالْكَرَمِ، وَالتَّقْرِيبِ وَالْعُلُوِّ وَالطَّهَارَةِ وَالْقُوَّةِ وَالْإِخْلَاصِ. (شرح العقیدہ الطحاویہ:۳۰۱)** بند

بند اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی فرشتے کو انسانی شکل عطاء فرمائی تو اُسے مردانہ شکل عطاء فرمائی۔ تشریح

کسی فرشتے کو نسوانی شکل میں ظاہر نہیں فرمایا، حتیٰ کہ حضرت مریم علیہا السلام کے خلوت کدہ میں ان کے پاس آنے والا فرشتہ بھی مرد کی شکل میں آیا تھا۔

دلائل

**فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ (مریم:۱۷)** بند

بند.

بند اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے مختلف کاموں پر مقرر ہیں اور ان کاموں کی بجاآوری میں مشغول رہتے ہیں۔ تشریح

مثلاً بعض فرشتے انسانوں کے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں، بعض فرشتے انسانوں کی حفاظت پر مقرر ہیں، بعض

فرشتے دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول ہیں، بعض فرشتے اللہ تعالیٰ کے عرش کو تھامے ہوئے ہیں، بعض فرشتے جنت کے خازن اور بعض دوزخ کے خازن ہیں، بعض فرشتے عرش کے ارد گرد صف بستہ کھڑے ہیں، بعض فرشتے بیت المعمور کا طواف کر رہے ہیں، بعض فرشتے امت کی طرف سے پڑھا جانے والا درود و سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرنے پر مقرر ہیں، بعض فرشتے قبر میں میت سے سوالات کرنے پر مقرر ہیں، بعض فرشتوں کے دو، بعض کے تین اور بعض کے چار پر ہیں، بعض فرشتوں لوگوں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں، بعض فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے نازل ہوتے رہتے ہیں، جیسا کہ غزوۂ بدر وغیرہ میں ہوا، بعض فرشتے نافرمان لوگوں کو عذاب دینے کے لئے بھی آسمانوں سے نازل ہوتے رہتے ہیں، جیسے قومِ لوط، قومِ عاد اور قومِ ثمود وغیرہ پر عذاب کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوئے، بعض فرشتے جنت کے اندر جنتیوں کی خدمت کے لئے مقرر ہوں گے اور بعض فرشتے دوزخ میں دوزخیوں کو طرح طرح کے عذاب دینے کے لئے مقرر ہوں گے، ان میں سے بڑے فرشتے اُنّیس (۱۹) ہیں۔

دلائل:

**وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝ (الانفطار:۱۰۔۱۲) أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ بَلَى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ۝ (الزخرف:۸۰) وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ**

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (الزمر:۷۵) هَذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ (اٰل عمران:۱۲۵) وَلَوْ تَرَى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ (الانفال:۵۰) وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ (الشوریٰ:۵) هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (الاحزاب:۴۳) إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ (الاحزاب:۵۶) عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ (التحریم:۶) تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ (القدر:۴) لَوَّاحَةٌ لِلْبَشَرِ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (المدثر:۲۹،۳۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (صحیح بخاری:۱۰۸۱) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ (سنن نسائی:۱۸۹۱) وَقَدْ دَلَّ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ عَلَى أَصْنَافِ الْمَلَائِكَةِ، وَأَنَّهَا مُوَكَّلَةٌ بِأَصْنَافِ الْمَخْلُوقَاتِ، وَأَنَّهُ سُبْحَانَهُ وَكَّلَ بِالْجِبَالِ مَلَائِكَةً، وَوَكَّلَ بِالسَّحَابِ وَالْمَطَرِ

**مَلَائِكَـةً، وَوَكَّلَ بِـالرَّحِمِ مَلَائِكَـةً تُـدَبِّرُ أَمْـرَ النُّطْفَـةِ حَتَّى يَتِمَّ خَلْقُهَـا، ثُمَّ وَكَّلَ بِالْعَبْـدِ مَلَائِكَةً لِحِفْظِ1 مَا يَعْمَلُهُ وَإِحْصَائِهِ وَكِتَابَتِهِ، وَوَكَّلَ بِالْمَوْتِ مَلَائِكَةً، وَوَكَّلَ بِالسُّؤَالِ فِي الْقَبْــرِ مَلَائِكَــةً، وَوَكَّلَ بِــالْأَفْلَاكِ مَلَائِكَــةً يُحَرِّكُونَهَا، وَوَكَّلَ بِالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ مَلَائِكَةً، وَوَكَّلَ بِالنَّارِ وَإِيقَادِهَــا وَتَعْــذِيبِ أَهْلِهَــا وَعِمَارَتِهَا مَلَائِكَـةً، وَوَكَّلَ بِالْجَنَّةِ وعمارتهـا وغرسها وَعَمَـلِ آلَاتِهَـا مَلَائِكَـةً. فَالْمَلَائِكَـةُ أَعْظَمُ جُنُــودِ اللَّهِ ومنهم... وَمَعْنَى جَمْــعِ التَّأْنِيثِ فِي ذَلِـكَ كُلِّـهِ: الْفِـرَقُ وَالطَّوَائِفُ وَالْجَمَاعَاتُ، الَّتِي مُفْرَدُهَا: فِرْقَةٌ وَطَائِفَـةٌ وَجَمَاعَةٌ، وَمِنْهُمْ مَلَائِكَـةُ الرَّحْمَـةِ، وَمَلَائِكَـةُ الْعَذَابِ، وَمَلَائِكَةٌ قَدْ وُكِّلُوا بِحَمْـلِ الْعَـرْشِ، وَمَلَائِكَـةٌ قَـدْ وُكِّلُـوا بِعِمَـارَةِ السـماوات بالصلاة والتسبيح والتقدير، إِلَى غَيْـرِ ذَلِـكَ مِنْ أَصْـنَافِ الْمَلَائِكَـةِ الَّتِي لا يحصـيها إلا اللہ (عقیدہ واسطیہ مع الشرح: ۳۰۰)۔**

بند

بند.

بند فرشتے نیک بندوں کے جنازے میں شرکت کرتے ہیں بعض خاص نیک بندوں کے جنازے کو غسل بھی دیتے ہیں تشریح

## ہم حاملینِ عرش و چار بڑے فرشتوں کوکس طرح مانیں اور ان سے متعلق احکام و عقائد

**حاملینِ عرش:** اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے، اور کائنات میں تدبیر امور کا مرکز بھی عرش ہے، اس عرش کے حاملین عظیم فرشتے ابھی چار ہیں اور قیامت کے دن یہ فرشتے آٹھ ہوجائیں گے، جن کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان فرشتوں کی لمبائی اتنی ہے کہ صرف پنجوں سے ان کے گھٹنے تک کی مسافت ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کی مسافت کے برابر ہے، اسی طرح ان کے کان کی لو سے گردن تک کی مسافت سات سو برس کی ہے ، اللہ اکبر اس کا حاصل تو یہ ہوا کہ ساتوں آسمانوں کی جتنی مسافت ہے اتنی ان میں سے ایک فرشتے کی لمبائی ہے، کیا ہی عظمت و کبریائی اس خالق کی جس نے ایسی عظیم مخلوق بنائی ہے

خود عرش اطراف میں بے شمار فرشتے ہیں جن کی صحیح تعداد صرف اللہ جانتے ہیں، یہ مقرب فرشتے ہیں، یہ فرشتے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے اللہ! باوجود یہ کہ آپ ہر چیز جاننے والے ہیں پھر بھی آپ بردباری سے کام لیتے ہیں، اور باوجود یہ کہ آپ ہر طرح کی قدرت رکھتے ہیں پھر بھی آپ در گذر سے کام لیتے ہیں۔ حاملین عرش اور عرش کے اطراف تسبیح و تقدیس میں مشغول فرشتے مؤمنین کے لئے استغفار بھی کرتے ہیں، وہ دعائیں کرتے ہیں کہ اے اللہ ! آپ کی رحمت ہر چیز کو عام ہے، جو لوگ توبہ کرلیں اور

آپ کے بتائے ہوئے راستے پر چل پڑیں ان کی بخشش فرمادیجئے، اور انہیں جہنم کے عذاب سے نجات دے دیجئے۔ اے ہمارے پروردگار! انہیں عدن کے باغات میں داخل فرمائیے، جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، اور ان کے آباء ، ان کے جوڑوں اور ان کی اولادوں کو بھی ان کے ساتھ جو ایمان لائیں شامل فرمائیے۔ اے پروردگار انہیں گناہوں سے بچائیے، آپ جن کو آج گناہوں سے بچالیں وہ آپ کی رحمت میں ضرور آجائے گا، اور یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ یہ فرشتے عرش کے پاس مؤمن بندوں کے لئے یہ دعائیں کیا کرتے ہیں۔

اللہ کا عرش پر مستوی ہونے اور صفات متشابہات کی تفصیل ’’ایمان باللہ‘‘ میں صفات متشابہات کی بحث میں ملاحظہ کی جائے۔

**دلائل**

**الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ (٧) رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (٨) وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (٩)(غافر)﴿ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ وَالْمَلَكُ عَلَى أَرْجَائِهَا وَيَحْمِلُ**

عَـــرْشَ رَبِّـــكَ فَـــوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَـــةٌ }
[ الحاقـــة : ١٥ -١٧] قـــال شــــهر بن
حَوْشَب: حملة العرش ثمانية، أربعـة منهم
يقولـون: سـبحانك اللهم وبحمـدك، لـك
الحمـد على حلمـك بعـد علمـك. وأربعـة
يقولـون: سـبحانك اللهم وبحمـدك، لـك
الحمد على عفـوك بعـد قـدرتك، رواه ابن
جرير عنه. ( تفسير ابن كثير:٦/١٠٧) عن
جابر بن عبد الله - رضي اللـه عنهمـا - أن
رسول الله صلى الله عليـه وسـلم قـال :
( أُذن لي أن أُحـدِّث عن ملـك من ملائكـة
الله ، من حملة العرش ، إن ما بين شحمة
أذنـه إلى عاتقـه مسـيرة سـبعمائة عـام )
( ابو داؤد) عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
قَالَ زَعَمَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِى الْبَطْحَـاءِ فِى
عِصَـابَةٍ وَرَسُـولُ اللَّهِ -صـلى اللـه عليـه
وسلم- جَالِسٌ فِيهِمْ إِذْ مَرَّتْ عَلَيْهِمْ سَحَابَةٌ
فَنَظَرُوا إِلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله
عليه وسلم- « هَلْ تَدْرُونَ مَا اسْمُ هَـذِهِ ».
قَالُوا نَعَمْ هَذَا السَّحَابُ.فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -
صلى الله عليه وسلم- « وَالْمُزْنُ ». قَـالُوا
وَالْمُزْنُ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليـه
وسـلم- « وَالْعَنَـانُ ». قَـالُوا وَالْعَنَـانُ. ثُمَّ
قَـالَ لَهُمْ رَسُـولُ اللَّهِ -صـلى اللـه عليـه
وسـلم- « هَـلْ تَـدْرُونَ كَمْ بُعْـدُ مَـا بَيْنَ

**السَّــمَاءِ وَالأَرْضِ ». فَقَــالُوا لاَ وَاللَّهِ مَــا نَـدْرِى . قَـالَ « فَـإِنَّ بُعْـدَ مَـا بَيْنَهُمَـا إِمَّا وَاحِدَةٌ وَإِمَّا اثْنَتَـانِ أَوْ ثَلاَثٌ وَسَـبْعُونَ سَـنَةً وَالسَّــمَاءُ الَّتِى فَوْقَهَــا كَــذَلِكَ ». حَتَّى عَدَّدَهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ كَذَلِكَ ثُمَّ قَالَ « فَوْقَ السَّـمَاءِ السَّـابِعَةِ بَحْـرٌ بَيْنَ أَعْلاَهُ وَأَسْـفَلِهِ كَمَا بَيْنَ السَّـمَاءِ إِلَى السَّـمَاءِ وَفَـوْقَ ذَلِـكَ ثَمَانِيَـةُ أَوْعَـالٍ بَيْنَ أَظْلاَفِهِنَّ وَرُكَبِهِنَّ مَـا بَيْنَ سَـمَاءٍ إِلَى سَـمَاءٍ ثُمَّ فَـوْقَ ظُهُـورِهِنَّ الْعَـرْشُ بَيْنَ أَسْـفَلِهِ وَأَعْلاَهُ مَـا بَيْنَ سَـمَاءٍ إِلَى سَــمَاءٍ وَاللَّهُ فَــوْقَ ذَلِــكَ ». (ســنن الترمذى) أن حملة العرش يسبحون الله، فيقول بعضهم: سبحانك على حلمـك بعـد علمــك. ويقــول بعضــهم: ســبحانك على عفـوك بعـد قـدرتك.( تفسـير ابن كثـير: (۲/۴۴۴** بند

بند.

بند بہت سے فرشتے وحی لانے اور اللہ تعالیٰ اور نبیوں کے درمیان پیغام رسانی پر مأمور ہیں تشریح

پیغام رسانی پر مأمور فرشتے: جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کے ظاہری مفادات مثلاً رزق ، بارش، ہواؤوں ، حفاظت وغیرہ پر فرشتوں کو مأمور کیا ہے اسی طرح انسانوں کے باطنی اور روحانی مفادات کے سلسلوں پر بھی فرشتوں کو کام پر لگایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت بندوں تک پہنچانے کے لئے جس طرح بندوں میں پیغام بر نبی و رسول منتخب فرمائیں ہیں، اسی طرح فرشتوں میں سے بھی اللہ تعالیٰ نے چند فرشتوں کو منتخب کرکے اپنے اور انسانی رسولوں کے درمیان پیغام رسال بنایا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاء کی جانب اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے رسولوں کے ذریعے انسانی رسولوں تک پیغام پہنچاتے رہے ہیں۔

انبیاء تک وحی پہنچانے کا عام طور پر ذریعہ یہی پیغام بر فرشتے رہے ہیں، ہاں اللہ تعالیٰ نے راست بھی اپنے پیغمبروں سے کلام کیا ہے، مثلاً حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے راست فرشتوں کے واسطے کے بغیر کلام کیا ہے، اور وحی کے دیگر اورذریعے بھی رہے ہیں جن کا ذکر ’’ایمان الکتب‘‘ میں آئے گا۔

پیغام بر فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں، عام طور پر انبیاء ورسولوں کے پاس پیغام لے کر حضرت جبرئیل ہی آیا کرتے تھے، ہاں ان کے ساتھ دیگر فرشتے بھی ہوتے ہیں، مثلاً سورۂ انعام کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ اس کے نزول کے وقت ستر ہزار فرشتے ساتھ تھے جو تسبیح بیان کررہے تھے اور آسمان و زمین ان کی تسبیح کی آواز سے گونج رہی تھی۔

حضرت جبرئیل کے اور بھی کام ہیں جن کا ذکر آگے اپنی جگہ آئے گا، ان کا خاص کام انبیاء و رسولوں تک وحی پہنچانا رہا ہے۔

قرآن مجید کی وحی بھی حضرت محمد ﷺ تک حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی لاتے تھے، ہاں بعض قرآن کے حصے بعض خاص فرشتوں کے ذریعے بھی بھیجے گئے ہیں،

کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ قرآن مجید کا کوئی خاص حصہ حضرت جبرئیل کے علاوہ کوئی اور فرشتہ لائے ہوں ، مثلاً سورہ فاتحہ کی خوشخبری لانے والا فرشتہ دوسرا ہے، ہاں اس فرشتے کی آمد کے وقت خود حضرت جبرئیل بھی نبی ﷺ کے پاس تھے۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے انبیاء و رسولوں کو وحی بھیجے ہیں یہ قطعی عقیدہ ہے، جس پر ایمان لازمی ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ دلائل

**الله يَصْطَفِي مِنَ الملائكة رُسُلاً وَمِنَ الناس (الحج : ٧٥ ) ۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (١)( سورہ الفاطر)۔ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ (٢) (النحل)۔ أن الحارث بن هشام - رضي الله عنه - سأل الرسول صلى الله عليه وسلم ، فقال : يا رسول الله ، كيف**

**يأتيك الوحي ؟ فقال الرسول صلى الله عليه وسلم : ( أحياناً يأتيني مثل صلصلة الجرس ، وهو أشدّه عليّ ، فَيُفصَم عني وقد وعيت عنه ما قال ، وأحياناً يتمثل لي الملك رجلاً ، فيكلمني ، فأعي ما يقول ) (صحيح بخارى)  روى مسلم في صحيحه، والنسائي في سننه، من حديث أبي الأحوص سلام بن سليم، عن عمار بن رُزَيق، عن عبد الله بن عيسى بن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس، قال: بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنده جبريل، إذ سمع نقيضًا فوقه، فرفع جبريل بصره إلى السماء، فقال: هذا باب قد فتح من السماء، ما فتح قط. قال: فنزل منه ملك، فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: أبشر بنورين قد أوتيتهما لم يؤتهما نبي قبلك: فاتحة الكتاب، وخواتيم سورة البقرة، ولن تقرأ حرفًا منهما إلا أوتيته. وهذا لفظ النسائي. (تفسير ابن كثير: ١/١٠٦)**بند

بند.

بند حضرت جبرئیل علیہ السلام، بہت زیادہ طاقتور، امانت دار اور مکرم ہیں، ہر زمانہ میں انبیاء کرام علیہم السلام پر وحی لانے کے لئے مقرر تھے

**إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ (التكوير:١٩۔٢١) قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ (البقرۃ:٩٧) عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى (النجم:٥،٦) وعن ابن عباس قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: ألا أخبركم بأفضل الملائكة ؟ جبريل عليه السلام (مجمع الزوائد:٣۔١٤٠) فَجِبْرِيلُ مُوَكَّلٌ بِالْوَحْيِ الَّذِي بِهِ حَيَاةُ الْقُلُوبِ وَالْأَرْوَاحِ (شرح العقيدۃ الطحاویۃ:٣٠٠)**

حضرت میکائیل علیہ السلام، بارش برسانے، غلّے اُگانے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی مخلوق کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں۔

**مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ (البقرۃ:٩٨) وَمِيكَائِيلُ مُوَكَّلٌ بِالْقَطْرِ الَّذِي بِهِ حَيَاةُ الْأَرْضِ وَالنَّبَاتِ وَالْحَيَوَانِ (شرح العقیدۃ الطحاویۃ:٣٠١)**

حضرت اسرافیل علیہ السلام، جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے، جس کی آواز کی شدت سے ہر چیز فناء ہوجائے گی، سب جاندار مرجائیں گے، دوبارہ پھر صور پھونکیں گے جس سے سب مردے زندہ ہوکر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قـال :
قال رسول الله صلى الله عليـه و سـلم :
إن طرف صاحب الصور مذ وكل به مستعد
ينظر نحو العرش مخافة أن يؤمر قبـل أن
يرتـد إليـه طرفـه كـأن عينيـه كوكبـان
دريـــان ۔ (مســــتدرک حـــــاكم:۴۵۵۹)
وَإِسْرَافِيلُ مُوَكَّلٌ بِـالنَّفْخِ فِي الصُّوَرِ الَّذِي
بِـهِ حَيَـاةُ الْخَلْـقِ بَعْـدَ مَمَـاتِهِمْ (شـرح
العقيد الطحاوي:۳۰۱)

ىند

بد حضرت عزرائیل علی السلام، ی مخلوق کی جان نکـالن پـر مقـرر
یں اور وقتِ مقرر پر ان کی روحیں قبض کرت یں تشریح

قبض ِروح س متعلق فرشت: کچھ فرشت بنــدوں کی
روح قبض کرن پـر مـأمور یں، جب کسـی بنـد کی مـدت
عمر پوری و جـاتی  تـو الل ک ی فرشـت اس کی روح
قبض کرلیت یں، ی فرشت ن اس کی مدت س قبـل اس
کی روح قبض کـرت یں اور ن ی اس میں کسـی قسـم
کی ڈھیل دیت یں ظالموں کی جب موت کـا وقت قـریب
آتا  فرشت ان کی جانب اتھ بڑھا کـر کت یں چلـو آؤ
آج تمار لئ ذلت والا عذاب تیار ، اور ان ک چروں پر
اور ان کی پیٹھ پـر ضـربیں لگــات یں اور ان کی روح کـو
قبض کرلیت یں جبک مؤمنین کی روح قبض کرت یں تو
انیں تسلی دیت یں،اور اطمینان دلات یں ک تمار لئ

کسی قسم کا کوئی خوف و حزن نہیں ہے، تمہارے لئے تو جنت کی خوشخبری ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

جو فرشتے روح قبض کرنے پر مأمور ہیں ان کے سربراہ حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیں، روح قبض کرنے والے فرشتے کو ملک الموت کہا جاتا ہے۔

**ملک الموت اور حضرت موسی علیہما السلام:**

ملک الموت کے ساتھ حضرت موسی کے ساتھ ایک خاص واقعہ بھی پیش آیا ہے، حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ: جس وقت حضرت موسی کی موت کا وقت قریب آیا ملک الموت حضرت موسی کے پاس ان کی روح قبض کرنے آئے اور کہا اپنے رب کی دعوت پر چلے آئیے، حضرت موسی نے ملک الموت کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کیا جس سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی، ملک الموت اللہ تعالیٰ کے پاس گئے اورکہا کہ آپ نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنا نہیں چاہتے، اورانہوں نے تو میری آنکھ ہی پھوڑ دی، اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھیں صحیح حالت میں کردی اور کہا : میرے بندے کے پاس جاؤ اور کہو: کیا اور جینا چاہتے ہو؟ اگر ایسا ہے تو کسی بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ دو اور جہاں تک اس کی پیٹھ کے جتنے بال چھپ جائیں اتنے سال اور جی سکتے ہو، ملک الموت نے حکم کی تعمیل کی، حضرت موسی نے اس تجویز پر کہا پھر کیا ہوگا؟ انہوں نے کہا پھر موت کا سامنا کرنا ہوگا، تب حضرت موسی نے فرمایا: تب تو یہی وقت ٹھیک ہے۔

امـــام ابن حجـــر نے کہا ہے کہ : بعض مبتـــدعین اس حدیث کـا انکـار کـر بیٹھـتے ہیں، جبکہ صـحیح احـادیث جس میں غیب کی باتوں کا ذکر ہے ان کامحض عقـل و نظـر کی بنیاد پـر انکـار کرنـا کہ ہمـاری عقـل و سـمجھ میں یہ بـات نہیں آتی ہے ایمــان کے بالکــل خلاف بـــات ہے۔ متقین کی اولین صفات میں سے اہم یہ ہے کہ وہ غیب کی بـاتوں پـر ایمــان لاتے ہیں، جیســا کہ اللہ تعـالیٰ نے سـورہ بـاقرہ کے فواتح میں ذکر کیا ہے، چنانچہ جب کـوئی بـات اللہ اور اس کے رسول سے صحت کے ساتھ منقول ہو تو سـوائے تصـدیق کے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ دلائل

**وهـــو الْقَـاهِرُ فــوق عبــاده ويرســل عليكم حفظةً حتَّى إذا جاء أحـدكم المـوت تَوَفَّتْـهُ رسـلنا وهم لا يفرطـون - ثم ردُّوا إلى الله مولاهم الحـق إلا لـه الحكم وهـو أسـرع الحاسـبين ) [ الأنعــام : ٦١-٦٢ ] ۔ ( ولـــو تـــرى إذ الظَّالمون في غَمَـــرَاتِ الموت والملائِكة باسطوا أيـديهم أخرجـوا أنفسـكم اليـوم تجـزون عـذاب الهـون ) [ الأنعـــــــــام : ٩٣ ] ۔ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِـهِمْ قَـالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَـالُوا كُنَّا مُسْتَضْـعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَـالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَـاجِرُوا فِيهَـا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (٩٧) ( النســاء) ۔ ( ولــو تــرى إذ يتــوفَّى الَّذين كفـــروا الملائكـــة يضـــربون وجـــوههم**

وأدبـــارهم وذوقـــوا عـــذاب الحريـــق ) [ الأنفــال : ٥٠ ] ( فكيــف إذا تَــوَفَّتْهُمُ الملائكــة يضــربون وجــوههم وأدبــارهم ) [محمـــد : ٢٧] الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَــةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَـلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُـوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (٣٢)( النحــل) إنَّ الَّذين قالوا ربنَّا الله ثمَّ اسـتقاموا تتـنزَّل عليهم الملائكــة ألاَّ تخـافوا ولا تحزنــوا وأبشــروا بالجنَّة التي كنتم توعدون - نحن أوليـاؤكم في الحياة الـدنيا وفي الآخـرة ولكم فيهـا ما تشتهي أنفسكم ولكم فيها ما تدَّعون ) [ فصــلت : ٣٠-٣١ ] أَنَّ حُذَيْفَــةَ - رضــى الله عنـه - حَدَّثَـهُ قَـالَ قَـالَ النَّبِىُّ - صـلى اللــه عليــه وســلم - « تَلَقَّتِ الْمَلاَئِكَـةُ رُوحَ رَجُــلٍ مِمَّنْ كَــانَ قَبْلَكُمْ قَــالُوا أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْــرِ شَــيْئًا قَــالَ كُنْتُ آمُــرُ فِتْيَــانِى أَنْ يُنْظِرُوا وَيَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُوسِـرِ قَـالَ قَـالَ فَتَجَــاوَزُوا عَنْــهُ » . وَقَالَ أَبُــو مَالِــكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ « كُنْتُ أُيَسِّــرُ عَلَى الْمُوسِــرِ وَأُنْظِــرُ الْمُعْسِـــرَ » . (صــحيح بخـــارى) عن أبي هريــرة ، رضــي اللــه عنــه ، قــال : قــال رسول الله صلى الله عليه وسـلم : ( جـاء ملــك المــوت إلى موســى عليــه الســلام ، فقــال لــه : أجب ربــك ) ، قــال : ( فلطم موسى عين ملك الموت ففقأهما ) . قال

: ( فرجع الملك إلى الله تعالى ، فقال : إنك أرسلتني إلى عبد لك لا يريد الموت ، وقد فقأ عيني ) . قال : ( فردّ الله إليه عينه ، وقال : ارجع إلى عبدي فقل : الحياةَ تريد ؟ فإن كنت تريد الحياة فضع يدك على متن ثور ، فما توارت يدك من شَعْرة ، فإنك تعيش بها سنة ، قال : ثمّ مه ؟ قال : ثمّ تموت . قال : فالآن من قريب ) (صحيح بخارى)  وذكر ابن حجر العسقلاني أن بعض المبتدعة أنكر هذا الحديث.......والتكذيب بالأحاديث الصحيحة التي تخبر عن الغيوب بنظر عقلي مجرد ينافي الإيمان ، فأول صفات المتقين أنهم يؤمنون بالغيب ، كما ذكر الله ذلك في مطلع سورة البقرة ، فإذا صحّ الخبر عن الله أو عن رسوله فليس هناك إلا التصديق : ( والرَّاسخون في العلم يقولون آمنَّا به كلٌّ من عند ربنا وما يذَّكرُ إلاَّ أولوا الألباب ) [ آل عمران : ٧ ] (فتح البارى:۶/۴۴۲) وملك الموت كان يأتي الناس عياناً ، فأتى موسى فلطمه وفقأ عينه (صحيح مسلم)  قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ (السجد:۱۱) عن ابى هرير رضى الل عن قال قال رسول الل صلى

**اللہ علیہ وسلم: ان اللہ عز و جل و کل ملک الموت و قبضی الارواح (ابن ماجہ: ۱۹۹ہ)** بند

بند.

## ہم کراماً کاتبین و منکر نکیر فرشتوں کوکس طرح مانیں اور ان سے متعلق احکام و عقائد

**اعمال کو محفوظ کرنے والے فرشتے:** ہر بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حفاظت کرنے والے فرشتوں کے علاوہ ان کے اعمال کا ریکارڈ تیار کرنے والے فرشتے بھی لگا رکھے ہیں، انسان کوئی بھی کام کرتا ہو، کوئی بات کہتا ہو، اس کی ہر حرکت کو وہ محفوظ کرلیتے ہیں، چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی ان سے نہیں چھوٹتا یہ فرشتے بندے کے ساتھ ہمیشہ لگے رہتے ہیں، نیک کاموں کو محفوظ کرنے والا فرشتہ داہنی جانب ہوتا ہے، اور برے کاموں کو محفوظ کرنے والا فرشتہ بائیں جانب ہوتا، یہ فرشتے اس کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑتے سوائے اس کے کہ کوئی قضاء حاجت کے لئے جائے یا بیوی سے اپنی حاجت پوری کرے۔

احادیث میں آیا ہے کہ ان فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے رکھی ہے کہ جب کوئی بندہ برائی کا محض ارادہ کرے تو اس کو اس وقت تک نہ لکھو جب تک کہ وہ اس کو کر نہ گزرے، اگر وہ برائی کا ارتکاب کرلیتا ہے تو

اس کو ایک برائی لکھ لو، اور جب کوئی بندہ نیکی محض ارادہ کرے اور ابھی وہ نیکی عملاً نہ کرے تب بھی ایک نیکی لکھ لو ، اور جب اس نیکی پر عمل کرلے تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھو۔

یہ فرشتے بندے کے ساتھ موت تک لگے رہتے ہیں، اور پھر قیامت کے دن میدان حشر میں اپنے ریکارڈ کے ساتھ اس بندے کے ساتھ آ لگتے ہیں، اور حساب کتاب کے وقت اس کے اعمال کو پیش کرتے ہیں۔

اعمال کے ریکارڈ کو فرشتے محفوظ کرتے ہیں۔ قطعی نصوص سے ثابت عقیدہ ہے، اس پر ایمان لازم ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔

**دلائل**

**إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ (١٧) مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (١٨) (ق)۔ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ كِرَامًا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ (الانفطار: ١٠ -١٢ )۔ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُمْ مَكْرٌ فِي آيَاتِنَا قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ (٢١) ( يونس)۔ عن أبي هريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ( قال الله عزّ وجلّ : إذا همّ عبدي بسيئة فلا تكتبوها عليه ، فإن عملها فاكتبوها سيئة ، وإذا همّ بحسنة فلم يعملها ، فاكتبوها حسنة ، فإن عملها فاكتبوها عشراً ) (صحيح مسلم) ۔ عن**

**أبي هريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ( قالت الملائكة : ربّ ذاك عبد يريد أن يعمل سيئة ، وهو أبصر به ، فقال : ارقبوه ، فإن عملها فاكتبوها له بمثلها ، وإن تركها فاكتبوها له حسنة ، إنّما تركها من جرّاي ) (صحيح بخاری و مسلم)** ۔ بند

بند.

**بند** قبر میں ہر آدمی سے دوفرشتے(منکر،نکیر) سوال کریں گے

تشریح

منکر و نکیر کے سوالات: ہر شخص کی برزخی زندگی کے شروع ہوتے ہی دو فرشتے اس کے پاس سوال و جواب کےلئے آتے ہیں جن کے نام مُنکَر نَکِیر ہیں۔ مُنکَر نَکِیر ہر شخص سے اس کے رب اس کے دین او ر اس کےرسول کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ دلائل

**عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ نَخْلًا لِبَنِي النَّجَّارِ فَسَمِعَ صَوْتًا فَفَزِعَ فَقَالَ مَنْ أَصْحَابُ هَذِهِ الْقُبُورِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ نَاسٌ مَاتُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوا وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَا فَإِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَسَأَلَهُ مَا كُنْتَ تَعْبُدُ فَإِنْ اللَّهُ هَدَاهُ قَالَ كُنْتُ أَعْبُدُ اللَّهَ قَالَ فَيُقَالُ لَهُ مَا**

كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ قَالَ فَيَقُولُ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ قَالَ فَمَا يُسْأَلُ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا قَالَ فَيُنْطَلَقُ بِهِ إِلَى بَيْتٍ كَانَ لَهُ فِي النَّارِ فَيُقَالُ هَذَا بَيْتُكَ كَانَ فِي النَّارِ وَلَكِنَّ اللَّهَ عَصَمَكَ وَرَحِمَكَ فَأَبْدَلَكَ بِهِ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ دَعُونِي حَتَّى أَذْهَبَ فَأُبَشِّرَ أَهْلِي فَيُقَالُ لَهُ اسْكُنْ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَيَقُولُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيَضْرِبُهُ بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيدٍ بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهُ الْخَلْقُ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ□ (مسند احمد:۳□۱۵۵)□ فاما سؤال منكر و نكير فقال اهل السن□ ان□ يكون لكل ميت سواء كان فى قبر□ أو فى بطون الوحوش أو الطيور أومهاب الريح بعد أن أحرق و درى فى الريح□ (اليواقيت و الجواهر:۲□۱۳۸) ان الفريق فى الماء أو الماكول فى بطون الحيوانات او المصلوب فى الهواء يغب و ان لم نطلع علي□□ (نبراس:۲۱۰) مزيد تفصيل ك□ لئ□ ديكهيں: مرقا□:۱□۲۰۳، شرح المقاصد:۳□۳۶۵، شرح عقيد□ سفارينيہ:۲□۹، شرح الصدور:۱۴۶□□

.

## مہ نظامِ عالم اور تکوینی امور پر مامور
## فرشتوں کوکس طرح مانیں اور ان سے
## متعلق احکام و عقائد

**بد** جب دجال ظاہر ہوگا تو اس کے شرور سے مکہ اور مدینہ کو محفوظ کرنے کے لئے فرشتے مأمور ہیں۔ تشریح

**دجال سے مکہ اور مدینہ کی حفاظت:** بہت سے فرشتے اس بات پر بھی مأمور ہیں کہ دجال کے فتنے سے مکہ اور مدینہ کو محفوظ رکھیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مکہ و مدینہ میں داخل ہونے کے جتنے ممکنہ راستے ہیں ان تمام پر فرشتے صف در صف موجود ہوں گے جو ان راستوں کی حفاظت کریں گے۔ مدینہ کے بارے میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اس وقت اس کے سات دروازے ہوں گے۔ جب بھی دجال مدینہ کی طرف کا رخ کرے گا وہاں فرشتوں کو چوکنا پائے گا ، وہ جب بھی اس میں داخل ہونے کا ارادہ کرے گا فرشتے تلوار لئے اس کے مقابلے پر ہوں گے، اور پھر وہ اس کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا۔ دلائل

**عَنْ أَنَسِ بْنُ مَالِكٍ - رضى الله عنه - عَنِ النَّبِيِّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلاَّ سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ ، إِلاَّ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ ، لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ إِلاَّ عَلَيْهِ الْمَلاَئِكَةُ صَافِّينَ ، يَحْرُسُونَهَا ، ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلاَثَ رَجَفَاتٍ ، فَيُخْرِجُ اللَّهُ كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ » . (صحيح بخاری) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ -**

**صلى الله عليه وسلم - قَالَ « الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَّالُ ، فَيَجِدُ الْمَلاَئِكَةَ يَحْرُسُونَهَا ، فَلاَ يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ - قَالَ وَلاَ الطَّاعُونُ ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ » . (صحيح بخاری) أن الدجال قال : ( إني أنا المسيح الدجال ، وإني أوشك أن يؤذن لي في الخروج ، فأخرج فأسير في الأرض ، فلا أدع قرية إلا هبطتها في أربعين ليلة ، غير مكة وطيبة ، فهما محرمتان عليّ كلتاهما ، كلما أردت أن أدخل واحدة ، أو أحداً منهما ، استقبلني ملك بيده السيف صلتاً ، يصدني عنهما ، وإن على كل نَقْب منها ملائكة يحرسونها ) . قالت (فاطمة بنت قيس): قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وطعن بمخصرته في المنبر : ( هذه طيبة ، هذه طيبة ، هذه طيبة ) ، يعني : المدينة (صحيح مسلم) عن أبي بكرة ، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : (لا يدخل المدينة رعب المسيح الدجال ، ولها يومئذٍ سبعة أبواب ، على كل باب ملكان ) (صحيح بخاری) بند**

بند.

بد حضرت عیسی علیہ السلام قیامت سے پہلے جب دنیا میں نازل ہوں گے تب وہ فرشتوں کے ذریعے ہی دنیا میں پہنچیں گے۔ تشریح

نزول عیسی کے وقت فرشتوں کی معیت: حضرت عیسی کے نزول کے وقت بھی فرشتوں کی معیت ہوگی۔ حضرت عیسی دمشق کے مشرقی حصے میں مینارے بیضاء کے پاس دوسفرشتوں کے بازووں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے۔ دلائل

**عن النواس بن سمعان عن النبي صلى الله عليه وسلم : في ذكره حديث الدجال ، وفيه : ( فبينما هو كذلك إذ هبط عيسى ابن مريم عليه السلام بشرقي دمشق ، عند المنارة البيضاء ، بين مهرودتين ، واضعاً يَدَيْهِ على أجنحة ملكين ) (سنن الترمذی) . بند**

بند.

قیامت کے واقع ہونے اور دوبارہ زندہ کئے جانے کے لئے صور پھونکنے پر بھی فرشتہ مأمور ہے۔ تشریح

نفخ صور پر مأمور فرشتہ: قیامت کے واقع ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے صور پھونکنے کو ذریعہ بنایا ہے، اس صور کےپھونکنے پر بھی فرشتہ مأمور ہے، اس فرشتہ کا نام اسرائیل ہے، اللہ تعالیٰ نے صور پیدا کرکے اسرافیل علیہ السلام کو دیا ، تاکہ جب انہیں قیامت کے واقع ہونے کےلئے صور پھونکنے کا حکم دیا جائے تو وہ صور پھونک دیں اسرافیل علیہ السلام صور منہ میں لئے ہوئے اس حالت میں بیٹھے ہیں کہ ان کا ایک پاؤں کھڑا ہوا جبکہ ایک دوسرے پاؤں کا گھٹنہ ٹکا ہوا ہے اور ان کی نگاہیں عرش کی جانب لگی ہوئی ہیں، جیسے ہی انہیں صور پھونکنے کا

حکم ملے گا وہ صور پھونک دیں گے، اس دوران وہ کبھی پلک بھی نہیں جھپکاتے مبادا اسی وقت انہیں حکم ہو تو وہ صور پھونکنے میں پلک جھپکنے کی دیر کردیں، پہلے صور کے ساتھ ہی سب ختم ہو جائیں گے۔

پھر اسی طرح مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کے لئے بھی یہی فرشتے اللہ کے حکم سے دوبارہ صور پھونکے گا، جس کے بعد تمام مردے زندہ اٹھ کھڑیں ہوں گے۔

بند.

مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کے بعد سب کو حشر میں جمع کرنے پر بھی فرشتے مأمور ہیں۔ تشریح

بعث بعد الموت کے وقت حشر پر مأمور فرشتے: کچھ فرشتے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر بندوں کو حشر کے میدان میں جمع کرنے پر بھی مأمور ہیں، فرشتوں کی جانب ہی سے جمع ہونے کے لئے ندا دی جائے گی، اور فرشتے زندہ ہونے والوں کو ہانکتے رہے ہوں گے، اور ایک ایک فرد ان کی جانب سے گن گن کر جمع کیا جائے گا۔

نیکوکاروں کا فرشتے استقبال کریں گے، اور کافروں اور بدکاروں کے ساتھ سخت معاملہ ہوگا۔ دلائل

**لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ( الأنبياء (١٠٣** بند

بند.

میدان حشر میں حساب کتاب کے مراحل بھی اللہ کے حکم سے فرشتوں کے ذریعہ پورے ہوں گے۔ تشریح

میدان حشر میں فرشتوں کے کام: میدان حشر میں
فرشتے جہنم کو کھینچ کر لائیں گے، اس دن جہنم کی ستر
ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے
کھینچ رہے ہوں گے۔ گویا صرف جہنم کو کھینچنے والے
فرشتوں کی تعداد چار ارب نود لاکھ ہوگی۔
حساب کتاب کے لئے اللہ تعالیٰ کی آمد کے موقع پر
فرشتے صف در صف کھڑے تسبیح بیان کررہے ہوں گے۔
جب حساب کتاب شروع ہوگا تو وہ فرشتے جنہوں نے
اعمال کا ریکارڈ تیار کیا تھا وہ ہر ہر بندے کے اعمال کا
ریکارڈ پیش کریں گے۔ اور کچھ وہ ہوں گے جو ان اعمال پر
گواہی دیں گے۔
اللہ کے حکم سے مجرمین کو پکڑ کر انہیں پابہ زنجیر
کریں گے اور ان کی گروہ بندی کرکے جہنم کی جانب ہانکے
لے جائیں گے، جبکہ مؤمنین کو خوشخبریاں دیں گے اور پھر
جہنم کے پل پر سے گذرنے کے بعد اہل جنت کا جنت کے
دروازے پر استقبال کریں گے۔

بند.

جہنم کے انتظام پر بھی فرشتے مأمور ہوں گے۔جہنم کے فرشتے
بڑے سخت اور تند خو ہوں گے، ان میں کوئی رحم نہیں ہوگا، وہ
جہنمیوں سے بڑی سختی سے پیش آئیں گے، ان کے بڑے افسروں
کی تعداد انیس ہوگی، ہاں باقیوں کی اصل تعداد نا قابل بیان ہے،
اس کو صرف اللہ بہتر جانتے ہیں۔ تشریح

جہنم پر متعین فرشتے۔ جہنم کے انتظام پر بھی اللہ
تعالیٰ نے فرشتوں کو مقرر کر رکھا ہے، جہنم کے فرشتے
نہایت سخت مزاج اور بہت مضبوط اور قوی ہیں ، نہ

کوئی ان کا مقابلہ کر سکتا ہے اور نہ ہی وہ کسی پر رحم کرتے ہیں، اللہ انہیں جو حکم دیتا ہے اس کی وہ نافرمانی نہیں کرتے، بس وہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ملتا ہے۔ جہنمی جب ان کے آگے روئیں گے گڑگڑائیں گے وہ صاف کہہ دیں گے یہاں معذرتیں کرنے کا کوئی حاصل نہیں ہے جو تم کرتے رہے ہو یہاں اس کا بدلہ ضرور ملے گا(القرآن)۔

جہنم پر مقرر بڑے افسر فرشتوں کی تعداد ۱۹ ہے، لیکن ان کی ما تحتی میں کام کرنے والے فرشتوں کی تعداد غیر معلوم ہے، اللہ تعالیٰ کے لشکر کی تعداد کا صحیح علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے(القرآن)۔

احادیث صحیحہ سے صرف جہنم کو کھینچ کر میدان حشر میں لانے والے فرشتوں کی تعداد جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوئی ہے ۴ ارب ۹۰ لاکھ بیان ہوئی ہے، جہنم کے دیگر کاموں پر مأمور فرشتوں کی صحیح تعداد اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

جہنم کے داروغہ کا نام مالک ہے، مشرکین داروغہ جہنم کے آگے فریادیں لائیں گے لیکن وہ ان سے یہی کہے گا کہ ان سب کا کچھ حاصل نہیں ہے تمہیں یہیں اسی عذاب میں رہنا ہے(القرآن)۔

جہنم کے فرشتوں کے بارے میں مذکورہ بالا امور قرآن مجید سے ثابت تفصیلات ہیں اور بالکل برحق ہے، ان کی تصدیق لازمی ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ دلائل

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ**

عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا
أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (٦) يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (٧)( التحريم )سَأُصْلِيهِ
سَقَرَ (٢٦ ) وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ (٢٧) لَا
تُبْقِي وَلَا تَذَرُ (٢٨) لَوَّاحَةٌ لِلْبَشَرِ (٢٩)
عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (٣٠) وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ
النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً
لِلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ
فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ
اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ
وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا
هُوَ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَى لِلْبَشَرِ (٣١)
( المدثر)وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا
رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ (٧٧)( الزخرف)
عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ - صلى الله
عليه وسلم - « رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِى
قَالاَ الَّذِى يُوقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ ،
وَأَنَا جِبْرِيلُ ، وَهَذَا مِيكَائِيلُ » . (صحيح
البخارى) بند

بند.

بند جنت میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مقرر کیا ہے۔ جنت میں
اہل جنت سے فرشتے ملاقاتیں کریں گے اور انہیں دعائیں دیں گے۔

تشریح

جنت میں متعین فرشتے: جنت میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کومقرر کیا ہوا ہے۔ یہ فرشتے اول تو اہل جنت کا جنت میں استقبال کریں گے، انہیں سلامتی کی دعائیں دیں گے۔

فرشتے جنت میں اہل جنت سے ملاقات کیا کریں گے، اور اان کو سلامتی کی دعائیں دے کر جنت کی نعمتوں پر مبارک باد دیں گے۔(القرآن)احادیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ فرشتے اہل جنت کی رہائش گاہوں پر حاضر ہو کر ان کے خادمین سے داخلے کی اجازت طلب کریں گے اور جب انہیں اجازت ملے گی تو ان کے لئے دروازہ کھولا جائے گا وہ آئیں گے اور انہیں سلام کرکے لوٹ جائیں گے۔

دلائل

**وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ (۲۳) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (۲۴) الرعد**

**ہم میدانِ محشر ’ جنت وجہنم پر ماموروفرشتوں کوکس طرح مانیں اور ان سے متعلق احکام و عقائد**

کائنات کے امور کی تدبیر سے متعلقہ فرشتے: تمام امور کی تدبیر درحقیقت اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاتھ ہے۔ ہاں اس نے

اپنے فرشتوں کو اس کام پر اپنی حاکمانہ شان سے مأمور فرمایا ہے، تمام فرشتے خواہ وہ ملأاعلیٰ کے مقرب فرشتے ہوں یا عام فرشتے ہوں سب اپنی پوری توجہ اللہ رب العزت کی جانب رکھتے ہیں، اور صف باندھ اللہ تعالیٰ کے احکام کے منتظر رہتے ہیں، اور جب بھی انہیں کوئی حکم تفویض ہوتا ہے وہ اس کی تعمیل میں لگ جاتے ہیں۔

چنانچہ کائنات کے تمام کاموں کی تدبیر پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مقرر کر رکھا ہے، اور سب اللہ کے حکم کے مطابق تمام کاموں کو انجام دیتے ہیں۔احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان والوں کو اپنا کوئی فیصلہ سناتے ہیں تو فرشتے اس کے آگے اپنی تابعداری ظاہر کرنے کےلئے اپنے پروں کو حرکت دیتے ہیں اور اس سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے لوہے کی زنجیر کو پتھر کی چکنی چٹان پر رگڑا جارہا ہو،جب ان کی گھبراہٹ ختم ہوتی ہے وہ آپس میں پوچھتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے وہ کہتے ہیں : اس نے جو کچھ کہا وہ حق ہے وہ بلند و برتر ہے۔ اور ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ سناتے ہیں حاملین عرش اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، اور پھر ان سے متصل فرشتے اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، یہاں تک کہ آسمان دنیا تک کے تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، پھر وہ فرشتے جو حاملین عرش کے پاس ہوتے ہیں وہ ان سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟حاملین عرش انہیں وہ بات بتلاتے ہیں جو اللہ نے فرمائی ہے۔ اس طرح وہ بات تمام آسمان والوں تک پہنچتی ہے۔

ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب بطور خاص وحی کے لئے کلام فرماتے ہیں آسمان پر اللہ کے خوف سے ایک سخت کپکپی طاری ہو جاتی ہے، اور جب آسمان والے اس کو سنتے ہیں تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں، اور سب سے پہلے حضرت جبرئیل سر اٹھاتے ہیں، اور اللہ جو چاہتا ہے ان سے بطور وحی کے کلام فرماتا ہے، اور وہ بات پھر تمام تک اس طرح پہنچتی ہے کہ جب بھی وہ کسی آسمان سے گذرتے ہیں اس آسمان والے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا کہا ہے؟ وہ فرماتے ہیں : کہ جو بھی کہا ہے حق ہے اور پھر وہ اس بات کو ان تک پہنچاتے ہیں۔

کائنات اپنی حیرت انگیز وسعتوں کے ساتھ اپنے کاموں میں بھی اتنی ہی وسعت رکھتی ہے، ان فرشتوں کو اللہ نے کون کونسے کام سپرد کئے ہیں ان کی تفصیلات اللہ ہی بہتر جانتے ہیں، ہاں فرشتوں کے جن کاموں کی تفصیلات کو اللہ نے اپنی کتاب میں اور اپنے پیغمبر کے ذریعے بتلایا ہے ان کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ دلائل

**يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ (۵)( السجدہ)۔ وَالصَّافَّاتِ صَفًّا (۱) فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا (۲) فَالتَّالِيَاتِ ذِكْرًا (۳)( الصافات)۔ وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا (۱) وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا (۲) وَالسَّابِحَاتِ سَبْحًا (۳) فَالسَّابِقَاتِ سَبْقًا (۴) فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا (۵)( النَّازِعَاتِ)۔ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ**

النَّبِىَّ - صلى الله عليه وسلم - قَـالَ « إِذَا قَضَــى اللَّهُ الأَمْــرَ فِى السَّــمَاءِ ضَــرَبَتِ الْمَلاَئِكَــةُ بِأَجْنِحَتِهَــا خُضْــعَانًا لِقَوْلِــهِ كَالسِّلْسِلَةِ عَلَى صَفْوَانٍ - قَالَ عَلِىٌّ وَقَـالَ غَيْرُهُ صَفْوَانٍ - يَنْفُذُهُمْ ذَلِكَ فَإِذَا فُـزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ، قَـالُوا لِلَّذِى قَالَ الْحَـقَّ وَهْـوَ الْعَلِىُّ الْكَبِـيرُ ، فَيَسْـمَعُهَا مُسْتَرِقُو السَّمْعِ ، وَمُسْتَرِقُو السَّـمْعِ هَكَـذَا وَاحِدٌ فَـوْقَ آخَـرَ - وَوَصَـفَ سُـفْيَانُ بِيَـدِهِ ، وَفَــرَّجَ بَيْنَ أَصَــابِعِ يَــدِهِ الْيُمْنَى ، نَصَــبَهَا بَعْضَهَا فَـوْقَ بَعْضٍ - فَرُبَّمَـا أَدْرَكَ الشِّـهَابُ الْمُسْتَمِعَ ، قَبْلَ أَنْ يَرْمِىَ بِهَا إِلَى صَاحِبِهِ ، فَيُحْرِقَهُ وَرُبَّمَـا لَمْ يُدْرِكْـهُ حَتَّى يَـرْمِىَ بِهَـا إِلَى الَّذِى يَلِيـهِ إِلَى الَّذِى هُـوَ أَسْـفَلُ مِنْـهُ حَتَّى يُلْقُوهَــا إِلَى الأَرْضِ - وَرُبَّمَــا قَــالَ سُــفْيَانُ حَتَّى تَنْتَهِىَ إِلَى الأَرْضِ - فَتُلْقَى عَلَى فَمِ السَّاحِرِ ، فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَـةٍ فَيَصْـدُقُ ، فَيَقُولُـونَ أَلَمْ يُخْبِرْنَـا يَـوْمَ كَـذَا وَكَذَا يَكُونُ كَذَا وَكَذَا ، فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِى سُــمِعَتْ مِنَ السَّــمَاءِ » . (صــحيح بخارى) وَلَكِنْ رَبُّنَا تَبَـارَكَ وَتَعَـالَى اسْـمُهُ إِذَا قَضَى أَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَــبَّحَ أَهْــلُ السَّــمَاءِ الَّذِينَ يَلُــونَهُمْ حَتَّى يَبْلُــغَ التَّسْبِيحُ أَهْلَ هَـذِهِ السَّـمَاءِ الـدُّنْيَا ثُمَّ قَـالَ الَّذِينَ يَلُونَ حَمَلَـةَ الْعَـرْشِ لِحَمَلَـةِ الْعَـرْشِ

**مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ فَيُخْبِرُونَهُمْ مَاذَا قَالَ - قَالَ - فَيَسْتَخْبِرُ بَعْضُ أَهْلِ السَّمَوَاتِ بَعْضًا حَتَّى يَبْلُغَ الْخَبَرُ هَذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَتَخْطَفُ الْجِنُّ السَّمْعَ فَيَقْذِفُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ وَيُرْمَوْنَ بِهِ فَمَا جَاءُوا بِهِ عَلَى وَجْهِهِ فَهُوَ حَقٌّ وَلَكِنَّهُمْ يَقْرِفُونَ فِيهِ وَيَزِيدُونَ ». (صحيح مسلم) في حديث النواس بن سمعان عند الطبراني مرفوعا: "إذا تكلم الله بالوحي أخذت السماء رجفة شديدة من خوف الله، فإذا سمع أهل السماء بذلك صعقوا وخروا سجدا، فيكون أولهم يرفع رأسه جبريل، فيكلمه الله من وحيه بما أراد، فينتهي به على الملائكة، كلما مر بسماء سأله أهله ماذا قال ربنا؟ قال: الحق، فينتهي به حيث أمر" . (فتح الباری:۸/۵۳۸) بند**

بند.

بند بہت سے فرشتے اہل زمین کے مفادات مثلاً ہواؤں بادلوں اور بارش برسانے پر مأمور ہیں تشریح

**ہواؤں، بادلوں اور بارش سے متعلقہ**

**فرشتے:** انسانی مفادات کےلئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بہت سے کاموں پر لگایا ہے، جن میں سے سب سے اہم رزق کی فراہمی ہے، اور رزق کی فراہمی میں بارش کو خاص دخل ہے، اور بارش کےلئے ہواؤں کو خاص دخل ہے،

چنانچہ ہوائیں، بادل، بارش یہ سب امور فرشتوں کی ماتحتی میں دئیے گئے ہیں ۔

جہاں اللہ کا حکم ہوتا ہے نرم اور مفید ہوائیں اور جہاں اللہ کا حکم ہوتا ہے سخت خطرناک ہوائیں اللہ کے حکم ہی سے فرشتے چلاتے ہیں ۔

بارش کے لئے سمندروں پر تیز ہواؤں کو چلا کر ان سے پانی کے ذرات بنا کر ان کو اٹھانے، اور بادلوں کو پانی سے بھرنے، پھر ان کو ہنکا کر متعلقہ مقامات تک لے جانے اور متعینہ جگہوں پر متعینہ مقدار میں پانی برسانے پر بھی فرشتے مأمور ہیں ۔

فرشتے ہواؤں اور بادلوں پر حکم جاری کرتے ہیں اور وہ اس طرف چل پڑتے ہیں جدھر وہ ان کو ہنکاتے ہیں ۔

جہاں اللہ چاہتا مناسب اور معتدل مقدار میں مفید بارش ہوتی ہے اور زمین سے رزق کے خزانے اگلوائے جاتے ہیں، جہاں اللہ چاہتا ہے غیر معتدل بارش ہوتی ہے اور فصلیں تباہ ہو جاتی ہے، یا جہاں اللہ چاہتا سخت اور گرم ہوائیں چلتی ہیں اور اس سے بھی فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں، ان سب کاموں پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مأمور کررکھا ہے، اور وہ اللہ کے حکم کے مطابق ان کاموں پر لگے ہوئے ہیں ۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بارش پر فرشتے اس حد تک گرفت رکھتے ہیں کہ وہ جہاں چاہیں ایک تنہا فرد کے مفاد کے لئے تک ان کو برساتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے جنگل میں بادلوں میں ایک آواز سنی کہ کوئی بادل سے خطاب کرکے کہہ رہا ہے، چلو اور فلاں شخص کے

باغ کو سیراب کرو، اور وہاں موجود بادل چل پڑا، بادل آگے
بڑھ کر ایک جگہ برس پڑتا ہے اور اس کا پورا پانی نالیوں
کی شکل میں بہہ کر ایک باغ تک جاتا ہے جہاں ایک موجود
شخص اس پانی کو درختوں کی کیاریوں تک پہنچاتا ہے، وہ
جنگل والا شخص اس پانی کا پیچھا کرتے ہوئے وہاں پہنچ
کر یہ سب دیکھتا ہے، وہ شخص باغ والے آدمی سے پوچھتا ہے
کہ اے اللہ کے بندے ! تمہارا نام کیا ہے؟ جب وہ اپنا بتاتا
ہے تو اس کو یاد آتا ہے کہ یہ وہی نام ہے جو بادلوں کو
خطاب کرکے لیا گیا تھا کہ اس کے باغ کو سیراب کرو۔ باغ
والا اس شخص اس آدمی پوچھتا ہے کہ تم میرا نام کیوں
پوچھ رہے ہو، وہ شخص جواب دیتا ہے کہ میں نے بادلوں
میں تمہارا نام سنا کہ تمہارا نام لے کر انہیں حکم دیا گیا
ہے کہ یہ تمہارے باغ کو سیراب کریں آخر تمہارا ایسا
کونسا عمل ہے جس کی بنیاد پر یہ معاملہ پیش آرہا ہے؟
باغ والا شخص جواب میں کہتا ہے کہ: میں اپنی پیداوار کا
ایک تہائی حصہ صدقہ کر دیتا ہوں، اور ایک تہائی حصہ
اپنے اور اپنے اہل کے لئے نکال لیتا ہوں اور ایک تہائی حصہ
پھر اسی پیداوار کے لئے خرچ کرتا ہوں۔ دلائل

**وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا (١) فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا (
٢) فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا (٣) فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا
(٤)(الذاريات) ۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلَتْ
يَهُودُ إِلَى النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم-
فَقَالُوا يَا أَبَا الْقَاسِمِ أَخْبِرْنَا عَنِ الرَّعْدِ مَا
هُوَ قَالَ « مَلَكٌ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ مُوَكَّلٌ
بِالسَّحَابِ مَعَهُ مَخَارِيقُ مِنْ نَارٍ يَسُوقُ بِهَا**

السَّحَابَ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ ». فَقَالُوا فَمَا هَذَا الصَّوْتُ الَّذِى نَسْمَعُ قَالَ « زَجْرُهُ بِالسَّحَابِ إِذَا زَجَرَهُ حَتَّى يَنْتَهِىَ إِلَى حَيْثُ أُمِرَ ». قَالُوا صَدَقْتَ فَأَخْبِرْنَا عَمَّا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَى نَفْسِهِ قَالَ « اشْتَكَى عِرْقَ النَّسَا فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يُلاَئِمُهُ إِلاَّ لُحُومَ الإِبِلِ وَأَلْبَانَهَا فَلِذَلِكَ حَرَّمَهَا ». (سنن الترمذى/ صحيح)

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلاَةٍ مِنَ الأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِى سَحَابَةٍ اسْقِ حَدِيقَةَ فُلاَنٍ. فَتَنَحَّى ذَلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِى حَرَّةٍ فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذَلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِى حَدِيقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا اسْمُكَ قَالَ فُلاَنٌ. لِلاِسْمِ الَّذِى سَمِعَ فِى السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ لِمَ تَسْأَلُنِى عَنِ اسْمِى فَقَالَ إِنِّى سَمِعْتُ صَوْتًا فِى السَّحَابِ الَّذِى هَذَا مَاؤُهُ يَقُولُ اسْقِ حَدِيقَةَ فُلاَنٍ لاِسْمِكَ فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا قَالَ أَمَّا إِذَا قُلْتَ هَذَا فَإِنِّى أَنْظُرُ إِلَى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِى ثُلُثًا وَأَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهُ ». (صحيح مسلم)بند

بند.

بند بعض فرشتے اہل زمین کے دیگر مفادات مثلاً پہاڑوں پر مأمور

ہیں۔ تشریح

پہاڑوں سے متعلق فرشتے: ہواؤں اور بادلوں کے
علاوہ زمین کے اور دیگر کاموں پر دیگر فرشتے مأمور ہیں،
زمین کے مفادات میں ایک معاملہ پہاڑوں سے جڑا ہے،
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں پر مستقل فرشتے مقرر رکھے
ہیں جو ان کے معاملات کو دیکھتے ہیں۔ طائف کے موقعہ
پر جب اہل طائف نے نبی ﷺ کو سخت ترین تکلیف اور اذیت
پہنچائی ، اس وقت آپ ﷺ نے ایک بہت ہی درد بھری دعا
کی، جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بھیجا اور
ساتھ ہی پہاڑوں پر مأمور فرشتے کو بھی بھیجا ، حضرت
جبرئیل نے اللہ کا پیغام پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے
جواب کو دیکھا ہے اور آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتے کو
بھیجا ہے آپ ان کے لئے اس فرشتے کو جو چاہیں حکم دے
سکتے ہیں۔ پہاڑوں کا فرشتہ آپ کو سلام عرض کرکے
کہتا ہے: میں پہاڑوں پر مأمور فرشتہ ہوں، پروردگار نے
مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ جو حکم دیں اس کی
تعمیل ہو، اگر آپ حکم دیں تو انہیں ان پہاڑوں کے درمیان
کچل دیا جائے؟آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ نہیں ، مجھے
امید ہے کہ ان کی نسلوں میں وہ لوگ پیدا ہوں گے جو
ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو
شریک نہیں کریں گے۔ دلائل

**عن عائشة أنها قالت للنبي صلى الله عليه وسلم : ( يا رسول الله ، هل أتى عليك يوم كان أشدّ من يوم أحد ؟ فقال : لقد لقيت من قومك ، وكان أشدّ**

**مـا لقيت منهم يـوم العقبـة ، إذ عرضـت نفسي على ابن عبد ياليل بن عبـد كلال ، فلم يجبني إلى ما أردت . فـانطلقت وأنـا مهمـــوم على وجهي ، فلم اســتفق إلا بقـرن الثعـالب فـرفعت رأسـي فـإذا أنـا بسحابة قد أظلتـني ، فنظـرت فـإذا فيهـا جبريل فناداني ، فقال : إن الله عزّ وجـل قد سمع قول قومك لك ، وما ردوا عليك ، وقـد بعث إليـك ملـك الجبـال لتـأمره بمـا شئت فيهم .قال : فناداني ملـك الجبـال ، وسلّم علي ، ثمّ قال : يا محمـد ، إن اللـه قد سمع قول قومك لك ، وأنا ملك الجبال ، وقد بعثني ربّـك إليـك لتـأمرني بـأمرك ، فمـا شـئت ؟ إن شـئت أن أطبـق عليهم الأخشبين ؟ فقال النبي صـلى اللـه عليـه وسـلم : ( بـل أرجـو أن يخـرج اللـه من أصلابهم من يعبد الله وحـده لا يشـرك بـه شيئاً ) (صحيح ً بخاری و مسلم )**

رحم مادرۃ پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مقرر کیا ہے کہ وہ اس کے مختلف مراحل کے مفـادات کی نگـرانی کـریں، اور جس جـنین کی زنـدگی کـا فیصلہ ہو جـائے اس کی تصـویر کشـی کـرکے اس کے تخلیقی مراحـل کی تکمیـل کـریں۔جب جـنین رحم میں چـار مـاہ مکمل کرلیتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ اس کی عمر، اس کا رزق ، اس کا عمل اور اس کا نیک بخت ہونا یا بدبخت ہونا لکھ

دیتے ہیں۔ تشریح

**جنین سے متعلق فرشتے:** رحم مادر میں جنین پر بھی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مأمور کررکھا ہے، کہ وہ جنین کے مختلف مراحل کے مفادات کی نگرانی کرے، جب مادہ منویہ شہوت کے وقت وفور کے ساتھ خارج ہو کر رحم میں منتشر ہوتا ہے اگر اس کو اللہ کے علم کے مطابق محفوظ کرنا ہوتو اللہ تعالیٰ اس کو جمادیتے ہیں، اور اس پر تخلیق کے آغاز کا مرحلہ شروع ہوجاتا ہے، اور چالیس دن اس پر گذرتے ہیں، اس دوران فرشتہ اس کے مفادات کی نگرانی کرتا ہے، پھر نطفہ علقہ کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے، اور اس حال میں چالیس دن گذرتے ہیں، پھر علقہ مضغہ کی شکل اختیار کرتا ہے، اور اس حال میں چالیس دن گذرتے ہیں، اور ان تینوں :نطفہ، علقہ اور مضغہ کے مراحل میں سے ہر مرحلہ پر وہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کو اس مرحلہ کی رپورٹ دیتا ہے، اور آگے کے بارہ میں سوال کرتا ہے، کہ وہ اپنی مدت پوری کرکے اگلا مرحلہ طے کرے یا ساقط کردیا جائے وغیرہ، اسی دوران اس کے مذکر و مؤنث ہونے کا فیصلہ بھی کیا جاتا ہے۔ جب جنین چار ماہ پورے کر لیتا ہے تو اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ کے حکم سے فرشتہ اس کی تصویر کشی ہوتی ہے، اس کو سمع بصر دئیے جاتے ہیں، اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ اس کے بارے میں چار امور لکھ دیتا ہے کہ اس کی زندگی میں اللہ نے اس کےلئے کیا رزق مقدر کیا ہے، اس کی عمر کیا ہوگی، اس کا

عمل کیا ہوگا، اور انجام کے اعتبار سے وہ نیک بخت ہوگا یا بدبخت ہوگا۔ دلائل

**وعن ابن مسعود ، قال : حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو الصادق المصدوق قال : ( إن أحدكم يجمع خلقه في بطن أمه أربعين يوماً ، ثمّ يكون علقة مثل ذلك ، ثمّ يكون مضغة مثل ذلك ، ثم يبعث الله إليه ملكاً يؤمر بأربع كلمات ، ويقال له : اكتب عمله ورزقه ، وشقي أو سعيد ، ثم ينفخ فيه الروح ) (صحيح بخاری) ۔ عن أنس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : ( وكّل الله بالرحم ملكاً ، فيقول : أي ربّ نطفة ، أي ربّ عَلَقَة ، أي ربّ مضغة ، فإذا أراد الله أن يقضي خَلْقَها قال : أي ربّ ذكر أم أنثى ؟ أشقيّ أم سعيد ؟ فما الرزق ؟ فما الأجل ؟ فيكتب كذلك في بطن أمه ) (صحيح بخاری و مسلم) ۔ عن أبي ذر ، قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : ( إذا مرّ بالنطفة اثنان وأربعون ليلة ، بعث الله إليها ملكاً ، فصورها ، وخلق سمعها وبصرها ، وجلدها ولحمها وعظامها ، ثمّ قال : أي ربّ : أذكر أم أنثى ؟ فيقضي ربك ما شاء ويكتب الملك ) (صحيح مسلم) ۔** بند

بند.

بہت سے فرشتے بندوں کی حفاظت پر مأمور ہیں تشریح

**بندوں کی حفاظت پر مأمور فرشتے:** اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی حفاظت کے لئے فرشتوں کو مقرر کرکھا ہے، انہیں ’’حَفَظَہ‘‘ کہتے ہیں، یہ چار فرشتے ہیں، صبح میں دو فرشتے اور شام میں دو فرشتے جو اپنی اپنی باری میں بندے کی ان چیزوں سے حفاظت کرتے ہیں جن سے اللہ اس کی حفاظت چاہتا ہے، چنانچہ اگر کسی بندے کے لئے مقدر امور سے ہٹ کر اس کے آس پاس کوئی آفت آتی ہے تو وہ بندہ اس سے صاف بچا لیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ اس بندے کی موت کے لئے مقررہ وقت تک جاری رہتا ہے، جب کسی بندے کی موت کا وقت آجاتا ہے تو وہ حفاظت کرنے والے فرشتے ہٹ جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہر بندے کی حفاظت کے لئے باقاعدہ نظام بنایا، اور حفاظت کرنے والوں کو ہمارے ساتھ لگادیا، **أللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَ لَکَ الشُّکْرُ**۔

احادیث میں وارد ہوا ہے کہ صبح کے فرشتے فجر کی نماز سے اور شام کے فرشتے عصر کی نماز سے اپنی ذمہ داریاں شروع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے نیک بندوں کے بارے میں سوال بھی کرتے ہیں فرشتوں نے ان بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے احوال کو خوب جانتا ہے، فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہم نے ان کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ

نماز ادا کررہے تھے، اور اس حال میں ان کے پاس آئے کہ وہ نماز ادا کررہے تھے

یہ فرشتے ان فرشتوں سے الگ ہیں جو اعمال کا ریکارڈ تیار کرتے ہیں ان کا ذکر آگے اپنے مقام پر آئے گا

دلائل

**وَهُوَ القاهر فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُم حَفَظَةً حتى إِذَا جَآءَ أَحَدَكُمُ الموت تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لاَ يُفَرِّطُونَ } [ الأنعام : ٦١ ] ۔ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ (١١)( الرعد .)۔ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا (٧٨)( الإسراء)۔ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلاَئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلاَئِكَةٌ بِالنَّهَارِ ، وَيَجْتَمِعُونَ فِى صَلاَةِ الْفَجْرِ وَصَلاَةِ الْعَصْرِ ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهْوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِى فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ » . (صحيح بخارى)۔ عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " تجتمع**

**ملائكـة الليـل وملائكـة النهـار في صـلاة الفجر وصلاة العصر، فيجتمعون في صلاة الفجر، فتصعد ملائكة الليل وتبيت ملائكـة النهار، ويجتمعون في صلاة العصر فتصعد ملائكـــة النهـــار وتـــبيت ملائكـــة الليـــل، فيســـألهم ربهم: كيـــف تـــركتم عبـــادي" الحـديث۔ (صـحيح ابن خـزيمہ بحـوالہ فتح البـــارى:۲/۳۶) وقـــال عِكْرِمـــة، عن ابن عباس: { يَحْفَظُونَـهُ مِنْ أَمْـرِ اللَّهِ } قـال: ملائكة يحفظونه من بين يديه ومن خلفه، فإذا جاء قدر اللـه خَلَّوا عنـه.(تفسـير ابن كثير:۴/۴۳۸)** بند

بند.

فرشتوں میں سے جن کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان کو انسانی جسم میں ظاہر ہونے کی قدرت عطاء فرمائی ہے،ایسے فرشتے انسانی شکل میں انبیاء اور غیر انبیاء میں سے اور جن سے اللہ چاہتا ہے ملاقات کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا پیغام و ہدایات پہنچاتے ہیں تشریح

**فرشتوں کا انسانی شکل میں ظاہر ہونا:** فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت عطاء فرمائی ہے کہ وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوں، بالعموم فرشتے انسانوں خاص کر انبیاء اور ان کی امتوں کے سامنے انسانی شکل میں ہی ظاہر ہوئے ہیں خود صحابہ کے سامنے حضرت جبرئیل کبھی اجنبی صورت میں ظاہر ہوئے ہیں جبکہ انہوں نے ایمان، اسلام، احسان اور قیامت کی علامات

سے متعلق سوالات کئے۔ اور اکثر حضرت جبرئیل آپ ﷺ کے پاس حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں ظاہر ہوتے تھے۔ انبیاء میں حضرت ابراہیم اور حضرت لوط اور ان کی قوم کے سامنے فرشتے انسانی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں، ایسے ہی روح القدس حضرت مریم کے سامنے انسانی شکل میں ظاہر ہوئے۔ دلائل

**واذكر في الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها مكاناً مشرفاً - فاتخذت من دونهم حجاباً فأرسلنا إليها روحنا فتمثَّل لها بشراً سوياً - قالت إني أعوذ بالرَّحمن منك إن كنت تقيّاً - قال إنَّما أنا رسول ربك لأهب لك غلاماً زكيّاً ) [ مريم : ١٦-١٩] ﴿ أن الحارث بن هشام - رضي الله عنه - سأل الرسول صلى الله عليه وسلم ، فقال : يا رسول الله ، كيف يأتيك الوحي ؟ فقال الرسول صلى الله عليه وسلم : ( أحياناً يأتيني مثل صلصلة الجرس ، وهو أشدّه عليّ ، فَيُفصَم عني وقد وعيت عنه ما قال ، وأحياناً يتمثل لي الملك رجلاً ، فيكلمني ، فأعي ما يقول ) (صحيح بخاری) ﴾** پسند

پسند.

بد فرشتے جب اللہ کے حکم سے ظاہر ہوں تو انسان ان کو دنیا میں بھی دیکھ سکتے ہیں، خواہ وہ انسانی شکل میں ہوں یا اپنی اصلی حالت میں ہوں، لیکن یہ اللہ کی مشیت پر منحصر ہے۔

کہ کون ان کو دیکھ سکتا ہے؟ تشریح

فرشتے جب انسانی ہیئت میں ظاہر ہوتے ہیں تو انسان فرشتوں کو بآسانی دیکھ سکتے ہیں، جیسا کہ صحابہ نے حضرت جبریل کو انسانی ہیئت میں دیکھا ہے، حضرت ابراہیم سے فرشتوں نے انسانی شکل ملاقات کی ہے، حضرت لوط اور ان کی قوم کے سامنے بھی فرشتے انسانی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں، حضرت مریم کے سامنے روح القدس انسانی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں۔ ہاں فرشتوں کو ان کی اصل شکل میں دیکھنا عام انسانوں کے لئے آسان نہیں ہے، ہاں ممکن ضرور ہے، نبی ﷺ نے حضرت جبرئیل کو دو مرتبہ ان کی اصل شکل میں بھی دیکھا ہے۔

روح قبض کرنے والے فرشتوں کو بھی وہ شخص دیکھتا ہے جس کی روح قبض کی جا رہی ہے، ملک الموت کو انبیاء نے دیکھا ہے، برزخ میں ہر شخص ''منکر نکیر'' فرشتوں کو دیکھے گا، اور پھر قیامت کے دن تو میدان حشر میں فرشتے سب کے سامنے ہوں گے لیکن اس دن کفار کا فرشتوں کو دیکھنے میں کوئی بھلائی اور خوشخبری نہیں ہوگی۔

انبیاء اپنی قوموں کو جب دعوت دیتے تو عام طور پر ان کی قومیں اس بات کا مطالبہ کرتی تھیں کہ تمہارے ساتھ ایک فرشتہ کو کیوں نہیں مأمور کیا گیا کہ ہم اس کو تمہارے ساتھ دیکھتے تو ہم تم پر ایمان لے آتے، لیکن ان کے اس مطالبہ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہر دور میں سختی کے ساتھ رد کیا گیا ہے ، کیونکہ ایمان کے لئے شرط

یں ہی کہ وہ غیب پر ہو، اگر ایمان غیب پر نہیں ہوگا تو وہ اس کا اعتبار نہیں، جب فرشتے ظاہر ہو جائیں تو وہ غیب کہاں شہود ہو جائے گا، اس لئے اللہ کی جانب سے یہی جواب دیا جاتا کہ اگر فرشتے آجائیں تو پھر وہ عذاب کا دن ہوگا، کیونکہ غیب شہود بن جانے کے بعد پھر خاتمہ ہو جاتا ہے۔ دلائل

**ولقد رآه بالأفق المبين (التكوير : ٢٣ )، ولقد رآه نزلةً أخرى - عند سدرة المنتهى - عندها جنة المأوى (النجم : ١٣-١٥ )، أن عائشة رضي الله عنها سألت الرسول صلى الله عليه وسلم عن هاتين الآيتين فقال صلى الله عليه وسلم : ( إنما هو جبريل ، لم أره على صورته التي خُلق عليها غير هاتين المرتين .رأيته منهبطاً من السماء ، سادّاً عِظَمُ خَلْقه ما بين السماء إلى الأرض (صحيح مسلم)، عن عبد الله بن مسعود أنه قال : " رأى محمد صلى الله عليه وسلم جبريل له ستمائة جناح (صحيح بخارى)، وقال الَّذين لا يرجون لقاءنا لولا أنزل علينا الملائكة أو نرى ربَّنا لقد استكبروا في أنفسهم وعتو عتوّاً كبيراً - يوم يرون الملائكة لا بشرى يومئذٍ للمجرمين ويقولون حِجراً مَّحجُوراً (الفرقان : ٢١-٢٢) ، عَنْ عَائِشَةَ - رضى الله عنها - زَوْجِ النَّبِيِّ -**

صـلى اللـه عليـه وسـلم - أَنَّهَـا سَـمِعَتْ رَسُـولَ اللَّهِ - صـلى اللـه عليـه وسـلم - يَقُـولُ « إِنَّ الْمَلاَئِكَـةَ تَنْـزِلُ فِى الْعَنَـانِ - وَهْـوَ السَّـحَابُ - فَتَـذْكُرُ الأَمْـرَ قُضِـىَ فِى السَّـمَاءِ ، فَتَسْـتَرِقُ الشَّـيَاطِينُ السَّـمْعَ ، فَتَسْـمَعُهُ فَتُوحِيـهِ إِلَى الْكُهَّانِ ، فَيَكْـذِبُونَ مَعَهَـا مِائَةَ كَذْبَـةٍ مِنْ عِنْـدِ أَنْفُسِـهِمْ » . (صحيح بخارى) فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْـهِ أَسْـوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَـهُ الْمَلَائِكَـةُ مُقْتَـرِنِينَ ( ٥٣) ( الزخـرف) وَقَـالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُـونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَى رَبَّنَا لَقَـدِ اسْـتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِـهِمْ وَعَتَـوْا عُتُـوًّا كَبِيرًا (٢١) يَـوْمَ يَـرَوْنَ الْمَلَائِكَـةَ لَا بُشْـرَى يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَحْجُورًا ( ٢٢)( الفرقـان) هَـلْ يَنْظُـرُونَ إِلَّا أَنْ تَـأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَـةُ أَوْ يَـأْتِيَ أَمْـرُ رَبِّـكَ كَـذَلِكَ فَعَـلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَـا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ كَـانُوا أَنْفُسَـهُمْ يَظْلِمُـونَ (٣٣) ( النحل) وَقَالُوا يَـا أَيُّهَـا الَّذِي نُـزِّلَ عَلَيْـهِ الـذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُـونٌ (٦) لَـوْ مَـا تَأْتِينَـا بِالْمَلَائِكَـةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّـادِقِينَ (٧) مَـا نُنَـزِّلُ الْمَلَائِكَـةَ إِلَّا بِـالْحَقِّ وَمَـا كَـانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ (٨)( الحجر) بند

بند.

بد جہاں اللہ کی مشـیت ہوتی ہے افـرادِ قـوم کی اذیت کے مقـابلہ

میں فرشتے رسولوں کی ظاہری حمایت بھی کرتے ہیں۔ بعض نیک بندوں کی بھی فرشتے اللہ کے اذن سے عام عادت سے ہٹ کر مدد کرتے ہیں۔ تشریح

فرشتوں کی جانب سے انبیاء و رسل اور نیکو کاروں کی حمایت ومدد۔ انبیاء و رسل اپنی دعوت کے اظہار کے بعد اپنی قوم کی مخالفت اور ان کی ایذا رسانیوں کو ہر طرح سے برداشت کرتے ہیں، وہ ہر طرح کی قربانیاں دیتے ہیں، حتی کہ انہیں قتل بھی کر دیا جاتا ہے۔ تب بھی اللہ تعالیٰ ان کی اپنے فرشتوں کے ذریعے ان کے آگے رکاوٹ نہیں بنتے، کیونکہ اصل فیصلہ کی جگہ آخرت ہے۔

ہاں کبھی اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے اپنے نبیوں اور رسولوں کی حمایت بھی کرتے ہیں، اور سرکشوں کو ان کی سرکشی سے باز رکھا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ ابو جہل نے اپنے حواریوں سے پوچھا کہ کیا محمد تمہارے سامنے عبادت کرتے ہیں ہوئے کبھی سجدے ریز ہوتے ہیں، انہوں نے کہا: ہاں، ابوجہل کہنے لگا : اگر میں نے انہیں ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو (نعوذ باللہ) میں ان کا چہرہ مٹی میں روند دوں گا، اس ارادے سے وہ وہاں آیا جہاں آپ نماز ادا کررہے تھے، ابو جہل نے جب اپنا ناپاک ارادہ کیا تو جیسے ہی وہ آگے بڑھتا تیزی سے پیچھے ہٹ جاتا اور اپنے دونوں ہاتھ تیزی سے آگے کرکے جھٹکنے لگتا، لوگوں نے اس سے وجہ پوچھی تو بتلایا کہ جیسے ہی میں آگے بڑھتا آگ کی ایک خندق سامنے آجاتی اور اس میں ایک مخلوق تھی جس کے بازو اور پر تھے۔ نبی نے فرمایا کہ :

اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے اعضاء کے ٹکڑے ٹکڑے کردیتے۔

اسی طرح بعض نیک بندوں کی بھی فرشتے عام عادت سے ہٹ کر مدد کرتے ہیں، ایک مضطر جو ہر طرح کے ظاہری اسباب سے محروم ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ گریہ و زاری کے ساتھ دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کے لئے فرشتوں کو بھیجتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ کو حضرت اسماعیل کے ساتھ مکے کی سر زمین پر چھوڑا تو حضرت اسماعیل گود کے بچے تھے، ایک وقت آیا جب حضرت ہاجرہ کے پاس مشکیزے میں پانی کا ذخیرہ ختم ہوگیا، وہ خود بھی پیاسی تھیں اور حضرت اسماعیل پیاس سے بلک رہے تھے، حضرت ہاجرہ نے پانی کے لئے بہت دوڑ دھوپ کی، صف و مروہ پہاڑی پر بار بار چڑھ جاتیں اور تلاش جاری رکھتیں، اس حالت میں ان کی دعائیں جاری تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول کیا، اور ایک فرشتہ کو بھیجا ، اس فرشتے نے انہیں آواز دی لیکن وہ دکھائی نہیں دیا، حضرت ہاجرہ نے اس آواز کو محسوس کرکے کہا کہ : میں نے تمہاری آواز سن لی ہے۔ اگر تم مدد کر سکتے ہو تو کرو، اس فرشتے نے اپنے بازو سے زمین پر مارا اور زمین سے پانی کا چشمہ ابل پڑا، یہی چشمہ زم زم ہے۔۔۔

دلائل

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو جَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ قَالَ فَقِيلَ نَعَمْ. فَقَالَ وَاللاَّتِ وَالْعُزَّى لَئِنْ رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ لأَطَأَنَّ عَلَى رَقَبَتِهِ أَوْ لأُعَفِّرَنَّ وَجْهَهُ فِى التُّرَابِ - قَالَ - فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَهُوَ**

يُصَلِّى زَعَمَ لِيَطَأَ عَلَى رَقَبَتِهِ - قَالَ - فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ إِلاَّ وَهُوَ يَنْكِصُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِى بِيَدَيْهِ - قَالَ - فَقِيلَ لَهُ مَا لَكَ فَقَالَ إِنَّ بَيْنِى وَبَيْنَهُ لَخَنْدَقًا مِنْ نَارٍ وَهَوْلاً وَأَجْنِحَةً. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « لَوْ دَنَا مِنِّى لاَخْتَطَفَتْهُ الْمَلاَئِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا ». قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لاَ نَدْرِى فِى حَدِيثِ أَبِى هُرَيْرَةَ أَوْ شَىْءٌ بَلَغَهُ (كَلاَّ إِنَّ الإِنْسَانَ لَيَطْغَى أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَى إِنَّ إِلَى رَبِّكَ الرُّجْعَى أَرَأَيْتَ الَّذِى يَنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَى أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَى أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى) - يَعْنِى أَبَا جَهْلٍ - (أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى كَلاَّ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ كَلاَّ لاَ تُطِعْهُ) زَادَ عُبَيْدُ اللَّهِ فِى حَدِيثِهِ قَالَ وَأَمَرَهُ بِمَا أَمَرَهُ بِهِ. (صحيح مسلم) عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّى عِنْدَ الْكَعْبَةِ لأَطَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ . فَبَلَغَ النَّبِىَّ - صلى الله عليه وسلم - فَقَالَ « لَوْ فَعَلَهُ لأَخَذَتْهُ الْمَلاَئِكَةُ » .(صحيح بخارى) أمَّن يجيب المضطرَّ إذا دعاهُ ) [ النمل : ٦٢ ] عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم في قصة مهاجرة إبراهيم بابنه

**إسـماعيل وأمّـه هـاجر إلى أرض مكـة - وهي قصة طويلة - وفيها أن أمّ إسماعيل سعت سعي الإنسان المجهـود بين الصـفا والمـروة سـبع مـرات تبحث عن المـاء ، ( فلمـا أشـرفت على المـروة سـمعت صـوتاً ، فقـالت : صـه تريـد نفسـها ، ثمّ تسمعت أيضـاً ، فقـالت : قـد أسـمعت إن كان عندك غـواث ، فـإذا هي بالملـك عنـد موضـع زمـزم ، فبحث بعقبـه ، أو قـال : بجناحه ، حـتى ظهـر المـاء ... فقـال لهـا الملـك : لا تخـافوا الضّـيعة فـإن ههنـا يت الله يبنيـه هـذا الغلام وأبـوه ، وإن اللـه لا يضيع أهله ) (صحيح بخارى)** ۔ سند

سند.

فرشتے انبیاء اور مؤمنین کے پاس اللہ کی جـانب سـے خوشـخبریاں پہنچانے پر بھی مأمور ہیں۔ تشریح

**نیکوکاروں کو خوشخبریاں دینے والے:** اللہ تعالیٰ اپـنے نیـک بنـدوں کی جـانب خوشـخبریاں سـنانے کے لـئے بھی فرشتوں کو مأمور بناتے ہیں، چنانچہ یہ فرشتے اللہ کا پیغام لے کر ان نیـک بنـدوں کے پـاس جـاتے ہیں اور انہیں اللہ کی جانب سے دی گئی خوشخبری سناتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب معمر ہوگـئے، اور ان کی بیوی حضرت سارہ بھی معمر تھیں اور ساتھ ہی بـانجھ بھی تھیں، انہیں اولاد کی بہت خــواہش تھی، وہ اللہ سـے صالح اولاد کے لئے دعا کرتی تھیں، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو

ذریعے انہیں اولاد کی خوشخبری سنائی، حضرت سارہ کےلئے یہ خوشخبری ایک انوکھی اور خوشگوار حیرت کی وجہ بنی، انہوں نے فرشتوں کے سامنے اپنے خدشے کا اظہار کیا کہ میں بانجھ ہو اور میرے شوہر بوڑھے ہو گئے ہیں ہمیں اولاد کیسے ہو سکتی ہے، یہ ایک عجیب بات ہے، فرشتوں نے ان سے خطاب کرکے کہا : کیا تم اللہ کی جانب سے مقدر بات پر تعجب کررہی ہو، یہ تو اللہ کی جانب سے تمہارے گھر پر رحمتوں اور برکتوں کا معاملہ ہے، بلاشبہ اللہ حمد والا اور مجد والا ہے۔

اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام بے اولاد تھے، ان کی بڑی خواہش تھی کہ اللہ انہیں ایک اولاد عطا فرمائے، جو ان کے آباء و اجداد کے دین کا وارث بنے، وہ بکثرت اللہ سے دعائیں مانگتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء کو قبول فرمایا، اور جب وہ اپنی عبادت کی جگہ اللہ کی جانب متوجہ تھے، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ انہیں حضرت یحیٰ کی خوشخبری دی۔

یہ معاملہ صرف انبیاء و رسل کا ہی نہیں ہے بلکہ فرشتے اللہ کے حکم سے غیر انبیا ء مؤمنین اور نیکوکاروں کو بھی اللہ کی جانب سے خوشخبریاں سناتے ہیں، حضرت مریم کو حضرت عیسی کی خوشخبری حضرت روح الامین حضرت جبرئیل نے دی، اسی طرح حضرت خدیجہ کو حضرت جبرئیل نے جنت میں ایک محل کی خوشخبری نبی ﷺ کے ذریعہ دی۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی ایک گاؤں میں اپنے بھائی سے ملاقات کے لئے گیا، اس کے

راستے میں اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو بھیجا، فرشتے نے اس سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ: اس گاؤں میں میرا ایک بھائی رہتا ہے اس سے ملنے جا رہا ہوں، فرشتے نے سوال کیا : کیا اس نے تم پر کوئی احسان کیا تھا؟ اس نے جواب میں کہا : میں اس سے صرف اللہ واسطے کی محبت رکھتا ہوں اور صرف اسی لئے اس سے ملنے آیا ہوں، فرشتے نے اس سے کہا میں تمہاری جانب اللہ کا پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں کہ: اللہ تعالیٰ تم سے ایسے ہی محبت کرتا ہے جیسے تم اس سے اللہ کے واسطے سے محبت رکھتے ہو(صحیح مسلم)۔ دلائل

**هل أتَاكَ حديث ضيف إبراهيم المكرمين - إذ دخلوا عليه فقالوا سلاماً قال سلامٌ قوم مُّنكرون - فراغ إلى أهله فجاء بعجلٍ سمينٍ - فقرَّبه إليهم قال ألا تأكلون - فأوجس منهم خيفةً قالوا لا تخف وبشروه بغلامٍ عليمٍ ) [ الذاريات : ٢٤-٢٨ ] ﴿ وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ (٦٩) فَلَمَّا رَأَى أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَى قَوْمِ لُوطٍ (٧٠) وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ (٧١)قَالَتْ يَا وَيْلَتَى أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ (٧٢)**

قَــالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْــرِ اللَّهِ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (٧٣)(هـود) فنادتـه الملائكـة وهـو قـائِمٌ يصلي في المحراب أنَّ الله يبشرك بِيَحْيَى ( [ آل عمران : ٣٩ ] وَإِذْ قَـالَتِ الْمَلَائِكَـةُ يَـــا مَـــرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْـــطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَـفَاكِ عَلَى نِسَـاءِ الْعَـالَمِينَ (٤٢) يَـا مَـرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّـكِ وَاسْـجُدِي وَارْكَعِي مَـعَ الرَّاكِعِينَ (٤٣) ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيــهِ إِلَيْـكَ وَمَـا كُنْتَ لَـدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُـونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُــلُ مَــرْيَمَ وَمَــا كُنْتَ لَــدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ (٤٤) إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَـا مَـرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْـهُ اسْـمُهُ الْمَسِـيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ (٤٥)(آل عمران) عن أبي هريرة عن النـبي صـلى اللـه عليـه وسـلم قــال : ( إنّ رجلاً زار أخــاً لــه في قريــة أخرى ، فأرصد الله (١٠) لـه على مدرجتـه (طريقـه) ملكـاً ، فلمـا أتى عليـه ، قـال : أين تريـد ؟ قـال : أريـد أخـاً لي في هـذه القريـة ، قـال : هـل لـك عليـه من نعمـة تربّها ؟ قال : لا ، غير أني أحببته في الله عزّ وجلّ ، قال : فـإني رسـول اللـه إليـك بأن الله قد أحبك كما أحببته فيه ) (صحيح مسـلم) عن أبي هريــرة قــال : قــال

**رسول اللہ صلى اللہ علیہ وسلم :**
**( أتاني جبريل ، فقال : يا رسول الله !**
**هذه خديجة قد أتتك معها إناء فيه إِدام أو**
**طعام أو شراب ، فإذا هي قد أتتك ،**
**فاقرأ عليها السلام ، من ربّها ومني ،**
**وبشرها ببيت في الجنة من قصب ، لا**
**صخب فيه ولا نصب ) (صحيح بخارى و**
**مسلم )** ۔ بند

بند.

**بد** کافروں اور اللہ کے نافرمانوں پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ تشریح

**کفار و مشرکین اور نافرمانوں پر لعنت کرنے والے:** وہ لوگ جنہیں رسولوں کی حقانیت کا یقین ہوتا ہے، پھر بھی وہ رسولوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتے اور انسان سبھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔

وہ شخص جو اپنے بھائی پر ہتھیار اٹھاتا ہے یا محض ہتھیار سے اشارہ کرتا ہو کہ وہ اس پر ہتھیار بھی اٹھا سکتا ہے اس فساد پر فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

اسی طرح جو شخص قتل عمد کا مرتکب ہوا ہو اس کے قصاص کے درمیان اگر کوئی رکاوٹ بنتا ہے تو وہ بھی اللہ اور انسانوں کے ساتھ فرشتوں کی لعنت کا مستحق بنتا ہے۔

اور اسی طرح احادیث میں مدینے کے احترام کو مجروح کرنے والے پر اللہ تعالیٰ اور انسانوں کے ساتھ فرشتوں کی لعنت کو بیان کیا گیا ہے۔ دلائل

كيـف يهـدي اللـه قومـاً كفـروا بعـد إيمانهم وشهدوا أنّ الرَّسول حقٌّ وجـاءهم البينات والله لا يهـدي القـوم الظَّالمين - أولئـــك جَـــزَآؤُهُمْ أنَّ عليهم لعنـــة اللـــه والملائكة والنَّاس أجمعين ) [ آل عمران : ٨٦-٨٧ ] ، وقال : ( إنَّ الَّذين كفروا وماتوا وهم كفَّار أولئـــك عليهم لعنـــة اللـــه والملائكـــة والنَّاس أجمعين ) [ البقـــرة : ١٦١ ]  إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشـه فـأبت أن تجيء ، لَعَنَتْهـا الملائكـة حـتى تصبح(صحيح بخارى) من أشـار إلى أخيـه بحديدة فإن الملائكة تلعنه ، حتى وإن كان أخاه لأبيه وأمّـه (صـحيح مسـلم) عن ابن عباس أن الرسول صلى الله عليـه وسـلم قـال : ( من سـبّ أصـحابي ، فعليـه لعنـة الله والملائكة والنـاس أجمعين ) . (معجم الطبراني الكبير بإسـناد حسـن) عن ابن عباس ، رضي الله عنهما : أنّ رسول اللـه صلى الله عليـه وسـلم قـال : ( من قَتَـلَ عمداً فَقَـود يديـه ، فمن حـال بينـه وبينـه فعليـه لعنـة اللـه ، والملائكـة ، والنـاس أجمعين ) (سـنن ابـو داؤد/صـحيح)  عَنْ أَنَسٍ - رضى الله عنـه - عَنِ النَّبِىِّ - صـلى الله عليه وسـلم - قَـالَ « الْمَدِينَـةُ حَـرَمٌ ، مِنْ كَذَا إِلَى كَـذَا ، لاَ يُقْطَـعُ شَـجَرُهَا ، وَلاَ

**يُحْدَثُ فِيهَا حَدَثٌ ، مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ » .**
**(صحیح بخاری)۔** سند

سند.

**بد** بہت سے فرشتے قوموں پر عذاب نازل کرنے کے لئے بھی مأمور ہیں۔ تشریح

**کفار و مشرکین کو عذاب دینے والے:** انبیاء و رسولوں کی دعوت کے بعد جب کوئی قوم اپنے نبی کی بات کو رد کردیتی ہے یا معجزے دکھانے کے بعد بھی حق کو قبول نہیں کرتی ہے، یا سرکشی اور انسانوں پر ظلم میں حد سے بڑھ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے ان پر عذاب نازل کرتا ہے، جس سے پوری پوری قوم اور بستی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

قوم عاد پر سخت ہواؤوں کے ذریعے عذاب بھیجا گیا، وہ فرشتے جو ہواؤوں پر مأمور ہیں ان کے ذریعے یہ عذاب مسلط کیا گیا۔

اسی طرح قوم ثمود جس پر اللہ تعالیٰ نے ایک طرف سے زمین میں شدید زلزلہ کا عذاب بھیجا اور دوسری طرف اوپر کی جانب سے فرشتے کی چیخ کے ذریعے عذاب کو بھیجا اور اس سے ان سب کا خاتمہ ہوگیا۔

اسی طرح قوم لوط کی ان کی پوری کی پوری بستی کو فرشتے اپنے پر سے زمین سے اکھاڑا اور آسمانوں کی جانب بلند کرکے بری طرح زمین پر دے مارا اور پوری کی پوری قوم ختم ہو گئی۔

اسی طرح قوم شعیب پر بھی جب عذاب بھیجنا مقدر ہو گیا تو ان پر بھی فرشتے کی چیخ /دھاڑ کے ذریعے عذاب بھیجا گیا اور وہ سب کے سب مارے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے قوموں پر جب اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت نے تقاضا کیا فرشتوں کے ذریعہ عذاب بھیجا ہے، یہ عقیدہ قطعی ہے، اس پر ایمان لازمی ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔

کسی پر عذاب استیصال بھیجا گیا کہ پوری کی پوری قوم کو ختم کردیا گیا، یا پھر کسی قوم پر جزوی عذاب بھیجاگیا۔ دلائل

**فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ (٧٧) فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ (٧٨) ( الأعراف)، قالوا يا لوط إنّا رسل ربك لن يصلوا إليك هود :٨١ ، ولقد رَاوَدُوهُ عن ضيفه فطمسنا أعينهم فذوقوا عذابي ونذر ) [ القمر : ٣٧ ] ، قوله تعالى : { ولما جاء أمرنا } قيل : صاح بهم جبريل صيحة فخرجت أرواحهم من أجسادهم { نجينا شعيبا والذين آمنوا معه برحمة منا وأخذت الذين ظلموا الصيحة } أي صيحة جبريل وأنت الفعل على لفظ الصيحة وقال في قصة صالح : { وأخذ الذين ظلموا الصيحة } ( هود : ٦٧ ) فذكر**

**على معنى الصياح قال ابن عباس : ما أهلك الله أمتين بعذاب واحد إلا قوم صالح وقوم شعيب أهلكهم الله بالصيحة غير أن قوم صالح أخذتهم الصيحة من تحتهم وقم شعيب أخذتهم الصيحة من فوقهم { فأصبحوا في ديارهم جاثمين } (تفسير القرطبی:۹/۸۰)۔** بند

بند.

حق و باطل کی میدان جنگ میں لڑائی میں فرشتے بھی اہل حق کی تائید و نصرت کے لئے معرکوں میں شریک ہوتے ہیں۔ تشریح

**مؤمنین کے ساتھ مل کر کافروں سے قتال:** اہل حق اور باطل پرستوں کے درمیان جب میدان جنگ میں معرکہ آرائی ہوتی ہے تو شیطان اور اس کے چیلے باطل پرستوں کو بہکاتے اور تمنائیں دلانے میں لگے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے کے حکم سے فرشتے اہل حق کی تائید میں ان کی نصرت کرتے ہیں، کہیں صرف غیر محسوس انداز میں ان کی ہمت بندھاتے ہیں اور کفار کے دلوں میں مؤمنین کا رعب پیدا کرتے ہیں اور کہیں خود بھی معرکہ میں حصہ لیتے ہیں۔

ایک ہی فرشتہ اس بات کی قوت رکھتا ہے کہ پوری کی پوری بستیوں کو الٹ دے، لیکن ایسے معرکوں میں وہ انسانی قوت کے برابر ہی زور لگاتے ہیں، بلکہ فرشتوں کی مدد ایک طرح سے حق کی تائید میں باطل پرستوں سے مقابلہ کرنے کے لئے مؤمنین کے قلبی اطمینان کا ذریعہ ہے۔

چنانچہ خود معرکہ بدر میں اللہ تعالیٰ ہزاروں کی تعداد میں فرشتوں کو بھیج کر مؤمنین کی ہمت بندھائی ہے

اسی طرح غزوہ خندق میں فرشتے معرکہ میں شامل رہے اور غزوہ خندق سے جب آپ ﷺ کی واپسی ہوئی فوری حضرت جبرئیل آپ ﷺ کے پاس آئے، اور کہا کہ: آپ نے ہتھیار رکھ دیا، اللہ کی قسم ہم نے ابھی ہتھیار نہیں رکھا ہے، اور کہا کہ ان کی طرف چلئے، آپ ﷺ نے پوچھا کدھر کا ارادہ ہے، حضرت جبرئیل نے بنو قریظہ کی جانب اشارہ کیا، اور نبی ﷺ اور صحابہ نے پھر بنو قریظہ کا ارادہ کیا ۔ ایسا اس لئے ہوا کیونکہ بنو قریظہ اور یہودی ہی جنگ خندق /اورِ غزوہ احزاب کے اصل سازشی تھے،اس معرکہ میں بھی فرشتے شامل تھے۔

معرکہ بدر وغیرہ میں مؤمنین کی حمایت و نصرت کے لئے فرشتوں کی آمد قطعی نصوص سے ثابت ہے، خواہ وہ صرف مؤمنین کی ہمت بندھانے کے لئے ہو یا معرکہ میں عملاً حصہ لینے کے لئے ہو فرشتوں کی یہ آمد یقینی ہے ، اس پر ایمان لازم ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ دلائل

**إذ تستغيثون ربَّكم فاستجاب لكم أَنِّي مُمِدُّكُم بألفٍ من الملائكة مردفين ) [ الأنفال : ٩ ] ، ( ولقد نصركم الله ببدرٍ وأنت أذلةٌ فاتَّقوا الله لعلَّكم تشكرون - إذ تقول للمؤمنين ألن يكفيكم أن يُمِدَّكُمْ ربُّكم بثلاثة آلافٍ من الملائكة منزلين - بلى إن تصبروا وتتَّقوا ويأتوكم من فورهم هذا يمددكم ربُّكم بخمسة آلافٍ**

من الملائكــة مُسَــوِّمِينَ ) [ آل عمــران : ١٢٣-١٢٥ ] ﴾ وفي صحيح البخاري عن ابن عباس : أن الرسول صلى الله عليه وسلم قال في يوم بدر : ( هذا جبريل آخذ برأس فرسـه ، عليـه أداة حـرب ) (١٥) ﴾ ( ومـا جعله الله إلا بشرى ولتطمئِنَّ بـه قلـوبكم وما النَّصر إلاَّ من عنـد اللـه إنَّ اللـه عزيـز حكيم ) [ الأنفـال : ١٠ ] ، ( إذ يُـوحِي ربُّك إلى الملائكة أَنِّي معكم فثبتوا الَّذين آمنوا سـألقي في قلـوب الَّذين كفـروا الـرُّعب فاضربوا فوق الأعناق واضـربوا منهم كـلَّ بنانٍ ) [ الأنفال : ١٢ ] ﴾ وقال في سـورة آل عمران : ( وما جعله الله إلا بشرى لكم وَلِتَطْمَئِنَّ قلوبكم به وما النَّصر إلاَّ من عند اللـه العزيـز الحكيم - ليقطـع طرفـاً من الَّذين كفروا أو يكبتهم فينقلبوا خَـآئِبِينَ ) [ آل عمــران : ١٢٦-١٢٧ ] ﴾ وَقَــالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَـأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيـهِ سَــــكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَــــرَكَ آلُ مُوسَى وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَلِــكَ لَآيَــةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُــؤْمِنِينَ (٢٤٨) ( البقر) ﴾ وقد سمع أحـد المقـاتلين من المسلمين صوت ضـربة ملـك ، ضـرب بهـا أحد الكفـار ، وصـوته وهـو يزجـر فرسـه ، ففي صحيح مسلم عن ابن عباس قال : (

بينما رجل من المسلمين يومئذٍ يشتدّ في أثر رجل من المشركين أمامه إذ سمع ضربة بالسوط فوقه ، وصوت الفارس يقول : أقدم حيزوم ، فنظر إلى المشرك أمامه ، فخرّ مستلقياً ، فنظر إليه ، فإذا هو قد خُطم أنفه ، وشقّ وجهه ، كضربة السوط ، فاخضر ذلك أجمع ، فجاء الأنصاري ، فحدث بذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : ( صدقت ، ذلك من مدد السماء الثالثة ) (١٦)  يا أيها الَّذين آمنوا اذكروا نعمة الله عليكم إذ جاءتكم جنودٌ فأرسلنا عليهم ريحاً وجنوداً لم تروها ) [ الأحزاب : ٩ ] عَنْ عَائِشَةَ - رضى الله عنها - قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ النَّبِىُّ - صلى الله عليه وسلم - مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلاَحَ وَاغْتَسَلَ ، أَتَاهُ جِبْرِيلُ - عَلَيْهِ السَّلاَمُ - فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلاَحَ وَاللَّهِ مَا وَضَعْنَاهُ ، فَاخْرُجْ إِلَيْهِمْ . قَالَ « فَإِلَى أَيْنَ » . قَالَ هَا هُنَا ، وَأَشَارَ إِلَى بَنِى قُرَيْظَةَ ، فَخَرَجَ النَّبِىُّ - صلى الله عليه وسلم - إِلَيْهِمْ . (بخارى) وفي صحيح البخاري عن أنس رضي الله عنه قال : " كأني أنظر إلى الغبار ساطعاً في زقاق بني غنم ، موكب جبريل حين سار رسول الله

**صلى الله عليه وسلم إلى بني قريظة " (**
**١٨)** بند

بند.

بند فرشتوں کی زمین پر آمد اور ان کا ہر کام اللہ کے حکم کا پابند ہوتا ہے۔ تشریح

**فرشتوں کی صبح و شام آمد:** فرشتوں کی انسانوں کے درمیان آمد مسلسل جاری رہتی ہے، لیکن ہر آمد اللہ کے اذن اور حکم سے ہوتی ہے، فرشتے کہیں بھی محض اپنی مرضی سے آتے جاتے نہیں ہیں، وہ اپنے ہر عمل میں اللہ کے حکم کے پابند رہتے ہیں۔

ایک موقعہ پر نبی ﷺ نے حضرت جبرئیل سے اپنی خواہش ظاہر فرمائی کہ آپ جتنا آتے ہیں اس سے زیادہ آیا کریں، اس پر قرآن پاک آیت **وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلاَّ بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا** نازل ہوئی کہ ان فرشتوں کی آمد اللہ کے حکم کے تابع ہوتی ہے۔ دلائل

**يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (النحل:۵۰) و انهم لا يعصون الله ما امرهم و يفعلون ما يؤمرون، و انهم قائمون بوظائفهم التى امرهم الله القيام بها (عقيدہ واسطيہ مع الشرح: ۲۵) و انهم معصومون و لا يعصون الله منزهون عن الصفة المذكورة و نعت الانوثية (شرح فقہ اکبر:۱۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - رضى الله عنهما - قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم -**

**لِجِبْرِيلَ « أَلاَ تَزُورُنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا » قَالَ فَنَزَلَتْ ( وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلاَّ بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا ) الآيَةَ . (صحيح بخاری)۔** بند

بند.

بند فرشتے انسانوں کے اللہ کی مخلوق کے خیر خواہ ہیں، اور وہ اللہ کے بندوں کی نصرت و حمایت میں لگے رہتے ہیں۔ تشریح

**مؤمنین کے لئے فرشتوں کی خیر خواہی:** ہر بندے کے لئے بالعموم اور خاص طور سے مؤمنین کے فرشتے خیر خواہ ہوتے ہیں، ہر بندے کے لئے ان کی خیر خواہی یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر ایک کے لئے ہدایت کی دعاء کرتے ہیں، جبکہ مؤمنین کے لئے ان کی خیر خواہی خاص طور سے ہوتی ہے اور وہ اس بات پر مأمور ہیں کہ مؤمنین کے لئے جہاں ضرورت ہو اور اللہ کی مشیت ہو مدد فرمائیں۔ حضرت حسان کے بارے میں نبی ﷺ نے دعاء فرمائی کہ اے اللہ حسان کی روح القدس کے ذریعے مدد فرمائیے۔

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ کہ وہ آج رات اپنی تمام بیویوں کے پاس جائیں گے (اور ان سے ہم بستری کریں گے) اور ان سے جو اولاد ہوگی وہ اللہ کی راہ میں قتال کریں گے، ان سے فرشتے نے کہا کہ اس موقع پر انشاء اللہ کہہ لو، لیکن وہ بھول گئے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف ایک بیوی کو اولاد ہوئی اور وہ بھی ناقص۔ دلائل

**عن حسّان بن ثابت : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا له ، فقال : ( اللهمّ أيده بروح القدس ) (صحيح**

**بخـاری) ￼ عن أبي هريـرة قـال : ( قـال سـليمان عليـه السـلام : لأطـوفنّ الليلـة بمائـة امـرأة ، تلـد كـل امـرأة يقاتـل في سبيل اللـه ￼ فقـال لـه الملـك : قـل : إن شـاء اللـه ، فلم يقـل ، ونسـي ، فأطـاف بهنّ ، ولم تلـــد إلا امـــرأة منهنّ نصـــف إنسان ) (صحيح بخاری)￼بند**

بند.

تشریح￼یں￼ ￼رتی محبت ￼فرشت ￼س نیک بندوں

**فرشتوں کی نیک بندوں ￼س محبت:** فرشت￼ الل￼ ک￼ حکم ￼سـ نیـک بنـدوں ￼سـ محبت کـرت￼ ￼یں، نـبی ￼ ￼ن فرمایا ک￼ جب الل￼ تعالیٰ کسی بنـد￼ ￼سـ محبت کـرت￼ ￼یں تو حضرت جبرائیل کو ندا دیت￼ ￼یں ک￼ الل￼ تعالیٰ فلاں بنـد￼ ￼س محبت کرت￼ ￼یں تم بھی اس ￼سـ محبت کـرو، حضـرت جبرئیل اس بند￼ ￼س محبت کرت￼ ￼یں، پھر حضـرت جبرئیـل آسمان والـوں میں نـدا لگـات￼ ￼یں ک￼ الل￼ تعـالیٰ فلاں بنـد￼ ￼س محبت کرت￼ ￼یں تم بھی اس ￼س محبت کـرو، اور تمـام آسمان وال￼ اس بنـد￼ ￼سـ محبت کـرن￼ لگـت￼ ￼یں، اور پھـر زمین والوں میں بھی ایسی ￼ی ندا لگائی جاتی ￼￼ اور اس بند￼ کی محبت لوگوں میں عام ￼وتی ￼￼￼￼دلائل

**عن أبي هريرة ، رضي الله عنه ، عن النـبي صـلى اللـه عليـه وسـلم قـال : إذا أحب الله عبداً نادى جبريل : إن اللـه يحب فلانـاً فأحببـه ، فيحبـه جبريـل . فينـادي**

**جبريل في أهل السماء : إن الله يحبّ فلاناً فأحبوه ، فيحبه أهل السماء ، ثمّ يوضع له القبول في الأرض (صحيح بخاری و مسلم) بند**

بند.

**بند** فرشتے بندوں کے حق میں نیک کاموں کی دعائیں کرتے ہیں ، اور جو بندے نیک کام کرتے ہیں فرشتے ان کے حق میں نعمتوں اور برکتوں کی دعائیں کرتے ہیں فرشتے بندوں کے لئے استغفار بھی کرتے ہیں تشریح

**بندوں کے حق میں دعا کرنے والے فرشتے:** حدیث پاک میں آیا ہے کہ ہر روز جب بندے صبح اٹھتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ، ایک فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ! مال خرچ کرنے والے کو پھر سے مال دیجئے اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ! کنجوس کے مال کو تلف کردیجئے۔

حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ علم سیکھنے سکھانے والے کے حق میں اللہ تعالیٰ فرشتے اور تمام آسمان و زمین والے یہاں تک کہ بلوں میں چیونٹیاں اور سمندر میں مچھلیاں تک دعائیں کرتے ہیں۔

جب تک ایک نمازی اپنے مصلّیٰ پر ہوتا ہے فرشتے اس کے حق میں دعاء کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: اے اللہ! اس بندے کی مغفرت فرمائیے، اے اللہ! اس بندے پر رحم فرمائیے ، یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا ہے جب تک کہ اس کا وضو نہ ٹوٹ جائے۔

اسی طرح وہ لوگ جو صف اول میں نماز ادا کرتے ہیں ان کے لئے فرشتے خاص دعاء کرتے ہیں۔

اسی طرح وہ بندے جو راتوں میں اٹھ کر عبادت میں مشغول ہوتے ہیں فرشتے ان کے حق میں دعائیں کرتے ہیں۔

وہ بندے جو دیگر انسانوں کے ساتھ خیر خواہی کرتے ہیں فرشتے ان کے حق میں بھی دعائیں کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ کسی بیمار بندے کی شام کے وقت عیادت کرتا ہے اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے لگ جاتے ہیں اور صبح تک اس کے حق میں اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اور جو بندہ صبح کسی مریض کی عیادت کرتا ہے اس کے حق میں ستر ہزار فرشتے شام تک اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

حدیث پاک میں یہ بھی آیا ہے کہ جب کوئی بندہ کسی دوسرے بندے کے لئے اس کے غیاب میں دعاء کرتا ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے، ایسے وقت اس کے پاس ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اس کی دعاء پر آمین کہتا ہے اور خود دعاء کرنے والے کے حق میں بھی اسی کے مثل دعاء دیتا ہے۔

اور بندہ جو بھی دعاء کرتا ہے فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں، اس لئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے حق میں دعاء خیر ہی کیا کرو۔

اسی طرح زمین والے جن گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں فرشتے اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان بندوں کی بخشش فرمائیں۔

**فرشتوں کی آمین سے موافقت کا اثر:**

فرشتوں کی اللہ تعالیٰ کے یہاں مقام، ان کی مزاجی نیکی کی وجہ اور ان کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ جب وہ کسی کے حق میں دعاء کرتے ہیں وہ ضرور قبول ہوتی ہے، اور جس کسی کی دعاء پر وہ آمین کہتے ہیں اور دعاء کرنے والے کی آمین اور فرشتوں کی آمین میں موافقت ہو جائے تو دعاء کرنے والے کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردئیے جاتے ہیں۔ دلائل

**عن أبي هريرة رضي الله عنه : أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : ( ما من يوم يصبح العباد فيه إلا ملكان ينزلان ، فيقول أحدهما : اللهم أعط مُنفقاً خلفاً ، ويقول الآخر : اللهمّ أعط مُمسكاً تلفاً ) (بخارى و مسلم) ، إنَّ الله وملائكته يصلُّون على النَّبي ) [ الأحزاب : ٥٦ ] . وهم يصلون على المؤمنين أيضاً : ( هو الَّذي يصلي عليكم وملائكته ليخرجكم من الظُّلُمَاتِ إلى النُّور وكان بالمؤمنين رحيماً ) [الأحزاب : ٤٣] ، ( إن الله وملائكته وأهل السماوات والأرض حتى النملة في جحرها ، وحتى الحوت ، ليصلون على معلم الناس الخير ) (سنن الترمذى) ۔عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « الْمَلاَئِكَةُ تُصَلِّى عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِى مُصَلاَّهُ الَّذِى صَلَّى فِيهِ ، مَا لَمْ يُحْدِثْ ، تَقُولُ اللَّهُمَّ**

اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ » . (صحيح بخـارى و مسلم) عن الـبراء بن عـازب رضـي اللـه عنـه : أن رسـول اللـه صـلى اللـه عليـه وسـلم قـال : ( إن اللـه وملائكتـه يصـلون على الصـفوف الأول ) (سـنن ابى داؤد) عن ابن عمر رضي الله عنهما : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : ( إن الله تعالى وملائكته يصلون على المتسحرين ) (المعجم الأوسط للطبرانى/بإسناد حسن) عن علي بن أبي طالب رضـي اللـه عنـه عن النبي صلى الله عليـه وسـلم ، قـال : ( مـا من رجـل يعـود مريضـاً ممسـياً ، إلا خرج معه سبعون ألف ملك يستغفرون لـه حتى يصبح ، وكان لـه خريـف في الجنّـة ، ومن أتاه مصبحاً خـرج معـه سـبعون ألـف ملك ، يستغفرون له حتى يمسـي ، وكـان لـه خريـف في الجنـة ) (سـنن ابـو داؤد/ صـحيح) وَدْتُ أُمَّ الـدَّرْدَاءِ فَقَـالَتْ أَتُرِيـدُ الْحَجَّ الْعَامَ فَقُلْتُ نَعَمْ. قَالَتْ فَادْعُ اللَّهَ لَنَـا بِخَيْرٍ فَإِنَّ النَّبِىَّ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- كَانَ يَقُـولُ « دَعْـوَةُ الْمَـرْءِ الْمُسْـلِمِ لأَخِيـهِ بِظَهْـرِ الْغَيْبِ مُسْـتَجَابَةٌ عِنْـدَ رَأْسِـهِ مَلَـكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَـا دَعَـا لأَخِيـهِ بِخَيْـرٍ قَـالَ الْمَلَـكُ الْمُوَكَّلُ بِـهِ آمِينَ وَلَـكَ بِمِثْـلٍ ».(صـحيح مسلم) عن أم سلمة قالت : قال رسـول

الله صلى الله عليه وسلم : ( لا تدعوا على أنفسكم إلا بخير ، فإن الملائكة يؤمنون على ما تقولون ) (صحيح مسلم)  ( تكاد السَّماوات يتفطَّرن من فوقهنَّ والملائكة يسبحون بحمد ربهم ويستغفرون لمن في الأرض ألا إنَّ الله هو الغفور الرَّحيم ) [ الشورى : ٥ ]  الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ (٧) رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (٨) وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (٩) [ غافر : ٧-٩]  عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِىَّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ » . وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - يَقُولُ « آمِينَ » . (صحيح بخارى و مسلم) وفي صحيح البخاري : ( إذا قال أحدكم : آمين ، وقالت الملائكة في

**السماء : آمين ، فوافقت إحداهما الأخرى ، غفر له مـا تقـدم من ذنبـه ) (٣١) ‏ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ - رضـى اللـه عنـه - أَنَّ رَسُـولَ اللَّهِ - صلى اللـه عليـه وسـلم - قَـالَ « إِذَا قَالَ الإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ . فَقُولُـوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ . فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ » . ( صحيح البخاري)** سند

سند.

علم و ذکر کی مجلسوں میں فرشتے اتمام سے شرکت کرتے ہیں تشریح

**علم و ذکـر کی مجلسـوں میں فرشـتوں کی آمد:** فرشتے اس بات پر بھی مأمور ہیں کہ وہ دین کے علم اور اللہ کے ذکر کی مجالس میں شرکت کیا کـریں، چنـانچہ وہ زمین میں گھومـــتے رہتے ہیں، اور جب کـــوئی مجلس ایسی پاتے ہیں جہاں اللہ کا ذکر ہوتـا ہو تو وہ اپنـے دوسـرے ساتھیوں کـو نـدا دیتـے ہیں کہ جس بـات کی تلاش میں ہم تھے وہ یہاں ہے اور وہ سب اس مجلس کو آسمان دنیا تـک گھیر لیتے ہیں۔
اسی طرح وہ طالب علم کی قـدموں میں اپنـے پـروں کو بچھاتے ہیں۔ دلائل

**عن أبي هريـــرة رضـــي اللـــه عنـــه ، قال : قال النبي صلى الله عليه وسلم : ( إن للـــه ملائكـــة يطوفـــون في الطـــرق ، يلتمسون أهل الـذكر ، فـإذا وجـدوا قومـاً**

**يـــذكرون اللـــه تنـــادوا : هلمـــوا إلى حاجتكم ) . قال : ( فيحفـونهم بـأجنحتهم إلى السـماء الـدنيا ) (صـحيح بخـارى و مسـلم) □ عن أبي هريـرة ، رضـي اللـه عنه ، قال : قـال رسـول اللـه صـلى اللـه عليه وسـلم : ( ومـا اجتمـع قـوم في بيت من بيـوت اللـه يتلـون كتـاب اللـه ، ويتدارسـونه بينهم إلا نـزلت عليهم السـكينة ، وغشـيتهم الرحمـة ،وحفّتهم الملائكـة ،وذكـرهم اللـه فيمن عنـده ) (صـحيح مسـلم) □ عن أبي الـدرداء قـال : سمعت رسول الله صلى الله عليـه وسـلم يقـول : ( إن الملائكـة لتضـع أجنحتهـا لطـالب العلم رضـاً بمـا يصـنع( سـنن الترمذى)□ بند**

بند.

**بد** جمعہ میں شرکت کا ریکارڈ فرشتے خاص طور سے تیار کرتے ہیں۔ تشریح

فرشتے جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لئے آنے والوں کا بھی اہتمام سے ریکارڈ جمع کرتے ہیں، جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں، جو شخص سب سے پہلے مسجد پہنچتا ہے اس کا نام محفوظ کرلیتے ہیں، اور پھر اس کے بعد جو آتا ہے اس کا نام لکھتے ہیں، اور اسی مناسبت سے ان کے لئے نیکیوں کا بھی ذکر کیا جاتا ہے، اور پھر جب امام آجاتا ہے تو وہ اپنے لکھنے کے صحیفے

کو لپیٹ لیتے ہیں اور خود بھی خطبہ سننے میں لگ جاتے ہیں دلائل

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ - صلى الله عليه وسلم - « إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ ، وَقَفَتِ الْمَلاَئِكَةُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ الأَوَّلَ فَالأَوَّلَ ، وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِى يُهْدِى بَدَنَةً ، ثُمَّ كَالَّذِى يُهْدِى بَقَرَةً ، ثُمَّ كَبْشًا ، ثُمَّ دَجَاجَةً ، ثُمَّ بَيْضَةً ، فَإِذَا خَرَجَ الإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ ، وَيَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ » . (صحیح بخاری و مسلم)۔ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ - رضى الله عنه - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً ، وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً ، وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ ، وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً ، وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً ، فَإِذَا خَرَجَ الإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلاَئِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ » . (صحیح بخاری)۔ بند

بند.

بند بہت سے فرشتے نبی کو امتیوں کا سلام پہنچانے پر مامور ہیں

تشریح

نبی ﷺ کو امتیوں کا سلام پہنچانا۔ جو امتی نبی ﷺ پر سلام بھیجتے ہیں فرشتے ان کو نبی ﷺ تک پہنچانے پر بھی مأمور ہیں، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: چند فرشتے ایسے ہیں کو زمین میں گھومتے رہتے ہیں، اور میری امت میں جو کوئی مجھ پر سلام پڑھتا ہے وہ اس کو مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

دلائل

**عن عبد الله بن مسعود قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ( إن لله ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني عن أمتي السلام ) (روى النسائي والدارمي)** ۔ سند

سند.

بہت سے فرشتے جو اللہ کی عمومی رحمت اور برکت تقسیم کرنے پر مأمور ہیں،لیکن جن گھروں میں کتے پالیں جائیں یا وہاں تصویریں اور مجسمے رکھیں جائیں وہاں رحمت و برکت کے فرشتے نہیں جاتے ہیں۔ تشریح

**فرشتے جن سے اجتناب کرتے ہیں:** وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں کے لئے خیر و برکت پہنچانے پر مأمور ہیں ، کچھ مقامات ایسے ہیں جہاں یہ برکت و رحمت والے فرشتے نہیں جاتے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں کتا پالا جاتا ہے، یاجس گھر میں تصویر یا مجسمے ہو وہاں یہ فرشتے نہیں جاتے۔

اسی طرح یہ فرشتے کافر کے جنازے میں شرکت نہیں کرتے، اور ایسے ہی جُنُبی کے قریب بھی نہیں جاتے، ہاں اگر اس کو غسل میں تاخیر ہو اور تب تک کے لئے وہ وضو

کرلے تو فرشتے اس کے پاس جاتے نہیں اور وہ مرد جو
زعفران ملی خوشبو استعمال کرتا ہے، رحمت کے فرشتے
اس کے بھی قریب نہیں جاتے۔
یہ فرشتے اعمال کا ریکارڈ تیار کرنے والے فرشتوں سے
الگ ہیں، اعمال کا ریکارڈ تیار کرنے والے فرشتے مکلف سے
اگ نہیں ہوتے ہیں۔ دلائل

**عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ - رضى الله عنهما - يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - يَقُولُ « لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلاَ صُورَةُ تَمَاثِيلَ » . (بخاری) ۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « ثَلاَثَةٌ لاَ تَقْرَبُهُمُ الْمَلاَئِكَةُ جِيفَةُ الْكَافِرِ وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوقِ وَالْجُنُبُ إِلاَّ أَنْ يَتَوَضَّأَ » . (سنن ابی داؤد) ۔ سند**

سند.

**بد** فرشتے اللہ تعالیٰ کا لشکر ہیں، جو کائنات کے تمام کام اللہ تعالیٰ
کے حکم سے انجام دیتے رہتے ہیں۔ تشریح

**فرشتوں کے کام:** کائنات اللہ تعالیٰ کی حکومت ہے، جو اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کا مظہر ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بے پناہ علم کی بنیاد پر نہایت منظم، مستحکم اور خوبصورت بنایا ہے، جس کی وسعتیں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی زندگی سے یہاں حیات ہے، اسی طرح اسی کی

توجہ سے سب کچھ اپنی جگہ پر باقی اور جاری ہے، چنانچہ الحیی اور القیوم صرف اللہ ہی ہے۔
ہاں، اللہ تعالیٰ نے اپنی حاکمانہ شان سے اس کے انتظام کے لئے فرشتوں جیسی عظیم قوت والی مخلوق کو پیدا فرمایا ، اور انہیں اپنے لشکر کے طور پر ہر جگہ الگ الگ کاموں پر مأمور فرمایا ہے، چنانچہ فرشتے اللہ کے حکم سے کائنات کے انتظامی امور اور اللہ تعالیٰ کے دئیے ہوئے کام انجام دے رہے ہیں

بند.

فرشتے اپنے کاموں میں نہایت نظم و ضبط کے ساتھ رہتے ہیں، نہ وہ خود کوئی کوتاہی برتتے ہیں، اور نہ کوئی اور ان کو ان کے کاموں سے روکنے کی طاقت رکھتا ہے۔ تشریح

**مستحکم تنظیم امور:** فرشتے اپنے متعین کاموں میں نہایت نظم و ضبط کے ساتھ لگے رہتے ہیں، نہ وہ خود کوئی کوتاہی برتتے ہیں، اور نہ ہی کسی اور میں اتنی قوت ہوتی ہے کہ وہ فرشتوں کا مقابلہ کرکے ان کو ان کے کام سے روک سکے، وہ اللہ رب العزت کے آگے بکھرے ہوئے نہیں بلکہ صف بند ہوتے ہیں، وہ جہاں بھی متعین ہوتے ہیں انتہائی انتظام کے ساتھ اس کو انجام دیتے ہیں، معراج کی رات جب نبی ﷺ کو آسمانوں پر بلایا گیا آپ کا ارشاد ہے کہ ہر آسمان کا دروازہ باقاعدہ تفتیش کے بعد کھولا گیا، اور حضرت جبرئیل جب کوئی دروازہ کھلواتے تو سوال ہوتا کون کون ہے، اور جب آپ ﷺ کی آمد کے بارے میں اطلاع ہوتی تو یہ بھی سوال ہوتا کہ کیا آپ کو مدعو کیا گیا ہے، اور پھر دروازہ کھولا جاتا ہے اسی طرح جنت کے دروازہ پر

بھی پہلے سوال ہوگا کہ کس نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے، جب آپ یہ جواب دیں گے کہ ''محمد''، تو وہ فرشتے جواب دیں گے : ہاں آج اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے آپ کیلئے دروازہ کھولا جائے۔

غرض فرشتے اپنے اپنے کاموں کی جگہ نہایت پابند، مستحکم اوراعلیٰ درجہ کے نظم و ضبط کے ساتھ لگے رہتے ہیں۔

یہ خیال کہ فرشتوں کو جو کام دیا گیا اس میں انہوں نے کوتاہی برتی، یا جیسے وحی کسی کو بھیجنا تھا غلط فہمی میں کسی اور کو پہنچا دی یہ لغو خیال ہے، اور کفریہ عقائد ہیں، ان سے گریز لازمی ہے۔ دلائل

**وإنَّا لنحن الصَّافون [ الصافات : ١٦٥ ]، وجاء ربُّك والملك صفّاً صفّاً ) [ الفجر : ٢٢ ] ، يوم يقوم الرُّوح والملائكة صفّاً لا يتكلَّمون إلاَّ من أذن له الرَّحمن وقال صواباً [ النبأ : ٣٨ ] ، ألاَ تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلاَئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا ». فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلاَئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ « يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الأُوَلَ وَيَتَرَاصُّونَ فِى الصَّفِّ ».(صحيح مسلم)، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : ( آتي باب الجنة فأستفتح ، فيقول الخازن : من أنت ؟ فأقول : محمد ، فيقول : بك أمرت لا أفتح لأحد قبلك ) ( ٩). (صحيح مسلم)، ويمكن أن نلاحظ دقة**

تنفيـذهم للأوامـر من اسـتعراض حـديث الإسراء ؛ إذ كان جبريـل يسـتأذن في كـل سماء ، ولا يُفْتَحُ لـه إلا بعـد الاستفسـار 
عَنْ شَـرِيكِ بْنِ عَبْـدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَـالَ سَـمِعْتُ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ لَيْلَةَ أُسْرِىَ بِرَسُـولِ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَـةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهْوَ نَـائِمٌ فِى الْمَسْـجِدِ الْحَـرَامِ ، فَقَـالَ أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُـوَ فَقَـالَ أَوْسَـطُهُمْ هُـوَ خَيْـرُهُمْ . فَقَالَ آخِرُهُمْ خُـذُوا خَيْـرَهُمْ . فَكَـانَتْ تِلْـكَ اللَّيْلَـةَ ، فَلَمْ يَـرَهُمْ حَتَّى أَتَـوْهُ لَيْلَـةً أُخْـرَى فِيمَا يَرَى قَلْبُهُ ، وَتَنَامُ عَيْنُهُ وَلاَ يَنَامُ قَلْبُـهُ وَكَـذَلِكَ الأَنْبِيَـاءُ تَنَـامُ أَعْيُنُهُمْ وَلاَ تَنَـامُ قُلُـوبُهُمْ ، فَلَمْ يُكَلِّمُـوهُ حَتَّى احْتَمَلُـوهُ فَوَضَـعُوهُ عِنْـدَ بِئْرِ زَمْـزَمَ فَتَـوَلاَّهُ مِنْهُمْ جِبْرِيلُ فَشَقَّ جِبْرِيلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهِ إِلَى لَبَّتِهِ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهِ وَجَوْفِـهِ ، فَغَسَـلَهُ مِنْ مَـاءِ زَمْـزَمَ بِيَـدِهِ ، حَتَّى أَنْقَى جَوْفَـهُ ، ثُمَّ أُتِىَ بِطَسْـتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيـهِ تَـوْرٌ مِنْ ذَهَبٍ مَحْشُوًّا إِيمَانًـا وَحِكْمَـةً ، فَحَشَـا بِـهِ صَـدْرَهُ وَلَغَادِيدَهُ - يَعْنِى عُرُوقَ حَلْقِـهِ - ثُمَّ أَطْبَقَـهُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَضَـرَبَ بَابًـا مِنْ أَبْوَابِهَـا فَنَـادَاهُ أَهْلُ السَّـمَاءِ مَنْ هَـذَا فَقَالَ جِبْرِيلُ . قَالُوا وَمَنْ مَعَـكَ قَـالَ مَعِى مُحَمَّدٌ . قَـالَ وَقَـدْ بُعِثَ قَـالَ نَعَمْ . قَـالُوا

فَمَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلاً . فَيَسْتَبْشِرُ بِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ ، لاَ يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يُرِيدُ اللَّهُ بِهِ فِى الأَرْضِ حَتَّى يُعْلِمَهُمْ ، فَوَجَدَ فِى السَّمَاءِ الدُّنْيَا آدَمَ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ هَذَا أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ . فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ آدَمُ وَقَالَ مَرْحَبًا وَأَهْلاً بِابْنِى ، نِعْمَ الاِبْنُ أَنْتَ . فَإِذَا هُوَ فِى السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهَرَيْنِ يَطَّرِدَانِ فَقَالَ مَا هَذَانِ النَّهَرَانِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَذَا النِّيلُ وَالْفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا . ثُمَّ مَضَى بِهِ فِى السَّمَاءِ فَإِذَا هُوَ بِنَهَرٍ آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ فَضَرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ قَالَ مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِى خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ . ثُمَّ عَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الأُولَى مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ . قَالُوا وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ - صلى الله عليه وسلم - . قَالُوا وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ . قَالُوا مَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلاً . ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ وَقَالُوا لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتِ الأُولَى وَالثَّانِيَةُ ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَقَالُوا مِثْلَ ذَلِكَ ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ

فَقَـالُوا لَـهُ مِثْـلَ ذَلِـكَ .......... )صـحيح بخاری( سند

.

# آسمانی کتابیں و صحیف

**م تورات’زبور’انجیل اورصحفِ انبیا ء کوکس طرح مانیں اور ان س متعلق احکام و عقائد**

‘‘لـوح محفـوظ’’ اللہ کی و کتـاب  جس میں اللہ تعـالیٰ ن کائنات ک آغاز س ل کر انجام تک جو کچھ پیش آئ گا سـب کچھ لکھوا دیا  تشریح

**لوحِ محفوظ:**

لوحِ محفـوظ اور نـبیوں کی جـانب بھیجی گـئی کتـابیں دونـوں کتـاب اللہ یں، البت اب جب مطـلق کتـاب اللہ کا

جائے تو وہ قرآن مجید ہے۔ کتاب اللہ کا اطلاق اللہ کے حکم پر بھی ہوتا ہے، جس سے کوئی کتاب مراد نہیں ہوتی، محض حکم الٰہی مراد ہوتا ہے، البتہ جہاں حکم نہیں بلکہ کتاب مراد ہو تو یہ قرآن میں دو طرح کی کتابوں کے لئے استعمال ہوا ہے، (۱) لوح محفوظ ، (۲) انبیاء کی جانب بھیجی گئی اللہ کی کتابیں۔

’’لوح محفوظ‘‘ اللہ کی وہ کتاب ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے کائنات کے آغاز سے لے کر انجام تک جو کچھ پیش آئے گا سب کچھ لکھوا دیا ہے، اس میں کائنات و تمام مخلوقات کی تخلیق، دنیا میں انسان کے آغاز، قوموں کے اجتماعی وانفرادی احوال، ہر فرد کے پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک کا ایک ایک واقعہ، معاش و اجل، اختیاری و غیر اختیاری حرکات و سکنات، بھلائیاں و برائیاں، اعمال اور ان کا انجام غرض مخلوقات سے متعلق ہر ہر امر اس کتاب میں مذکور ہے۔

اسی کتاب میں انبیاء علیہم السلام اور ان کے احوال بھی مذکور ہیں اور وہ کتابیں یا صحیفے بھی لکھے ہوئے ہیں جو ایک ایک نبی کی جانب نازل کئے گئے ہیں، اس لوح محفوظ پر بھی ’’کتاب اللہ‘‘ کا اطلاق ہوتا ہے۔

اسی طرح ’’کتاب اللہ‘‘ کا اطلاق الگ الگ انبیاء کی جانب جو کتابیں بھیجی گئی ہیں ان پر بھی ہوتا ہے، بلکہ جب ’’اللہ کی کتابیں ‘‘ (کُتُبِ اللہ) کہا جائے تو اس سے وہی کتابیں مراد ہوتی ہیں جو اللہ نے انبیاء علیہم السلام کی جانب بھیجی ہیں چنانچہ تورات انجیل زبور سب ’’کتاب اللہ‘‘ ہیں، اور اب جب یہ لفظ مطلق استعمال کیا جائے تو

اس سے مراد اللہ کی آخری کتاب یعنی قرآن مجید مراد ہوتی ہے۔ دلائل

**إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللہِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللہِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللہَ مَعَ الْمُتَّقِينَ (٣٦) التوبۃ۔ { في كتاب اللہ } يريد اللوح المحفوظ وأعاده بعد أن قال عند اللہ لأن كثيرا من الأشياء يوصف بأنه عند اللہ ولا يقال إنه مكتوب في كتاب اللہ كقوله تعالیٰ :إن اللہ عنده علم الساعة (لقمان : ٣٤ ) (القرطبی:٨/١٢٢)۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ (٣٨) الأنعام۔قوله تعالى : { ما فرطنا في الكتاب من شيء } أي في اللوح المحفوظ فإنه أثبت فيه ما يقع من الحوادث (القرطبی: ٦/٣٨٤)۔ وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا**

فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (٦١) يـونس﴾وَمَـا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللہِ رِزْقُهَـــــا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (٦) هود ﴿قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِــلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَــى (٥٢) طٰہٰ﴿وَمَـا مِنْ غَائِبَـةٍ فِي السَّـمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَـابٍ مُبِينٍ (٧٥) النمـل ﴿وَقَـالَ الَّذِينَ كَفَـرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَى وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْـــزُبُ عَنْـــهُ مِثْقَـــالُ ذَرَّةٍ فِي السَّــمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْــغَرُ مِنْ ذَلِـــكَ وَلَا أَكْبَـــرُ إِلَّا فِي كِتَـــابٍ مُبِينٍ (٣) (ســـبأ)﴿ إِنَّا جَعَلْنَـــاهُ قُرْآنًـــا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (٣) وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ (٤)( الزخـرف)﴿ إِنَّهُ لَقُـرْآنٌ كَـرِيمٌ (٧٧) فِي كِتَــابٍ مَكْنُــونٍ (٧٨) لَا يَمَسُّــهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ (٧٩) تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ (٨٠) الــواقعہ﴿مَـا أَصَــابَ مِنْ مُصِــيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِـكُمْ إِلَّا فِي كِتَـابٍ مِنْ قَبْـلِ أَنْ نَبْرَأَهَـا إِنَّ ذَلِـكَ عَلَى اللہِ يَسِـيرٌ (٢٢) الحديد﴿بَلْ هُـوَ قُـرْآنٌ مَجِيـدٌ (٢١) فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ (٢٢)( البروج)﴿ وَالَّذِينَ آمَنُـوا مِنْ بَعْـدُ وَهَـاجَرُوا وَجَاهَـدُوا مَعَكُمْ فَأُولَئِكَ مِنْكُمْ وَأُولُـو الْأَرْحَـامِ بَعْضُـهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَـابِ اللہِ إِنَّ اللہَ بِكُـلِّ شَـيْءٍ عَلِيمٌ (٧٥)( الأنفال)﴿

بند.

**بند** اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے چھوٹی بڑی بہت سے کتابیں اور صحیفے اپنے پیغمبروں پر نازل فرمائیں ہیں

**تشریح**

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے چھوٹی بڑی بہت سے کتابیں اور صحیفے اپنے پیغمبروں پر نازل فرمائیں جن کتابوں اور صحیفوں کا ثبوت دلائل قطعیہ سے ثابت ہے، ان پر ایمان لانا ضروری ہے، ان کے انکار سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو کتابیں اور صحیفے آسمانوں سے نازل فرمائے بعض روایات کے مطابق ان کی تعداد ایک سو چار ہے، ان میں سے دس صحیفے حضرت آدم علیہ السلام پر، دس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر، تیس صحیفے حضرت ادریس علیہ السلام پر اور دس صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل فرمائے۔

**’’ایمان بالکتب ‘‘ کا مفہوم اور اس کی بنیاد:**

اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان بھی ایمانیات کا حصہ ہے، اللہ رب العالمین نے جس طرح نبیوں اور رسولوں کو بھیجا ایسے ہی ان نبیوں و رسولوں پر اپنے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اپنی کتابیں بھی نازل فرمائیں، ان کتابوں پر ایسے ایمان لانا جیسے اللہ اور اس کے رسول چاہتے ہیں (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے) یہ ’’ایمان بالکتب‘‘ کہلاتا ہے۔

تمام ایمانیات و عقائد کی بنیاد ’’ایمان باللہ‘‘ ہے، ’’ایمان بالکتب‘‘ کی بنیاد بھی ایمان باللہ ہی ہے، جیسا کہ

اس سے پہلے ’’ایمان باللہ‘‘ میں بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اسی طرح ان کی ہدایت کا بھی اللہ نے انتظام کیا ہے، چنانچہ اللہ کی صفات میں ایک صفت ’’الھادی‘‘ (یعنی ہدایت دینے والا) بھی ہے، اللہ کی ہدایت کے سلسلے میں جس طرح نبوت و رسالت شامل ہے، اسی میں ان نبیوں و رسولوں کی جانب اپنی کتابیں نازل کرنا بھی شامل ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت ہدایت کا ظہور جس طرح رسالت و نبوت کی شکل میں ہوا اسی طرح اس صفت کا ظہور اللہ کی کتابوں کے ذریعے بھی ہوا ہے۔

**اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے ساتھ کتابیں بھی نازل فرمائی ہیں:**

یہ تاریخی طور پر ثابت حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق انبیاء کے ساتھ کتابیں نازل فرمائی ہیں، ابتداء میں انسانیت ایک ہی امت تھی، لیکن پھر وہ اللہ کی ہدایت سے دور ہٹ کر اختلافات میں بٹ گئے، اللہ تعالیٰ نے جب بھی اس کی حکمت و مصلحت ہوئی انبیاء کو مبشر و منذر بنا کر بھیجا ، اور ان کے ساتھ کتابیں بھی نازل فرمائیں، انبیاء اللہ کی کتاب کے ذریعے اپنی قوموں کے فیصلے فرماتے رہے اور پھر جب بھی انسانوں نے اپنی سرکشی سے اللہ کی کتاب میں تحریف کردی یا وہ اختلافات کا شکار ہوئے اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء و رسولوں کے ذریعے سے کتابوں کو نازل فرمایا، یہ تاریخ خود اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید بیان کرتی ہے، جس سے زیادہ قابل اعتماد استناد کسی اور کو حاصل نہیں ہے،

جبکہ دنیا کی دیگر سبھی تاریخی ذرائع اس حقیقت کی تصدیق کرتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے سبھی انبیاء کو کتاب کا علم دیا ہے، بہت سے انبیاء کی جانب مستقل کتابیں نازل فرمائیں، اور بہت سے انبیاء کو سابقہ انبیاء کی کتابوں کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا، مثلاً انبیاء بنی اسرائیل تورات کے مطابق فیصلہ کیا کرتے تھے، ہاں جو کچھ اضافی احکام انہیں دئے جاتے وہ بھی بنی اسرائیل کی شریعت کا حصہ بن جاتے، کبھی ایسا ہوتا کہ اللہ کی کوئی کتاب کوئی قوم ضائع کردیتی اور اللہ تعالیٰ کو اسی کتاب کی شریعت کو جاری رکھنا ہوتا تو وہ نئے بھیجے جانے والے نبی کو اس کتاب کے علم کے ساتھ بھیجتے جو ان سے پہلے کے رسول پر نازل کی گئی تھی، مثلاً حضرت عزیر علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل نے تورات کو بخت نصر کے حملے میں بالکل کھو دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں سو سال کے لئے سلا دیا اور جب دوبارہ جگایا تو انہیں بنی اسرائیل کے پاس بھیجا جبکہ بنی اسرائیل تورات گم ہونے کی وجہ سے سخت حیران اور اختلافات کے شکار تھے، حضرت عزیر علیہ السلام نے انہیں پھر تورات محفوظ کروائی ۔

اسی طرح دیگر انبیاء بنی اسرائیل کو بھی تورات کا علم دیا گیا ہے، حضرت یحییٰ کو بھی اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے قائم تھامے رکھنے کا حکم دیا ہے ۔

صرف بنی اسرائیل میں تین بڑی کتابوں کو نازل کیا گیا ہے، حضرت موسی علیہ السلام پر تورات، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور اور حضرت عیسی علیہ السلام پر

انجیل کو نازل کیا گیا ہے، یہ تینوں انبیاء بنی اسرائیل کے نبی و رسول ہیں، ان میں سے ہر ایک کتاب پر ہم آگے بات کررہے ہیں

دیگر انبیاء کی جانب بھی کتابیں یا صحیفے نازل کئے گئے ہیں ، مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے نازل کئے گئے ہیں

سب سے آخر میں خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کو نازل کیا گیا، یہ اللہ کی بنی انسان کے لئے آخری کتاب ہے، قیامت تک اب یہی کتاب باقی رہے گی، اس میں کوئی تحریف نہیں ہو سکتی ، اس کی تفصیل آگے مستقل آرہی ہے۔

کل کتنے صحیفے انبیاء پر نازل کئے گئے ہیں؟ اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے! جیسے بہت سے انبیاء کے واقعات ہمیں بتلائے گئے ہیں اور بہت سوں کے واقعات نہیں بتلائے گئے ہیں، اسی طرح چند مخصوص کتابوں کے بارے میں تو ہمیں بتلایا گیا ہے باقی کا علم اللہ کے پاس ہے۔

ہمیں اس بات پر ایمان لانا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کتابیں نازل فرمائی ہیں، جس کے ذریعے وہ اپنی قوموں کو اللہ کے احکامات بتلاتے اور ان میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔

**دلائل**

**كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا**

بَيْنَهُمْ فَهَدَى الله الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا
فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَالله يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ
إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (٢١٣)( البقرة) ﴿
وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ
بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ
وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ
بِمَا لَا تَهْوَى أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا
كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ (٨٧)( البقرة) ﴿
قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ
يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَلِكِ الله يَخْلُقُ مَا
يَشَاءُ إِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ
فَيَكُونُ (٤٧) وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ (٤٨) (آل عمران) ﴿ إِنَّا
أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا
النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا
وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ
كِتَابِ الله وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوُا
النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا
قَلِيلًا وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ الله فَأُولَئِكَ
هُمُ الْكَافِرُونَ (٤٤) وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ
النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ
بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ
وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ
كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ الله
فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (٤٥) وَقَفَّيْنَا عَلَى

آثَارِهِمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَـدِّقًا لِمَـا بَيْنَ
يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُـدًى
وَنُـورٌ وَمُصَـدِّقًا لِمَـا بَيْنَ يَدَيْـهِ مِنَ التَّوْرَاةِ
وَهُـــدًى وَمَوْعِظَـــةً لِلْمُتَّقِينَ (۴۶) وَلْيَحْكُمْ
أَهْلُ الْإِنْجِيـلِ بِمَـا أَنْـزَلَ الله فِيـهِ وَمَنْ لَمْ
يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ الله فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ
(۴۷)وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَـا
بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَـاحْكُمْ
بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ الله وَلَا تَتَّبِعْ أَهْـوَاءَهُمْ عَمَّا
جَـاءَكَ مِنَ الْحَـقِّ لِكُـلٍّ جَعَلْنَـا مِنْكُمْ شِـرْعَةً
وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَـاءَ الله لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِـدَةً
وَلَكِنْ لِيَبْلُـوَكُمْ فِي مَـا آتَـاكُمْ فَاسْـتَبِقُوا
الْخَيْرَاتِ إِلَى الله مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًـا فَيُنَبِّئُكُمْ
بِمَـا كُنْتُمْ فِيـــهِ تَخْتَلِفُـونَ (۴۸) وَأَنِ احْكُمْ
بَيْنَهُمْ بِمَـا أَنْـزَلَ الله وَلَا تَتَّبِـعْ أَهْـوَاءَهُمْ
وَاحْـذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُـوكَ عَنْ بَعْضِ مَـا أَنْـزَلَ
الله إِلَيْكَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَـاعْلَمْ أَنَّمَـا يُرِيـدُ الله
أَنْ يُصِـيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُـوبِهِمْ وَإِنَّ كَثِـيرًا مِنَ
النَّاسِ لَفَاسِقُونَ (۴۹)( المائدة) إِذْ قَـالَ
الله يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ
وَعَلَى وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدْتُكَ بِرُوحِ الْقُـدُسِ تُكَلِّمُ
النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيـلَ وَإِذْ تَخْلُـقُ مِنَ
الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْــرِ بِــإِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَـا
فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ

بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَى بِـإِذْنِي وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْـرَائِيلَ عَنْـكَ إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَـاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا سِـحْرٌ مُبِينٌ (١١٠) (المائـد) ذَلِـكَ هُـدَى اللَّ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَـوْ أَشْـرَكُوا لَحَبِـطَ عَنْهُمْ مَـا كَـانُوا يَعْمَلُـونَ (٨٨)أُولَئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَـإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هَؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُـوا بِهَـا بِكَـافِرِينَ (٨٩) أُولَئِكَ الَّذِينَ هَـدَى اللَّ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ قُلْ لَا أَسْـأَلُكُمْ عَلَيْـهِ أَجْـرًا إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَى لِلْعَالَمِينَ (٩٠) (الأنعام) يَـا يَحْيَى خُـذِ الْكِتَـابَ بِقُـوَّةٍ وَآتَيْنَـاهُ الْحُكْمَ صَـبِيًّا (١٢) مـريم إِنَّ هَـذَا لَفِي الصُّـحُفِ الْأُولَى (١٨) صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَـى (١٩) ( الأعلى) لَقَـدْ أَرْسَـلْنَا رُسُـلَنَا بِالْبَيِّنَـاتِ وَأَنْزَلْنَـا مَعَهُمُ الْكِتَـابَ وَالْمِـيزَانَ لِيَقُـومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَـا الْحَدِيـدَ فِيـهِ بَـأْسٌ شَـدِيدٌ وَمَنَـافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ( ٢٥) وَلَقَدْ أَرْسَـلْنَا نُوحًـا وَإِبْـرَاهِيمَ وَجَعَلْنَـا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَـابَ فَمِنْهُمْ مُهْتَـدٍ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ (٢٦) ثُمَّ قَفَّيْنَـا عَلَى آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَـا بِعِيسَـى ابْنِ مَـرْيَمَ وَآتَيْنَـاهُ الْإِنْجِيـلَ وَجَعَلْنَـا فِي قُلُـوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَـدَعُوهَا مَـا

كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَـاءَ رِضْـوَانِ اللہ فَمَـا رَعَوْهَـا حَـقَّ رِعَايَتِهَـا فَآتَيْنَـا الَّذِينَ آمَنُـوا مِنْهُمْ أَجْـرَهُمْ وَكَثِـيرٌ مِنْهُمْ فَاسِـقُونَ (٢٧) يَـا أَيُّهَـا الَّذِينَ آمَنُـوا اتَّقُـوا اللہ وَآمِنُـوا بِرَسُولِهِ يُـؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِـهِ وَيَجْعَـلْ لَكُمْ نُـورًا تَمْشُـونَ بِــهِ وَيَغْفِـرْ لَكُمْ وَاللہ غَفُورٌ رَحِيمٌ (٢٨) لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَـابِ أَلَّا يَقْـدِرُونَ عَلَى شَـيْءٍ مِنْ فَضْـلِ اللہ وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَـدِ اللہ يُؤْتِيـهِ مَنْ يَشَـاءُ وَاللہ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (٢٩) الحديد-وَآتَيْنَا مُوسَـى الْكِتَـابَ وَجَعَلْنَـاهُ هُـدًى لِبَنِي إِسْـرَائِيلَ أَلَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي وَكِيلًا (٢)( الإسراء)ﵞ بند

بند.

بند وحی اور اللہ کی کتابیں برحق ہیں، ان پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ تشریح

**وحی الٰہی پر ایمان**

اللہ تعالیٰ اپنے جو پیغامات اپنے پیغمبروں کو بھیجتا ہے اس کو وحی کہتے ہیں، ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ راست کوئی بات نبی و رسول کے دل میں القار فرماتے ہیں اس کو بھی وحی کہتے ہیں، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی و رسول سے بغیر کسی واسطے کے خود کلام فرماتے ہیں، یہ بھی وحی الٰہی ہی ہوتی ہے، اکثر اللہ تعالیٰ اپنے پیغامات اپنے فرشتوں کے ذریعے نبیوں اور رسولوں تک بھیجتے رہے ہیں، یہ سب وحی کی صورتیں ہیں، انبیاء کا خواب بھی وحی ہوتا ہے، جس کی پیروی نبی

پر واجب ہوتی ہے، جبکہ غیر انبیاء کے خواب کو شرعی حجیت کا مقام حاصل نہیں ہے۔

وحی پر ایمان لانا کہ ’’پروردگار نے اپنے بندوں تک اپنے احکام پہنچانے کے لئے نبیوں کو وحی بھیجی ہے‘‘ فرض ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ دلائل

**وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللہ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ (سورة الشورى: ٥١)﴿وَمَا قَدَرُوا اللہ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنْزَلَ اللہ عَلَى بَشَرٍ مِنْ شَيْءٍ قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَى نُورًا وَهُدًى لِلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا وَعُلِّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ قُلِ اللہ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ (٩١) وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ (٩٢)سورۃ الأنعام﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (٤٣) بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (٤٤) النحل﴾ بند**

بند.

بد اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی اور کتابیں فرشتوں کے ذریعہ بھیجی گئی ہیں تشریح

**پیغام رسانی پر مأمور فرشتے:**

فرشتوں میں پیغام رسانی پر مأمور خاص فرشتے ہیں جو انبیاء و رسولوں تک وحی کو پہنچاتے رہے ہیں، یہ فرشتے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کی جانب اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچاتے رہے ہیں۔

پیغام بر فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں، عام طور پر انبیاء ورسولوں کے پاس پیغام لے کر حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی آیا کرتے تھے، ہاں ان کے ساتھ دیگر فرشتے بھی ہوتے ہیں، مثلاً سورہ انعام کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ اس کے نزول کے وقت ستر ہزار فرشتے ساتھ تھے جو تسبیح بیان کررہے تھے اور آسمان و زمین ان کی تسبیح کی آواز سے گونج رہی تھی۔

قرآن مجید کی وحی بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی لاتے تھے، ہاں بعض قرآن کے حصے بعض خاص فرشتوں کے ذریعہ بھی بھیجے گئے ہیں، کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ قرآن مجید کا کوئی خاص حصہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور فرشتہ لایا ہو، مثلاً سورہ فاتحہ کی خوشخبری لانے والا فرشتہ دوسرا ہے، ہاں! اس فرشتے کی آمد کے وقت خود حضرت جبرئیل بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے انبیاء و رسولوں کو وحی بھیجتا ہے یہ قطعی عقیدہ ہے، جس پر ایمان لازمی ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ دلائل

**اَللہ يَصْطَفِي مِنَ الملائكة رُسُلاً وَمِنَ الناس۔ (الحج : ٧٥ )۔الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللہ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (١) سورہ الفاطر۔يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ (٢) النحل۔أن الحارث بن هشام رضي اللہ عنه سأل الرسول صلى اللہ عليه وسلم، فقال: يا رسول اللہ! كيف يأتيك الوحي؟ فقال الرسول صلى اللہ عليه وسلم: (أحياناً يأتيني مثل صلصلة الجرس وهو أشدّه عليّ فَيُفصَم عني وقد وعيت عنه ما قال وأحياناً يتمثل لي الملك رجلاً فيكلمني فأعي ما يقول)۔ (صحيح بخاری) ۔ روى مسلم في صحيحه، والنسائي في سننه، من حديث أبي الأحوص سلام بن سليم، عن عمار بن رُزَيق، عن عبد اللہ بن عيسى بن عبد الرحمن بن أبي ليلىٰ، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس قال: بينا رسول اللہ صلى**

اللہ عليه وسلم وعنده جبريل، إذ سمع
نقيضًا فوقه، فرفع جبريل بصره إلى
السماء، فقال: هذا باب قد فتح من
السماء، ما فتح قط. قال: فنزل منه ملك،
فأتى النبي صلى اللہ عليه وسلم فقال:
أبشر بنورين قد أوتيتهما لم يؤتهما نبي
قبلك: فاتحة الكتاب، وخواتيم سورة
البقرة، ولن تقرأ حرفًا منهما إلا أوتيته.
وهذا لفظ النسائي. (تفسير ابن كثير:
١/١٠٦) ﴿ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ
بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَى
لِلْمُسْلِمِينَ (١٠٢)( النحل)﴾ و للہ تعالیٰ
کتب انزلها على انبيائہ عليهم السلام ذكر
ابومعين النسفى فى عقائدہ نزل على
شيث بن آدم خمسون صحيفہ و على
ادريس ثلثون و على ابراہيم عشراً و
على موسىٰ قيل غرق فرعون عشراً ثم
انزل عليہ التوراۃ و على عيسىٰ انجيل و
على داؤد الزبور و على نبينا صلى اللہ
عليہ وسلم القرآن و ذكر بعضهم على
آدم عشر، ...... و عدد الكتب على
الروايات مائۃ و اربع لكن الافضل ان لا
يحصر العدد كما فى الانبياء (نبراس:
٢٩٠) (و كتبہ) أى المنزلۃ من عندہ
كالتوراۃ و الانجيل و الزبور و الفرقان و

**غیرها من غیر تعیین فی عددها ۔ (شرح فقہ اکبر:۱۲) وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۔ (البقرہ:۴) ۔** بند

بند.

**بند** اللہ تعالیٰ نے تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اور قرآن کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔ تشریح

**سابقہ اور موجودہ اہلِ کتاب کو حکم:**

اہل کتاب خواہ وہ سابقہ کتابوں کے ماننے والے ہوں یا موجودہ کتاب کے پیروکار ہوں، سب کو اللہ کا یہ حکم ہے کہ وہ اللہ کی تمام کتابوں پر ایمان رکھیں اور اللہ کا تقوی اختیار کریں، اگر وہ کفر کے مرتکب ہوتے ہیں تو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ کا ہے، اللہ تعالیٰ ان کا محتاج نہیں ہے اور وہ سب سے بے نیاز ہے۔۔۔۔ خود اہل ایمان کو اس بات کا حکم ہے کہ وہ اس بات کا کھل کر اعتراف کریں کہ وہ ان کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو ان کے پیغمبر سے پہلے دوسرے پیغمبروں پر نازل کی گئیں ہیں اور اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو ان کے پیغمبر کی جانب نازل کی گئی ہے، خود اہل کتاب میں سے بھی مؤمن قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو قرآن کا یا کسی ایک بھی اللہ کی کتاب کا انکار کرے گا وہ کافر ہے۔

**سابقہ امتوں پر نازل کی گئیں اللہ کی کتابیں:**

متعدد بار یہ بات اجمالاً آچکی ہے کہ اللہ نے انبیاء کے ساتھ کتابیں نازل کی ہیں اور سب میں بندوں کے لئے اللہ کی ہدایت تھی، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی جانب جو کتابیں نازل کی ہیں ان میں تورات، زبور اور انجیل ہیں۔

**بنی اسرائیل کی جانب تورات کا نزول:**

تورات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسی اور حضرت ہارون علیہما السلام پر نازل فرمایا تھا، وہ بھی اللہ کی دوسری کتابوں کی طرح، ہدایت، نور، رحمت،امام و بصائر کی صفات سے متصف تھی، جس میں ہدایت کے بینات بیان کئے گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے ذریعہ انہیں مفصل شریعت عطاء فرمائی تھی تاکہ بنی اسرائیل اللہ کے ان احکام کے مطابق اپنے فیصلے کریں، چنانچہ انبیاءِ بنی اسرائیل اسی کتاب میں دی گئی شریعت کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے اور حضرت موسی و ہارون علیہما السلام پر نازل کی گئی اس کتاب کے وارثین بنی اسرائیل بنائے گئے ہے۔

**بنی اسرائیل کی جانب دوسری اہم کتاب زبور کا نزول:**

اللہ کی دوسری کتاب جس کا متعین نام ہمیں بتلایا گیا ہے زبور ہے، زبور بنی اسرائیل کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کی جانب نازل کی گئی،اس میں اللہ کی کبریائی و عظمت ، تحمید و تمجید دعائیں اور مناجات اور حکمت و موعظت کی باتیں مذکور تھیں۔

**بنی اسرائیل کی جانب تیسری اہم کتاب انجیل کا نزول:**

اللہ کی تیسری کتاب جس کا نام ہمیں بتلایا گیا ہے انجیل ہے، یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی جانب رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔

یہ محض اتفاق نہیں ہے کہ ہمیں قرآن سے پہلے کی تین کتابوں کا نام بتلایا گیا ہے اور وہ تینوں ہی بنی اسرائیل کی جانب بھیجی گئی تھیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ امت سے پہلے بنی اسرائیل ہی بحیثیت امت مسلمہ دنیا میں تھی، جس کو اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا پر فضیلت دی تھی، چونکہ وہ ہم سے پہلے کی امت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے بارے میں اس درجہ تفصیل سے بتلایا ہے، اور باقیوں کے بارے میں اتنا بتلانے پر اکتفاء کیا ہے کہ تمام بنی نوع انسانی کے لئے انبیاء کے ذریعے کتابیں بھیجی جاتی رہی ہیں، بعض احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً ایک سو سے زائد کتابیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں۔

متعین طور پر ان تمام کتابوں پر جن کے نام بتلائے گئے نام بنام ایمان لانا لازم ہے کہ وہ اللہ کی کتابیں ہیں، اور جن کے نام نہیں بتلائے گئے ان پر اجمالاً اس طرح ایمان لانا لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی جانب ہدایت کے لئے اپنی کتابیں بھیجی ہیں دلائل

**هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ ۔ (آل عمران:۷) وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ ۔**

(المائدۃ:۴۶) وَقَفَّيْنَـا بِعِيسَـى ابْنِ مَـرْيَمَ
وَآتَيْنَـاهُ الْإِنْجِيـلَ□ (الحديـد:۲۷) إِنَّا أَنْزَلْنَـا
التَّوْرَاةَ فِيهَـا هُـدًى وَنُـورٌ□ (المائـدۃ:۴۴)
وَآتَيْنَـا دَاوُودَ زَبُـورًا□ (النسـاء:۱۶۳) وَلَقَـدْ
آتَيْنَـا مُوسَـى الْكِتَـابَ□ (حٰمٓ سـجدہ:
۴۵)وَالَّذِينَ يُؤْمِنُـونَ بِمَـا أُنْـزِلَ إِلَيْـكَ وَمَـا
أُنْـزِلَ مِنْ قَبْلِـكَ □ (البقـرۃ:۴) إِنَّ الَّذِينَ
كَفَـرُوا بِالـذِّكْرِ لَمَّا جَـاءَهُمْ وَإِنَّهُ لَكِتَـابٌ
عَزِيـزٌ□ لَا يَأْتِيـهِ الْبَاطِـلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْـهِ وَلَا
مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ□ (فصلت:
۴۱،۴۲)□ يَـا أَيُّهَـا الَّذِينَ آمَنُـوا آمِنُـوا بِـاللہ
وَرَسُولِهِ وَالْكِتَـابِ الَّذِي نَـزَّلَ عَلَى رَسُـولِهِ
وَالْكِتَـابِ الَّذِي أَنْـزَلَ مِنْ قَبْـلُ وَمَنْ يَكْفُـرْ
بِاللہ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِـرِ
فَقَـدْ ضَـلَّ ضَـلَالًا بَعِيـدًا (۱۳۶) (النسـاء)□
وَلِلَّهِ مَـا فِي السَّـمَاوَاتِ وَمَـا فِي الْأَرْضِ
وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَـابَ مِنْ قَبْلِكُمْ
وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللہ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَـإِنَّ لِلَّهِ
مَـا فِي السَّـمَاوَاتِ وَمَـا فِي الْأَرْضِ وَكَـانَ
اللہ غَنِيًّا حَمِيـدًا (۱۳۱) (النسـاء) □ وَلَا
تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَـابِ إِلَّا بِـالَّتِي هِيَ أَحْسَـنُ
إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُـوا مِنْهُمْ وَقُولُـوا آمَنَّا بِالَّذِي
أُنْـزِلَ إِلَيْنَـا وَأُنْـزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَهُنَـا وَإِلَهُكُمْ
وَاحِـدٌ وَنَحْنُ لَـهُ مُسْـلِمُونَ (۴۶) وَكَـذَلِكَ
أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فَالَّذِينَ آتَيْنَـاهُمُ الْكِتَـابَ

يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمِنْ هَـؤُلَاءِ مَنْ يُـؤْمِنُ بِـهِ وَمَـا يَجْحَـدُ بِآيَاتِنَـا إِلَّا الْكَـافِرُونَ (٤٧) وَمَـا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَـابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِـكَ إِذًا لَارْتَـابَ الْمُبْطِلُـونَ (٤٨) بَـلْ هُـوَ آيَـاتٌ بَيِّنَـاتٌ فِي صُـدُورِ الَّذِينَ أُوتُـوا الْعِلْمَ وَمَـا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ (٤٩) وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَـاتٌ مِنْ رَبِّـهِ قُـلْ إِنَّمَـا الْآيَـاتُ عِنْـدَ اللهِ وَإِنَّمَـا أَنَـا نَـذِيرٌ مُبِينٌ (٥٠) أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَـابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَى لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (٥١) قُـلْ كَفَى بِـاللهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَـهِيدًا يَعْلَمُ مَـا فِي السَّـمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالَّذِينَ آمَنُـوا بِالْبَاطِـلِ وَكَفَـرُوا بِـاللهِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (٥٢) (العنكبوت) لَقَـدْ أَرْسَـلْنَا رُسُـلَنَا بِالْبَيِّنَـاتِ وَأَنْزَلْنَـا مَعَهُمُ الْكِتَـابَ وَالْمِـيزَانَ لِيَقُـومَ النَّاسُ بِالْقِسْـطِ وَأَنْزَلْنَـا الْحَدِيـدَ فِيـهِ بَـأْسٌ شَـدِيدٌ وَمَنَـافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُـلَهُ بِـالْغَيْبِ إِنَّ اللهَ قَـوِيٌّ عَزِيـزٌ (٢٥) وَلَقَـدْ أَرْسَـلْنَا نُوحًـا وَإِبْـرَاهِيمَ وَجَعَلْنَـا فِي ذُرِّيَّتِهِمَـا النُّبُـوَّةَ وَالْكِتَـابَ فَمِنْهُمْ مُهْتَـدٍ وَكَثِـيرٌ مِنْهُمْ فَاسِـقُونَ (٢٦) ثُمَّ قَفَّيْنَـا عَلَى آثَـارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَـى ابْنِ مَـرْيَمَ وَآتَيْنَـاهُ الْإِنْجِيـلَ وَجَعَلْنَـا فِي قُلُـوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُـوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَـا

عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَـاءَ رِضْـوَانِ الله فَمَـا رَعَوْهَـا
حَـقَّ رِعَايَتِهَـا فَآتَيْنَـا الَّذِينَ آمَنُـوا مِنْهُمْ
أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ (٢٧) يَا أَيُّهَـا
الَّذِينَ آمَنُـوا اتَّقُـوا الله وَآمِنُـوا بِرَسُـولِهِ
يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَـلْ لَكُمْ نُـورًا
تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَالله غَفُـورٌ رَحِيمٌ (
٢٨) لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَى
شَيْءٍ مِنْ فَضْلِ الله وَأَنَّ الْفَضْـلَ بِيَـدِ الله
يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَالله ذُو الْفَضْـلِ الْعَظِيمِ (
٢٩) الحديد-وَآتَيْنَا مُوسَى الْكِتَـابَ وَجَعَلْنَـاهُ
هُـدًى لِبَنِي إِسْـرَائِيلَ أَلَّا تَتَّخِـذُوا مِنْ دُونِي
وَكِيلًا (٢)( الإســـراء) إِنَّا أَنْزَلْنَـــا التَّوْرَاةَ
فِيهَـا هُـدًى وَنُـورٌ يَحْكُمُ بِهَـا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ
أَسْـلَمُوا لِلَّذِينَ هَـادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَـارُ
بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ الله وَكَانُوا عَلَيْـهِ
شُـــهَدَاءَ فَلَا تَخْشَـــوُا النَّاسَ وَاخْشَـــوْنِ وَلَا
تَشْـتَرُوا بِآيَـاتِي ثَمَنًـا قَلِيلًا وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ
بِمَا أَنْـزَلَ الله فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَـافِرُونَ (٤٤)
المائد-ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًـا عَلَى
الَّذِي أَحْسَـنَ وَتَفْصِـيلًا لِكُـلِّ شَـيْءٍ وَهُـدًى
وَرَحْمَـةً لَعَلَّهُمْ بِلِقَـاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُـونَ (١٥٤)
الأنعام-وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَـابَ مِنْ بَعْـدِ
مَـا أَهْلَكْنَـا الْقُـرُونَ الْأُولَى بَصَـائِرَ لِلنَّاسِ
وَهُـــدًى وَرَحْمَـــةً لَعَلَّهُمْ يَتَـــذَكَّرُونَ (٤٣)
( القصـــص) وَلَقَـــدْ مَنَنَّا عَلَى مُوسَـــى

وَهَارُونَ (١١٤) وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ
الْكَرْبِ الْعَظِيمِ (١١٥) وَ نَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا
هُمُ الْغَالِبِينَ (١١٦) وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ
الْمُسْتَبِينَ (١١٧) وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيمَ (١١٨) الصافات-وَلَقَدْ آتَيْنَا
مُوسَى الْهُدَى وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ
الْكِتَابَ (٥٣) هُدًى وَذِكْرَى لِأُولِي الْأَلْبَابِ (
٥٤) غافر-إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى
نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى
إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ
وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ
وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا (١٦٣)وَرَبُّكَ
أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَقَدْ
فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ وَآتَيْنَا
دَاوُودَ زَبُورًا (٥٥)( الإسراء)□ وَقَفَّيْنَا عَلَى
آثَارِهِمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ
يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى
وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ
وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ (٤٦) (المائد□) □
قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ
يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَلِكِ الل□ يَخْلُقُ مَا
يَشَاءُ إِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ
فَيَكُونُ (٤٧) وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ (٤٨) (آل عمران)□ إِذْ
قَالَ الل□ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي

عَلَيْكَ وَعَلَى وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَى بِإِذْنِي وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ (۱۱۰)( المائدۃ) ۔ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَى آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللہِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ (۲۷)( الحدید) ۔ بند

بند.

بد آسمان سے اترنے والی تمام کتابیں اور صحیفے حق اور سچے تھے، بعد میں لوگوں نے ان میں تحریف کی، چنانچہ اب سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب اپنی اصلی اور صحیح حالت میں موجود نہیں ہے۔ تشریح

تورات و انجیل میں تحریف ہو چکی ہے، اور بائبل پر تورات و انجیل کا اطلاق نہیں ہوسکتا، ہاں بائبل میں تورات و انجیل کی بہت سی تعلیمات بھی موجود ہیں۔

اس لئے اہل کتاب کی صرف انہیں باتوں کی تصدیق کی جاسکتی ہے جس کی خود قرآن تصدیق کرتا ہو، اور ان باتوں کی تکذیب کی جائے گی جن کی قرآن تکذیب کرتا ہے۔

**کیا بائبل اللہ کی کتاب ہے؟**

تورات اور انجیل اپنی اصل شکل میں دنیا میں کہیں نہیں ہیں، فطری طور پر یہ یہودیوں یا نصاری کا دعوی ہونا چاہئے کہ ان کی کتابیں اصل شکل میں موجود ہیں، لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ وہ خود اس دعوی سے دور ہیں، اور ان میں سے کوئی ایک گروہ بھی یہ نہیں کہتا کہ تورات و انجیل اس اصلی شکل میں موجود ہیں جیسی کہ وہ نازل کی گئیں تھیں، اسی حقیقت کو قرآن نے بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل اللہ کی کتاب میں تحریف کیا کرتے تھے۔

سوال یہ ہے کہ پھر بائبل کیا ہے؟ ہم یہاں بائبل کے بارے میں صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ: بائبل نہ تورات ہے نہ انجیل ہے، یہاں یہود و نصاری کے احبار نے بائبل میں تورات و انجیل کی تعلیمات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے، ان کے مطابق عہد نامہ عتیق میں تورات کی تعلیمات اور عہد نامہ جدید میں انجیل کی تعلیمات ہیں۔

اس تحریف میں لفظی و معنوی دونوں طرح کی تحریفیں ہوئی ہیں، یعنی بہت سی باتیں آج بھی اس میں ایسی ہیں جن کی قرآن تصدیق کرتا ہے لیکن بنی اسرائیل اس کو کچھ اور معنی پہناتے ہیں اور لفظی تحریف میں یہ

ہوا کہ بہت سی باتیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں تھیں انہوں نے اس میں بڑھا دیں یا اس میں سے کم کردیں ہیں۔

بعض نادانوں نے یہودیوں یا نصاریٰ سے خوش عقیدگی میں لفظی تحریف کا انکار کیا ہے، انہیں چاہئے کہ وہ بائبل میں انبیاء سے متعلق مذکور مثلاً حضرت یعقوب اور حضرت لوط علیہما السلام کے تذکروں کو غور سے پڑھیں جس میں ان بدبختوں نے انبیاء جیسے مقدس گروہ پر کیسے کیسے اخلاقی رذالت کی الزام تراشی کی ہے، اور ان یہود و نصاری سے متعلق خوش عقیدگی اور حسن ظن پر خود اپنی عقلوں پر ماتم کریں۔

عقیدہ و ایمان کی رُو سے بائبل پر تورات و انجیل کا اطلاق صحیح نہیں ہے، اس لحاظ سے ہم تورات و انجیل کو اللہ کی کتاب مانتے ہوئے بائبل کو اللہ کی کتاب نہیں مانتے۔

اس بارے میں ایک اہم اصول یہ ہے کہ اہل کتاب کی انہیں باتوں میں تصدیق کی جائے گی جن کی خود قرآن تصدیق کرتا ہے؛ جبکہ ان کی ان باتوں میں تکذیب کی جائے گی جن کی قرآن تکذیب کرتا ہے، ہاں ان کی جن باتوں کے بارے میں قرآن خاموش ہو ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا جائے گا۔ دلائل

**فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ (البقرہ:۷۹) وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (البقرہ:۷۵) فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ**

الْكِتَابَ بِأَيْـدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُـونَ هَـذَا مِنْ عِنْـدِ
اللَّهِ﴾ (البقـرۃ:۷۹) وَقَـدْ كَـانَ فَرِيـقٌ مِنْهُمْ
يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَـا
عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (البقرۃ:۷۵) أَنَّ أَهْلَ
الْكِتَـابِ بَـدَّلُوا كِتَـابَ اللَّهِ وَغَيَّرُوهُ وَكَتَبُـوا
بِأَيْدِيهِمْ الْكِتَابَ وَقَـالُوا هُـوَ مِنْ عِنْـدِ اللَّهِ﴾
(صحیح بخاری:۲،۱۰۹۴)﴿ مِنَ الَّذِينَ هَـادُوا
يُحَرِّفُـونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِـعِهِ وَيَقُولُـونَ
سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَـا
لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًـا فِي الـدِّينِ وَلَـوْ أَنَّهُمْ
قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ
خَيْرًا لَهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَكِنْ لَعَنَهُمُ اللہ بِكُفْرِهِمْ
فَلَا يُؤْمِنُـونَ إِلَّا قَلِيلًا (۴۶) يَـا أَيُّهَـا الَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُـوا بِمَـا نَزَّلْنَـا مُصَـدِّقًا لِمَـا
مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًـا فَنَرُدَّهَـا
عَلَى أَدْبَارِهَـا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَـا لَعَنَّا أَصْـحَابَ
السَّـبْتِ وَكَـانَ أَمْـرُ اللہ مَفْعُـولًا (۴۷)
( النساء)﴿ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَـاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ
وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُـونَ الْكَلِمَ عَنْ
مَوَاضِـعِهِ وَنَسُـوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّـرُوا بِـهِ وَلَا
تَـزَالُ تَطَّلِـعُ عَلَى خَائِنَـةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا
مِنْهُمْ فَـاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْـفَحْ إِنَّ اللہ يُحِبُّ
الْمُحْسِـنِينَ (۱۳)( المائـدۃ)﴿ يَـا أَيُّهَـا
الرَّسُـولُ لَا يَحْزُنْـكَ الَّذِينَ يُسَـارِعُونَ فِي
الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِـأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ

**تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا وَمَنْ يُرِدِ اللهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللهِ شَيْئًا أُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۴۱) (المائدة) فما أخبر أهْلُ الكتابِ عن كِتَابِهِمْ ، فإنْ كان في القرآن فصدِّقوه ، وإلاَّ فَكَذِّبُوه . (اللباب فى علوم الكتاب:۷/۳۶۸، تفسير المظهرى:۱/۱۹۷۲)** بند

بند.

بند ہدایت کا صحیح ذریعہ صرف اللہ کی ہدایت ہے، جو اس نے نبیوں اور کتابوں کے ذریعے سے دی ہے۔ تشریح

**انسان کو دنیا میں بھیجنے سے پہلے اللہ نے ہدایت کا وعدہ فرمایا تھا:**

انسان کے لئے دنیا میں روز اول سے ہدایت کا سامان ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بھیجنے سے پہلے ہی سے ان تک ہدایت بھیجتے رہنے کا وعدہ کر رکھا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو دنیا میں بھیجا اسی وقت اس نے ان کے سامنے واضح کردیا تھا کہ اللہ کی جانب سے ہدایت کا سلسلہ جاری رہے گا او رجو کوئی اس ہدایت کی پیروی کرے گا اس کو نہ کوئی خوف ہوگا نہ حزن ہوگا، جبکہ وہ جو اللہ کی آیات اور اس کی ہدایت سے رو

گردانی کریں گے اور اس کے کفر کے مرتکب ہوں گے ان کے
لئے آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔

اس ہدایت کے وعدے میں نبیوں و رسولوں کے سلسلے
کے ساتھ اللہ کی کتابیں دونوں شامل ہیں، اللہ کے
رسولوں پر ہی اللہ کی آیات اور اللہ رب العزت کی کتابیں
نازل کی جاتی رہی ہیں اور وہ اللہ کی آیات کو بندوں تک
پہنچاتے رہے ہیں ۔

**کتاب وحکمت اللہ کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے:**

اللہ نے انسان کو پیدا فرمایا اور اس کی پرورش
کررہا ہے ، اور ہر طرح کی نعمتوں سے اس کو نوازا ہے،
ان میں ظاہری اور باطنی سبھی طرح کی نعمتیں
ہیں، یہ زمین و آسمان، سورج و چاند، دن و رات، ہر طرح
کا رزق و لذتیں ظاہری نعمتیں ہیں، تو ہدایت کے سلسلے
باطنی نعمتیں ہیں ، باطنی نعمتوں میں بلاشبہ اللہ کی
کتابیں اہم ترین نعمت الٰہی ہیں، اور ظاہری نعمتوں کے
مقابلے میں باطنی نعمتیں کہیں زیادہ اہم ہیں، کیونکہ اللہ
کی موجودہ ظاہری نعمتوں کا فائدہ صرف اسی زندگی
تک ہے؛ جبکہ ہدایت کی نعمت کا فائدہ ہمیشہ ہمیشہ
کی زندگی سے ہے۔ **فللّٰہ الحمد و المنہ**

**ہدایت کا صحیح ذریعہ صرف اللہ کی ہدایت ہے:**

انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل اور حواس کی صورت
میں علم کے ذرائع دئیے ہیں، لیکن علم حاصل کرنے کے یہ
ذرائع محض ظاہر اور مادی امور تک رہنمائی کےلئے محدود

ہیں، ان سے آگے یہ کام نہیں کرتے، خود اللہ کی ذات اقدس کے بارے میں اور اس کی مرضیات کے بارے میں کہ اس نے انسان کو کیوں پیدا کیا ہے؟ اور وہ انسان سے کیا چاہتا ہے؟ اس کا تفصیلی جواب انسان اپنی عقل سے یا حواس سے حاصل نہیں کر سکتا ، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آغاز سے ہی انسان کو اس سے مستغنی رکھا اور اپنی ہدایت اور اپنی آیات و کتب اپنے بندوں تک بھیجتا رہا ہے۔

اللہ کی ہدایت ہی اللہ کے بارے میں صحیح علم دینے کا ذریعہ ہے، اوراس علم کے بغیر اللہ کے بارے میں مجادلہ کرنا یااس کی نازل کی ہوئی وحی کے ہوتے ہوئے اس کو چھوڑ کر دوسرا راستہ متعین کرنا ہدایت سے ہٹ کر صرف گمراہیوں میں بھٹکتا پھرتا ہے۔

گمراہیوں کی بعض شکلیں بہت خوبصورت بھی نظر آتی ہیں، جس کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ وہ فی الواقع اچھی اور خوبی والی ہوتی ہیں بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ شیطان اس کو مزین بنا کر پیش کرتا ہے، ان سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ بندہ اللہ کی ہدایت میں اپنی پناہ ڈھونڈے۔

خود انبیاء علیہم السلام جو سلیم الفطرت ہوتے ہوئے شرک اور دیگر اخلاقی رذالتوں سے یقیناً پاک ہوتے تھے، لیکن اللہ کی مرضیات کی تفصیلات خودانہیں بھی وحئ الٰہی کے ذریعہ حاصل ہوتی تھیں او رہر نبی اپنی زندگی بھر ہر نئے معاملہ میں وحئ الٰہی کے منتظر رہتے تھے، اور اللہ کی ہدایات کو حاصل کرکے اس کے مطابق عمل کرتے

تھے، اس نکتے کی مزید تفصیل آخری وحی ’’قرآن مجید‘‘ کے بیان میں بھی آئے گی۔

انبیاء کو مستقل حکم ہوا ہے کہ وہ اللہ کی کتاب اور اس کے احکام کے مطابق فیصلے کریں، یہی حکم تورات میں تھا، یہی حکم انجیل میں دیا گیا اور یہی حکم قرآن مجید میں دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شخص اللہ کی نازل کردہ وحی کے مطابق فیصلے نہیں کرتا، وہ فاسق، ظالم اور کافر ہے۔

بندوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی زندگی کو گذارنے کے لئے اللہ کی کتاب کو اپنا راہنما بنائے، فکر و عمل کے ہر معاملے میں اس کی نازل کردہ وحی کے مطابق اپنے عمل کی راہ متعین کرے، جو شخص ایسا کرتا ہے وہ مؤمن ہے اور جو شخص فکری طور پر اس سے انحراف کرتا ہے اور کتابِ ہدایت کو ماننے سے انکار کرتا ہے وہ کافر ہے، اور جو شخص کتابِ ہدایت کو مانتا تو ہے لیکن اس سے عملی انحراف کرتا ہے وہ یقیناً فاسق و ظالم ہے۔

**اللہ کی کتابوں کی صفات:**

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کی جانب جو کتابیں بھیجی ہیں ان کا واحد مقصد بندوں کی ہدایت ہے، اور اللہ کی یہ کتابیں بندوں کی ہدایت کے لئے جن مضامین اور ان کے دلائل و براہین کو شامل ہونا چاہئے ان سے بھرے ہوئے ہیں، جن میں حق کو کھول کھول کر تفصیل سے بیان کیا گیا اور باطل کو بھی ہر طرح سے صاف اور واضح کردیا گیا ہے ۔

اللہ کی یہ کتابیں ایک طرف حق کو بیان کرتی ہیں اسی طرح حق کی پیروی کرنے والوں کے اچھے انجام کی

بھی بشارت دیتی ہیں کہ بندے اس کو اختیار کریں، اور اسی طرح باطل کو بھی واضح کرنے کے بعد بندوں کے سامنے باطل پرستوں کے انجام بد سے بھی ڈراتی ہیں کہ بندے باطل سے گریز کریں۔

اللہ کی کتابوں میں بیان کردہ حقائق ہی اصل حقیقت ہے، ہر طرح کا حق اسی کتاب کی حقانیت سے ہے اور اسی کی تائید میں ہے، اور ہر قسم کا باطل اس کتاب میں واضح کیا گیا ہے اور کوئی باطل ایسا نہیں ہے جو اس حق کا مقابلہ کر سکے۔

اللہ کی ان کتابوں میں بندگان خدا میں سے ہر ایک کے ذہنی سطح کے معیار سے خطاب اور حجتیں الگ الگ اپنی اپنی جگہ پر مذکور ہیں، جن میں ترغیب و ترہیب کے مضامین بھی ہیں، آفاق و انفس کے دلائل بھی ہیں، احکام و قانون بھی ہیں، اور اللہ کے علم و حکمت کا تفصیلی بیان بھی ہے۔ دلائل

**قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (٣٨) البقرہ، يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (٣٥) وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (٣٦) الأعراف، قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا**

يَضِـلُّ وَلَا يَشْـقَى (١٢٣) وَمَنْ أَعْـرَضَ عَنْ
ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَـنْكًا وَنَحْشُـرُهُ يَـوْمَ
الْقِيَامَةِ أَعْمَى (١٢٤)( طـ□)□ يَا أَيُّهَـا النَّاسُ
قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَـةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِـفَاءٌ لِمَـا
فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُـؤْمِنِينَ (٥٧)
قُلْ بِفَضْلِ الل□ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُـوا
هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ (٥٨) يونس□أَلَمْ تَرَوْا
أَنَّ الل□ سَـخَّرَ لَكُمْ مَـا فِي السَّـمَاوَاتِ وَمَـا
فِي الْأَرْضِ وَأَسْـبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَـهُ ظَـاهِرَةً
وَبَاطِنَـةً وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَـادِلُ فِي الل□
بِغَيْـرِ عِلْمٍ وَلَا هُـدًى وَلَا كِتَـابٍ مُنِـيرٍ (٢٠)
لقمـان□وَاذْكُـرُوا نِعْمَتَ الل□ عَلَيْكُمْ وَمَـا
أَنْـزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَـابِ وَالْحِكْمَـةِ يَعِظُكُمْ
بِهِ وَاتَّقُوا الل□ وَاعْلَمُوا أَنَّ الل□ بِكُـلِّ شَـيْءٍ
عَلِيمٌ (٢٣١) البقر□□وَكَيْفَ تَكْفُـرُونَ وَأَنْتُمْ
تُتْلَى عَلَيْكُمْ آيَاتُ الل□ وَفِيكُمْ رَسُـولُهُ وَمَنْ
يَعْتَصِـمْ بِـالل□ فَقَـدْ هُـدِيَ إِلَى صِـرَاطٍ
مُسْـتَقِيمٍ (١٠١)(آل عمـران)□ إِنَّا أَنْزَلْنَـا
إِلَيْكَ الْكِتَـابَ بِـالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَـا
أَرَاكَ الل□ وَلَا تَكُنْ لِلْخَـائِنِينَ خَصِـيمًا (١٠٥)
وَاسْتَغْفِرِ الل□ إِنَّ الل□ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًـا (
١٠٦) النساء□إِنَّا أَنْزَلْنَـا التَّوْرَاةَ فِيهَـا هُـدًى
وَنُـورٌ يَحْكُمُ بِهَـا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْـلَمُوا
لِلَّذِينَ هَـادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَـارُ بِمَـا
اسْـتُحْفِظُوا مِنْ كِتَـابِ الل□ وَكَـانُوا عَلَيْـهِ

شُــهَدَاءَ فَلَا تَخْشَــوُا النَّاسَ وَاخْشَــوْنِ وَلَا تَشْــتَرُوا بِآيَــاتِي ثَمَنًــا قَلِيلًا وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْــزَلَ اللہ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَــافِرُونَ (٤٤) وَكَتَبْنَــا عَلَيْهِمْ فِيهَــا أَنَّ النَّفْسَ بِــالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِــالْعَيْنِ وَالْأَنْــفَ بِــالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِـالْأُذُنِ وَالسِّــنَّ بِالسِّـنِّ وَالْجُـرُوحَ قِصَـاصٌ فَمَنْ تَصَــدَّقَ بِــهِ فَهُـوَ كَفَّارَةٌ لَـهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْـزَلَ اللہ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (٤٥) وَقَفَّيْنَــا عَلَى آثَــارِهِمْ بِعِيسَــى ابْنِ مَــرْيَمَ مُصَــدِّقًا لِمَــا بَيْنَ يَدَيْــهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ فِيــهِ هُـدًى وَنُـورٌ وَمُصَـدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْـهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُـدًى وَمَوْعِظَـةً لِلْمُتَّقِينَ (٤٦) وَلْيَحْكُمْ أَهْـلُ الْإِنْجِيــلِ بِمَــا أَنْزَلَ اللہ فِيهِ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْـزَلَ اللہ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِــقُونَ (٤٧)وَأَنْزَلْنَــا إِلَيْـكَ الْكِتَـابَ بِـالْحَقِّ مُصَـدِّقًا لِمَـا بَيْنَ يَدَيْـهِ مِنَ الْكِتَـابِ وَمُهَيْمِنًــا عَلَيْـهِ فَـاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَـا أَنْزَلَ اللہ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَـاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَـوْ شَاءَ اللہ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْـتَبِقُوا الْخَيْـرَاتِ إِلَى اللہ مَــرْجِعُكُمْ جَمِيعًــا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَــا كُنْتُمْ فِيــهِ تَخْتَلِفُـونَ (٤٨) وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَـا أَنْـزَلَ اللہ وَلَا تَتَّبِــعْ أَهْــوَاءَهُمْ وَاحْــذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْـزَلَ اللہ إِلَيْـكَ فَـإِنْ

**تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللہ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ (٤٩) (المائدہ) ۔ اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ (٣) الأعراف ۔وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللہ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ (٨) الحج ۔وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (٥٢) صِرَاطِ اللہ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ أَلَا إِلَى اللہ تَصِيرُ الْأُمُورُ (٥٣) (الشوری)۔** بند

بند.

انبیاء علیہم السلام اللہ کی کتابوں کی جو تشریح کرتے ہیں وہ بھی اللہ کی وحی ہوتی ہے،جس کی پیروی لازمی ہے۔ تشریح

**تبیین کتاب الٰہی:**

انبیاء علیہم السلام پر جو وحی کی جاتی ہے اس کی تفصیل اور تشریح اس کا عملی مظاہر بھی انبیاء کی ذمہ داری ہوتی ہے، اس ذمہ داری پر انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی جانب سے مأمور ہوتے ہیں اور انبیاء کتاب اللہ کی جو کچھ تفصیل و تشریح کرتے ہیں وہ خود بھی کتاب و شریعت کا حصہ ہوتا ہے، کتاب ایک طرح سے متن یا اصول ہوتی ہے، اور انبیاء کی تبیین اس کی تشریح و فروع ہوتی ہیں ، اس لئے انبیاء کی تعلیمات جو زائد از

کتاب ہوں وہ بھی اللہ کی جانب سے وحی ہوتی ہیں اور ایسے ہی واجب التعمیل ہوتی ہیں جیسا کہ کتاب اللہ ہوتی ہے۔ اور اس کو ماننے سے انکار کرنا گویا خود کتاب کو ماننے سے انکار کرنا ہے۔۔ دلائل

**وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (۴۳) بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (۴۴) (النحل) ۔ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (۶۴) (النحل)۔** بند

بند.

**بند** اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ تمام انبیاء کی اور ان پر نازل ہونے والی کتابوں کی تصدیق کریں گے۔۔ تشریح

**میثاقِ انبیاء :**

اللہ کی ہدایت اور نبیوں اور کتابوں کاسلسلہ بندوں کی رہنمائی کے لئے ایک منظم اور مستقل سلسلہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے جن بندوں کو جو نبوت و رسالت کے منصب کے لئے منتخب فرمایا تھا انہیں ان کی ذمہ داریوں کی ہدایات بھی عطاء فرمائیں، جن میں سے ایک اہم یہ بھی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو نبی و رسول بنا کر بھیجیں اور انہیں کتاب و حکمت عطاء ہو اور ان کے یہاں کوئی دوسرا اللہ کا نبی و رسول آئے اور ان کے پاس موجود اللہ کی ہدایت و کتاب کی تصدیق کرے تو وہ بھی اس کی

تصدیق کریں گے اور اس کی مدد کریں گے، اللہ تعالیٰ نے
انبیاء سے یہ عہد و میثاق لیا اور کہا کہ تم بھی اس پر
گواہ رہو اور میں بھی اس پر گواہ ہوں۔

یہ میثاق تمام انبیاء کے سلسلے کو ایک وحدت میں
پُروتا ہے، چنانچہ وہ انبیاء جو ہم زمانہ رہے ہیں انہوں نے
ایک دوسرے کا ساتھ دیا ہے، اور اسی طرح تمام انبیاء نے
اپنے بعد میں آنے والے انبیاء پر ایمان اور ان کی نصرت
کے لئے اپنی قوموں کو تعلیم و ہدایت دی ہے، اور بالعموم
انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں دیگر انبیاء کی نہ
صرف پیشین گوئیاں ہیں بلکہ علامات و نشانات بھی بیان
کی گئیں ہیں، اس اعتبار سے تمام انبیاء کی کتابیں ایک
دوسرے کی تصدیق کرنے والی اور سب ایک وحدت میں
پُروئی ہوئی ہیں۔ دلائل

**وَإِذْ أَخَذَ اللہُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (٨١) فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (٨٢) آل عمران** سند

بند.

بند اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب قوموں سے بھی عہد لیا کہ وہ کتاب کے
علم کو عام کریں گے اس کے کسی حصے کو نہیں چھپائیں گے ۔

تشریح

**میثاقِ اہلِ کتاب:**

جس طرح انبیاء سے میثاق لیا گیا ہے اسی طرح خود اہل کتاب یعنی جن قوموں کو اللہ نے کتاب ہدایت دی ہے ان سے بھی یہ میثاق لیا گیا ہے کہ وہ ان کی کتاب کی نبیوں کے بارے میں پیشین گوئیوں کو واضح کریں گے اور ان کو نہیں چھپائیں گے ۔

چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام کا جب ظہور ہوا تو بنی اسرائیل و یہودی ان کو بحیثیت رسول اچھی طرح جان گئے تھے اور ان کو یقین تھا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں، لیکن ان کی اکثریت نے ان کی مخالفت کی اور اللہ کی کتاب میں ان سے لئے گئے میثاق کو انہوں نے توڑ دیا ۔

اسی طرح انہیں خاتم النبیین محمد الامین صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نہ صرف یہ کہ پیشین گوئی کردی گئی تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیاں بھی انہیں بتلا دی گئی تھیں، جن سے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے رسول ہونے کو بہت اچھی طرح جانتے تھے، اور ان میں کے وہ لوگ جن کی فطرت سلیم تھی انہوں نے اس کا اعتراف بھی کیا اور آپ پر ایمان بھی لائے، لیکن ان کی اکثریت نے اس بار بھی اپنے میثاق کو توڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے ۔

جب تک نبوت و کتابوں کے نزول کا سلسلہ جاری رہا، انبیاء نے اپنے بعد میں آنے والے نبیوں کی پیشین گوئی کی، لیکن جب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا تو اب آخری نبی کی ذمہ داری ٹھہری کہ وہ اپنی قوم کو خبردار کردیں کہ آخری نبی اور

آخری کتاب آچکی ہے اور اب نہ کوئی اور نبی آئیں گے اور نہ کوئی اور کتاب یا وحی آئے گی ، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس اہم واقعہ کی خبر دی اور ساتھ ہی یہ آگاہ بھی کردیا کہ کچھ جھوٹے نبی بھی پیدا ہوں گے ان سے خبردار رہو۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نے اگر یہ دعوی کیا کہ اس کے پاس اللہ کی جانب سے وحی آتی ہے تو وہ جھوٹا ہے اور وہ خود اور اس کی تصدیق کرنے والے دونوں کافر ہیں۔

اہل کتاب سے متعلق تفصیل آگے آرہی ہے۔ دلائل

**وَإِذْ أَخَذَ اللہُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ (١٨٧) آل عمران** ۔ بند

بند.

بند اللہ کی کسی ایک کتاب کا بھی انکار کرنا کفر ہے، اسی طرح ایک کتاب کے بعض حصوں کو ماننا اور بعض حصوں کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ تشریح

**اللہ کی کتابوں کا انکار کرنے والے:**

اللہ کی کتابیں جو تسلسل کے ساتھ انبیاء کے ساتھ بھیجی گئی ہیں اور ان کے ساتھ اس بات پر ہر طرح کے دلائل و براہین تھے کہ وہ یقینی طور پر اللہ کی کتابیں ہیں، پھر بھی انہوں نے ان کو جھٹلایااور بہت سے منکروں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب نہیں اتاری ہے، اور بعضوں نے بعض کتابوں کو مانا اور بعض کا انکار کیا

ہے اور بعضوں نے کتابوں کے سلسلے کو بھی مانا اور اپنے نبی کی کتاب پر بھی ایمان لائے لیکن اپنی کتاب ہی کے بعض حصوں کو مانا اور بعض کا انکار کیا۔

جنہوں نے اللہ کی ہدایت اور کتابوں کے سلسلے کا ہی انکار کردیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انہوں نے اللہ کی قدر ہی نہیں کی، جو اس بات کا تجربہ رکھتے ہیں کہ اللہ نے انہیں پیدا کرکے ہر طرح کی ظاہری نعمتوں سے انہیں نوازا، پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی اہم ترین ضرورت یعنی ہدایت سے انہیں محروم کردیتا اور اپنے نبیوں و رسولوں کے ذریعے اپنی کتابیں نہیں بھیجتا؟ وہ لوگ جو وحی اور کتاب و شریعت کا انکار کرتے ہیں در حقیقت وہ خواہشات نفس کے پیروکار اور شہوت پرست ہیں جو درحقیقت احکام کی پابندی قبول نہ کرکے آزاد رہنا چاہتے ہیں ، وہ ہو سکتا ہے کہ اس دنیا میں آزاد رہ لیں لیکن ان کی یہ آزادی اس دنیا میں اللہ کی با برکت کتابوں سے محرومی کا ذریعہ بنے گی اور آخرت میں یہی انکار انہیں ہمیشہ کی جہنم کا مستحق بنائے گا۔

یہی حال ان کا بھی ہوگا جو اللہ کی ایک کتاب کو تو مانیں اور اللہ ہی کی دوسری کتاب کو ماننے سے انکار کردیں، کیونکہ ان کا یہ انکار خواہشِ نفس کی پیروی اور تعصب کی بنیاد پر ہوتا ہے، ورنہ وہ خود جس کتاب کے پیروکار ہیں اللہ کی دوسری کتابیں جب آ جائیں تو ان کو ماننے کی تعلیم دیتی ہیں، اسی طرح اللہ کی ہر آنے والی کتاب اللہ کی پچھلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہوتی ہیں، گویا ایسا شخص جو اللہ کی بعض کتابوں کو ماننے کا

اقرار کرے اور بعض کا انکار کرے وہ اس کتاب کا بھی منکر ہے جس کو ماننے کا وہ دعوی کررہا ہے، اس کا بھی انجام کافروں میں ہی ہوگا۔

اور یہی حال اس شخص کا بھی ہے جو اللہ کی ایک کتاب کے بعض حصوں پر تو ایمان لائے اور بعض کا انکار کرے وہ بھی کافر ہی ہے، کیونکہ اللہ کی ماننے والا تو اللہ کی سب باتوں کو مانتا ہے اور جو شخص ایک بات مانے اور ایک بات نہ مانے تو گویا وہ اس ایک بات کو بھی اپنے نفس کی پیروی میں مان رہا ہے اللہ کی نہیں مان رہا ہے! وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کا کسی بھی طریقے سے انکار کرتے ہوں وہ اللہ کی لعنت کے مستحق ہیں اور کافر ہیں ، ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم میں ان کا ٹھکانہ ہوگا۔ دلائل

**وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى بَشَرٍ مِنْ شَيْءٍ قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَى نُورًا وَهُدًى لِلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا وَعُلِّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ (٩١) (الأنعام) ۔ وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ (٨٩) بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَنْ يُنَزِّلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَاءُوا**

بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ
(٩٠) وَإِذَا قِيـلَ لَهُمْ آمِنُـوا بِمَـا أَنْـزَلَ اللہ
قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَـا وَيَكْفُـرُونَ بِمَـا
وَرَاءَهُ وَهُـوَ الْحَـقُّ مُصَـدِّقًا لِمَـا مَعَهُمْ قُـلْ
فَلِمَ تَقْتُلُـونَ أَنْبِيَـاءَ اللہ مِنْ قَبْـلُ إِنْ كُنْتُمْ
مُؤْمِنِينَ (٩١)( البقـر)  أَفَتُؤْمِنُـونَ بِبَعْضِ
الْكِتَـابِ وَتَكْفُـرُونَ بِبَعْضٍ فَمَـا جَـزَاءُ مَنْ
يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الـدُّنْيَا
وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَـا
اللہ بِغَافِـلٍ عَمَّا تَعْمَلُـونَ (٨٥) (البقـر)
نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِـالْحَقِّ مُصَـدِّقًا لِمَـا بَيْنَ
يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ (٣) مِنْ قَبْـلُ
هُـدًى لِلنَّاسِ وَأَنْـزَلَ الْفُرْقَـانَ إِنَّ الَّذِينَ
كَفَـرُوا بِآيَـاتِ اللہ لَهُمْ عَـذَابٌ شَـدِيدٌ وَاللہ
عَزِيـزٌ ذُو انْتِقَـامٍ (٤) (آل عمـران) وَلَقَـدْ
جِئْنَـاهُمْ بِكِتَـابٍ فَصَّـلْنَاهُ عَلَى عِلْمٍ هُـدًى
وَرَحْمَـةً لِقَـوْمٍ يُؤْمِنُـونَ (٥٢) (الأعـراف)
فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَـاعْلَمْ أَنَّمَـا يَتَّبِعُـونَ
أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَـعَ هَـوَاهُ بِغَيْـرِ
هُـدًى مِنَ اللہ إِنَّ اللہ لَا يَهْـدِي الْقَـوْمَ
الظَّالِمِينَ (٥٠)( القصص) إِنَّ الـدِّينَ عِنْـدَ
اللہ الْإِسْـلَامُ وَمَـا اخْتَلَـفَ الَّذِينَ أُوتُـوا
الْكِتَـابَ إِلَّا مِنْ بَعْـدِ مَـا جَـاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًـا
بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُـرْ بِآيَـاتِ اللہ فَـإِنَّ اللہ
سَـرِيعُ الْحِسَـابِ (١٩) (آل عمـران) وَلَمَّا

جَـاءَهُمْ كِتَـابٌ مِنْ عِنْـدِ اللہِ مُصَـدِّقٌ لِمَـا مَعَهُمْ وَكَـانُوا مِنْ قَبْـلُ يَسْـتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِـــهِ فَلَعْنَـــةُ اللہِ عَلَى الْكَـــافِرِينَ (٨٩) ( البقرۃ) ۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَـرُوا لَنْ نُـؤْمِنَ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْـهِ وَلَـوْ تَـرَى إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُـونَ عِنْـدَ رَبِّهِمْ يَرْجِـعُ بَعْضُـــهُمْ إِلَى بَعْضٍ الْقَــوْلَ يَقُــولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْـتَكْبَرُوا لَـوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ (٣١)( سبأ ) ۔ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِـهِ رُسُـلَنَا فَسَـوْفَ يَعْلَمُـونَ ( ٧٠) إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَـــاقِهِمْ وَالسَّلَاسِـــلُ يُسْـــــحَبُونَ (٧١) فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْـجَرُونَ (٧٢) ثُمَّ قِيـلَ لَهُمْ أَيْنَ مَـا كُنْتُمْ تُشْـرِكُونَ (٧٣) مِنْ دُونِ اللہِ قَـالُوا ضَـلُّوا عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ نَدْعُو مِنْ قَبْلُ شَـيْئًا كَـذَلِكَ يُضِـلُّ اللہُ الْكَـافِرِينَ (٧٤) ذَلِكُمْ بِمَـا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَـا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ (٧٥) ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِـدِينَ فِيهَـــا فَبِئْسَ مَثْـــوَى الْمُتَكَبِّـــرِينَ (٧٦) ( غافر) ۔ بند

بند.

بند امت محمدیہ سے پہلے گذری ہوئی قوموں میں بنی اسـرائیل کـو اہلِ کتاب کہا جاتا ہے۔ تشریح

**اہلِ کتاب:**

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو کتابیں اور صحیفوں کے ساتھ بھیجا ہے ، اس معنی کر صاحب کتاب انبیاء جن قوموں کی جانب مبعوث ہوئے ہیں انہیں اہل کتاب کہا جا سکتا ہے، لیکن یہ ساری اقوام اب موجود نہیں ہیں، ہاں امت محمدیہ سے پہلے کی اہل کتاب قوم بنی اسرائیل موجود ہے، نسلاً تو بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں، کیونکہ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام ہے، البتہ قرآن میں بنی اسرائیل کو حضرت موسی علیہ السلام کی تورات کے حوالے سے اہل کتاب کہا جاتا ہے، انہیں بنی اسرائیل کی جانب حضرت داؤد علیہ السلام بھی بھیجے گئے اور ان پر زبور اتری، یہودی ان دونوں کتابوں کو مانتے ہیں، پھر ان کے بعد بنی اسرائیل ہی میں حضرت عیسی علیہ السلام کی بعثت ہوئی، ان پر انجیل نازل کی گئی، یہودیوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کو نہیں مانا، اس لئے وہ انجیل کو نہیں مانتے، لیکن حضرت عیسی علیہ السلام کے پیروکار انجیل کے ساتھ ان کے پیشرو انبیاء اور ان کی جانب نازل کی گئی کتابوں یعنی تورات اور زبور کو مانتے ہیں، اس طرح اہل کتاب کے دو گروہ ہو گئے ایک وہ جو تورات اور حضرت عیسی علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیاء بنی اسرائیل کی وحی کو مانتے ہیں یہ یہودی ہیں، دوسرے وہ جو حضرت عیسی علیہ السلام کو نبی اور ان کی کتاب کو اللہ کی کتاب مانتے ہیں یہ عیسائی ہیں، قرآن نے ان دونوں کو اہل کتاب کہا ہے۔

موجودہ امت مسلمہ سے پہلے بنی اسرائیل کے یہ دونوں گروہ ہی اہل کتاب ہیں، باقی دنیا میں اس وقت جتنی اقوام ہیں ان میں بھی بعض ایسے گروہ ہیں جو خود کے بارے میں آسمانی مذہب اور الہامی کتب کے حامل ہونے کے دعویدار ہیں، لیکن ان کی کتاب کو کتاب اللہ اور خود ان کو قرآن کے مخاطب ’’اہل کتاب‘‘ کا مصداق قرار نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ ان کی متعین طور پر تصدیق قرآن سے نہیں ہوتی ہے، مثلاً ان کے انبیاء کا ذکر قرآن میں نہیں ہے، اسی طرح ان کی کتابوں کا متعین طور پر ذکر قرآن میں نہیں ہے، یہ محض ان کی چند تعلیمات کی بنیاد پر اندازے ہیں، اور صرف ان اندازوں بلکہ غالب گمان پر بھی ان کتابوں کو متعین طور پر ’’کتاب اللہ‘‘ اور خود ان کو متعین طور پر ’’اہل کتاب‘‘ کہنا قطعاً درست نہیں ہے۔

سوال پیدا ہو سکتا ہے ایسا کہنا کیوں صحیح نہیں ہے؟ اس کا بالکل صاف جواب یہ ہے کہ یہ ایمان کا معاملہ ہے، اور اہل ایمان کو حکم یہ ہے کہ وہ اپنے نبی کی کتاب پر بھی ایمان لائیں اور جو کچھ ان سے پہلے اللہ نے نازل کیا ہے اس پر بھی ایمان لائیں، اس حکم کی بنیاد پر اہل ایمان اللہ کی تمام کتابوں پر اجمالاً ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا وہ حق ہے اور اس پر ان کا ایما ن ہے، جبکہ وہ تفصیل کے ساتھ فلاں کتاب اللہ کی کتاب ہے اور فلاں قوم اہل کتاب ہے صرف اسی کو سمجھتے ہیں جس کا قرآن اور رسول کی تعلیمات میں متعین ذکر ہے۔

مثلاً تورات ، زبور، انجیل اور قرآن پر متعین ایمان ہے کہ یہ کتابیں اللہ کی کتابیں ہیں، اسی طرح مثلاً قرآن میں

ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے نازل کئے گئے تھے، اہل ایمان کا اس پر ایمان ہے کہ یہ بر حق ہے، مگر آج مشرقِ وُسطیٰ کے کسی علاقے یا دنیا کے کسی خطے میں اگر کہیں آثارِ قدیمہ کی کھدائی ہوتی ہو اور کچھ نوشتے خواہ چمڑے پر لکھے ہوئے یا پتھروں پر لکھے ہوئے حاصل ہوتے ہوں اور ان کے بارے میں دعوی کیا جائے کہ وہ صُحُفِ ابراہیمہ ہیں، تو ہم ان کے بارے میں نہ صرف یہ کہ ان کی متعین طور پر تصدیق کرنے کے پابند نہیں ہیں بلکہ ہم کہیں گے کہ متعین طور پر تصدیق نہ کرنا ہی عین ایمان ہے، اس لئے ایسے اندازوں کی بنیاد پر اللہ کی جانب کتاب کی نسبت نہیں ہوتی، ایمان جس تصدیق کا نام ہے اس کے لئے یقینی دلائل و ذرائع درکار ہوتے ہیں

اہل ایمان کے پاس ایمانیات کے قطعی ذرائع خود قرآن یا احادیث متواترہ ہیں، جس نوشتے یا قوم کے بارے میں ان ذرائع علم میں یہ مذکور ہے کہ وہ اللہ کی کتاب اور کوئی قوم اہل کتاب ہے ہم صرف اسی کی تصدیق کریں گے، اور باقیوں کے بارے میں جہاں اتحاد تعلیمات ملیں زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اللہ کی کسی ہدایت کے سلسلہ سے مستفاد ہے۔

یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ’’اہل کتاب‘‘ کے بارے میں اسلام کی چند خاص تعلیمات ہیں، مثلاً یہ کہ ان کا ذبیحہ جائز ہے، اسی طرح ان کی عورتوں سے مسلمان مردوں کا نکاح جائز ہے، جبکہ ان کے مردوں سے مسلمان عورتوں کا نکاح جائز نہیں ہے۔

ظاہراً محض اندازہ کی بنیاد پر متعین طور پر مثلاً ویدوں کے ماننے والوں کو اہل کتاب کہہ کر ان کا ذبیحہ حلال یا ان کی عورتوں سے نکاح کو جائز نہیں قرار دیا جا سکتا ، کیونکہ وہ پوری طرح سے مشرکین و کفار کے زمرہ میں آتے ہیں ، وہ انبیاء کے سلسلہ کے قائل نہیں ہیں، وہ آخرت کے قائل نہیں ہیں وغیرہ ، قرآن کی تعبیرات کو متعین کرنے کے اتنے دور رس نتائج پیدا ہوتے ہیں، اس لئے ان میں منقول احتیاطوں کو شدت سے برتنا پڑتا ہے۔

موجودہ امت مسلمہ بھی قرآن کو ماننے کی وجہ سے لغوی معنی میں اہل کتاب کے زمرہ میں آتی ہے ، لیکن قرآن میں اہل کتاب کی اصطلاح صرف سابقہ امت مسلمہ بنی اسرائیل یہود و نصاری کےلئے استعمال ہوئی ہے اور قرآن کے پیروکار چونکہ قرآن کے ساتھ ہی انجیل، زبور، اور تورات پر بھی ایمان رکھتے ہیں اس لئے قرآن موجودہ امت کو یااھل الکتاب نہیں بلکہ یایھا الدین آمنوا یعنی ’’ایمان والے‘‘ کا خطاب دیتا ہے۔

اہل کتاب، کتاب پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن ان کا یہ ایمان کامل نہیں ناقص ہے، وہ ایک کو مانتے ہیں اور ایک کو چھوڑتے ہیں، یہودی صرف تورات کو مانتے ہیں اور انجیل و قرآن کے منکر ہیں، عیسائی تورات و انجیل کو مانتے ہیں لیکن قرآن کے منکر ہیں، اس لئے انہیں صرف اہل کتاب کہا گیا، جبکہ مؤمنین قرآن کے ساتھ سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اس لئے وہ مؤمن یعنی ایمان والے کہلائے۔ دلائل

**الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (۵) المائدہ** بند

بند.

اللہ کی کتاب پر ایمان لانے والے اور اس کی پیروی کرنے والے فلاح پائیں گے اور اللہ کی کتاب کے منکر کافر ہیں اور خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ تشریح

**اللہ کی کتاب کی پیروی کرنے والے:**

انسان نے دنیا میں اپنے سفر کا آغاز تاریکی میں نہیں بلکہ ہدایت کے ساتھ کیا ہے، حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان ہدایت پر تھے، پھر جب تک انسان اختلاف کا شکار نہیں ہوا ہدایت پر رہا، جہاں انسان اختلاف کا شکار ہوا ہدایت سے ہٹ گیا اور گمراہی اس حد تک جا پہنچی کہ انسان شرک و کفر میں جا پڑا، اللہ نے اپنے وعدے کے مطابق نبیوں و رسولوں کو اور ان کے ساتھ اپنی کتابوں کو بھیجا، اور جب بھی انبیاء آئے انسانوں میں دو گروہ ہو گئے، ایک وہ جن کی فطرت سلیم تھی اور وہ مسخ نہیں ہوئی تھی اور خدا سے ڈرنے کا مادہ ان میں تھا، انہوں نے انبیاء کی آواز پر لبیک کہا اور انبیاء کی دعوت کو قبول کیا اور اللہ، اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لے آئے؛

لیکن ان کی تعداد ہر زمانہ میں کم رہی ہے، جبکہ ایک دوسرا گروہ جو ہدایت سے دور جا پڑا تھا انہوں نے سرکشی کی راہ اختیار کی، رسول اور اللہ کی کتاب اور آیات کو جھٹلایا اور ان کی تعداد ہر قوم میں بڑھی ہوئی رہی ہے۔

اللہ کے نبی اور اس کی کتاب پر ایمان لانے والے ہر دور میں سخت آزمائے گئے ہیں، انہیں ستایا گیا ہے، انہیں طرح طرح کی قربانیاں دینی پڑیں، انہوں نے اذیتیں برداشت کیں؛ لیکن اللہ کی اگر مصلحت ہوئی تو کبھی دنیا میں بھی وہ غالب ہوئے اور بہرحال آخرت میں انہیں ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی و فلاح حاصل ہوگی، بلکہ ایمان لانے کے بعد جان و مال کی قربانیاں دینا ان کے ایمان لانے کا لازمی تقاضہ بنایا گیا، اللہ کے دین کی خدمت کے لئے ان کی قربانیاں لازمہ رہی ہیں، ایمان کے بعد جان و مال کی انہیں قربانیوں کی بنیاد پر ان سے ہمیشہ ہمیشہ کی جنت کا اللہ کی کتابوں میں وعدہ کیا گیا ہے۔

اور کفار جنہوں نے اللہ کی کتاب اور اللہ کی آیات کو جھٹلایا، ہر قوم میں ایسے سرکشوں نے اللہ کے رسول اور مؤمنین کو ستایا، عام طور پر ایسے سرکشوں کو دنیا میں مؤمنین کے مقابلہ میں غلبہ اور حکومت حاصل رہی، لیکن کبھی خود دنیا میں اگر اللہ کی مصلحت ہوئی تو انہیں مؤمنین کے مقابلہ میں مغلوب ہونا پڑا اور بہر حال آخرت میں جہنم ان کا مقدر ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ دلائل

ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ (٢) الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (٣) وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (٤) أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (٥) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (٦) خَتَمَ اللہ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (٧) (البقرہ)۔

إِنَّ اللہ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللہ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللہ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (١١١) (التوبہ)۔ بند

بند.

بند اللہ کی کتاب اور اللہ کی آیات کے ساتھ استہزاء کرنے والے بدترین انجام سے دوچار ہوں گے۔ تشریح

**اللہ کی کتاب کے ساتھ استہزاء کرنے والے:**

اللہ کی کتاب کو جھٹلانے والوں کا ہمیشہ سے شیوہ رہا ہے کہ وہ اللہ کی آیات اور اللہ کی کتاب اور وحی کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں، اللہ کی کتاب کے ساتھ استہزاء کرنے والوں کا انجام ہمیشہ سے برا ہوا ہے، دنیا میں بھی

وہ برے انجام کو پہنچے اور آخرت میں وہ اس استہزاء کا انجام بھگتیں گے، ایسے سرکشوں کے لئے صرف حسرت ہی ہو سکتی ہے، جن میں سے ہر ایک کو اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور اللہ کی کتاب کی ناقدری کرنے کا مزہ چکھنا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کتاب کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے بھی اللہ کی کتاب اور اس کی آیات کے ساتھ استہزاء کرنے لگتے ہیں، اگر یہ شعوری طور پر ہو جائے مثلاً کتاب اللہ کے کسی حکم کا مذاق اڑایا جائے، دنیا کے کسی فکر و فلسفے کے تأثر میں اللہ کی کتاب کو مذاق کا نشانہ بنایا جائے تو یہ بھی کتاب کے انکار اور کفر کے برابر ہے اور ایسا شخص بلاشبہ کافر ہو جائے گا، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان کا اٹھنا بیٹھنا کافروں اور منافقوں کے ساتھ ہو جاتا ہے جو اللہ کی وحی و کتاب اور اس کی آیات کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں ، اول تو ایسے بدبختوں کے ساتھ مؤمن کا کوئی کام نہیں اور اگر کوئی دینی مصلحت ان سے ملنے کی ہو اور کسی مجلس میں وہ اللہ کی آیات کے ساتھ استہزاء کرنے لگیں تو مؤمن کا فرض ہے کہ وہ ایسی مجلس سے فوراً اٹھ جائے، وہاں بیٹھنے میں کوئی دینی مصلحت کا حیلہ خلاف شریعت ہے، اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو وہ خود بھی اللہ کی کتاب کے ساتھ استہزاء کرنے والوں میں شمار ہوگا

دلائل

**فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (٥) (آل عمران)۔ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ**

فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانَ الله لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (٩) ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوأَى أَنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ الله وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ (١٠) (الروم) □ يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (٣٠) أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ (٣١) وَإِنْ كُلٌّ لَمَّا جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ (٣٢) (يس) □ وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ (٦) وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (٧) فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ (٨) ( الزخرف) □ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ الله يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ الله جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا (١٤٠) (النساء) □ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا الله إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (٥٧)( المائدة) □ بند

بند.

بدترین اللہ کی کتاب یا اس کی آیات و احکام کو چھپانا اللہ کی کتاب والوں کا بدترین جرم ہے جو انہیں اللہ کی لعنت کا مستحق بناتا ہے۔ تشریح

**کِتمانِ ہدایاتِ کتاب:**

اہلِ کتاب کی اہم ترین ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی آیات و بینات کو کھول کھول کر بیان کریں، یہ نہیں کہ مال کے لئے یا کسی اور منفی جذبہ سے جیسے یہودیوں کی عصبیت تھی اللہ کی تعلیمات کو ہی چھپانے لگ جائیں ، یہ ایسا بدترین عمل ہے کہ اس سے وہ اللہ، اس کے فرشتوں اور پوری انسانیت کی لعنت کے مستحق بن جاتے ہیں۔

پھر جو لوگ اللہ کی ہدایات و تعلیمات کو دنیوی مال و متاع کے لئے چھپاتے ہیں، ان کا حال یہ ہے کہ وہ مال در حقیقت جہنم کی آگ ہے جس سے وہ اپنے پیٹوں کو بھر رہے ہیں، جس کا ظہور کل جہنم میں ہوگا اور روز قیامت وہ اللہ کی نظر کرم سے محروم رہیں گے اور دردناک عذاب کے مستحق ہوں گے، کیسے بد بخت ہیں وہ جو ہدایت کے بدلے گمراہی خریدتے ہیں اور مغفرت کو داؤ پر لگا کر عذاب مول لیتے ہیں، یہ محروم جہنم کی آگ کے لئے کتنے باہمّت ہیں۔ دلائل

**إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللہ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ (١٥٩)( البقرہ ) ۔ إِنَّ الَّذِينَ**

**يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللہُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللہُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۱۷۴) أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ (۱۷۵) ذَلِكَ بِأَنَّ اللہَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ (۱۷۶)( البقرۃ ) بند**

بند.

بند جس امت کو جو کتاب دی گئی ہے اس سے گریز انہیں تباہ و رسوا کردیتا ہے تشریح

**اہل کتاب کو اللہ کی خاص ہدایات:**

تمام آسمانی کتابوں کے ماننے والے کو یہ تعلیم تھی کہ جب بھی ان کے پاس اللہ کا کوئی نبی و رسول آئے تو ان کی تصدیق کریں اور ان کی اطاعت و اتباع کریں، یہی حکم بنی اسرائیل کو بھی تھا ؛ لیکن انہوں نے ہر طرح سے اللہ کے احکام کی نافرمانی کی، قرآن اپنے ابتدائی زمانۂ نزول میں ان کو خاص تنبیہ اور ہدایات دی ہیں، یہ ہدایات قرآن کے ذریعہ سے انہیں ضرور دی گئی ہیں لیکن اس کے خطاب میں عمومیت ہے، کہ موجودہ امت مسلمہ بھی ان احکام کے عموم میں شامل ہے۔

اہل کتاب کو حکم ہے کہ اللہ کی کتاب سے رجوع کریں اور اسی کے مطابق اپنے فیصلے کریں، لیکن وہ معمولی مفادات کے لئے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں، انہیں یہ

غلط فہمی ہوجاتی ہے کہ وہ تو اصلاً جنتی ہیں، جہنم میں اگر جائیں بھی تو تھوڑی مدت کےلئے جائیں گے، اور اس دھوکے میں بہت سے ایسے کام کر جاتے ہیں جو انہیں دین ہی سے باہر کردیتے ہیں، اور جب کل قیامت کے دن اللہ فیصلے کے لئے سب کو جمع کرے گا تب انہیں بھی ان کی بدکاریوں کی پوری سزا ملے گی۔

حد تو یہ ہے کہ اہل کتاب خود کو کتاب والے سمجھ کر یہ خیال کرتے ہیں وہ تو راہ یاب ہیں جبکہ ان میں خود اللہ کی کتاب کے علم سے دوری کے نتیجے میں اللہ کی کتاب کے پہلے اور بنیادی اصول یعنی توحید سے تک دوری آجاتی ہے اور وہ شرک میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اور پھر خود انہیں شرک سے گریز کرنے اور توحید اختیار کرنے کی دعوت دینے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔

اہل کتاب کی ایک اصولی غلطی یہ بھی ہوجاتی ہے کہ وہ اللہ کی کتاب کی تعلیمات اور اصول چھوڑ کر صرف شخصیات سے تعلق کے اظہار پر زور دیتے ہیں، اور اس میں اوٹ پٹانگ جھوٹے دعوؤں سے بھی گریز نہیں کرتے، اور اللہ کی کتاب کی اصولی تعلیمات کو پیٹھ پیچھے ڈال دیتے ہیں، حالانکہ ان کی پہلی ذمہ داری تو یہ تھی کہ اللہ کی کتاب کی اصولی تعلیمات کو سامنے رکھیں اور جن شخصیات سے وہ اپنے تعلق کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام خود ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ اللہ کے حکم کو سب سے مقدم رکھتے تھے۔

اہلِ کتاب اللہ کے احکام کو بھول کر جب تعصب کا شکار ہوتے ہیں تو انہیں حق و باطل کی تمیز یاد نہیں

رہتی اور وہ ایمان والوں کا ساتھ چھوڑ کر کافروں و مشرکوں اور اللہ کے دشمنوں کا ساتھ دینے لگتے ہیں، وہ خود بھی اللہ کی آیات کا کفر کرنے لگتے ہیں، اور اللہ کے بندوں کو بھی کفر کی طرف لگاتے ہیں، اور اللہ کی بارگاہ میں رکاوٹ بن کر بیٹھ جاتے ہیں، انہیں اس سے غرض باقی نہیں رہتی ہے کہ اللہ کا کیا حکم ہے؟ وہ شیطان کی طرح اس حسد کا شکار ہو جاتے ہیں کہ انہیں چھوڑ کر کسی اور کو کیسے فضل و رحمت سے نوازا گیا، اس حسد میں وہ اللہ کے احکام کو بھول کر گمراہی میں بہت دور جا پڑتے ہیں، جو بالآخر ان کی دنیا و آخرت دونوں برباد کردیتا ہے، دنیا میں رسوائی و ذلت ان کا مقدر بنتی ہے اور وہ اللہ کے غضب کا شکار ہوتے ہیں۔

اللہ کی کتاب کے حامل ہونے کا صرف ایک ہی تقاضہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے حکم کی تعمیل اور اللہ کی کتاب کی تعلیم کو عام کرنا، خود بھی اللہ والے بننا اور اللہ کے بندوں کو بھی اللہ والے بنانا۔

آخری نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن نازل کیا گیا ان اہل کتاب کو اس وحی پر بھی ایمان کی دعوت دیتا ہے اس سے قبل کہ انہیں مسخ کردیا جائے اور وہ اللہ کی لعنت کے مستحق بنیں وہ اس کتاب پر ایمان لے آئیں، یہی آخرت میں ان کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

ہاں کچھ کتاب والے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اللہ کے احکام سے جڑے رہتے ہیں، اللہ کی کتاب کو اپنا رہنما بناتے ہیں، اللہ کے آگے جھکے رہتے ہیں، اللہ پر ایمان رکھتے

ہیں، آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور خیر کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں لگے رہتے ہیں، وہ تعصب سے بھی دور رہتے ہیں اور اللہ نے جو کچھ نازل کیا ہے خواہ کسی کی جانب نازل کیا ہو سب کو مانتے ہیں، ان نیکوکاروں کے اعمال کی قدردانی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنے متقی بندوں کو خوب جانتے ہیں۔ دلائل

**أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللہِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿ (٢٣) آل عمران ۔ (سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ٢٣ تا آیت نمبر١٩٩ تک مختلف انداز میں ان مضامین کی وضاحت کی گئی ہے) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَى أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللہِ مَفْعُولًا (٤٧) النساء ۔ سند**

.

## ہم کلام اللہ ’ کلامِ معجز قرآنِ مجید پرکس طرح ایمان لائیں اور ان سے متعلق احکام و عقائد

قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے،جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پرعربی زبان میں نازل کی گئی ہے۔قرآن مجید پہلی تمام آسمانی کتابوں کے لئے ناسخ ہے۔ تشریح

**قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب:**

قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے آخری پیغمبر سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے،قرآن میں شائد ہی کوئی اور حقیقت اس درجہ دوہرا دوہرا کر بیان کی گئی ہو جتنی یہ بات کہ قرآن رب العالمین کی جانب سے نازل کی گئی کتاب ہے ، اور اس کو ہر طرح سے مؤکد کیا گیا ہے کہ یہ یقینی حقیقت ہے جس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے، اس سچائی کے بارے میں قرآن کا چیلنج جو رہتی دنیا تک کے منکر انسانوں اور جنوں کو دیا گیا ہے ہم آگے مستقل ذکر کریں گے، یہاں جس بات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی اکثر سورتوں کا آغاز اور ان کا اختتام اس مضمون پر ہوتا ہے کہ یہ اللہ کی جانب سے منزل کتاب ہے، یہ بات قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی کو بدل بدل کر اور دوہرا دوہرا کر بیان کی گئی ہے۔

مثلاً ایک جگہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:’’قرآن زمین اور بلند آسمانوں کے پیدا کرنے والے کی جانب سے نازل کیا گیا ہے۔‘‘

ایک جگہ کہا گیا : ’’یہ حکیم و علیم کی جانب سے نازل کیا گیا قرآن ہے۔‘‘

ایک جگہ کہا گیا ہے کہ: ’’قرآن کے نزول سے قبل آپ کو اس کی امید کہاں تھی؟ یہ تو آپ کے رب کی رحمت ہے، آپ بلا جھجک اس کے ذریعے اپنے رب کی جانب بندوں کو دعوت دیجئے۔‘‘

ایک جگہ ارشاد ہے: ’’قرآن رب العالمین کی جانب سے نازل کردہ کتاب ہے، اس کے منزَّل من اللہ ہونے میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔‘‘

ایک جگہ کہا گیا : ’’اللہ جو العزیز اور الحکیم ہے یہ قرآن اس کی جانب سے نازل کیا گیا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے کہا گیا اس کتاب کا آپ کی جانب نزول بر حق ہے۔‘‘

ایک اور جگہ کہا گیا: ’’اللہ جو العزیز اور العلیم ہے یہ اس کی جانب سے نازل کی گئی کتاب ہے۔‘‘

ایک جگہ کہا گیا : ’’یہ الرحمن الرحیم کی جانب سے نازل کیا گئی کتاب ہے۔‘‘

ایک جگہ کہا گیا : ’’یہ حکیم و حمید کی جانب سے نازل کی گئی کتاب ہے۔‘‘

ایک جگہ کہا گیا: ’’وہ اللہ ہی ہے جس نے کتاب حق کے ساتھ اور میزان کو نازل کیا‘‘۔

ایک جگہ کہا گیا کہ: ’’آپ کتاب پہلے سے نہیں جانتے تھے، اللہ نے اس کو نور کی شکل میں آپ پر نازل کیا، جس کے ذریعے اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔‘‘

ایک جگہ ارشاد فرمایا: ''وہ الرحمن ہی تو ہے جس نے قرآن سکھلایا ہے''۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا: ''قرآن لوح محفوظ میں تھا جس تک پاک فرشتے کی پہنچ تھی، پھر وہ رب العالمین کی جانب سے اپنے پیغمبر پر نازل کیا گیا''۔

اور ایک جگہ اس قرآن کے اللہ کی جانب سے ہونے کی تکذیب کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ: ''اس کو جلد ہی معلوم ہوجائے گا کہ جھوٹا کون ہے''۔ یعنی اسے معلوم ہوجائے گا کہ اس کتاب کے اللہ کی جانب سے منزل ہونے کی تکذیب کرنے والا خود جھوٹا ہے اور اپنے بدترین انجام کو پہنچے گا۔

اس تکرار کے ساتھ یہ مضمون جس طرح قرآن میں آیا ہے وہ بالکل ظاہر کردیتا ہے کہ اللہ رب العالمین اس بات کو کس درجہ تاکید کے ساتھ بیان کیا ہے، تاکہ بندے اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کے بغیر اس سے صراط مستقیم کی ہدایت حاصل کریں۔

جو لوگ اس کتاب پر ایمان لائیں اور اس کی پیروی کریں وہی لوگ حقیقی فوز و فلاح پانے والے اور کامیاب ہیں، اور وہ لوگ جو اللہ کے اس کلام سے انحراف اور اعراض کریں اور اس کی تکذیب و انکار کریں ، اللہ تعالیٰ ان کے اور اس کتاب کے درمیان ایک وہ ہمیشہ ہمیشہ کی نا کامی اور خسارے اٹھانے والے ہیں، اور وہ لوگ جو بندگان خدا کو قرآن سے روکنے کا ذریعہ بنتے ہیں وہ اس دنیا میں بھی سخت عذاب کا شکار ہوتے ہیں اور آخرت میں ان کا بدترین انجام ہوگا۔

حاصل یہ کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی جانب سے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے، اس پر ایمان لانا فرض ہے اور اس کا انکار تو دور اس میں کسی قسم کا شک کرنا بھی کفر ہے۔

قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور الفاظ و معانی دونوں کا نام ہے، لہٰذا غیر عربی میں اس کی تلاوت کرنا یا غیر عربی میں نماز میں پڑھنا یا عربی متن کے بغیر کسی دوسری زبان میں اس کا ترجمہ لکھنا ناجائز ہے۔

دلائل

**و قال لو قرأ بغير العربية فاما ان يكون مجنوناً فيداوى أو زنديقاً فيقتل لأن الله تكلم بهذه اللغة (شرح فقه اكبر: ١٥٢) امّا لو اعتاد قراءة القرآن او كتابة المصحف بالفارسية يمنع منه اشد المنع (فتح القدير:١/٢٤٩)وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (١١٣) النساء-أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ (١١٤) وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (١١٥) الأنعام-وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (١٥٥) أَنْ تَقُولُوا إِنَّمَا أُنْزِلَ**

الْكِتَـابُ عَلَى طَـائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَـا وَإِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ (١٥٦) أَوْ تَقُولُوا لَـوْ أَنَّا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا أَهْدَى مِنْهُمْ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُـدًى وَرَحْمَـةٌ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِآيَـاتِ اللهِ وَصَـدَفَ عَنْهَـا سَـنَجْزِي الَّذِينَ يَصْـدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَـا سُـوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْـدِفُونَ (١٥٧) الأنعـام- المر تِلْـكَ آيَـاتُ الْكِتَـابِ وَالَّذِي أُنْـزِلَ إِلَيْـكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ (١) الرعد-طه (١) مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْـكَ الْقُـرْآنَ لِتَشْـقَى (٢) إِلَّا تَـذْكِرَةً لِمَنْ يَخْشَـى (٣) تَنْزِيلًا مِمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى (٤) )طه( طس تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَـابٍ مُبِينٍ (١) هُـدًى وَبُشْـرَى لِلْمُـؤْمِنِينَ (٢) الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَـاةَ وَهُمْ بِـالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُـونَ (٣) إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُـونَ بِـالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَـالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ (٤) أُولَئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِـرَةِ هُمُ الْأَخْسَـرُونَ (٥) وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُـرْآنَ مِنْ لَـدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ (٦) النمـل-وَمَـا كُنْتَ تَرْجُـو أَنْ يُلْقَى إِلَيْـكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَـافِرِينَ (٨٦) وَلَا يَصُـدُّنَّكَ عَنْ آيَـاتِ اللهِ بَعْـدَ إِذْ أُنْـزِلَتْ إِلَيْـكَ وَادْعُ إِلَى رَبِّـكَ وَلَا تَكُـونَنَّ مِنَ الْمُشْـرِكِينَ (٨٧) (القصـص)

الم (١) تَنْزِيلُ الْكِتَـابِ لَا رَيْبَ فِيـهِ مِنْ رَبِّ
الْعَـالَمِينَ (٢) أَمْ يَقُولُـونَ افْتَـرَاهُ بَـلْ هُـوَ
الْحَقُّ مِنْ رَبِّـكَ لِتُنْـذِرَ قَوْمًـا مَـا أَتَـاهُمْ مِنْ
نَـــذِيرٍ مِنْ قَبْلِــكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَــدُونَ (٣)
السـجدتَنْزِيـلُ الْكِتَـابِ مِنَ الل الْعَزِيـزِ
الْحَكِيمِ (١) إِنَّا أَنْزَلْنَـا إِلَيْـكَ الْكِتَـابَ بِـالْحَقِّ
فَاعْبُدِ الل مُخْلِصًا لَهُ الـدِّينَ (٢) الزمر٠حم
(١) تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ الل الْعَزِيــزِ الْعَلِيمِ (
٢) غــافرحم (١) تَنْزِيــلٌ مِنَ الــرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ (٢) كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًـا عَرَبِيًّا
لِقَـوْمٍ يَعْلَمُـونَ (٣) (فصـلت) إِنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيـزٌ
(٤١) لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِـلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْـهِ وَلَا مِنْ
خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (٤٢) فصـلت
الل الَّذِي أَنْـزَلَ الْكِتَـابَ بِـالْحَقِّ وَالْمِـيزَانَ
وَمَــا يُــدْرِيكَ لَعَــلَّ السَّــاعَةَ قَــرِيبٌ (١٧)
الشـورى٠وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَـا إِلَيْـكَ رُوحًـا مِنْ
أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَـابُ وَلَا الْإِيمَـانُ
وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْـدِي بِـهِ مَنْ نَشَـاءُ مِنْ
عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِـرَاطٍ مُسْـتَقِيمٍ (
٥٢) صِرَاطِ الل الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ أَلَا إِلَى الل تَصِيرُ الْأُمُـورُ (
٥٣) الشورىالرَّحْمَنُ (١) عَلَّمَ الْقُرْآنَ (٢)
خَلَــقَ الْإِنْسَــانَ (٣) عَلَّمَــهُ الْبَيَــانَ (٤)
الرحمنإِنَّهُ لَقُـرْآنٌ كَـرِيمٌ (٧٧) فِي كِتَـابٍ

مَكْنُـونٍ (٧٨) لَا يَمَسُّـهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ (٧٩) تَنْزِيــلٌ مِنْ رَبِّ الْعَــالَمِينَ (٨٠) الــواقعه فَقَالُوا أَبَشَرًا مِنَّا وَاحِـدًا نَتَّبِعُـهُ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُـعُرٍ (٢٤) أَأُلْقِيَ الـذِّكْرُ عَلَيْـهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ (٢٥) سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَنِ الْكَذَّابُ الْأَشِـرُ (٢٦) (القمــر) الم (١) تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ (٢) هُـدًى وَرَحْمَـةً لِلْمُحْسِــنِينَ (٣) الَّذِينَ يُقِيمُــونَ الصَّــلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُـونَ (٤) أُولَئِكَ عَلَى هُــدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (٥)( لقمان) أَأُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْ ذِكْرِي بَلْ لَمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ (٨) ص وَقَـالَ الَّذِينَ كَفَـرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَـوْا فِيـهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ (٢٦) فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَـرُوا عَـذَابًا شَـــدِيدًا وَلَنَجْـــزِيَنَّهُمْ أَسْــوَأَ الَّذِي كَــانُوا يَعْمَلُـونَ (٢٧) ذَلِـكَ جَـزَاءُ أَعْـدَاءِ الل النَّارُ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَاءً بِمَـا كَـانُوا بِآيَاتِنَـا يَجْحَـدُونَ (٢٨) فصـلت فَقَـالُوا أَبَشَـرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُـعُرٍ (٢٤) أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَـا بَـلْ هُـوَ كَـذَّابٌ أَشِرٌ (٢٥) سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ (٢٦) (القمر) وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِــالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْـهِ مِنَ الْكِتَـابِ وَمُهَيْمِنًـا عَلَيْـهِ (المائـد:٤٨) مَـا نَنْسَـخْ مِنْ آيَـةٍ أَوْ

نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ۔ (البقرہ:
١٠٦) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَتَاكُمْ يُوسُفُ وَأَنَا
فِيكُمْ فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ ۔
(مصنف عبد الرزاق:٦ ۔١١٤) قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَوْ كَانَ مُوسَى
حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلا اتِّبَاعِي ۔ (مشکوٰۃ
المصابيح:١ ۔٣٠) ۔ بند

بند.

بند قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ تشریح

**عظمتِ قرآن:**

قرآن اللہ کا کلام ہے، اور اللہ کا کلام اس کی صفت ہے اس لئے کلام اللہ غیر مخلوق ہے، ہاں کتابوں میں جو حروف لکھے جاتے ہیں، مخلوق کی زبان سے جو الفاظ ادا ہوتے ہیں اور صحائف میں جو عبارت لکھی جاتی ہے وہ سب مخلوق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کلام اللہ اس درجہ بھاری ہے کہ اگر اس کو کسی پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو وہ اللہ کے ڈر سے دب جاتا، پھٹ جاتا اور ریزہ ریزہ ہو جاتا، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی ہے کہ انہوں نے اس عظیم کلام کی وحی کو سہارا، اللہ تعالیٰ نے بھی اس کلام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہی بار پورا کا پورا نازل نہیں فرمایا بلکہ تھوڑا تھوڑا کرکے تیئیس (٢٣) سال میں نازل کیا۔

وحی کے نزول کی کیفیت کے بارے میں ایک موقع پر حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبھی ’’صلصلۃ الجرس‘‘ کے مثل گھن گرج کے ساتھ آتی ہے، اور ویسے تو وحی کے نزول کی ہر صورت شدید ہوتی ہے لیکن خاص یہ کیفیت مجھ پر بہت زیادہ سخت ہوتی ہے، جب وحی کا سلسلہ ختم ہوتا ہے تو میں نازل شدہ وحی کومحفوظ کرلیتا ہوں، اسی طرح کبھی فرشتہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے پھر وہ جو کچھ کہتا ہے میں اس کو محفوظ کرلیتا ہوں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت سردی کے موقعے پر وحی نازل ہوتی تو بھی آپ کو پسینہ آجاتا۔

ایک حدیث کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب وحی نازل ہوتی تو آپ سر ڈھانک لیتے، اور آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوجاتا، آپ کے سامنے کے اوپری دانت ٹھنڈے پڑ جاتے اور آپ سے پسینے ایسے ٹپکتا جیسے موتیوں کی لڑی بکھر گئی ہو۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر میں ایسے بیٹھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران میری ران پر تھی اور اسی حالت میں وحی آنی شروع ہوئی، اس کیفیت میں آپ کی ران کا بوجھ مجھ پر ایسے

محسوس ہوا جیسے میری ران ٹوٹ ہی جائے گی، پھر جب وحی کا سلسلہ پورا ہوا تو یہ کیفیت ختم ہوگئی۔

ایک حدیث کے مطابق اگر آپ سواری پر ہوتے اور اس حالت میں وحی آتی تو اس کے بوجھ سے آپ کی اونٹنی کی کیفیت یہ ہوتی کہ اپنی گردن تک زمین پر رکھ دیتی اور ہلا بھی نہ سکتی۔

یہ اس کلام کا ثقل اور وزن ہے، اسی طرح اس کلام کے معانی و گہرائیوں کی عظمت ہے، جو کامل و مکمل حق کو شامل ہے، جس میں ہدایت ربانی ہے، جس میں علوم و معارف کے خزانے ہیں، جس میں اللہ کے اسماء و صفات کا عظیم علم ہے، جس میں اللہ کی شریعت کا بیان ہے،جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے اور یہ کتاب ہر اعتبار سے ایک عظیم کتاب ہے۔

اس کتاب کی عظمت کا تقاضہ ہے کہ بندے اس کی تعظیم و توقیر کریں اور احترام کا ہر پہلو جو اس کتاب کے لائق ہو اس کو اختیار کریں۔

اس کتاب کی ہر بات کو قبول کریں، اس کے مقابلے میں کسی کو ترجیح نہ دیں، اس کو پاکیزگی کی حالت میں چھوئیں، اس کتاب کو ہدایت کے لئے پڑھیں اور جب اس کتاب کو پڑھا جائے تو خاموش رہیں اور پوری توجہ سے اس کو سنیں، جب اس کتاب کو پڑھنے کا آغاز کریں تو شیطانی وساوس سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ کی پناہ طلب کریں اور تعوذ پڑھ کر اس کی قرأت کریں۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی صفت ہے، لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات کی طرح قدیم، غیر حادث اور غیر مخلوق ہے۔ دلائل

**القرآن العظیم کلام اللہ القدیم (شرح عقیدہ سفارینیہ:۱۷۷۔۱) و قد قال الامام الاعظم فی کتاب الوصیۃ: نقرّ بأن القرآن کلام اللہ تعالیٰ و وحیہ و تنزیلہ و صفتہ لا هو و لا غیرہ بل هو صفتہ علی التحقیق مکتوب فی المصاحف مقروء بالالس محفوظ فی الصدور غیر حال فیها ..... و کلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ غیر مخلوق .... فمن قال بأن کلام اللہ تعالیٰ مخلوق فهو کافر باللہ العظیم (شرح فقہ اکبر:۲۶) ﴿ إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلاً (المزمل : ۵ ) ﴿لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللہ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (۲۱)( الحشر) ۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ - رضى اللہ عنها - أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ - رضى اللہ عنه - سَأَلَ رَسُولَ اللہ - صلى اللہ عليه وسلم - فَقَالَ يَا رَسُولَ اللہ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْىُ فَقَالَ رَسُولُ اللہ - صلى اللہ عليه وسلم - « أَحْيَانًا يَأْتِينِى مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ - وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَىَّ - فَيُفْصَمُ عَنِّى وَقَدْ وَعَيْتُ**

عَنْـهُ مَـا قَـالَ ، وَأَحْيَانًـا يَتَمَثَّلُ لِىَ الْمَلَـكُ رَجُلاً فَيُكَلِّمُنِى فَـأَعِى مَـا يَقُـولُ » . قَـالَتْ عَائِشَةُ رضى اللہ عنها وَلَقَـدْ رَأَيْتُـهُ يَنْـزِلُ عَلَيْـهِ الْـوَحْىُ فِى الْيَـوْمِ الشَّـدِيدِ الْبَـرْدِ ، فَيَفْصِـمُ عَنْـهُ وَإِنَّ جَبِينَـهُ لَيَتَفَصَّـدُ عَرَقًـا . (صـحيح بخـارى)؛ أخـرج ابن سـعد عن عائشة قـالت كـان رسـول اللہ صـلى اللہ عليه وسلم إذا نزل عليه الوحي يغـط في رأسه ويتربد وجهه أي يتغير لونه بالجريدة ويجد بردا في ثنايـاه ويعـرق حـتى يتحـدر منه مثـل الجمـان؛ (الإتقـان:١/١٢٩)؛ عن زيـد بن ثـابت أن رسـول اللہ صـلى اللہ عليـه وسـلم أملى عليـه : { لايسـتوي القاعدون من المؤمنين والمجاهـدون في سـبيل اللہ } قـال زيـد : فجـاءه ابن أم مكتوم وهو يُملّها عليّ ، قـال : يـا رسـول اللہ ، واللہ لو أسـتطيع الجهـاد لجاهـدت - وكـان أعمى - فـأنزل اللہ على رسـوله صـلى اللہ عليـه وسـلم وفخـذه على فخذي ، فثقلت عليّ حتى خفت أن تـرض فخذي ، ثُمَّ سُرّي عنه فـأنزل اللہ : (غَيْـرُ أُوْلِي الضَّرَرِ : النساء : ٩٥ ).(علوم القرآن:١/١٤٤)؛ عند ابن عبـد الـبر أنـه صـلى اللہ عليه وسلم إذا نزل عليه الوحي وهو على راحلتـه فإنهـا تـبرك بـه إلى الأرض ، عن

عائشة - رضي اللہ عنها - أن النبي صلى اللہ عليه وسلم كان إذا أوحى إليه وهو على ناقته وضعت جرانها فلم تستطع أن تتحرك۔ (علوم القرآن عند ابن عبد البر: ۱/۱۴۴) ﴿ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (۲۰۴)( الأعراف)﴾ ﴿ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ (۸۷) (الحجر)﴾ بند

بند.

قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا عظیم معجزہ ہے۔ تشریح

**قرآن کی زبان اور قرآن کا چیلنج:**

اللہ تعالیٰ نے قرآن عربی زبان میں نازل کیا ہے، اتنا ہی نہیں کہ قرآن اللہ کی کتاب ہدایت ہے بلکہ قرآن کی ایک اہم ترین شان یہ بھی ہے کہ وہ خود نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت نبوت کا عظیم ترین معجزہ ہے، جس کو قرآن نے تمام جنوں اور انسانوں کو اس چیلنج کے ساتھ پیش کیا ہے کہ اگر اس کتاب کے اللہ کی جانب سے نازل کئے جانے پر شبہ ہو اور یہ گمان کیا جاتا ہو کہ یہ ایک انسان کا اختراع کیا ہوا کلام ہے، تو اسی جیسے کسی ایک انسان نہیں بلکہ پوری انسانیت اور ساتھ ہی جنوں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اس کتاب کا مثل پیش کردو، اور اگر نہ کرسکیں تو اس پر ایمان لے آؤ۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ پچھلے انبیاء کے اکثر معجزات حِسِّی تھے، مثلاً: حضرت موسی علیہ السلام کے عصاء کا اژدہا بن جانا، حضرت عیسی علیہ السلام کا مادر زاد اندھے یا کوڑھ کے مریض کو چھو کر شفا یاب کر دینا و غیرہ، مگر حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اہم معجزہ حِسِّی نہیں بلکہ عقلی معجزہ ہے یعنی معجزۂ قرآن دیگر حِسِّی معجزات سے بھی بڑا معجزہ ہے۔

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کے علاوہ بھی کئی اور معجزات ثابت ہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی نبوت کے ثبوت پر سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت پر معجزۂ حِسِّی کے بجائے معجزۂ عقلی دینے کی وجہ یہ ہے کہ تمام شریعتوں میں آپ کی شریعت سب سے آخری ہے اور اب قیامت تک باقی رہے گی، اس وجہ سے آپ کو قیامت تک باقی رہنے والا عقلی معجزہ دیا گیا، تاکہ اصحاب بصیرت ہر زمانہ میں اس سے روشنی حاصل کرتے رہیں، جبکہ دیگر انبیاء کے حِسِّی معجزے ان کے زمانے تک ہی باقی رہتے اور ان کی زندگی کے ساتھ ختم ہو جاتے اور معجزۂ قرآن تا قیام قیامت باقی رہے گا، بلکہ قیام قیامت کے بعد بھی۔

قرآن کریم کس کس اعتبار سے معجزہ ہے یہ بہت ہی وسیع موضوع ہے، چنانچہ وجوہِ اعجازِ قرآن کا احصاء اور حد بندی ممکن نہیں ہے، قرآن مجید کے بارے میں تو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے : لا تنقضی

عجائبہ، اس لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ چند نکات گِنواکر
یہ دعویٰ کیا جائے کہ قرآن کے وجوہ اعجاز کا احاطہ ہو
گیا، ہاں یہ ممکن ہے کہ قرآن کا چیلنج یعنی وہ بات جس
پر معارضے اور مقابلہ کی دعوت تھی اس کو سمجھا
جائے،اور وہ ہے قرآن مجید کی زبان و بیان کا معیار،
فصاحت و بلاغت میں انوکھا اسلوب، نظم و اسلوب میں
ایسی جزالت، تمکن اور وقار جس کا اپنے کلام میں پیدا
کرنا کسی مخلوق کے لئے ممکن ہی نہیں ہے، کلام الٰہی
کی اسی جزالت، تمکن و وقار سے اہل عرب خواہ انہوں
نے اسلام قبول کیا ہو یا نہ کیا ہو سب کے سب مسحور
تھے، جس کے آگے اسلام قبول نہ کرنے والے ہٹ دھرموں کو
بھی اعتراف کرنا پڑا کہ إن ہذا إلا سحر یؤثر! اور بے اختیار
بول اٹھے: ما ہذا قول البشر۔

خود عربوں کو اپنی زبان دانی پر بڑا ناز تھا، عربوں کا
اصل امتیاز ان کی زبان دانی ہی تھی، جس پر انہیں غیر
معمولی فخر تھا بلکہ ما فی الضمیر کی خوبصورتی کے
ساتھ ادائیگی پر ان کو دنیا کے مقابلہ میں ایسا غرور تھا کہ
پوری دنیا کو وہ گویا گونگا (عجم) اور تنہا خود کو بولنے والا
(عرب) کہتے تھے، اور ان کی زبان تھی بھی بہت
خوبصورت، یہ ان کا صرف دعوی ہی نہیں بلکہ حقیقت
بھی تھی کہ تمام عرب نہایت درجہ کے فصیح و بلیغ تھے،
وہ کلام کی ہر صنف پر انتہاء درجہ کا درک رکھتے تھے، فی
البدیہہ فصیح و بلیغ خطبے دیتے اور شعر کہتے، طنز و طعن
کے موقع پر غیر معمولی رجزیے کلام پیش کرتے، کسی کی
تعریف کرتے تو اس کو آسمان پر بٹھا دیتے اور کسی کو

گراتے تو تحت الثری تک پہنچا دیتے، اپنی تعریف کے ذریعے
ناقص کو بھی کامل بنا دیتے اور ایک یکتائے روزگار کو اپنی
ہجو کے ذریعے کہیں کا نہ چھوڑتے، زبان و بیان ان کی
جاگیر تھی اور بلاغت ان کی سلطنت، زبان کے فنون کو
انہوں نے بڑا سنوارا اور نکھارا تھا اور خوبصورت کلام کے
میٹھے پانی کے چشمے جاری کئے تھے، ان کی طرح کا کلام
دنیا کی دوسری اقوام اپنی زبان میں بھی پیش کرنے پر قادر
نہیں تھیں، ایسے میں جبکہ وہ اپنے اس غرور میں چور
تھے اللہ نے اپنے نبی کو معجزے انہیں کی مناسبت سے دیا
اور اپنے معجز کلام کو نبی کے لئے دلیلِ رسالت بنادیا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے رسول ہونے کا
ثبوت خود یہ کلام ہے، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
اللہ کے رسول ہونے اور قرآن کے اللہ کی جانب سے اتارا
ہوا کلام ہونے میں کوئی شک ہو تو زبان دانی تو تمہاری
ریاست ہے، اس کلام کا مثل پیش کردو، یہ مثل پیش کر
دینا ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کو جھوٹا
قرار دینے کا ثبوت ہوگا، اور اگر ایسا نہ کر سکو تو پھر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کلام کی مخالفت سے
باز آجاؤ۔

قرآن نے اپنے بارے میں فرمایا: ’’اس قرآن کا معاملہ
ایسا نہیں ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اپنی طرف سے اس کو
گھڑ لایا ہو وہ تو اللہ کی وحی ہے ، اس کتاب کے تمام
جہانوں کے پروردگار کی جانب سے نازل ہونے میں کچھ
شبہ نہیں‘‘ ۔ (سورۂ یونس)

قرآن نے عربوں کو اس قرآن کا مثل پیش کرنے کا جو چیلنج کیا تھا اس کے کئی مراحل ہیں، سب سے پہلے قرآن نے یہ چیلنج کیا کہ اگر یہ کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گڑھا ہے تو تم بھی تو اہل زبان ہو؟ تم بھی اس کلام کا مثل پیش کر کے دکھادو؟ (سورہ الطور) اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ تمام انسان و جن مل کر بھی اس کا مثل پیش کرنا چاہیں تو بھی ہرگز نہیں کر سکتے۔ (سورہ بنی اسرائیل)

لیکن جب عرب اس چیلنج کے باوجود اس کا جواب نہ دے سکے تو بر سبیل تنزل قرآن نے ان سے کہا ٹھیک ہے! اگر پورے قرآن کا جواب تم سے نہیں بن پڑتا ہے تو اس کلام جیسی محض دس سورتیں ہی بنا کر لاؤ (سورہ هود)

اور پھر جب اس چیلنج کا جواب بھی ان سے نہ بن سکا تو قرآن نے اور نیچے اتر کر ان سے کہا کہ دس سورتیں بنانا بھی ممکن نہ ہو تو اس کلام جیسی صرف ایک ہی سورت بنا لاؤ ( سورہ یونس)

یہ ایک عظیم ترین سچائی اور حقیقت ہے کہ عرب باوجودیکہ زبان دانی کی غیر معمولی صلاحیت کے ان کے انسان و جن سب مل کر بھی اس کلام کا مقابلہ نہ کر سکے اور یہ کلام دنیا میں غیر معمولی تبدیلیاں پیدا کرتا چلا گیا، ایک طرف وہ جو اپنے خالق و مالک سے محبت کرنے والے تھے ان کے لئے یہ کلام رحمت اور فضل کا مظہر تھا تو دوسری طرف معاندین اور ہٹ دھرموں کے غرور کو خاک میں ملانے والا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے

بعد تیئیس (۲۳) سال تک وحی کا سلسلہ جاری رہا اور اس دوران اس چیلنج کو بار بار ان کے سامنے دوہرایا گیا کہ اس کلام کے منزل من اللہ ہونے میں اگر شبہ ہے تو اس کا مثل پیش کرکے دکھادو، اور اسی کے ساتھ قرآن ان کی غلط کاریوں اور بت پرستی پر لعنت بھیجتا رہا، ان کی اور ان کے آباء و اجداد کی گمراہی پر تنبیہ کرتا رہا، ان کے معبودوں کی مذمت کرتا رہا اور ان کے باطل ہونے کو ڈنکے کی چوٹ پر بیان کرتا رہا، وہ اس سب پر پیچ و تاب کھاتے رہے اور ان کے سینوں پر سانپ لوٹتے رہے، لیکن وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے چیلنج کا جواب نہ دے سکے۔

اور ان کے سامنے یہ واضح ہو چکا تھا کہ اس کلام کا مقابلہ بشری طاقت سے باہر ہے، وہ اپنے دلوں میں اس کلام کی عظمت مان چکے تھے، خواہ وہ عرب جن کے دلوں کو اللہ نے قبول اسلام کے لئے کھول دیا ہو یا ان کی آنکھوں پر پردے پڑا ہو سبھی قرآن کے زیر اثر تھے، اگر ہم ابتداء میں اسلام لانے والے ان چند لوگوں کو چھوڑ دیں جنہوں نے اسلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے متأثر ہو کر قبول کیا تھا، مثلاً حضرت خدیجہ الکبری، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی، حضرت زید رضی اللہ عنہم وغیرہ ، تو ہمیں نظر آئے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایامِ دعوت میں جبکہ نہ آپ کا کوئی اثر و رسوخ تھا اور نہ اسلام کو کوئی طاقت و قوت حاصل ہوئی تھی، اسلام کی اشاعت کا سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ قرآن مجید رہا ہے، حضرت طفیل بن عمرو دوسی ؓ رضی اللہ

عنہ جو موسم حج میں مکہ المکرمہ آئے ہوئے تھے قریش
کے بہکانے پر تہیہ کر چکے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کی باتیں سنیں گے ہی نہیں، اور اس مقصد سے
کانوں میں روئی ڈالے پھرتے تھے کہ کہیں اتفاقاً آپ کی آواز
کانوں میں نہ پڑ جائے، لیکن اس احتیاط کے باوجود کعبہ
اللہ میں جب آپ کی آواز کانوں میں پڑ ہی گئی تو وہ اللہ
کا کلام سن کر جھوم اٹھے، اور خود کو ملامت کی کہ اتنے
خوبصورت کلام کو سننے سے وہ گریز کر رہے تھے، اور پھر
حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
سے مل کر آپ کی دعوت کے بارے میں جاننا چاہا تو آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سورہ اخلاص اور سورہ
فلق پڑھ کر سنائیں جن کو سن کر وہ اسلام لے آئے،
حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ صرف سورہ
فاتحہ سن کر اسلام لے آئے، حضرت ابو ذر غفاری رضی
اللہ عنہ نے بھی قرآن کا ایک حصہ سن کر ہی اسلام قبول
کیا، نہ صرف حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بلکہ
ہجرت سے قبل مدینہ کی آبادی کا ایک بڑا حصہ حضرت
مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے قرآن سن سن کر
ہی اسلام قبول کرتا رہا، حضرت عمر بن الخطاب رضی
اللہ عنہ نے قرآن سن کر ہی اسلام قبول کیا، شاہِ حبش
نجاشی رضی اللہ عنہ پر اثر کرنے والا کلام بھی یہی تھا
جس کو سن کر وہ زار و قطار رونے لگے تھے، بلکہ صرف
نجاشی ہی نہیں ان کے پورے درباریوں کی آنکھیں اشکبار
تھیں، حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے
انہیں سورہ مریم کی آیات پڑھ کر سنائیں تھیں، حضرت

سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بھی قرآن سن کر ہی اسلام قبول کیا، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی دلیل قرآن تھا وہیں آپ کی دعوت اسلام کا سب سے بڑا ذریعہ بھی قرآن ہی تھا، آپ کلام الٰہی پڑھ کر لوگوں کو سناتے اور اس کلام میں بیان کئے گئے حقائق، فطری دلائل، رب ذو الجلال کی رحمت و شفقت سے بھرپور تنبیہ اور ترغیب و ترہیب بندے کے دل پر ایک خاص اثر ڈالتی ہے؛ بشرطیکہ اس بندے میں اچھائی کو اختیار کرنے اور برائی سے بچنے کا مادہ باقی رہ گیا ہو اور اس کی فطرت مسخ نہ ہو گئی ہو۔

ایسی بے شمار مثالیں ہیں جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا لیکن وہ قرآن کی چاشنی اور اعجازی شان کے زیر اثر تھے، وہ لوگ جو اسلام قبول نہیں کرتے تھے وہ بھی قرآن کی لذت آشنا تھے، حتی کہ اللہ کے اس کلام کو سننے کے لئے چھپ چھپ کر آپ کی عبادت کی جگہ کے پاس راتوں کو منڈلاتے تھے اور اس کلام کی عذوبت اور مٹھاس سے لطف اندوز ہوتے تھے، اور اس میں بیان کی گئی وعیدوں سے گھبراتے اورخوف بھی کھاتے تھے عتبہ بن ربیعہ کا واقعہ ہے کہ قریش نے اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کو سمجھانے بھیجا کہ آپ اپنی دعوت سے باز آجائیں، اس نے آکر آپ سے بہت بات کی اور پہلے تو الزام لگائے کہ آپ نے اپنی قوم کا شیرازہ بکھیر دیا ہے اور کوئی اپنی قوم کے لئے ایسا نقصان کا باعث نہ بنا ہوگا جیسے آپ بنے ہیں وغیرہ وغیرہ، اس طرح کی باتیں وہ پہلے کرتا رہا، پھر اس نے آپ کے سامنے چند

تجویزیں رکھیں کہ اگر آپ اس دعوت کے ذریعہ مال کے
طالب ہیں تو اس دعوت سے باز آجائیں! ہم آپ کے لئے
بڑی مقدار میں مال جمع کر دیں گے، اور اگر شرف و
منصب کے متمنی ہیں تو ہم سب آپ کو اپنا سردار
منتخب کر لیتے ہیں، اور اگر آپ کو کوئی روگ لگ گیا ہے
تو ہم سب آپ کے علاج پر اپنی توجہات کو مرتکز کر دیں
گے، جب عتبہ اپنی بات سے فارغ ہو گیا تو آپ نے کہا: کیا
تمہاری بات مکمل ہو چکی؟ اس نے کہا: ہاں! آپ نے
فرمایا: اب میری سنو: **حم (١) تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ (٢) كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ
يَعْلَمُونَ (٣) بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا
يَسْمَعُونَ (٤)** سورہ فصلت کی ان آیات کو پڑھتے
آپ جب **فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ
صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ** والے حصے پر پہنچے تو عتبہ نے گھبرا
کے اپنا ہاتھ آپ کے دہن مبارک پر رکھ دیا اور کہنے لگا ہم
پر بد دعا مت بھیجو، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
انذار کو بد دعاء سمجھا اور واپس ہو گیا، قریش نے اس
سے پوچھا: کیا بات ہوئی؟ تو اس نے جواب دیا: خدا کی
قسم! میں نے ان سے ایسی بات سنی ہے جس کا مثل آج
تک نہیں سنا تھا، خدا کی قسم! نہ وہ شعر ہے، نہ سحر
ہے اور نہ ہی کہانت ہے، خدا کی قسم! جو باتیں میں نے
ان سے سنی ہیں وہ یقیناً ہو کر رہیں گی، دیکھو محمد نے
کبھی جھوٹ نہیں کہا ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تم پر
عذاب نہ آ جائے، غور کیا جائے قرآن سن کر یہ احساس اس
شخص کا ہے جس نے پھر بعد میں بھی اسلام قبول نہیں

کیا تھا، اور جب آیا تھا تو بڑے زعم کا شکار تھا کہ آپ کو کچھ سکھائے گا، لیکن اس کی واپسی خود ایک خاص قسم کے تأثر کے ساتھ ہوئی ہے

اسی طرح کا واقعہ ولید بن مغیرہ کا ہے جو فصاحت کلام میں تمام قریش کا سردار تھا، اس نے آپ سے کہا اپنا کلام مجھے بھی تو سناؤ! میں بھی اس میں غور و فکر کروں گا، آپ نے سورۂ نحل کی ان آیات کو پڑھ کر سنایا: **إِنَّ اللہ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ** ولید نے اس کلام کو سن کر کہا: ایک مرتبہ پھر دوھراؤ! آپ نے پھر دوہرا کر یہ کلام سنایا، ولید کہنے لگا: و اللہ ان لہ لحلاوۃ، و ان علیہ لطلاوۃ، و ان أعلاہ لمثمر، و ان أسفلہ لمغدق و ما یقول ھذا بشر: خدا کی قسم! اس کلام میں چاشنی ہے اور بڑا بھرپور اور شان والا کلام ہے، اس کا ظاہر پھلدار اور باطن مغز سے بھرا ہوا ہے، یہ کسی بشر کا کلام ہر گز نہیں ہے۔

ایک واقعہ مفسرین نے سورہ نجم کی آخری آیت **فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا** کے تحت تفسیر کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ جب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بر سر عام قرآن مجید کے اس حصے کو سنایا اور اس آخری آیت یعنی **فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا** پر پہنچے تو اس کا اثر یہ ہوا کہ اس جگہ موجود وہ لوگ جو اسلام قبول کر چکے تھے اور وہ بھی جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا سب کے سب بے اختیار سجدے میں گر پڑے، یہ در حقیقت قرآن کی تأثیر ہی کا نتیجہ تھا

یہ ایک دو نہیں بلکہ ایسی سینکڑوں مثالیں ہیں جن
میں کفار و مشرکین پر اس کلام کے غیر معمولی اثر کا
ثبوت ملتا ہے، لیکن یہ توفیق سے محرومی کی بات ہے کہ
ضد اور ہٹ دھرمی کی روش اختیار کرنے کی وجہ سے وہ
اسلام سے محروم رہے، ابو جہل کے بارے میں منقول ہے کہ
وہ بھی چھپ چھپ کر کلامِ الٰہی سننے کی کوشش کرتا تھا
اور پھر جب قریش کے بچے بچے پر کلام الٰہی کا اثر پڑنے لگا
اور رب ذو الجلال کے کلام سے قریش کے گھرانوں میں غیر
معمولی تبدیلی آنے لگی، باوجود اسلام قبول کرنے والوں کے
لئے مکہ میں زندگی تنگ کئے جانے کے قرآن کے اثر سے
اسلام کو قبول عام حاصل ہونے لگا؛ تب قریش نے عاجز
آکر فیصلہ کیا کہ اس کلام کو نہ خود سنو اور نہ لوگوں کے
کانوں تک اس کو پہنچنے دو،کیونکہ اس کو سننے کے بعد
ہی سارے مسائل پیدا ہوتے ہیں اور جب محمد صلی اللہ
علیہ وسلم یا کوئی مسلمان اس کلام کو پڑھ کر سنائے تو
وہاں مستقل شور شرابہ شروع کردو، اب یہی ایک صورت
باقی رہ گئی ہے کہ تم اس دین کے پھیلنے پر غالب آسکتے
ہو، چنانچہ قرآن نے ان کے اس عمل کو نقل کیا کہ جہاں
وہ اس کلام کے سننے سنانے کو روک سکتے تھے اس طرح
شور شرابہ کر کے روکتے، اور جہاں انہیں موقع ملتا وہاں
اس کلام کے سنانے والے پر دست درازی سے بھی نہیں
چوکتے، خودحضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ
واقعہ ہے کہ اس طرح کے ایک موقع پر بعض خبیث باطن
بدبختوں نے انہیں اتنا مارا کہ خود مارنے والوں نے یہ
سمجھا کہ وہ اب مر چکے ہیں تب چھوڑ کر گئے، لیکن ان

تمام کے باوجود اللہ کو اپنی نعمت اور اپنے نور کا اتمام تو کرنا تھا اور اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب کرنا تھا، اور کون ہے جو اللہ کی مشیت کو مغلوب کر سکے، قریش کی ہزار کوششوں کے باوجود وہ اس کلام کی تأثیر کو پھیلنے سے نہ روک سکے اور قرآن کے چیلنج کا جواب نہ دے سکنے پر اس کی حقانیت کو قبول کرنے کے بجائے جحود و عناد کا شکار ہوئے، جس کا بدترین بھگتان ان کو دنیا میں بھی بھگتنا پڑا اور آخرت کے عذاب سے بھی وہ دو چار ہوں گے۔

قرآن مجید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب معجزات سے بڑا، عظیم الشان اور دائمی معجزہ اور مذہبِ اسلامی کی حقانیت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

**دلائل**

**الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ (١) إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (٢) ( يوسف)، وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَمَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللہ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا وَاقٍ ( ٣٧)( الرعد)، وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا (١١٣)( طہ)، وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَى مِنْ دُونِ اللہ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ (٣٧) أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ**

وَادْعُـــوا مَنِ اسْـــتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللہِ إِنْ كُنْتُمْ صَـــادِقِينَ (٣٨) بَـــلْ كَـــذَّبُوا بِمَـــا لَمْ يُحِيطُـوا بِعِلْمِـهِ وَلَمَّا يَـأْتِهِمْ تَأْوِيلُـهُ كَـذَلِكَ كَـذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَـانْظُرْ كَيْـفَ كَـانَ عَاقِبَـــــةُ الظَّالِمِينَ (٣٩)( يـــــونس) ﴿ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِـهِ مُفْتَرَيَـاتٍ وَادْعُـوا مَنِ اسْـتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللہِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (١٣)( البقرة) ﴿ وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْـدِنَا فَـأْتُوا بِسُـــورَةٍ مِنْ مِثْلِـهِ وَادْعُـــوا شُـــهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللہِ إِنْ كُنْتُمْ صَـــادِقِينَ (٢٣) فَـــإِنْ لَمْ تَفْعَلُـــوا وَلَنْ تَفْعَلُـــوا فَـــاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ( ٢٤)( البقرة) ﴿ قُلْ أَيُّ شَـيْءٍ أَكْبَـرُ شَـهَادَةً قُـلِ اللہُ شَـــهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَـذَا الْقُـرْآنُ لِأُنْـذِرَكُمْ بِـهِ وَمَنْ بَلَـغَ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَـعَ اللہِ آلِهَـةً أُخْـرَى قُـلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُـوَ إِلَـهٌ وَاحِـدٌ وَإِنَّنِي بَـرِيءٌ مِمَّا تُشْـــرِكُونَ (١٩)الَّذِينَ آتَيْنَـاهُمُ الْكِتَـابَ يَعْرِفُونَـــهُ كَمَـــا يَعْرِفُـــونَ أَبْنَـــاءَهُمُ الَّذِينَ خَسِـــرُوا أَنْفُسَـــهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُـــونَ (٢٠) (الأنعام) ﴿ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ (٣٣) فَلْيَـــأْتُوا بِحَـــدِيثٍ مِثْلِـــهِ إِنْ كَـــانُوا صَادِقِينَ (٣٤) (الطور) ﴿ قُـلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَـــأْتُوا بِمِثْـــلِ هَـــذَا

الْقُرْآنِ لَا يَـأْتُونَ بِمِثْلِـهِ وَلَـوْ كَـانَ بَعْضُـهُمْ
لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (٨٨) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي
هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَى أَكْثَـرُ النَّاسِ
إِلَّا كُفُورًا (٨٩) وَقَـالُوا لَنْ نُـؤْمِنَ لَـكَ حَتَّى
تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًـا (٩٠) أَوْ تَكُـونَ
لَـكَ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيـلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّـرَ الْأَنْهَـارَ
خِلَالَهَا تَفْجِيرًا (٩١) أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَـا
زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللہ وَالْمَلَائِكَةِ
قَبِيلًا (٩٢) أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زُخْـرُفٍ أَوْ
تَرْقَى فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّـكَ حَتَّى
تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْـرَؤُهُ قُـلْ سُـبْحَانَ رَبِّي
هَـلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَـرًا رَسُـولًا (٩٣) وَمَـا مَنَـعَ
النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُـوا إِذْ جَـاءَهُمُ الْهُـدَى إِلَّا أَنْ
قَـــالُوا أَبَعَثَ اللہ بَشَــــرًا رَسُــــولًا (٩٤)
(الإسـراء)﴿ فَلَمَّا جَـاءَهُمُ الْحَـقُّ مِنْ عِنْـدِنَا
قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَى أَوَلَمْ
يَكْفُرُوا بِمَـا أُوتِيَ مُوسَـى مِنْ قَبْـلُ قَـالُوا
سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوا إِنَّا بِكُـلٍّ كَـافِرُونَ (
٤٨) قُـلْ فَـأْتُوا بِكِتَـابٍ مِنْ عِنْـدِ اللہ هُـوَ
أَهْدَى مِنْهُمَا أَتَّبِعْـهُ إِنْ كُنْتُمْ صَـادِقِينَ (٤٩)
فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَـاعْلَمْ أَنَّمَـا يَتَّبِعُـونَ
أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَـعَ هَـوَاهُ بِغَيْـرِ
هُـــدًى مِنَ اللہ إِنَّ اللہ لَا يَهْـــدِي الْقَـــوْمَ
الظَّالِمِينَ (٥٠)( القصـــص)﴿ وَلَا تُجَـــادِلُوا
أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَـنُ إِلَّا الَّذِينَ

ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَهُنَا وَإِلَهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (٤٦) وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمِنْ هَؤُلَاءِ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ (٤٧) وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ (٤٨) بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ (٤٩) وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِنْ رَبِّهِ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ الل وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ (٥٠) أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَى لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (٥١) قُلْ كَفَى بِالل بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِالل أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (٥٢)( العنكبوت) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ (٤١) لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (٤٢) مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ (٤٣) وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا

**هُدًى وَشِفَاءٌ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى أُولَئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ (۴۴) وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ (۴۵)( فصلت )وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ (۷)( الشوری)** پند

پند.

بد قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی دیگر کتابوں کی تصدیق کرنے والی کتاب ہے۔ تشریح

**قرآن پہلی کتابوں کی مصدق ہے:**

قرآن مجید کی اہم صفت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دیگر کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے دیگر پیغمبروں پر نازل فرمائی ہیں، چنانچہ ہم تورات ، زبور اور انجیل پر اس لئے ایمان رکھتے ہیں کیونکہ ان کی تصدیق قرآن نے کی ہے کہ وہ اللہ کی کتابیں ہیں۔ دلائل

**نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ (۳) مِنْ قَبْلُ هُدًى لِلنَّاسِ وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللہِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَاللہُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ (۴)( آل عمران ) وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَى إِمَامًا وَرَحْمَةً وَهَذَا كِتَابٌ مُصَدِّقٌ لِسَانًا عَرَبِيًّا لِيُنْذِرَ الَّذِينَ**

**ظَلَمُـــــوا وَبُشْـــــرَى لِلْمُحْسِـــــنِينَ (١٢) (الأحقاف)** بند

بند.

قرآن مجید تمام آسمانی کتابوں میں سب سے افضل کتاب ہے۔

تشریح

قرآن مجید سب افضل نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔

قرآن مجید سب سے آخری آسمانی کتاب ہے اور پہلی تمام آسمانی کتابوں کے لئے ناسخ ہے۔

پہلی آسمانی کتابیں مضمون کے اعتبار سے معجز تھیں اور قرآن مجید مضمون اور الفاظ دونوں کے اعتبار سے معجز ہے، لہٰذا قرآن مجید کی نظیر نہ مضمون کے اعتبار سے پیش کی جاسکتی ہے اور نہ ہی لفظوں کے اعتبار سے۔

پہلی آسمانی کتابوں کا کوئی ایک حافظ بھی موجود نہیں؛ جبکہ قرآن مجید کے لاکھوں حافظ موجود ہیں اور قیامت تک موجود رہیں گے۔

پہلی آسمانی کتابوں کے احکام یا تو بہت سخت تھے یا بہت نرم، قرآن مجید کے احکام انتہائی معتدل اور ہر قوم اور ہر زمانہ کے مناسب ہیں کہ قیامت تک ان پر عمل ہوسکتا ہے۔

پہلی آسمانی کتابیں نازل ہی ایک مقررہ زمانہ تک کے لئے ہوتی تھیں اور قرآن مجید قیامت تک کے لئے نازل ہوا ہے، لہٰذا وہ باقی نہ رہیں اور قرآن مجید قیامت تک باقی رہے گا۔

پہلی آسمانی کتابوں کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے نہیں لیا تھا، جبکہ قرآن مجید کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے، اس لئے پہلی کتابیں ختم ہوگئیں اور قرآن مجید باقی ہے اور باقی رہے گا۔ دلائل

**وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ۔ (المائدہ:۴۸) مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا۔ (البقرہ:۱۰۶) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَتَاكُمْ يُوسُفُ وَأَنَا فِيكُمْ فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ۔ (مصنف عبد الرزاق:۶/۱۱۴) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلا اتِّبَاعِي۔ (مشکوٰۃ المصابیح:۱/۳۰)۔ وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ (البقرہ: ۲۳) قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔ (الاسراء: ۸۸) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔ (الكهف:۵۴) قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ۔ (الزمر:۲۸) بل ھو آیۃ و معجزۃ ظاہرۃ و دلالۃ باھرۃ و حجۃ**

قاهرۃ ومن وجوہ معتددۃ من جهۃ اللفظ
و من جهۃ النظم و من جهۃ البلاغۃ فی
دلالۃ اللفظ على المعنیٰ و من جهۃ
معانیہ التی امر بها و معانیها التی اخبر
بها عن اللہ تعالیٰ و اسمائہ و صفاتہ و
ملائکتہ و غیر ذٰلک و من جهۃ معانیہ التی
اخبر بها عن الغیب الماضی و الغیب
المستقبلۃ (شرح عقیدۃ سفارینیۃ:ج١:
١٧۶) و الاعجاز حصل بنظمہ و معانیہ
(شرح فقہ اکبر:١۵٢) ﴿ وَيَضَعُ عَنْهُمْ
إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ
فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا
النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ﴾ (الاعراف:١۵٧)﴿ إِنَّا
أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا
النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا
وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ
كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ﴾ (المائدۃ:
۴۴) و انہ هو الذی نزلہ محفوظاً من
الشیاطین وهو حافظ فی کل وقت من
الزیادۃ و النقصان و التحریف و
التبدیل ..... بخلاف الکتب المقدمۃ فانہ
لم یتول حفظها و اما استحفظها
الربانیون و الاحبار فاختلفوا فیما بینهم
بغیا فوقع التحریف و لم یکل القرآن الی
غیر حفظہ﴾ (حاشیۃ جلالین:ج١:٢١١) قَوْلُهُ

**تَعَالَى: (إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ) يَعْنِي الْقُرْآنَ. (وَإِنَّا لَـهُ لَحافِظُونَ) مِنْ أَنْ يُـزَادَ فِيـهِ أَوْ يُنْقَصَ مِنْـهُ. قَـالَ قَتَـادَةُ وَثَـابِتٌ الْبُنَـانِيُّ: حَفِظَـهُ اللَّهُ مِنْ أَنْ تَزِيـدَ فِيـهِ الشَّـيَاطِينُ بَاطِلًا أَوْ تَنْقُصَ مِنْـهُ حَقًّا، فَتَـوَلَّى سُـبْحَانَهُ حِفْظَهُ فَلَمْ يَزَلْ مَحْفُوظًا، وَقَالَ فِي غَيْرِهِ بِمَـا اسْـتُحْفِظُوا، فَوَكَـلَ حِفْظَـهُ إِلَيْهِمْ فَبَدَّلُوا وَغَيَّرُوا. (احكام القرآن للقرطـبی: ١٠/٥)** بند

بند.

بند قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسا نازل ہوا ویسا ہی بغیر کسی تبدیلی اور بغیر کسی تحریف کے محفوظ ہے، قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔ تشریح

**قرآن اللہ کی محفوظ کتاب ہے:**

قرآن اللہ کی محفوظ کتاب ہے، جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے خود لی ہے، چنانچہ وہ قرآن جوسیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ و سلم پر نازل کیا گیا تھا آج بھی بعینہ بلا کسی تبدیلی کے محفوظ شکل میں موجود ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن جب بھی نازل ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی لکھنے والے صحابہ کو لکھوا دیتے اور کہہ دیتے کہ کونسی آیت کس سورت میں لکھی جائے، اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو نازل شدہ قرآن کا حصہ سکھا دیتے اور صحابہ اس کو یاد

کرلیتے، بہت سے صحابہ ایسے ہیں جو قرآن مجید کے حافظ تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ یمامہ میں سینکڑوں حفاظ شہید ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رائے دی کہ قرآن کو ایک ہی جگہ جمع کردیا جانا چاہئے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قرآن جو متفرق چیزوں مثلاً چمڑے پر یا ہڈیوں پر لکھا گیا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں اس کو ایک جلد میں (ما بین الدفتین)جمع کیا گیا ، اس کی ذمہ داری ایک کمیٹی کو دی گئی جس نے حضرت زیدبن ثابت رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں اس کام کو انجام دیا اور پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں اسی مجموعے کو رسم عثمانی میں لکھ کر تمام اقطاع عالم میں پھیلایا گیا کہ وہ قرآن جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے امت کو ملا وہ پوری دنیا میں پھیل جائے۔

اور ہر زمانے اور علاقے کے لوگوں نے اللہ کی مشیت سے اللہ کے کلام کو سینوں اور لکھ کر محفوظ کرلیا، ہر زمانے میں ہزاروں لاکھوں حفاظ قرآن پائے جاتے، جو ایک ہی قرآن کے حافظ تھے اور وہی قرآن آج بھی محفوظ ہے، اور یہ خود قرآن کی حقانیت کا ایک ثبوت ہے کہ وہ کتاب جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو جس شکل میں دیا وہ بغیر کسی تغیر و تبدیلی کے اور بغیر کسی تحریف کے امت کے پاس محفوظ ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے ذریعے واضح فرما دیا تھا

کہ اس قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے لیا ہے، ظاہر ہے
جس کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے لی ہو اس
میں کوئی کیسے تبدیلی کر سکتا ہے؟

اس بات پر ایمان فرض ہے کہ قرآن بغیر تحریف کے
محفوظ ہے، جو شخص قرآن میں تحریف کا گمان رکھتا ہو
یا یہ کہتا ہو کہ جو قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل
ہوا تھا وہ امت کے پاس نہیں وہ کافر ہے۔

**اللہ کی کتابوں اور قرآن میں نسخ:**

اللہ تعالیٰ جب ایک شریعت کے بعد دوسری شریعت
دوسرے نبی اور قوم کو دیتا تو احکام میں اس قوم کے
مناسب حال کچھ تبدیلی بھی کردیتا ، ایک حکم بدل کر
دوسرا حکم دینا یہ ’’نسخ‘‘ کہلاتا ہے، عملی احکام میں
نسخ ہوتا ہے، ایمانیات و عقائد میں نسخ نہیں ہوتا، اور
آسمانی کتابوں میں احکام عملیہ اور شریعت میں نسخ
ہوتا رہا ہے، آسمانی کتابوں میں نسخ ماننے میں کوئی
حرج نہیں ہے، اس کا آسان سا مفہوم یہی ہے کہ ایک
حکم اللہ نے ایک قوم کے مناسب حال سمجھا تو اس کو دیا
اور بعد میں دوسری قوم کو بدل کر ایک دوسرا حکم دیا،
مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں نکاح میں
جمع بین الاختین (یعنی دو بہنوں سے بیک وقت نکاح) جائز
تھا لیکن بعد میں اس کو بدل دیا گیا، اسی طرح حضرت
موسی علیہ السلام کی شریعت میں طلاق کی عام اجازت
تھی، لیکن حضرت عیسی علیہ السلام کی شریعت میں
صرف زنا کی وجہ سے عورت کو طلاق دی جا سکتی تھی
ورنہ نہیں، حاصل یہ کہ شریعتوں میں نسخ کا عمل ہوا ہے

ہے، جو حکم ختم کردیا جائے اس کو منسوخ اوراس کی جگہ جو نیا حکم آئے اس کو ناسخ کہتے ہیں۔

قرآن مجید میں پچھلی شریعتوں کے مقابلہ میں بھی نسخ ہوا ہے، مثلاً شریعت عیسوی کے بعد پھر سے طلاق کی عام اجازت دے دی گئی، اسی طرح ابتداءِ اسلام میں ایک حکم دیا گیا بعد میں پھر اس حکم کو کسی مصلحت سے بدل دیا گیا، جیسے مدینہ ہجرت کے بعد بیت المقدس کی جانب رخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ہوا تھا جو وحی غیر متلو کے ذریعہ دیا گیا، پھر قرآن میں دوبارہ کعبۃ اللہ کو قبلہ بنا کر نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا، غرض یہ کہ قرآن میں بھی نسخ ہوا ہے، اللہ تعالیٰ بندوں کے مناسب حال جو حکم چاہتے ہیں بدل کر دے سکتے ہیں، ہاں جب دین مکمل ہو گیا شریعت بہ تمام وکمال نازل کر دی گئی اب کوئی نسخ نہیں ہوگا، کیونکہ اب کوئی نئی شریعت آنے والی نہیں ہے، اب قیامت تک قرآن اور اس کی شریعت ہی واجب التعمیل ہے۔

نسخ سے متعلق یہاں صرف عقائد سے متعلقہ بات کہی گئی ہے، باقی قرآن میں کہاں کہاں نسخ ہوا ہے وغیرہ تفصیلات علوم القرآن موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں موجود ہے۔ دلائل

**إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر:۹) يقول تعالى ذكره:( إِنَّا نَحْنُ نزلْنَا الذِّكْرَ ) و هو القرآن( وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ) قال: وإنا للقرآن لحافظون من أن يزاد فيه باطل مَّا ليس منه، أو**

ينقص منه ما هو منه من أحكامه وحـدوده وفرائضه (تفسير طبرى:١٤١٢) وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ( ٦) لَـوْ مَـا تَأْتِينَـا بِالْمَلَائِكَـةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ (٧) مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَـةَ إِلَّا بِـالْحَقِّ وَمَـا كَـانُوا إِذًا مُنْظَـرِينَ (٨) إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَـا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَـافِظُونَ (٩)) الحجـر( مَـا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْـرٍ مِنْهَـا أَوْ مِثْلِهَـا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللہ عَلَى كُـلِّ شَـيْءٍ قَدِيرٌ (١٠٦) )البقـر( سَـيَقُولُ السُّـفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَـــا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَـانُوا عَلَيْهَـا قُـلْ لِلَّهِ الْمَشْـرِقُ وَالْمَغْـرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (١٤٢) وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَـهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْـهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَـدَى اللہ وَمَـا كَـانَ اللہ لِيُضِـيعَ إِيمَـانَكُمْ إِنَّ اللہ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ (١٤٣) قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَـاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْـجِدِ الْحَـرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَـطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُـونَ أَنَّهُ الْحَـقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَمَـا اللہ بِغَافِـلٍ عَمَّا يَعْمَلُـونَ (

**(۱۴۴ )البقـرہ) ( الْيَـوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللہ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۳)) المائدہ) ( بند**

بند.

**بد** قرآن مجید علم کا یقینی ذریعہ ہے، جو بات قرآن میں مذکور ہے وہی بر حق ہے۔ تشریح

**قرآن علم کا یقینی ذریعہ ہے:**

قرآن اللہ کا کلام ہے، جو العلیم، الخبیر ، عالم الغیب و الشہادہ اور علیم بذات الصدور ہے، کائنات میں جس کسی کے یہاں علم کی صفت ہے اسی اللہ کی عطاء کردہ ہے، ظاہر ہے پھر خود اس کے علم سے جو کلام صادر ہوا ہے وہی علم کا سب سے یقینی ذریعہ ہوگا۔

قرآن کو علم یقینی کا ذریعہ ماننے کا تقاضہ یہ ہے کہ اس بات پر ایمان رکھا جائے کہ قرآن جو کچھ کہتا ہے وہی حق ہے اور جو بات قرآن سے ٹکراتی ہے وہ غلط اور جھوٹ ہے۔

توحید، انبیاء کی سچائی، آخرت کا وجود، اس دنیا کا ہمیشہ نہ ہونا، اعمال کا حساب و کتاب ، فرشتے اور جنت و جہنم یہ سب قرآن کے بیان کردہ حقائق ہیں اور یہی حق ہے، جو کچھ بھی نظریات و افکار اس کے خلاف ہیں وہ جھوٹ ہیں۔

آگے یہ بات آرہی ہے کہ قرآن کا موضوع ہدایت ہے ، لیکن ساتھ ہی قرآن اپنے اصل موضوع کے ساتھ کائنات کی

بہت سی حقیقتوں کو بیان کرتا ہے، قرآن کائنات کی جس حقیقت کو بیان کرتا ہے وہی حق ہے، اگر انسانی مشاہدہ و تجربہ اس کے خلاف جاتا ہے تو انسان کا مشاہدہ و تجربہ غلط اور فہم کا قصور ہے، انسان کو اپنی تحقیق جاری رکھنی چاہئیے اور ایک دن وہ اسی حقیقت تک پہنچے گا جو قرآن نے بتلائی ہے اور ساتھ ہی قرآن کے دعوی کی سچائی پر یقین رکھنا لازم ہے ، یہی ایمان ہے، ورنہ اپنی تحقیق کے نتیجے کے انتظار تک ایمان کو بجائے سکوت اختیار کرنا ایمان کے خلاف ہے۔

قرآن تاریخ کی کتاب بھی نہیں ہے، لیکن بہت سے تاریخی حقائق قرآن بیان کرتا ہے، قرآن جو کچھ تاریخی حقائق بیان کرتا ہے وہی حق ہے، کوئی تاریخ اگر قرآن کے خلاف وکئی دعوی کرتی ہو تو وہ جھوٹی ہے، انبیاء بنی اسرائیل جو قرآن کی تاریخ کے خلاف کوئی دعوی کرتے ہوں تو وہ سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں ہے، حق وہی ہے جو قرآن بیان کرتا ہے، کیونکہ وہ العلیم کا نازل کردہ ہے اور وہی علم کا یقینی ذریعہ ہے، مثلاً بنی اسرائیل نے تورات و انجیل میں تحریف کرکے بہت سے رذائل اور گھناؤنے کاموں کو انبیاء سے متصف کیا ہے، جبکہ قرآن انبیاء کو اخلاق حمیدہ کا حامل بتلاتا ہے اور رذائل سے ان کی کلی طور پر نفی کرتا ہے، یہود حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام پر تہمت لگاتے ہیں جبکہ قرآن ان کو عفیفہ و پاکدامن اور تمام عالم کی خواتین میں چنندہ قرار دیتا ہے، حق وہی ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے کہ انبیاء رذائل کا ارتکاب ہر گز نہیں کر سکتے، اور حضرت مریم

علیہا السلام پاک دامن و عفیفہ تھیں اور اس پر ایمان اس لئے ضروری ہے کہ علم کا یقینی ذریعہ قرآن ہے، جب قرآن کوئی بات کہہ دے تو وہی بر حق ہے۔

**قرآن بینات و براہین سے بھر پور کتاب ہے:**

قرآن مجید کی ایک اہم صفت یہ ہے کہ وہ محض دعوؤں پر مشتمل کتاب نہیں ہے؛ بلکہ دلائل و براہین سے بھی بھر پور ہے اور اپنے تمام دعوؤں پر آفاقی و انفسی اور عقلی اور فطری حجتیں پیش کرتی ہے۔

اور اپنے مخاطبین سے بھی کہتی ہے کہ اندھوں ، بہروں اور بے عقلوں اور جانوروں کی طرح مت رہو ؛ بلکہ غور و فکر اور تدبر سے کام لو، قرآن اپنے دعووں پر دلائل پیش کرتا ہے اور مخالفت کرنے والوں سے کہتا ہے کہ اگر تمہاری مخالفت پر کوئی ہو تو لاؤ۔

قرآن کہتا ہے کہ اس کتاب میں کوئی اختلاف اور تضاد نہیں ہے، اس میں کوئی تیڑھ نہیں ہے۔ قرآن خود دعوی بھی ہے اور بھی ہے، خود قرآن اس کی صفت بیان کرتے ہیں کہتا ہے کہ یہ ’’آیات بینات ‘‘ ہیں۔

قرآن کہتا ہے کہ قرآن کے ہی پر ہے جبکہ قرآن کے موقف کو ترک کرکے جو لوگ الگ راہ اپنائے ہوئے ہیں وہ صرف اندازوں اور اٹکلوں پر ہیں، ان کے پاس کوئی علم و نہیں ہے۔ دلائل

**وَهَـذَا كِتَـابٌ أَنْزَلْنَـاهُ مُبَـارَكٌ فَـاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُـوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُـونَ (١٥٥) أَنْ تَقُولُـوا إِنَّمَا أُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلَى طَـائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَـا وَإِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَـتِهِمْ لَغَـافِلِينَ (١٥٦) أَوْ**

تَقُولُوا لَوْ أَنَّا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا أَهْـدَى مِنْهُمْ فَقَـدْ جَـاءَكُمْ بَيِّنَـةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُـدًى وَرَحْمَـةٌ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَـذَّبَ بِآيَـاتِ اللہ وَصَدَفَ عَنْهَا سَـنَجْزِي الَّذِينَ يَصْـدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُـوءَ الْعَـذَابِ بِمَـا كَـانُوا يَصْـدِفُونَ ( ١٥٧)) الأنعام) ﴿ وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِـالَّتِي هِيَ أَحْسَـنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُـوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَـا وَأُنْـزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَهُنَا وَإِلَهُكُمْ وَاحِـدٌ وَنَحْنُ لَـهُ مُسْـلِمُونَ ( ٤٦) وَكَـذَلِكَ أَنْزَلْنَـا إِلَيْـكَ الْكِتَـابَ فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمِنْ هَـؤُلَاءِ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمَا يَجْحَـدُ بِآيَاتِنَـا إِلَّا الْكَـافِرُونَ ( ٤٧) وَمَا كُنْتَ تَتْلُـو مِنْ قَبْلِـهِ مِنْ كِتَـابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِـكَ إِذًا لَارْتَـابَ الْمُبْطِلُـونَ (٤٨) بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُـدُورِ الَّذِينَ أُوتُـوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَـدُ بِآيَاتِنَـا إِلَّا الظَّالِمُونَ (٤٩) وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْـهِ آيَـاتٌ مِنْ رَبِّـهِ قُـلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللہ وَإِنَّمَا أَنَـا نَـذِيرٌ مُبِينٌ ( ٥٠) أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَـا عَلَيْـكَ الْكِتَـابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَلِـكَ لَرَحْمَـةً وَذِكْـرَى لِقَـوْمٍ يُؤْمِنُـونَ (٥١) قُـلْ كَفَى بِـاللہ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَـهِيدًا يَعْلَمُ مَـا فِي السَّـمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالَّذِينَ آمَنُـوا بِالْبَاطِـلِ وَكَفَـرُوا بِـاللہ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِـرُونَ (٥٢) ( العنكبـوت) ﴿ أَفَلَا يَتَـدَبَّرُونَ الْقُـرْآنَ أَمْ

عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَـا (٢٤) إِنَّ الَّذِينَ ارْتَـدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَـا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُـدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَى لَهُمْ (٢٥) ذَلِـكَ بِـأَنَّهُمْ قَـالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُـوا مَـا نَـزَّلَ اللهُ سَـنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْـرِ وَاللهُ يَعْلَمُ إِسْـرَارَهُمْ (٢٦)( محمـد) سَـيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللهُ مَـا أَشْـرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَـا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ كَذَلِكَ كَـذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّى ذَاقُوا بَأْسَـنَا قُـلْ هَـلْ عِنْـدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُـونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُـونَ (١٤٨) قُـلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَـوْ شَـاءَ لَهَـدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ( ١٤٩)( الأنعام) أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَـوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوا فِيـهِ اخْتِلَافًـا كَثِيرًا (٨٢) (النساء) الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَـهُ عِوَجًـا (١) قَيِّمًا لِيُنْـذِرَ بَأْسًـا شَـدِيدًا مِنْ لَدُنْـهُ وَيُبَشِّـرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْـرًا حَسَـنًا (٢)( الكهـف) وَلَقَـدْ ضَـرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَـذَكَّرُونَ (٢٧) قُرْآنًـا عَرَبِيًّا غَيْـرَ ذِي عِـوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُـونَ (٢٨)( الزمـر) طس تِلْـكَ آيَـاتُ الْقُـرْآنِ وَكِتَـابٍ مُبِينٍ (١) هُـدًى وَبُشْـرَى لِلْمُـؤْمِنِينَ (٢) الَّذِينَ يُقِيمُـونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُـونَ الزَّكَـاةَ وَهُمْ بِـالْآخِرَةِ هُمْ

يُوقِنُـونَ (٣) إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُـونَ بِـالْآخِرَةِ
زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ (٤) أُولَئِكَ
الَّذِينَ لَهُمْ سُـوءُ الْعَـذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِـرَةِ
هُمُ الْأَخْسَـــرُونَ (٥) وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُــرْآنَ
مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ (٦) (النمل) وَمَـا مِنْ
غَائِبَـةٍ فِي السَّـمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَـابٍ
مُبِينٍ (٧٥) إِنَّ هَذَا الْقُـرْآنَ يَقُصُّ عَلَى بَنِي
إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ (٧٦)
( النمـل) حم (١) تَنْزِيـلُ الْكِتَـابِ مِنَ اللَّ
الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (٢)( غـافر) حم (١) تَنْزِيــلٌ
مِنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (٢) كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ
قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِقَـوْمٍ يَعْلَمُـونَ (٣)( فصـلت)
إِنَّ الَّذِينَ كَفَـرُوا بِالــذِّكْرِ لَمَّا جَــاءَهُمْ وَإِنَّهُ
لَكِتَابٌ عَزِيزٌ (٤١) لَا يَأْتِيــهِ الْبَاطِـلُ مِنْ بَيْنِ
يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (
٤٢) مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُـلِ مِنْ
قَبْلِكَ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ (
٤٣) وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًـا أَعْجَمِيًّا لَقَـالُوا لَـوْلَا
فُصِّلَتْ آيَاتُهُ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ
آمَنُوا هُدًى وَشِـفَاءٌ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُـونَ فِي
آذَانِهِمْ وَقْــــرٌ وَهُــــوَ عَلَيْهِمْ عَمًى أُولَئِكَ
يُنَـادَوْنَ مِنْ مَكَـانٍ بَعِيــدٍ (٤٤)وَلَقَـدْ آتَيْنَـا
مُوسَى الْكِتَـابَ فَـاخْتُلِفَ فِيـهِ وَلَـوْلَا كَلِمَـةٌ
سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِــيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي
شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ (٤٥)( فصلت) وَاذْكُـرْ فِي

**الْكِتَـابِ مَـرْيَمَ إِذِ انْتَبَـذَتْ مِنْ أَهْلِهَـا مَكَانًـا شَـرْقِيًّا (١٦)( مـريم) قَـالَ إِنِّي عَبْـدُ اللہ آتَـانِيَ الْكِتَـابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا (٣٠) (مـريم) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِـدِّيقًا نَبِيًّا (٤١) (مــريم) وَاذْكُــرْ فِي الْكِتَــابِ مُوسَى إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُـولًا نَبِيًّا (٥١)( مريم) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْـمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَـادِقَ الْوَعْـدِ وَكَـانَ رَسُـولًا نَبِيًّا (٥٤)(مريم) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَـابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَـانَ صِـدِّيقًا نَبِيًّا (٥٦)(مـريم) وَمَـا مِنْ غَائِبَـةٍ فِي السَّـمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَـابٍ مُبِينٍ (٧٥) إِنَّ هَذَا الْقُـرْآنَ يَقُصُّ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ (٧٦) (النمل)** بند

بند.

قرآن کتـابِ ہدایت ہے، اب اس کے علاوہ کـوئی اور کتـاب،کتـابِ ہدایت نہیں ہے۔ تشریح

**قرآن کتابِ ہدایت ہے:**

قـرآن کی سـب سے اہم صـفت یہ ہے کہ وہ کتـاب ہدایت ہے، اس کی صفت ’’الهدی‘‘ جـو کامـل ہدایت نـامہ ہے، جو آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی بعثت کے بعد سے رہتی دنیا تک کے تمام انسانوں اور جنـوں کی ہدایت کےلئے نـازل کی گـئی، قـرآن کـا حقیقی مقصد نـزول یہی ہے کہ اس کے ذریعہ بنـدگان خـدا ہدایت یاب ہو جائیں، اب اس کتاب کے علاوہ کسی اور کتـاب میں

ہدایت نہیں ہے کیونکہ پچھلی تمام کتابیں محرف اور منسوخ ہوگئی ہیں، اب یہی کتاب ہدایت کے لئے کافی ہے، اس لئے اس کتاب کے علاوہ کسی اور کتاب کو ہدایت کا ذریعہ سمجھنا کفر اور بذات خود گمراہی ہے۔

قرآن کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے نازل کیا ہے تاکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ذریعہ بندگان خدا کو گمراہیوں کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کے نور کی جانب لائیں، اب اس کتاب کے علاوہ کسی اور میں یہ صفت نہیں ہے کہ وہ انسانوں کو گمراہیوں کے اندھیرے سے نکال کر ہدایت کے نور کی جانب لا سکے۔

قرآن اللہ کی کتاب رحمت ہے اور ایک با بر کت کتاب ہے، اس کتاب میں اللہ نے بندوں کے لئے ان تمام پہلوؤں کو واضح کردیا ہے جو ان کے لئے رحمت کا باعث ہیں، جب بندگان خدا اس کتاب کی پیروی کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی برکات کے مستحق بن جاتے ہیں اور اس فرد اور جماعت میں جو اس کتاب کی پیروی کرتے ہیں وہ برکات بالکل ظاہر دکھائی دینے لگتے ہیں، اور اسی طرح یہ کتاب ان تمام پہلووں کو بھی واضح کرنے والی ہے جو بندگان خدا کے لئے رحمت کے خلاف اور ان کی دنیوی اور اخروی زندگی کو جہنم بنانے والے ہیں کہ اگر بندگان خدا اس کتاب کی تنبیہات کو ملحوظ نہیں رکھتی ہے تو وہ رحمت و برکات سے محرومی کا بذات خود تجربہ کرتے ہیں۔

قرآن سلیم طبیعتوں کو جن میں پیدا کرنے والے اور پروردگار کا ڈر موجود ہے ، انہیں میثاق عہد الست جو ہر بندے کے شعور میں کہیں نہ کہیں موجود ہے یہ کتاب اس

کی یاد دہانی کرنے والی ہے، جو اللہ کے پر سے تذکرہ اور موعظت کے طو پر نازل کی گئی ہے۔

قرآن کو اللہ نے دلوں کے امراض کے لئے شفا بنا کر بھیجا ہے، انسانی دل و دماغ جس طرح کی گتھیوں میں پڑ کر ذہنی و دلی بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے یہی کتاب اس کے لئے شفاء کا ذریعہ ہے، اس کے علاوہ کسی اور کتاب میں ایسے شفاء بننے کی صلاحیت نہیں ہے۔

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی پکارپر لبیک کہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی اطاعت کرتے ہیں یہ قرآن ان کے لئے اچھے انجام ، دنیا میں پاکیزہ زندگیاور آخرت میں ہمیشہ کی جنت اور وہاں کے عیش و عشرت اور اللہ کی رضا کی خوشخبری دینے والی ہے، اور جو لوگ اللہ کی پکار سے منہ موڑیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے گریز کریں یہ کتاب ان کو برے انجام اور جہنم کے عذاب سے ڈرانے والی ہے۔ دلائل

**هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (٣٣) (التوبة) ، إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا (٩) (الإسراء) ، رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا**

أَبَــدًا قَــدْ أَحْسَــنَ اللَّهُ لَــهُ رِزْقًــا (١١) (الطلاق)﴿ وَلَقَـدْ ضَـرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَـذَا الْقُـرْآنِ مِنْ كُـلِّ مَثَـلٍ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِآيَــةٍ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ (٥٨)( الـروم)﴿ قُـلْ هُـوَ لِلَّذِينَ آمَنُـوا هُـدًى وَشِفَاءٌ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْـرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى أُولَئِكَ يُنَـادَوْنَ مِنْ مَكَـانٍ بَعِيــدٍ (٤٤)وَلَقَــدْ آتَيْنَــا مُوسَــى الْكِتَــابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ وَلَوْلَا كَلِمَـةٌ سَـبَقَتْ مِنْ رَبِّـكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ (٤٥)( فصلت)﴿ وَإِذْ صَـرَفْنَا إِلَيْـكَ نَفَـرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْــتَمِعُونَ الْقُــرْآنَ فَلَمَّا حَضَــرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَى قَـوْمِهِمْ مُنْـذِرِينَ (٢٩) قَـالُوا يَـا قَوْمَنَـا إِنَّا سَـمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى مُصَدِّقًا لِمَـا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ (٣٠)( الأحقــاف)﴿ قُــلْ أَيُّ شَــيْءٍ أَكْبَــرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَـعَ اللَّهِ آلِهَـةً أُخْـرَى قُـلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُـوَ إِلَـهٌ وَاحِـدٌ وَإِنَّنِي بَـرِيءٌ مِمَّا تُشْــرِكُونَ (١٩)الَّذِينَ آتَيْنَـاهُمُ الْكِتَـابَ يَعْرِفُونَــهُ كَمَــا يَعْرِفُــونَ أَبْنَــاءَهُمُ الَّذِينَ خَسِــرُوا أَنْفُسَــهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُــونَ (٢٠) (الأنعــام)﴿وَهَـذَا كِتَـابٌ أَنْزَلْنَــاهُ مُبَـارَكٌ

فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُـوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُـونَ (١٥٥) أَنْ تَقُولُـوا إِنَّمَـا أُنْـزِلَ الْكِتَـابُ عَلَى طَـائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَإِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغَـافِلِينَ (١٥٦) أَوْ تَقُولُوا لَـوْ أَنَّا أُنْـزِلَ عَلَيْنَـا الْكِتَـابُ لَكُنَّا أَهْدَى مِنْهُمْ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِآيَاتِ اللہ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْـدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ (١٥٧)( الأنعــام) المص (١) كِتَــابٌ أُنْــزِلَ إِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ مِنْهُ لِتُنْذِرَ بِهِ وَذِكْـرَى لِلْمُـؤْمِنِينَ (٢) (الأعـراف) وَلَقَـدْ جِئْنَـاهُمْ بِكِتَـابٍ فَصَّـلْنَاهُ عَلَى عِلْمٍ هُـدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (٥٢) (الأعراف) الر كِتَــابٌ أَنْزَلْنَــاهُ إِلَيْــكَ لِتُخْــرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِـرَاطِ الْعَزِيــزِ الْحَمِيــدِ (١) (ابــراهيم) إِنَّ هَـذَا الْقُــرْآنَ يَهْــدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْــوَمُ وَيُبَشِّــرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْـرًا كَبِـيرًا (٩) (الإســراء) الم (١) تِلْـكَ آيَــاتُ الْكِتَــابِ الْحَكِيمِ (٢) هُـدًى وَرَحْمَــةً لِلْمُحْسِـنِينَ (٣) (لقمـان) كِتَـابٌ أَنْزَلْنَـاهُ إِلَيْـكَ مُبَـارَكٌ لِيَـدَّبَّرُوا آيَاتِـهِ وَلِيَتَـذَكَّرَ أُولُـو الْأَلْبَــابِ (٢٩)( ص) اللہ نَــزَّلَ أَحْسَــنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقْشَـعِرُّ مِنْـهُ جُلُـــودُ الَّذِينَ يَخْشَـــوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ

**جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللہ ذَلِكَ هُدَى اللہ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللہ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ (۲۳)( الزمر)۔** بند

بند.

**بند** بے سمجھے تلاوتِ قرآن بھی باعث اجر ہے، ہاں سمجھ کر پڑھنا اجر اور ہدایت میں اضافے کا ذریعہ ہے۔ تشریح

**تلاوت و تدبّرِ قرآن:**

قرآن کے اللہ کی کتابِ ہدایت ہونے کا لازمی تقاضہ ہے کہ بندے اس کتاب سے رہنمائی حاصل کریں، اس کتاب کو پڑھیں ، اس کتاب کی تلاوت کریں، اس کو سمجھیں اور اس کے معانی میں غور و فکر کریں اور ان کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔

جس طرح سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ذمہ داری تھی کہ دعوت اسلام کے لئے اور تعلیمِ کتاب کے لئے اس کی دوسروں کے سامنے تلاوت کریں اسی طرح خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کی تلاوت کا حکم تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی بکثرت تلاوت کیا کرتے، خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں میں قرآن کی تلاوت کرتے، آپ کی تہجد قرآن مجید کے ساتھ پوری ہوتی، جس میں صرف چند رکعات پورے کرنا نہیں ہوتا تھا بلکہ زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت ہوتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی نمازجس کا غالب حصہ قرآن مجید کی تلاوت پر مشتمل ہوتا آدھی رات یا اس سے کچھ کم اور کبھی آدھی رات سے بھی زیادہ ہوتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی دوسروں سے بھی قرآن مجید کی تلاوت کا مطالبہ کرتے تاکہ آپ دوسروں کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے سنیں ، یہ سننا صرف تعلیم کتاب کے طور پر نہیں تھا بلکہ تلاوت قرآن کا سننا خود ایک عبادت ہے اس طور پر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو تلاوت کلام مجید کی تلقین کیا کرتے اور سبھی صحابہ قرآن مجید کی بکثرت تلاوت کیا کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنے کا کم از کم نصاب تین دن اور زیادہ سے زیادہ تیس دن دیا تھا، عام طور پر صحابہ روزانہ ایک حزب یا ایک منزل کے اعتبار سے سات دن میں مکمل قرآن مجید کی تلاوت کرلیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی تلاوت پر بے شمار اجر کی بشارت دی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کے ہر حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں، پھر آپ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ: الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

تلاوت چاہے سمجھ کر ہو چاہے سمجھے بغیر ہو بہر صورت اجر کا باعث ہے، بعض لوگ یہ کہدیتے ہیں کہ بغیر سمجھے پڑھنے کا کیا فائدہ؟ یہ غلط ہے! ایک شخص اگر احکام اسلام عربی سمجھے بغیر یا ترجمہ قرآن پڑھے بغیر عمل کرتا ہے، فرائض ادا کرتا ہے اور اسلام کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچتا ہے ، پھر بغیر سمجھے صرف تلاوت سیکھ کر قرآن کی بھی تلاوت کرتا ہے تو اس کو اس

تلاوت کا یقیناً فائدہ پہنچتا ہے، خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد میں الم کی مثل دی ہے، ظاہر ہے امت کو حروف مقطعات کے معنی نہیں معلوم ہیں پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تلاوت پر تیس نیکیاں ملتی ہیں، اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ بغیر سمجھے پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

ہاں قرآن مجید سمجھنا اور اس کے معانی میں غور وفکر کرنا بھی قرآن کا ایک حق ہے، جو شخص اس حق کو پورا کرتا ہے وہ زیادہ ثواب کا مستحق بنتا ہے اور اس کو اللہ کی کتاب کے سمجھنے سے ایمان وعمل اور علم و معرفت کے بے شمار فائدہ حاصل ہوتے ہیں، اور یہ بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو سمجھنے اور اس کے معانی میں غور و فکر کرنے کا بھی حکم دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود معلم کتاب تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود صحابہ کو کتاب اللہ کے معانی کی تعلیم دیتے اور صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کے معانی کی تعلیم حاصل کرتے تھے، بنیادی طور پر مؤمن ہونے کے لئے قرآن کا علم سبھی صحابہ حاصل کرتے، ہاں تفصیلی علم حاصل کرنے والے خاص خاص صحابہ بھی تھے، مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ: چار اصحاب سے قرآن کے علم کو حاصل کرو، حضرت عبد اللہ بن مسعود ، حضرت سالم مولی ابی حذیفہ، حضرت ابی بن کعب اور حضرت معاذ بن جبل رضی

اللہ عنہم سے، اسی طرح حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو فہم قرآن کے لئے خاص دعاء دی، صحابۂ قرآن کے سمجھنے اور اس کے معانی میں تدبر پر اپنی محنتیں لگاتے تھے۔

اس لئے یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اس کتاب کو سمجھنا مشکل ہے یا اس کو مخصوص لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں، جبکہ صحیح یہ ہے کہ جو بھی اس کتاب کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو علم و ہدایت سے سرفراز کرتے ہیں، شرط یہ ہے کہ اس کو سمجھنے کے لئے ایسی کوشش کی جائے جیسے کہ اس کا حق ہے، اس میں اپنی رائے سے کچھ کہنا یا جنہیں قرآن کا علم نہیں ہے انہیں اس کو سمجھنے کا ذریعہ بنانا، اسی سے گمراہی کے دروازے کھلتے ہیں، اسی پر علماء تنبیہ کرتے ہیں، غور کرنے والی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا کہ قرآن کے علم کو چار اصحاب سے حاصل کرو اور پھر ان کے نام بھی بتائے، یہ باتیں سمجھنے اور غور کرنے کی ہیں۔

حدیث مبارکہ میں وارد ہے کہ جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہو تو اس کی مثال سنگترے کھانے والے کی سی ہے جس کی خوشبو بھی پاکیزہ ہے اور لذت بھی مٹھاس والی ہے اور وہ مؤمن جو با عمل تو ہو لیکن قرآن نہ پڑھتا ہو اس کی مثال کھجور کی سی ہے، جس میں کوئی خوشبو تو نہیں ہے لیکن اس کا مزہ میٹھا ہے، اور جو منافق قرآن بھی نہیں پڑھتا کی مثال

اندرائن پھل جیسی ہے جس میں خوشبو بھی نہیں ہے اور مزہ بھی تلخ اور کڑوا ہے۔

بہر حال اس کتابِ ہدایت کو پڑھنے اور تلاوت کرنے اور سمجھنے اور اس سے تعلق رکھنے اور اس کے احکام کی پیروی کرنے میں امت کی بھلائی اور خیر مضمر ہے اور اس کتاب سے دوری ہی زوال و انحطاط کا باعث ہے۔ دلائل

**لَقَدْ مَنَّ اللہُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (١٦٤) (آل عمران)۔ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (٩٨)( النحل)۔ وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا (٢٧) ( الكهف) ۔ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (٩١) وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ فَمَنِ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِينَ (٩٢) ( النمل) ۔ اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللہِ أَكْبَرُ وَاللہُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ (٤٥) (العنكبوت) ۔ ذُكِرَ عَبْدُ اللہِ عِنْدَ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرٍو ، فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لاَ أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ**

**رَسُولَ اللہ - صلى اللہ عليه وسلم - يَقُولُ « اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللہ بْنِ مَسْعُودٍ ، فَبَدَأَ بِهِ ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِى حُذَيْفَةَ ، وَأُبَىِّ بْنِ كَعْبٍ ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ » . (صحيح بخارى) عَنْ عُثْمَانَ - رضى اللہ عنه - عَنِ النَّبِىِّ - صلى اللہ عليه وسلم - قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ . عَنْ أَبِى مُوسَى الأَشْعَرِىِّ قَالَ رَسُولُ اللہ - صلى اللہ عليه وسلم - مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِى يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الأُتْرُجَّةِ ، رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِى لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ لاَ رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِى يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ ، رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِى لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ ، لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ » . (صحيح بخارى)** بند

بند.

بند قرآن فرقان ہے، یعنی حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے والی کتاب ہے۔ تشریح

**قرآن فرقان ہے:**

قرآن مجید کی ایک اہم صفت یہ ہے کہ وہ حق اور باطل دونوں کو جدا جد کرنے والی کتاب ہے، وہ ایسی کتاب ہے جو باطل کے دماغ پر ایسی ضرب لگاتی ہے کہ اس کو

پاش پاش کر دیتی ہے، کسی باطل میں یہ طاقت نہیں ہے
کہ وہ قرآن کی حقانیت کے سامنے ٹک سکے۔

اس کتاب کے نازل ہونے کے بعد کسی کو یہ حق نہیں
پہنچتا کہ وہ اس تردد کا اظہار کرے کہ وہ حق اور باطل
میں تمیز نہیں کر سکتا، ایسے تمام حیلوں کو قرآن نے جڑ
سے اکھاڑ پھینکا ہے، اس کتاب نے یہ بھی بتلادیا کہ کونسی
چیزیں باطل ہیں اور ان کی بے حیثیت و بے وقعتی کو بھی
ہر طرح سے واضح کردیا ہے۔

جو شخص اس فرقان کی پیروی کرے گا اس کے بارے
میں پورا اطمینان ہے کہ وہ باطل سے محفوظ رہے گا۔

قرآن مجید کے بہت سے نام ہیں جو قرآن میں ذکر
کئے گئے ہیں، مثلاً قرآن مجید، قرآن حکیم، قرآن مبین،
قرآن عربی، برہان، نور مبین، شفاء، رحمت، ہدایت، تذکرہ
اور ذکر وغیرہ۔ دلائل

**بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ۝ (البروج:۲۱)
يٰسٓ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ۝ (یاسین:۱،۲) إِنَّهُ
لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ۝ (الواقعہ:۷۷) تِلْكَ آيَاتُ
الْكِتَابِ الْمُبِينِ۝ (قصص:۲) إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا
عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۝ (یوسف:۲) تَبَارَكَ
الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ۝ (الفرقان:
۱) يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ
رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا۝ (النساء:
۱۷۴) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ
وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ۝ (الاسراء:۸۲) ذَلِكَ
الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ۝**

(البقـــــــر:٢) وَإِنَّهُ لَتَـــــــذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ
(الحــاق:٤٨) إِنْ هُــوَ إِلَّا ذِكْــرٌ لِلْعَــالَمِينَ
(التكـوير:٢٧) شَـهْرُ رَمَضَـانَ الَّذِي أُنْـزِلَ
فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى
وَالْفُرْقَـــانِ فَمَنْ شَـــهِدَ مِنْكُمُ الشَّـــهْرَ
فَلْيَصُـمْهُ وَمَنْ كَـانَ مَرِيضًـا أَوْ عَلَى سَـفَرٍ
فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ الل بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا
يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُـوا الْعِـدَّةَ وَلِتُكَبِّـرُوا
الل عَلَى مَــا هَــدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْــكُرُونَ (
١٨٥) (البقر) نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِــالْحَقِّ
مُصَــدِّقًا لِمَــا بَيْنَ يَدَيْــهِ وَأَنْــزَلَ التَّوْرَاةَ
وَالْإِنْجِيلَ (٣) مِنْ قَبْلُ هُـدًى لِلنَّاسِ وَأَنْـزَلَ
الْفُرْقَانَ إِنَّ الَّذِينَ كَفَـرُوا بِآيَـاتِ الل لَهُمْ
عَذَابٌ شَدِيدٌ وَالل عَزِيزٌ ذُو انْتِقَـامٍ (٤)( آل
عمـــران) إِنَّ الَّذِينَ كَفَـــرُوا بِالـــذِّكْرِ لَمَّا
جَــاءَهُمْ وَإِنَّهُ لَكِتَــابٌ عَزِيــزٌ (٤١) لَا يَأْتِيــهِ
الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِـهِ تَنْزِيــلٌ
مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (٤٢) مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ
قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِـرَةٍ
وَذُو عِقَـابٍ أَلِيمٍ (٤٣) وَلَـوْ جَعَلْنَـاهُ قُرْآنًـا
أَعْجَمِيًّا لَقَـالُوا لَـوْلَا فُصِّـلَتْ آيَاتُـهُ أَأَعْجَمِيٌّ
وَعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُـوا هُـدًى وَشِـفَاءٌ
وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُــونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْــرٌ وَهُــوَ
عَلَيْهِمْ عَمًى أُولَئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَكَـانٍ بَعِيــدٍ
(٤٤)وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ

**وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ (۴۵) ( فصلت )﴿ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (۸۱) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا (۸۲) (الإسراء)﴾**

بند

بند.

**بند** قرآن اللہ کی شریعت و احکام کی کتاب ہے، یہی کتاب اللہ کا قانون ہے تشریح

**قرآن میں اللہ کی شریعت کا بیان ہے:**

قرآن اللہ کی شریعت و آئین کا بیان ہے، اس کتاب کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو شریعت و قانون اور احکام دئیے ہیں کہ بندگن خدا اس شریعت کے مطابق عمل کریں کہ اللہ ان کے درمیان اس کتاب کے فیصلے چاہتا ہے، جس پر عمل کرکے بندے اطمینان رکھ سکتے ہیں کہ وہ اللہ کے احکام اور اس کی مرضی کے مطابق زندگی گذار رہے ہیں، اور جو بندے اس سے انحراف کریں گویا وہ اللہ کی مرضی اور اس کے احکام کے خلاف زندگی گذار رہے ہیں۔ اور جو لوگ اللہ کی کتاب و شریعت کو ماننے کے باوجود اس کے احکام کے مطابق اپنے فیصلے سے اعراض کریں وہ فاسقو ظالم ہیں، اور جو ان احکام و شریعت ہی کا انکار کردیں وہ کافر ہیں۔ دلائل

**يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللہ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللہ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ**

كَرِهَ الْكَافِرُونَ (٣٢) هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ
رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى
الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (٣٣)
( التوب□) □ وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ
وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ
وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ (١٦) وَآتَيْنَاهُمْ
بَيِّنَاتٍ مِنَ الْأَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا
جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي
بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ
يَخْتَلِفُونَ (١٧) ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِنَ
الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا
يَعْلَمُونَ (١٨) إِنَّهُمْ لَنْ يُغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللَّ□
شَيْئًا وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ
وَاللَّ□ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ (١٩) هَذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ
وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ (٢٠)
( الجاثي□) □ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ
كُلِّهِ وَكَفَى بِاللَّ□ شَهِيدًا (٢٨) (الفتح)□
وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّ□ فَأُولَئِكَ هُمُ
الْكَافِرُونَ (٤٤)( المائد□) □ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ
بِمَا أَنْزَلَ اللَّ□ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (٤٥)
(المائد□) □ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّ□
فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (٤٧) وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ
الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ
الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا

**أَنْزَلَ اللہ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللہ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ إِلَى اللہ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ (۴۸) وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللہ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللہ إِلَيْكَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللہ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ (۴۹) أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللہ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ (۵۰)( المائدہ)ہ** بند

بند.

**بند** حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معانی کا حصہ ہے

تشریح

**تعلیم و تبیین کتاب اور تعلیمِ حکمت:**

کتاب اللہ کی تفسیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ احکامات صادر فرمائیں وہ بھی کتاب اللہ کی طرح واجب التسلیم اور واجب التعمیل ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تشریح و تبیین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری بتلائی ہے، گویا قرآن کی جو کچھ تبیین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے وہ قرآن کریم ہی کے مضمرات اور اس کے معانی کا حصہ ہیں، ظاہر ہے جو بات قرآن کریم

کے معانی ہیں وہ بلا شبہ واجب التسلیم اور واجب التعمیل ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی شکل میں جو کچھ نازل کیا ہے اس کی اپنی اہمیت ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ ’’دین کے طور پر‘‘ فرمائیں وہ بھی وحی ہے، خواہ وہ ارشاد قرآن مجید میں بصراحت ہمیں نظر آتا ہو یا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دینی خطاب پر لبیک کہنا لازمی ہے اور اس سے انحراف کرنا ایمان کے خلاف ہے،کیونکہ تبیین کتاب کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم ذمہ داری خود قرآن کے مطابق ’’تعلیم کتاب و حکمت ‘‘بھی ہے، تبیین و تعلیم کتاب کے علاوہ قرآن نے ’’تعلیم حکمت‘‘ کی جو ذمہ داری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہے وہ اس پورے دین کو شامل ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کے علاوہ امت کو دیا ہے، اس حکمت کی تعلیم میں شریعت اسلامیہ کی تفصیلات اور علوم و معارف کا مخزن شامل ہے، اگر کوئی قرآن کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اضافی تعلیمات کو چھوڑتا ہے تو گویا وہ خود اللہ کی جانب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ’’حکمت ‘‘ جو علم دیا گیا تھا اس سے خود کو محروم کرتا ہے اور اس طرح وہ خود قرآن کا انکار کرتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دین کے معاملہ میں تصدیق کے اصول سے انحراف کرکے ایمان سے بھی محروم ہوتا ہے۔

اس لئے یہ کہنا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی ارشاد مانیں گے جو بصراحت قرآن میں مذکور ہو جو

قــرآن میں نہیں ہے، وہ نہیں مــانیں گے یہ صــریح کفــریہ کلمات ہیں، اسی طرح یہ کہنا کہ ’’ہمارے لئے قرآن کــافی ہے!‘‘ یہ دھوکہ کے الفاظ ہیں، اگر ان الفاظ سے یہ غـرض ہو کہ احادیث میں جو کچھ ہے اس کــو ماننـا لازم نہیں ہے تو یہ کفریہ عقیدہ ہے ، اسی طرح کوئی بـات صـحیح ثـابت حدیث میں ہونے کے باوجود یہ کہنا کہ وہ قــرآن میں کہاں ہے؟ اس سوال سے اگر حدیث میں ثابت امر کو نظــر انــداز کرنا ہو تو یہ سوال خــود کفــر ہے، کیــونکہ ایمــان کــا اصــل اصول یہ ہے کہ انبیاء جو کچھ اللہ کے پاس ســے لے کــر اس کی تصــدیق لازم ہے، خــواہ وہ وحئ کتــاب اللہ ہو یــا وحئ غیرِ کتاب اللہ ہو۔

جو شخص وحی حـدیث کـو مـاننے سـے سـرے سـے ہی انکار کرے وہ بلا شــبہ کــافر ہے، اور جــو شــخص تــواتر ســے ثابت وحی حــدیث کے احکــام کــا انکــار کــرے وہ بھی بلاشــبہ کافر ہے، اور وحی حدیث کی اتبــاع کے لازم ہونے کــا عقیــدہ رکھتے ہوئے خبر آحاد سے ثــابت وحئ حــدیث کــا جــو شــخص انکار کرے وہ فاسق ہے۔

جو لوگ وحئ حدیث یا حجیتِ سنت کا انکار کرتے ہیں وہ گویــا اللہ اور اس کے رســول صــلی اللہ علیہ وســلم کے حکم میں فرق کررہے ہیں، حالانکہ اللہ اور اس کے رســول صــلی اللہ علیہ وســلم کے حکم میں کــوئی فــرق نہیں ہے، نبی کا حکم اللہ کی جانب ســے ہوتــا ہے، وہ دین کــا کــوئی حکم اپنی جانب سے نہیں دیتے، اسی لئے بار تعالیٰ نے ارشاد فرمایــا: ’’جس نے رســول کی اطــاعت کی گویــا اس نے اللہ کی اطاعت کی ہے‘‘۔ دلائل

لَقَـدْ مَنَّ اللہ عَلَى الْمُـؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُـزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَـابَ وَالْحِكْمَـةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (١٦٤)( آل عمران) ؛ وَمَا أَرْسَـلْنَا مِنْ قَبْلِـكَ إِلَّا رِجَـالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْـلَ الـذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُـونَ (٤٣) بِالْبَيِّنَـاتِ وَالزُّبُـرِ وَأَنْزَلْنَـا إِلَيْـكَ الـذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَـا نُـزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (٤٤)( النحل)؛ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْـكَ الْكِتَـابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُـوا فِيـهِ وَهُـدًى وَرَحْمَـةً لِقَـوْمٍ يُؤْمِنُـونَ (٦٤) ( النحل)؛ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُـلِّ أُمَّةٍ شَـهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَـهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُـدًى وَرَحْمَـةً وَبُشْـرَى لِلْمُسْـلِمِينَ (٨٩) ( النحل)؛ بند

بند.

بد قرآن میں آیات محکمات اور آیات متشابہات دونوں ہیں۔ تشریح

**محکمات و متشابہاتِ قرآن:**

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آیات محکمات کے ساتھ آیات متشابہات بھی رکھی ہیں، جن آیتوں میں ایمانیات کی تعلیم، صاف احکام اور عملی مطالبے مذکور ہیں وہ آیات محکمات ہیں، جبکہ چند آیات میں کچھ ایسے مضامین کا بیان ہے جن کا مفہوم امت کو نہیں بتلایا گیا ہے، ان میں

سے ہر دو کے بارے میں اصول یہ ہے کہ دونوں طرح کی آیتوں پر ایمان رکھنا ہے کہ وہ اللہ کی جانب سے نازل کی ہوئی ہیں، آیات محکمات پر عمل کرنا ہے، آیات متشابہات کیوں نازل کی گئی ہیں اس کی حکمت و مصلحت صرف اللہ تعالیٰ جانتے ہیں، ان کو حق مانتے ہوئے ان کی تصدیق کرتے ہوئے ان کی حقیقت و کیفیت کے علم کو اللہ کی جانب منسوب کرنا ہے کہ اس کا علم اللہ کے پاس ہے۔

دلائل

**هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ (٧) آل عمران**

بند

بند.

قرآن کریم قیامت تک اپنے الفاظ و معانی کے ساتھ باقی رہے گا

تشریح

اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن کریم کے الفاظ کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا ہے؛ بلکہ اس کے معانی اور تفسیر کی حفاظت کا ذمہ بھی لیا ہے، لہٰذا قرآن کریم قیامت تک اپنے الفاظ و معانی کے ساتھ باقی رہے گا

قرآن مجید زمانِ نزول سے لے کر اب تک بطریق تواتر منقول ہے اور قیامت تک اسی نقل تواتر کے ساتھ موجود رہے گا

دلائل

**إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَـــــا الـــــذِّكْرَ وَإِنَّا لَـــــهُ لَحَافِظُونَ (الحجر:٩) أما الكتاب فالقرآن المـنزل على رسـول اللـه المكتـوب في المصــاحف المنقــول عن النــبي عليــه السـلام نقلا متـواترا بلا شـبهة (كشـف الاسـرار شـرح اصـول بـزدوى:١/٦٩،٧٠) يقول تعالى ذكره:( إِنَّا نَحْنُ نزلْنَـا الـذِّكْرَ ) وهو القرآن( وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ) قال: وإنا للقرآن لحافظون من أن يـزاد فيـه باطـل مَّا ليس منه، أو ينقص منه ما هو منــه من أحكامــه وحــدوده وفرائضــه (تفســير طبرى:١٠/٥) وهو اسم للنظم و المعـنىٰ: امرنـا بحفـظ النظم و المعـنىٰ فـان دلال على النبو (النفع القدسي:٣١)** بند

بند.

قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کی موجود ترتیب اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مقرر کی ہوئی ہے۔

تشریح

**قرآن مجید کے نزول کی تفصیل اور اس کی ترتیب:**

قرآن مجید کا نزول ماہ مبارک رمضان میں شب قدر کو لوح محفوظ سے سماء دنیا پر ایک ساتھ مکمل طو پر ہوا، اور پھر تیئیس (۲۳) سال تک سماء دنیا سے تھوڑا تھوڑا قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔

قرآن مجید سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ساتھ مکمل کتاب کی شکل میں نازل نہیں کیا گیا ، بلکہ وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا کرکے حسب حال قرآن مجید کی آیات اور سورتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی جاتی رہیں ، مشرکین مکہ یہ مطالبہ کرتے تھے کہ ایک ساتھ پوری کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں نازل نہیں کی گئی؟اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ یہ اس لئے ہوا تاکہ آپ کے قلب کو جماؤ حاصل رہے، ’’عظمت قرآن ‘‘ کے عنوان کے تحت آیا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، اگر یہ پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو وہ ریزہ ریزہ ہوجاتا، عظمت قرآن کا تقاضہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا کلام تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا جائے تاکہ آپ پر آسانی رہے اور آپ کے قلب میں جماؤ کی کیفیت پیدا ہو۔

قرآن مجید کی وحی عام طور پر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک لاتے تھے، ہاں بعض قرآن کا حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے براہ راست بھی دیا ہے، مثلاً معراج کی رات سورۂ بقرہ کی آخری چند آیتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راست بطور تحفہ ملی ہیں۔

قرآن مجید کی پہلی آیات سورہ علق کی نازل ہوئی ہیں اور پہلی مکمل سورت قرآن مجید کی سورہ فاتحہ نازل ہوئی ہے

جب قرآن مجید کا نزول مکمل ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت: **الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ**

**دِينًا** نازل کی، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دین و ہدایت کے نزول کے اتمام اور تکمیل کی نوید سنائی ہے

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی قرآن مجید نازل ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی لکھنے والے صحابہ کو بتلاتے کہ نازل شدہ آیات کو کس سورت میں کہاں رکھا جائے ؟ اسی طرح کونسی سورت کو کس ترتیب سے رکھا جائے؟ اس ترتیب کو توقیفی ترتیب کہتے ہیں، یعنی وہ جو اللہ اور اس کے جانب سے مقرر شدہ ہے۔ دلائل

**شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللہ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللہ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (١٨٥)( البقرہ) ، قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ (١٠٢) (النحل)، يَا وَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا (٢٨) لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا (٢٩)وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا (٣٠) وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ وَكَفَى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا (٣١) وَقَالَ**

الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُـرْآنُ جُمْلَـةً وَاحِـدَةً كَـذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِـهِ فُـؤَادَكَ وَرَتَّلْنَـاهُ تَـرْتِيلًا (٣٢) (الفرقـان) حم (١) وَالْكِتَـابِ الْمُبِينِ (٢) إِنَّا جَعَلْنَـاهُ قُرْآنًـا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (٣) وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ (٤) أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الـذِّكْرَ صَـفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ (٥)(الزخـرف) حم ( ١) وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ (٢) إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَـةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ (٣) فِيهَا يُفْرَقُ كُـلُّ أَمْـــرٍ حَكِيمٍ (٤) أَمْـــرًا مِنْ عِنْـــدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِـــلِينَ (٥) رَحْمَـــةً مِنْ رَبِّـــكَ إِنَّهُ هُـــوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (٦)(الدخان) الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِـيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَـةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَـإِنَّ اللہ غَفُـورٌ رَحِيمٌ ( ٣) (المائد) عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَـا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُـدِئَ بِـهِ رَسُـولُ اللہ - صـلى اللہ عليـه وسـلم - مِنَ الْـوَحْيِ الرُّؤْيَـا الصَّالِحَةُ فِى النَّوْمِ ، فَكَانَ لاَ يَرَى رُؤْيَـا إِلاَّ جَـاءَتْ مِثْـلَ فَلَـقِ الصُّـبْحِ ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْـهِ الْخَلاَءُ ، وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيـهِ - وَهُوَ التَّعَبُّدُ - اللَّيَالِىَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِـهِ ، وَيَتَـزَوَّدُ لِـذَلِكَ ، ثُمَّ يَرْجِـعُ إِلَى خَدِيجَـةَ ، فَيَتَـزَوَّدُ لِمِثْلِهَـا ، حَتَّى جَـاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِى غَـارِ حِـرَاءٍ ، فَجَـاءَهُ الْمَلَـكُ

فَقَالَ اقْرَأْ . قَالَ « مَا أَنَا بِقَـارِئٍ » . قَـالَ
« فَأَخَذَنِى فَغَطَّنِى حَتَّى بَلَـغَ مِنِّى الْجَهْـدَ ،
ثُمَّ أَرْسَلَنِى فَقَالَ اقْرَأْ . قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ
. فَأَخَـذَنِى فَغَطَّنِى الثَّانِيَـةَ حَتَّى بَلَـغَ مِنِّى
الْجَهْدَ ، ثُمَّ أَرْسَلَنِى فَقَالَ اقْرَأْ . فَقُلْتُ مَـا
أَنَا بِقَـارِئٍ . فَأَخَـذَنِى فَغَطَّنِى الثَّالِثَـةَ ، ثُمَّ
أَرْسَلَنِى فَقَالَ ( اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِى خَلَقَ
* خَلَـقَ الإِنْسَـانَ مِنْ عَلَـقٍ * اقْـرَأْ وَرَبُّكَ
الأَكْرَمُ ) .(صحيح بخارى و مسلم) وقـال
البغوي في شـرح السـنة: الصـحابة رضـى
الل عنهم جمعـوا بين الـدفتين القـرآن
الـذى انزلـه الل على رسـوله من غـير أن
زادوا أو نقصـوا منـه شـيئا خـوف ذهـاب
بعضه بذهاب حفظته فكتبـوه كمـا سـمعوا
من رسول الل صلى الل عليه وسـلم من
غير أن قدموا شيئا أو أخروا أو وضعوا لـه
ترتيبا لم يأخذوه من رسول الل صلى الل
عليه وسـلم وكـان رسـول الل صـلى الل
عليه وسلم يلقن اصحابه ويعلمهم ما نزل
عليه من القـرآن على الـترتيب الـذى هـو
عليـه الآن في مصـاحفنا بتوقيـف جبريـل
اياه على ذلك واعلامه عند نـزول كـل آيـة
ان هــذه الآيــة تكتب عقب آيــة كــذا في
سورة كـذا فثبت ان سـعى الصـحابة كـان
في جمعه في موضـع واحـد لا في ترتيبـه

فان القرآن مكتوب في اللوح المحفوظ على هذا الترتيب الذى انزله الل جملة إلى السماء الدنيا ثم كان ينزله مفرقا عند الحاجة(تاريخ القرآن الكريم :١/١٦٤)

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ (القيام:١٦-١٩) فَقَالَ عُثْمَانُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يَأْتِي عَلَيْهِ الزَّمَانُ وَهُوَ تَنْزِلُ عَلَيْهِ السُّوَرُ ذَوَاتُ الْعَدَدِ فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الشَّيْءُ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُولُ ضَعُوا هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا وَإِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الْآيَةَ فَيَقُولُ ضَعُوا هَذِهِ الْآيَةَ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا (سنن الترمذى)

وقال الطيبي أنزل القرآن أولا جملة واحدة من اللوح المحفوظ إلى السماء الدنيا ثم نزل مفرقا على حسب المصالح ثم أثبت في المصاحف على التأليف والنظم المثبت في اللوح المحفوظ (الاتقان:١٦٥) بند

.

# تقدیر و قضاء

**ہم تقدیروقضاءپرکس طرح ایمان لائیں**
**اس سے متعلق احکام و عقائد**

**بد** تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے۔ تشریح

**تقدیر کے معنیٰ و مفہوم**

تقدیر کے لغوی معنیٰ ہیں اندازہ کرنا، اور اصطلاحِ شریعت میں تقدیر کہتے ہیں، جو کچھ اب تک ہوچکا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ آئندہ ہوگا سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور اسی کے مطابق ہو رہا ہے، اس پر ایمان لانا فرض ہے۔

حق جل شانہ نے اس کارخانۂ عالم کو پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم ازلی میں اس کانقشہ بنایا اور ابتداء تا انتہاء

ہر چیز کا اندازہ لگایا، اس نقشہ بنانے اور طے کرنے کا نام تقدیر ہے اور اس کے مطابق اس کارخانۂ عالم کو بنانے اور پیدا کرنے کا نام قضاء ہے، اسی کو تقدیر و قضاء کہتے ہیں۔

’’قدر یا تقدیر‘‘ ایمانیات کا اہم ترین حصہ ہے، تقدیر پر ایمان ایسے ہی لازم ہے جیسے اللہ پر ایمان لازم ہے، جب تک کوئی شخص تقدیر پر ایمان نہ لائے وہ مؤمن ہو ہی نہیں سکتا، اور در حقیقت تقدیر پر ایمان کا تعلق ’’ایمان باللہ‘‘ سے ہی ہے، اور یہ موضوع اصلاً ’’ایمان باللہ‘‘ ہی کا ہے، لیکن اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کو مستقل ذکر کیا جاتا ہے۔

تقدیر کامفہوم یہ ہے کہ اللہ کی تخلیق میں ہر چیز اللہ کی جانب سے مخصوص پیمانہ اورخاص مقرر کردہ اندازہ سے بنائی گئی ہے،جس طرح اللہ کی تخلیقات وسیع ترین ہے جس کی انتہاؤں کا علم صرف اللہ کو ہے، اسی طرح ہر مخلوق کس پیمانہ اور مقررہ اندازہ سے تخلیق کی گئی ہے؟ اس کاعلمِ کامل بھی صرف اللہ ہی کو ہے، اس علم میں سے کچھ حصہ اللہ نے بندوں کو دیا ہے لیکن اس علم کا غالب حصہ صرف اللہ جانتے ہیں ، اس کی غالب تفصیلات بندوں کو نہیں دی گئی ہیں، اور نہ صرف یہ کہ یہ علم بندوں کو نہیں دیا گیا ہے بلکہ ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اس میں دخل نہ دیں !ورنہ وہ گمراہی کا شکار ہوں گے۔

اس علم کی جملہ تفصیلات بندوں کو کیوں نہیں دی گئیں بالکل واضح اور صاف ہے کہ اس علم کا تعلق اللہ کے

افعال اور اس کی حکمتوں اور مصلحتوں سے ہے، ظاہر ہے بندہ ان کا کیا احاطہ کر سکتا ہے اور نہ ہی ان کا تحمل کر سکتا ہے۔

ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان کو اس علم سے متعلق جتنے حصے کی ضرورت تھی وہ بہت ہی واضح طور پر دیا گیا ہے جیسا کہ آگے کی تفصیلات سے معلوم ہوگا، عام طور پر لوگ اللہ کی جانب سے دئے گئے اس علم سے انحراف کی وجہ سے ہی تقدیر کی بابت ٹھو کر کھاتے ہیں اور گمراہی کا شکار ہوتے ہیں، جبکہ بندوں پر لاز م ہے کہ وہ اس علم سے چمٹے رہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عطاء کیا ہے، اسی میں ان کی نجات ہے۔

تمام مخلوقات اور تمام بندوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک مخصوص تقدیر کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ان کی زندگی اور موت اور ان سے متعلقہ ہر بات اللہ تعالیٰ نے ایک مقررہ پیمانہ کے ساتھ مقدر کر رکھی ہے۔تقدیر پر ایمان ایسے ہی فرض ہے جیسے اللہ پر ایمان فرض ہے، اور تقدیر کا انکار کفر ہے۔ دلائل

**إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ (القمر۴۹)وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ (الحجر۲۱)عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ كَانَ أَوَّلَ مَنْ قَالَ فِى الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِىُّ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِىُّ حَاجَّيْنِ أَوْ مُعْتَمِرَيْنِ**

فَقُلْنَا لَوْ لَقِينَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ
هٰؤُلَآءِ فِى الْقَدَرِ فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ
بْنِ الْخَطَّابِ دَاخِلاً الْمَسْجِدَ فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا
وَصَاحِبِى أَحَدُنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالآخَرُ عَنْ
شِمَالِهِ فَظَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِى سَيَكِلُ الْكَلاَمَ
إِلَىَّ فَقُلْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ
قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ وَيَتَقَفَّرُونَ
الْعِلْمَ - وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ - وَأَنَّهُمْ يَزْعُمُونَ
أَنْ لاَ قَدَرَ وَأَنَّ الأَمْرَ أُنُفٌ. قَالَ فَإِذَا لَقِيتَ
أُولٰئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّى بَرِىءٌ مِنْهُمْ وَأَنَّهُمْ
بُرَآءُ مِنِّى وَالَّذِى يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ
لَوْ أَنَّ لأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فَأَنْفَقَهُ مَا
قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ حَتّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ قَالَ
حَدَّثَنِى أَبِى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا
نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ -صلى الله عليه
وسلم- ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ
بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ لاَ يُرٰى
عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلاَ يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتّى
جَلَسَ إِلَى النَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم-
فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ
عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِى عَنِ
الإِسْلاَمِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الإِسْلاَمُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ
وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَتُقِيمَ الصَّلاَةَ

وَتُؤْتِىَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَـانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ
إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلاً. قَالَ صَدَقْتَ. قَالَ
فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ. قَـالَ فَـأَخْبِرْنِى
عَنِ الإِيمَانِ. قَالَ « أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلاَئِكَتِهِ
وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَـدَرِ
خَيْـرِهِ وَشَـرِّهِ ». قَـالَ صَـدَقْتَ. قَـالَ
فَأَخْبِرْنِى عَنِ الإِحْسَانِ. قَالَ « أَنْ تَعْبُـدَ اللَّهَ
كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَـرَاكَ ».
قَـالَ فَـأَخْبِرْنِى عَنِ السَّـاعَةِ. قَـالَ « مَـا
الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّـائِلِ ». قَـالَ
فَأَخْبِرْنِى عَنْ أَمَارَتِهَا. قَالَ « أَنْ تَلِدَ الأَمَـةُ
رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَـةَ رِعَـاءَ
الشَّـاءِ يَتَطَـاوَلُونَ فِى الْبُنْيَـانِ ». قَـالَ ثُمَّ
انْطَلَـقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَـالَ لِى « يَـا عُمَـرُ
أَتَـدْرِى مَنِ السَّـائِلُ ». قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُـولُهُ
أَعْلَمُ. قَـالَ « فَإِنَّهُ جِبْرِيـلُ أَتَـاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ
دِينَكُمْ ». (صحيح مسلم) عَنْ طَاوُسٍ أَنَّهُ
قَـالَ أَدْرَكْتُ نَاسًـا مِنْ أَصْـحَابِ رَسُـولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ يَقُولُـونَ كُـلُّ شَـىْءٍ
بِقَدَرٍ. قَالَ وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ كُـلُّ
شَىْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْـزُ وَالْكَيْسُ أَوِ الْكَيْسُ
وَالْعَجْـزُ. (صـحيح مسـلم) وَكَـانَ أَمْـرُ اللَّهِ
قَـدَرًا مَقْـدُورًا (الاحـزاب:٣٨) وَإِذَا قَضَـى
أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُـونُ (البقـرة:

**(١١٧ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ ثُمَّ قَضَى أَجَلًا (الانعام:٢) ان القدر و هو ما يقع من العبد المقدر فى الازل من خير و شر و حلو و مر كائن منہ سبحانہ و تعالیٰ يخلقہ و ارادتہ، ما شاء كان و ما لا فلا، و القضاء و القدر المراد باحدهما الحكم الاجمالى و بالآخر التفصيلى (شرح فقہ اكبر:٤١) و القدر أى و بالقضاء و القدر، خير و شر أى نفع و ضر و حلو و مرّ حال كونہ من اللہ تعالیٰ، فلا تغيير للتقدير، فيجب الرضاء بالقضاء و القدر، وهو تعيين كل مخلوق بمرتبتہ التى توجد من حسن و قبيح و نفع و ضر، و ما يحيط بہ من مكان و زمان، و ما يترتب عليہ من ثواب أو عقاب (شرح فقہ اكبر:١٣) مزيد تفصيل كے لئے ديكھيں: لسان العرب:٥/٨٥، شرح المقاصد:٣/٨٦) بند**

بند.

**بند** تقدیر مبرم اور تقدیر معلّق بندوں کے اعتبار سے ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر تقدیر مبرم ہی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر کام کے انجام اور خاتمے کے متعلق ازل سے ہی واقف اور پوری طرح آگاہ ہیں۔

تشریح

**تقدیر کی دو قسمیں ہیں (١) تقدیر مبرم (٢) تقدیر معلّق:**

**(۱) تقدیرِ مبرم:** یہ وہ تقدیر ہے جو اٹل ہوتی ہے، اس میں کچھ بھی تغیُّر و تبدُّل نہیں ہوتا، لوحِ محفوظ میں ایک ہی بات لکھی ہوتی ہے جو ہو کر رہتی ہے۔

**(۲) تقدیرِ معلّق:** یہ وہ تقدیر ہے جو اٹل نہیں ہوتی بلکہ اس میں تغیُّر و تبدُّل ہوتا رہتا ہے، اس تقدیر کو اللہ تعالیٰ کسی دوسری چیز کے ساتھ معلق کرکے لکھتے ہیں کہ اگر فلاں کام ہوا تو فلاں دوسرا کام بھی ہوگا اور اگر فلاں کام نہ ہوا تو فلاں دوسرا کام بھی نہ ہوگا، مثلاً زید نے اپنے والدین کی خدمت کی تو اس کی عمر لمبی ہوگی اور اگر خدمت نہ کی تو اس کی عمر لمبی نہ ہوگی۔

**تقدیر کے پانچ درجات اور مراتب ہیں:**

**(۱) پہلا درجہ:** وہ امور جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ازل میں فیصلہ فرمالیا تھا، ان امور سے متعلقہ تقدیر کو تقدیرِ ازلیہ کہتے ہیں۔

**(۲) دوسرا درجہ:** وہ امور انہیں اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کرنے کے بعد اور زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے پہلے طے فرمایا۔

**(۳) تیسرا درجہ:** وہ امور جو صلبِ آدم علیہ السلام سے ذریتِ آدم کو نکالنے کے وقت ’’یومِ عہدِ الست‘‘ میں طے کئے گئے۔

**(۴) چوتھا درجہ:** وہ امور جو بچے کے لئے اس وقت طے کئے جاتے ہیں جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔

**(۵) پانچواں درجہ:** وہ امور جو دیگر بعض امور پر موقوف کئے گئے ہیں۔

تقدیر کے ان پانچ درجات میں سے پہلے چار درجات تقدیر مبرم کے درجات ہیں جوکہ اٹل ہیں، ان میں کسی قسم کا تغیُّر و تبدُّل نہیں ہوتا، آخری درجہ تقدیر معلّق کا ہے، اس میں تغیُّر و تبدُّل ہوتا رہتا ہے۔

**دلائل**

**يَمْحُو اللُّ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ﴿ (الرعد:۳۹) قال ملا على القارى رحمہ اللہ عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال رسول الله كتب الله مقادير الخلائق جمع مقدار وهو الشيء الذي يعرف به قدر الشيء وكميته كالمكيال والميزان وقد يستعمل بمعنى القدر نفسه وهو الكمية والكيفية قبل أن يخلق السموات والأرض ومعنى كتب الله أجرى الله القلم على اللوح المحفوظ بإيجاد ما بينهما من التعلق وأثبت فيه مقادير الخلق ما كان وما هو كائن إلى الأبد على وفق ما تعلقت به إرادته أزلا كإثبات الكاتب ما في ذهنه بقلمه على لوحه وقيل أمر الله القلم أن يثبت في اللوح ما سيوجد من الخلائق ذاتا وصفة وفعلا وخيرا وشرا على ما تعلقت به إرادته وحكمة ذلك إطلاع الملائكة على ما سيقع ليزدادوا بوقوعه إيمانا وتصديقا ويعلموا من يستحق المدح والذم فيعرفوا لكل مرتبته أو قدر وعين مقاديرهم تعيينا**

بتا لا يتأتى خلافه بالنسبة لما في علمه القديم المعبر عنه بأم الكتاب أو معلقا كأن يكتب في اللوح المحفوظ فلان يعيش عشرين سنة إن حج وخمسة عشر إن لم يحج وهذا هو الذي يقبل المحو والإثبات المذكورين في قوله تعالى يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده أم الكتاب الرعد أي التي لا محو فيها ولا إثبات فلا يقع فيهما إلا ما يوافق ما أبرم فيها كذا ذكره ابن حجر وفي كلامه خفاء إذ المعلق والمبرم كل منهما مثبت في اللوح غير قابل للمحو نعم المعلق في الحقيقة مبرم بالنسبة إلى علمه تعالى فتعبيره بالمحو إنما هو من الترديد الواقع في اللوح إلى تحقيق الأمر المبرم المبهم الذي هو معلوم في أم الكتاب أو محو أحد الشقين الذي ليس في علمه تعالى فتأمل فإنه دقيق وبالتحقيق حقيق[illegible] (مرقا[illegible] المفاتيح:١[illegible]١٤٥) مزيد تفصيل ك[illegible] لئ[illegible]ديكهيں: حج[illegible] الل[illegible] البالغ[illegible]:١[illegible]١٥٥[illegible]وقد وقع ذلك خمس مرات . فأولها : أنه أجمع في الأزل أن يوجد العالم على أحسن وجه ممكن مراعيا للمصالح ، مؤثرا لما هو الخير النسبي حين وجوده ، وكان علم الله ينتهي إلى تعيين صورة واحدة من

الصور لا يشاركها غيرها ، فكانت الحوادث سلسلة مترتبة ، مجتمعا وجودها ، لا تصدق على كثيرين ، فإرادة إيجاد العالم ممن لا تخفى عليه خافية هو بعينه تخصيص صورة وجوده إلى آخر ما ينجر إليه الأمر . وثانيها : أنه قدر المقادير ، ويروى أنه كتب مقادير الخلائق كلها ، والمعنى واحد قبل أن يخلق السموات والأرض بخمسين ألف سنة ، وذلك أنه خلق الخلائق حسب العناية الأزلية في خيال العرش ، فصور هنالك جميع الصور ، وهو المعبر عنه بالذكر في الشرائع ، فتحقق هنالك مثلا صورة محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وبعثه إلى الخلق في وقت كذا ، وانذاره لهم وإنكار أبي لهب وإحاطة الخطيئة بنفسه في الدنيا ، ثم اشتعال النار عليه في الآخرة ، وهذه الصورة سبب لحدوث الحوادث على نحو ما كانت هنالك كتأثير الصورة ، المنتقشة في أنفسنا في زلق الرجل على الجذع الموضوع فوق الجدران ، ولم تكن لتزلق لو كانت على الأرض . وثالثها : أنه لما خلق آدم عليه السلام ليكون أبا البشر ، وليبدأ منه نوع الإنسان أحدث في عالم المثال صور بنيه ومثل سعادتهم

وشـــقاوتهم بـــالنور والظلمـــة ، وجعلهم
بحيث يكلفـــون ، وخلـــق فيهم معرفتـــه
والاخبـــات لـــه ، وهـــو أصـــل الميثـــاق
المدسوس في فطرتهم ، فيؤاخذون بـه ،
وإن نسوا الواقعة إذا النفـوس المخلوقـة
في الأرض إنما هي ظل الصور الموجـودة
يومئذ ، فمدسـوس فيهـا مـا دس يومئـذ .
ورابعهـــا حين نفخ الـــروح في الجـــنين ،
فكمـا أن النـواة إذا ألقيت في الأرض في
وقت مخصـــوص ، وأحـــاط بهـــا تـــدبير
مخصـوص علم المطلـع على خاصـية نـوع
النخل ، وخاصـية تلـك الأرض وذلـك المـاء
والهـواء أنـه يحسـن نباتهـا ، ويتحقـق من
شـــأنه على بعض الأمـــر ، فكـــذلك تتلقى
الملائكة المدبرة يومئـذ ، وينكشـف عليهم
الأمر في عمره ورزقه ، وهل يعمل عمـل
من غلبت ملكيتـــــه على بهيميتـــــه ، أو
بـــالعكس ، وأي نحـــو تكـــون ســـعادته
وشـــقاوته . وخامســـها : قبيـــل حـــدوث
الحادثة ، فينزل الأمر من حظيرة القـدس
إلى الأرض ، وينتقـــل شـــيء مثـــالي ،
فتنبســـط أحكامــه في الأرض (حج الل
البالغ:١ ١٥٣) و تقدير أى بمقدار قـدر
اولا، و كتب فى اللـوح المحفـوظ و حـررٌ
ثانيــا، و اظر فى عــالم الكــون و قــرر

**ثالثا، ثم یجزیہ جزاء وافیا فی عالم العقبیٰ رابعاً۔ ( شرح فقہ اکبر:۵۳) مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: شرح العقیدہ الواسطیہ:۲۷۸ بند**

بند.

جو بات اللہ تعالیٰ نے کسی کے بارے میں لکھ دی ہے وہ ٹل نہیں سکتی، اور جو بات اللہ تعالیٰ نے کسی کے بارے میں نہیں لکھی ہے وہ اس کو پیش نہیں آسکتی۔تشریح

**آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے پہلے تقدیر کا لکھا جانا:**

تقدیر سے متعلقہ اللہ کی صفات میں اہم ترین صفت اللہ رب العزت کا علم کامل ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے سے ہی ان کی جملہ تفصیلات سے باخبر تھا، کوئی مخلوق اور ان سے متعلقہ کوئی امر ایسا نہیں جو اللہ کے علم میں نہ ہو، جو کچھ پیش آنے والا ہے از اول تا آخر سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم کامل میں ہمیشہ سے ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے قلم کو پیدا کرکے ان تمام تفصیلات کو لکھوا دیا، جس لوح میں ان تفصیلات کو لکھوایا اس کو ’’لوح محفوظ‘‘ کہتے ہیں، یہ اللہ کی کتاب ہے جس میں مخلوقات سے متعلق سب کچھ لکھا ہوا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر کو آسمانوں اور زمین کو

پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے ہی لکھوا دیا تھا۔ (صحیح مسلم)

ابو حفصہ سے منقول ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا: ایمان کی حقیقت کا مزہ تم اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک کہ تم میں یہ بات یقین تک نہ پہنچ جائے کہ جو حالات تم تک پہنچنے والے تھے وہ تم سے کسی طرح نہیں ٹل سکتے تھے اور جو کچھ تم کو پیش نہیں آیا وہ تمہیں کبھی پیش آ ہی نہیں سکتا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس سے کہا: لکھو! قلم نے کہا: پروردگار میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تا قیامت ہر چیز کی تقدیر لکھو! حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ : جو شخص اس بات پر ایمان لائے بغیر مر جائے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (سنن ابی داؤد)

ایک اور صحیح روایت میں ہے کہ حضرت ولید بن عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اپنے والد کے پاس اس وقت آیا جب وہ مرض الموت میں تھے، میں نے ان سے کہا: ابا جان! مجھے کوئی خاص نصیحت کیجئے، انہوں نے کہا: مجھے بٹھاؤ! (میں نے اٹھاکر بٹھادیا) تب انہوں نے کہا: میرے بچے! تم ایما ن کا مزہ چکھ ہی نہیں سکتے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے علم کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ تم تقدیر خواہ وہ خیر سے متعلق ہو یا شر سے متعلق ہو اس پر ایمان نہ لاؤ، میں نے کہا: ابا

جان !مجھے تقدیر کے خیر و شر کا علم کیسے حاصل ہوگا؟
انہوں نے کہا: تم اس بات پر یقین رکھو کہ جو تم سے
چھوٹ گیا وہ تمہیں ملنے والا ہی نہیں تھا اور جو تمہیں
ملا ہے وہ تم سے کبھی چھوٹ نہیں سکتا تھا، میرے بچے!
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا
ہے کہ : اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور
اس سے کہا: لکھو! اور جب اللہ نے اس کو حکم دیا اس نے
لکھنا شروع کردیا یہاں تک کہ قیامت تک جو بھی پیش آنے
والا ہے اس کو لکھ دیا، میرے بچے! اگر تمہاری موت اس
حالت پر آئے کہ تمہارا اس پر ایما ن نہ ہو تو تم جہنم میں
داخل ہو گے۔ (مسند احمد،صحیح)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ
میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا،
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے کیا میں تمہیں
ایسے کلمات سکھلاؤ جن کو تم اگر یاد رکھو گے تو اللہ بھی
تمہیں یاد رکھے گا، جب بھی تم اللہ کو کو یاد کرو گے اس
کو وہیں پاؤ گے، جب بھی تم مانگو تو اللہ سے مانگو، جب
بھی تم مدد طلب کرو تو اللہ سے مدد طلب کرو، اور یہ
جان لو کہ اگر پوری امت جمع ہو کر تمہیں کوئی نفع
پہنچانا چاہے تو وہ اس سے زیادہ کسی چیز کا نفع نہیں
پہنچا سکتے سوائے اس کے جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا
ہے، اور اگر وہ سب جمع ہو کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا
چاہیں تو اس کے علاوہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے جو
اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے، قلم لکھ کر اٹھ چکے ہیں
اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں (سنن ترمذی)دلائل

حٰمٓ (١) وَالْكِتَـــــــابِ الْمُبِينِ (٢) إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (٣) وَإِنَّهٗ فِي أُمِّ الْكِتَــــابِ لَـــــدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ (٤)) الزخرف( ﷺ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَـالَ سَـمِعْتُ رَسُـولَ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلاَئِقِ قَبْـلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْـفَ سَنَةٍ - قَالَ - وَعَرْشُـهٗ عَلَى الْمَـاءِ. (صـحيح مسلم) ﷺ عَنْ أَبِى حَفْصَةَ قَالَ قَـالَ عُبَـادَةُ بْنُ الصَّامِتِ لاِبْنِهِ يَا بُنَىَّ إِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ حَقِيقَةِ الإِيمَانِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ سَـمِعْتُ رَسُـولَ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَـقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَـالَ لَـهٗ اكْتُبْ. قَــالَ رَبِّ وَمَــاذَا أَكْتُبُ قَــالَ اكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَىْءٍ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ ». يَـا بُنَىَّ إِنِّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْـهِ وَسَــلَّمَ يَقُـولُ « مَنْ مَـاتَ عَلٰى غَيْــرِ هٰـذَا فَلَيْسَ مِنِّى ».(سنن ابى داؤد)ﷺ عن الْوَلِيدِ بْنِ عُبَــادَةَ حَــدَّثَنِي أَبِي قَــالَ دَخَلْتُ عَلٰى عُبَـادَةَ وَهُـوَ مَـرِيضٌ أَتَخَايَـلُ فِيـهِ الْمَـوْتَ فَقُلْتُ يَا أَبَتَـاهُ أَوْصِـنِي وَاجْتَهِـدْ لِي فَقَـالَ أَجْلِسُونِي قَالَ يَـا بُنَيَّ إِنَّكَ لَنْ تَطْعَمَ طَعْمَ الْإِيمَـانِ وَلَنْ تَبْلُـغْ حَـقَّ حَقِيقَـةِ الْعِلْمِ بِـاللّٰهِ تَبَـارَكَ وَتَعَـالٰى حَتّٰى تُـؤْمِنَ بِالْقَـدَرِ خَيْـرِهٖ

وَشَـرِّ قَـالَ قُلْتُ يَـا أَبَتَـاهُ فَكَيْـفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ مَا خَيْرُ الْقَدَرِ وَشَرُّهُ قَالَ تَعْلَمُ أَنَّ مَـا أَخْطَـأَکَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِـيبَکَ وَمَـا أَصَـابَکَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَکَ يَـا بُنَيَّ إِنِّي سَـمِعْتُ رَسُـولَ اللِ صَلَّى الہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُـولُ إِنَّ أَوَّلَ مَـا خَلَقَ الہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰى الْقَلَمُ ثُمَّ قَالَ اكْتُبْ فَجَرَى فِي تِلْكَ السَّاعَةِ بِمَا هُـوَ كَـائِنٌ إِلٰى يَـوْمِ الْقِيَامَـةِ يَـا بُنَيَّ إِنْ مِتَّ وَلَسْـتَ عَلٰى ذٰلِـکَ دَخَلْتَ النَّارَ (مسـند احمـد/صـحيح)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْـفَ رَسُـولِ الل صَلَّى الہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ « يَا غُلاَمُ إِنِّى أُعَلِّمُـکَ كَلِمَـاتٍ احْفَـظِ الل يَحْفَظْـکَ احْفَظِ الل تَجِدْهُ تُجَاهَکَ إِذَا سَـأَلْتَ فَاسْـأَلِ الل وَإِذَا اسْـتَعَنْتَ فَاسْـتَعِنْ بِـاللِّ وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى أَنْ يَنْفَعُـوکَ بِشَـىْءٍ لَمْ يَنْفَعُوکَ إِلاَّ بِشَىْءٍ قَدْ كَتَبَهُ الہُ لَـکَ وَلَـوِ اجْتَمَعُـــوا عَلٰى أَنْ يَضُـــرُّوکَ بِشَـــىْءٍ لَمْ يَضُـــرُّوکَ إِلاَّ بِشَـــىْءٍ قَـــدْ كَتَبَـــهُ الہُ عَلَيْـکَ رُفِعَتِ الأَقْلاَمُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ ». قَـالَ أَبُـو عِيسَـى هٰـذَا حَـدِيثٌ حَسَـنٌ صَـحِيحٌ. (سـنن ترمذى) بند

بند.

بند بنـدوں میں کـون سـعید اور جنـتی اور کـون شـقی اور جہنمی ہے؟ لکھـا جـا چکـا ہے۔قلم لکھ چکـا ہے، صـحیفہ خشـک ہو چکے ہیں، اب اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

**بد** تقدیر کا پہلے لکھ دیا جانا اعمال میں رکاوٹ نہیں بن سکتا ، چونکہ اللہ نے لکھ دیا ہے اس لئے بندے وہی کریں گے، ایسا نہیں ہے؛ بلکہ بندے جیسا کرنے والے ہیں اللہ پہلے سے جانتا ہے اسی کو اللہ نے لکھ دیا ہے۔

**بد** ہر شخص کے لئے وہی عمل آسان ہوگا جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے، اس لئے حکم ہے کہ بندے ہر حال میں عمل کرتا رہے۔ تشریح

**بندوں میں سے کون سعید یا شقی ہے ان کی پیدائش سے پہلے لکھ دیا گیا ہے:**

اللہ کے علم کامل سے جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے اس میں یہ بھی شامل ہے کہ کونسے بندے کا کیا انجام ہوگا، کون شقی ہے کون سعید ہے، کون کامیاب ہوگا اور کون ناکام ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں شرکت کے لئے آئے، تدفین کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تدفین کے انتظار میں ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے ، آپ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کا انجام کہ وہ جنتی ہے یا جہنمی ہے لکھا جا چکا ہے، وہاں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا : یا رسول اللہ! تو کیا ہم اس لکھے ہوئے پر سب کچھ چھوڑ کر عمل چھوڑ نہ دیں ؟ آپ نے فرمایا: عمل کرتے رہو، اس لئے کہ جو شخص بھی جس انجام کے لئے پیدا ہوا ہے اس کے لئے اسی کے مناسب عمل آسان ہوگا، جو کامیاب ہونے والوں میں سے ہوگا اس کے لئے کامیابی کے اعمال آسان ہوں گے اور جو نا کام ہونے والا ہوگا اس کے لئے ناکام ہونے والے اعمال آسان ہوں گے، پھر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ اللیل کی آیات **فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰی وَاتَّقٰی (٥) وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی (٦) فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰی (٧)** پڑھیں۔ (صحیح بخاری)

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا دین کیا ہے ہمیں بیان کیجئے؟ گویا کہ ہم ابھی پیدا ہوئے ہیں آج عمل کس طرح ہوگا؟ کیا قلم جو کچھ لکھ چکے ہیں اور تقدیر جاری ہو چکی ہے اسی سے متعلق عمل ہے، یا اب ہم مستقبل میں جو کچھ کریں عمل اس سے متعلق ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمل تو وہی ہوگا جو قلم لکھ چکا ہے اور تقدیر جاری ہو چکی ہے، تو انہوں نے کہا : پھر عمل کا کیا فائدہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمل کرو! جو جس کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے اسی کا عمل آسان ہوگا۔ (صحیح مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں، آپ نے کہا: جانتے ہو ان دو کتابوں میں کیا ہے؟ ہم نے کہا : نہیں یا رسول اللہ! آپ ہی بتلائیں تو معلوم ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جو داہنے ہاتھ میں کتاب ہے یہ اللہ رب العالمین کی جانب سے ہے اس میں جنتیوں کے نام ان کے آباء و اجداد اور قبائل کے ناموں کے ساتھ ہیں اورآخر میں ان کا اجمالاً خلاصہ مذکور

ہے، اس کتاب میں اب نہ کمی ہوگی اور نہ زیادتی ہوگی،
پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ کی کتاب کے
بارے میں فرمایا: یہ کتاب بھی اللہ رب العالمین کی جانب
سے ہے، اس میں جہنمیوں کے نام ان کے آباء و اجداد کے
ناموں اور قبائل کے ناموں کے ساتھ مذکور ہیں اور آخر میں
ان کا خلاصہ ذکر کردیا گیا ہے، اس میں اب کبھی کمی یا
زیادتی نہیں ہوگی، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یا
رسول اللہ! اگر سب کچھ طے ہو چکا ہے تو اب عمل
کس لئے کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیدھی
راہ چلو اور میانہ روی اختیار کرو! کیونکہ جنّتی کا خاتمہ
جنت والے عمل پر ہوگا خواہ وہ پہلے کچھ بھی عمل کرتا
رہا ہو اور جہنمی کا خاتمہ جہنم والے عمل پر ہوگا خواہ
وہ پہلے کچھ بھی عمل کرتا رہا ہو، پھر نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے ان کتابوں کو ڈال دیا اور فرمایا: تمہارا
پروردگار بندوں کے معاملے سے فارغ ہو چکا ہے، ایک فریق
جنت میں جائے گا ور ایک فریق جہنم میں جائے گا (سنن
ترمذی، حدیث صحیح)دلائل

**عَنْ عَلِيٍّ رضى الله عنه قَالَ كَانَ**
**النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى جَنَازَةٍ**
**فَأَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الأَرْضَ فَقَالَ «**
**مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلاَّ وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ**
**النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ » . قَالُوا يَا رَسُولَ**
**اللہِ أَفَلاَ نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ**
**اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ ، أَمَّا مَنْ**
**كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ**

السَّـعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَـانَ مِنْ أَهْـلِ الشَّـقَاءِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ. ثُمَّ قَرَأَ ( فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَـــدَّقَ بِالْحُسْـــنٰى ) الآيَةَ . (صحيح بخارى) عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَـاءَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ يَا رَسُــولَ اللهِ بَيِّنْ لَنَــا دِينَنَــا كَأَنَّا خُلِقْنَــا الآنَ فِيمَــا الْعَمَلُ الْيَوْمَ أَفِيمَا جَفَّتْ بِهِ الأَقْلاَمُ وَجَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ أَمْ فِيمَا نَسْتَقْبِلُ قَالَ « لاَ. بَلْ فِيمَا جَفَّتْ بِهِ الأَقْلاَمُ وَجَرَتْ بِـهِ الْمَقَـادِيرُ ». قَـالَ فَفِيمَ الْعَمَـلُ قَـالَ زُهَيْـرٌ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُـو الزُّبَيْـرِ بِشَـىْءٍ لَمْ أَفْهَمْـهُ فَسَـأَلْتُ مَـا قَالَ فَقَالَ « اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ». (صحيح مسلم) عَنْ أَبِى الأَسْوَدِ الدِّئَلِىِّ قَالَ قَـالَ لِى عِمْـرَانُ بْنُ الْحُصَـيْنِ أَرَأَيْتَ مَـا يَعْمَـلُ النَّاسُ الْيَوْمَ وَيَكْدَحُونَ فِيـهِ أَشَـىْءٌ قُضِـىَ عَلَيْهِمْ وَمَضٰى عَلَيْهِمْ مِنْ قَدَرِ مَـا سَـبَقَ أَوْ فِيمَــا يُسْــتَقْبَلُونَ بِهِ مِمَّا أَتَــاهُمْ بِهِ نَبِيُّهُمْ وَثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ فَقُلْتُ بَــــلْ شَـــىْءٌ قُضِـىَ عَلَيْهِمْ وَمَضٰـى عَلَيْهِمْ قَـالَ فَقَـالَ أَفَلاَ يَكُـونُ ظُلْمًـا قَـالَ فَفَـزِعْتُ مِنْ ذٰلِـكَ فَزَعًـا شَـدِيدًا وَقُلْتُ كُـلُّ شَـىْءٍ خَلْـقُ اللهِ وَمِلْــكُ يَــدِهِ فَلاَ يُسْــأَلُ عَمَّا يَفْعَــلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ. فَقَالَ لِى يَرْحَمُـكَ اللهُ إِنِّى لَمْ أُرِدْ بِمَا سَأَلْتُكَ إِلاَّ لأَحْزُرَ عَقْلَـكَ إِنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ مُزَيْنَـةَ أَتَيَـا رَسُـولَ اللهِ -صـلى اللـه عليـه

وسلم- فَقَالاَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ وَيَكْدَحُونَ فِيهِ أَشَىْءٌ قُضِىَ عَلَيْهِمْ وَمَضٰى فِيهِمْ مِنْ قَدَرٍ قَدْ سَبَقَ أَوْ فِيمَا يُسْتَقْبَلُونَ بِهِ مِمَّا أَتَاهُمْ بِهِ نَبِيُّهُمْ وَثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لاَ بَلْ شَىْءٌ قُضِىَ عَلَيْهِمْ وَمَضٰى فِيهِمْ وَتَصْدِيقُ ذٰلِكَ فِى كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا) . (صحيح مسلم) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِى قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِى يَدِهِ كِتَابَانِ فَقَالَ أَتَدْرُونَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ. فَقُلْنَا لاَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلاَّ أَنْ تُخْبِرَنَا. فَقَالَ لِلَّذِى فِى يَدِهِ الْيُمْنٰى « هٰذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ فَلاَ يُزَادُ فِيهِمْ وَلاَ يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا ». ثُمَّ قَالَ لِلَّذِى فِى شِمَالِهِ « هٰذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ فَلاَ يُزَادُ فِيهِمْ وَلاَ يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا ». فَقَالَ أَصْحَابُهُ فَفِيمَ الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ فَقَالَ « سَدِّدُوا وَقَارِبُوا فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ عَمِلَ أَىَّ عَمَلٍ وَإِنَّ صَاحِبَ النَّارِ

**يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنْ عَمِلَ أَىَّ عَمَلٍ » . ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَالَ « فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ فَرِيقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِى السَّعِيرِ » . (سنن ترمذی/صحیح)۔** بند

بند.

**بد** ہر سال شب قدر میں نئے سال کے تقدیری امور کو لوح محفوظ سے متعین کیا جاتا ہے۔ تشریح

**شب قدر میں تقدیر کا طے ہونا:**

یہ اللہ تعالیٰ کے علم کامل کا ہی حصہ ہے کہ ہر سال اللہ تعالیٰ اس تقدیر سے جو پہلے سے طے شدہ ہے، ایک خاص رات میں اس سال میں مخلوقات سے متعلقہ پیش آنے والے مثلاً موت و حیات ، رزق و بارش وغیرہ امور کو علیحدہ کرتے ہیں اور ان میں سے جو امور فرشتوں کو سونپا جانا ہوتا ہے انہیں تفویض کرتے ہیں، یہ عمل اللہ کی جانب سے مقررہ ایک رات میں ہوتا ہے، اس رات کو قدر کی رات کہتے ہیں، قدر کی رات کو اس امتیاز کے علاوہ یہ مقام بھی حاصل ہے کہ وہ ایک بہت ہی بابرکت رات ہے، اس رات میں عبادت کا اہتمام کرنے سے بندہ کو ایک ہزار مہینوں کے برابر عبادت کا اجر و ثواب عطاء کیا جاتا ہے۔ **فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَ الْمِنَّۃُ** دلائل

**حٰمٓ (۱) وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ (۲) إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ (۳) فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ (۴) أَمْرًا مِنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ (۵) ( الدخان)۔ إِنَّا**

أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (١)( القدر) عن ابن عباس قال يكتب من أم الكتاب في ليلة القدر ما يكون في السنة من موت وحياة ورزق ومطر حتى الحجاج يقال يحج فلان ويحج فلان (شفاء العليل:٧/١) بند

بند.

بد رحم مادر میں پروان چڑھ رہے جنین کے بارے میں اس کی تقدیر کی تجدید کی جاتی ہے۔ تشریح

**رحم مادر میں جنین کے لئے پیدا ہونے سے پہلے چار چیزوں کا تعیّن:**

یہ بھی اللہ تعالیٰ کے علم کامل کا حصہ ہے کہ جب کوئی نطفہ رحم مادر میں قرار پاجاتا ہے اور اس کی زندگی اللہ کی جانب سے مقرر ہو جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اپنے علم سے اور لکھی ہوئی تقدیر سے رحم مادر سے متعلقہ فرشتے کے ذریعہ اس جنین کے دنیا میں آنے سے پہلے اس کی مدتِ عمر، اس کے رزق، اس کے عمل اور اس کے شقی یا سعید ہونے کو لکھوا دیتے ہیں، پھراس کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے، خواہ ایک شخص زندگی میں جو کچھ بھی عمل کرتا رہا ہو مرنے سے پہلے اس کی تقدیر میں جو کچھ لکھا ہے وہی چیز سبقت لے جاتی ہے، کوئی جنتی ہو تو وہ جنتی اعمال کرتا ہے اور اگر کوئی جہنمی ہو تو وہ جہنمی اعمال کرنے لگتا ہے۔ دلائل

**عَبْدِ اللِہ قال حَدَّثَنَا رَسُولُ اللِہ صَلَّى اللُہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهْوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ قَالَ « إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِى بَطْنِ أُمِّهِ**

**أَرْبَعِينَ يَوْمًا ، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا ، فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ ، وَيُقَالُ لَهُ اكْتُبْ عَمَلَهُ وَرِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَشَقِىٌّ أَوْ سَعِيدٌ . ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ ، فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ إِلاَّ ذِرَاعٌ ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ ، وَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلاَّ ذِرَاعٌ ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ » . (صحيح بخارى و مسلم)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِىَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « يَدْخُلُ الْمَلَكُ عَلَى النُّطْفَةِ بَعْدَ مَا تَسْتَقِرُّ فِى الرَّحِمِ بِأَرْبَعِينَ أَوْ خَمْسَةٍ وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَيَقُولُ يَا رَبِّ أَشَقِىٌّ أَوْ سَعِيدٌ فَيُكْتَبَانِ فَيَقُولُ أَىْ رَبِّ أَذَكَرٌ أَوْ أُنْثٰى فَيُكْتَبَانِ وَيُكْتَبُ عَمَلُهُ وَأَثَرُهُ وَأَجَلُهُ وَرِزْقُهُ ثُمَّ تُطْوَى الصُّحُفُ فَلاَ يُزَادُ فِيهَا وَلاَ يُنْقَصُ ». (صحيح مسلم)۔** بند

بند.

بند مخلوقات کی تقدیر اللہ کے علم کامل، اس کی مشیت اور اس کی قدرت کاملہ کی مظہر ہے۔ تشریح

**اللہ کا علم کامل ، مشیت اور قدرت کاملہ:**

اس بات کو سمجھ لینا تقدیر سمجھنے کے لئے کافی ہے

کہ تقدیر کا تعلق اللہ تعالیٰ کی چند خاص صفات سے

یعنی اللہ کا علم کامل ، اس کی مشیت اور اس کی قدرت کاملہ، جو کچھ ہوتا ہے صرف اللہ کی مشیت اور اس کے اذن سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کیا ہے اپنے کمال علم اور کمال قدرت سے کیا ہے، مخلوقات کا کوئی جزء ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم کے دائرہ سے خارج ہو اور مخلوقات کا کوئی جزء ایسا نہیں ہے جو اس کی قدرت سے باہر ہو اور کوئی شئے ایسی نہیں ہے جو اس کی مشیت اور اذن کے بغیر وجود میں آ جائے۔ دلائل

**وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا (٢) (الفرقان) إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ (٤٩)(القمر) وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا( ٣٨) (الأحزاب) وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ (١١) ( فاطر) عن عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ، أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي» (رواہ النسائی) يَمْحُو اللهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ(٣٩) (الرعد) وَلَمْ يَخْفَ عَلَيْهِ شَيْءٌ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَهُمْ، وَعَلِمَ مَا هُمْ عَامِلُونَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَهُمْ (العقیدہ الطحاویہ) وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ (٢٨)( الأنعام) وَلَوْ عَلِمَ اللهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ (٢٣) (الأنفال) بند**

بند.

بد تکوینی حکم اور تشریعی حکم دونوں کو ماننا لازم ہے۔ تشریح

**تقدیری اور تکوینی حکم اور تشریعی اور دینی حکم:**

اللہ تعالیٰ کے امر اور قضاء کی دو قسمیں ہیں: ایک تقدیری اور تکوینی امر و قضا اور دوسرا تشریعی اور دینی امر و حکم، پوری کائنات اللہ تعالیٰ کے تکوینی اور تقدیری امر اور حکم کی مخاطب ہے، جس میں تمام مخلوقات شامل ہیں، تمام جاندار، حیوانات، نباتات، جمادات، انسان، جن اور فرشتے سب اس میں داخل ہیں اور ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک مخصوص پیمانہ اور مقررہ اندازہ مقدر ہے، اور سب اس مقررہ پیمانے میں گھوم رہے ہیں اور اس کے تقدیری حکم کی تعمیل میں جُٹے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا دوسرا امر و حکم تشریعی و دینی ہے، یہ خاص مکلّف بندوں یعنی انسانوں جنوں کے لئے ہے، اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک تقدیر مقرر ہے، جس میں مکلّف بندوں کے لئے رہنمائی اور ہدایت ہے، اور اس میں ابتلاء و آزمائش کے لئے انہیں ارادہ اور اختیار کا دیا جانا، ان کے کسب اعمال کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اعمال کی تخلیق شامل ہے۔

یہاں ہم پہلے اللہ تعالیٰ کے تکوینی اور تقدیری امر اور حکم کی کچھ تفصیل پیش کریں گے، کیونکہ یہ مخلوقات کے لئے اللہ کی جانب سے مقررہ تقدیر کو کھولنے

والا مضمون ہے اور پھر تشریعی و دینی امر و حکم اور اس سے متعلق تقدیری پہلو کو ذکر کریں گے۔ دلائل

**إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (۵۴) (الأعراف)﴾ ﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ (۱۴)( سبأ)﴾ ﴿وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۷۵)( الزمر)﴾ ﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا (۲۳)( الإسراء)﴾ ﴿قَالَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ (۱۱۲)( الأنبياء)﴾ ﴿ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (۱۰) ( الممتحنة)﴾ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ**

**إِنَّ اللہَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ (١)( المائدۃ)۔ قُلِ اللہُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا (٢٦)( الكهف)۔ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ (١٥) فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ (١٦)( البروج)۔ بند**

بند.

**بند** کائنات کی ہر چیز کو اللہ نے خاص اندازے اور پیمانے سے بنایا ہے اور اس کی تقدیر لکھ رکھی ہے۔ تشریح

**اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو ایک خاص انداز میں پیدا کیا ہے:**

اللہ تعالیٰ کی صفت الخالق کے ساتھ اہم ترین صفت قدرت ہے، یعنی اللہ تعالیٰ القدیر، القادر اور المقتدر ہے، اللہ تعالیٰ کے القدیر ہونے میں جہاں یہ شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں، کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں ہے، وہیں اس میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو ایک خاص پیمانے اور مقررہ اندازے میں پیدا کیا ہے۔

ہر چیز کی ساخت اللہ تعالیٰ نے ایک خاص انداز میں بنائی ہے اور وہ خاص اندازہ اتنا کامل و مکمل ہوتا ہے کہ نہ اس سے کچھ زیادہ کا پیمانہ صحیح اور درست ہو سکتا ہے نہ اس سے کم کا پیمانہ صحیح و درست ہو سکتا ہے۔ تخلیق اور تقدیر دونوں صفات لازم و ملزوم ہیں، اللہ تعالیٰ جس شئے کو بھی پیدا کرتے ہیں ایک خاص انداز اور

پیمانے میں پیدا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ہر تخلیق اس
کاثبوت ہے، گویا ہر تخلیق میں اللہ کی تقدیر شامل ہے۔
پھر اللہ تعالیٰ جس بھی شئے کو ایک مخصوص پیمانے
میں پیدا کرتے ہیں، اس کے لئے اس کا صرف حکم کن
ہی کافی ہے، اللہ مخصوص اندازے اور مقررہ پیمانے میں
بناتے ہیں، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کو کسی چیز
کو کسی مقررہ پیمانے میں پیدا کرنے کے لئے اور منصوبہ
بندی کے لئے وقت نہیں لگتا وہ صرف کسی شئے کو ہونے کا
حکم دیتا ہے اور اس کے علم اور قدرت کے کمال کا یہ حال
ہے کہ وہ شئے فوراً اس کامل و مکمل پیمانے میں وجود
میں آ موجود ہوتی ہے۔
ہاں اللہ تعالیٰ بعض چیزوں کو مراحل میں بھی پیدا
کرتا ہے، مثلاً رزق کو پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بارش،
زمین کی اگانے، سورج سے پکانے وغیرہ کے مراحل رکھے
ہیں، لیکن کسی چیز کی مراحل اور تدریج میں تخلیق سے
اللہ کی حکمتیں وابستہ ہوتی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
آسمانوں اور زمین کو اور زمین میں مختلف مخلوقات کو
مراحل میں پیدا کیا ہے اور خاص طور سے ان کا ذکر
کیا ہے، ان کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ دلائل

**وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا (**
**٢)الفرقان-إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ (٤٩)**
**(القمر) ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا(٣٨)**
**الأحزاب-الَّذِي خَلَقَ فَسَوّٰى(٢)وَالَّذِي قَدَّرَ**
**فَهَدٰى(٣)( الأعلى) ۚ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ**
**كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ( ٥٠) القمر-مَا خَلْقُكُمْ وَلَا**

**بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ إِنَّ اللَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ (٢٨) لقمان-بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهٗ كُنْ فَيَكُونُ (١١٧) البقرہ-إِنَّ رَبَّكُمُ اللُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهٖ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (٥٤) الأعراف-بند**

بند.

**بند** زمان و مکان ہر دو کا خالق اللہ ہے، ہر دو کو اللہ نے خاص اندازے اور خاص پیمانے سے بنایا ہے۔ تشریح

زمان و مکان کی تقدیر:

کائنات کی ہر شئے اللہ کے حکم کن کے ذریعے سے پیدا ہوئی ہے اور اللہ کی مخلوق ہے، زمان و مکان بھی اللہ کی مخلوق ہے ، زمان ومکان یعنی کائنات کی ہر چار ابعادی شئے اللہ کی جانب سے ایک خاص اندازے اور پیمانے میں بنائی گئی ہے، یہ پوری کائنات جس کی حیرت انگیز وسعتوں کی انتہاء صرف اللہ جانتا ہے مکان اور زمان پر مشتمل ہے اور اللہ کی تخلیق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مخصوص پیمانوں اور مقرر اندازوں پر بنایا اور استوار کیا ہے۔

ہر شے ابعاد ی سے ہے یعنی جس کو (١) لمبائی، طول (٢) Length چوڑائی، عرض (٣) Widthاور اونچائی، بلندی Height کے پیمانوں سے ناپا جا

سکے مکانیت کی تعریف میں آتی ہے، مکانیت کیلئے یہ سہ ابعاد خاص انداز سے بنائے گئے ہیں، اور اس کے ساتھ جڑا ہوا چوتھا عنصر یعنی زمانہ جو مکانیت کا لازمہ اور اضافیت ہے، یعنی مکان کے متحرک ہونے کا دورانیے وہ بھی مکان کے ساتھ اللہ کی تخلیق ہے، زمانے کاکوئی اپنا مطلق وجود نہیں ہے بلکہ مکانیت کی تحریک کا وقت زمانے بنتا ہے، پوری سہ ابعادی کائنات جس میں کائنات کا ہر جزء اور ہر گوشہ شامل ہے اپنی پیدائش سے متحرک ہے اور وسیع پذیر ہورہا ہے، اس سہ ابعادی کائنات کے آغاز سے آخر تک اس کی تحریک کا دورانیہ اس کی اجل اور اس کا زمان ہے۔

یہ چاروں ابعاد یعنی زمان و مکان کا کوئی وجود نہیں تھا، پھر ایک مخصوص مرحلہ پر اللہ کے حکم کن سے پیدا ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص انداز اور مقررہ پیمانہ میں پیدا کیا ہے، اور ایک وقت آئے گا جب اس کو ختم کردیا جائے گا اور اپنے مقررہ وقت میں ختم ہونے میں نہ پہل ہوگی نہ دیری ہوگی، اس کے آغاز انجام اور درمیانی وقفہ سب میں اللہ کی تقدیر کار فرما ہے۔

زمین کے دن اور رات وقت کا ایک پیمانہ ہے؛ لیکن پوری کائنات کیلئے نہیں بلکہ صرف زمین کے لئے ہے، جو سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہونے سے بنتا ہے، گویا سورج جو سہ ابعادی ہے زمین کے گرد اس کی تحریک کا ایک مخصوص دورانیہ دن اور رات بناتا ہے، کائنات کی وسعتوں میں دن و رات کے پیمانے ایسے ہی سیاروں اور کہکشاؤں کی تحریکات سے بڑے ہوتے جاتے ہیں، بعض دن

ایسے بھی ہیں جو ہماری زمین کے دن کے حساب سے ایک سال کا ایک دن ہوتا ہے، اور مزید وسعتوں میں بعض دن ایسے ہیں جو ہماری زمین کے دن کے حساب سے پچاس ہزار سال کا صرف ایک دن ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر کو آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دیا تھا تو وہ پچاس ہزار سال کسی کے لئے صرف ایک دن ہے، باقی اللہ کے لئے زمانیت کوئی چیز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے ہماری تخلیق اور سب کے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا ایک پلک جھپکنے کے دورانیے جیسا ہے، زمان و مکان کی طرح اللہ کی مخلوق ہے اور ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے خاص اندازے اور مقررہ پیمانے سے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن بنایا ہے، جبکہ آسمان اور زمین مکان اور ان کی تحریک زمان ہے، پھر وہ ایام کونسے تھے جس میں اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے، اس کو سمجھنے کے لئے اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ قرآن نے کہا ہے کہ جنت میں صبح و شام رزق ملے گا، حالانکہ صبح شام کا تعین سورج کی تحریک اور طلوع و غروب سے ہوتا ہے، جبکہ جنت میں سورج کی تحریک اور طلوع و غروب کا کوئی موقع نہیں ہے، اس کا مفہوم ایک مقررہ مقدار وقت میں انہیں مستقل رزق ملتا رہے گا۔

اسی طرح ایک مقررہ مقدار وقت میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی ہے، جس کو ایام اور چھ ایام سے تعبیر کیا ہے، یہ ایام ہمارے پیمانے کے ایام بھی ہو

سکتے ہیں، ہمارے پیمانے سے ایک ہزار سال کے دورانیے کے ایام بھی ہو سکتے ہیں، اور ہمارے پیمانے سے پچاس ہزار سال کے دورانیے کے ایام بھی ہو سکتے ہیں۔

آخری اور اہم بات وہ لمحہ جس میں کائنات حکم کن کے ذریعے عدم سے وجود میں آئی اور ذوات اشیاء وجود پذیر ہوئے وہ بیک لمحہ اللہ کے حکم سے وجود پذیر ہوئے ہیں، ہاں ان کو اللہ نے اپنی حکمتوں اور مصلحتوں سے اپنی اپنی جگہ پر قرینے سے چھ ایام میں لگایا □□□ ان سب میں اللہ کی تقدیر اور مخصوص پیمانہ اور مقررہ اندازہ کار فرما □□ اور ان کی ان پیمانوں اور اندازہ میں تخلیقی□ ان کی تقدیر □□□ دلائل

**مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ إِنَّ اللہ سَمِيعٌ بَصِيرٌ (٢٨)( لقمان)۔ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ (١٩٠)( آل عمران)۔ الْحَمْدُ لِلَّہِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ (١)( الأنعام)۔ إِنَّ رَبَّكُمُ اللہُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللہُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (٥٤) (الأعراف)۔ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللہِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللہِ يَوْمَ خَلَقَ**

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَـةٌ حُـرُمٌ ذٰلِـكَ
الـدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُـوا فِيهِنَّ أَنْفُسَـكُمْ
وَقَـاتِلُوا الْمُشْـرِكِينَ كَافَّةً كَمَـا يُقَـاتِلُونَكُمْ
كَافَّةً وَاعْلَمُــوا أَنَّ اللہَ مَــعَ الْمُتَّقِينَ (۳۶)
(التـــــوبہ) إِنَّ رَبَّكُمُ اللہُ الَّذِي خَلَـــــقَ
السَّـــــمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِــــتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ
اسْـتَوٰى عَلَى الْعَـرْشِ يُـدَبِّرُ الْأَمْـرَ مَـا مِنْ
شَـــفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْـــدِ إِذْنِهٖ ذٰلِكُمُ اللہُ رَبُّكُمْ
فَاعْبُـدُوهُ أَفَلَا تَـذَكَّرُونَ (۳) (يـونس) هُـوَ
الَّذِي جَعَـلَ الشَّـمْسَ ضِـيَآءً وَالْقَمَـرَ نُـورًا
وَقَـــدَّرَهُ مَنَـــازِلَ لِتَعْلَمُــوا عَــدَدَ السِّــنِينَ
وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللہُ ذٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ
الْآيَـاتِ لِقَـوْمٍ يَعْلَمُـونَ (۵) إِنَّ فِي اخْتِلَافِ
اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللہُ فِي السَّـمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَّقُـونَ (۶) (يـونس)
وَهُـوَ الَّذِي خَلَــقَ السَّــمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي
سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُــوَكُمْ
أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ
مِنْ بَعْـدِ الْمَـوْتِ لَيَقُـولَنَّ الَّذِينَ كَفَـرُوا إِنْ
هٰـذَا إِلَّا سِـحْرٌ مُبِينٌ (۷)( هـود) أَوَلَمْ يَـرَ
الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّـمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَـا
رَتْقًـا فَفَتَقْنَاهُمَـا وَجَعَلْنَـا مِنَ الْمَـاءِ كُـلَّ
شَـيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُـونَ (۳۰) وَجَعَلْنَـا فِي
الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَـا فِيهَـا
فِجَاجًـا سُـبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَـدُونَ (۳۱) وَجَعَلْنَـا

السَّـمَآءَ سَـقْفًا مَحْفُوظًـا وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَـا مُعْرِضُـــونَ (٣٢) وَهُـــوَ الَّذِي خَلَـــقَ اللَّيْـــلَ وَالنَّهَـارَ وَالشَّـمْسَ وَالْقَمَـرَ كُـلٌّ فِي فَلَـكٍ يَسْـــبَحُونَ (٣٣)( الأنبيـــاء) الَّذِي خَلَـــقَ السَّـمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَـا بَيْنَهُمَـا فِي سِـتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْـــتَوٰى عَلَى الْعَـــرْشِ الـــرَّحْمٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا (٥٩)( الفرقان) اللہُ الَّذِي خَلَـقَ السَّـمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَـا بَيْنَهُمَـا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْـتَوٰى عَلَى الْعَـرْشِ مَـا لَكُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ (٤) يُدَبِّرُ الْأَمْـرَ مِنَ السَّـمَآءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ أَلْـفَ سَـنَةٍ مِمَّا تَعُـــــدُّونَ (٥) ( الســـــجد) خَلَـــــقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَـارِ وَيُكَـوِّرُ النَّهَـارَ عَلَى اللَّيْـلِ وَسَـخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْـرِي لِأَجَـلٍ مُسَـمًّى أَلَا هُـوَ الْعَزِيـزُ الْغَفَّارُ (٥)( الزمـر) قُـلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُـــرُونَ بِالَّذِي خَلَـــقَ الْأَرْضَ فِي يَـــوْمَيْنِ وَتَجْعَلُـــونَ لَـــهٗ أَنْـــدَادًا ذٰلِـــکَ رَبُّ الْعَـالَمِينَ (٩) وَجَعَـلَ فِيهَـا رَوَاسِـيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَکَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ (١٠) ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًـا قَالَتَـا أَتَيْنَـا طَـائِعِينَ ( ١١)(فصـلت) هُـوَ الَّذِي خَلَـقَ السَّـمَاوَاتِ

**وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (۴)( الحديد)۔ واليوم : من طلوع الشمس إلى غروبها فإن لم يكن شمس فلا يوم قاله القشيري (القرطبی)۔أن المراد أنه تعالى خلق السموات والأرض في مقدار ستة أيام وهو كقوله : { لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيّاً } [ مريم : ۶۲ ] والمراد على مقدار البكرة والعشي في الدنيا لأنه لا ليل ثم ولا نهار . (الرازی)۔**

بند

بند.

بند افلاک اور ستاروں و سیاروں کو اللہ نے خاص اندازے اور پیمانے سے پیدا کیا ہے اور ان میں بھی اللہ کی جانب سے مقررہ تقدیر کار فرما ہے۔ تشریح

**افلاک اور سیاروں کی تخلیق اور ان کی توسیع میں اللہ کا پیمانہ:**

خلاء اور افلاک میں موجود سورج، چاند، زمین، اور دیگر ستاروں اور سیاروں کی ساخت اور ان کا قطر اللہ تعالیٰ نے ایک خاص اندازے سے بنایا ہے، ان میں چھوٹے بڑے ستارے اور سیارے ہیں، جن کے درمیان اللہ تعالیٰ نے فاصلے ایک خاص اندازے سے رکھا ہے، اور ان کے درمیان ایک خاص قسم کی کشش رکھی ہے، ایک ستارے و سیارے دوسرے

ستاروں اور سیاروں کو اپنی کشش سے اپنی جانب کھینچتا ہے، جبکہ ایک دوسرا ستارہ اس کو اپنی جگہ پر باقی رکھنے کے لئے دوسری جانب سے اپنی کشش سے کھینچ رہا ہے، اگر یہ دوسرے ستارے کشش کے تناسب کو باقی رکھنے کے لئے نہ ہوتے تو یہ ستارے آپس میں ایک دوسرے سے ٹکرا کر ختم ہو جاتے، ان میں کشش کا تناسب اس ذریعہ سے بھی برقرار رکھا گیا ہے کہ کچھ کا حجم چھوٹا کچھ کا بڑا اور کچھ کا اتنا بڑا ہے کہ ان کا بیان تک الفاظ میں کبھی اس حقیقت کو ظاہر نہیں کر سکتا جیسے کہ وہ بڑے ہیں

زمین کا رقبہ سات ہزار مربع میل سے زائد ہے، اور سورج زمین سے ۱۰۳ گنا بڑا ہے، اگر زمین اپنی کشش کھودے تو وہ سورج کی جانب تیزی سے کھینچ کر جائے اور ایک تنکے کی طرح اس سے لگ جائے، جبکہ خلاء میں بے شمار تعداد میں ستارے اللہ تعالیٰ نے سورج سے لاکھوں گنا بڑے بنائے ہیں یہ ستارے آپس میں ایک خاص قسم کی کشش سے مربوط کئے گئے ہیں، اور انھیں ستاروں اور سیاروں سے کہکشائیں وجود میں آئیں، اب تک دریافت شدہ ایسی کہکشائیں اس کائنات میں تقریباً ۳۰۰ بلین ہیں، جن میں سے ہر کہکشاں میں تقریباً ۲۵۰ بلین سیارے موجود ہیں، جن میں جیسا کہ اوپر کہا گیا لا تعداد ستارے ہمارے سورج سے ہزاروں اور لاکھوں گنا بڑے ہیں، یہ فضا میں چکر لگا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے علم و قدرت سے انہیں ایک ایسے نظام میں مربوط کر رکھا ہے کہ یہ سیارے ایسی ناقابل یقین تعداد میں ہونے کے باوجود آپس میں ٹکراتے نہیں ہیں، ربط اور کشش سے ٹوٹ کر بسیط خلاء

میں کہیں گِر نہیں جاتے،ان سب کے درمیان ایک خاص فاصلے کا پیمانہ مقرر ہے کہ اگر ان دوریوں میں ذرا بھی کمی ہو تو آپس میں ٹکرا جائیں، یا ان کے فاصلے میں زیادتی ہو جائے تو یہ خلاء میں بکھر جائیں، یہ اپنے درمیان لاکھوں کروڑوں نوری سالوں کا فاصلے رکھتے ہوئے ایک دوسرے کی کشش کے رابطے میں لاکھوں سال سے مربوط ہیں، اور ایک دوسرے کو بکھرنے نہیں دیتے ۔

پھر اللہ کی قدرت اور اندازے کا ایک حیرت انگیز مظہر یہ ہے کہ یہ لاکھوں کروڑوں سیارے اس کشش کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اور ان میں آپس میں مسلسل وسعت ہورہی ہے، یعنی ان کے آپس کا درمیانی فاصلے ہر آن اور ہر لمحے دور ہو کر پھیل رہا ہے، اگر یہ پھیلاؤ رک جائے یا تیز ہو جائے تو بھی یہ نظام کائنات درہم برہم ہو جائے، یہ پھیلاؤ ان کی تخلیق کے آغاز سے ہو رہا ہے اور مستقل اور مسلسل بڑھتا جا رہا ہے، یہ پھیلاؤ اس تناسب اور موزونیت اور Fine Tuning کے ساتھ ہورہا ہے کہ اس میں اگر دسواں یا سواں یا ہزارواں یا لاکھواں نہیں بلکہ کروڑواں حصے بھی تیزی یا سست رفتاری آ جائے تو بھی یہ عظیم کائنات سیاروں کی آپسی کشش ٹوٹنے سے تباہ و برباد ہوجائے گی، گویا یہ پھیلاؤ ایک پل صراط پر ہورہا ہے، لیکن پھر بھی یہ سب کچھ ۱۵ بلین برس سے مستحکم طورپر جاری ہے۔

یہ اللہ کا مقرر کردہ پیمانہ اور اندازہ ہے افلاک کی تخلیق، اور ان کی بقاء اور ان کی توسیع میں یہ اللہ کی

تقــدیر ہے جــو ازل ســے اللہ کے علم میں ہے اور اس کی مشیت اور قدرت سے وجود میں آئی ہے۔ دلائل

**إِنَّا كُــلَّ شَــيْءٍ خَلَقْنَــاهُ بِقَــدَرٍ (۴۹) ( القمر)، فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّــمْسَ وَالْقَمَــرَ حُسْــبَانًا ذٰلِــکَ تَقْــدِيرُ الْعَزِيــزِ الْعَلِيمِ (۹۶) (الأنعــام)، فَقَضَــاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَى فِي كُــلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الــدُّنْيَا بِمَصَــابِيحَ وَحِفْظًــا ذٰلِــکَ تَقْــدِيرُ الْعَزِيــزِ الْعَلِيمِ (۱۲) ( فصلت)، وَالشَّمْسُ تَجْــرِي لِمُسْــتَقَرٍّ لَهَــا ذٰلِــکَ تَقْــدِيرُ الْعَزِيــزِ الْعَلِيمِ (۳۸) وَالْقَمَــرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَــدِيمِ (۳۹) لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْــلُ سَــابِقُ النَّهَــارِ وَكُــلٌّ فِي فَلَــكٍ يَسْبَحُونَ (۴۰)( يس)، وَالسَّمَآءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِــــعُونَ (۴۷) وَالْأَرْضَ فَرَشْــــنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِــدُونَ (۴۸) (الــذاريات)، وَآيَــةٌ لَهُمُ اللَّيْــلُ نَسْــلَخُ مِنْــهُ النَّهَــارَ فَــإِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ (۳۷) وَالشَّــمْسُ تَجْــرِي لِمُسْــتَقَرٍّ لَهَا ذٰلِکَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (۳۸) وَالْقَمَــرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَــدِيمِ (۳۹) لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْــلُ سَــابِقُ النَّهَــارِ وَكُــلٌّ فِي فَلَــكٍ يَسْــــبَحُونَ (۴۰)(يس)، نــإِنَّ اللہَ يُمْسِـــکُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ**

أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا (۴۱) (فاطر)ﷺ پند

پند.

پند زمین اور اس میں موجود ہر شئے کو اللہ تعالیٰ نے خاص پیمانہ اور مقررہ انداز سے بنایا ہے، زمین کی ہر شئے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ تقدیر کا ر فرما ہے۔ تشریح

**تخلیق زمین اور اس کے متعلقات کی ساخت میں پیمانہ:**

انھیں کہکشاؤں اور سیاروں کا ایک حصہ زمین بھی ہے، جو حیوانات کا گھر ہے یعنی انسانوں اور جنوں کا بھی، اللہ تعالیٰ نے اسی زمین میں انسان کو اپنا خلیفہ بنانا طے کیا اور اسی زمین کی جانب انسانوں اور جنوں کو ایک مخصوص وقت میں اتارا کہ ایک مقررہ وقت تک انہیں اس زمین میں رہنا ہے، جس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین پر اتارا اور جس وقت تک ان کو زمین میں رہنا ہے یہ سب پہلے سے اللہ کی جانب سے مقدر اور طے ہے۔

اس زمین کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص اندازے سے بنایا ہے، جس میں ہر وہ شئے انتہائی تنظیم و ترتیب اور تناسب و موزونیت کے ساتھ خاص مقدار اور اندازے میں جمع ہے جو حیاتِ حیوانات اور ان کی بقاء کے لئے ضروری ہو، زبانِ حال سے مخلوقات نے جو کچھ چاہا ان کے لئے اس میں مہیا کردیا گیا، اگر انسان اللہ کی ان نعمتوں کو گننا چاہے تو ان کا شمار نہیں کر سکتا جس کا اندازہ ذیل کی تفصیلات سے لگا سکتا ہے، جو اللہ کی نعمتوں کی صرف ایک معمولی سی جھلک ہے۔ دلائل

**هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَآءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (۲۹) (البقرۃ) وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ (۳۰) (البقرۃ) فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلٰى حِينٍ (۳۶) (البقرۃ) وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ (۳۴) (ابراهیم)** بند

بند.

بند پانی کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص انداز اور مقرر پیمانے میں پیدا کیا ہے، اس میں بھی اللہ کی تقدیر کار فرما ہے۔ تشریح

**سر چشمہ حیات پانی کا پیمانہ:**

اللہ تعالیٰ نے حیات کی بنیاد پانی کو بنایا اور اس پانی کو اس زمین پر نہ صرف پیدا کیا بلکہ اس کے ذخیرے اس میں کردئے، حیات کی یہ بنیاد کسی دوسرے سیارے میں نہیں ہے، پھر ذخیرے آب کا کرۂ ارض پر ایساانتظام فرمایا کہ یہ یہاں ختم ہی نہیں ہوتا۔

پانی اپنے مرکبات سے جس طریقے سے بنتا ہے اس کا ایک خاص پیمانہ مقرر ہے، اگر اس کے مرکبات میں نہایت

درجہ کا تغیر ہو جائے کچھ کمی یا زیادتی ہو جائے تو پانی کبھی پانی نہیں بن سکتا ہے، یہ خاص پیمانہ اللہ کا مقرر کردہ ہے۔

پھر جتنا پانی بننا تھا بن چکا، اب پانی کی طبیعت بدل کر جب ہواؤں کی شکل اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسی کو پھر پانی میں بدلنے کا نظام بنایا، اور اللہ تعالی نے زمین پر بارش کا نظام جاری فرمایا، یہ سیارے جو خلاء میں گھومتے رہتے ہیں، ان کو اللہ نے ایک نظم میں اس زمین سے متعلق کردیا، چنانچہ خود یہ زمین اور اس کے اطراف کے سیارے جیسے سورج چاند وغیرہ آپس میں ایک دوسرے کے گرد گھومتے ہیں، انہیں کے گھومنے سے موسم کی تبدیلی ہوتی ہے جس سےایک مخصوص اور اللہ کی جانب سے مقررہ وقت میں زمین پر گرمی رہتی ہے، ایک مخصوص اور اللہ کی جانب سے مقررہ وقت میں سردی رہتی ہے، ایک مخصوص اور اللہ کی جانب سے مقررہ وقت میں بارش ہوتی ہے اور ایک مخصوص اور اللہ کی جانب سے مقررہ وقت میں بہار کا موسم رہتا ہے، یہ سب امور ہزاروں سال سے جاری ہیں، یہ اللہ کی جانب سے مقررہ نظام ہے، اور اللہ کی تقدیر کا حصہ ہے کہ اللہ نے ہر چیز کو ایک خاص اندازے سے پیدا کیا ہے اور ایک خاص اندازے سے اس کو چلا رہا ہے، جس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آتی ہے دلائل

**أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ (٣٠)**

(الأنبياء) ﴿ أَمْ جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا
كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللهُ خَالِقُ
كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (١٦) أَنْزَلَ
مِنَ السَّمَآءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا
فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا وَمِمَّا يُوقِدُونَ
عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ
مِثْلُهُ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ فَأَمَّا
الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ
فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللهُ
الْأَمْثَالَ (١٧)( الرعد)﴿ وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ
لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَاءً
فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ (٢٢)
( الحجر)﴿ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَاءً
لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ (
١٠)( النحل)﴿ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَاءً بِقَدَرٍ
فَأَسْكَنَّاهُ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهِ
لَقَادِرُونَ (١٨) (المؤمنون)﴿ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللهَ
أَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي
الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ
يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا إِنَّ
فِي ذٰلِكَ لَذِكْرَى لِأُولِي الْأَلْبَابِ (٢١)
( الزمر)﴿ وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَاءً بِقَدَرٍ
فَأَنْشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُونَ (١١)(
الزخرف)﴿ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَاءً مُبَارَكًا
فَأَنْبَتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ (٩)( ق)﴿

بند.

بد زمین میں اللہ نے رزق کو ایک خاص انداز میں پیدا کیا ہے اور مقررہ پیمانہ میں نازل کرتا رہتا ہے، اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر کردہ تقدیر کار فرما ہے۔ تشریح

**تخلیق رزق کا پیمانہ:**

اللہ تعالیٰ نے اسی زمین کو حیوانات کے رزق کا ذریعہ بنایا، زمین پر بارش ہوتی ہے، اور زمین رزق کے خزانے اگلتی ہے، زمین سے جو پیدا وار اگتی ہے اس کو پکانے کے لئے پھر وہی سیاروں کا زمین کے گرد گھومنے کا نظام ذریعہ بنتا ہے، سورج کی گرمی زمین سے اگنے والی کھیتیوں اور درختوں پر ظاہر ہونے والے پھلوں کو پکاتی ہے، یہ نظام اللہ نے ایک خاص انداز اور پیمانے سے مقرر کیا ہے، بارش کی مقررہ مقدار کی کثرت سے کھیتی تباہ ہوجاتی ہے،اور سورج کی گرمی کی کمی یا حد سے زیادہ گرمی فصلوں کو خراب کردیتی ہے، یہ سب اسباب ایک مخصوص پیمانہ میں رزق کی پیداوار دینے میں مصروف ہیں، یہ اللہ کی جانب سے مقرر اور اس کی تقدیر کا حصہ ہے۔ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اس معمول کے نظام میں اپنی آیات دکھانے، یا غفلت سے بیدار کرنے کے لئے فرق بھی کردیتا ہے، جس کے بعد بندے چار و نا چار اس کے آگے گڑگڑانے اور اس کے سامنے اپنے فقر کا اظہار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، لیکن جب یہ اسباب اپنے معمول کے مطابق کام کرتے ہیں تو بہت کم شکر گذاری کرتے ہیں، اکثر ان نعمتوں اور رحمتوں سے بالکل غفلت میں پڑے رہتے ہیں دلائل

الَّذِي جَعَـــــلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًـــــا
وَالسَّــمَآءَ بِنَــاءً وَأَنْــزَلَ مِنَ السَّــمَآءِ مَــاءً
فَــأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَــرَاتِ رِزْقًــا لَكُمْ فَلَا
تَجْعَلُـــوا لِلّٰهِ أَنْـــدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُـــونَ (٢٢)
( البقـــر) إِنَّ فِي خَلْـــقِ السَّـــمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْـلِ وَالنَّهَـارِ وَالْفُلْـكِ
الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَـا
أَنْـزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّـمَآءِ مِنْ مَـاءٍ فَأَحْيَـا بِـهِ
الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَـا وَبَثَّ فِيهَـا مِنْ كُـلِّ دَابَّةٍ
وَتَصْـرِيفِ الرِّيَـاحِ وَالسَّـحَابِ الْمُسَـخَّرِ بَيْنَ
السَّـمَآءِ وَالْأَرْضِ لَآيَـاتٍ لِقَـوْمٍ يَعْقِلُـونَ (
١٦٤) (البقـــر) وَهُـــوَ الَّذِي أَنْـــزَلَ مِنَ
السَّمَآءِ مَـاءً فَأَخْرَجْنَـا بِهِ نَبَـاتَ كُـلِّ شَـيْءٍ
فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًـــا
وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ
مِنْ أَعْنَـــابٍ وَالزَّيْتُـــونَ وَالرُّمَّانَ مُشْـــتَبِهًا
وَغَيْرَ مُتَشَـابِهٍ انْظُـرُوا إِلٰى ثَمَـرِهِ إِذَا أَثْمَـرَ
وَيَنْعِهِ إِنَّ فِي ذٰلِكُمْ لَآيَاتٍ لِقَـوْمٍ يُؤْمِنُـونَ (
٩٩)( الأنعام) هُوَ الَّذِي أَنْـزَلَ مِنَ السَّـمَآءِ
مَـاءً لَكُمْ مِنْـهُ شَـرَابٌ وَمِنْـهُ شَـجَرٌ فِيـهِ
تُسِـــــيمُونَ (١٠) يُنْبِتُ لَكُمْ بِـــهِ الـــزَّرْعَ
وَالزَّيْتُــونَ وَالنَّخِيــلَ وَالْأَعْنَــابَ وَمِنْ كُـلِّ
الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (
١١) (النحـل) وَاللّٰهُ أَنْـزَلَ مِنَ السَّـمَآءِ مَـاءً
فَأَحْيَـا بِـهِ الْأَرْضَ بَعْـدَ مَوْتِهَـا إِنَّ فِي ذٰلِـكَ

لَآيَـةً لِقَـوْمٍ يَسْــمَعُونَ (٦٥) وَإِنَّ لَكُمْ فِي
الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ
بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّـارِبِينَ
(٦٦) وَمِنْ ثَمَـــرَاتِ النَّخِيـــلِ وَالْأَعْنَـــابِ
تَتَّخِـذُونَ مِنْـهُ سَـكَرًا وَرِزْقًـا حَسَـنًا إِنَّ فِي
ذٰلِكَ لَآيَةً لِقَـوْمٍ يَعْقِلُـونَ (٦٧) وَأَوْحَى رَبُّكَ
إِلَى النَّحْـلِ أَنِ اتَّخِـذِي مِنَ الْجِبَـالِ بُيُوتًـا
وَمِنَ الشَّـجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُـونَ (٦٨) ثُمَّ كُلِي
مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْـلُكِي سُـبُلَ رَبِّـكِ ذُلُلًا
يَخْـرُجُ مِنْ بُطُونِهَـا شَـرَابٌ مُخْتَلِـفٌ أَلْوَانُـهُ
فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ إِنَّ فِي ذٰلِـكَ لَآيَـةً لِقَـوْمٍ
يَتَفَكَـرُونَ (٦٩)( النحـل ) الَّذِي جَعَـلَ لَكُمُ
الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُـبُلًا وَأَنْـزَلَ
مِنَ السَّــمَآءِ مَـاءً فَأَخْرَجْنَـا بِهِ أَزْوَاجًـا مِنْ
نَبَاتٍ شَتَّى (٥٣) كُلُـوا وَارْعَـوْا أَنْعَـامَكُمْ إِنَّ
فِي ذٰلِــكَ لَآيَــاتٍ لِأُولِي النُّهَى (٥٤)(طه)
وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْـكَنَّاهُ فِي
الْأَرْضِ وَإِنَّا عَلٰى ذَهَـابٍ بِهِ لَقَـادِرُونَ (١٨)
فَأَنْشَـأْنَا لَكُمْ بِهِ جَنَّاتٍ مِنْ نَخِيـلٍ وَأَعْنَـابٍ
لَكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَـأْكُلُونَ (١٩)
وَشَــجَرَةً تَخْــرُجُ مِنْ طُــورِ سَــيْنَاءَ تَنْبُتُ
بِالـدُّهْنِ وَصِـبْغٍ لِلْآكِلِينَ (٢٠) وَإِنَّ لَكُمْ فِي
الْأَنْعَـامِ لَعِبْـرَةً نُسْـقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَـا
وَلَكُمْ فِيهَا مَنَـافِعُ كَثِـيرَةٌ وَمِنْهَـا تَـأْكُلُونَ (
٢١)( المؤمنـون ) وَلَـوْ بَسَـطَ اللّٰہُ الـرِّزْقَ

**لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلٰكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَا يَشَآءُ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ (٢٧) (الشُّورىٰ)** بند

بند.

زمین کو ستاروں اور افلاک کے نقصانات اور حادثات سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک محفوظ چھت کو بنایا ہے، اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ تقدیر کار فرما ہے۔ تشریح

**سقف محفوظ فضائی پیمانہ:**

فضائے بسیط میں سیارے اپنی نہایت درجہ مہلک تپش چھوڑتے ہیں، اسی طرح ان میں سے بہت سوں سے غیر معمولی روشنی کا اخراج ہوتا ہے، بہت سے سخت پرفیلی ٹھنڈک چھوڑتے ہیں، اور ان میں سے بہت سوں سے مہلک شعاعیں نکلتی ہیں، اگر یہ سب یا ان میں سے کوئی ایک بھی راست زمین تک پہنچ جائے تو زمین پر زندگی باقی نہ رہے، ان سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمین کے گرد ایک خاص محفوظ چھت کو بنایا ہے، جس سے ان مادوں کے مہلک اثرات زمین تک نہیں پہنچ پاتے، لیکن ساتھ ہی حیرت انگیز طور پر ان تمام مادوں کے ضروری اجزاء جو زندگی کی بقاء کے لئے از حد لازمی ہیں چھن چھن کر زمین پر آتے ہیں اور ان کے مہلک اثرات اس چھت کے پرے علیحدہ کردئے جاتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں اس کی تقدیر کا حصہ ہے۔ دلائل

**وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ (٣٢) الأنبياء** بند

بند.

ہواؤں کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص اندازے اور پیمانے سے بنایا ہے، اس میں بھی اللہ کی جانب سے مقرر کردہ تقدیر کار فرما ہے۔

تشریح

**ہواؤں کا پیمانہ:**

اس زمین پر اللہ تعالیٰ نے ہواؤں کا ایک مخصوص نظام بنایا ہے، ہواؤں کا یہ نظام اللہ کی تقدیر کا حصہ ہے، جو ایک خاص مقررہ پیمانے پر چلتی ہیں، اگر یہ ہوائیں اس مخصوص پیمانے کے ساتھ زمین پر نہ ہوتیں تو کرۂ ارض پر زندگی محفوظ ہی نہ ہوتی۔

کرۂ ارض کے گرد اللہ تعالیٰ نے ہوائی کرے رکھا ہے جو زمین کو گھیرے رکھتا ہے، اس ہوائی کرے کی کئی پرتیں و پردے ہیں، ان میں سے ایک وہی ہے جو جس کا اوپر ذکر ہوا ہے کہ اللہ نے اس کو سقف محفوظ بنایا ہے، اس کے علاوہ بھی ہوا کی کئی پرتیں زمین کے گرد موجود ہیں۔

ہوائیں کہیں کم اور کہیں زیادہ ہوتی ہیں، جہاں ہوا زیادہ ہوتی ہے وہاں ان کا دباؤ بڑھ جاتی ہے، اور جہاں کم ہوتی ہیں وہاں ان کا دباؤ کم ہوتا ہے۔

ہواؤں کو اللہ تعالیٰ نے بارش کو لانے کا ذریعہ بنایا ہے، ایک سادہ آنکھ سے دیکھنے والا بھی اس کو بآسانی دیکھتا ہے کہ ہوائیں بادلوں کو ادھر ادھر لئے پھرتی ہیں، لیکن ہواؤں کا نظام اس سے کہیں بڑھ کر ہے، سمندر سے پانی کو ذرات کی شکل میں اٹھانا اور پھر ان کو بادلوں کی شکل میں ڈھالنا اور پھر ان کو زمین میں لئے پھرنا اور مختلف جگہوں پر بارش برسانا یہ سب ہواؤں کا کام ہے، سمندر کے پانی کو ذرات کی شکل میں اٹھانا ایک نہایت

پیچیدہ اور غیر معمولی نظام ہے جو ایک مخصوص مقررہ پیمانے کے تحت ہوتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا حصہ ہے، اور پھر یہ اس بڑے پیمانے پر ہوتا ہے کہ خشکی پر موجود جانداروں کی سال بھر کی پانی، رزق اور موسمی تبدیلی کی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور پھر سال بہ سال ہوتا رہتا ہے، یہ سب اللہ کی جانب سے مقررہ پیمانے اور مخصوص اندازے سے انجام پا رہا ہے۔

**دلائل**

**إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (١٦٤) (البقرہ) وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ حَتّٰى إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (٥٧) (الأعراف) وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهٗ بِخَازِنِينَ (٢٢) ( الحجر) وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا (٤٥)**

(الفرقان) اللّٰهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهُ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهٖ فَإِذَا أَصَابَ بِهٖ مَنْ يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ (۴۸)( الروم) وَاللّٰهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلٰى بَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا كَذٰلِكَ النُّشُورُ (۹)( فاطر) وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِزْقٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ آيَاتٌ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (۵) (الجاثية) أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيعًا (۶۹) (الإسراء) وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهٖ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ (۸۱)( الأنبياء) حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهٖ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ (۳۱)( الحج) وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهٖ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ (۱۲) ( سبأ) فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهٖ

**رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ (٣٦)( ص )﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ (٣٢) إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهِ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ (٣٣) (الشوری)﴿ وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ (٤١)( الذاريات)﴾ بند**

بند.

**بند** اللہ تعالیٰ نے زمین کو مخلوقات کی رہائش کے لئے فرش ایک خاص اندازے اور پیمانے سے بنایا ہے، اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر کردہ تقدیر کار فرما ہے۔ تشریح

**زمین کی رہائش کا پیمانہ:**

پھر اس زمین کو اللہ تعالیٰ نے اس پر رہنے والوں کے لئے فرش بنایا جس پر وہ چلتے پھرتے ہیں، اپنے مکان تعمیر کرتے ہیں، اس کو کھود کر پانی نکال لیتے ہیں، زمین نہ بہت زیادہ سخت ہے کہ اس کو کھودا ہی نہ جا سکے، نہ بہت زیادہ نرم ہے کہ انسان اس میں دھنستا چلا جائے، یہ ایک خاص اندازے اور مقررہ پیمانے سے بنائی ( Design کی) گئی ہے۔

خود زمین میں اتنی کشش ہے کہ وہ دور دراز کے سیاروں کو اپنی جانب کھینچتی ہے، اگر دوسرے سیارے آپس میں ایک دوسرے کی کشش میں نہ ہوں تو بعض سیارے زمین کی کشش سے کھنچ کر آکر اس سے ٹکرائے جائیں، اس کا تقاضہ تو یہ تھا کہ خود زمین پر جو چیزیں ہیں مثلاً اس پر بسنے والے انسان اور جانور وغیرہ زمین کی کشش سے زمین کے اندر دھنس جاتے، لیکن یہ اللہ کا ایک خاص

نظام ہے کہ دوسرے سیارے اپنی کشش سے زمین پر موجود چیزوں کو اپنی جانب کھنچتے ہیں جس سے زمین پر موجود یہ مخلوقات زمین میں دھنسنے نہیں پاتیں، پھر اسی طرح جب دوسرے سیارے زمین کی مخلوقات کو اپنی کشش سے اپنی جانب کھینچتے ہیں تو ان مخلوقات کو فضاء میں معلق ہو جانا چاہئے لیکن یہ اللہ کا مقرر کردہ پیمانہ ہے کہ زمین کی کشش اور دوسرے سیاروں کی کشش کو اتنی موزونیت اور تناسب کے ساتھ مقرر کیا گیا ہے کہ مخلوقات زمین کی سطح سے اوپر غیر اختیاری طور پر معلق نہیں ہو پاتیں، ہاں پرندوں میں خود اللہ نے ایسا جدا نظام رکھا ہے کہ وہ فضاء میں اپنے اختیار سے اڑتے پھرتے ہیں، زمین کی کشش اور دیگر سیاروں کی کشش کے ذریعے سطح ارض پر مخلوقات کو ایک مخصوص طریقے سے جمانا اس طرح سے کہ انہیں اپنے کام کرتے ہوئے اور زندگی گذارتے ہوئے ان دونوں کی کشش کا اندازہ ہی نہ ہو اور وہ بغیر کسی الجھن اور تردد کے جیتے رہیں، جیسے کوئی بچہ اپنی ماں کی گود میں ہو، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص مقرر کردہ پیمانہ ہے اور اس کی مخلوقات کی تخلیق میں تقدیر کا حصہ ہے، پھر اسی طرح بیکراں خلاء میں زمین ہزاروں کیلو میٹر کی رفتار سے سفر طے کررہی ہے، اس کے باوجود ہم اس پر نہایت چین سے جیتے ہیں، اس کی یہ غیر معمولی حرکت ہمیں محسوس تک نہیں ہوتی، یہ محفوظ گوشہ ہمارے لئے ایک خاص پیمانہ اور مقررہ اندازے سے بنایا گیا ہے۔ دلائل

الَّذِي جَعَـــــلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًـــــا وَالسَّــمَآءَ بِنَــاءً وَأَنْــزَلَ مِنَ السَّــمَآءِ مَــاءً فَــأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَــرَاتِ رِزْقًــا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُـــوا لِلّٰهِ أَنْـــدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُـــونَ (٢٢) (البقرة) وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَـايِشَ قَلِيلًا مَـا تَشْـكُرُونَ (١٠) (الأعـــراف) فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًـــا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيـهِ قَـالَ يَا وَيْلَتَا أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هٰـذَا الْغُـرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي فَأَصْـبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ (٣١)( المائدة) قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَـدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْـتَقَرٌّ وَمَتَـاعٌ إِلٰى حِينٍ (٢٤)( الأعـراف) وَاذْكُـرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَـاءَ مِنْ بَعْــدِ عَــادٍ وَبَــوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِـذُونَ مِنْ سُــهُولِهَا قُصُــورًا وَتَنْحِتُــونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَـوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِــدِينَ (٧٤)( الأعــراف) وَهُـوَ الَّذِي مَــدَّ الْأَرْضَ وَجَعَــلَ فِيهَــا رَوَاسِـــيَ وَأَنْهَـارًا وَمِنْ كُــلِّ الثَّمَــرَاتِ جَعَــلَ فِيهَــا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِــي اللَّيْـلَ النَّهَـارَ إِنَّ فِي ذٰلِــكَ لَآيَــاتٍ لِقَــوْمٍ يَتَفَكَّــرُونَ (٣) وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِنْ أَعْنَــابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِـنْوَانٍ يُسْـقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّــلُ بَعْضَــهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (٤)

( الرعـد)﴿ وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِـيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَـارًا وَسُـبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَـدُونَ ( ١٥)( النحل)﴿ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْـدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُـبُلًا وَأَنْـزَلَ مِنَ السَّـمَآءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَـا بِهِ أَزْوَاجًـا مِنْ نَبَـاتٍ شَـتَّى ( ٥٣)(طٰ)﴿ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَـا عَلَيْهَا الْمَـاءَ اهْتَـزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُـلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ (٥) (الحج)﴿ وَهُـــوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْـــــهِ تُحْشَـــــــرُونَ (٧٩) (المؤمنـــون)﴿ أَمَّنْ جَعَـــلَ الْأَرْضَ قَـــرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَـا أَنْهَـارًا وَجَعَـلَ لَهَـا رَوَاسِـيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا أَإِلَهٌ مَـعَ اللّٰهِ بَـلْ أَكْثَـرُهُمْ لَا يَعْلَمُـونَ (٦١)( النمـل)﴿ خَلَـقَ السَّـمَاوَاتِ بِغَيْـرِ عَمَـدٍ تَرَوْنَهَـا وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُـلِّ دَابَّةٍ وَأَنْزَلْنَـا مِنَ السَّـمَآءِ مَـاءً فَأَنْبَتْنَـا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَـرِيمٍ (١٠)(لقمـان)﴿اللّٰهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَآءَ بِنَـاءً وَصَـوَّرَكُمْ فَأَحْسَـنَ صُـوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَـــاتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبَـــارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَـــالَمِينَ (٦٤)( غـــافر) ﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَـاءَ اهْتَـــزَّتْ وَرَبَتْ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَـــا لَمُحْيِ الْمَـوْتَى إِنَّهُ عَلٰى كُـلِّ شَـيْءٍ قَـدِيرٌ (٣٩) (فصـــلت)﴿ وَلَئِنْ سَـــأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَـــقَ

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ (٩) الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (١٠)( الزخرف) وَالسَّمَآءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ (٤٧) وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ (٤٨)( الذاريات) هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ (١٥) (الملک) أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا (٢٥) أَحْيَآءً وَأَمْوَاتًا (٢٦) وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شَامِخَاتٍ وَأَسْقَيْنَاكُمْ مَاءً فُرَاتًا (٢٧) وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ (٢٨) (المرسلات) نـأَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَادًا (٦) وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا (٧) (النبأ)أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ (١٧) وَإِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ( ١٨) وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ (١٩) وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ (٢٠) فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ (٢١) (الغاشیہ) بند

بند.

دن و رات اور ان کو ایک کے بعد دوسرا لانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک خاص پیمانہ مقرر کیا ہے، اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر کردہ تقدیر کار فرما ہے۔ تشریح

**دن اور رات کا پیمانہ:**

زمین پر معاش کے نظام کو جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دن اور رات کا نظام بنایا۔ رات اور دن کا یہ نظام

اللہ تعالیٰ نے ایک خاص پیمانے سے جاری کیا ہے اور مخلوقات کی پیدائش میں اس کی تقدیر کا حصہ ہے، دن کو کام کے لئے اور رات کو آرام کے لئے بنایا، کام کرنے کے لئے روشنی اور کھلا ماحول چاہئے جو دن میں مقرر کیا اور رات کو تاریکی والی بنایا تاکہ مخلوقات اس میں آرام کرکے اپنی تھکن مٹائیں اور نیند کو تھکن ختم کرنے کا ذریعہ بنایا، رات اور دن کا یہ نظام جس خاص پیمانے کے ساتھ مقرر ہے، اگر صرف دن ہوتا تو بندہ قیامت تک محنت کرکے رات نہیں لاسکتا اور اگر صرف رات چھائی رہتی تو بندہ قیامت تک محنت کرکے دن نہیں لاسکتے، رات اور دن کا یہ خاص پیمانہ اللہ کی جانب سے مقرر ہے اور مخلوقات کی پیدائش میں اس کی تقدیر کا حصہ ہے۔ دلائل

**إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (١٦٤) ( البقرہ) ۔ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (٢٧)( آل عمران) ۔ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِکَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (**

٩٦)أ الأنعـام)هُـوَ الَّذِي جَعَـلَ لَكُمُ اللَّيْـلَ
لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَـارَ مُبْصِـرًا إِنَّ فِي ذٰلِکَ
لَآيَــاتٍ لِقَــوْمٍ يَسْـــمَعُونَ (٦٧)( يـــونس)
وَجَعَلْنَـا اللَّيْـلَ وَالنَّهَـارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَـا آيَـةَ
اللَّيْـلِ وَجَعَلْنَـا آيَـةَ النَّهَـارِ مُبْصِـرَةً لِتَبْتَغُـوا
فَضْــلًا مِنْ رَبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُــوا عَــدَدَ السِّــنِينَ
وَالْحِسَابَ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا (١٢)
( الإسراء) وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَـارَ
وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْـبَحُونَ (
٣٣)( الأنبياء) يُقَلِّبُ اللهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَـارَ إِنَّ
فِي ذٰلِـــکَ لَعِبْـــرَةً لِأُولِي الْأَبْصَـــارِ (٤٤)
( النور) وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًـا
وَالنَّوْمَ سُـبَاتًا وَجَعَـلَ النَّهَـارَ نُشُـورًا (٤٧)
(الفرقان) وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَـارَ
خِلْفَـةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَـذَّكَرَ أَوْ أَرَادَ شُـكُورًا (
٦٢) (الفرقــان) قُـلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَــلَ اللهُ
عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلٰى يَـوْمِ الْقِيَامَـةِ مَنْ
إِلَهٌ غَيْـرُ اللهِ يَـأْتِيكُمْ بِضِـيَاءٍ أَفَلَا تَسْـمَعُونَ (
٧١) قُـلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَـلَ اللهُ عَلَيْكُمُ النَّهَـارَ
سَرْمَدًا إِلٰى يَـوْمِ الْقِيَامَـةِ مَنْ إِلَـهٌ غَيْـرُ اللهِ
يَأْتِيكُمْ بِلَيْلٍ تَسْـكُنُونَ فِيـهِ أَفَلَا تُبْصِـرُونَ (
٧٢ ) وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَـلَ لَكُمُ اللَّيْـلَ وَالنَّهَـارَ
لِتَسْكُنُوا فِيـهِ وَلِتَبْتَغُـوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْـكُرُونَ (٧٣) (القصـص) أَلَمْ تَـرَ أَنَّ اللهَ
يُـولِجُ اللَّيْـلَ فِي النَّهَـارِ وَيُـولِجُ النَّهَـارَ فِي

اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي
إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى وَأَنَّ اللہَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ
(٢٩)( لقمان)﴾ وَآيَةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ
النَّهَارَ فَإِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ (٣٧) وَالشَّمْسُ
تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ
الْعَلِيمِ (٣٨) وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّى
عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ (٣٩) لَا الشَّمْسُ
يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ
النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (٤٠)(يس)﴾
خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ
عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ
مُسَمًّى أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ (٥)( الزمر)﴾
اللہُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ
وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ اللہَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى
النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ (٦١)
(غافر)﴾ وَاللہُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ أَنْ
لَنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ
مِنَ الْقُرْآنِ عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَى
وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ
فَضْلِ اللہِ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللہِ
فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ
وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللہَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا
تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللہِ
هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا اللہَ إِنَّ

**اللہ غَفُورٌ رَحِيمٌ (٢٠)( المزمل )۔ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا (١٠) وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ( ١١) (النبأ)۔** بند

بند.

**بند** حیوانات کی تخلیق میں تناسب اور موزونیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے خاص اندازے اور پیمانے مقرر کئے ہیں، اور یہ پیمانے حیرت انگیز خصوصیات کے حامل ہیں، ان سب میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر کردہ تقدیر کار فرما ہے۔ تشریح

**تخلیق حیوانات کی ساخت میں پیمانے:**

اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق میں تناسب اور موزونیت ہے، جس کا ہم دن و رات مشاہدہ کرتے ہیں، پھر بھی اس پر غور نہیں کرتے، جبکہ ہر مخلوق اللہ کی آیات کا حصہ ہے اور دعوتِ غور و فکر دیتی ہے، حیوانات کی تخلیق بھی انہیں آیات میں سے ہے، ایک حیوان خواہ وہ ہاتھی جیسی عظیم مخلوق ہو یا مکھی اور مچھر جیسی حقیر مخلوق ہو، ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک خاص پیمانے میں تخلیق کی گئی ہے۔

حیوان کے جسم کا ایک ظاہری نظم ہوتا ہے اور ایک ان کا باطنی نظم ہوتا ہے، ہر نظم اللہ کی جانب سے حیرت انگیز مقررہ پیمانے میں ڈھلا ہوا ہے، ظاہر میں ہر حیوان ایک جسم رکھتا ہے، ایک حیوان دوسرے حیوان سے مختلف النوع ضرور ہوتا ہے لیکن ایک ہی نوع کے جانور حیرت انگیز طور پر ایک ایسی یکسانیت رکھتے ہیں گویا ایک سانچے میں ڈھل کر نکلے ہیں، یکساں ساخت، یکساں اعضاء اور یکساں خصوصیات کے حامل، یہ درحقیقت اس

بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ان کے لئے ایک خاص پیمانہ مقرر ہے، پھر دو جڑواں اعضاء میں مثلاً دو ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ اتنا ہی لمبا ہوتا ہے جتنا کہ دوسرا ہاتھ، اسی طرح ایک آنکھ کی ساخت ویسی ہی ہوتی ہے جیسی کہ دوسری آنکھ ، یہ در حقیقت ایک خاص مقررہ پیمانہ میں ڈھلی ہوئی ہے جس کو اللہ نے مقرر کیا ہے۔

حیوانی جسم کا باطنی نظام اس سے کہیں زیادہ حیرت انگیز ہے، اس میں بے شمار اندرونی نظام جاری ہیں اور ان میں سے ہر نظام ایک خاص پیمانہ پر چل رہا ہے، جو اتنا حیرت انگیز ہے کہ دنیا کی کوئی مشین اس کے عملی مظاہر، اس کی پابندی، اس کے خودکار دفاعی نظام اور صفائی ستھرائی کا مقابلہ نہیں کر سکتی، حیوانی جسم میں جو الگ الگ نظام اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں ان میں مثلاً:

تنفسی (سانس لینے کا ) نظام، دوران خون کا نظام، اعصابی نظام، ہضمی نظام، اخراجی نظام، خلیات کی پیدائش اور مرنے کا عمل، دماغی نظام، اعصابی نظام یہ سب ایسی تفصیلات اور اللہ کی جانب سے مقرر کردہ ایسے پیمانوں کو شامل ہیں کہ ان کی تفصیل کے بیان کے لئے مجلدات درکار ہیں۔

ظاہر میں ہمیں جو صفات اور اعضا دئے گئے ہیں صرف ان کی معمولی جانکاری سے پتہ چلتا ہے کہ کس غیر معمولی مقررہ پیمانہ اور خاص تقدیر میں حیوانی جسم کی تخلیق ہوئی ہے۔

**آنکھ :**

حیوانی جسم کا عجیب و غریب حصہ ہے، جو حیوان
کو دیکھنے لائق بناتا ہے، آنکھ کسی چیز کو دیکھنے کے لئے
بہت ہی پیچیدہ نظام سے گذرتی ہے، ایک آنکھ بظاہر ایک
عضو ہے جبکہ اس کے کئی حصے ہوتے ہیں اور یہ سب مل
کر کام کرتے ہیں تبھی آنکھ دیکھنے کا عمل پورا کرتی ہے،
قرنیہ، آنکھ کی جھلی Cornea، عدسہ Lens، آنکھ کی
جھلی کا نچلا حصہ Aqueous، آنکھ کا پردہ Retina، عصب
بصری Optic nerve، عضلاتِ چشم، آنسو لانے والے
عضویات، پپوٹے وغیرہ یہ سب موجود ہوں اور مل کر کام
کررہے ہوں تو آنکھ دیکھ پاتی ہے، ورنہ ان میں سے کوئی
ایک بھی کم ہو جائے تو آنکھ بتدریج بصارت کھو دے، آنکھ
کے اندر یہ سارے اجزاء زیادہ سے زیادہ ڈھائی سینٹی میٹر
حصہ یعنی ایک انچ سے بھی کم حصے میں ہوتے ہیں

پپوٹے جب کھلتے ہیں تو آنکھ میں روشنی کا انعکاس
ہوتا ہے، اسی منعکس روشنی سے ہی شکلیں بنتی ہیں،
پھر بصارت کا مرکز دماغ کے پچھلے حصے میں واقع ہے،
جبکہ آنکھ جس چیز کو دیکھتی ہے روشنی کے انعکاس کے
ذریعہ آنکھ کی پتلی سے اس کو بصارتی مرکز تک پہنچاتی
ہے، اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ آنکھ کا عضو ایک
برقی پیغام کی شکل میں خاص نظام کے ذریعہ آنکھ جو
کچھ دیکھتی ہے دماغ کے پچھلے حصے میں واقع بصارتی
مرکز تک پہنچاتی ہے، تب وہ چیز جس پر آنکھ کا ارتکاز
ہے ویسی دکھائی دیتی ہے، یہ عمل مختصر بیان کرنے
کے لئے اور پڑھنے کے لئے بھی کتنا وقت لیتا ہے ؟ جبکہ

بصارتی یہ عمل اس تیزی کے ساتھ ہوتا ہے کہ اس کو بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

یہ سب اللہ کا مقرر کردہ پیمانہ ہے اور تخلیقِ حیوان میں اس کی تقدیر کا حصہ ہے، پھر مختلف جانداروں کی آنکھ مزید خصوصیات رکھتی ہیں، مکھی کی آنکھ جو صرف ایک ملی میٹر کے معمولی رقبہ کو گھیرتی ہے، لیکن اس ایک ملی میٹر کے رقبہ کی مکھی کی آنکھ میں آٹھ ہزار عدسے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں، بعض جانور وہ ہیں جو اندھیرے میں دیکھتے ہیں اور بعض جانور ان کی سادہ آنکھ سے ایسے رنگوں کا ادراک کر لیتے ہیں جو انسان یا دوسرے جانور اپنی سادہ آنکھوں سے نہیں دیکھ پاتے، یہ سب اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ پیمانہ ہے، ہر اضافی خصوصیت ایک اضافی عمل اور اضافی پیمانۂ خصوصی کا حامل ہوتا ہے۔

**قوت شامہ:**

سونگھنے کی صلاحیت، اس کے ذریعے انسان خوشبو سونگھ کر لطف و حظ لیتا ہے، جبکہ اسی کے ذریعے بدبو کا ادراک کرتا ہے، جلنے کو محسوس کرتا ہے، غذا کی اچھائی یا برائی کو محسوس کرتا ہے، قوت شامہ بیک وقت اچھی بری، ہلکی تیز، قریب اور دور کی متعدد طرح کی بو کو محسوس کرتی ہے، کسی چیز کو کھانے سے پہلے اس کو سونگھ کر جاندار پتہ چلا سکتا ہے کہ وہ اچھی ہے یا بری، اگر قوت شامہ نہ ہو تو کئی خراب چیزیں انسان کی زبان تک پہنچ کر اس کو مکدر کردیں، یا اگر وہ جلد اثر کرنے

والی چیز ہو تو انسان کی صحت کو نقصان پہنچائے، یہ قوت شامہ حیوانی جسم میں اللہ کی تقدیر کا حصہ ہے۔

**حافظے کا نظام:**

محسوسات علم حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں اور حافظہ ان معلومات کو محفوظ کرتا ہے، کوئی بھی جاندار کسی چیز کو دیکھ لے تو حافظہ اس کو محفوظ کر لیتا ہے، کوئی چیز سن لے تو وہ حافظہ میں محفوظ ہوجاتی ہے، کوئی چیز سونگھ لے تو وہ حافظہ میں محفوظ ہو جاتی ہے، کوئی چیز چکھ لے تو حافظہ اس کو محفوظ کرلیتا ہے، اور بوقت ضرورت حافظہ سے ان کو یاد کرسکتا ہے، حافظہ کا یہ نظام اللہ تعالیٰ نے ایک خاص اندازے اور مقررہ پیمانہ سے بنایا ہے، جسم حیوانی کی تخلیق میں یہ اللہ کی تقدیر کا اہم ترین حصہ ہے۔

**لمس :**

اور مس کا احساس حیوانی جسم میں ایک خاص پیمانہ اور مقررہ اندازہ سے رکھا گیا ہے، اس کے بدن کو کوئی چیز چھو جاتی ہے تو وہ فوراً دماغ کو اس کا پیغام بھجواتا ہے، اگر وہ چیز انسانی بدن کے لئے نقصان دہ ہے، مثلاً: سخت جلانے والی ہے، یا سخت ٹھنڈی ہے یا چبھنے والی ہے، یا چپکنے والی ہے دماغ فوراً اس عضو کو ہٹنے کا حکم دیتا ہے اور وہ عضواس چیز سے خود کو دور کرلیتا ہے، یہ اللہ کا مقرر کردہ پیمانہ ہے، اسی طرح حیوانی بدن کو ایسی چیزیں بھی چھوتی ہیں جو اس کو نقصان نہیں پہنچاتیں، مثلاً اس کے بدن پر لپٹے ہوئے کپڑے یا ایسی ہی دوسری چیزیں جو اس کے لئے نقصان دہ نہیں ہیں، یہ

لمس اس کے لئے نقصان دہ نہیں ہے اس کا تجربہ ہو جانے کے بعد وہ اس کے حافظے میں محفوظ رہتا ہے اور بار بار دماغ کو اس تیزی سے پیغام رسانی نہیں کرتا جس سے ذہنِ حیوانی کی زندگی اجیرن ہو جائے، یہ اسی وقت چونکتا اور زیادہ متحرک ہوتا ہے جبکہ اس کو کوئی نقصان دہ چیز چھوئے،یہ بھی اللہ کے خاص مقرر کردہ پیمانہ کا حصہ ہے۔

**بھیجہ:**

حیوانی جسم میں بھیجہ ایسا حصہ ہے جو جسم حیوانی کو کنٹرول کرتا ہے اور اعضاء جسمانی کے بہ انتہاء پیغامات کو حاصل کرتا ہے اور انہیں احکامات جاری کرتا ہے،اطراف میں موجود چیزوں کو دیکھنے، سمجھنے اور محسوس کرنے کے لئے بھیجہ میں ایک سو ارب سے زائد اعصابی خلیات ہوتے ہیں، ان میں غیر معمولی ترسیلی نظام ہوتا ہے، جو ایک سو کھرب کنکشنس کے ذریعہ عمل میں آتا ہے۔

عالمی مواصلاتی نظام جو لاکھوں ٹیلی فون کالس کو متحرک کرتا ہے کسی بھی حیوانی بھیجہ کی کارکردگی کے آگے بالکل معمولی حیثیت رکھتا ہے، سائنس دان جو آئے دن نت نئی مشینیں بناتے ہیں یہ اعتراف کرتے ہیں کہ انسان کے لئے یہ کبھی ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ حیوانی بھیجہ جیسی کار کرد کوئی مشین جو اس درجہ کنکشنس رکھتی ہو اور اتنی رفتار اور اتنی خصوصیات والی ہو پیدا کر سکے، حیوانی جسم میں بھیجہ اللہ کی جانب سے مقرر

کـرد اور خـاص انـداز اور پیمـان کـا آل  اور الل کی تقدیر کا حص 

بلاشـب علم و انـداز سـ بھرپـور ان غـیر معمـولی تخلیقات کا خالق بڑ علم اور حکمت والا ، ناقابـل تصـور قدرت والا ، کاریگری اور کارسـازی کـا جـو نظـام اس ن بنایا   انسانی ذن اس کی توصیف ک بیان س قاصر  اور لا محـال پیغمـبروں کی پـیروی میں کنـا پڑتـا : لا أحصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک دلائل

**وَاللّٰہُ أَخْـرَجَكُمْ مِنْ بُطُـونِ أُمَّهَـاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّـمْعَ وَالْأَبْصَـارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْـــكُرُونَ (٧٨) النحـــل- سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَـا فِي الْآفَـاقِ وَفِي أَنْفُسِـهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّـكَ أَنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (٥٣) فصلت-هَـلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَـانِ حِينٌ مِنَ الـدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَـيْئًا مَـذْكُورًا (١) إِنَّا خَلَقْنَـا الْإِنْسَـانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا (٢) إِنَّا هَـــدَيْنَاهُ السَّـــبِيلَ إِمَّا شَـــاكِرًا وَإِمَّا كَفُـورًا (٣) الإنسـان/ الـدهر-وَلَقَـدْ خَلَقْنَـا الْإِنْسَـــانَ مِنْ سُـــلَالَةٍ مِنْ طِينٍ (١٢) ثُمَّ جَعَلْنَـــاهُ نُطْفَـــةً فِي قَـــرَارٍ مَكِينٍ (١٣) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْـغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْـغَةَ عِظَامًـا فَكَسَـوْنَا الْعِظَـامَ لَحْمًـا ثُمَّ أَنْشَـأْنَاهُ خَلْقًـا آخَـرَ فَتَبَـارَكَ اللّٰہُ أَحْسَنُ الْخَـالِقِينَ (١٤) (المؤمنـون) وَهُـوَ**

**الَّذِي أَنْشَأَ لَكُمُ السَّـمْعَ وَالْأَبْصَـارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ (٧٨)( المؤمنـون)۞ ذٰلِـكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيـزُ الـرَّحِيمُ (٦) الَّذِي أَحْسَـنَ كُـلَّ شَـيْءٍ خَلَقَـهُ وَبَـدَأَ خَلْـقَ الْإِنْسَـانِ مِنْ طِينٍ (٧) ثُمَّ جَعَـلَ نَسْـلَهُ مِنْ سُـلَالَةٍ مِنْ مَـاءٍ مَهِينٍ (٨) ثُمَّ سَـوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَـارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ (٩) السجد۞-إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَـاتٍ لِلْمُـؤْمِنِينَ (٣) وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَـــا يَبُثُّ مِنْ دَابَّةٍ آيَـــاتٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ (٤) الجاثي۞-يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُـرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَـةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَـةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْـغَةٍ مُخَلَّقَـةٍ وَغَيْـرِ مُخَلَّقَـةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِـرُّ فِي الْأَرْحَـامِ مَـا نَشَـاءُ إِلٰى أَجَـلٍ مُسَـــمًّى ثُمَّ نُخْـــرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُـــوا أَشُدَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَـوَفَّى وَمِنْكُمْ مَنْ يُـرَدُّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُـــرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْـــدِ عِلْمٍ شَيْئًا وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَـاءَ اهْتَـزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُـلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ (٥)( الحج)۞ قُـلْ هُـوَ الَّذِي أَنْشَـأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ (٢٣) (الملک)۞بند**

بند.

بند انسان کو حق تعالیٰ ن۞ دوسـری مخلوقـات ک۞ مقـابل۞ میں احسـن

تقویم میں پیدا کیا اور خاص خصوصیات سے نوازا ہے، یہ اللہ کی جانب سے انسان کی تقدیر کا حصہ ہے۔ تشریح

**تخلیقِ انسان کی ساخت میں پیمانہ:**

انسان حیوانات میں سب سے اونچی مخلوق ہے، جو اللہ تعالیٰ کی تخلیقات میں شاہکار ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے ہر زاویے سے ایک خوبصورت اور غیر معمولی بنایا ہے، جس کے ظاہری اعضاء کی ساخت تمام مخلوقات میں سب سے خوبصورت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی خوبصورتی میں اضافے کے لئے اس کی جلد کو صاف و شفاف رکھا ہے، اس کی جلد کی شفافیت کی وجہ سے ہی اس کو بشر کہا جاتا ہے،اس کی اٹھان اور اعضاء کا تناسب دیگر تمام مخلوقات میں سب سے بہترین ہے، اس کا چلنا، بیٹھنا، لیٹنا ہر زاویے میں اس کا تناسب دیگر مخلوقات کے مقابلے میں ایک بہترین پہلو رکھتا ہے، تمام مخلوقات میں انسان کا یہ مقام پہلے سے طے شدہ ہے اور اللہ کی تقدیر کا حصہ ہے ۔

پھر عقل اور اس کے استعمال میں اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک خاص مقام دیا ہے جو اس کو دیگر تمام مخلوقات سے ممتاز کرتا ہے، عقل اور اس کے دیگر ذرائع علم اسے اس دنیا کو برتنا سکھاتے ہیں، دنیا کو اس طرح برتنا ، اپنے علم کے وسائل کو استعمال کرنا اور ان وسائل سے حاصل معلومات کو محفوظ کرنا، محفوظ معلومات اور ان کے مطابق تجربات سے حقائق تک پہنچنا اور دنیاوی قوتوں کو مسخر کرنا، اور ان علوم کو مدوّن کرکے ترقیات کو آگے بڑھانا، ان سب میں دنیا کی کوئی مخلوق انسان کا مقابلہ

نہیں کر سکتی، اس طرح سے مخلوقات میں اس زمین پر حکومت اور بادشاہی کرنے والی مخلوق انسان ہی ہے، چنانچہ زمین پر اللہ کے خلیفہ کی حیثیت سے ہی اس کی تخلیق ہوئی ہے، یہ سب صفات اس کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے کہ وہ ان مقاصد کو پورا کرے ایک خاص پیمانہ اور مقررہ اندازہ سے دئے گئے ہیں اور یہ اس کےلئے اللہ کی تقدیر کا حصہ ہیں۔ دلائل

**وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلٰى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا (٧٠)( الإسراء)، لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (٤)( التين)، أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ (٢٠) فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَكِينٍ (٢١) إِلٰى قَدَرٍ مَعْلُومٍ (٢٢) فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ (٢٣)( المرسلات)، وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ (٧٨) (المؤمنون)، ذٰلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (٦) الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ (٧) ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ (٨) ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ (٩) (السجدہ)۔**

بند

بند.

**بد** عورت و مرد کی تخلیق میں اللہ نے فرق رکھا ہے اور ہر دو کی جدا جدا خصوصیات میں خاص پیمانے مقرر ہیں، یہ ان کے لئے اللہ کی جانب سے مقرر تقدیر کا حصہ ہے۔ **تشریح**

**نر و مادہ اور عورت و مرد کی ساخت میں پیمانہ:**

تمام مخلوقات کی تخلیق جوڑوں کی شکل میں ہوئی ہے جو ایک دوسرے سے مل کر مکمل ہوتے ہیں، جانداروں میں بھی نر و مادہ ایک دوسرے کے جوڑ ہیں اور انسانوں میں مرد و عورت ایک دوسرے کے جوڑ ہیں، مخلوقات کی جوڑوں کی شکل میں پیدائش اللہ کا مقرر کردہ پیمانہ ہے اور اس کی تقدیر کا حصہ ہے۔

نر و مادہ یا مرد و عورت جس مقصد کے تحت الگ الگ ساخت میں پیدا کئے گئے ہیں، یا ان کی ساخت میں جو فرق ہے وہ خاص پیمانہ اور مقررہ اندازے کے مطابق ہے، اور ہر ایک مکمل طور پر اس مقصد کی تکمیل کرتا ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے، اور ہر ایک کو ایک خاص اندازہ اور پیمانہ میں وہ سارے اسباب و اعضاء دئے گئے ہیں جس کے لئے ان کی تخلیق ہوئی ہے، یہ بھی ان کے لئے اللہ کی تقدیر کا حصہ ہے۔ **دلائل**

**هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللہَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ (١٨٩)( الأعراف)۔**

**يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ**

**نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللہ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللہ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا (١) (النساء)**

دنیا میں قوموں کا عروج و زوال ان کی تقدیر کا حصہ ہے، ہر عروج و زوال اللہ کی جانب سے مقدر ہے جس میں اس کی حکمتیں کار فرما ہوتی ہیں۔ تشریح

**قوموں کے عروج و زوال میں پیمانہ:**

اللہ کی پیدا کردہ اس زمین پر ایک نسل کے بعد دوسری نسل پیدا کی جاتی ہے، ہر نسل و قوم کا ایک وقت مقرر ہے، کوئی نسل و قوم نہ وقت سے پہلے آتی ہے اور نہ مقررہ وقت سے دیر کرتی ہے، کس کو کب پیدا ہونا ہے اور کب ختم ہو جانا ہے اللہ کی جانب سے مقرر ہے، یہ اللہ کی تقدیر کا حصہ ہے۔

اسی طرح قوموں کا عروج و زوال بھی اللہ کے یہاں مقرر ہے، کسی قوم یا فرد کو زمین میں اللہ تعالیٰ ہی حکومت و ملوکیت عطاء فرماتے ہیں، جب کسی حاکم قوم کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو پھر اس کو زوال سے دوچار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس طرح سے وہ زمین پر فساد کا سلسلہ ختم کرتے ہیں، اور پھر کسی اور قوم کو عروج عطاء کرتے ہیں، یہ در حقیقت اللہ کی ملوکیت ہے جہاں اس کی مشیت چلتی ہے اور ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے، اللہ نے ہر ایک کے لئے خاص وقت اور

پیمانہ مقرر کیا ہے۔ اور کوئی چیز اس کی مقررہ تقدیر سے ہٹ کر نہیں ہوتی ہے۔

واقعات کے پیش آنے میں اسباب کی بھی حقیقت ہے۔ کیونکہ اللہ نے ہی اسباب کو بھی پیدا کیا ہے، کسی بھی واقعہ کے لئے سبب کیسے ذریعہ بنتا ہے؟ جیسے کسی قوم کے عروج و زوال میں اسباب کی کیا اہمیت ہے؟ اور وہ کس حد تک انسان کے اختیار میں ہیں؟ ان کے بارے میں آگے تفصیل سے کلام آرہا ہے۔ دلائل

**فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللہِ وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللہُ الْمُلْکَ وَالْحِکْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَآءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللہِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلٰكِنَّ اللہَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ (۲۵۱) (البقرۃ)۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۲۶) (آل عمران)۔ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَا يَشَآءُ كَمَا أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ (۱۳۳) (الأنعام)۔ بند**

بند.

بد یہ دنیا اللہ کی ملکیت ہے، یہاں وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے، اللہ کی چاہت کے بغیر یہاں کچھ نہیں ہوتا ہے۔

بد اپنے علم کے مطابق تقدیر لکھ دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بندوں کے عمومی اعمال کے بارے میں چاہا کہ وہ ویسے واقع ہو جایا کریں

جیسے بندے چاہتے ہیں، تاکہ آزمائش کا مرحلہ پورا ہو۔ تشریح

**مشیتِ الٰہی:**

تقدیر سے متعلق تیسری اہم صفت اللہ تعالیٰ کی ’’مشیت‘‘ ہے، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اور اس کے علاوہ سب اس کی مخلوق ہیں، اس کی مخلوق میں جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، جو وہ نہیں چاہتا نہیں ہوتا ہے۔

یہ پوری کائنات اللہ کی مملکت ہے، یہاں وہی ہوتا جو اس کی مشیت میں ہو، اسی طرح اس کی تمام مخلوقات وہی کر سکتی ہیں جو وہ چاہتا ہے، جو وہ نہیں چاہتا وہ نہیں کر سکتیں، افلاک اور آسمانوں کے بس میں نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مشیت سے انحراف کرکے خود سے اپنی کوئی راہ متعین کرے، سورج ، چاند ، زمین اور سیارے اس کی مشیت کے تابع ہیں، فرشتے اس کی مشیت کے تابع ہیں، مظاہر فطرت اس کی مرضی کے تابع ہیں، آگ، پانی، ہوا، مٹی، جمادات، نباتات، جانداروں کا نظام ہو جو اس نے جبلتی طریقہ سے طے کیا ہے جس کے پیدا کرنے اور اس کو چلانے میں خود جانداروں کا کوئی دخل نہیں ہے، سب اللہ کی مشیت کے تابع ہیں۔ دلائل

**كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ (۴۰) (آل عمران) ۔ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (۱۰۷) (یونس) ۔ يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ أُمُّ الْكِتَابِ (۳۹)**

**(الرعد)﴿ وَيَفْعَلُ اللہُ مَا يَشَآءُ (٢٧) ( ابراهيم)﴿ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللہَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُهِنِ اللہُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ إِنَّ اللہَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ (١٨) (الحج)﴿ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَآءَ اللہُ إِنَّ اللہَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا (٣٠) (الإنسان)﴿ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَآءَ اللہُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (٢٩)( التكوير)﴾ بند**

بند.

بد اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جیسے چاہتا ہے پید اکرتا ہے، جس مخلوق کو جس تعداد میں چاہتا ہے پید کرتا ہے، وہ اپنی مشیت سے کس کو کیا بنائے گا پہلے سے مقدر ہے۔ تشریح

**تخلیق میں مشیت الٰہی:**

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جیسی مخلوقات چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، کوئی مخلوق اس کی چاہت کے خلاف کوئی چیز طے نہیں کر سکتی، وہ جس کو چاہتا ہے جتنی تعداد میں چاہتاہے پیدا کرتا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے فرشتہ بنادے، جس کو چاہے انسان بنادے، جس کو چاہے جن بنادے، جس کو چاہے کوئی اور جانور بنادے، جس کو چاہے نر بنائے جس کو چاہے مادہ بنائے، جس کو چاہے مرد بنائے جس کو چاہے عورت بنائے اور اسی طرح جس کو چاہے نرینہ اولاد دے اور جس کو چاہے بیٹیاں دے

وہ اپنی مشیت سے کس کو کیا بنائے گا اس کی جانب سے پہلے سے طے شدہ ہے اور پہلے سے اس کے علم میں ہے کون کیا بنے گا، اور اس کی جانب سے مقرر کردہ تقدیر کا حصہ ہے۔

اسی طرح مخلوقات اور انسانوں کی تعداد سب کی پیدائش اللہ کے یہاں مقرر ہے، انسانوں کی مقدر تعداد لازماً پیدا ہو کر رہے گی، انسان اولاد روکنے کے لئے خواہ عزل کرے خواہ کوئی اور طریقہ اختیار کرے جس کو پیدا کرنا اللہ کے یہاں مقدر ہو چکا ہے وہ پیدا ہو کر رہے گا۔ دلائل

**كَذَلِكِ اللہُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ إِذَا قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهٗ كُنْ فَيَكُونُ (۴۷)( آل عمران) ۔ وَلِلّٰہِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَاللہُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۱۷)( المائدہ)۔ وَرَبُّکَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللہِ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ (۶۸)( القصص)۔ اللہُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ (۵۴) (الروم) ۔ لِلّٰہِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَآءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَآءُ الذُّكُورَ (۴۹) أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَآءُ عَقِيمًا إِنَّهٗ عَلِيمٌ قَدِيرٌ (۵۰)( الشورى) ۔ الزُّهْرِيِّ قَالَ**

أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَيْرِيزٍ الجُمَحِيُّ "أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ الأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نُصِيبُ سَبْيًا وَنُحِبُّ الْمَالَ كَيْفَ تَرَى فِي الْعَزْلِ. فَقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أَوَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ ذٰلِکَ لاَ عَلَيْكُمْ أَنْ لاَ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلاَّ هِيَ كَائِنَةٌ" ۔(صحیح بخاری)۔ بند

بند.

بد اللہ نے اپنی مشیت سے جس کے لئے جو رزق طے کیا ہے وہی ملتا ہے۔ تشریح

**رزق کی عطاء میں مشیت:**

زمین و آسمان کا رزق کو نکالنا اللہ کی مشیت پر مقدر ہے، وہ جب چاہے جس کے لئے چاہے رزق کی فراوانی مقدر کردے اور جب چاہے جس کے لئے چاہے رزق کی تنگی مقدر کردے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے رزق کو پیدا کرنے کے اسباب ایک خاص اندازے اور مقررہ پیمانے سے بنائے ہیں، اور اس کی جانب سے پہلے سے طے شدہ ہے کہ کب کتنا رزق پیدا ہونا ہے، اسی طرح یہ اس کی مشیت ہے کہ وہ جس کو جتنا چاہے رزق دے، جس قوم یا فرد کے لئے چاہے رزق کشادہ کردے اور جس قوم یا فرد کے لئے چاہے رزق کو تنگ کردے۔

وہ جب چاہے آسمان سے بارش کو روک دے اور قحط لے آئے، وہ جب چاہے بارش کا تناسب بڑھا دے اور سیلابوں سے زمین کے خزانوں کو تباہ کر دے، جس کو چاہے اسباب رزق بھر پور عطاء کر دے اور اس سے فائدے پہنچائے، اور جس کو چاہے اسباب بھر پور دے کر بھی ان اسباب سے فائدہ اٹھانے سے اس کو محروم کر دے اور جس کے لئے چاہے اسباب رزق میں تنگی کر دے۔

جو کچھ ہوتا ہے صرف اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے، کب کس وقت اللہ کی مشیت سے کیا ہونا ہے اس کا علم و کتابِ تقدیر میں موجود ہے۔ دلائل

**اللہُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَآءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ (٢٦) (الرعد)۔ إِنَّ رَبَّکَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَآءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا (٣٠) وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا (٣١) (الإسراء)۔ اللہُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ إِنَّ اللہَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (٦٢)( العنكبوت)۔ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (٣٩) (سبأ)۔ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ**

**يَشَآءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (١٢)**
**(الشوری)۔** بند

بند.

**بند** وہ جس کے لئے چاہے نفع مقدر کرے، جس کے لئے چاہے نقصان مقدر کرے، جس کے لئے چاہے صحت مقدر کرے اور جس کے لئے چاہے مرض مقدر کرے۔ تشریح

**نفع و نقصان اور صحت و مرض میں اللہ کی مشیت:**

نفع و نقصان اور صحت و مرض سب اللہ کی مشیت کے تابع ہیں، اللہ جس کو چاہتا ہے نفع دیتا ہے جس کو چاہتا ہے نقصان دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے صحت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے مرض دیتا ہے، سب کچھ اسی کی مشیت سے ہوتا ہے۔

کسی کو نفع پہنچا تو وہ اللہ کی مشیت سے پہنچا کہ وہ پہلے سے اس کی تقدیر میں لکھا تھا، کسی کو نقصان ہوا تو وہ اللہ کی مشیت سے ہوا اور اس کی تقدیر میں پہلے سے لکھا تھا، کوئی صحت مند ہے تو اللہ کی مشیت سے ہے، اس کی تقدیر میں وہ لکھی ہوئی تھی، کوئی بیمار ہوا تو اللہ کی مشیت سے ہوا ، وہ بیماری اس کی تقدیر میں پہلے سے لکھی ہوئی تھی۔

نفع و نقصان اور صحت و مرض کے لئے اللہ تعالیٰ اسباب کو بھی ذریعہ بناتا ہے اور اسباب کے ذریعہ یہ حالات ان پر آنا پہلے سے لکھا ہے، ایسا بیشتر ہوتا ہے کہ اسباب پیش آنے کے باوجود حالات نہیں پیدا ہوتے؛ کیونکہ ان اسباب سے حالات پیدا ہونا بعضوں کی تقدیر میں لکھا نہیں

ہوتا، مثلاً بیماری کے اسباب پیدا ہوتے ہیں لیکن بہت سوں کو بیماری نہیں ہوتی؛ کیونکہ اس کی تقدیر میں بیماری لکھی ہوئی نہیں ہوتی، طاعون پھیلتا ہے، اسباب ہر ایک کے لئے ہوتے ہیں، لیکن انہیں کے بیچ میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو طاعون زدہ علاقے میں صحت مند رہتے ہیں کیونکہ مسبب الاسباب نے ان کے لئے اسباب کو غیر مؤثر بنادیا ہے، حدیث کے مطابق جو شخص اللہ کو مسبب مان کر اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ مرض اسباب نہیں اللہ دیتے ہیں تو وہ یقین اور اس کے مطابق عمل اس کو شہید کے برابر اجر کا مستحق بناتے ہیں۔

تقدیر میں اسباب کی اہمیت کے بارے میں کچھ اور تفصیل آگے آرہی ہے۔ دلائل

**وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللہُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (۱۰۷)( یونس)۔ مَا يَفْتَحِ اللہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۲) ( فاطر)۔ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ (۸۰) (الشعراء)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللہُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ فَقَالَ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللہُ عَلٰى مَنْ يَشَآءُ فَجَعَلَهُ اللہُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَكُونُ فِي بَلَدٍ يَكُونُ فِيهِ وَيَمْكُثُ فِيهِ لاَ**

**يَخْرُجُ مِنْ الْبَلَدِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لاَ يُصِيبُهُ إِلاَّ مَا كَتَبَ اللہُ لَهُ إِلاَّ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ (صحیح بخاری) سند**

سند.

اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کی جانب سے مقرر کردہ مخلوقات کی تقدیر حکمتوں سے بھر پور اور بامقصد ہوتی ہے۔

تشریح

**اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت سے بھر پور اور با مقصد ہوتا ہے:**

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے، جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، ان سب کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت و مقصد سے خالی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت سے بھر پور اور بامقصد ہوتا ہے، اس نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے با مقصد پیدا کیا ہے، نہ کائنات کی تخلیق ، نہ مخلوقات کی تخلیق اور نہ ہی ان میں انسانوں کی تخلیق کچھ بھی بے مقصد نہیں ہے، اللہ تعالیٰ عبث اور باطل کام نہیں کرتا ہے۔

ایسا خیال کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے بے حکمت اور بے مقصد سب کچھ تخلیق کیا ہے کفر ہے۔ دلائل

**أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ (١١٥) (المؤمنون) أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى (٣۶) ( القيامة) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ (٣٨) مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (٣٩)**

( الــــدخان ) إِنَّ فِي خَلْــقِ السَّــــمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْــلِ وَالنَّهَــارِ لَآيَــاتٍ
لِأُولِي الْأَلْبَــابِ (١٩٠) الَّذِينَ يَـــذْكُرُونَ اللّٰ
قِيَامًـا وَقُعُـودًا وَعَلٰى جُنُـوبِهِمْ وَيَتَفَكَّـرُونَ
فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ
هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (١٩١)
( آل عمران ) وَمَا خَلَقْنَا السَّـمَآءَ وَالْأَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَـا بَـاطِلًا ذٰلِـكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَـرُوا
فَوَيْـلٌ لِلَّذِينَ كَفَـرُوا مِنَ النَّارِ (٢٧)( ص )

بند

بند.

بد کسـی کی بھی تقـدیر میں اللہ تعـالیٰ ظلم نہیں کـرتے، سـب کے ساتھ عدل کـرتے ہیں ، ہاں وہ جس پـر چاہیں فضـل کـا معاملہ بھی کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔تشریح

**عدل و فضل:**

اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو جو چاہتـا ہے بناتـا ہے، جس کو جتنا چاہتـا ہے عطـاء کرتـا ہے، جس کـو چاہتـا ہے مرد بناتا ہے جس کو چاہتا ہے عـورت بناتـا ہے، وہ مـردوں کو قوّام بناتا ہے اور ان کو عورتوں پر یک گونہ برتـری عطـا کرتا ہے، یہ اس کا فضـل ہے، جس کـو چاہتـا ہے رزق میں کشادگی دیتـا ہے اور جس کےلئے چاہتـا ہے تنگی کرتـا ہے، اس کـا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ ظـالم ہے، ہـر گـز نہیں اللہ تعالیٰ نے جس کو جیسا بنایا اور جس کو جو کچھ دیا وہ اس کا عین عدل ہے، ہاں اگـر وہ کسـی کـو واقعۃً بڑھا کـر

دیتا ہے تو وہ اس کا فضل ہے، اور اس کو اس بات کا پورا اختیار ہے کہ وہ جس کے ساتھ چاہے فضل کا معاملہ کرے تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں، وہ ان کے ساتھ جو چاہے کرے، لیکن یہ اس کا احسان ہے کہ دنیا کے مفلس ترین اور محروم ترین انسان کو بھی اس نے لاکھوں کروڑوں نعمتوں سے نوازا ہے، اس کی تخلیق اور ربوبیت میں ہی اتنے احسانات ہیں کہ ان کو شمار کرنا ممکن نہیں ہے، رہی یہ بات کہ اس نے کسی کو کچھ یا بہت کچھ بڑھا کر دیا ہے تو یہ اس کے فضل کی بات ہے وہ جس پر چاہے اضافی فضل کر سکتا ہے۔ دلائل

**وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰہِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰہُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (۲۲۸)(البقرہ) ﴿ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰہِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (۵۶)( هود) ﴿ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِهٖ إِنَّ اللّٰہَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (۳۲)( النساء) ﴿ وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى**

**شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلَاهُ أَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (۷۶) (النحل)﴾ إِنَّ اللہَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلٰكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (۴۴) ( یونس)﴾ وَأَنَّ اللہَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ (۱۸۲) ( آل عمران)﴾** پند

پند.

اللہ تعالیٰ سے یہ سوال نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے فلاں کام کیوں کیا ؟ یا فلاں کام ایسے کیوں کیا؟ ویسے کیوں نہیں کیا؟

تشریح

**اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے بارے میں کیوں کا سوال نہیں ہو سکتا:**

تمام مخلوقات اللہ کی ملکیت ہیں اور کائنات اللہ کی مملکت ہے، وہ اپنی مخلوقات کے ساتھ اپنی مصلحتوں اور مخلوقات اور بندوں کے لئے اس کی حکمتوں کے مطابق جو چاہتا ہے کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ اس نے یہ کام کیوں کیا؟ کسی کام کو ایسے کیوں نہیں کیا؟ اس کو یہ کام ایسے کرنا چاہئے تھا،ایسے کیوں کیا؟ وغیرہ، اس طرح کا کوئی سوال اللہ تعالیٰ سے نہیں کر سکتا ، کون ہے جو اللہ کے علم و حکمت کے مقابلے میں اپنی ناقص عقل کو لاسکے، اور کون ہے جو اللہ کی قدرت کے آگے ٹھہر سکے، نہ بندوں کے پاس وہ عقل و حکمت ہے جس سے وہ اللہ کے افعال پر کسی قسم کی تنقید کر سکے اور نہ بندوں کی یہ حیثیت ہے کہ وہ کسی کام پر اللہ کے آگے احتجاج کر سکے، وہ کامل و مکمل

حکمت والا اوراس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے، اس لئے بندوں کےلئے خیر اسی میں ہے جو اس نے ان کے لئے طے کیا ہے اس کو پورے اعتماد اور بھروسے کے ساتھ اپنے لئے خیر سمجھیں اور انہیں جس بات کا حکم دیا ہے اسی میں بھلائی جان کر اس کو لازم پکڑیں۔ دلائل

**اشراط الساعۃ هی علامات تدل علی قربهافمنها صغار موجود منذ عہد طویل و منها کبار تنذر بقربها کالمهدی و عیسیٰ و الدجال .....۔ (مرام الکلام: ۶۶)** بند

بند.

**بند** وہی رزق دیتا ہے اور وہی تنگ کرتا ہے، لیکن جد و جہد اور محنت وغیرہ کو کشادگی کےلئے اور کام چوری وغیرہ کو تنگی کےلئے سبب بناتا ہے۔ تشریح

**تقدیر میں اسباب کی اہمیت:**

اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں، جو چاہتے ہیں دیتے ہیں، چاہیں تو رزق میں کشادگی کردیں اور چاہیں تو رزق میں تنگی کردیں، یہ سب حقیقت ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسباب کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسباب کو نتائج بر آمد ہونے کا اہم ذریعہ بنایا ہے، پانی کو زندگی کا سبب بنایا، بارش کو زمین سیراب کرنے اور سر سبزی و شادابی لانے کا سبب بنایا، شادی کو اولاد کا سبب بنایا، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے، محنت کشادگی لاتی ہے اور کام چوری تنگی

لاتی ہے، اسی طرح زندگی کے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ نے اسباب کا سلسلہ رکھا ہے، اسباب اختیار کرنے سے ہی نتائج بر آمد ہوتے ہیں اور اسباب اختیار کرنے سے نتائج بر آمد ہونا اللہ کی تقدیر کا حصہ ہے، اسباب کو ایک مقررہ پیمانے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے کائنات میں تبدیلیوں کا ذریعہ بنایا ہے۔

وہی ہدایت دیتا ہے اور وہی گمراہ کرتا ہے، لیکن اس کا یہ عمل بے سبب نہیں ہوتا، وہ بندے میں انابت اور خوف کی بنیاد پر ہدایت کی توفیق دیتا ہے، یا پھر سرکشی حق سے انحراف یا شرک میں لاپرواہی وغیرہ کی بنیاد پر گمراہی کے راستے کو آسان کردیتا ہے۔

اسباب چونکہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے نتائج بر آمد کرتے ہیں، اس لئے وہ اللہ کے اختیار میں ہیں ، وہ چاہے تو اسباب کو معطل بھی کر سکتا ہے، جیسے اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا کہ آگ‘ جلانے کا سبب ہے؛ لیکن ان کی آگ کے اثر کو اللہ تعالیٰ نے معطل کردیا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کسی چیز کے بنانے میں اسباب کا محتاج نہیں ہے، جیسے حضرت ہود علیہ السلام کی اونٹنی معروف اسباب کے نتیجے میں پیدا نہیں ہوئی بلکہ پہاڑ سے پیدا ہو کر نکل آئی ، اللہ کو کوئی چیز پیدا کرنے کے لئے اسباب کی ضرورت نہیں ہے، ہاں یہ بھی اللہ کی تقدیر کا حصہ ہے کہ عام طور پر وہ بندوں کےلئے اسباب کے ذریعہ سے ہی نتائج بر آمد کرتا ہے۔

جس طرح تکوینی تقدیر میں اللہ تعالیٰ نے اسباب کو رکھا ہے اسی طرح تشریعی احکام میں بھی اسباب کو اہمیت دی ہے، اس کا ذکر آگے آئے گا۔ **دلائل**

**{بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ}: {بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ}: {ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاکَ}: {فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ}: {كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئاً بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الأَيَّامِ الْخَالِيَةِ}: {جَزَآءً وِفَاقاً}: {فَبِظُلْمٍ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ كَثِيراً وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ}: {فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ} إلى قوله: {وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَاناً عَظِيماً وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ} وقوله: {فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً} وقوله: {فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ} وقوله: {ذٰلِکَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللّٰهُ} وقوله: {ذٰلِکَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا} وقوله: {ذٰلِکَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ} وقوله: {فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَابِيَةً} وقوله: {فَكَذَّبُوهُمَا**

فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ}: {فَعَصَى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذاً وَبِيلاً}: {فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوَّاهَا} وقوله: {فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفاً وَمَثَلاً لِلآخِرِينَ} وقوله: {وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَاءً مُبَارَكاً فَأَنْبَتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ} وقوله: {حَتّى إِذَا أَقَلَّتْ سَحَاباً ثِقَالاً سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ} وقوله: {يَهْدِي بِهِ اللهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلامِ} وقوله: {قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ} الآية وقوله: {وَأَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجاً لِنُخْرِجَ بِهِ حَبّاً وَنَبَاتاً وَجَنَّاتٍ أَلْفَافاً} وكل موضع رتب فيه الحكم الشرعي أو الجزائي على الوصف أفاد كونه سببا له كقوله: {وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِنَ اللهِ} وقوله: {الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ} وقوله: {وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلاةَ إِنَّا لا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ} وقوله: {الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللهِ زِدْنَاهُمْ عَذَاباً فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ} وهذا أكثر من أن

يستوعب وكل موضع تضمن الشرط والجزاء أفاد سببية الشرط والجزاء وهو أكثر من أن يستوعب {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَاناً} وقوله: {لَئِنْ شَكَرْتُمْ لأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ} ..... وأنت لا تجد كتابا من الكتب أعظم إثباتا للأسباب من القرآن ويا لله العجب إذا كان الله خالق السبب والمسبب وهو الذي جعل هذا سببا لهذا والأسباب والمسببات طوع مشيئته وقدرته منقادة لحكمه إن شاء أن يبطل سببية الشيء أبطلها كما أبطل إحراق النار على خليله إبراهيم وإغراق الماء على كليمه وقومه وإن شاء أقام لتلك الأسباب موانع تمنع تأثيرها مع بقاء قواها وإن شاء خلى بينها وبين اقتضائه لآثارها (شفاء العليل:۲۰تا۲۳) بند

بند.

وہی ہدایت دیتا ہے اور وہی گمراہ کرتا ہے لیکن بندوں کی انابت یا سرکشی کو ہدایت یا ضلالت کے لئے سبب بناتا ہے۔ اس نے مخلوقات کے لئے ہدایت کے کئی درجات مقدر کئے ہیں۔ تشریح

## ہدایت و ضلالت مقدر ہونے کا مطلب:

اللہ کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہدایت ہے اور سب سے بڑی مصیبت ضلالت و گمراہی ہے، بندے ہدایت

یاب □و جائ□ تو اس س□ بڑی کوئی کامیابی ن□یں اور اگر بند□ گمرا□ □و جائ□ تو اس س□ بڑا کوئی خسار□ ن□یں □□□□ ی□ □دایت اور ضلالت بھی صرف الل□ □ی ک□ □اتھ میں □□، الل□ جس کو چا□تا □□ □دایت دیتا □□ اور جس کو چا□تا □□ گمرا□ کردیتا □□□□

الل□ کی جانب س□ □دایت و ضلالت ک□ کئی درجات و مراتب □یں□ دلائل

**قُلْ إِنَّ اللہَ يُضِلُّ مَنْ يَشَآءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ (٢٧)( الرعد)□ وَلَوْ شَآءَ اللہُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَآءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَآءُ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (٩٣) (النحل)□ أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ فَرَآهُ حَسَنًا فَإِنَّ اللہَ يُضِلُّ مَنْ يَشَآءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَآءُ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ إِنَّ اللہَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (٨) ( فاطر)□ بند**

بند.

**بند** □ر مخلوق کو الل□ تعالیٰ ن□ اس کی طبعی اور جبلی ضروریات اور ان کو پورا کرن□ کی فطری ر□نمائی کردی □□□□ تشریح

**□دایت کا پ□لا درج□ طبعی و جبلی □دایت:**

سب س□ پ□لا □دایت کا درج□ عمومی □□ جو الل□ ن□ □ر مخلوق ک□ لئ□ رکھا □□ ک□ □ر مخلوق کو اس کی زندگی و معاش اور مصلحتوں کی ر□نمائی کردی گئی □□ □

خود انسان کا بچہ جب پیدا ہوتا ہے ، ماں کے پیٹ میں غذاء کے حصول کا کوئی طریقہ نہیں جانتا تھا پیدا ہونے کے بعد بھوک لگنے پر ماں کے سینے سے غذا حاصل کرتا ہے، اس کے لئے جو طریقہ وہ اختیار کرتا ہے وہ اس کو کسی مخلوق کا سمجھایا ہوا نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس وقت کچھ سمجھنے کا اہل ہوتا ہے، یہ علم اور ہدایت اس میں اللہ کی جانب سے ودیعت کی ہوئی ہے۔

ہر مخلوق کو جو طبعی ضروریات کا ادراک اور ان کو پورا کرنے کا جو راستہ اس کو معلوم ہے وہ اسی ہدایت کے درجے سے حاصل ہے، رزق کا حاصل کرنا، رزق کو استعمال کرنا اور نسل بڑھانا وغیرہ، یہ ہدایت اللہ نے ہر ذی نفس کو دی ہے، درختوں، جانوروں سب کو دی ہے، حتی کہ جن کو ہم جمادات کہتے ہیں ان کو بھی دی ہے، شہد کی مکھی شہد جمع کرنے کا جو عمل کرتی ہے وہ اللہ کی اسی ہدایت کا نتیجہ ہے۔

اسی طرح چیونٹیاں اپنی غذا کے حصول کے لئے جو جد و جہد کرتی ہے وہ اسی ہدایت کا نتیجہ ہے ، وہ حصول غذا کےلئے خواہ کتنی ہی دور نکل جائے، غذا حاصل کرکے آسان یا مشکل راستوں سے ہو کر واپس اپنے مستقر کو آتی ہے، اور جو غذا لاتی ہے اگر اس میں پانی لگ کر اس کے پودے کی شکل میں اگنے کا امکان ہوتو اس کے دو ٹکڑے کردیتی ہے، اگر کسی بیج کو دو حصوں میں توڑنے کے باوجود وہ دوبارہ اگ سکتا ہو تو اس کو دو سے زیادہ حصوں میں تکڑے کردیتی ہے۔ اگر اس کے جمع کئے ہوئے ذخیرے میں پانی یا تری لگ کر وہ خراب ہو رہا ہو تو وہ

اس کو اپنے بلوں کے سامنے سورج کی دھوپ لگنے کے لئے بکھیر دیتی ہے، اور جب وہ سوکھ جاتی ہے تو اس کو پھر ذخیرہ کردیتی ہے یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہی اس کی طبیعت کو سجھائی ہیں۔

اسی طرح پرندوں کو ان کی ضروریات کی ہدایت، مثلاً گھونسلہ بنانا اور درختوں اور اونچی جگہوں پر بنانا، انڈے دینے کے لئے مناسب جگہ کا انتظام کرنا وغیرہ اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے جبلتی ہدایت کے سلسلہ کا حصہ ہے۔

کبوتر جو پیغام رسانی کے کام آتا ہے اس کی بالقوہ اہلیت اللہ نے ہی اس میں ودیعت کی ہے کہ اس کو پھر تربیت دے کر اس کام میں لایا جا سکتا ہے کہ وہ سینکڑوں میل تک پہنچ کر پیغام رسانی کا ذریعہ بنتا ہے اور جواب لاتا ہے۔

درندوں کو شکار کرنا اور اس کے طریقے اللہ کے سکھائے ہوئے ہیں، کہ وہ شکار کی ہر ضرورت سے پوری طرح آراستہ اور اس کے لئے بالقوہ مکمل طور پر تربیت یافتہ ہیں، غرض ہر مخلوق کو اس کی مناسبت سے اس کی طبعی اور جبلی ضروریات اور ان کے طریقے اللہ کی جانب سے جبلتی ہدایت کے ذریعہ سجھائے گئے ہیں اور یہی مخلوقات کو اللہ کی ہدایت کا پہلا درجہ ہے، جس میں اس کی تمام مخلوقات بغیر کسی استثناء کے شریک ہیں۔

انسانوں کو کھیتی باڑی، باغبانی، صنعت و حرفت، تجارت و معیشت کی بنیادی ضروریات و طریقے سب اللہ کی جانب سے ودیعت کئے گئے ہیں، یہ جبلتی

□دایت کا حص□ □یں، انسان کو الل□ ن□ خلیف□ بنایا □□ تـو و□
عقل کو استعمال کرک□ ان کاموں کو ایک خاص سلیق□ ســ□
انجام دیتا □□، ی□ طریق□ سیکھتا سکھاتا □□ اور پڑھتا پڑھاتــا
□□؛ لیکن ان کاموں کی بنیـاد اسـ□ ایسـ□ □ی معلــوم □وئی
□□ جیســـ□ دیگـــر مخلوقـــات کـــو ان ک□ جبلی اور طبعی
ضروریات اور ان کو پورا کـرن□ ک□ طـریق□ □دایت کـئ□ گـئ□
□یں دلائل

**سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلَى (١) الَّذِي خَلَـقَ فَسَـــــوَّى (٢) وَالَّذِي قَـــــدَّرَ فَهَـــــدَى (٣) ( الأعلیٰ)□ قَـالَ فَمَنْ رَبُّكُمَـا يَـا مُوسَـى ( ٤٩) قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَـهٗ ثُمَّ هَدَى (٥٠)( ط□) □ تُسَبِّحُ لَـهُ السَّـمَاوَاتُ السَّـبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَـيْءٍ إِلَّا يُسَـــبِّحُ بِحَمْـــدِهٖ وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُـــونَ تَسْــبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَــانَ حَلِيمًــا غَفُــورًا (٤٤) (الإسراء)□ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَـهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ (٤١)( النور)□ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْـجُدُ لَـهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّـمْسُ وَالْقَمَـــرُ وَالنُّجُـــومُ وَالْجِبَـــالُ وَالشَّـــجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْـهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْـرِمٍ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ (١٨)( الحج) □ وَلِلّٰهِ يَسْـجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَـا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ**

**وَالْمَلَائِكَــــــــةُ وَهُمْ لَا يَسْــــــــتَكْبِرُونَ (۴۹) ( النحــل )ﱠ وَلَقَـدْ آتَيْنَـا دَاوُدَ مِنَّا فَضْـلًا يَـا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْـرَ وَأَلَنَّا لَـهُ الْحَدِيـدَ ( ١٠) (ســبأ)ﱠ وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْــلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّـجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ (۶٨) (النحل)ﱠ حَتّٰى إِذَا أَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُـوا مَسَـاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُـلَيْمَانُ وَجُنُـودُهٗ وَهُمْ لَا يَشْــعُرُونَ (١٨)( النمـــل )ﱠ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وَقَـالَ يَـا أَيُّهَـا النَّاسُ عُلِّمْنَـا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هٰـذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ (١۶)( النمل )ﱠ** بند

بند.

بند عام مخلوقات سے ہٹ کر اللہ نے مکلّفین میں اضـافی صـفات اور خصوصیات مقدر کی ہیں، اور انہیں کی بنیاد پر انہیں مکلّف بنایـا گیا ہے۔ تشریح

**مکلّفین کو اللہ کی جانب سـے عطـاء کـردہ دو اضافی امور:**

اللہ کی مخلوقات اتنی تعداد میں ہیں کہ ان کو شمار کرنا بندوں کے بس سے بـاہر ہے، ہاں ان مخلوقـات میں دو مخلوق ایسی ہیں جنہیں ان کے اعمـال کـا مکلّـف بنایا گیـا ہے، کہ وہ اپنے ارادے و اختیار سے جو کچھ کــریں گےاس کے بارے میں ان سے سوال کیا جائے گـا، اور اپـنے ارادے و اختیـار سے جو کچھ چھـوڑ دیں گے ان کـو اس کے بـارے میں جـواب دہی کرنی ہوگی، یہ دو مخلوق انسـان اور جن ہیں، ان کے

علاوہ کسی مخلوق کو جوابدہی کا مکلّف نہیں بنایا گیا ہے۔

اس کے لئے انسانوں اور جنوں کو اللہ تعالیٰ نے دو اضافی چیزیں عطاء فرمائی ہیں جو دوسری مخلوقات میں نہیں ہیں: (۱) ارادہ و اختیار (۲) ہدایت شرعی، ان دو چیزوں کی تفصیل یہاں آگے بیان ہوگی۔ دلائل

**إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (۷۲)( الأحزاب)۔ عن ابن عباس: يعني بالأمانة: الطاعة، وعرضها عليهم قبل أن يعرضها على آدم، فلم يطقنها ، فقال لآدم: إني قد عرضتُ الأمانة على السموات والأرض والجبال فلم يطقنها ، فهل أنت آخذ بما فيها؟ قال: يا رب، وما فيها؟ قال: إن أحسنت جزيت، وإن أسأت عوقبت. فأخذها آدم فتحمَّلها، فذلك قوله: وَحَمَلَهَا الإنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولا (تفسير القرآن الكريم لابن كثير:۶/۴۸۸)۔ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا (۷) فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (۸)( الشمس)۔**

بند

بند.

بند اللہ تعالیٰ نے مکلّفین میں ارادہ و اختیار کی صفات کو مقدر کیا ہے، مکلّف بندے اسی ارادہ و اختیار سے کوئی کام کرتے ہیں۔

یا چھوڑتے ہیں، یہ صفت مکلّفین کے علاوہ دوسری مخلوقات میں نہیں ہے۔ تشریح

**ارادہ و اختیار:**

کسی کو مکلّف بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کو عمل کی آزادی بھی دی جائے تبھی اس سے اس کے عمل کے بارے میں سوال ہو سکتا ہے اور اس کو جوابدہی کے لئے پابند بنایا جا سکتا ہے۔

اس لئے انسانوں اور جنوں کو اعمال کے کرنے یا چھوڑنے کے لئے ارادہ اور اختیار کی صفات عطاء کی گئی ہیں، وہ کوئی عمل کرتے ہیں تو اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتے ہیں اور کوئی عمل چھوڑتے ہیں تو اپنے ارادۓ اور اختیار سے چھوڑتے ہیں۔

ایمان اور عمل صالح کی روش اختیار کرتے ہیں تو اپنے ارادۓ اور اختیار سے کرتے ہیں، ہاں اللہ تعالیٰ ان کی انابت کو دیکھتے ہوئے توفیق بھی دیتے ہیں، لیکن ان کے عمل میں خود ان کے ارادہ و اختیار کا دخل ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے ایمان اور اعمال کے بدلے میں اللہ تعالیٰ انہیں جنت سے نوازیں گے۔

اسی طرح کوئی کفر، ظلم، اور فسق و فجور کی روش اختیار کرتا ہے تو اپنے ارادۓ اور اختیار سے وہ روش اپناتا ہے، یہ خود اس کی سرکشی ہوتی ہے، ہاں اسی سرکشی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ اس کے لئے کفر کے راستے کو آسان کر دیتے ہیں لیکن وہ راستے خود اس کا اختیار کردہ ہوتا ہے اور اس کے کفر، ظلم اور فسق و فجور کے بدلے میں ہی اس کو جہنم کی سزا ملے گی۔ دلائل

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (٧٢)( الأحزاب)عن ابن عباس: يعني بالأمانة: الطاعة، وعرضها عليهم قبل أن يعرضها على آدم، فلم يطقنها ، فقال لآدم: إني قد عرضتُ الأمانة على السموات والأرض والجبال فلم يطقنها ، فهل أنت آخذ بما فيها؟ قال: يا رب، وما فيها؟ قال: إن أحسنت جزيت، وإن أسأت عوقبت. فأخذها آدم فتحمَّلها، فذلك قوله: وَحَمَلَهَا الإنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولا (تفسير القرآن الكريم لابن كثير:٦/٤٨٨) وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا (٧) فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (٨) (الشمس) لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (٢٨٦)( البقر) لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ اللهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا (٧) (الطلاق) وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى

أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِينَ (١٧٢) أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ (١٧٣) (الأعراف) لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (١٢٧)( الأنعام) أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَى نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (١٩)( السجدۃ) وَلٰكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (٩٦) (الأعراف) وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (٩٥) (التوبۃ) أُولٰٓئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (٨)( يونس) إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ (٤)( يونس) وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (٤٩) ( الأنعام) بند

بند.

بند بندے اپنے ارادے و اختیار سے اعمال کماتا ہے لیکن اعمال کا خالق اللہ ہی ہے، جیسے رزق کا خالق اللہ ہے اور بندہ رزق صرف کماتا ہے۔ تشریح

**خلقِ اعمال اور کسبِ اعمال:**

مکلّفین کو ایک گونہ ارادہ اور اختیار کی صفات دی گئی ہیں، اس حقیقت کو سمجھنے کے ساتھ ایک اور حقیقت یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ یہ کائنات اللہ کی مملکت ہے، یہاں جو کچھ ہوتا اللہ کی مشیت اور اس کی اجازت سے ہوتا ہے۔

جب مکلّف بندہ کوئی کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو اختیار کرنا چاہتا ہے تو یہ دنیا یا وہ عمل اس کی مملکت نہیں ہے کہ خود سے کر سکے، یہ اللہ کی مملکت ہے، بندے کو وہ عمل کرنے کے لئے اللہ کی مشیت کی ضرورت ہوتی ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کی ابتلاء اور آزمائش اس عمل کے کرنے یا نہ چھوڑنے میں رکھی ہے تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو اپنی مشیت سے پیدا کردیتے ہیں اور اس عمل کو ہونے کا موقع فراہم کرتے ہیں، بندے کے عمل کے لئے یہی موقع کی فراہمی اللہ کی جانب سے خلق اعمال (اس عمل کو پیدا کرنا) ہے، اس موقع کی فراہمی کے بعد جب بندہ اس عمل کو کرتا ہے تو یہ کسب عمل (یعنی بندے کی جانب سے اس عمل کو کمانا) ہے۔

اس کی مثال ایسے ہے جیسے رزق کے مواقع اس دنیا میں اللہ نے پیدا کئے ہیں، بندہ اپنے رزق کو پیدا نہیں کرتا ہے بلکہ پیدا شدہ رزق میں سے اپنا حصہ کماتا ہے۔ دلائل

**وَاللہُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ (٩٦) ( الصافات)۔ لَا يُكَلِّفُ اللہُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الذِينَ مِنْ**

**قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (۲۸۶) ( البقرہ)۔جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۲۴) (الواقعہ)۔ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (۸۲) (التوبہ)۔** بند

بند.

بد اللہ تعالیٰ بعض اعمال سے راضی نہیں ہوتے کہ باوجود اس کو پورا ہونے دیتے ہیں؛ کیونکہ امتحان اور آزمائش کا عمل پورا ہونا ہے۔ تشریح

یہ کائنات اللہ کی مملکت ہے۔ یہاں بندے کے اعمال خواہ وہ اچھے ہوں یا برے اسی وقت پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں جبکہ اللہ کا اذن ہوتا ہے۔ کسی کا عمل چاہے اچھا ہو یا برا اس کائنات میں اللہ کی مشیت سے ہی پورا ہو سکتا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس عمل کو بھی پورا ہونے دینے میں اللہ کی مشیت ہو اس میں اللہ کی رضا بھی ہے۔

**مشیت اور رضا ء کا فرق:**

عمل کا خلق اللہ کی جانب سے ہوتا ہے اور اس کا کسب یعنی اختیار (کرنا) یا ترک (چھوڑنا) مکلّف بندے کی جانب سے ہوتا ہے، اور کسب اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ اللہ کی جانب سے خلق اعمال نہ ہو، اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ہر عمل سے خواہ وہ اچھا ہو یا بُرا راضی ہوتا ہے۔

کسب اعمال میں مشیت و اذن الٰہی کا صرف یہ مطلب ہے کہ یہ کائنات اللہ کی مملکت ہے یہاں جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے اذن سے ہی ہو سکتا ہے، آزمائش کے لئے بندے کو جو عمل کرنا ہے وہ بھی اللہ کی مشیت اور اجازت سے ہی پورا ہو سکتا ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ آزمائش کے لئے اچھے عمل کی اپنی مشیت اور اجازت دیتے ہیں ایسے ہی آزمائش کے لئے برے عمل کی بھی اجازت دیتے ہیں؛ تاکہ مکلّف بندے کی آزمائش پو ری ہو، باقی بندہ جو کچھ کرتا ہے اس کو دئے گئے اختیار و ارادے سے کرتا ہے۔

رہی بات یہ کہ بندہ جو کچھ عمل کرتا ہے اس میں اللہ کی رضا ہوتی ہے یا نہیں؟ یہ ایک مستقل بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے مکلّفین کے لئے خاص ہدایت میں واضح فرمادی ہے جس کو ہدایت شرعی کہتے ہیں دلائل

**إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللہَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ إِنَّهٗ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (٧)( الزمر) وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَى بَلْ لِلّٰہِ الْأَمْرُ جَمِيعًا أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ لَوْ يَشَآءُ اللہُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُمْ بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَأْتِيَ وَعْدُ اللہِ إِنَّ اللہَ**

**لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ (٣١) (الرعد) وَلَوْ شَآءَ اللہُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَآءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَآءُ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (٩٣) ( النحل) وَلَوْ شَآءَ اللہُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلٰكِنْ يُدْخِلُ مَنْ يَشَآءُ فِي رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ (٨) ( الشورى) وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ( ١٣) (السجدہ) بند**

بند.

ارادہ و اختیار کے علاوہ مکلّفین کے لئے مقدر کی گئی دوسری نعمت انبیاء اور کتابوں کے ذریعہ ہدایت ہے۔ تشریح

مکلّفین میں ارادہ و اختیار مقدر کرکے اللہ تعالیٰ نے بندوں کو کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ اپنی رضاء اور ناراضگی والے راستے کو واضح کیا ہے۔

**ہدایت کا دوسرا درجہ تشریعی حکم اور انبیاء اور کتابوں کے ذریعہ ہدایت شرعی:**

ہدایت کا دوسرا درجہ ہے ہدایتِ شرعی ہے، یعنی وہ نظامِ ہدایت جو اللہ تعالیٰ نے مکلّف بندو ں کے لئے انبیاء اور کتابوں اور نبیوں اور کتابوں کے پیروکار رہنماؤں کی شکل میں جاری کیا ہے، اسی ہدایت میں اللہ تعالیٰ نے تفصیل کے ساتھ واضح فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکلّف بندوں کے کن اعمال سے راضی ہوتے ہیں اور کن اعمال سے نا راض ہوتے ہیں۔

یہ ہدایت مکلّف بندوں کے لئے خاص ہے، یعنی ہدایت کا یہ درجہ انسانوں اور جنوں کے لئے جاری کیا گیا ہے، اور یہی وہ دوسری خاص عطاء ہے جو اللہ تعالیٰ نے مکلّف بندوں کو ارادے و اختیار کے ساتھ عطاء فرمائیں ہے جو دیگر مخلوقات کو عطاء نہیں کی گئی ہے۔

یہ ہدایت شرعی نبی و رسول اور اللہ کی کتابوں کی شکل میں دی گئی ہے ، نبی و رسول اور اللہ کی کتابیں اللہ کا صحیح راستہ بتلاتے ہیں، اور حق کی دعوت اور تعلیم دیتی ہیں کہ کن امور میں بندوں کی کامیابی ہے، اور وہ کونسے امور ہیں جن کی وجہ سے بندے ناکامی کا شکار ہوں گے۔

نبیوں اور رسولوں اور اللہ کی کتابوں کا سلسلہ بھی تقدیر الٰہی کا ایک جزء ہے، ہر نبی ورسول کا ایک خاص دور اللہ کی جانب سے مقرر ہے، ہر کتاب اور شریعت کا ایک دور مقرر ہے، ہر امت کا ایک وقت مقرر ہے، سب کچھ بندوں کی ہدایت کےلئے اللہ کی جانب سے پہلے سے مقرر و مقدر ہے۔

بندوں کو ہدایت دینا، علم سے آراستہ کرنا، جہالت سے نکال کر روشنی کی جانب لانے کا نظام اللہ کی جانب سے ایسے ہی مقرر شدہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے ظاہری نعمتوں میں سے ہر چیز کو ایک خاص اندازے میں پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا یہ سلسلہ تمام مکلّفین کے لئے جاری کیا ہے، تمام انسان اور تمام جنوں کےلئے جاری کیا ہے، ہدایت کے یہ اسباب تمام مکلّفین کےلئے جمع کئے

ہیں، ارادہ و اختیار کی عطاء اور ہدایت شرعی کی عطاء کے بعد بندہ جو کچھ کرتا ہے اپنے ارادہ و اختیار سے کرتا ہے، ہدایت شرعی کی پابندی کرتا ہے تو اپنے اختیار سے کرتا ہے، ہدایت شرعی کو نظر انداز کرتا ہے اور چھوڑتا ہے تو اپنے ارادہ و اختیار سے چھوڑتا ہے۔ دلائل

**اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِي خَلَقَ (١) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (٢) اقْرَأْ وَرَبُّکَ الْأَکْرَمُ (٣) الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (٤) عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (٥)( العلق)۔ الرَّحْمٰنُ (١) عَلَّمَ الْقُرْآنَ (٢) خَلَقَ الْإِنْسَانَ (٣) عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (٤)( الرحمن)۔ أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ (٨) وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ (٩) وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ (١٠) فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (١١)( البلد)۔ هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا (١) إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا (٢) إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا (٣)( الإنسان)۔ وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَى عَلَى الْهُدَى فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (١٧) (فصلت)۔ وَمَا كَانَ اللہُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ إِنَّ اللہَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (١١٥) ( التوبة)۔ رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللہِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ**

**وَكَانَ اللہُ عَزِيزًا حَكِيمًا (١٦٥) (النساء)۔ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ (٨) قَالُوا بَلَى قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللہُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ (٩)( الملک)۔ كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ (١١) فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهُ (١٢)( عبس)۔ نَزَّلَ عَلَيْکَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ (٣) مِنْ قَبْلُ هُدًى لِلنَّاسِ وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللہِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَاللہُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ (٤)( آل عمران)۔** بند

بند.

**بند** انبیاء و کتابوں کے ذریعے جو راستہ اللہ نے واضح کیا ہے اسی میں اس کی رضاء ہوتی ہے۔ تشریح

**مکلّف کے اعمال میں اللہ کی رضاء:**

نبیوں اور کتابوں کے ذریعے شرعی ہدایت دینے اور ہدایت کے ذرائع مہیا کردینے کے بعد مکلّف بندے عمل کے لئے آزاد ہوتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ کی جانب سے مکلّف بندے کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اچھے راستے کو اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ بندے کے لئے اچھے راستے کو پسند فرماتے ہیں اور بندہ اچھا عمل اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں ہے کہ بندہ بُرا عمل کرے، اللہ تعالیٰ بندے کے لئے برے راستے کو پسند نہیں فرماتے، مکلّف بندہ اپنے ارادہ و اختیار سے بُرے راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں، لیکن

ارادہ و اختیار دینے کے بعد اللہ تعالیٰ زبردستی کسی کو کسی عمل کی جانب جھونکتے نہیں ہیں؛ بلکہ عمل کی آزادی دیتے ہیں تاکہ آزمائش پوری ہو۔ دلائل

**إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللہَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ إِنَّهٗ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (٧)( الزمر)۔ وَلَوْ شَآءَ اللہُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَآءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَآءُ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (٩٣)( النحل)۔ وَلَوْ شَآءَ اللہُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلٰكِنْ يُدْخِلُ مَنْ يَشَآءُ فِي رَحْمَتِهٖ وَالظّٰلِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ (٨)( الشوری)۔ بند**

بند.

بند مکلّفین کے لئے انبیاء و کتابوں کی ہدایت کے علاوہ اللہ نے توفیق کی ہدایت بھی مقدر کی ہے۔ تشریح

کسی کے لئے توفیق کی عطاء کو مقدر کیا اور کسی کے لئے توفیق سے محرومی کو مقدر کیا ہے۔ توفیق کی عطاء یا توفیق سے محرومی کی تقدیر ظلم کی بنیاد پر نہیں بلکہ عدل اور فضل کے درمیان دائر ہے۔

**ہدایت کا تیسرا درجہ عطاءِ توفیق اور اس کی ضد سلبِ توفیق:**

ہدایت کے ذرائع مہیا کرنے کے بعد بندہ جب اپنے ارادہ و اختیار سے ہدایت کی جانب مائل ہوتا ہے اور سر کشی

نہیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو آگے بڑھنے کی توفیق عطاء فرماتے ہیں کہ وہ ہدایت کو اپنائے ، اللہ تعالیٰ اپنے اختیار سے اس کے لئے ہدایت کے راستے کو پھر آسان فرماتے ہیں، نیکی کرنے کی طاقت اور برائی سے بچنے کی قوت بندے کو صرف اللہ سے حاصل ہوتی ہے، اور جو بندہ ہدایت کے ذرائع موجود ہونے کے باوجود ہدایت کو نظر انداز کرکے ہدایت سے انحراف کی راہ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے توفیق کو چھین لیتے ہیں ۔

توفیق کا دینا بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور توفیق کا چھیننا بھی اللہ ہی کے ہاتھ میں ، لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ زبردستی کسی کو ہدایت دے، بندہ اگر ہدایت پر نہیں چلنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ گمراہی کے راستے کو اس کے لئے آسان کردیتے ہیں، چونکہ اس کائنات میں وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتے ہیں تو بندے کو گمراہی پر چلنے کے لئے بھی اللہ کی مشیتِ کونی کی ضرورت ہے، اس کی نسبت بھی اللہ تعالیٰ اپنی جانب کرکے کہتے ہیں کہ اگر کوئی گمراہی پر ہی چلنا چاہتا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کر دیتے ہیں، جس طرح سے ہدایت دینا اللہ کا فعل اور فضل الٰہی ہے اسی طرح گمراہ کرنا بھی اللہ کا فعل اور عین عدلِ الٰہی ہے۔

ہدایت کو سب کے لئے بھیجنا اور اس کے ذرائع سب کے لئے کھول دینا اللہ تعالیٰ کا عدل و انصاف ہی نہیں بلکہ فضل و رحمت اور خیر کا معاملہ بھی ہے، ہدایت کے راستے کو واضح کرنے کے بعد کوئی گمراہی پر ہی چلنا چاہتا ہے تو اس کے لئے گمراہی کے راستے کو آسان کردینا اللہ تعالیٰ

کا عین انصاف اور عدل ہے، اور جو ہدایت کے واضح ہونے کے بعد ہدایت کے راستے پر چلنا چاہتا ہے اس کے لئے ہدایت کے راستے کو آسان کرنا اور توفیق دینا اللہ تعالیٰ کا فضل اور خیر و رحمت کا معاملہ ہے۔

کس کو توفیق عطاء ہوگی اور اس کے لئے نیکی کا راستہ ہوجائےگا، اسی طرح کس سے توفیق چھن جائے گی اور اس کےلئے گمراہی کا راستہ آسان کردیا جائے گا سب پہلے سے اللہ کے علم میں ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ اپنے علم کی بنیاد پر لکھ کر مقدر کردیا ہے۔

یہی توفیق کو عطاء کرنا یا توفیق کو سلب کرلینا ہی اِن الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی گمراہ کرتے ہیں اور اللہ ہی ہدایت دیتے ہیں۔

توفیق ہدایت ہی کا خاص درجہ ہے ، یعنی راہ حق اور عمل حق کی رہنمائی کے اسباب پیدا کرکے بندے کو اس کے اختیار کرنے کی قدرت دینا،یہ صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، ہدایت کے ذرائع مثلاً انبیاء اور کتابیں توفیق نہیں دیتیں۔

ہدایت کی توفیق میں صرف یہ بات نہیں ہوتی کہ راستہ دکھادیا، راستہ دیکھ لینے کے بعد بھی کئی مراحل ہوتے ہیں، جس کو ہر عام و خاص آسانی سے سمجھتا ہے، راستہ پر چلنا آسان ہونا بھی ضروری ہے، راستہ معلوم ہو جائے لیکن چلنا نہ ہو تو وہ ہدایت نہیں ہے، توفیق یہ ہے کہ راستہ پر چل پڑے، اسی طرح راستہ پر چل پڑنے کے بعد راستہ کے خطرات معلوم ہوں اور ان سے بچنا آسان ہو یہ بھی توفیق کا حصہ ہے، راستہ پر چل پڑنے کے بعد اگر

خطرات کا سامنا ہونے سے راستے سے پھر جائے تو پھر وہ بھی توفیق نہیں ہے، اللہ نے توفیق کو بھی مقدر کا حصہ بنایا ہے، بندے پر لازم ہے کہ وہ اللہ سے توفیق مانگتا رہے اور بڑھتا رہے۔

توفیق ایک لمحاتی ضرورت نہیں ہے بلکہ عقل و شعور کے آغاز سے موت تک اس کی ضرورت ہے، اس کے لئے اللہ نے نظام بنایا ہے جو اللہ کی جانب سے مقدر ہے، وہ لوگ جو اللہ سے اس کو مانگتے رہتے ہیں اور اس کی رہنمائی میں چلتے رہتے ہیں ان کے لئے یہ اخیر تک مقدر رہتی ہے، لیکن جو کسی مرحلے پر رک جائیں اور خود کو اس سے مستغنی سمجھیں وہی گمراہی کا نقطۂ آغاز ہے، مرنے سے پہلے جو کچھ کیا وہی اصل مرحلہ ہے، توفیق الٰہی کے ذریعے جو ہدایت ملتی ہے اس کا انجام جنت کی رہنمائی ہے۔ دلائل

**إِنْ تَحْرِصْ عَلَىٰ هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللہَ لَا يَهْدِي مَنْ يُضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ (٣٧) ( النحل)۔ مَنْ يُضْلِلِ اللہُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ (١٨٦) ( الأعراف)۔ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ مَنْ يَشَإِ اللہُ يُضْلِلْهُ وَمَنْ يَشَأْ يَجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (٣٩) ( الأنعام)۔ أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوْءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا فَإِنَّ اللہَ يُضِلُّ مَنْ يَشَآءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَآءُ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ إِنَّ اللہَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (٨)( فاطر)۔ أَفَرَأَيْتَ**

مَنِ اتَّخَـذَ إِلَهَـهُ هَـوَاهُ وَأَضَـلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهِ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشَـــاوَةً فَمَنْ يَهْدِيـــهِ مِنْ بَعْـــدِ اللّٰهِ أَفَلَا تَـــذَكَّرُونَ (٢٣) (الجـــاثية) لَيْسَ عَلَيْـــكَ هُــدَاهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْــدِي مَنْ يَشَـــآءُ وَمَـــا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَمَـا تُنْفِقُـوا مِنْ خَيْـرٍ يُـوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُــونَ (٢٧٢) (البقــرة) وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلٰكِنْ حَـقَّ الْقَــــــــوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (١٣)( الســــــجدة) أَفَلَمْ يَيْـأَسِ الَّذِينَ آمَنُـوا أَنْ لَـوْ يَشَـآءُ اللّٰهُ لَهَـدَى النَّاسَ جَمِيعًـــا وَلَا يَـــزَالُ الَّذِينَ كَفَـــرُوا تُصِيبُهُمْ بِمَا صَـنَعُوا قَارِعَـةٌ أَوْ تَحُـلُّ قَرِيبًـا مِنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَـــأْتِيَ وَعْـــدُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ (٣١) (الرعـد) فَمَنْ يُـرِدِ اللّٰهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَـدْرَهُ لِلْإِسْـلَامِ وَمَنْ يُـرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَـدْرَهُ ضَـيِّقًا حَرَجًـا كَأَنَّمَـا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الـرِّجْسَ عَلَى الـذِينَ لَا يُؤْمِنُــونَ (١٢٥) (الأنعـام) الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰـذَا وَمَـا كُنَّا لِنَهْتَـدِيَ لَـوْلَا أَنْ هَـدَانَا اللّٰهُ لَقَـدْ جَـاءَتْ رُسُـلُ رَبِّنَـا بِالْحَقِّ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُــونَ (٤٣) ( الأعــراف) أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَـافٍ عَبْـدَهُ وَيُخَوِّفُونَـكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهٖ

وَمَنْ يُضْلِلِ اللهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ (٣٦) وَمَنْ يَهْدِ اللهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ أَلَيْسَ اللهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ (٣٧)( الزمر) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (٦) خَتَمَ اللهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (٧)( البقرة) تِلْكَ الْقُرَى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَائِهَا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللهُ عَلٰى قُلُوبِ الْكَافِرِينَ (١٠١)( الأعراف) أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا أَنْ لَوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ (١٠٠) (الأعراف) أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللهُ عَلٰى عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (٢٣) ( الجاثية) عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَجَعَلْنَا لاَ نَصْعَدُ شَرَفًا وَلاَ نَعْلُو شَرَفًا وَلاَ نَهْبِطُ فِي وَادٍ إِلاَّ رَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا بِالتَّكْبِيرِ قَالَ فَدَنَا مِنَّا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا

**إِنَّمَا تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ قَيْسٍ أَلاَ أُعَلِّمُكَ كَلِمَةً هِيَ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰہِ" ۔(صحیح بخاری)** بند

بند.

بند مکلّف بندے تقدیر میں جبر و اختیار کے درمیان ہوتا ہے یعنی افعال غیر اختیاریہ میں مجبور ہے اور افعال اختیاریہ پر اس سے سوال ہوگا۔ تشریح

افعال غیر اختیاریہ جیسے حیات و موت، رزق اور اولاد وغیرہ میں وہ تقدیر کے آگے مجبور ہے۔ افعال اختیاریّہ میں وہ ابتلاء و آزمائش کی حد تک مختار ہے، اور انہیں افعال اختیاریہ پر اس سے سوال ہوگا۔

**جبر و اختیار:**

انسان اپنی پیدائش، حیات، رزق، صحت و مرض، نفع و نقصان، مصائب و مشکلات اور موت وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے آگے مجبور ہے، ان امور میں جو اللہ تعالیٰ اس کے لئے طے کر دے وہ اس سے ٹل نہیں سکتا اور جو اللہ نے اس کے لئے مقدر نہیں کیا ہے وہ اس کو مل نہیں سکتا،ہاں وہ اپنے اعمال اختیاریہ میں اسی حد تک مختار ہے جس میں اللہ نے اسے مختار بنایا ہے، اس طرح انسان اللہ کی تقدیر میں جبر و اختیار دونوں کے درمیان ہوتا ہے۔

انسان نہ پوری طرح مجبور ہے نہ پوری طرح مختار ہے، اعمال جس کا اسے حساب دینا ہے اس میں آزمائش

اور ابتلاء کے لحاظ سے مکمل طور پر مختار ہے اور تکوینی امور میں مکمل طور پر مجبور ہے۔

حیات اور رزق اس کو اتنا ہی ملے گا جو اس کے لئے طے شدہ ہے، خواہ وہ کچھ کرلے اس کو وہی ملے گا جو اللہ کی جانب سے مقدر کردیا گیا ہے، وہ چیز جو اس کے لئے نہیں لکھی گئی ہے خواہ وہ اور پوری دنیا اس کے لئے محنت کرلے اس کو ملنے والی نہیں ہے۔

اور عمل جس کی بنیاد پر اس کو حساب دینا ہے اپنے اختیار سے کرنے کے لئے اس کو آزاد چھوڑ دیا گیا ہے، جو کچھ وہ عمل کرے گا اپنے اختیار سے کرے گا اور اس کو اس کا اجر ملے گا، ہاں وہ اعمال کا خالق (پیدا کرنے والا) نہیں؛ بلکہ اعمال کا کاسب (کمانے والا) ہے جیسا کہ اوپر گذرا ہے۔

اور بندے کو جو کچھ ملنے والا ہے اور بندے اپنے ارادہ و اختیار سے جو کچھ اعمال کرنے والا ہے وہ سب اللہ کے علم میں پہلے سے ہے، چنانچہ اللہ نے ان سب تفصیلات کو لکھ دیا ہے اور وہ لوح محفوظ میں آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پہلے سے لکھا ہوا ہے۔ دلائل

**يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (١٧)( المائدۃ)۔ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَاءٍ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلٰى أَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (٤٥) (النور)۔ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ**

وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَا يَشَآءُ كَمَا أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ (١٣٣) (الأنعام) هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (٦)( آل عمران) كَذَلِكِ اللُہ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ إِذَا قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهٗ كُنْ فَيَكُونُ (٤٧)( آل عمران) وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللُہ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (١٠٧)( يونس) اللُہ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَآءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ (٢٦)( الرعد) وَلَوْ بَسَطَ اللُہ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلٰكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَا يَشَآءُ إِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيرٌ بَصِيرٌ (٢٧) (الشورى) أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللہَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَنْ يَشَآءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ (٤٣) ( النور) لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (١٢٧) (الأنعام) أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَى نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (١٩) ( السجد) وَلٰكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا

**كَانُوا يَكْسِبُونَ (٩٦)( الأعراف وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (٩٥) ( التوبۃ)۔ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (٨)( يونس)۔ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ (٤) ( يونس)۔ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (٤٩) (الأنعام)۔**

بند

بند.

**بد** تقدیر کے پہلے سے لکھے ہوئے ہونے اور اللہ تعالیٰ کو پہلے سے اعمال کے علم ہونے کا انکار کفر ہے، جیسا کہ قدریہ نے کیا ہے، یہ اللہ کے تقدیری حکم کے منکر ہوتے ہیں، تقدیر کا انکار کرنے والے کافر ہیں۔ تشریح

**قدریہ یعنی تقدیر کا انکار کرنے والے:**

امتِ مسلمہ میں بعض گمراہ فرقے بھی پیدا ہوئے ہیں، انہوں نے اس مسئلہ میں بھی گمراہی کی راہ اختیار کی ہے، ایک گروہ نے یہ کہا کہ بندے اپنے اعمال کا خود خالق ہے اور اعمال خود بخود ہو رہے ہیں، اس میں پہلے سے کچھ طے نہیں ہے، اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کے اعمال کرنے سے پہلے سے کچھ پتہ نہیں ہوتا اور انہوں نے پہلے سے کچھ لکھے ہوئے ہونے کو نہیں مانا اور

اس طرح اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت دونوں کا انکار کیا ہے، انہیں قدریہ کہا جاتا ہے۔

قدریہ یعنی تقدیر کے پہلے سے لکھے ہوئے ہونے کا انکار کرنے والے پیدا ہوں گے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے پیشین گوئی فرمائی تھی اور یہ بھی تعلیم دی تھی کہ جو شخص تقدیر کے لکھے ہوئے ہونے کا انکار کرے گا اور اسی حالت میں اس کی موت آئے گی وہ جہنمی ہوگا۔

قرآن نے خود کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھی پید کیا ہے اور جو کچھ اعمال تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ ان کا بھی خالق ہے، اسی طرح صحیح مسلم میں یحییٰ بن یعمر سے منقول ہے کہ بصرہ میں سب سے پہلے قدر کے بارے میں کلام کرنے والا معبد جہنی تھا، جب اس کا ظہور ہوا تو اس کے بعد مَیں اور حمید بن عبد الرحمن حج کے لئے گئے، ہماری خواہش تھی کہ دوران حج کسی صحابئ رسولﷺ سے ملاقات ہو جائے تو اچھا ہے، ہم ان سے پوچھ سکیں گے کہ قدر کے بارے میں یہ جو کلام ہو رہا ہے اس کے بارے میں کیا رہنمائی ہے؟ جب ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے رہے تھے اللہ کی توفیق سے ہماری ملاقات حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہوئی ، میں اور میرے ساتھی دونوں ان کے دائیں بائیں ہوگئے، میں نے ان سے خطاب کرکے کہا: ائے ابو عبد الرحمن! (یہ حضرت ابن عمر کی کنیت ہے) ہماری طرف کچھ لوگ پیدا ہوئے ہیں جو قرآن بھی پڑھتے ہیں اور علم بھی حاصل کرتے ہیں اور ان کے دیگر حالات بتلا کر کہا کہ ان کا خیال ہے کہ قدر کوئی چیز

نہیں ہے، سب کچھ یونہی چل رہا ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: جب تم ان سے جا کر ملو تو انہیں بتلاؤ کہ میں ان سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں، اور اس ذات کی قسم جس کی ابن عمر قسم کھاتا ہے! اگر ان میں سے کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو اور وہ پورا کا پورا انفاق کردے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت تک قبول نہیں کریں گے جب تک کہ وہ تقدیر پر ایمان نہیں لائے گا، پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حدیث جبرئیل سنائی جس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں سوال کیا تھا کہ: ایمان کیا ہے؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لایا جائے، اس کے فرشتوں پر ایمان لایا جائے، اس کی کتابوں پر ایمان لایا جائے، اس کے رسولوں پر ایمان لایا جائے، آخرت کے دن پرایمان لایا جائے اور اس تقدیر کے خیر و شر ہر دو پہلو پر ایمان لایا جائے۔

ابو حفصہ سے منقول ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا: ایمان کی حقیقت کا مزہ تم اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک تم میں یہ بات یقین تک نہ پہنچ جائے کہ جو حالات تم تک پہنچنے والے تھے وہ تم سے کسی طرح نہیں ٹل سکتے تھے اور جو کچھ تم کو پیش نہیں آیا وہ تمہیں کبھی پیش آہی نہیں سکتا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس سے کہا: لکھو! قلم نے کہا : پروردگار میں کیا لکھوں؟ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: تا قیامت ہر چیز کی تقدیر لکھو ! حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ : جو شخص اس بات پر ایمان لائے بغیر مر جائے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ (سنن ابی داؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں شرکت کےلئے آئے، تدفین کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تدفین کے انتظار میں ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے ، آپ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کا انجام کہ وہ جنتی ہے یا جہنمی ہے لکھا جا چکا ہے، وہاں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا : یا رسول اللہﷺ! تو کیا ہم اس لکھے ہوئے پر سب کچھ چھوڑ کر عمل چھوڑ نہ دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمل کرتے رہو! اس لئے کہ جو شخص بھی جس انجام کےلئے پیدا ہوا ہے اس کےلئے اسی کے مناسب عمل آسان ہوگا، جو کامیاب ہونے والوں میں سے ہوگا اس کے لئے کامیابی کے اعمال آسان ہوں گے اور جو نا کام ہونے والا ہوگا اس کےلئے ناکام ہونے والے اعمال آسان ہوں گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ اللیل کی آیات **فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى (٥) وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى (٦) فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى (٧)**تلاوت کیں۔(صحیح بخاری)دلائل

**فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى (٥) وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى (٦) فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى (٧) ( سورہ اللیل ۔) وَاللہُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ (**

٩٦)( الصافات) عَنِ ابْنِ بُرَيْـدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ كَانَ أَوَّلَ مَنْ قَالَ فِى الْقَـدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِىُّ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْـدِ الـرَّحْمَٰنِ الْحِمْيَـرِىُّ حَـاجَّيْنِ أَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنَا لَوْ لَقِينَا أَحَـدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُـولِ اللَّهِ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- فَسَـأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُـولُ هَٰـؤُلاَءِ فِى الْقَـدَرِ فَوُفِّـقَ لَنَـا عَبْـدُ اللَّهِ بْنُ عُمَـرَ بْنِ الْخَطَّابِ دَاخِلاً الْمَسْجِدَ فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِى أَحَدُنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالآخَـرُ عَنْ شِـمَالِهِ فَظَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِى سَـيَكِلُ الْكَلاَمَ إِلَىَّ فَقُلْتُ أَبَـا عَبْـدِ الرَّحْمَٰنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَـا نَـاسٌ يَقْـرَءُونَ الْقُـرْآنَ وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ - وَذَكَـرَ مِنْ شَـأْنِهِمْ - وَأَنَّهُمْ يَزْعُمُـونَ أَنْ لاَ قَـدَرَ وَأَنَّ الأَمْـرَ أُنُـفٌ. قَـالَ فَـإِذَا لَقِيتَ أُولَٰئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّى بَرِىءٌ مِنْهُمْ وَأَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّى وَالَّذِى يَحْلِـفُ بِهِ عَبْـدُ اللَّهِ بْنُ عُمَـرَ لَـوْ أَنَّ لأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فَأَنْفَقَهُ مَـا قَبِـلَ اللَّهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِى أَبِى عُمَـرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَـالَ بَيْنَمَـا نَحْنُ عِنْـدَ رَسُولِ اللَّهِ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَـابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ لاَ يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّـفَرِ وَلاَ يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَـدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِىِّ - صلى الله عليه وسلم- فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْـهِ إِلَى

رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْـهِ وَقَـالَ يَـا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِى عَنِ الإِسْلاَمِ. فَقَـالَ رَسُـولُ اللِّ-صلى الله عليه وسـلم- « الإِسْـلاَمُ أَنْ تَشْـهَدَ أَنْ لَآ إِلٰـهَ إِلاَّ اللُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُـولُ اللِّوَتُقِيمَ الصَّـلاَةَ وَتُـؤْتِىَ الزَّكَـاةَ وَتَصُـومَ رَمَضَــانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْــتَطَعْتَ إِلَيْــهِ سَبِيلاً. قَالَ صَدَقْتَ. قَالَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْـأَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ. قَالَ فَأَخْبِرْنِى عَنِ الإِيمَانِ. قَـالَ « أَنْ تُــؤْمِنَ بِــاللِّ وَمَلاَئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُـلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَـدَرِ خَيْـرِهِ وَشَـرِّهِ ». قَــالَ صَــدَقْتَ. قَــالَ فَــأَخْبِرْنِى عَنِ الإِحْسَـانِ. قَـالَ « أَنْ تَعْبُـدَ اللَ كَأَنَّكَ تَـرَاهُ فَــإِنْ لَمْ تَكُنْ تَــرَاهُ فَإِنَّهٗ يَــرَاكَ ». قَــالَ فَأَخْبِرْنِى عَنِ السَّاعَةِ. قَالَ « مَا الْمَسْـئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّـائِلِ ». قَـالَ فَـأَخْبِرْنِى عَنْ أَمَارَتِهَا. قَالَ « أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَـرَى الْحُفَـاةَ الْعُـرَاةَ الْعَالَـةَ رِعَـاءَ الشَّـاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِى الْبُنْيَـانِ ». قَـالَ ثُمَّ انْطَلَـقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَـالَ لِى « يَـا عُمَـرُ أَتَـدْرِى مَنِ السَّــائِلُ ». قُلْتُ اللُ وَرَسُــولُهٗ أَعْلَمُ. قَالَ « فَإِنَّهٗ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ ». (صحيح مسلم) عَنْ أَبِى حَفْصَةَ قَالَ قَـالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ لاِبْنِهِ يَا بُنَىَّ إِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ حَقِيقَــةِ الإِيمَــانِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَنَّ مَــا أَصَـابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَمَـا أَخْطَـأَكَ لَمْ

يَكُنْ لِيُصِيبَكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ « إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ. قَالَ رَبِّ وَمَاذَا أَكْتُبُ قَالَ اكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَىْءٍ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ ». يَا بُنَىَّ إِنِّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ « مَنْ مَاتَ عَلَى غَيْرِ هَذَا فَلَيْسَ مِنِّى ».(سنن ابى داؤد) عَنْ عَلِيٍّ - رضى الله عنه - قَالَ كَانَ النَّبِىُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِى جَنَازَةٍ فَأَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الأَرْضَ فَقَالَ « مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلاَّ وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ » . قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلاَ نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ « اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ ، أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ » . ثُمَّ قَرَأَ ( فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى * وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ) الآيَةَ . (صحيح بخارى) قَوْلُهُ: (وَلَمْ يَخْفَ عَلَيْهِ شَيْءٌ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَهُمْ، وَعَلِمَ مَا هُمْ عَامِلُونَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَهُمْ) ش: فَإِنَّهُ سُبْحَانَهُ يَعْلَمُ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ وَمَا لَمْ يَكُنْ أَنْ لَوْ كَانَ كَيْفَ يَكُونُ، كَمَا قَالَ تَعَالَى: وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ (سور الأنعام :٢٨) وَإِنْ كَانَ

**يَعْلَمُ أَنَّهُمْ لَا يُـرَدُّونَ، وَلٰكِنْ أَخْبَـرَ أَنَّهُمْ لَـوْ رُدُّوا لَعَادُوا، كَمَا قَالَ تَعَـالٰى: وَلَـوْ عَلِمَ اللّٰ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ وَلَـوْ أَسْـمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُـونَ(سـورۃ الأنفـال:٢٣) وَفِي ذٰلِـكَ رَدٌّ عَلَى الرَّافِضَـةِ وَالْقَدَرِيَّةِ، وَالَّذِينَ قَالُوا: إِنَّهُ لَا يَعْلَمُ الشَّـيْءَ قَبْـلَ أَنْ يَخْلُقَـهُ وَيُوجِـدَهُ. (العقيـدۃ الطحـاويۃ مـع شـرح لإبن أبى العز:١/٦٧)** بند

بند.

بد مكلّف بندے کو اعمال میں بھی مجبور محض بتلانا اور معاصی کی بنیاد تقدیر پر رکھنا بھی کفر ہے، جیسا کہ جبریہ نے کیا ہے، یہ اللہ کے تشریعی حکم کے منکر ہیں، تقدیر کی بنیاد پر بندوں کو اعمال میں بھی مجبور محض بتلانے والے کافر ہیں تشریح

**جبریہ یعنی فرائض چھوڑنے اور گناہوں کو کرنے کے لئے تقدیر کو ذمہ دار بتانے والے:**

جس طرح قدریہ کا گمان کہ تقدیر کچھ نہیں ہے کفر ہے، اسی طرح اس کے بالکل بر خلاف یہ گمان بھی کفر ہے کہ انسان مجبور محض ہے ، امت میں ایک گمراہ فرقہ ایسا بھی پیدا ہوا جس نے تقدیر کے بارے میں ایسی ہی کفر کی حد تک غلو سے کام لیا ، اس نے کہا کہ بندے کے اختیار میں کچھ نہیں ہے، جیسے حیات وموت میں انسان تقدیر کے ہاتھوں مجبور ہے اسی طرح اعمال کے بارے میں بھی انسان مجبور محض ہے، ان لوگوں نے بد عملی اور گناہ کے ارتکاب کے لئے بھی تقدیر کو ذمہ دار قرار دیا اور کہا کہ جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے وہی ہو رہا ہے اس میں بندے کا کیا

قصور ؟ یہ زعم صریح کفر ہے، مشرکین یہی کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے، گویا انہوں نے اپنے شرک کا ذمہ دار اللہ کی مشیت کو قرار دیا ہے، حالانکہ ایسا خیال کرنا تقدیر کو ماننا نہیں بلکہ یہ بھی تقدیر کا انکار کرنا ہی ہے، کیونکہ تقدیر کو ماننے میں یہ بات شامل ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ارادہ اور اختیار سے بھی نوازا ہے اور انسان جو کچھ عمل کرتا ہے وہ اس کے ارادہ اور اختیار سے کرتا ہے، ہاں تکوینی امور مثلاً حیات و موت وغیرہ میں انسان مکمل طور پر تقدیر کے آگے مجبور ہے، لیکن یہ غیر اختیاری امور ہیں جن کے بارے میں انسان سے سوال نہیں ہوگا، جبکہ اس کے اعمال اس کے ارادہ و اختیار سے کئے ہوئے ہوتے ہیں، جن کی تفہیم اور تفصیل اوپر ’’ارادہ و اختیار ‘‘اور ’’خلق اعمال‘‘ کے عنوان کے تحت گذر چکی ہے۔ دلائل

**لَا يُكَلِّفُ اللُہ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (٢٨٦)البقرہ-وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ( ٣٩) الأعراف-وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهِ أَنْ**

تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللِّٰٰوَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ وَإِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَا يُؤْخَذْ مِنْهَا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرنَ (٧٠) الأنعام-لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (١٢٧) الأنعام-أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَى نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (١٩) السجد-وَلٰكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (٩٦) الأعراف-وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (٩٥) التوب-أُولٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (٨) يونس-إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا وَعْدَ اللِّٰحَقًّا إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ (٤) يونس-وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (٤٩) الأنعام بند

بند.

بد گناوں کی بنیاد تقدیر کو بتلانا کفر ہے لیکن مصائب کی بنیاد تقدیر کو بتلانا درست ہے۔ تشریح

**حضرت آدم اور حضرت موسی علیما السلام کا مناظر:**

حدیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسی علیہ السلام کا مناظرہ ہوا، حضرت موسی علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا: ائے آدم ! آپ ہمارے والد ہیں، آپ نے جنت میں خطا کی تھی جس نے آپ کو اور ہمیں جنت سے نکال دیا، حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت موسی علیہ السلام کو جواب میں کہا: ائے موسی! تم وہ ہو جس کو اللہ نے اپنے رسول کی حیثیت سے منتخب فرمایا اور اپنے ساتھ ہم کلامی کا شرف دیا ، پھر بھی تم مجھے ایسی بات پر ملامت کررہے ہو جو میری پیدائش سے چالیس سال پہلے سے ہی مقدر تھی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام یہ کہہ کر حضرت موسی علیہ السلام پر غالب آگئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا متعدد بار کہا۔

جنہوں نے اس حدیث کا صحیح مفہوم نہیں سمجھا جو قدر کے بھی منکر ہیں انہوں نے اس حدیث کو ماننے سے ہی انکار کردیا، ان کے خیال میں اگر اس حدیث کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا حاصل تو یہ ہے کہ انبیاء کی نبوت کو ماننے کا کوئی مطلب ہی نہیں ہے، کیونکہ ہر گناہگار اس حدیث کو بنیاد بنا سکتا ہے، ایسی صورت میں شریعت کے احکام اور منہیات کا کوئی مطلب ہی نہیں ہوگا، اس لئے کہ کوئی بھی گناہگار جو کسی حکم کو چھوڑ دے یا کسی ممنوع چیز پر عمل کرلے اس کو تقدیر پر ڈال کر اپنے

گناہ سے بچنا آسان ہو جائے گا اور اس پر کوئی ملامت کا موقع ہی نہیں ہوگا۔

حالانکہ اس حدیث کے بارے میں معتزلہ اور قدریہ کا یہ گمان خود ان کی جہالت اور گمراہیوں میں سے ایک گمراہی ہے، یہ حدیث نہ صرف صحیح ہے بلکہ محدثین کے درمیان اس کی صحت پر اتفاق ہے اور امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر اب تک نسل در نسل اس حدیث کو قبول عام حاصل رہا ہے اور ہر ایک نے اس کی تصدیق کی ہے اور اس کو تسلیم کیا ہے، یہ گمراہ فرقوں کا ہمیشہ سے طریقہ رہا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بھی ارشاد ان کے غلط نظریہ اور فکر کے خلاف جاتا ہے اس کو ماننے سے ہی انکار کر دیتے ہیں، خواہ وہ حدیث محدثین کے یہاں کتنی ہی اونچے درجہ کی اور صحیح ہو، جیسے انہوں نے رؤیت باری تعالیٰ، باری تعالیٰ کے ساتھ قائم صفات، شفاعت کی احادیث وغیرہ کا انکار کیا ہے ، اورجیسے خوارج و معتزلہ نے مرتکب کبیرہ کے شفاعت کے ذریعے جہنم سے نکالے جانے کی احادیث کا انکار کردیا۔ اور جیسے روافض نے خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل میں وارد احادیث کو ماننے سے انکار کیا ہے، ایسے ہی یہ قدریہ ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے مجوس قرار دیا ہے، جنہوں نے قضاء و قدر کی بابت وارد احادیث کا انکار کیا ہے، یہ طرز عمل تمام گمراہ فرقوں کا رہا ہے۔

پھر انہوں نے اس حدیث کا جو مفہوم اور مطلب نکالا ہے اس حدیث میں وہ مطلب کہیں نہیں ہے، اس حدیث میں یہ گنجائش ہی نہیں ہے کہ کوئی گناہگار اور عاصی اپنی معصیت کو تقدیر کی رو سے صحیح قرار دے۔

اس حدیث کا مفہوم کو سمجھنے سے پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ حضرت موسی علیہ السلام جلیل القدر نبی ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے اسماء و صفات کی کامل معرفت رکھنے والے ہیں، ان سے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو ایسی خطاء پر ملامت کریں جس کی توبہ قبول ہو چکی ہو اور اس کے بعد رب العالمین نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے چنندہ بندوں میں شمار کیا ہو، اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام بھی اپنے رب کی کامل معرفت رکھنے والے ہیں ان سے کیسے یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی کسی معصیت پر قضاء و قدر سے حجت لیں، یہ دونوں ہی باتیں ان دونوں انبیاء سے ممکن نہیں ہیں اور نہ ہی یہ باتیں اس حدیث میں ہیں۔

اس حدیث میں حضرت موسی علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے جو شکایت کی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی خطاء پر ہمیں امتحان ، آزمائش اور ابتلاء کے لئے جنت سے نکال کر اس دنیا میں بھیج دیا گیا ، انہوں نے حضرت آدم کی خطاء کو دنیا کے مصائب اور آزمائش کا سبب قرار دیا، جس سے ان کی ذریت کو گذرنا پڑا، اس مصیبت پر حضرت آدم علیہ السلام نے تقدیر کو حجت بنایا کہ یہ مصیبت جس کا ان کی نسل کو سامنا کرنا پڑا ہے وہ تو ان

کی تقدیر میں حضرت آدم کی تخلیق سے بھی پہلے سے لکھی ہوئی ہے گویا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی خطاء کی بنیاد تقدیر کو نہیں بتایا بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ دنیا میں بھیج کر جو آزمائش اور ابتلاء ہو رہی اس کی بنیاد تقدیرپر ہے، ظاہر ہے اب یہ حدیث گناہگاروں کے لئے ان کی معصیت کی تائید کرنے والی کہاں رہی کہ وہ اپنی معصیت پر اس سے یہ استدلال کریں کہ چونکہ وہ ان کے مقدر میں لکھا ہے اس لئے وہ کررہے ہیں

**دلائل**

**قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللہُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللہِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (٥١) ( التوبہ) أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ لَهُ مُوسَى أَنْتَ آدَمُ الَّذِى أَخْرَجَتْكَ خَطِيئَتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ . فَقَالَ لَهُ آدَمُ أَنْتَ مُوسَى الَّذِى اصْطَفَاكَ اللہُ بِرِسَالَاتِہِ وَبِكَلَامِهِ ، ثُمَّ تَلُومُنِى عَلٰى أَمْرٍ قُدِّرَ عَلٰى قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ. فَقَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى مَرَّتَيْنِ. (صحيح بخارى) أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُونَا خَيَّبْتَنَا وَ أَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ . قَالَ لَهُ آدَمُ يَا مُوسَى اصْطَفَاكَ اللہُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ ، أَتَلُومُنِى عَلٰى أَمْرٍ قَدَّرَ اللہُ عَلٰى قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِى بِأَرْبَعِينَ سَنَةً . فَحَجَّ آدَمُ**

مُوسَــى فَحَجَّ آدَمُ مُوسَــى ثَلاَثًــا.(صــحيح بخارى و صحيح مسـلم) أَبَـا هُرَيْـرَةَ قَـالَ قَالَ رَسُولُ اللِّصلى الله عليه وسـلماحْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَـى عَلَيْهِمَـا السَّـلاَمُ عِنْـدَ رَبِّهِمَـا فَحَجَّ آدَمُ مُوسَــى قَــالَ مُوسَــى أَنْتَ آدَمُ الَّذِى خَلَقَكَ اللُّ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيـكَ مِنْ رُوحِـهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلاَئِكَتَهُ وَأَسْـكَنَكَ فِى جَنَّتِهِ ثُمَّ أَهْبَطْتَ النَّاسَ بِخَطِيئَتِكَ إِلَى الأَرْضِ فَقَالَ آدَمُ أَنْتَ مُوسَــــى الَّذِى اصْـــــطَفَاكَ اللُّ بِرِسَــالَتِهِ وَبِكَلاَمِهِ وَأَعْطَــاكَ الأَلْـوَاحَ فِيهَـا تِبْيَانُ كُلِّ شَىْءٍ وَقَرَّبَـكَ نَجِيًّا فَبِكَمْ وَجَـدْتَ اللَّ كَتَبَ التَّوْرَاةَ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ قَالَ مُوسَى بِأَرْبَعِينَ عَامًا. قَالَ آدَمُ فَهَـلْ وَجَـدْتَ فِيهَـا (وَعَصَـى آدَمُ رَبَّهُ فَغَـوَى) قَـالَ نَعَمْ. قَـالَ أَفَتَلُــومُنِى عَلٰى أَنْ عَمِلْتُ عَمَلاً كَتَبَــهُ اللُّ عَلٰى أَنْ أَعْمَلَـهُ قَبْـلَ أَنْ يَخْلُقَنِى بِـأَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَسُولُ اللِ صَلَّى اللُّ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى فَـاحْتَجَّ آدَمُ بِالْقَـدَرِ عَلَى الْمُصِــيبَةِ، لاَ عَلَى الْخَطِيئَةِ، فَــإِنَّ الْقَــدَرَ يُحْتَجُّ بِهِ عِنْـدَ الْمَصَـائِبِ، لاَ عِنْـدَ الْمَعَـائِبِ. (شرح العقيـد الطحـاوي لابن أبى العـز: ١/٧٠) وقد رد هذا الحديث من لم يفهمـه من المعتزلــة كــأبي علي الجبــائي ومن وافقـه على ذلـك وقـال لـو صـح لبطلت نبـوات الأنبيـاء فـإن القـدر إذا كـان حجـة

للعاصي بطل الأمر والنهي فإن العاصي بترك الأمر أو فعل النهي إذا صحت له الحجة بالقدر السابق ارتفع اللوم عنه وهذا من ضلال فريق الاعتزال وجهلهم بالله ورسوله وسنته فإن هذا حديث صحيح متفق على صحته لم تزل الأمة تتلقاه بالقبول من عهد نبيها قرنا بعد قرن وتقابله بالتصديق والتسليم ورواه أهل الحديث في كتبهم وشهدوا به على رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه قاله وحكموا بصحته فما لأجهل الناس بالسنة ومن عرف بعداوتها وعداوة حملتها والشهادة عليهم بأنهم مجسمة ومشبهة حشوية وهذا الشأن ولم يزل أهل الكلام الباطل المذموم موكلين برد أحاديث رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التي تخالف قواعدهم الباطلة وعقائدهم الفاسدة كما ردوا أحاديث الرؤية وأحاديث علو الله على خلقه وأحاديث صفاته القائمة به وأحاديث الشفاعة وأحاديث نزوله إلى سمائه ونزوله إلى الأرض للفصل بين عباده وأحاديث تكلمه بالوحي كلاما يسمعه من شاء من خلقه حقيقة إلى أمثال ذلك وكما ردت الخوارج والمعتزلة أحاديث خروج أهل الكبائر من

النـــار بالشـــفاعة وغيرهـــا وكمـــا ردت الرافضـــة أحـــاديث فضـــائل الخلفـــاء الراشدين وغيرهم من الصحابة وكما ردت المعطلـــة أحـــاديث الصـــفات والأفعـــال الاختيارية وكمـا ردت القدريـة المجوسـية أحاديث القضاء والقـدر السـابق وكـل من أصل أصـلا لم يؤصـله الله ورسـوله قـاده قســـرا إلى رد الســـنة وتحريفهـــا عن مواضـعها فلـذلك لم يؤصـل حـزب اللـه ورسوله أصلا غير ما جاء به الرسول فهـو أصلهم الـذي عليـه يعولـون وجنتهم الـتي إليهـا يرجعـون (شـفاء العليـل:٣/٥) إذا عرفت هذا فموسى أعرف بالله وأسـمائه وصـفاته من أن يلـوم على ذنب قـد تـاب منـه فاعلـه فاجتبـاه ربـه بعـده وهـداه واصـطفاه وآدم أعـرف بربـه من أن يحتج بقضائه وقدره على معصـيته بـل إنمـا لام موســى آدم على المعصــية الــتي نــالت الذرية بخروجهم من الجنـة ونـزولهم إلى دار الابتلاء والمحنـة بسـبب خطيئـة أبيهم فذكر الخطيئة تنبيها على سـبب المصـيبة المحنة التي نـالت الذريـة ولهـذا قـال لـه أخرجتنـا ونفسـك من الجنـة وفي لفـظ خيبتنـا فـاحتج آدم بالقـدر على المصـيبة وقال أن هذه المصيبة الـتي نـالت الذريـة

**بسبب خطيئتي كانت مكتوبة بقدره قبل خلقي والقدر يحتج به في المصائب دون المعائب أي أتلومني على مصيبة قدرت علي وعليكم قبل خلقي بكذا وكذا (شفاء العليل:۱۱/۵)۔**بند

بند.

بند مکلّف اعمال میں مجبور نہیں ہے بلکہ مختار ہیں۔تشریح

**اللہ ہر ایک کا انجام یکساں نہیں کریں گے:**

جبریہ نے بندوں کے مجبور محض ہونے کا جو گمان قائم کیا اس کا باطل اور بے بنیاد ہونا اس طرح سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ کل قیامت کے دن مسلمین اور مجرمین کے گروہ الگ الگ ہوں گے، اسی طرح ایمان اور عمل صالح کرنے والے اور مفسدین الگ الگ ہوں گے، ایسے ہی متین اور فجار الگ الگ ہوں گے، اعمال سیئہ کے مرتکبین اور حسنات کا اہتمام کرنے والے الگ الگ ہوں گے، مصیبتوں میں صبر کرنے والے اور دنیا کے پیچھے بھاگنے والے الگ الگ ہوں گے، اطاعت کرنے والے اور سر کشی کرنے والے الگ الگ ہوں گے، انبیاء، صدیقین، شہداء و صالحین اور ان کو جھٹلانے والے اور کی مخالفت کرنے والے الگ الگ ہوں گے، اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال الگ الگ ہوں گے اور ان دو مختلف گروہوں کا انجام بھی جدا جدا ہوگا، ایک جہنمی ہوگا اور ایک جنت میں جائے گا۔

اگر انسان مجبور محض ہے اور جو کچھ کررہا ہے وہ مقدر میں لکھا ہے اس لئے کررہا ہے تو اپنے ارادہ اور

اختیار سے نہیں کر رہا ہے تو پھر یہ الگ الگ گروہ کیوں اور ان کا الگ الگ انجام کیوں؟ اگر انسان مجبور محض ہے تو پھر جو جہنم میں جائیں گے نعوذ باللہ ان پر صراصر اللہ کا ظلم ہوگا، اور جو جنت میں جائیں گے ان کے جنت میں جانے کا کوئی استحقاق ہی نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ ظالم نہیں ہے، جہنمیوں کو جہنم کی سزا خود ان کے ارادے اور اختیار سے کی ہوئی ان کی بداعمالیوں ، سرکشی، تکذیب، کفر اور نفاق کی وجہ سے سے ملے گی، اور جنتیوں کو جنت کی نعمتیں ان کے ارادے و اختیار سے منتخب کئے ہوئے ایمان اور عمل صالح کے راستے، ان کے صبر اور ان کی قربانیوں کے سبب ملیں گی، یہ بات قرآن میں از اول تا آخر بھری پڑی ہے۔ دلائل

**أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ (٣٥) مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ (٣٦)( القلم) ۔ أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ (٢٨)( ص) ۔ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (٢١)( الجاثیہ) ۔ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ (٢١٤)(البقرہ) ۔ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ**

تَـدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللهُ الَّذِينَ جَاهَـدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّـــــــــــابِرِينَ (١٤٢)( آل عمران) أَمْ حَسِـبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُـوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللهُ الَّذِينَ جَاهَـــدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِـــذُوا مِنْ دُونِ اللهِ وَلَا رَسُـولِهِ وَلَا الْمُـؤْمِنِينَ وَلِيجَـةً وَاللهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (١٦) (التوبة) وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَـعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّـــــــــــدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (٦٩)( النســاء) وَالْمُؤْمِنُـونَ وَالْمُؤْمِنَـاتُ بَعْضُـهُمْ أَوْلِيَـاءُ بَعْضٍ يَـأْمُرُونَ بِـالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَـوْنَ عَنِ الْمُنْكَـرِ وَيُقِيمُـونَ الصَّـلَاةَ وَيُؤْتُـونَ الزَّكَـاةَ وَيُطِيعُـونَ اللهَ وَرَسُـولَهُ أُولَٰئِكَ سَـيَرْحَمُهُمُ اللهُ إِنَّ اللهَ عَزِيـزٌ حَكِيمٌ (٧١)( التوبة) فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِـيعُ عَمَـلَ عَامِـلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَـرٍ أَوْ أُنْثَىٰ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُـوا مِنْ دِيَـارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَـبِيلِي وَقَـاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَـيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْـرِي مِنْ تَحْتِهَـا الْأَنْهَـارُ ثَوَابًـا مِنْ عِنْدِ اللهِ وَاللهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ (١٩٥) ( آل عمران) أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِنْ أُولَئِكُمْ أَمْ لَكُمْ بَـرَاءَةٌ فِي الزُّبُـرِ (٤٣) (القمــر) دَمَّرَ اللهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَـا (١٠) ( محمـد)

بند.

بندوں کے لئے خیر و شر کا ہر پہلو اللہ کی جانب سے مقدر ہے لیکن کوئی چیز بندے کی نسبت سے شر ہوتی ہے اور اللہ سے منسوب ہوکر ہر شئے خیر ہی ہوتی ہے۔ تشریح

**تقدیر میں خیر و شر کے پہلو:**

جس طرح خیر کا پیدا کرنے والا اور شر کا پیدا کرنے والا اللہ ہے اسی طرح تقدیر میں خیر و شر دونوں پہلو اللہ کی جانب سے مقدر ہوتے ہیں، خیر کا مقدر کرنے والا الگ اور شر کا مقدر کرنے والا الگ نہیں ہے، ہر چیز اللہ کی جانب سے ہے۔

البتہ ہر چیز اللہ کی جانب منسوب ہو کر خیر ہی ہوتی ہے، ہاں بندوں سے منسوب ہو کر کوئی شئے شر ہو سکتی ہے، مثلاً صحت کو بندے خیر اور مرض کو شر گمان کرتا ہے یا نفع کو خیر اور نقصان کو شر شمار کرتا ہے، لیکن اللہ کی جانب منسوب ہو کر مرض اور نقصان شر باقی نہیں رہتے، بلکہ ان کی بھی نسبت اللہ تعالیٰ کی جانب خیر کی حیثیت سے ہی ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کی تخلیق با مقصد کی ہے۔

اسی طرح سے کوئی گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی اس کے لئے شر ہے، لیکن اللہ کی جانب منسوب ہو کر وہ عین عدل ہے اور عدل خیر ہوتا ہے، اور ایسے ہی گمراہی کا انجام گمراہ کے لئے شر ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب ہو کر وہ عین عدل ہوگا، اس لحاظ سے بندے کی جانب منسوب ہو کر جو چیزیں شر ہوتی ہیں ان

کا خالق و مقدر کرنے والا یقیناً اللہ ہے، لیکن اللہ کے ساتھ ان کو شر کی حیثیت سے منسوب نہیں کریں گے۔ دلائل

**قُلِ اَللّٰہُمَّ مَالِکَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِکَ الْخَيْرُ إِنَّکَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۲۶)( آل عمران)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِى طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللہ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ قَالَ « وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِى فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلاَتِى وَنُسُكِى وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِى لِلہِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لاَ شَرِيکَ لَهُ وَبِذٰلِکَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰہُمَّ أَنْتَ الْمَلِکُ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ أَنْتَ. أَنْتَ رَبِّى وَأَنَا عَبْدُکَ ظَلَمْتُ نَفْسِى وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِى فَاغْفِرْ لِى ذُنُوبِى جَمِيعًا إِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ أَنْتَ وَاهْدِنِى لأَحْسَنِ الأَخْلاَقِ لاَ يَهْدِى لأَحْسَنِهَا إِلاَّ أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّى سَيِّئَهَا لاَ يَصْرِفُ عَنِّى سَيِّئَهَا إِلاَّ أَنْتَ لَبَّيْکَ وَسَعْدَيْکَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِى يَدَيْکَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْکَ أَنَا بِکَ وَإِلَيْکَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُکَ وَأَتُوبُ إِلَيْکَ ». (صحيح مسلم)۔ فتبارك وتعالى عن نسبة الشر إليه بل كل ما نسب إليه فهو خير والشر إنما صار شرا لانقطاع نسبته وإضافته إليه فلو أضيف إليه لم**

يكن شرا كما سيأتي بيانه وهو سبحانه خالق الخير والشر فالشر في بعض مخلوقاته لا في خلقه وفعله وخلقه وفعله وقضاؤه وقدره خير كله ولهذا تنزه سبحانه عن الظلم الذي حقيقته وضع الشيء في غير موضعه كما تقدم فلا يضع الأشياء إلا في مواضعها اللائقة بها وذلك خير كله والشر وضع الشيء في غير محله فإذا وضع في محله لم يكن شرا فعلم أن الشر ليس إليه وأسماؤه الحسنى تشهد بذلك فإن منها القدوس السلام العزيز الجبار المتكبر فالقدوس المنزه من كل شر ونقص وعيب ...... فأسماؤه الحسنى تمنع نسبة الشر والسوء والظلم إليه مع أنه سبحانه الخالق لكل شيء فهو الخالق للعباد وأفعالهم وحركاتهم وأقوالهم والعبد إذا فعل القبيح المنهي عنه كان قد فعل الشر والسوء والرب سبحانه هو الذي جعله فاعلا لذلك وهذا الجعل منه عدل وحكمة وصواب فجعله فاعلا خير والمفعول شر قبيح فهو سبحانه بهذا الجعل قد وضع الشيء موضعه لما له في ذلك من الحكمة البالغة التي يحمد عليها فهو خير وحكمة ومصلحة وإن كان وقوعه

**من العبد عيبا ونقصا وشرا وهذا أمر معقول في الشاهد فإن الصانع الخبير إذا أخذ الخشبة العوجاء والحجر المكسور واللبنة الناقصة فوضع ذلك في موضع يليق به ويناسبه كان ذلك منه عدلا وصوابا يمدح به وإن كان في المحل عوج ونقص وعيب يذم به المحل ومن وضع الخبائث في موضعها ومحلها اللائق بها كان ذلك حكمة وعدلا وصوابا وإنما السفه والظلم أن يضعها في غير موضعها فمن وضع العمامة على الرأس والنعل في الرجل والكحل في العين والزبالة في الكناسة فقد وضع الشيء موضعه ولم يظلم النعل والزبالة إذ هذا محلهما (شفاء العليل: ٢٣/٢) إن خلق القبيح نظراً إلى الخالق حسن وإن كان نظراً إلينا قبيحاً (العرف الشذى للكشميرى: ٣/٣٣٢) بند**

بند.

بند تقدیر پر ایمان رکھنا اور تقدیر کے معاملے میں جو علم دیا گیا ہے اس پر یقین رکھنا لازم ہے، اور تقدیر کے بارے میں جو علم بندوں کو نہیں دیا گیا ہے اس کے درپے ہونا اور اس میں غور و خوض کرنا ممنوع ہے۔ تشریح

**تقدیر کے بارے میں تنازعہ اور بے جا غور و خوض کی ممانعت:**

تقدیر پر ایمان لازم ہے اور تقدیر سے متعلق جو باتیں ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے بتلائیں ہیں ان پر یقین رکھنا ضروری ہے، باقی تقدیر کا جو علم ہمیں نہیں دیا گیا ہے اس میں کلام کرنا سخت ممنوع ہے۔

تقدیر درحقیقت مخلوقات کے بارے میں اللہ کے علم اور اس کی مشیت کو شامل ہوتی ہے، کون ہے جو اللہ کے علم کا احاطہ کرسکے، مخلوقات کی عقل اور فہم ناقص اللہ کے علم میں سے ہر شئے نہیں جان سکتی، اسی طرح مخلوقات کی تقدیر میں اللہ کی مشیت اس کی حکمتوں کو شامل ہوتی ہے، کون ہے جو اللہ کی حکمتوں کو جان سکتا ہو یا جس کا علم نہیں دیا گیا ہے ان تک خود پہنچ سکتا ہو، بندوں کو ایمان کی درستگی کے لئے جتنا علم دینا تھا وہ دیا جا چکا ، بندوں پر لازم ہے کہ اس علم پر اکتفاء کریں اور جو علم نہیں دیا گیا اس کا سمجھنا اور ان کا احاطہ کرنا بندوں کے لئے ممکن نہیں تھا اس لئے وہ انہیں نہیں دیا گیا، اب کسی کا اس علم کے درپے ہونا کئی نقصانات لانے والا ہوگا، اول تو وہ حاصل نہیں ہوگا، دوسرے ان کے درپے ہو کر اور ان کے پیچھے پڑ کر بہت سے معاملات کو وہ سمجھ ہی نہیں سکے گا، نتیجتاً یقین ہے کے شکوک و شبہات اور گمراہی ہی شکا ہوگا، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ایک موقع پر قدر کے بارے میں بہت زیادہ غور و خوض کرتے ہوئے دیکھ کر سخت غصہ کا اظہار فرمایا اور کہا کہ: کیا تمہیں اس کا حکم دیا گیا ہے؟ یا میں ان باتوں میں خور و خوض کی دعوت دے کر بھیجا گیا ہوں؟ تم سے

پہلے جو قومیں گزری ہیں ان کی ہلاکت میں قدر کے معاملہ میں تنازعات بھی وجہ رہے ہیں، وہ اپنے انبیاء کے طریقہ سے ہٹ کر اس مسئلہ میں اختلاف کا شکار رہے ہیں۔ دلائل

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِى الْقَدَرِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ حَتّٰى كَأَنَّمَا فُقِئَ فِى وَجْنَتَيْهِ الرُّمَّانُ فَقَالَ « أَبِهٰذَا أُمِرْتُمْ أَمْ بِهٰذَا أُرْسِلْتُ إِلَيْكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِينَ تَنَازَعُوا فِى هٰذَا الأَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَلاَّ تَتَنَازَعُوا فِيهِ ». (سنن الترمذی)** بند

بند.

تقدیر کے متعلق بحث نہیں کرنا چاہئے اور زیادہ کھود کرید میں نہیں پڑنا چاہئے، احادیثِ مبارکہ میں اس سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ اس موضوع کی اکثر باتیں انسانی سمجھ سے بالاتر ہوتی ہیں۔

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدَرِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ حَتّٰى كَأَنَّمَا فُقِئَ فِي وَجْنَتَيْهِ الرُّمَّانُ فَقَالَ أَبِهٰذَا أُمِرْتُمْ أَمْ بِهٰذَا أُرْسِلْتُ إِلَيْكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِينَ تَنَازَعُوا فِي هٰذَا الْأَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَلَّا تَتَنَازَعُوا فِيهِ۔ (سنن ترمذی:۲۰۸۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللہِ بْنِ**

أَبِی مُلَیْکَةَ عَنْ أَبِیـهِ أَنَّهُ دَخَـلَ عَلَی عَائِشَـةَ فَذَکَرَ لَهَا شَیْئًا مِنَ الْقَـدَرِ فَقَـالَتْ سَـمِعْتُ رَسُولَ اللِ صَلَّی اللُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُـولُ مَنْ تَکَلَّمَ فِی شَیْءٍ مِنَ الْقَدَرِ سُـئِلَ عَنْـهُ یَـوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَنْ لَمْ یَتَکَلَّمْ فِیهِ لَمْ یُسْأَلْ عَنْـهُ (سـنن ابن مـاج:٩) وَالتَّعَمُّقُ وَالنَّظَـرُ فِي ذَلِکَ ذَرِیعَةُ الْخِـذْلَانِ (العقیـد الطحـاوی: ١٩)

# علاماتِ قیامت و آخرت

### ہم وقوعِ قیامت کیوں مانیں اس سے متعلق احکام و عقائد

قیامت یعنی اس دنیا کا خاتمہ بر حق ہے۔ جس طرح یہ دنیا پیدا کی گئی تھی ایسے ہی اس پر فنا بھی آئے گا۔ دنیا پر یہ فنا ایسے ہی طاری ہوگا جیسے ایک انسان پر موت طاری ہوتی ہے، تاکہ تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ تشریح

وقوعِ قیامت اور اس کی ہولناکیاں جس طرح ایک انسان پیدا ہوتا ہے اور پھر مر جاتا ہے، اسی طرح یہ کائنات بھی ایک وقت تھا جب نہیں تھی اس کو اللہ نے پیدا کیا، اور پھر ایک وقت آئے گا جب اس کا وقت مکمل ہوجائے گا اور اس کو بھی اللہ تعالیٰ ختم فرما دیں گے، ایک فرد کے خاتمے کا نام موت ہے جبکہ پوری دنیا کے خاتمے کا نام ہی قیامت ہے ۔ قیامت کو چونکہ لازماً واقع ہونا ہے اس لئے اس کو ’’قیامت‘‘ کہا گیا ہے، قیامت کے معنی ہیں کہ ایسا واقعہ جو یقیناً وقوع پذیر اور قائم ہوگا،اسی معنی میں اس کو ’’الواقعہ‘‘ بھی کہا جاتا ہے۔

قیامت اس وقت قائم ہوگی جب اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق اس کی فہرست میں موجود آخری انسان اپنی زندگی مکمل کرلے گا، اور جب اس قیامت کا وقت آجائے گا

تب اس کے واقع ہونے میں ایک لمحہ اور ایک آن کی بھی تاخیر نہیں ہو گی، پھر یہ وقت کا تعین خَلاّق عظیم کا مقرر کردہ ہے۔ اس لئے وہ قیامت اپنے مقررہ وقت سے ایک لمحہ پہلے بھی آنے والی نہیں ہے۔ دلائل

**وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ (٨٥) الحجر ۔ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ (٨٥) ط ۔۔ يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا (٦٣) إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا (٦٤) خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (٦٥) يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا (٦٦) الأحزاب ۔ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا (٦٦) الأحزاب** بند

بند

**بد** قیامت کے واقع ہونے کا وقت اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم، ہاں اس کی علامات بتلائی گئی ہیں ۔ تشریح

**قیامت کا وقت** ۔ قیامت کے واقع ہونے کا وقت صرف اللہ رب العزت کو ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ قیامت کاوقت کوئی نہیں جانتا، کسی شخص کا یہ دعوی کہ وہ قیامت کے واقع ہونے کے وقت کو متعین طور پر جانتا ہے کفر ہے، ہاں قرآن وحدیث میں قیامت کے واقع ہونے کی نشانیاں بیان ہوئی ہیں ان شرائط کو بیان کرنا قیامت

کے واقع ہونے کو متعین کرنا نہیں ہے، جیسا کہ یہ نشانیاں پہلے تفصیل سے بیان ہوئی ہیں ۔

**قیامت کے نام**

قیامت ایک ایسی حقیقت ہے جس کو ذہن نشین کرانے کےلئے اللہ اور اس کے رسول نے اس کی تفصیلات اور حقائق کو مختلف زاویوں سے سمجھایا ہے، ان تفصیلات اور حقائق کے معنی کے لحاظ سے قرآن مجید میں قیامت کے کئی صفاتی نام گنوائے گئے ہیں مثلاً ''**الصیحہ، الحاقہ، الواقعہ، الصاخہ، الطّآمّۃ الکبری، القارعہ، الزلزال، الساعہ، النبأ العظیم**'' وغیرہ ۔ قیامت کے یہ نام نفخہ اولیٰ سے جڑے ہوئے احوال کی مناسبت سے ہیں ۔ جبکہ نفخہ ثانیہ کے احوال کی مناسبت سے قیامت کے کچھ اور نام ہیں مثلا: **یوم الخروج، یوم الجمع، یوم الفزع الأکبر، یوم التناد، یوم الوعید، یوم الحسرۃ یوم التلاق، یوم الفصل** وغیرہ ۔

یہ تمام صفات قیامت کے مختلف حقائق کو بیان کرتی ہیں، اور سب حق ہیں، اور وقوع قیامت سے لے کر جنت یا جہنم میں داخلے تک کے مکمل دورانیے کو مجموعی طور پر یوم القیامہ / قیامت کا دن کہا جاتا ہے، عقائد و ایمانیات سے متعلقہ ان کی تفصیل آگے ترتیب وار بیان ہوگی۔

دلائل

**يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا**

تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً يَسْـأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَـا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَـرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (١٨٧) الأعـراف﴿يَسْـأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَـا عِنْـدَ اللَّهِ وَمَـا يُدْرِيكَ لَعَـلَّ السَّـاعَةَ تَكُـونُ قَرِيبًـا (٦٣) إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَـدَّ لَهُمْ سَـعِيرًا (٦٤) خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِـيرًا (٦٥) يَـــــوْمَ تُقَلَّبُ وُجُــــوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا (٦٦) الأحزاب بند

بند

بد قیامت قریب ہی واقع ہونے والی ہے۔ تشریح

**قیامت قریب ہے۔** اللہ تعالیٰ کا حساب دور نہیں ہے، نیک اعمال کرنے والوں کو ان کا بدلہ جلد ہی ملے گا، اور کفار و مشرکین اور برے اعمال کرنے والوں کو ان کے کئے کی سزاء بھی جلد ہی بھگتنی ہوگی، کیونکہ قیامت قریب ہی آنے والی ہے، آخرت کا انکار کرنے والے اپنی آنکھوں سے قیامت کے وقوع کو نہ دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ وہ کوئی دور کی بات ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے مطابق تو وہ قریب ہی آنے والی ہے، تو جو کوئی آخرت کی کامیابی چاہتا ہے وہ دنیا سے گریز کرکے آخرت کی تیاری کی فکر کرے۔ وہ لوگ جو آخرت پر ایما ن نہیں رکھتے بڑی جرأت کرکے کہتے ہیں کہ اگر واقعی قیامت ہے تو جلد ہی لے آؤ، جبکہ ایمان والے اس سے ڈرتے

ہیں، اور جانتے ہیں کہ قیامت بر حق ہے، یقیناً جو قیامت کے منکر ہیں وہی دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں

دلائل

**وَيَقُولُونَ مَتَى هُوَ قُلْ عَسَى أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا (٥١) يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا (٥٢) الإسراء۔وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ (١٧) يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ (١٨) اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ (١٩) مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ (٢٠)الشورى۔يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا (٦٣) الأحزاب۔إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا (٦) وَنَرَاهُ قَرِيبًا (٧) يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ (٨) وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ (٩) وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا (١٠) المعارج۔إِنَّا أَنْذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا (٤٠) النبأ۔**

بند

بند

قیامت کے قائم ہونے کے لئے نفخ صور بر حق ہے۔ مقرر فرشتہ جب اللہ کے حکم سے صور پھونکے گا قیامت قائم ہو جائے گی۔

تشریح

**نفخ صور پر ایمان کی تفصیل اور انکار کا حکم**

قیامت کے واقع ہونے سے لے کر حشر اجساد تک کئی مرحلے اور کئی اہم واقعات پیش آئیں گے ان کی تفصیل نصوص قطعیہ میں بہت تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے، ان تفصیلات کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

صور پھونکنے والے فرشتے کی جانب سے دو صور پھونکے جائیں گے، پہلے صور کو ''الراجفہ'' کہا جاتا ہے اور اسی کو ''الصیحہ'' بھی کہتے ہیں، جس کے ساتھ ہی پوری دنیا پر تباہی آجائے گی (القرآن)

دنیا کے خاتمے کا آغاز صور پھونکنے سے ہوگا،جس کے وقت کا علم صرف اللہ رب العزت کو ہے، وقت مقرر پر اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو جو صور پھونکنے پر مأمور ہے صور پھونکنے کا حکم دیں گے۔حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صور پیدا کرکے اسرافیل علیہ السلام کو دیا ، تاکہ جب انہیں قیامت کے واقع ہونے کے لئے جب صور پھونکنے کا حکم دیا جائے تو صور پھونک دیں، اسرافیل علیہ السلام صور منہ میں لئے ہوئے اس حالت میں بیٹھے ہیں کہ ان کا ایک پاؤں کھڑا ہوا ہے جبکہ ایک دوسرے پاؤں کا گھٹنہ ٹکا ہوا ہے اور ان کی نگاہیں عرش کی جانب لگی ہوئی ہیں، جیسے ہی انہیں صور پھونکنے کا حکم ملے گا وہ صور

پھونک دیں گے، اس دوران وہ کبھی پلک بھی نہیں جھپکاتے مبادا اسی وقت انہیں حکم ہو تو وہ صور پھونکنے میں پلک جھپکنے کی دیر کردیں۔

قیامت کے قائم ہونے اور دنیا کے خاتمے کے لئے صور پھونکا جائے گا یقینی معاملہ ہے، جو قرآن مجید کی قطعی نصوص سے ثابت ہے اس پر ایمان فرض ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح حدیث کے حوالے سے اوپر مذکور حضرت اسرافیل سے متعلقہ تفصیل پر ایمان بھی لازمی اور واجب ہے اور اس کا انکار سخت گناہ کی بات ہے۔

**دلائل**

**وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَإِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (٣٤) سورة لقمان۔**

**وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاء اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُم قِيَامٌ يَنظُرُونَ (٦٨) سورة الزمر۔وللحاكم بسند حسن عن يزيد بن الأصم عن أبي هريرة رفعه: "إن طرف صاحب الصور منذ وكل به مستعد ينظر نحو العرش مخافة أن يؤمر قبل أن يرتد إليه طرفه كأن عينيه كوكبان دريان". (فتح الباری:١١/٣٦٨)**

عَنْ عَبْـدِ اللَّهِ بْنِ عَمْـرِو بْنِ الْعَاصِـى قَـالَ جَـاءَ أَعْـرَابِىٌّ إِلَى النَّبِىِّ -صـلى اللـه عليه وسلم- فَقَالَ مَا الصُّورُ قَـالَ « قَـرْنٌ يُنْفَخُ فِيــهِ ». (صــحيح /أخــرج أبــو داود والترمذي وحسنه والنسـائي وصـححه ابن حبان والحـاكم) عَنْ أَبِى سَـعِيدٍ قَـالَ قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- « كَيْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ وَاسْتَمَعَ الإِذْنَ مَتَى يُؤْمَرُ بِـالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ ». (حسن، صحيح /الترمذي)

ثُمَّ يُنْفَخُ فِى الصُّـورِ فَلاَ يَسْـمَعُهُ أَحَـدٌ إِلاَّ أَصْغَى لِيتًا وَرَفَعَ لِيتًا - قَـالَ - وَأَوَّلُ مَنْ يَسْـمَعُهُ رَجُـلٌ يَلُـوطُ حَـوْضَ إِبِلِـهِ - قَـالَ - فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ) رواه مسلم

مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِـدَةً تَأْخُـذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ - فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَى أَهْلِهِمْ يَرْجِعُــونَ - وَنُفِخَ فِي الصُّــورِ فَـإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْـدَاثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنسِـلُونَ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا هَـذَا مَـا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ - إِن كَانَتْ إِلَّا صَــيْحَةً وَاحِــدَةً فَــإِذَا هُمْ جَمِيــعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ )[يس : ٤٩-٥٣].

عَنْ أَبِى هُرَيْـرَةَ رضـى اللـه عنـه أَنَّ رَسُـولَ اللَّهِ - صـلى اللـه عليـه وسـلم - قَالَ :لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّـمْسُ

مِنْ مَغْرِبِهَــا ، فَــإِذَا طَلَعَتْ فَرَآهَــا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ ، فَذَلِكَ حِينَ لاَ يَنْفَـعُ نَفْسًــا إِيمَانُهَـــــا ، لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْـــــلُ ، أَوْ كَسَــبَتْ فِى إِيمَانِهَــا خَيْــرًا ، وَلَتَقُــومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الـرَّجُلاَنِ ثَوْبَهُمَـا بَيْنَهُمَـا فَلاَ يَتَبَايَعَانِــــهِ وَلاَ يَطْوِيَانِــــهِ ، وَلَتَقُـــومَنَّ السَّاعَةُ وَقَـدِ انْصَـرَفَ الرَّجُـلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِـهِ فَلاَ يَطْعَمُهُ ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهْـوَ يَلِيـطُ حَوْضَهُ فَلاَ يَسْقِى فِيهِ ، وَلَتَقُومَنَّ السَّــاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلاَ يَطْعَمُهَـا. رواه البخاري

قـال الحافـظ ابن حجـر العسـقلاني:

(اُشْتُهِرَ أَنَّ صَاحِب الصُّـور إِسْـرَافِيلُ عَلَيْـهِ السَّلَام وَنَقَلَ فِيهِ الْحَلِيمِيّ الْإِجْمَاعَ وَوَقَـعَ التَّصْــرِيح بِــهِ فِي حَــدِيث وَهْب بْن مُنَبِّــه الْمَــذْكُور وَفِي حَــدِيث أَبِي سَــعِيد عِنْـــد الْبَيْهَقِيّ وَفِي حَدِيث أَبِي هُرَيْـرَة عِنْـد اِبْن مَرْدَوَيْهِ وَكَذَا فِي حَدِيث الصُّور الطَّوِيــل) .

فتح الباري لابن حجر - (ج ١٨ / ص ٣٥٩)

وقد أخبرنا - صلى الله عليه وسـلم - أن صاحب الصور مستعد دائمـا للنفخ فيـه منذ أن خلقه الله تعالى ، فعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - : إِنَّ طَرْفَ صَاحِبِ الصُّـوَرِ مُـذْ وُكِّـلَ بِـهِ مُسْـتَعِدٌّ ، يَنْظُـرُ نَحْـوَ

الْعَرْشِ ، مَخَافَةَ أَنْ يُؤْمَرَ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْهِ طَرْفُهُ ، كَأَنَّ عَيْنَيْهِ كَوْكَبَانِ دُرِّيَّانِ" رواه الحاكم في المستدرك (٨٦٧٦) صحيح

وفي هذا الزمان الذي اقتربت فيه الساعة ، أصبح إسرافيل أكثر استعدادا وتهيؤا للنفخ في الصور ، فقد روى الترمذي في سننه عَنْ أَبِى سَعِيدٍ الْخُدْرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - « كَيْفَ أَنْعَمُ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ الْقَرْنَ وَحَنَى جَبْهَتَهُ وَأَصْغَى سَمْعَهُ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْمَرَ أَنْ يَنْفُخَ فَيَنْفُخَ ». قَالَ الْمُسْلِمُونَ فَكَيْفَ نَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ « قُولُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ تَوَكَّلْنَا عَلَى اللَّهِ رَبِّنَا »سنن الترمذى(٣٥٥١ ) صحيح لغيره

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ (٦) تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ (٧) (سورة النازعات) مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ (٤٩) فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَى أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ (٥٠) وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ ( ٥١) (سورة يس ) . رَبِّنَا »سنن الترمذى( ٣٥٥١ ) صحيح لغيره

عن عبد الله بن عمرو بن العاص أنه سمع النبي - صلى الله عليه وسلم -

**يقـول:( ثُمَّ يُنْفَخُ فِى الصُّـورِ فَلاَ يَسْـمَعُهُ أَحَدٌ إِلاَّ أَصْغَى لِيتًا وَرَفَعَ لِيتًا - قَالَ - وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوطُ حَوْضَ إِبِلِهِ - قَـالَ - فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ ثُمَّ يُرْسِـلُ اللَّهُ - أَوْ قَالَ يُنْزِلُ اللَّهُ - مَطَرًا كَأَنَّهُ الطَّلُّ أَوِ الظِّلُّ - نُعْمَانُ الشَّاكُّ - فَتَنْبُتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيـــهِ أُخْـــرَى فَـــإِذَا هُمْ قِيَـــامٌ يَنْظُرُونَ) رواه مسلم.** بند

بند

بند قیامت کے قائم ہونے کے ساتھ ہی زمین پر سخت زلزلہ آجائے گا، پہاڑ روئی کی طرح اڑتے پھریں گے، اور سمندروں میں آگ بھڑک اٹھے گی، اس کے بعد سورج چاند کی روشنی ماند پڑ جائے گی وہ آپس میں ٹکرا جائیں گے اور ستارے بے نور ہو کر بکھر جائیں گے۔ آسمان و زمین میں جتنی مخلوقات ہیں سب ختم ہو جائیں گے سوائے ان کے جن کو اللہ زندہ رکھنا چاہے گا۔ تشریح

**قیامت خیز زلزلہ اور کائنات کی تباہی** / نفخہ اولیٰ سے پیدا ہونے والے احوال پر ایمان ہے: پہلے صور کے ساتھ ہی قیامت خیز زلزلہ شروع ہوگا، اس زلزلے میں زمین ہلا ماری جائے گی، وہ ایسے ہلے گی جیسے اس پر زور کی کپکپی طاری ہوگئی ہو، اور زمین پھٹ پڑے گی، اس کے نیچے کا حصہ اوپر اور اوپر کا حصہ نیچے کردیا جائےگا، اور ایسے لگے گا جیسے زمین اپنے خزانے اگل رہی ہے۔ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں گے، اور دھنکی ہوئی روئی کی مانند اڑتے پھریں گے، سمندروں میں اتھل پتھل ہو کر

اس میں بھونچال آجائے گا، اور سمندرجل کر بھڑک اٹھیں گے(القرآن)۔

یہ زلزلہ اتنا سخت اور شدید ہوگاکہ سب جاندار ایک جگہ جمع ہوجائیں گے، حمل کی مدت پوری کی ہوئی اونٹنی کھلی نظر انداز کر دی جائے گی، دودھ پلانے والی ماں اپنے بچے کو چھوڑ دے گی، حاملہ کا حمل ساقط ہوجائے گا، اس زلزلے کی شدت سے لوگوں پر غشی اور نشہ کی کیفیت طاری ہو جائے گی جبکہ وہ نشے میں بھی نہ ہوں گے(القرآن)۔

اس صور کی آواز میں اس درجہ سختی ہوگی کہ اس سے آسمان و زمین میں جتنے جاندار ہیں سب مر جائیں گے (سوائے ان کے جن کو اللہ زندہ رکھنا چاہے گا)، جانداروں کے ختم ہو جانے کے بعد بھی اس صور کی ہولناکی اور تباہی جاری رہے گی، آسمان سرخ ہو جائے گا اور پھر بتدریج سیاہ اور تاریک ہو جائے گا جیسے زیتون کے تیل کی تلچھٹ ہوتی ہے،اور پھر آسمان پھٹ پڑے گا، اورستارے بے نور ہو کر بکھر جائیں گے، سورج اور چاند بے نور ہو جائیں گے اور اپنی کشش کھو کر فضاء میں اپنے مدار سے ہٹ کر گھومتے رہ جائیں گے اور ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں گے، کائنات کا نظام درہم برہم ہو کر سب تباہ و برباد ہوجائے گا ، اور آسمان کو لپیٹ دیا جائے گا(القرآن)۔

صور کے پھونکے جانے کے نتیجہ میں قیامت واقع ہو کر کائنات تباہ ہو جائے گی، اور اوپر مذکور تمام واقعات پیش آئیں گے یقینی اور قطعی نصوص سے ثابت ہے، جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے، ان تمام پر ایمان لانا کہ

ی ضرور پیش آئیں گ لازمی اور فرض  اور ان سب کا یا ان میں س کسی ایک بات کا انکار بھی کفر  دلائل:

**كُـلُّ مَنْ عَلَيْهَـا فَـانٍ (٢٦) سـورة الـرحمن  كُـلُّ شَـيْءٍ هَالِـكٌ إِلَّا وَجْهَـهُ لَـهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (٨٨) سورة القصص.**

**إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (١) لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ (٢) خَافِضَةٌ رَافِعَةٌ (٣) إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا (٤) وَبُسَّـتِ الْجِبَـالُ بَسًّـا (٥) فَكَـانَتْ هَبَـاءً مُنْبَثًّا (٦) سورة الواقعة الأحزاب**

**إِذَا زُلْـزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَـا (١) وَأَخْـرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَـا (٢) سـورة الزلزلة الْقَارِعَةُ (١) مَا الْقَارِعَـةُ (٢) وَمَـا أَدْرَاكَ مَـا الْقَارِعَـةُ (٣) يَـوْمَ يَكُـونُ النَّاسُ كَـالْفَرَاشِ الْمَبْثُـوثِ (٤) وَتَكُـونُ الْجِبَـالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ (٥)سور الْقَارِعَةُ**

**إِذَا السَّمَاءُ انْشَـقَّتْ (١) وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَـا وَحُقَّتْ (٢) وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ (٣) وَأَلْقَتْ مَا فِيهَـا وَتَخَلَّتْ (٤) وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَـا وَحُقَّتْ (٥) سورة الانشقاق**

**يَـا أَيُّهَـا النَّاسُ اتَّقُـوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَـةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ (١) يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِـعَةٍ عَمَّا أَرْضَـعَتْ وَتَضَـعُ كُـلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُـكَارَى وَمَـا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ (٢) سورة الحجالانشقاق**

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (١) وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ (٢) وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ (٣) وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (٤) وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ (٥) وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ (٦) سورة التكوير
إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ (١) وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ (٢) وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ (٣) سورة الانفطار

( وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّماوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ) [ الزمر : ٦٧ ] .

( يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاء كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ) [ الأنبياء : ١٠٤ ] .

عن أبي هريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " يقبض الله الأرض يوم القيامة ، ويطوي السماء بيمينه ، ثم يقول : أنا الملك ، أين ملوك الأرض " (٢) .

وفي صحيح مسلم عن عبد الله بن عمر ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " يطوي الله السماوات يوم القيامة ، ثم يأخذهن بيده اليمنى ، ثم يقول : أنا الملك ، أين الجبارون ؟ أين المتكبرون ؟ ثم يطوي الأرض بشماله -

وفي روايــة : يأخــذهن بيــده الأخــرى - ثم يقــول : أنــا الملــك ، أين الجبــارون ، أين المتكبرون ؟ " (٣) .

وروى البخـــاري عن عبـــد اللـــه بن مسـعود أن يهوديـاً جـاء إلى النـبي صـلى الله عليه وسلم فقال : يـا محمـد إن اللـه يمسك السماوات على إصـبع ، والأرضـين على إصبع ، والجبال على إصبع ، والشجر على إصبع ، والخلائق على إصبع ثم يقول : أنا الملك ، فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى بـدت نواجـذه ، ثم قـرأ : ( وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًـا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَـةِ وَالسَّـماوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِـهِ سُـبْحَانَهُ وَتَعَـالَى عَمَّا يُشْـرِكُونَ ) [الزمر : ٦٧ ].

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ - رضى الله عنه - عَنِ النَّبِىِّ - صـلى اللـه عليـه وسـلم - قَـالَ « يَقْبِضُ اللَّهُ الأَرْضَ ، وَيَطْوِى السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ، ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُـوكُ الأَرْضِ » . (صحيح البخارى)بند

بند

بند کچھ جاندار ایسے ہوں گے جن کو اللہ صور کے اثر سے محفوظ رکھے گا، لیکن وہ زمین پر قیامت کے دور میں پیدا ہونے والے انسان نہ ہوں گے۔تشریح

**صور سے متأثر نہ ہونے والے** کچھ صاحب حیات ایسے بھی ہوں گے کہ جن کو اللہ تعالیٰ اس صور کے اثر سے محفوظ رکھے گا اور ان پر اس وقت موت طاری نہیں ہوگی۔ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ تمام فرشتے، یا خاص فرشتے جیسے جبرائیل ، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت اور عرش کے اٹھانے والے ، یا شہداء یا جنت کے حور وغلمان وغیرہ ہوں گے ، لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ کون ہوں گے ان کی تعیین قطعی طور پر معلوم نہیں ہے، کچھ روایات ہیں جن سے مذکورہ بالا امکانات کی تائید ہوتی ہے لیکن یہ قطعی نہیں ہیں، البتہ اتنی بات یقینی ہے کہ کچھ ہستیاں ایسی ضرور ہوں گی جن کو اللہ تعالیٰ اس صور کے اثر سے محفوظ کرلیں گے۔

**دلائل**

**وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاء اللَّهُ ...[الزمر : ٦٨] وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الأرْضِ إِلا مَنْ شَاءَ اللَّهُ } ، هذه النفخة هي الثانية، وهي نفخة الصعق، وهي التي يموت بها الأحياء من أهل السموات والأرض، إلا من شاء الله كما هو مصرح به مفسرا في حديث الصور المشهور. ثم يقبض أرواح الباقين حتى يكون آخر من يموت ملك الموت، وينفرد الحي القيوم الذي كان أولا وهو الباقي آخرا بالديمومة والبقاء، ويقول: { لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ }**

[غـافر:١٦] ثلاث مـرات. ثم يجيب نفسـه بنفسه فيقول: { لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ } أي: الذي هو واحد وقد قهر كـل شـيء، وحكم بالفناء على كل شـيء. ثم يحـيي أول من يحـــيي إســـرافيل، ويـــأمره أن ينفخ في الصور أخـرى، وهي النفخـة الثالثـة نفخـة البعث، قال تعـالى: { ثُمَّ نُفِخَ فِيـهِ أُخْـرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ } أي: أحياء بعد مـا كانوا عظاما ورفاتا، صاروا أحياء ينظـرون إلى أهوال يوم القيامة، كما قـال تعـالى: { فَإِنَّمَـــا هِيَ زَجْـــرَةٌ وَاحِـــدَةٌ فَـــإِذَا هُمْ بِالسَّـــاهِرَةِ } [النازعـــات:١٤، ١٣]، وقـــال تعالى: { يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْـدِهِ وَتَظُنُّونَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلا قَلِيلا } [الإســــــراء: ٥٢]، وقال تعـالى: { وَمِنْ آيَاتِـهِ أَنْ تَقُـومَ السَّمَاءُ وَالأرْضُ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْـوَةً مِنَ الأرْضِ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ } [الروم:٢٥] . (التفســير القــرآن العظيم لابن كثــير: ٧/١١٦) بند

بند

بند پھر صور کے اثر سے بچ جانے والوں کو بھی موت دے دی جـائے گی اور قیامت کے بعد ایک وقت ایسـا آئے گـا جب اللہ کے علاوہ کـوئی زندہ نہیں بچے گا۔ تشریح

**صور سے متأثر نہ ہونے والوں کی موت کا عقیدہ:** نفخۂ اولیٰ : پہلا صور کے نتیجے میں جن کو اللہ اس کے اثر سے محفوظ رکھے گا ان کے سوا تمام آسمان و زمین والے ختم ہوجائیں گے،اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان باقی رہنے والوں کو بھی موت دے گا، اورسوائے اللہ کے سب فرشتے، حاملین عرش، جبرائیل و میکائیل و اسرافیل سب ختم ہو جائیں گے۔ احادیث سے یہ تفصیل ثابت ہے اس پر ایمان واجب ہے اور اس کا انکار گناہ کا موجب ہے۔

سب کے خاتمے کے بعد جب ہر طرح کی زندگی اور اجتماعی ملوکیت اور انفرادی ملکیت کا خاتمہ ہو جائے گا، تب اللہ تعالیٰ آسمان لپیٹ کر اپنے داہنے ہاتھ میں لیں گے اور زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی تب اللہ تبارک و تعالیٰ ندا دیں گے میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں دنیا کی بادشاہت کے مدعی، اس کا جواب دینے والا کوئی نہیں ہوگا پھر اللہ ہی جواب دیں گے: ہر طرح کی بادشاہت صرف اللہ واحد قہار کے لئے ہے۔ قرآن سے یہ حقیقت ثابت ہے اس پر ایمان لازم ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ دلائل

**كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (٨٨) سورة القصص. وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ (٦٧) الزمر**

ثم يأمر الله إسرافيل بنفخة الصعق، فينفخ نفخة الصعق، فيصعق أهل السموات [وأهل] (١) الأرض إلا من شاء الله، فإذا هم قد خمدوا، وجاء ملك الموت إلى الجبار، عَزَّ وجل، فيقول: يا رب، قد مات أهل السموات والأرض إلا من شئت. فيقول الله -وهو أعلم بمن بقي -: فمن بقي؟ فيقول: يا رب، بقيتَ أنت الحي الذي لا تموت، وبقيت حملة العرش، وبقي جبريل وميكائيل، وبقيت أنا. فيقول الله، عَزَّ وجل: ليمت جبريل وميكائيل. فيُنْطِقُ الله العرش فيقول: يا رب، يموت جبريل وميكائيل!! فيقول: اسكت، فإني كتبت الموت على كل من كان تحت عرشي، فيموتان. ثم يأتي ملك الموت إلى الجبار [عَزَّ وجل] (٢) فيقول يا رب، قد مات جبريل وميكائيل. فيقول الله [عَزَّ وجل] (٣) -وهو أعلم بمن بقي -: فمن تبقي؟ فيقول: بقيت أنت الحي الذي لا تموت، وبقيت حملة عرشك، وبقيت أنا. فيقول الله، [عَزَّ وجل] (٤) ليمت حملة عَرْشي. فيموتوا، ويأمر الله العرش فيقبض الصور من إسرافيل، ثم يأتي ملك الموت، فيقول: يا رب، قد مات حملة عرشك. فيقول الله -وهو أعلم بمن

بقي -: : فمن بقي؟ فيقـــول: يـــا رب، بقيت أنت الحي الــذي لا تمــوت، وبقيت أنا. فيقول الله [عَـزَّ وجـل] (٥) أنت خَلْـق من خلقي، خلقتـــك لمـــا رأيت، فمِت. فيموت. فإذا لم يبق إلا الله الواحد القهار الأحد [الصمد] (٦) الذي لم يلـد ولم يولـد، كان آخـرًا كمـا كـان أولا طـوى السـموات والأرض طي الســـــجل للكتب (٧) ثم دحاهمـا ثم يلقفهمـا (٨) ثلاث مـرات، ثم يقول: أنـا الجبـار، أنـا الجبـار، أنـا الجبـار ثلاثًـــا. ثم هتــف بصــوته: { لِمَنِ الْمُلْــكُ الْيَـوْمَ } ثلاث مـرات، فلا يجيبـه أحـد، ثم يقــول لنفســه: { لِلَّهِ الْوَاحِــدِ الْقَهَّارِ } [غــافر: ١٦] (تفســير القــرآن العظيم: ٣/٢٨٣)

ثم يقبض أرواح البـاقين حـتى يكـون آخر من يموت ملك المـوت، وينفـرد الحي القيوم الـذي كـان أولا وهـو البـاقي آخـرا بالديمومــة (٤) والبقـــاء، ويقــول: { لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ } [غـافر:١٦] ثلاث مـرات. ثم يجيب نفسه بنفسه فيقول: { لِلَّهِ الْوَاحِـدِ الْقَهَّارِ } أي: الذي هو واحد وقد قهر كــل شــيء، وحكم بالفنــاء على كــل شــيء. (تفسير القرآن العظيم لاب كثير:٧/١١٦)

**وأخــرج الطــبري بســند صــحيح عن إســماعيل الســدي ووصــله إســماعيل بن أبي زيــاد الشــامي في تفســيره عن ابن عبــاس مثــل يحــيى بن ســلام ونحــوه عن ســعيد بن المســيب أخرجــه الطــبري( فتح البارى:١١/٣٧١)**

## قیامت سے پہلے یہ چھوٹی چھوٹی علامتیں ظاہر ہوں گی جن پر ہم کو ایمان لانا ضروری ہے

**علاماتِ قیـامت:** اللہ اور اس کے رسـول کی جـانب سـے قیامت کا متعین وقت تو نہیں بتلایا گیا ہے ہاں لیکن قیامت کی علامـات اور نشـانیاں بتلائی گـئی ہیں اور بہت تفصـیل سے بتلائی گئی ہیں، قیامت کی نشانیوں کی یہ پیش گوئیاں خود نبی ﷺ کی نبوت و رسالت کے اہم ترین دلائـل میں سـے ہیں، کیونکہ ان میں سے بہت سی نشانیاں ایسـی ہیں جـو ظاہر ہو چکی ہیں، اور ان کے ظہور سـے پہلے ان کے پیش آنے کا کـوئی ثبـوت دنیـا میں نہیں تھـا، یہ پیش گوئیـاں اس بات کا کھلا ثبـوت ہے کہ ان کـا علم آپ ﷺ کـو علیم و خبـیر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے ہی ملا تھا۔

بند.

بد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے مختلف مراحل کی علامات بیان کی ہیں، ان میں سے کئی ظاہر ہو چکی ہیں اور بہت سی ظاہر ہونا ہیں۔ تشریح

**تین طرح کی علامات** ۔ دنیا نے جتنی مدت پہلے گذار لی ہے اس اعتبار سے تو خود نبی ﷺ کی بعثت بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ جیسا کہ احادیث میں اس بات کو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں میں قیامت سے اتنا قریب بھیجا گیا ہوں جیسے درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی ہے کہ پوری دنیا کی مدت کو اگر درمیانی انگلی کی مسافت سے بیان کیا جائے تو میری بعثت اس پوری مدت میں ایسے وقت ہوئی جیسے شہادت کی انگلی کا سرا ہے، اور اب اس کے بعد درمیانی انگلی کا جتنا حصہ باقی رہ گیا ہے قیامت کے واقع ہونے میں اتنا ہی وقت ہے۔

قیامت کی علامات سے متعلق آپ ﷺ نے مختلف مرحلوں کے لئے مختلف نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔

(۱) آپ ﷺ نے چند خاص واقعات بیان فرمائے ہیں جو آپ ﷺ کے زمانے سے لے کر قیامت تک پیش آئیں گے، اس ضمن میں آپ ﷺ نے بعض اوقات چند خاص واقعات کو ذکر کیا ہے، اور بعض موقعوں پر چند اور واقعات کو بیان کیا ہے، اس طرح کی پیش گوئیوں میں یہ مقصود نہیں ہے کہ کوئی خاص تعداد کو بیان کیا جائے بلکہ اس میں اصل مقصود یہ بتلانا ہے کہ وقوع قیامت سے پہلے یہ واقعات ضرور پیش آئیں گے اور جب ان میں سے کوئی واقعہ پیش

آجائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک طرح سے ایک تنبیہ ہے کہ بنی نوع انسان بتدریج قیامت کی جانب بڑھتا جا رہا ہے، ہم ان واقعات کو آگے ذکر کریں گے۔

(۲) دوسرے آپ ﷺ نے قیامت سے پہلے دنیا میں عمومی طور پر پیدا ہوجانے والے حالات ، اور انسانوں کی صفات، نوع انسانی میں پیدا ہو جانے والے مزاج، اور خود دنیا یعنی زمین و آسمان کے خاص احوال کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔

(۳) اور پھر قیامت سے متصل پہلے پیش آنے والی قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں ذکر فرمائی اور ان میں سے بعض کے بارے میں فرمایا کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں گی تو پھر عمل کا سلسلہ ختم ہو جائے گا،اعمال کو محفوظ کرنے والے قلم رکھ دئیے جائیں گے، وہ فرشتے جو صبح و شام صرف اعمال کو محفوظ کرنے پر مأمور ہیں ان کی زمین کی جانب آمد کو روک دیا جائے گا، اور صحائف اعمال لپیٹ کر رکھ دئیے جائیں گے ایسی نشانیوں یا نشانی کے ظاہر ہونے کے بعد توبہ کا دروازہ بھی بند ہو جائے گا۔

بعض احادیث ایسی بھی ہیں جن میں آپ ﷺ نے تینوں قسم کی علامات کو جمع فرمایا ہے۔

بند.

**بند** حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری اور آپ ﷺ کی وفات علامات قیامت میں سے ہے تشریح

پچھلی آسمانی کتابوں میں آپ کا لقب ''نبی الساعۃ'' لکھا ہے، جس کے معنی ''قیامت کے نبی''،

یعنی آپ ہی وہ آخری نبی ہوں گے کہ جن کی امت پر قیامت قائم ہوگی۔ دلائل

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ ۔ (صحيح بخاری:۲؍۹۶۳) و فی قصة هاروت و ماروت: فقال الرجل: ومم استبشاركما؟ قالا: إنه نبي الساعة (تفسير البغوی:۱؍۱۰۱) و مثله فی خازن تحت قصة هاروت و ماروت، قال الامام البغوی و کان النبی صلی الله عليه وسلم من اشراط الساعة قال تعالیٰ و ما يدريک لعل الساعة قريب (شرح عقيدة سفارينية:۲؍۶۵)** بند

بند.

بیت المقدس کا مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہونا بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، اس سے وہ فتح مراد ہے جو حضرت عمر کے دور میں حاصل ہوئی ہے۔

مسلمانوں میں ایک طاعون پھیلے گا جس سے بکثرت اموات ہوں گی ( محدثین نے اس سے مراد طاعون عمواس کو قرار دیا ہے، جو دور صحابہ میں پھوٹا تھا)۔

مسلمانوں میں مال کثرت سے پھیل جائے گا (جیسا کہ حضرت عثمان کے دور خلافت میں ہوا کہ مسلمانوں کو بکثرت فتوحات حاصل ہوئیں اور بہ انتہاء مال غنیمت حاصل ہوا)۔

ایک فتنہ اٹھے گا اور عرب کا کوئی گھر ایسا نہیں ہوگا جو اس

میں کسی طور ملوث نہ ہو) اس سے مراد محدثین نے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد اٹھنے والے فتنے کو قرار دیا ہے۔ یعنی یہ واقعہ بھی پیش آ چکا ہے)۔ تشریح

**حضرت عثمان کی شہادت کے بعد کے اختلافات**

نبی اکرم ﷺ نے ایک پیشین گوئی یہ بھی فرمائی تھی کہ آپ کے بعد قیامت سے پہلے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان ذبردست لڑائی ہوگی، جس میں بہت بڑی تعداد قتل ہوگی، حالانکہ دونوں مسلمان ہوں گے اور دونوں ہی حق پر ہونے کے دعوی دار ہوں گے۔ اس پیشین گوئی کا مصداق محدثین نے حضرت علی اور حضرت معاویہ کے درمیان ہونے والے نزاع کو قرار دیا ہے، اور جس قتال کا پیشین گوئی میں ذکر ہے اس کا مصداق جنگ صفین کو قرار دیا ہے۔ سبحان اللہ کہ اللہ کے رسول کی پیشین گوئی ویسے ہی صادق آئی جیسے کہ آپ نے کی تھی۔ دلائل

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ - رضى الله عنه - عَنِ النَّبِىِّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ ، فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ ، وَلاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلاَثِينَ ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ » . (صحيح بخارى)**

**وقوله: "فئتان" بكسر الفاء بعدها همزة مفتوحة تثنية فئة أي جماعة، ووصفهما في الرواية الأخرى بالعظم أي**

**بالكثرة، والمراد بهما من كان مع علي ومعاوية لما تحاربا بصفين، وقوله: "دعواهما واحدة" أي دينهما واحد لأن كلا منهما كان يتسمى بالإسلام، أو المراد أن كلا منهما كان يدعي أنه المحق( فتح الباری:۶/۶۱۶)** بند

بند.

بد قیامت سے قبل حجاز سے ایک بہت بڑی آگ نکلے گی جس کا اثر شام تک پہنچے گا۔تشریح

**حجاز کی آگ**:یہ واقعہ پیش آ چکا ہے، ساتویں صدی ۶۵۴ہجری بروز بدھ مدینہ میں ایک بھیانک آتش فشاں پھٹ پڑا، جس کا آغاز ایک بہت بڑے زلزلے سے ہوا، یہ آتش فشاں جمعہ کے دن دن چڑھنے تک جاری رہا اور پھر پر سکون ہوگیا، اس آتش فشاں کی تباہی کا اثر دور دور تک پہنچا، اس کے درمیان جو بھی پہاڑ آتا وہ اس کو توڑ پھوڑ کر پگھلا دیتا، ایسے محسوس ہوتا جیسے کہ آگ کی ایک سرخ ندی بہہ پڑی ہے، جس میں سخت کڑک اور گرج سنائی دیتی، اس آگ کے اثرات فضاء میں پانچ دن تک برقرار رہے اور اس کے اثرات مکہ اور شام سے دیکھے گئے ہیں، مؤرخین نے اس کی تفصیل اپنی کتابوں میں بیان کی ہے، اسی طرح محقق شارحین حدیث نے بھی اس کے احوال تفصیل سے اس حوالے کے ساتھ ذکر کئے ہیں کہ یہ وہی آگ تھی جس کی نبی ﷺ نے پیش گوئی کی تھی۔دلائل

أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ ، تُضِىءُ أَعْنَاقَ الإِبِلِ بِبُصْرَى » . (صحيح بخارى)

قال القرطبي في " التذكرة ": قد خرجت نار بالحجاز بالمدينة، وكان بدؤها زلزلة عظيمة في ليلة الأربعاء بعد العتمة الثالث من جمادى الآخرة سنة أربع وخمسين وستمائة واستمرت إلى ضحى النهار يوم الجمعة فسكنت، وظهرت النار بقريظة بطرف الحرة ترى في صورة البلد العظيم عليها سور محيط عليه شراريف وأبراج ومآذن، وترى رجال يقودونها، لا تمر على جبل إلا دكته وأذابته، ويخرج من مجموع ذلك مثل النهر أحمر وأزرق له دوي كدوي الرعد يأخذ الصخور بين يديه وينتهي إلى محط الركب العراقي، واجتمع من ذلك ردم صار كالجبل العظيم، فانتهت النار إلى قرب المدينة، ومع ذلك فكان يأتي المدينة نسيم بارد، وشوهد لهذه النار غليان كغليان البحر. وقال لي بعض أصحابنا: رأيتها صاعدة في الهواء من نحو خمسة أيام، وسمعت أنها رئيت من مكة ومن جبال بصرى. وقال النووي: تواتر العلم

**بخروج هذه النار عند جميع أهل الشام.**
**(فتح الباری:۱۳/۷۹)** بند

بند.

**بد** قیامت سے پہلے تم ترکوں سے قتال کرو گے۔ تشریح

**ترکوں سے قتال**

صحیح احادیث سے یہ پیش گوئی بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے تم ترکوں سے قتال کرو گے۔ آپ ﷺ نے ان کے ظاہری احوال اور جسمانی خد و خال کی بھی وضاحت فرمائی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ: ترک سخت اور بھرے ہوئے چہرے والے ہوں گے، چھوٹی آنکھوں اور پھولی ہوئی اور ناک والے ہوں گے، اور بالوں کا لباس اور بالوں کے جوتے پہنتے ہوں گے۔

یہ واقعہ بھی پیش آچکا ہے، چنانچہ جس ترک قوم کا یہاں ذکر ہے وہ تاتاری ہیں، جنہوں نے دور خلافت عباسیہ میں مسلمانوں پر حملے کئے، اور ایک لمبے عرصے تک مسلمان ان سے قتال کرتے رہے، بالآخر انہوں نے عباسیوں کا خاتمہ کر دیا لیکن پھر اللہ رب العزت نے خود انہیں اسلام کی توفیق دی اور ان کی پوری کی پوری قوم نے اسلام قبول کیا۔

یہ پیش گوئی بھی آپ ﷺ کے دلائل نبوت میں سے ایک ہے، کہ ان کے پیش آنے کی جیسی آپ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی یہ واقعات ویسے ہی پیش آئے۔ دلائل

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ التُّرْكَ قَوْمًا وُجُوهُهُمْ كَالْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ يَلْبَسُونَ الشَّعَرَ وَيَمْشُونَ فِى الشَّعَرِ ». (صحيح مسلم)**

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ - رضى الله عنه - أَنَّ النَّبِىَّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا خُوزًا وَكَرْمَانَ مِنَ الأَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوهِ ، فُطْسَ الأُنُوفِ ، صِغَارَ الأَعْيُنِ ، وُجُوهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ ، نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ » . (صحيح بخارى)** پند

پند.

قیامت سے قبل ایک موقع ایسا آئے گا کہ سر زمین عرب پر (جو ریگستانی علاقہ ہے) سر سبزی و شادابی پھیل جائے گی، اور نہریں جاری ہو جائیں گی، جس میں جانور جہاں چاہیں گے چریں گے۔ تشریح

سر زمین عرب کی سر سبزی و شادابی :ایک صحیح حدیث میں یہ پیش گوئی وارد ہوئی ہے کہ قیامت سے قبل ایک موقع ایسا آئے گا کہ سر زمین عرب پر (جو ریگستانی علاقہ ہے) سر سبزی و شادابی پھیل جائے گی، اور نہریں جاری ہو جائیں گی، جس میں جانور جہاں چاہیں گے چریں گے۔ اس حدیث کا مصداق بلا شبہ اسی زمانہ سے شروع

ہو چکا ہے، جبکہ عرب کے ریگستان کے بارے میں خبریں آرہی ہیں کہ وہاں ہر جگہ پانی پہنچایا گیا ہے، اور وہاں کھیتی ہورہی ہے، اور سر زمین عرب دنیا کے دوسرے ملکوں کو اناج بر آمد کررہا ہے صدق رسول اللہ ﷺ و ھو الصادق المصدوق۔

بند.

قیامت سے پہلے ایک زمانہ ایسا آئے گاجب عورتوں کی تعداد بہت بڑھ جائے گی اور مردوں کی تعداد بہت کم ہو جائے گی یہاں تک کہ تناسب اس حد تک گر جائے گا کہ پچاس عورتوں کے مقابلہ میں صرف ایک مرد ہو گا۔ تشریح

عورتوں کی انتہائی بڑھی ہوئی تعداد: آپ ﷺ نے ایک پیش گوئی یہ بھی فرمائی کہ قیامت سے پہلے ایک زمانہ ایسا آئے گاجب عورتوں کی تعداد بہت بڑھ جائے گی اور مردوں کی تعداد بہت کم ہو جائے گی یہاں تک کہ تناسب اس حد تک گر جائے گا کہ پچاس عورتوں کے مقابلہ میں صرف ایک مرد ہو گا۔

اس طرح کے واقعات جزوی طور پر تو دنیا میں پیش آئے ہیں اور اب بھی بعض ممالک میں اس طرح کی صورت حال ہے، لیکن پوری دنیا پر عمومیت سے یہ حالات ابھی نہیں طاری ہوئے ہیں، لیکن جیسے نبی ﷺ کی دوسری پیش گوئیاں سچی ہیں یہ پیش گوئی بھی سچی ہے، اس پر ایمان واجب ہے کہ قیامت سے پہلے ایسا ضرور پیش آئے گا، مشہور شارح حدیث ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے امام قرطبی کے حوالے سے یہ گمان پیش کیا ہے کہ ممکن ہے یہ اس وقت پیش آئے جبکہ قرب قیامت اللہ اللہ کہنے

والے ختم ہو جائیں گے اور صرف سرکش لوگ رہیں گے اور وہ شرعی احکام کو نظر انداز کرکے عورتوں تعلقات بنائے میں کسی تعداد کا لحاظ نہیں رکھیں گے۔ دلائل

**عَنْ أَنَسٍ قَالَ لأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لاَ يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - يَقُولُ « مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَقِلَّ الْعِلْمُ ، وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا ، وَتَكْثُرَ النِّسَاءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ ، حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ » .(صحيح بخارى)**

**وقال القرطبي في التذكرة: يحتمل أن يراد بالقيم من يقوم عليهن سواء كن موطوءات أم لا. ويحتمل أن يكون ذلك يقع في الزمان الذي لا يبقى فيه من يقول الله الله فيتزوج الواحد بغير عدد جهلا بالحكم الشرعي.(فتح البارى: ١/١٧٩)** بند

بند.

بند قیامت سے پہلے فرات یعنی عراقی نہر میں سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا، جس کو بھی وہ زمانہ یا اس تک رسائی حاصل ہو وہ اس میں سے کچھ حاصل نہ کرے۔ تشریح

**عراق کا سونا:** ایک پیش گوئی آپ ﷺ نے یہ بھی فرمائی ہے کہ قیامت سے پہلے فرات یعنی عراقی نہر میں

سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا، جس کو بھی وہ زمانہ یا اس تک رسائی حاصل ہو وہ اس میں سے کچھ حاصل نہ کرے۔

اگر اس سے مراد خالص سونا ہے تو اس کا ظہور ابھی باقی ہے، اور اگر سونے سے مراد ارضی خزانے ہیں تو وہ پٹرول بھی ہو سکتا ہے، لیکن نصوص کے بارے میں یہ اصول بھی ہے کہ حتی الامکان اس کو اس کے ظاہر پر رکھا جاتا ہے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ کی پیش گوئی میں خاص پہاڑ کا لفظ بھی وارد ہوا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں یہ پیش گوئی بھی فرمائی ہے کہ سونے کے لئے بھیانک قتال ہوگا، اور اس کو حاصل کرنے کی جدو جہد کرنے والے سو میں سے ننیانوے لوگ مارے جائیں گے، چنانچہ اس سے مراد سونا ہی ہے، اور اس پر ایمان واجب ہے کہ یہ پیش گوئی قیامت سے پہلے ضرور سچی ہوگی۔ دلائل

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - « يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلاَ يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا » .(صحيح بخارى)**

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يَقْتَتِلُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ وَيَقُولُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ لَعَلِّى أَكُونُ أَنَا الَّذِى أَنْجُو ».(صحيح مسلم)** بند

بند.

قیامت سے قبل جھوٹے نبوت کے مدعی بھی پیدا ہوں گے، ان میں سے تیس بہت بڑے دجال قسم کے جھوٹے ہوں گے۔ تشریح

## جھوٹے مدعیان نبوت کا ظہور

اللہ کے اور اس کے رسول نے بتایا ہے کہ پیغمبر اسلام محمد ﷺ اللہ کے آخری پیغمبر ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، قیامت تک یہی امت رہے گی ، کوئی اور امت مبعوث نہیں ہوگی، اور شریعت محمدیہ ہی قیامت تک جاری رہے گی ساتھ ہی اللہ کے رسول ﷺ نے یہ پیشین گوئی بھی فرمائی ہے کہ قیامت سے قبل جھوٹے نبوت کے مدعی بھی پیدا ہوں گے، ان میں سے تیس بہت بڑے دجال قسم کے جھوٹے ہوں گے، جو اپنی تلبیسات اور دسیسہ کاریوں اور فریب و دھوکے سے خلق کثیر کو گمراہ کریں گے اور ان کی کافی شوکت ہو جائے گی۔

نبی ﷺ کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف صادق آتی رہتی ہے، چنانچہ عالم اسلام میں نبی ﷺ کے بعد سے ہی ایسے نبوت کے دعویدار پیدا ہوتے رہے ہیں، جیسے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی وغیرہ ہیں، ایسے ہی کذاب اور دجالوں میں ہندوستان میں انگریزوں کے دور میں کھڑا ہونے والا غلام احمد قادیانی بھی ہے، جس کے ماننے والے آج بھی دنیا میں موجود ہیں۔ ان جھوٹوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے پہلے ہی پیشین گوئی فرمادی ہے کہ قیامت تک ایسے دجال و کذاب پیدا ہوتے رہیں گے۔ مؤمنین پر لازم ہے کہ وہ نبی آخر الزمان خاتم النبیین ﷺ کی اس پیشین

گوئی کو یاد رکھیں اور ان کذابوں اور دجالوں سے خود کو محفوظ رکھ کر اپنے دین کی حفاظت کریں۔ دلائل

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ - رضى الله عنه - عَنِ النَّبِىِّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ ، فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ ، وَلاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلاَثِينَ ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ » .**

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ ، يَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ ، دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ ، وَحَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ ، قَرِيبٌ مِنْ ثَلاَثِينَ ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ، وَحَتَّى يُقْبَضَ الْعِلْمُ ، وَتَكْثُرَ الزَّلاَزِلُ ، وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ ، وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ ، وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهْوَ الْقَتْلُ ، وَحَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ ، حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ ، وَحَتَّى يَعْرِضَهُ فَيَقُولَ الَّذِى يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لاَ أَرَبَ لِى بِهِ . وَحَتَّى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِى الْبُنْيَانِ ، وَحَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِى مَكَانَهُ . وَحَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا ، فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ - يَعْنِى - آمَنُوا أَجْمَعُونَ ، فَذَلِكَ**

**حِينَ لاَ يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ ، أَوْ كَسَبَتْ فِى إِيمَانِهَا خَيْرًا ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلاَنِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا ، فَلاَ يَتَبَايَعَانِهِ وَلاَ يَطْوِيَانِهِ ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلاَ يَطْعَمُهُ ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهْوَ يُلِيطُ حَوْضَهُ فَلاَ يَسْقِى فِيهِ ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلاَ يَطْعَمُهَا » . (صحيح بخارى)** بند

بند

بند قیامت سے پہلے زندگی کے ہر شعبہ میں بدترین اخلاقی زوال پیدا ہو جائے گا۔ تشریح

**(۲)قیامت سے پہلے دنیا اور بنی نوع انسان کے عمومی احوال**۔ قیامت کے قریب دنیا کی حالت بہت بری طریقہ سے بگڑ جائیں گے، ہر نیا دن نئے نئے فتنے لائے گا، ان فتنوں میں ماحول ایسے ہو جائے گا جیسے انتہائی اندھیری رات کی تاریکی ہوتی ہے۔ جس میں کچھ سجھائی نہیں دیتا، ایسے ہی زندگی کی راہ ہوجائے گی جس میں کچھ سجھائی نہیں دے گا کہ کیا کرنا چاہئے۔

ان فتنوں کا اثر بہت عام ہوجائے گا، ایک شخص صبح صبح ایمان کی حالت میں کرے گا تو شام تک وہ کفر میں متبلا ہو جائے گا، یا اگر شام ایمان کی حالت میں تھا تو ممکن ہے صبح کفر کی حالت میں کرے۔ اتنی تیزی سے عمل کی راہ بدل جائے گی اور دنیا کے لئے دین کو بیچنا عام بات ہو جائے گی۔

دینداری کا کوئی خیال نہیں ہوگا، عبادات سے توجہ ہٹ جائے گی، مساجد سے رابطہ کٹ جائے گا، ہاں مساجد فخر و مباہات کا ذریعہ بن جائیں گی، عالیشان مساجد کی عمارتیں تعمیر ہوں گی لیکن ان میں نمازی برائے نام ہوں گے۔

اخلاقی اقدار ختم ہو جائیں گے، امانت و دیانت کا پاس و لحاظ مٹ جائے گا، رشتہ داروں سے بد سلوکی کی جائے گی، اجنبیت بڑھ جائے گی، لوگ کے تعلقات ایک دوسرے سے بہت دور ہو جائیں گے۔ لوگ صرف انہیں کو سلام کریں گے جن کو پہچانتے ہوں گے۔

علم اٹھ جائے گا، اور جہالت پھیل جائے گی، شراب کثرت سے پی جائے گی، اور زنا عام ہو جائے گا۔

بے حیائی عام ہو جائے گی، فحاشی کا دور دورہ ہوگا، عورتیں کپڑے تو پہنے ہوئے ہوں گی لیکن اس کے باوجود ننگی ہوں گی۔ حدیث میں صاف وارد ہوا ہے کہ کپڑے پہنے ہوئے ہونے کے باوجود وہ ننگی ہوں گی۔ آج کی دنیا میں جبکہ فیشن کے نام پر خوبصورت لباس خود عورت کی دلچسپی کا محور ہے، اور طرح طرح کے ڈیزائن اور فشین کے کپڑے عام ہیں، لیکن ان تمام کپڑوں کا مقصد جسم کو چھپانا نہیں بلکہ جسم کو اور نمایاں کرنا اور اعضاء جسمانی کی خووبصورتی کی نمائش ہے۔ یقیناً نبی ﷺ کی یہ پیشین گوئی سچی ہے وہو الصادق المصدوق ہے، یہ پیشین گوئی خود آپ کے دلائل نبوت میں سے ایک دلیل ہے۔

علامات قیامت کے بارے میں آپ ﷺ نے یہ پیشین گوئی بھی فرمائی ہے کہ قیامت سے پہلے آمدنی اور مال کے

معاملے میں حلال و حرام کی تمییز ختم ہو جائے گی، اور لوگوں میں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی کہ وہ کہاں سے مال کما رہے ہیں، ساتھ ہی بخالت بہت بڑھ جائے گی بازار بہت بڑھ جائیں گے، تجارتیں بہت پھیل جائیں گی، لوگ مال کمانے میں بہت جٹ جائیں گے یہاں تک کہ عورتیں مال کمانے میں اپنے شوہروں کا ہاتھ بٹائیں گی۔

معمولی قسم کے لوگ بہت ترقی کریں گے، اور دنیا کی باگ ڈور انہیں کے ہاتھوں میں آجائے گی اور یہی بے وقوف قسم کے لوگ انسانوں کے فیصلے کریں گے۔

جھوٹ کثرت سے بولا جائے گا،جھوٹی گواہیاں عام ہو گی، انسانی جان کی اہمیت ختم ہو جائے گی اور قتل کثرت سے ہوں گے، اچانک مر جانے کی شرح بہت بڑھ جائے گی۔

نبی ﷺ نے یہ پیشین گوئی بھی فرمائی ہے کہ قیامت سے قبل زلزلوں کی کثرت ہو جائے گی آپ ﷺ نے اس بات کی بھی پیشین گوئی فرمائیں ہے کہ قیامت سے پہلے بارش ہر طرف ہوگی ، لیکن اس کے نتیجے میں زمین کچھ بھی نہیں اُگائے گی، یہ بھی منقول ہے کہ قیامت کے قریب برائیوں کے عام ہونے کی وجہ سے بھی ہو گا دلائل

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « بَادِرُوا بِالأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِى كَافِرًا أَوْ يُمْسِى مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا ».**

(صحیح مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابو داؤد)

عن عبد اللہ بن مسعود قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- إن من أشراط الساعة أن يمر الرجل في المسجد لا يصلي فيه ركعتين (صحیح ابن خزیمہ)

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِىَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَبَاهَى النَّاسُ فِى الْمَسَاجِدِ ». (سنن النسائی)

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِىُّ - صلى الله عليه وسلم - فِى مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَاءَهُ أَعْرَابِىٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ فَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - يُحَدِّثُ ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ سَمِعَ مَا قَالَ ، فَكَرِهَ مَا قَالَ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ لَمْ يَسْمَعْ ، حَتَّى إِذَا قَضَى حَدِيثَهُ قَالَ « أَيْنَ - أُرَاهُ - السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ » . قَالَ هَا أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ « فَإِذَا ضُيِّعَتِ الأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ » . قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ « إِذَا وُسِّدَ الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ ». (صحیح بخاری)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - « إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ

السَّـاعَةِ أَنْ يُرْفَـعَ الْعِلْمُ ، وَيَثْبُتَ الْجَهْـلُ ، وَيُشْرَبَ الْخَمْـرُ ، وَيَظْهَـرَ الزِّنَـا » .(صحيح بخارى)

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَـوْمٌ مَعَهُمْ سِـيَاطٌ كَأَذْنَـابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَـاءٌ كَاسِـيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلاَتٌ مَائِلاَتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْـنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَـةِ لاَ يَـدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلاَ يَجِـدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَـا لَيُوجَـدُ مِنْ مَسِـيرَةِ كَـذَا وَكَذَا ». (صحيح مسلم)

وَلاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَظْهَرَ الْفُحْشُ وَالتَّفَـاحُشُ وَقَطِيعَـةُ الـرَّحِمِ وَسُـوءُ الْمُجَـاوَرَةِ وَحَتَّى يُـؤْتَمَنَ الْخَـائِنُ وَيُخَـوَّنَ الأَمِينُ. (مسند احمد/رقم :۶۶۷۰)

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ - صلى الله عليـه وسـلم - قَـالَ « لَيَـأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لاَ يُبَالِى الْمَرْءُ بِمَا أَخَـذَ الْمَـالَ ، أَمِنْ حَلاَلٍ أَمْ مِنْ حَرَامٍ . (صحيح بخارى)

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ - صـلى اللـه عليـه وسـلم - « يَتَقَـارَبُ الزَّمَـانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَـلُ ، وَيُلْقَى الشُّـحُّ وَيَكْثُـرُ الْهَـرْجُ. قَـالُوا وَمَـا الْهَـرْجُ قَـالَ « الْقَتْلُ ، الْقَتْلُ » . (صحيح بخارى)

عن عبد اللہ بن مسعود انہ ذَكَـرَ عَنِ النَّبِىِّ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- « إِنَّ بَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةِ تَسْلِيمَ الْخَاصَّةِ وَفُشُوَّ التِّجَارَةِ حَتَّى تُعِينَ الْمَـرْأَةُ زَوْجَهَـا عَلَى التِّجَـارَةِ وَقَطْـعَ الأَرْحَـامِ وَشَـهَادَةَ الـزُّورِ وَكِتْمَـانَ شَـهَادَةِ الْحَـقِّ وَظُهُـورَ الْقَلَمِ ».( مسـند احمد)

قَالَ فَأَخْبِرْنِى عَنِ السَّاعَةِ. قَالَ « مَـا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّـائِلِ ». قَـالَ فَأَخْبِرْنِى عَنْ أَمَارَتِهَا. قَالَ « أَنْ تَلِدَ الأَمَـةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَـةَ رِعَـاءَ الشَّـاءِ يَتَطَـاوَلُونَ فِى الْبُنْيَـانِ ». (صـحيح مسلم)

قَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ « مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِـأَعْلَمَ مِنَ السَّـائِلِ ، وَسَـأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْـرَاطِهَا إِذَا وَلَـدَتِ الأَمَـةُ رَبَّهَـا ، وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الإِبِلِ الْبُهْمُ فِى الْبُنْيَانِ ، فِى خَمْسٍ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلاَّ اللَّهُ » . ثُمَّ تَلاَ النَّبِىُّ - صـلى اللـه عليـه وسـلم - ( إِنَّ اللَّهَ عِنْـدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ) الآيَةَ. (صحيح بخارى)

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- « إِنَّهَـا سَـتَأْتِى عَلَى النَّاسِ سِـنُونَ خَدَّاعَـةٌ يُصَـدَّقُ فِيهَـا الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ وَيُؤْتَمَنُ فِيهَـا الْخَائِنُ وَيُخَوَّنُ فِيهَـا الأَمِينُ وَيَنْطِـقُ فِيهَـا

الرُّوَيْبِضَـةُ ». قِيـلَ وَمَـا الرُّوَيْبِضَـةُ قَـالَ « السَّــفِيهُ يَتَكَلَّمُ فِى أَمْــرِ الْعَامَّةِ. (مســند احمد)

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صـلى الله عليه وسلم- قَـالَ « لاَ تَقُـومُ السَّـاعَةُ حَتَّى تَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُـرَ الْكَـذِبُ وَيَتَقَـارَبَ الأَسْوَاقُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَيَكْثُرَ الْهَـرْجُ ». قِيـلَ وَمَـا الْهَـرْجُ قَـالَ « الْقَتْـلُ ».(مسـند احمد/رقم:١١٠٠٩)

عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ قَالَ قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ -صــلى اللــه عليــه وســلم- « إِنَّ مِنْ أَشْـرَاطِ السَّـاعَةِ أَنْ يَفْشُـوَ الْمَـالُ وَيَكْثُـرَ وَتَفْشُوَ التِّجَارَةُ وَيَظْهَرَ الْعِلْمُ وَيَبِيعَ الرَّجُلُ الْبَيْـعَ فَيَقُـولَ لاَ حَتَّى أَسْـتَأْمِرَ تَـاجِرَ بَنِى فُلاَنٍ وَيُلْتَمَسَ فِى الْحَىِّ الْعَظِيمِ الْكَـــاتِبُ فَلاَ يُوجَدُ (سنن النسائى)

عَنْ عَبْــدِ اللَّهِ بْنِ عَمْــرٍو قَــالَ قَــالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى اللـه عليـه وسـلم- « لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَأْخُذَ اللَّهُ شَـرِيطَتَهُ مِنْ أَهْــلِ الأَرْضِ فَيَبْقَى فِيهَـــا عَجَاجَـــةٌ لاَ يَعْرِفُــونَ مَعْرُوفــاً وَلاَ يُنْكِــرُونَ مُنْكَــراً ». (مسند احمد)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُـولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسـلم- « إِنَّ مِنْ أَشْـرَاطِ

**السَّاعَةِ أَنْ يُسَلِّمَ الرَّجُلُ عَلَى الرَّجُلِ لاَ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلاَّ لِلْمَعْرِفَةِ ». (مسند احمد)**

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ قَالَ « سَيَكُونُ فِى آخِرِ أُمَّتِى أُنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ مَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلاَ آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ ».(صحيح مسلم)**

**عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم- عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ « عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّى لاَ يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلاَّ هُوَ وَلَكِنْ أُخْبِرُكُمْ بِمَشَارِيطِهَا وَمَا يَكُونُ بَيْنَ يَدَيْهَا إِنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا فِتْنَةً وَهَرْجاً ». وَ قَالَ : ...............وَيُلْقَى بَيْنَ النَّاسِ التَّنَاكُرُ فَلاَ يَكَادُ أَحَدٌ أَنْ يَعْرِفَ أَحَداً ». (مسند احمد)**

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ - صلى الله عليه وسلم - « لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقْبَضَ الْعِلْمُ ، وَتَكْثُرَ الزَّلاَزِلُ................(صحيح بخارى)**

**عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُمْطَرَ النَّاسُ مَطَراً عَامًّا وَلاَ تَنْبُتَ الأَرْضُ شَيْئاً ».(مسند احمد)** بند

بند

بند قربِ قیامت اولاد نافرمان ہوجائے گی بیٹیاں تک ماں کی نافرمانی کرنے لگیں گی، دوست کو اپنا اور باپ کو پرایا سمجھا

جانے لگے گا۔

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتْ الْأَمَةُ رَبَّهَا۔ (صحیح بخاری:۱؍۱۲) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ وَعَقَّ أُمَّهُ وَبَرَّ صَدِيقَهُ وَجَفَا أَبَاهُ۔ (جامع ترمذی:۲؍۴۹۱)الأحزاب** بند

بد علم اٹھ جائے گا اور جہالت عام ہوجائے گی، دین کا علم دنیا کمانے کے لئے حاصل کرنے لگیں گے۔

**عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا۔ (صحیح بخاری:۱؍۱۸) قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّينِ۔ (جامع ترمذی:۲؍۴۹۱)** بند

بد نااہل لوگ امیر اورحاکم بن جائیں گے۔ اور ہر قسم کے معاملات، عہدے اور مناصب نااہلوں کے سپرد ہوجائیں گے، جو جس کام کا اہل اور لائق نہ ہوگا وہ کام اس کے سپرد ہوجائے گا۔

**قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا كَانَتْ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ رُءُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا۔ (صحیح مسلم:۱؍۲۹) لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَعْلُوَ التُّحُوتَ الْوُعُولَ۔ (مجمع الزوائد:۷؍۳۲۷) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى**

**اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرْ السَّاعَةَ۔ (کنز العمال:۱۴۔۲۱۰)**

لوگ ظالموں اور برے لوگوں کی تعظیم اس وجہ سے کرنے لگیں گے کہ یہ ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں۔

**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ: وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ۔ (جامع ترمذی: ۲۔۴۹۱)**

شراب کھلم کھلا پی جانے لگے گی زنا کاری اور بدکاری عام ہوجائے گی۔

**عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا۔ (صحیح بخاری:۱۔۱۸)**

علانیہ طور پر ناچنے اور گانے والی عورتیں عام ہوجائیں گی، گانے بجانے کا سامان اور آلاتِ موسیقی بھی عام ہوجائیں گے۔

**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ: وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ۔ (جامع ترمذی:۲۔۴۹۱)**

لوگ امت کے پہلے بزرگوں کو برا بھلا کہنے لگیں گے۔

**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ :وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الأُمَّةِ أَوَّلَهَا۔ (جامع ترمذی: ۲۔۴۹۱)**

جھوٹ عام ہوجائے گی اور جھوٹ بولنا کمال سمجھا جانے لگے گا۔

**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أُنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ مَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ۔ (صحیح مسلم:۱۔۹) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مِنِ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ اثْنَتَانِ وَسَبْعُونَ خَصْلَةً: ..... منها ..... وَاسْتَحَلُّوا الْكَذِبَ ..... وَيَكُونُ الْحُكْمُ ضَعْفًا، وَالْكَذِبُ صِدْقًا۔ (خرج ابونعیم فی الحلیہ:۳۔۳۵۸)**

امیر اور حاکم ملک کی دولت کو ذاتی ملکیت سمجھنے لگیں گے۔ امانت میں خیانت شروع ہوجائے گی۔ نیک لوگوں کے بجائے رذیل اور غلط کار قسم کے لوگ اپنے علاقے اور قبیلے کے سردار بن جائیں گے۔ شرم و حیاء بالکل ختم ہوجائے گی۔ ظلم و ستم عام ہوجائے گا۔ ایمان سمٹ کر مدینہ منورہ کی طرف چلا جائے گا جیسے سانپ سکڑ کر اپنی بل کی طرف چلا جاتا ہے۔ ایسے حالات پیدا ہوجائیں گے کہ دین پر قائم رہنے والے کی وہ حالت ہوگی جو ہاتھ میں انگارہ پکڑنے والے کی ہوتی ہے۔ زکوٰۃ کو لوگ تاوان سمجھنے لگیں گے، امانت کے مال کو مالِ غنیمت سمجھا جائے گا۔ ماں کی نافرمانی اور بیوی کی فرمانبرداری شروع ہوجائے گی

قَــالَ رَسُــولُ اللَّهِ صَــلَّى اللَّهُ عَلَيْــهِ وَسَـــلَّمَ :إِذَا كَـــانَ المَغْنَمُ دُوَلًا، وَالأَمَانَـــةُ مَغْنَمًا (جامع ترمـذى:۲۔۴۹۱) قَـالَ النَّبِيُّ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ وَإِذَا كَـانَتْ الْعُـرَاةُ الْحُفَاةُ رُءُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا۔ (صـــحيح مســـلم:۱۔۲۹) عَنْ أَبِي هُرَيْـــرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْـهُ أَنَّ رَسُـولَ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ قَـالَ إِنَّ الْإِيمَـانَ لَيَـأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَـــةِ كَمَـــا تَـــأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَـــا۔ (صـحيح مسـلم:۱۔۸۴) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِـكٍ قَـالَ قَـالَ رَسُــولُ اللَّهِ صَــلَّى اللَّهُ عَلَيْــهِ وَسَـــلَّمَ يَـــأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَـــانٌ الصَّـــابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِــهِ كَالْقَــابِضِ عَلَى الْجَمْــرِ۔ (ســنن ترمــذى) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِــكٍ قَـالَ لَأُحَــدِّثَنَّكُمْ حَــدِيثًا لَا يُحَــدِّثُكُمْ أَحَــدٌ بَعْــدِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ يَقُولُ مِنْ أَشْـرَاطِ السَّـاعَةِ أَنْ يَقِـلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتَكْثُـرَ النِّسَـاءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ حَتَّى يَكُـونَ لِخَمْسِـينَ امْـرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِـــدُ۔ (صـــحيح بخـــارى:۱۔۱۸) سَــيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَــذَّابُونَ ثَلَاثُــونَ كُلُّهُمْ يَــزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَــا خَــاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔ (سنن ابوداؤد:۲۔۲۳۳)

## قیامت سے پہلے یہ بڑی بڑی علامتیں ظاہر ہوں گی جن پر ہم کو ایمان لانا ضروری ہے۔

**علاماتِ کبریٰ**:قیامت کی وہ علامتیں ہیں جو حضرت امام مہدی کے ظہور سے لے کر نفخۂ اولیٰ تک ظاہر ہوں گی۔

احادیث مبارکہ میں حضرت امام مہدی کا ذکر بڑی تفصیل سے آیا ہے۔ حضرت مہدی حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے، نام: محمد، والدماجد کا نام: عبد اللہ ہوگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت ہوگی، پیشانی کھلی اور ناک بلند ہوگی، زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، پہلے ان کی حکومت عرب میں ہوگی، پھر ساری دنیا میں پھیل جائے گی، سات سال تک حکومت کریں گے۔ مہدی عربی زبان میں ہدایت یافتہ کو کہتے ہیں، ہر صحیح الاعتقاد اور باعمل عالمِ دین کو مہدی کہا جاسکتا ہے؛ بلکہ ہر راسخ العقیدہ نیک مسلمان کو بھی مہدی کہا جاسکتا ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ

رضی اللہ عنہ کو بھی ہادی اور مہدی ہونے کی دعاء دی ہے، اس سے بھی یہی لغوی معنیٰ مراد ہیں۔

حضرت مہدی مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے، آخری زمانہ میں جب مسلمان ہر طرف مغلوب ہوجائیں گے، مسلسل جنگیں ہوں گی،شام میں بھی عیسائیوں کی حکومت قائم ہوجائے گی، ہر جگہ کفار کے مظالم بڑھ جائیں گے، عرب میں بھی مسلمانوں کی باقاعدہ پُر شوکت حکومت نہیں رہے گی، خیبر کے قریب تک عیسائی پہنچ جائیں گے اور اس جگہ تک ان کی حکومت قائم ہوجائے گی، بچے کچھے مسلمان مدینہ منورہ پہنچ جائیں گے، اس وقت حضرت مہدی مدینہ منورہ میں ہوں گے، لوگوں کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوگا کہ حضرت مہدی کو تلاش کرنا چاہئے، ان کے ہاتھ پر بیعت کرکے ان کو امام بنالینا چاہئے، اس زمانہ کے نیک لوگ، اولیاء اللہ اور ابدال سب ہی حضرت امام مہدی کی تلاش میں ہوں گے، بعض جھوٹے مہدی بھی پیدا ہوجائیں گے، امام اس ڈر سے کہ لوگ انہیں حاکم اور امام نہ بنالیں مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ آجائیں گے اور بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہوں گے، حجرِ اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان میں ہوں گے کہ پہچان لئے جائیں گے اور لوگ ان کو گھیر کر ان سے حاکم اور امام ہونے کی بیعت کرلیں گے، اسی بیعت کے دوران ایک آواز آسمان سے آئے گی جس کو تمام لوگ جو وہاں موجود ہوں گے سنیں گے، وہ آواز یہ ہوگی ’’یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور حاکم بنائے ہوئے امام مہدی ہیں‘‘۔

جب آپ کی بیعت کی شہرت ہوگی تو مدینہ منورہ کی فوجیں مکہ مکرمہ میں جمع ہوجائیں گی، شام، عراق اور یمن کے اہل اللہ اور ابدال سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوجائیں گے اور بیعت کریں گے۔

ایک فوج حضرت امام مہدی سے لڑنے کے لئے آئے گی جب وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جنگل میں پہنچے گی اور ایک پہاڑ کے نیچے ٹھہرے گی تو سوائے دو آدمیوں کے سب کے سب زمین میں دھنس جائیں گے، حضرت امام مہدی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زیارت کریں گے، پھر شام روانہ ہوں گے، دمشق پہنچ کر عیسائیوں سے ایک خونریز جنگ ہوگی جس میں بہت سے مسلمان شہید ہوجائیں گے، بالآخر مسلمانوں کو فتح ہوگی، حضرت امام مہدی ملک کا انتظام سنبھال کر قسطنطنیہ فتح کرنے کے لئے عازمِ سفر ہوں گے۔

حضرت امام مہدی کے شام پہنچنے کے کچھ ہی عرصہ بعد دجّال نکل پڑے گا، دجال شام اور عراق کے درمیان میں سے نکلے گا اور گھومتا پھرتا دمشق کے قریب پہنچ جائے گا، عصر کی نماز کے وقت لوگ نماز کی تیاری میں مصروف ہوں گے کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے اترتے ہوئے نظر آئیں گے، دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر بھاگے گا، بالآخر ''باب لد'' پر پہنچ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا کام تمام کردیں گے، اس وقت روئے زمین پر کوئی کافر نہیں رہے گا، سب مسلمان ہوں گے، حضرت

امـام مہدی کی عمـر پینتـالیس، اڑتـالیس یـا انچـاس سـال ہوگی کہ آپ کـا انتقـال ہوجـائے گـا، حضـرت عیسـیٰ علیہ السلام ان کی نمازِ جنازہ پڑھائیں گے، بیت المقدس میں ان کا انتقال ہوگا اور وہیں دفن ہوں گے۔ دلائل

**اشراط الساعۃ هی علامات تدل علی قربهافمنها صغار موجود ہ منذ عہد طویل ..... و منها کبار تنـذر بقربهـا کالمهـدی و عیسیٰ و الدجال .....ہ (مرام الکلام:۶۶)**

**عَنْ أَبِي سَـعِيدٍ الْخُـدْرِيِّ قَـالَ قَـالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْـدِيُّ مِنِّي أَجْلَى الْجَبْهَةِ أَقْنَى الْأَنْفِ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا يَمْلِكُ سَـبْعَ سِـنِينَ۔ (ابـوداؤد:۲؍۵۸۸) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْـرَتِي مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ۔ (سنن ابوداؤد:۲؍۲۳۹)**

**المَهْـدِيّ : الـذي قَـدْ هَـداه اللَّه إلى الحَقّ وقد اسْتُعْمِل في الأسماء حتى صـار كالأسْماء الغالِبَة . وبه سُمِّي المَهْديُّ الذي بَشَّر به رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وسـلم أنه يَجيء في آخِر الزَّمان۔ (لسان العرب:۱۵؍۴۱۳) عَنْ عَبْدِ الـرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عُمَيْـرَةَ وَكَـانَ مِنْ أَصْـحَابِ رَسُـولِ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ عَنْ النَّبِيِّ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ**

وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ (جامع ترمذی:۲/۷۰۴)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذَلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ (سنن ابوداؤد:۲/۲۳۹) وينادي مناد من السماء : أيها الناس إن الله قطع عنكم الجبارين والمنافقين وأشياعهم وولاكم خير أمة محمد صلى الله عليه وسلم فألحقوه بمكة فإنه المهدي واسمه محمد بن عبد الله (شرح عقید سفارینی:۲/ ۸۰) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: تذکرہ للقرطبی:۵۰۰تا۵۱۵

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ، أَوْ بِدَابِقَ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، هُمْ خِيَارُ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ، فَإِذَا تَصَافُّوا،

قَالَتِ الرُّومُ: خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ، فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ: لَا وَاللَّهِ لَا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا، فَيُقَاتِلُونَهُمْ، فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا، ثُمَّ يُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ وَهُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ، وَيَفْتَتِحُ ثُلُثٌ فَيَفْتَتِحُونَ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ، فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْسِمُونَ الْغَنَائِمَ، قَدْ عَلَّقُوا سُيُوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ، إِذْ صَاحَ فِيهِمُ الشَّيْطَانُ إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهَالِيكُمْ، فَيَخْرُجُونَ، وَذَلِكَ بَاطِلٌ، فَإِذَا جَاؤُوا الشَّامَ خَرَجَ يَعْنِي الدَّجَّالَ فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ وَيُسَوُّونَ الصُّفُوفَ (صحيح مسلم:٢/٣٩١) كذلك إذ خرج عليهم السفياني من الوادي اليابس في فورة ذلك حتى ينزل دمشق فيبعث جيشين، جيشا إلى المشرق؛ وجيشا إلى المدينة، فيسير الجيش نحو المشرق حتى ينزلوا بأرض بابل في المدينة الملعونة والبقعة الحبيبة يعني مدينة بغداد، قال - فيقتلون أكثر من ثلاثة آلاف ويفتضون أكثر من مائة امرأة ويقتلون بها ثلاثمائة كبش من ولد العباس، ثم يخرجون متوجهين إلى الشام فتخرج راية هدى من الكوفة فتلحق ذلك الجيش منها على ليلتين فيقتلونهم لا يفلت منهم مخبر

ويستنقذون ما في أيديهم من السبي والغنائم ومحل جيشه الثاني بالمدينة فينتهبونها ثلاثة أيام ولياليها ثم يخرجون متوجهين إلى مكة حتى إذا كانوا بالبيداء بعث الله جبريل عليه السلام فيقول يا جبريل أذهب فأبدهم فيضربها برجله ضربة يخسف الله بهم، وذلك قوله تعالى: { وَلَوْ تَرَى إِذْ فَزِعُوا فَلا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ } فلا يبقى منهم إلا رجلان أحدهما بشير والآخر نذير(سنن دار قطنی بحوالہ تذکرہ للقرطبی:۵۰۸)و قد تکاثرت الروایات و الآثار بامر المہدی و قد ذکر العلماء ان اول ظہورہ یکون شابائم یخاف علی نفسہ من القتل فیفر الی مکہ مختفیا ثم یرجع الی مکہ فیرونہ بالمطاف عند الرکن فیقہرونہ علی المبایعہ بالامہ ثم یتوجہ الی المدینہ و معہ المؤمنون ثم یسیرون الی جہہ الکوفہ ثم یعود منہزما من جیش السفیانی فیخرج اللہ علی السفیانی من اہل المشرق وزیر المہدی فیہزم السفیانی الی الشام فیقصدہ المہدی فیذبحہ عند عتیہ بیت المقدس کما تذبح الشاہہ (شرح عقیدہ سفارینیہ:۲□۸۱)

عَنْ أَبِي أُمَامَــةَ الْبَـــاهِلِيِّ قَـــالَ فی حديث طويـل من ذكـر الـدجال فَقَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ بِنْتُ أَبِي الْعَكَرِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَـأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَـالَ هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلِيـلٌ وَجُلُّهُمْ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ وَإِمَامُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ فَبَيْنَمَا إِمَامُهُمْ قَدْ تَقَدَّمَ يُصَلِّي بِهِمْ الصُّبْحَ إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الصُّبْحَ فَرَجَعَ ذَلِـكَ الْإِمَـامُ يَنْكُصُ يَمْشِــي الْقَهْقَـرَى لِيَتَقَـدَّمَ عِيسَى يُصَـلِّي بِالنَّاسِ فَيَضَـعُ عِيسَـى يَـدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ لَهُ تَقَدَّمْ فَصَـلِّ فَإِنَّهَـا لَـــكَ أُقِيمَتْ فَيُصَـــلِّي بِهِمْ إِمَــامُهُمْ فَــإِذَا انْصَرَفَ قَالَ عِيسَى عَلَيْـهِ السَّـلَام افْتَحُـوا الْبَابَ فَيُفْتَحُ وَوَرَاءَهُ الدَّجَّالُ مَعَـهُ سَـبْعُونَ أَلْفَ يَهُـودِيٍّ كُلُّهُمْ ذُو سَـيْفٍ مُحَلًّى وَسَـاجٍ فَـإِذَا نَظَـرَ إِلَيْـهِ الـدَّجَّالُ ذَابَ كَمَـا يَـذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَــاءِ وَيَنْطَلِــقُ هَارِبًــا وَيَقُـولُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام إِنَّ لِي فِيكَ ضَــرْبَةً لَنْ تَسْـــبِقَنِي بِهَـــا فَيُدْرِكُـــهُ عِنْــدَ بَـــابِ اللُّدِّ الشَّـــرْقِيِّ فَيَقْتُلُـــهُ فَيَهْـــزِمُ اللَّهُ الْيَهُـــودَ (ســـنن ابن مـــاجہ، ســـنن ابـــوداؤد:۲، ۱۳۵) ..... ثم يستمر سيدنا المهـدی حـتی يسلم الامر لروح اللہ عيسـی ابن مـريم و يصلی المهدی بعيسیٰ علیہ السـلام صـلاۃ واحدۃ ..... ثم يستمر المهدی علی الصلاۃ خلـف سـيدنا عيسـیٰ علیہ السـلام بعـد

**تسـلیم الامـر الی ثم یمـوت المهـدی و یصلی علی روح اللہ عیسـیٰ و یـدفن فی بیت المقدس (شرح عقید سفارینی ۲:**
**۸۵) یعیش خمسـا أو سـبعا أو تسـعا (الیواقیت و الجھواھر:۲:۱۴۳)** بند

بند.

بند قیامت کی علاماتِ کبری میں سے خروجِ دجال تشریح

**خروجِ دجّال**، احـادیث مبـارکہ میں دجـال کـا ذکـر بڑی وضاحت سے آیـا ہے، ہر نـبی دجـال کے فتنہ سـے اپـنی امت کو ڈراتے رہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسـلم نے اس کی نشـانیاں بھی بیـان فرمـائی ہیں، دجـال کـا ثبـوت احـادیث متـواترہ اور اجمـاعِ امت سـے ہے، دجـال کے لغـوی معنیٰ ہیں: مکار، جھوٹا، حق اور باطل کو خلـط ملـط کـرنے والا، اس معنیٰ کے اعتبار سے ہر اس شـخص کـو جس میں یہ اوصاف ہوں دجال کہا جاسکتا ہے۔
جس کا ذکر احـادیث میں تـواتر کے سـاتھ موجـود ہے، جو یہودی ہوگا، خدائی کـا دعـویٰ کـرے گـا، اس کی دونـوں آنکھـوں کے درمیـان ’’ک ف ر‘‘ یعـنی کـافر لکھا ہوا ہوگـا، دائیں آنکھ سـے کانـا ہوگـا، دائیں آنکھ کی جگہ انگـور کی طرح کا ابھرا ہوا دانہ ہوگا، زمین پـر اس کـا قیـام چـالیس دن ہوگـا، لیکن ان چـالیس دنـوں میں سـے پہلا دن سـال کےبرابر، دوسـرا دن مہینے کے برابـر اور تیسـرا دن ہفتے کے برابـر، بـاقی دن عـام دنـوں کی طـرح ہوں گے، بنـدوں کے امتحـان کے لـئے اللہ تعـالیٰ اس کے ہاتھ سـے مختلـف خـرق

عادت امور اور شعبدے ظاہر فرمائیں گے، وہ لوگوں کو قتل کرکے زندہ کرے گا، وہ آسمان کو حکم کرے گا تو آسمان بارش برسائے گا، زمین کو حکم کرے گا تو زمین غلے اُگائے گی، ایک ویرانے سے گذرے گا اور اُسے کہے گا: اپنے خزانے نکال! تو وہ اپنے خزانے باہر نکالے گی، پھر وہ خزانے شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے، آخر میں ایک شخص کو قتل کرے گا پھر زندہ کرے گا، اس کو دوبارہ قتل کرنا چاہے گا تو نہیں کرسکے گا، دجال پوری زمین کا چکر لگائے گا، کوئی شہر ایسا نہیں ہوگا جہاں دجال نہیں جائے گا، سوائے مکے مکرمہ اور مدینے منورہ کے، ان دونوں شہروں میں فرشتوں کے پہرے کی وجہ سے وہ داخل نہ ہوسکے گا، دجال کا فتنہ تاریخِ انسانیت کا سب سے بڑا فتنہ ہوگا۔

حضرت امام مہدی جب قسطنطنیہ کو فتح کرکے شام تشریف لائیں گے اور دمشق میں مقیم ہوں گے کہ اس وقت شام اور عراق کے درمیان سے دجال نکلے گا، پہلے نبوت کا دعوىٰ کرے گا، یہاں سے اصفہان پہنچے گا، اصفہان کے ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہوجائیں گے، پھر خدائی کا دعوىٰ شروع کردے گا اور اپنے لشکر کے ساتھ زمین میں فساد مچاتا پھرے گا، بہت سے ملکوں سے ہوتا ہوا یمن تک پہنچے گا، بہت سے گمراہ لوگ اس کے ساتھ ہوجائیں گے، یہاں سے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوگا، مکے مکرمہ کے قریب آکر ٹھہرے گا، مکے کے گرد فرشتوں کا حفاظتی پہرے ہوگا جس کی وجہ سے وہ مکے میں داخل نہ ہوسکے گا، پھر مدینے منورہ کے لئے روانہ ہوگا، یہاں

بھی فرشتوں کا حفاظتی پہرہ ہوگا، دجال مدینہ منورہ میں بھی داخل نہ ہوسکے گا، اس وقت مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس سے کمزور ایمان والے گھبراکر مدینے سے باہر نکل جائیں گے اور دجال کے فتنے میں پھنس جائیں گے۔

**مدینہ منورہ میں ایک اللہ والے دجال سے مناظرہ کریں گے۔** دجال انہیں قتل کردے گا پھر زندہ کرے گا، وہ کہیں گے: اب تو تیرے دجال ہونے کا پکا یقین ہوگیا ہے، دجال انہیں دوبارہ قتل کرنا چاہے گا مگر نہیں کرسکے گا۔

**دجال شام کے لئے روانہ ہوگا** دمشق کے قریب پہنچ جائے گا، یہاں حضرت امام مہدی پہلے سے موجود ہوں گے کہ اچانک آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے، حضرت امام مہدی تمام انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے کرنا چاہیں، وہ فرمائیں گے: منتظم آپ ہی ہیں، میرا کام دجال کو قتل کرنا ہے، اگلی صبح حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ دجال کے لشکر کی طرف پیش قدمی فرمائیں گے، آپ گھوڑے پر سوار ہوں گے، نیزہ ان کے ہاتھ میں دجال کے لشکر پر حملہ کردیں گے، بہت گھمسان کی لڑائی ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ جہاں تک ان کی نگاہ جائے گی وہیں تک سانس بھی پہنچے گی اور جس کافر کو آپ کی سانس کی ہوا لگے گی وہ اسی وقت مرجائے گا، دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کو دیکھ کر بھاگنا شروع کردے گا، آپ اس کا پیچھا کریں گے، ’’بابِ لد‘‘ پر پہنچ کر دجال کو قتل کردیں گے۔ دلائل

**اصل الدجل: الخلط، یقال دجل اذا البس وموہ ..... و الجال ھو المسیح الکذاب، و انما دجلہ سحرہ و کذبہ۔ (لسان العرب:۱۱؍۲۸۴) و ما أدراک ما الدجال منبع الکفر و الضلال و ینبوع الفتن و الاوجال قد أنذرت بہ الانبیاء قومھا و حذرت منہ اممھا ..... للدجال أی الکذاب .... و قیل سمی بہ لتمویہ علی الناس و تلبیسہ ..... و قیل ماخوذ من الدجل۔ (شرح عقیدہ سفارینیہ:۲؍۸۶)**

**عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدَّجَّالُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر أَيْ كَافِرٌ۔ (مسلم:۲؍۴۰۰) عَنْ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُؤٌ**

حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ
إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِئَةٌ كَـأَنِّي أُشَـبِّهُهُ
بِعَبْــدِ الْعُــزَّى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ أَدْرَكَـهُ مِنْكُمْ
فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ إِنَّهُ خَارِجٌ
خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ
شِمَالًا يَا عِبَادَ اللَّهِ فَاثْبُتُوا قُلْنَـا يَـا رَسُـولَ
اللَّهِ وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ قَالَ أَرْبَعُونَ يَوْمًـا
يَـوْمٌ كَسَـنَةٍ وَيَـوْمٌ كَشَـهْرٍ وَيَـوْمٌ كَجُمُعَـةٍ
وَسَائِرُ أَيَّامِـهِ كَأَيَّامِكُمْ قُلْنَـا يَـا رَسُـولَ اللَّهِ
فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ أَتَكْفِينَا فِيـهِ صَـلَاةُ
يَوْمٍ قَالَ لَا اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ قُلْنَا يَا رَسُــولَ
اللَّهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ قَـالَ كَـالْغَيْثِ
اسْــتَدْبَرَتْهُ الــرِّيحُ فَيَــأْتِي عَلَى الْقَــوْمِ
فَيَـدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُـونَ بِـهِ وَيَسْـتَجِيبُونَ لَـهُ
فَيَــأْمُرُ السَّــمَاءَ فَتُمْطِــرُ وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ
فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَـارِحَتُهُمْ أَطْـوَلَ مَـا كَـانَتْ
ذُرًا وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَأْتِي
الْقَـوْمَ فَيَـدْعُوهُمْ فَيَـرُدُّونَ عَلَيْـهِ قَوْلَـهُ
فَيَنْصَـرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْـبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ
بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْـوَالِهِمْ وَيَمُـرُّ بِالْخَرِبَـةِ
فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزَكِ فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَـا
كَيَعَاسِــيبِ النَّحْــلِ ثُمَّ يَــدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا
شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّـيْفِ فَيَقْطَعُـهُ جَـزْلَتَيْنِ
رَمْيَـةَ الْغَـرَضِ ثُمَّ يَـدْعُوهُ فَيُقْبِـلُ وَيَتَهَلَّلُ
وَجْهُهُ يَضْحَكُ (صحيح مسلم:۲۹۴۰)

عَنْ عَمِّـهِ أَنَسِ بْنِ مَالِـكٍ أَنَّ رَسُـولَ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ قَـالَ يَتْبَـعُ الـدَّجَّالَ مِنْ يَهُـودِ أَصْـبَهَانَ سَـبْعُونَ أَلْفًـا عَلَيْهِمْ الطَّيَالِسَةُ۔ (مسلم:۲۔۴۰۵) حَـدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَسُـولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ لَيْسَ مِنْ بَلَـدٍ إِلَّا سَـيَطَؤُهُ الـدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَـةَ وَلَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَـافِّينَ تَحْرُسُـهَا فَيَنْـزِلُ بِالسِّـبْخَةِ فَتَرْجُـفُ الْمَدِينَـةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِنْهَا كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَـافِقٍ۔ (صحیح مسلم:۲۔۴۰۵)

أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُـولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ يَوْمًـا حَدِيثًا طَوِيلًا عَنْ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيمَا يُحَـدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُـوَ مُحَـرَّمٌ عَلَيْـهِ أَنْ يَـدْخُلَ نِقَـابَ الْمَدِينَـةِ فَيَنْـزِلُ بَعْضَ السِّـبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِينَـةَ فَيَخْـرُجُ إِلَيْـهِ يَوْمَئِذٍ رَجُـلٌ وَهُـوَ خَيْـرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خِيَـارِ النَّاسِ فَيَقُـولُ أَشْـهَدُ أَنَّكَ الـدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ حَدِيثَهُ فَيَقُولُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَـذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُـونَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيـهِ فَيَقُـولُ وَاللَّهِ مَـا كُنْتُ فِيكَ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيدُ الـدَّجَّالُ

**أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ (صحيح بخاری: ٢/١٠٥٦)**

**عَنْ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ (صحيح مسلم: ٢/٤٠١)** بند

بند.

قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا ہے۔ تشریح

**نزولِ عیسیٰ** قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے

تیسری علامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا ہے، نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ قرآن مجید، احادیثِ متواترہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، اس کی تصدیق کرنا اور اس پر ایمان لانا فرض ہے اور مسلمان ہونے کے لئے لازم و ضروری ہے، اس عقیدہ کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔

**آسمانوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی تفصیل** یہ ہے کہ جب حضرت امام

مہدی مدینہ منورہ سے ہوکر دمشق پہنچ چکے ہوں گے اور دجال بھی مکے اور مدینے سے دھتکارا ہوا دمشق کے قریب پہنچ گیا ہوگا، حضرت امام مہدی اور یہودیوں کے درمیان جنگیں زوروں پر ہوں گی کہ ایک دن عصر کی نماز کا وقت ہوگا، اذانِ عصر ہوچکی ہوگی، لوگ نماز کی تیار میں مشغول ہوں گے کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمانوں سے اترتے ہوئے نظر آئیں گے، سر نیچے کریں گے تو پانی کے قطرے گریں گے، سر اونچا کریں گے تو چمکدار موتیوں کی طرح دانے گریں گے، دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی جانب کے سفید رنگ کے مینارے پر اتریں گے، وہاں سے سیڑھی کے ذریعے نیچے اتریں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام عدل و انصاف قائم کریں گے، عائیسوں کی صلیب توڑدیں گے (مطلب یہ ہے کہ عیسائیوں کے عقیدۂ صلیب کو غلط قرار دیں گے)، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو ختم کردیں گے، یہودیوں اور دجال کو قتل کریں گے یہاں تک کہ یہودی ختم ہوجائیں گے، جس کافر کو ان کی سانس کی ہوا پہنچے گی وہ وہیں مرجائے گا، ’’باب لد‘‘ پر دجال کو قتل کردیں گے، مال کی اتنی فراوانی ہوجائے گی کہ کوئی اُسے قبول نہیں کرے گا۔

**حضرت امام مہدی کی وفات کے بعد تمام انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سنبھالیں گے۔**

آسمانوں سے اترنے کے بعد بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہی ہوں گے، کیونکہ نبی منصبِ نبوت سے کبھی

معزول نہیں ہوتے، لیکن اس وقت امتِ محمدیہ کے تابع، مجدد اور عادل حکمران کی حیثیت میں ہوں گے۔

دجال کو قتل کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے احوال کی اصلاح فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں کوہِ طور پر لے جائیں گے، چالیس یا پینتالیس سال کے بعد آپ کی وفات ہوجائے گی، اس دوران نکاح بھی فرمائیں اور ان کی اولاد بھی ہوگی، مدینہ منورہ میں انتقال ہوگا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک میں دفن ہوں گے، آپ کے بعد قحطان قبیلہ کے ایک شخص جہجاہ حاکم بنیں گے، ان کے بعد کئی نیک و عادل حکمران آئیں گے، پھر آہستہ آہستہ نیکی کم ہونا شروع ہوجائے گی اور برائی بڑھنے لگے گی۔

مجموعی طور پر خروج دجال اور نزول عیسی پر ایمان لازم ہے، اور اس بات پر ایمان بھی لاز م ہے کہ دجال کا فتنہ اور ابتلاء بڑا سخت ہوگا اس سے مؤمنین کو چھٹکارہ صرف حضرت عیسی کے نزول کے بعد ملے گا اور حضرت عیسی اس کو قتل کردیں گے، ان باتوں پر قطعی نصوص ثابت ہے، جو اس درجہ کے ہیں کہ ان کا انکار کفر ہے۔ باقی اس سے متعلقہ دیگر جزئیات کی تفصیلات جو اوپر مذکور ہیں وہ بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ان پر ایمان بھی واجب ہے۔

**وعند أحمد من حديث جابر في قصة الدجال ونزول عيسى "وإذا هم بعيسى، فيقال تقدم يا روح الله، فيقول ليتقدم إمامكم فليصل بكم" ولابن ماجه في حديث أبي أمامة الطويل في**

الدجال قال: "وكلهم أي المسلمون ببيت المقدس وإمامهم رجل صالح قد تقدم ليصلي بهم، إذ نزل عيسى فرجع الإمام ينكص ليتقدم عيسى، فيقف عيسى بين كتفيه ثم يقول: تقدم فإنها لك أقيمت"(فتح البارى:٦/٤٩٣)

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « وَاللَّهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلاً فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلاَصُ فَلاَ يُسْعَى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ فَلاَ يَقْبَلُهُ أَحَدٌ ». (صحيح مسلم)دلائل

و اما الاجماع فقد اجتمعت الامۃ على نزولہ و لم يخالف فيہ احد من اهل الشريعۃ و انما انكر ذالک الفلاسفۃ ..... و قد انعقد اجماع الامۃ على انہ ينزل و يحكم بهٰذہ الشريعۃ المحمديۃ و ليس ينزل بشريعۃ مستقلۃ عند نزولہ من السماء و ان كانت النبوۃ قائمۃ بہ و هو متصف بها (شرح عقيدۃ سفارينيۃ:٢:٩٠)الأحزاب

عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ

وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ
أَحَدٌ۔ (صحيح بخارى:۱/۴۹۰) عَنْ النَّوَّاسِ
بْنِ سَمْعَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ
الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ
الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ
وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ
رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ
كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا
مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ
فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ۔
(صحيح مسلم:۲/۴۰۱)

عَنْ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ
حَدِيْثِ الدَّجَّالِ: فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ
لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ
قَدْ عَصَمَهُمْ اللَّهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ
وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ
كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَى عِيسَى إِنِّي قَدْ
أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ
فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ۔ (صحيح مسلم:
۲/۴۰۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَذْهَبُ الْأَيَّامُ
وَاللَّيَالِي حَتَّى يَمْلِكَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ
الْجَهْجَاهُ۔ (صحيح مسلم:۲/۳۹۵) عن عبد

**اللـه بن عمـرو قـا ل : قـا ل رسـول اللـه صلى الله عليه وسلم : " ينزل عيســى بن مريم إلى الأرض فيتزوج ويولد لـه ويمكث خمســا وأربعين ســنة ثم يمــوت فيــدفن معي في قــبري فــأقوم أنــا وعيســى بن مريم في قبر واحــد بين أبي بكــر وعمــر (مشکوٰ المصابيح:۲، ۴۸۰) يقول : سَمِعْتُ رَسُــولَ اللــهِ صَــلَّى اللــه عَلَيــه وسَــلَّم ، يَقُـولُ : وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِــمِ بِيَـدِهِ ، لَيَنْزِلَنَّ عِيسَــى بْنُ مَـرْيَمَ إِمَامًـا مُقْسِـطًا ، وَحَكَمًا عَدْلاً ، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ ، وَلَيُصْـلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ ، وَلتُـذْهِبَنَّ الشَّــحْنَاءَ ، وَلَيُعْرضــن عليــه الْمَــالُ ، فَلاَ يَقْبَلَهُ ، ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلَى قَبْرِي ، فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ ، لأُجِيبُهُ (مسند ابـويعلیٰ:۵، ۴۹۷) و اما الاجماع فقد اجتمعت الام على نزول و لم يخالف في احد من اهـل الشــريع و انما انكر ذالک الفلاسف ..... و قد انعقــد اجمــاع الام على ان يــنزل و يحكم بهٰـذ الشريع المحمــدي و ليس يــنزل بشــريع مســتقل عنــد نــزول من الســماء و ان كانت النبو قـائم ب و هـو متصـف بهـا (شرع عقيد سفارينيِ:۲، ۹۰)** بند

بند.

قیامت کی علامات کبریٰ میں سـ یـاجوج مـاجوج کـا خـروج

**تشریح**

**یاجوج ماجوج:** حضرت امام مہدی کے انتقال کے بعد تمام انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوں گے اور نہایت سکون و آرام سے زندگی بسر ہو رہی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائیں گے کہ میں ایک ایسی قوم نکالنے والا ہوں جس کے ساتھ کسی کو مقابلہ کی طاقت نہیں ہے، آپ میرے بندوں کو کوہِ طور پر لے جائیں، اس قوم سے یاجوج ماجوج کی قوم مراد ہے۔

**یاجوج وماجوج کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے:** یہ قوم یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہے، شمال کی طرف بحرِ منجمد سے آگے یہ قوم آباد ہے، ان کی طرف جانے والا راستہ پہاڑوں کے درمیان ہے، جس کو حضرت ذوالقرنین نے تانبا پگھلا کر لوہے کے تختے جوڑ کر بند کردیا تھا، بڑی طاقتور قوم ہے، دو پہاڑوں کے درمیان نہایت مستحکم آہنی دیوار کے پیچھے بند ہے، قیامت کے قریب و دیوار ٹوٹ کر گر پڑے گی اور یہ قوم باہر نکل آئے گی اور ہر طرف پھیل جائی اور فساد برپا کرے گی

**یاجوج ماجوج آہنی دیوار ٹوٹنے کے بعد ہر بلندی سے دوڑے ہوئے نظر آئیں گے:** جب ان کی پہلی جماعت بحیرۂ طبریہ سے گذرے گی تو اس کا سارا پانی پی جائی گی، جب دوسری جماعت گذرے گی تو وہ کہے گی: ’’یہاں کبھی پانی تھا؟‘‘ یاجوج ماجوج کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان بڑی تکلیف میں ہوں گے، کھانے کی قلت کا یہ عالم ہوگا کہ بیل کا سر سو دینار سے

بھی قیمتی اور بہتر سمجھا جائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج کے لئے بد دعاء کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک بیماری پیدا کردیں گے جس سے سارے کے سارے مرجائیں گے اور زمین بدبو اور تعفُّن سے بھر جائے گی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعاء سے اللہ تعالیٰ بڑی گردنوں والے پرندے بھیجیں گے جو ان کو اٹھاکر جہاں اللہ تعالیٰ چاہیں گے لے جاکر پھینک دیں گے، پھر موسلا دھار بارش ہوگی جو ہر جگہ ہوگی، کوئی مکان یا کوئی علاقہ ایسا نہیں ہوگا جہاں یہ بارش نہ پہنچے، وہ بارش پوری زمین دھوکر صاف و شفاف کردے گی، اس زمانے میں زمین اپنی برکتیں ظاہر کرے گی، ایک انار ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا، اس کے چھلکے کے سایہ میں پوری جماعت بیٹھ سکے گی، ایک اونٹنی کا دودھ بڑی جماعت کے لئے، ایک گائے کا دودھ ایک قبیلہ کے لئے اور ایک بکری کا دودھ ایک چھوٹے قبیلہ کے لئے کافی ہوگا

مجموعی طور پر یاجوج ماجوج کا ثبوت قرآن سے قطعی طور پر ہے، اور یہ بھی قطعی طور پر ثابت ہے کہ قیامت کے قریب دجال کے بعد ان کا ایسا ظہور ہوگا جو پوری انسانیت کےلئے خطرناک ثابت ہوگا، اس پر ایمان لازم ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ باقی یاجوج ماجوج سے متعلقہ دیگر جزئیات جو اوپر تفصیل سے بیان ہوئی ہیں وہ بھی صحیح اخبار احاد سے ثابت ہیں ان پر بھی ایمان واجب ہے۔ او ر ان کا انکار سخت گناہ کا موجب ہے۔

دلائل.

وَإِنَّ السَّـاعَةَ لَآتِيَـةٌ فَاصْـفَحِ الصَّـفْحَ
الْجَمِيـلَ (٨٥) الحجـر□ وَإِنَّ السَّـاعَةَ لَآتِيَـةٌ
فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ (٨٥) ط□□ يَسْـأَلُكَ
النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ
وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّـاعَةَ تَكُـونُ قَرِيبًـا (٦٣)
إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَـدَّ لَهُمْ سَـعِيرًا (
٦٤) خَالِدِينَ حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ
وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِـلُونَ (٩٦) وَاقْتَـرَبَ
الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَـارُ الَّذِينَ
كَفَرُوا يَا وَيْلَنَـا قَـدْ كُنَّا فِي غَفْلَـةٍ مِنْ هَـذَا
بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ (٩٧) (الأنبياء)

قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ
مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا
عَلَى أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا (٩٤) قَـالَ
مَـا مَكَّنِّي فِيـهِ رَبِّي خَيْـرٌ فَـأَعِينُونِي بِقُـوَّةٍ
أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا (٩٥) آتُـونِي زُبَـرَ
الْحَدِيدِ حَتَّى إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّـدَفَيْنِ قَـالَ
انْفُخُوا حَتَّى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ
عَلَيْـــهِ قِطْـــرًا (٩٦) فَمَـــا اسْـــطَاعُوا أَنْ
يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًـا (٩٧) قَـالَ
هَـذَا رَحْمَـةٌ مِنْ رَبِّي فَـإِذَا جَـاءَ وَعْـدُ رَبِّي
جَعَلَـــهُ دَكَّاءَ وَكَـــانَ وَعْـــدُ رَبِّي حَقًّا (٩٨)
وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ
فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا (٩٩)( الكهف)

عَنْ زَيْنَبَ ابْنَـــةِ جَحْشٍ - رضـــى اللـــه عنهن أَنَّ النَّبِىَّ - صلى الله عليـه وسـلم - دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًـا يَقُـولُ « لاَ إِلَـهَ إِلاَّ اللَّهُ ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَـرَبَ فُتِحَ الْيَـوْمَ مِنْ رَدْمِ يَـأْجُوجَ وَمَـأْجُوجَ مِثْـلُ هَـذِهِ » . وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الإِبْهَامِ وَالَّتِى تَلِيهَـا . قَـالَتْ زَيْنَبُ ابْنَـــةُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَـــا رَسُـــولَ اللَّهِ أَنَهْلِـكُ وَفِينَـا الصَّـالِحُونَ قَـالَ « نَعَمْ ، إِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ » .(صحيح بخارى)

أَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم- فِى السَّدِّ قَالَ « يَحْفِرُونَهُ كُلَّ يَـوْمٍ حَتَّى إِذَا كَادُوا يَخْرِقُونَـهُ قَـالَ الَّذِى عَلَيْهِمُ ارْجِعُـوا فَسَـتَخْرِقُونَهُ غَــدًا فَيُعِيــدُهُ اللَّهُ كَأَمْثَلِ مَـا كَـانَ حَتَّى إِذَا بَلَـغَ مُـدَّتَهُمْ وَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ قَــــالَ الَّذِى عَلَيْهِمُ ارْجِعُـوا فَسَـتَخْرِقُونَهُ غَـدًا إِنْ شَـاءَ اللَّهُ وَاسْـتَثْنَى. قَـالَ فَيَرْجِعُـونَ فَيَجِدُونَـهُ كَهَيْئَتِهِ حِينَ تَرَكُـوهُ فَيَخْرِقُونَـهُ فَيَخْرُجُـونَ عَلَى النَّاسِ فَيَسْتَقُونَ الْمِيَاهَ وَيَفِـرُّ النَّاسُ مِنْهُمْ فَيَرْمُــونَ بِسِــهَامِهِمْ فِى السَّــمَاءِ فَتَرْجِعُ مُخَضَّبَةً بِالدِّمَاءِ فَيَقُولُونَ قَهَرْنَا مَنْ فِى الأَرْضِ وَعَلَوْنَا مَنْ فِى السَّمَاءِ قَسْــوَةً وَعُلُــــوًّا. فَيَبْعَثُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ نَغَفًــــا فِى أَقْفَــائِهِمْ فَيَهْلِكُــونَ قَــالَ فَوَالَّذِى نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ دَوَابَّ الأَرْضِ تَسْمَنُ وَتَبْطَـرُ

وَتَشْــكَرُ شَــكْرًا مِنْ لُحُــومِهِمْ ». (ســنن الترمذى/صحيح)

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَــمْعَانَ قَــالَ ذَكَــرَ رَسُــولُ اللَّهِ -صــلى اللــه عليــه وســلم- الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ ..........فَبَيْنَمَا هُوَ كَـذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَى عِيسَى إِنِّى قَـدْ أَخْـرَجْتُ عِبَـادًا لِى لاَ يَـدَانِ لأَحَـدٍ بِقِتَـالِهِمْ فَحَـرِّزْ عِبَــادِى إِلَى الطُّورِ. وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَــأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ فَيَمُــرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْـرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْـرَبُونَ مَـا فِيهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ. وَيُحْصَرُ نَبِىُّ اللَّهُ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُـونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لأَحَـدِهِمْ خَيْـرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لأَحَدِكُمُ الْيَـوْمَ فَيَـرْغَبُ نَبِىُّ اللَّهِ عِيسَــى وَأَصْــحَابُهُ فَيُرْسِــلُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ النَّغَــفَ فِى رِقَـابِهِمْ فَيُصْـبِحُونَ فَرْسَــى كَمَــوْتِ نَفْسٍ وَاحِــدَةٍ ثُمَّ يَهْبِــطُ نَبِىُّ اللَّهِ عِيسَــى وَأَصْـحَابُهُ إِلَى الأَرْضِ فَلاَ يَجِـدُونَ فِى الأَرْضِ مَوْضِــعَ شِــبْرٍ إِلاَّ مَلأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِىُّ اللَّهِ عِيسَـى وَأَصْـحَابُهُ إِلَى اللَّهِ فَيُرْسِلُ اللَّهُ طَيْرًا كَأَعْنَـاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْــرَحُهُمْ حَيْثُ شَــاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا لاَ يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَـدَرٍ وَلاَ وَبَرٍ فَيَغْسِـلُ الأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَـا كَالزَّلَفَـةِ ثُمَّ يُقَــالُ لِلأَرْضِ أَنْبِتِى ثَمَرَتَــكِ وَرُدِّى

بَرَكَتَكِ. فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِى الرِّسْلِ حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الإِبِلِ لَتَكْفِى الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِى الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِى الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ ». (صحيح مسلم)

عَنْ أَبِى سَعِيدٍ الْخُدْرِىِّ - رضى الله عنه - عَنِ النَّبِىِّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى يَا آدَمُ . فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِى يَدَيْكَ . فَيَقُولُ أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ . قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ ، فَعِنْدَهُ يَشِيبُ الصَّغِيرُ ، وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا ، وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى ، وَمَا هُمْ بِسُكَارَى ، وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ » . قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَيُّنَا ذَلِكَ الْوَاحِدُ قَالَ « أَبْشِرُوا فَإِنَّ مِنْكُمْ رَجُلٌ ، وَمِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفٌ » . (صحيح بخارى)

عَنِ ابْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ خَالَتِهِ قَالَتْ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَهُوَ

عَاصِبٌ أُصْبُعَهُ مِنْ لَدْغَةِ عَقْرَبٍ فَقَالَ « إِنَّكُمْ تَقُولُونَ لاَ عَدُوَّ وَإِنَّكُمْ لاَ تَزَالُونَ تُقَاتِلُونَ عَدُوًّا حَتَّى يَأْتِىَ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ عِرَاضُ الْوُجُوهِ صِغَارُ الْعُيُونِ صُهْبُ الشِّعَافِ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ ».( مسند احمد)

قال اهل التاريخ اولاد نوح ثلاثۃ: سام و حام و یافث، فسام ابوالعرب والعجم و الروم، و حام ابو الحبشۃ و الزنج و النوبۃ، و یافث ابوالترکی و الصقالبۃ و یاجوج و ماجوج۔ (شرح عقیدۃ سفارینیۃ:۲،۱۱۴) بند

بند.

بند قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے دھویں کاظاہرہونا ۔۔۔ تشریح

**دھویں کاظاہرہونا:** قیامت کی بڑی علامات میں سے ایک علامت دھویں کا ظاہر ہونا ہے۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کئی حکمرانوں تک نیکی غالب رہے گی، پھر آہستہ آہستہ شر غالب ہونا شروع ہوجائے گا، تو ان دنوں آسمان سے ایک بہت بڑا دھواں ظاہر ہوگا، جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔۔۔ جب یہ دھواں نکلے گا تو ہر جگہ چھا جائے گا، جس سے مسلمانوں کو زُکام ہوجائے گا اور کافروں پر بے ہوشی طاری ہوجائے گی، چالیس دن تک

مسلسل یہ دھواں چھایا رہے گا، چالیس دنوں کے بعد آسمان صاف ہوجائے گا
**دخان:** جس کا ذکر صحیح احادیث میں ہے اور اس پر ایمان واجب ہے۔ دلائل

**فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ ﴿ (الدخان:١٠) عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غُرْفَةٍ وَنَحْنُ أَسْفَلَ مِنْهُ فَاطَّلَعَ إِلَيْنَا فَقَالَ مَا تَذْكُرُونَ قُلْنَا السَّاعَةَ قَالَ إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَكُونُ حَتَّى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ (منها) وَالدُّخَانُ (صحيح مسلم:٢٣٩٣) (و ان منها ایۃ الدخان)آية الدخان ثابتة بالكتاب والسنة ، أما الكتاب فقوله سبحانه وتعالى : { فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ } قال ابن عباس ، وابن عمر رضي الله عنهم ، والحسن ، وزيد بن علي رحمهم الله تعالى هو دخان قبل قيام الساعة يدخل في أسماع الكفار والمنافقين ويعتري المؤمن كهيئة الزكام وتكون الأرض كلها كبيت أوقد فيه ولم يأت بعد وهو آتٍ وأما السنة فأخرج مسلم من حديث حذيفة بن أسيد رضي الله عنه ، قال « طلع علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نتذاكر ، فقال ’’ ما تذاكرون ‘‘ قالوا الساعة يا**

**رسول الله قـال : ’’ إنهـا لن تقـوم حـتى تروا قبلها عشر آيات فذكر منها الدخان ‘‘ ورواه الترمـــذي ، وابن ماجـــه ، ’’ وأنـــه يمكث في الأرض أربعين يومـــــــا‘‘، وفي حديث حذيفة بن اليمان رضي الله عنه إن من أشـراط السـاعة دخانـا يملأ مـا بين المشــــرق والمغــــرب يمكث في الأرض أربعين يوما ، فأما المـؤمن فيصـيبه منـه شبه الزكام ، وأما الكـافر فيكـون بمنزلـة الســـكران يخـــرج الـــدخان من فيـــه ، ومنخريه ، وعينيه وأذنيه ، ودبــره ) (شـرح عقيد سفاريني:۲ ۱۲۸)**

بند

بند.

بند قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں س زمین کا دھنس جانا تشریح

زمین کا دھنس جانا قیامت س قبل اسی زمان میں تین جگوں س زمین دھنس جائ گی، ایک جگ مشرق میں، ایک جگ مغرب میں اور ایک جگ جزیر العرب میں قیامت س قبل ان تین خسوفات کا ثبوت احادیث صحیح س جن پر ایمان لازمی ، اور ان کاانکار ناجائز اور سخت گنا کا موجب

دلائل

**عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي**

غُرْفَـةٍ وَنَحْنُ أَسْـفَلَ مِنْـهُ، فَـاطَّلَعَ إِلَيْنَـا، فَقَالَ: مَا تَذْكُرُونَ؟ " قُلْنَا: السَّـاعَةَ، قَـالَ: " إِنَّ السَّـاعَةَ لَا تَكُـونُ حَتَّى تَكُـونَ عَشْـرُ آيَاتٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِـالْمَغْرِبِ، وَخَسْـفٌ فِي جَزِيـرَةِ الْعَـرَبِ ۔ (صحيح مسلم:۲/۳۹۳)الأحزاب

وقد وجد الخسف في مواضع، ولكن يحتمل أن يكون المراد بالخسوف الثلاثة قدرا زائدا على ما وجد كان يكون أعظم منه مكانا أو قدرا (فتح البارى:۱۳/۸۴)

بند.

قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا بند

تشریح

**سورج کا مغرب سے طلوع ہونا:** قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے ایک بڑی علامت سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے، قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں اس کا ذکر موجود ہے، دھواں ظاہر ہونے اور زمین دھنس جانے کے واقعے کے بعد ذوالحجہ کے مہینے میں دسویں ذی الحجہ کے بعد اچانک ایک رات بہت لمبی ہوگی کہ مسافروں کے دل گھبرا کر بے قرار ہوجائیں گے، بچے سو سو کر اُکتا جائیں گے، جانور باہر کھیتوں میں جانے کے لئے پکارنے لگیں گے، تمام لوگ ڈر اور گھبراہٹ سے بیقرار ہوجائیں گے، جب تین راتوں کے برابر وہ رات ہوچکی ہوگی تو سورج ہلکی سی

روشنی کے ساتھ مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا اور سورج کی حالت ایسی ہوگی جیسے اس کو گہن لگا ہوتا ہے، اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، نہ کسی کا ایمان معتبر ہوگا نہ گناہوں سے توبہ قبول ہوگی، سورج آہستہ آہستہ اونچا ہوتا جائے گا، جب اتنا اونچا ہوجائے گا جتنا دوپہر سے کچھ پہلے ہوتا ہے تو واپس مغرب کی طرف غروب ہونا شروع ہوجائے گا اور معمول کے مطابق غروب ہوجائے گا، پھر حسب معمول طلوع و غروب ہوتا رہے گا، مغرب سے سورج طلوع ہونے والے واقعہ کے ایک سو بیس سال بعد قیامت کے لئے صور پھونکا جائے گا۔

سورج کا مغرب سے طلوع ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جس کے راوی صحابہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابو موسی اشعری، حضرت ابو ہریرہ، حضرت صفوان بن عسال مرادی، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت معاویہ بن ابی سفیان، اورحضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہم ہیں، ان پر ایمان واجب ہے او ر ان کا انکار سخت گناہ کا موجب بلکہ کفر ہے۔ دلائل

**ومن طريق ابن مسعود قال: "الآية التي يختم بها الأعمال طلوع الشمس من مغربها". فهذه آثار يشد بعضها بعضا متفقة على أن الشمس إذا طلعت من المغرب أغلق باب التوبة ولم يفتح بعد ذلك وأن ذلك لا يختص بيوم الطلوع بل يمتد إلى يوم القيامة(فتح الباری:١١/٣٥٥)**

ومن طريق ابن مسعود قال: "الآية التي هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ (الانعام:١٥٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ ......حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ يَعْنِي آمَنُوا أَجْمَعُونَ فَذَلِكَ حِينَ {لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا} (صحيح بخارى:٢: ١٠٥٥) وأخرج ابن مردويه عن حذيفة قال : سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت : يا رسول الله ما آية طلوع الشمس من مغربها؟ قال : تطول تلك الليلة حتى تكون قدر ليلتين . فيقوم المتهجدون لحينهم الذي كانوا يصلون فيه، فيصلون حتى يقضوا صلاتهم والنجوم مكانها لا تسري ، ثم يأتون فرشهم فيرقدون حتى تكل جنوبهم ، ثم يقومون فيصلون حتى يتطاول عليهم الليل فيفزع الناس ، ثم يصبحون ولا يصبحون إلا عصراً عصراً ، فبينما هم

ينتظرونها من مشرقها إذ فجئتهم من مغربها. وأخرج ابن المنذر عن ابن جريج في قوله { لم تكن آمنت من قبل أو كسبت في إيمانها خيراً } قال : لا ينفعها الإِيمان إن آمنت ولا تزداد في عمل ان لم تكن عملته. وأخرج ابن أبي حاتم وأبو الشيخ عن السدي في قوله { أو كسبت في إيمانها خيراً } يقول : كسبت في تصديقها عملاً صالحاً ، هؤلاء أهل القبلة وإن كانت مصدقة لم تعمل قبل ذلك خيراً فعملت بعد أن رأت الآية لم يقبل منها ، وإن عملت قبل الآية خيراً ثم عملت بعد الآية خيراً قبل منها. وأخرج ابن أبي حاتم وأبو الشيخ عن مقاتل في قوله { أو كسبت في إيمانها خيراً } يعني المسلم الذي لم يعمل في إيمانه خيراً ، وكان قبل الآية مقيماً على الكبائر،وأخرج ابن أبي شيبة وعبد بن حميد وابن المنذر عن عبدالله بن عمرو قال : يبقى الناس بعد طلوع الشمس من مغربها عشرين ومائة سنة ۔ (شرح عقیدہ سفارینی۔۲:۱۳۳)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: تذکرہ للقرطبی:۵۸۲۔ پند

پند.

قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے صفا پہاڑی سے جانور کا

نکلنا۔۔۔۔تشریح

قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور تمام مسلمانوں کا وفات پاجانا۔۔۔۔تشریح

**ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور تمام مسلمانوں کا وفات پاجانا:** جانور والے واقعے کے کچھ ہی روز بعد جنوب کی طرف سے ایک ٹھنڈی اور نہایت فرحت بخش ہوا چلے گی جس سے تمام مسلمانوں کی بغل میں کچھ نکل آئے گا، جس سے وہ سب مرجائیں گے، حتی کہ اگر کوئی مسلمان کسی غار میں چھپا ہوا ہوگا اس کو بھی یہ ہوا پہنچے گی اور وہ وہیں مرجائے گا، اب روئے زمین پر کوئی مسلمان باقی نہیں رہے گا، سب کافر ہوں گے اور اشرار الناس یعنی بُرے لوگ رہ جائیں گے۔۔۔دلائل

**عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :......إِنَّهُ سَيَكُونُ مِنْ ذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَوَفَّى كُلَّ مَنْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَيَبْقَى مَنْ لَا خَيْرَ فِيهِ فَيَرْجِعُونَ إِلَى دِينِ آبَائِهِمْ۔ (صحيح مسلم:۲۔۳۹۴) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ لَا أَدْرِي: أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًافَيَبْعَثُ اللهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ، فَيَطْلُبُهُ**

**فَيُهْلِكُهُ، ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ، لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّأْمِ، فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ، حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ، حَتَّى تَقْبِضَهُ " قَالَ: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " فَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ فِي خِفَّةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السِّبَاعِ، لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُونَ مُنْكَرًا ۔ (صحيح مسلم:۲۔۴۰۳)** بند

بند.

بند قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے حبشیوں کی حکومت اور بیت اللہ کا شہید ہونا۔۔۔۔ تشریح

**حبشیوں کی حکومت اور بیت اللہ کا شہید ہونا:** جب سارے مسلمان مرجائیں گے اور روئے زمین پر صر کافر رہ جائیں گے اس وقت ساری دنیا میں حبشیوں کا غلبہ ہوجائے گا اور انہیں کی حکومت ہوگی، قرآن مجید دلوں اور کاغذوں سے اٹھالیا جائے گا، حج بند ہوجائے گا، دلوں سے خوفِ خدا اور شرم و حیاء بالکل اٹھ جائے گی، لوگ بر سرِ عام بے حیائی کریں گے، بیت اللہ شریف کو شہید کردیا جائے گا، حبشہ کا رہنے والا چھوٹی پنڈیوں والا ایک شخص بیت اللہ شریف کو گرائے گا۔ دلائل

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو**

السُّوَيْقَتَيْنِ مِنْ الْحَبَشَةِ (صحيح مسلم:٢:
٣٩٤) من العلامات العظمى : هـدم الكعبـة
المشـرفة والقبلـة المعظمـة .....وأخـرج
الإمام أحمد من حـديث أَبِي هُرَيْـرَةَ رَضِـيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُـولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ
وَسَـلَّمَ يُبَـايَعُ لِرَجُـلٍ بَيْنَ الـرُّكْنِ وَالْمَقَـامِ
وَلَنْ يَسْتَحِلَّ الْبَيْتَ إِلَّا أَهْلُهُ فَـإِذَا اسْـتَحَلُّوهُ
فَلَا تَسْـأَلْ عَنْ هَلَكَـةِ الْعَـرَبِ ثُمَّ تَجِيءُ
الْحَبَشَةُ فَيُخَرِّبُونَهُ خَرَابًا لَا يَعْمُرُ بَعْدَهُ أَبَدًا
(شـرح عقيـد سـفاريني:٢:١٢٢) وفي
الحـديث " « أكـثروا من الطـواف بـالبيت
قبـل أن يرفـع وينسـى النـاس مكانـه
وأكثروا تلاوة القرآن من قبـل أن يرفـع "
قيل وكيف يرفع مـا في صـدور الرجـال ؟
قـال " يسـرى عليهم ليلا فيصـبحون منـه
فقـراء وينسـون قـول لا إلـه إلا اللـه » "
وعند الديلمي من حـديث ابن عمـر رضـي
الله عنهما " « لا تقوم الساعة حتى يرجع
القرآن من حيث جاء له دوي حول العرش
كدوي النحل فيقول الله عز وجل ما لك ؟
فيقول منك خـرجت وإليـك أعـود أتلى فلا
يعمـل بي » " . وتقـدم في مسـألة الكلام
على الكلام مـا حكـاه شـيخ الإسـلام ابن
تيمية قدس الله روحه عن السـلف من أن
القـرآن العظيم كلام اللـه مـنزل غـير

**مخلوق منه بدأ وإليه يعود ، وأن معنى وإليه يعود ما جاء في الآثار أن القرآن يسرى به حتى لا يبقى في المصاحف منه حرف ولا في القلوب منه آية . وأخرج ابن ماجه من حديث حذيفة رضي الله عنه مرفوعا " « يدرس الإسلام حتى لا يدرى ما صيام ، ولا صلاة ، ولا نسك ، ولا صدقة ، ويسرى على كتاب الله تعالى في ليلة فلا يبقى في الأرض منه آية (شرح عقيدہ سفارينيہ:٢ہ١٣٢)بند**

بند.

بد قیامت بدترین لوگوں پر واقع ہوگی، اس وقت مؤمنین اور نیکوکار موجود نہیں ہوں گے۔ تشریح

**کن لوگوں پر قیامت واقع ہوگی:** قیامت کی بڑی نشانیاں ایک کے بعد ایک تیزی سے ظاہر ہوں گی، احادیث سے ثابت ہے کہ جیسے موتیوں کی مالا ٹوٹ جانے پر موتی تیزی کے ساتھ بکھر جاتے ہیں، قیامت کی بڑی نشانیاں ایسے ہی ظاہر ہوں گی، اور یہ سب کچھ چھ آٹھ مہینوں میں ایک کے بعد دوسری پیش آ جائیں گی، اسی دوران اللہ تعالیٰ ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جس کے اثر سے تمام مؤمنین مر جائیں گے، اور صرف بدترین لوگ دنیا میں باقی رہ جائیں گے، جن میں شرک اور بت پرستی بہت عام ہوگی، ان میں معروف و منکر کا کوئی احساس نہیں ہوگا، شیطان ان کے درمیان ہوگا اور ان کو بت پرستی اور

برائی کی دعوت د گا انیں بد بختوں پر قیامت واقع وگی اور صور پھونک دیا جائ گا دلائل

**وظواهر الأخبار تقتضي أن الموصوفين بكونهم ببيت المقدس أن آخرهم من كان مع عيسى عليه السلام، ثم إذا بعث الله الريح الطيبة فقبضت روح كل مؤمن لم يبق إلا شرار الناس. وقد أخرج مسلم من حديث ابن مسعود رفعه: "لا تقوم الساعة إلا على شرار الناس " وذلك إنما يقع بعد طلوع الشمس من مغربها وخروج الدابة وسائر الآيات العظام، وقد ثبت أن الآيات العظام مثل السلك إذا انقطع تناثر الخرز بسرعة، .........وقد أخرج مسلم من حديث ابن مسعود رفعه: "لا تقوم الساعة إلا على شرار الناس " وذلك إنما يقع بعد طلوع الشمس من مغربها وخروج الدابة وسائر الآيات العظام، وقد ثبت أن الآيات العظام مثل السلك إذا انقطع تناثر الخرز بسرعة، وهو عند أحمد وفي مرسل أبي العالية " الآيات كلها في ستة أشهر " وعن أبي هريرة في " ثمانية أشهر " وقد أورد مسلم عقب حديث أبي هريرة من حديث عائشة ما يشير إلى بيان الزمان الذي يقع فيه ذلك ولفظه: "لا يذهب الليل والنهار**

حـتى تعبـد اللات والعـزى " وفيـه: "يبعث الله ريحا طيبة فتـوفى كـل من في قلبـه مثقـال حبـة من خـردل من إيمـان فيبقى من لا خير فيه فـيرجعون إلى دين آبـائهم " وعنـده في حـديث عبـد اللـه بن عمـرو رفعه: "يخرج الدجال في أمـتي " الحـديث وفيــه: "فيبعث اللــه عيســى بن مــريم فيطلبـه فيهلكـه، ثم يمكث النـاس سـبع سنين، ثم يرسل الله ريحا باردة من قبــل الشام فلا يبقى على وجه الأرض أحد في قلبـه مثقـال حبـة من خـير أو إيمـان إلا قبضته " وفيه: "فيبقى شـرار النـاس في خفــة الطــير وأحلام الســباع لا يعرفــون معروفـا ولا ينكـرون منكـرا، فيتمثـل لهم الشــيطان فيــأمرهم بعبــادة الأوثــان، ثم ينفخ في الصور "(فتح البارى:١٣/٧٧)

(٧) عن عائشــة [رضــي اللــه عنهــا] قــالت: إذا خـــرج أول الآيـــات، طُـــرحت الأقلام، وحبســـت الحفظـــة، وشـــهدت الأجســاد على الأعمــال. رواه ابن جريــر. (تفسير ابن كثير:٣/٣٧٦)

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- « إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ رِيحًـا مِنَ الْيَمَنِ أَلْيَنَ مِنَ الْحَرِيــرِ فَلاَ تَـدَعُ أَحَدًا فِى قَلْبِـهِ - قَـالَ أَبُـو عَلْقَمَـةَ مِثْقَـالُ

**حَبَّةٍ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ - مِنْ إِيمَانٍ إِلاَّ قَبَضَتْهُ ».(صحيح مسلم)** سند

سند.

قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے آخری علامت آگ کا نکلنا ہے۔

تشریح

**آگ کا لوگوں کو ملکِ شام کی طرف ہانکنا:** قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے آخری علامت آگ کا نکلنا ہے، قیامت کا صور پھونکے جانے سے پہلے زمین پر بت پرستی اور کفر پھیل جائےگا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے شام میں جمع ہونے کے اسباب پیدا ہوں گے، شام میں حالات اچھے ہوں گے، لوگ وہاں کا رخ کریں گے، پھر یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ارض محشر یعنی شام کی طرف ہانکے گی، جب سب لوگ ملک شام میں پہنچ جائیں گے تو یہ آگ غائب ہوجائے گی۔

اس کے بعد عیش و آرام کا زمانہ آئے گا، لوگ مزے سے زندگی بسر کر رہے ہوں گے، کچھ عرصہ اسی حالت میں گذرے گا کہ اچانک قیامت قائم ہوجائے گی۔

قیامت کی یہ آخری نشانی بالکل برحق ہے، احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، اس پر ایمان واجب ہے، اور ان کا انکار نا جائز اور سخت گناہ کا باعث ہے۔ دلائل

**عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غُرْفَةٍ وَنَحْنُ أَسْفَلَ مِنْهُ فَاطَّلَعَ إِلَيْنَا فَقَالَ مَا تَذْكُرُونَ قُلْنَا السَّاعَةَ قَالَ إِنَّ السَّاعَةَ لَا**

تَكُونُ حَتَّى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ (منها) وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قُعْرَةِ عَدَنٍ تَرْحَلُ النَّاسَ (صحيح مسلم:٢/٣٩٣) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتَّى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزَّى (صحيح مسلم:٢/٣٩٤)
وآخر الآيات : العظام والعلامات الجسام . حشر النار : للناس من المشرق إلى المغرب، ومن اليمن إلى مهاجر إبراهيم عليه السلام، وهو أرض الشام ، وفى حفظ تخرج نار من قعر عدن، ترحل الناس إلى المحشر ، و حديث نار تحشر الناس من المشرق إلى المغرب؛ فبأن يقال : إن الشام الذي هو المحشر مغرب بالنسبة إلى المشرق، فيكون ابتداء خروجها قعر عدن من اليمن، فإذا خرجت؛ انتشرت إلى المشرق، فتحشر أهله إلى المغرب الذي هو الشام، وهو المحشر (شرح عقيدة سفارينية:٢/١٤٩)

.

## مہ عالمِ برزخ وقبر میں جزاء و سزا کوکس
## طرح مانیں اس سے متعلق احکام و عقائد

**بد** ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ تشریح

ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، کوئی نہیں ہے
جو اس سے بچ سکے، کوئی موت سے بچنے اور اس سے
فرار کی خواہ کتنی ہی خواہش رکھے اور خواہ کہیں جا
کر پناہ لے لیکن اس کو موت ضرور آنی ہے، اور جیسے ہی
کوئی شخص مرتا ہے اس کےلئے اس کی قیامت قائم ہو
جاتی ہے، کیونکہ موت زندگی کا ہمیشہ کےلئے خاتمہ کا
نام نہیں ہے بلکہ وہ آخرت کی زندگی کاآغاز ہے۔
جس طرح زندگی دینا اللہ کے ہاتھ میں ہے اسی
طرح موت دینا بھی صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور جس
طرح ہر کسی کی زندگی کے آغاز کےلئے ایک وقت مقرر ہے
اسی طرح ہر ایک کی موت کا وقت بھی مقرر ہے، مقررہ
وقت سے پہلے کسی کو موت نہیں آتی خواہ کوئی اپنے
بستر پر مرے یا کسی حادثہ کا شکار ہو۔
اور کسی کی موت کا وقت اور کسی کے مرنے کی
جگہ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا،کسی شخص کا اس
بات کا دعوی کرنا کہ وہ کسی کی موت کا وقت یا جگہ
جانتا ہے کفر ہے، اور اللہ کے علاوہ کسی کے ایسے دعوی
علم کی تصدیق کرنا بھی کفر ہے۔
جب بھی کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے اللہ تعالیٰ
اس کی روح سلب کرلیتے ہیں ، اور اسی طرح کوئی

شخص جب سو جاتا ہے تو زندگی سے اس کا تعلق اللہ کے
حکم کا محتاج ہوتا ہے، اگر اس کی زندگی کا وقت مکمل
ہوجاتا ہے تو حالت نیند ہی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے
اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے ، اور جس کی زندگی
ابھی باقی ہے اس کی روح کو بیدار ہوکر اپنی زندگی پورا
کرنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات کے نظام کو چلانے کے لئے فرشتوں
کو اپنے ہرکاروں کی صورت میں پھیلا رکھا ہے،وہ اللہ
تعالیٰ کا لشکر ہیں ، وہ اپنی مرضی سے کوئی عمل نہیں
کرتے ہیں بلکہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں اللہ رب
العزت سے حکم ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روحوں کے قبض
کرنے کے لئے فرشتوں کو مقرر کر رکھا ہے،یہ فرشتے اللہ کے
حکم پر جس کی اللہ چاہتا ہے روح قبض کرتے ہیں۔

جب کسی انسان کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو
عام طور پر اس کے قریبی لوگ اور رشتے دار اس کے قریب
ہوتے ہیں لیکن ان سے زیادہ قریب اس کا خالق ہوتا ہے،
جس نے اس کو پیدا کرکے یونہی نہیں چھوڑ دیا ہے بلکہ ہر
مرحلے کی نگرانی خود کرتا ہے ۔

اگر کوئی مرنے والا صاحب ایمان اور نیکوکار ہوتا ہے
تو اللہ کے فرشتے اس کے پاس اچھی شکل میں آکر اس کا
استقبال کرتے ہیں ، اور اس کو خوشخبری سناتے ہیں کہ
اس کے لئے ڈر کی کوئی بات نہیں ہے، بلکہ جنت کی
خوشخبری ہے جس کا اس سے وعدہ کیا گیا تھا، دنیا کی
زندگی میں بھی اللہ اور اس کے مقربین اس کے ولی تھے
اور آخرت کی زندگی میں بھی وہ تنہا نہیں ہے بلکہ اس

کے اولیاء موجود ہیں جس سے اس کی روح دنیا چھوڑتے ہوئی غمگین نہیں ہوتی بلکہ اپنے پروردگار سے ملاقات کی خوشی اس پر غالب ہوتی ہے اور وہ بخوشی اپنی روح کو ان کے حوالہ کردیتا ہے۔

اور اگر مرنے والا کافر ہو تو فرشتے بڑی سخت شکل میں اس کی روح قبض کرنے آتے ہیں، اور اس پر آخرت کی سختیوں کا آغاز موت کے وقت سے ہی شروع ہوجاتا ہے، اور وہ موت کی شدید سختیوں کو جھیل کر زندگی سے دور ہوتا ہے۔ فرشتے اس کی جانب ہاتھ بڑھائے ہوئے ہوتے ہیں کہ چلو آؤ اس زندگی سے نکلو، یہ وہ زندگی ہے جس کے بارے میں تمہیں خبردار کیا گیا تھا، آج ذلیل کرنے والا عذاب تمہارے لئے مقدر ہے، جب عالم غیب اس پر ظاہر ہوگا اس وقت وہ ہوش میں آئے گا، اور اپنے مشرک ہونے اور آخرت کے انکار پر خود گواہ ہوگا، وہ اس وقت کہے گا کہ میں توبہ کرتا ہوں لیکن تب تک توبہ کا وقت ختم ہو چکا ہوگا، وہ کہے گا کہ مجھے صرف ایک موقع دو میں واپس جا کر نیک عمل کروں گالیکن وہ صرف صدائے بازگشت ہوگی، اس کو کوئی سننے والا نہیں ہوگا، وہاں سے اس کی دوسری زندگی شروع ہو چکی ہوگی اور وہ برزخ کی زندگی میں داخل ہو چکا ہوگا۔ دلائل

**كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿العنكبوت (٥٧) وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ [ الأنعام : ٦٠ ] اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ**

فِي مَنَامِهَـا فَيُمْسِـكُ الَّتِي قَضَـى عَلَيْهَـا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْـرَى إِلَى أَجَـلٍ مُسَـمًّى (الزمـر : ٤٢ ) ﴿ كُـلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَـةُ الْمَـوْتِ وَإِنَّمَـا تُوَفَّوْنَ أُجُـورَكُمْ يَـوْمَ الْقِيَامَـةِ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمـا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُورِ [ آل عمران : ١٨٥ ] ﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلاَّ بِـإِذْنِ اللـه كِتَابًـا مُّؤَجَّلاً [ آل عمـران : ١٤٥ ] ﴿ أَيْنَمَا تَكُونُواْ يُدْرِككُّمُ الْمَـوْتُ وَلَـوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَـيَّدَةٍ [ النسـاء : ٧٧ ] ﴿وَلِكُـلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَـاء أَجَلُهُمْ لاَ يَسْـتَأْخِرُونَ سَـاعَةً وَلاَ يَسْـتَقْدِمُونَ [ الأعـراف : ٣٤ ] ﴿ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَـوْتَ وَمَـا نَحْنُ بِمَسْـبُوقِينَ [ الواقعـة : ٦٠ ] ﴿قُـلْ إِنَّ الْمَـوْتَ الَّذِي تَفِـرُّونَ مِنْـهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ [الجمعـة :٨] ﴿ نَحْنُ قَـدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَـوْتَ وَمَـا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ [ الواقعة : ٦٠ ] ﴿وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لاَ يَعْلَمُهَـا إِلاَّ هُـوَ [ الأنعـام : ٥٩ ] ﴿ إِنَّ اللَّهَ عِنـدَهُ عِلْمُ السَّـاعَةِ وَيُنَـزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِـبُ غَـدًا وَمَـا تَـدْرِي نَفْسٌ بِـأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ [ لقمان : ٣٤ ] ﴿

وقـد روى البخـاري في صـحيحه عن ابن عمر قال : قال رسول الله صلى اللـه عليه وسلم : " مفاتيح الغيب خمس : ( إِنَّ

اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَــا فِي الْأَرْحَــامِ وَمَــا تَــدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِــبُ غَـدًا وَمَـا تَـدْرِي نَفْسٌ بِـأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ )"[ لقمان : ٣٤ ]
 وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَـادِهِ وَيُرْسِـلُ عَلَيْكُم حَفَظَةً حَتَّىَ إِذَا جَاء أَحَـدَكُمُ الْمَـوْتُ تَوَفَّتْـهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لاَ يُفَرِّطُـونَ [ الأنعـام : ٦١ ] 
فَلَـــوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُـــومَ - وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ - وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْــهِ مِنكُمْ وَلَكِن لَّا تُبْصِــرُونَ [ الواقعــة : ٨٣-٨٥ ]  إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْـتَقَامُوا تَتَنَـزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَـةُ أَلَّا تَخَـافُوا وَلَا تَحْزَنُـوا وَأَبْشِـرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ - نَحْنُ أَوْلِيَـاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الـدُّنْيَا وَفِي الْآخِـرَةِ وَلَكُمْ فِيهَـا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ - نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ [ فصــلت : ٣٠-٣٢ ] 
وَلَوْ تَرَى إِذْ يَتَـوَفَّى الَّذِينَ كَفَـرُواْ الْمَلآئِكَـةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُواْ عَذَابَ الْحَرِيقِ - ذَلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْـدِيكُمْ وَأَنَّ اللّـهَ لَيْسَ بِظَلاَّمٍ لِّلْعَبِيدِ [ الأنفال : ٥٠-٥١ ]

ففي حــديث الــبراء بن عــازب أن الرسول صلى الله عليه وسلم قال : " إن العبــد المــؤمن إذا كــان في انقطــاع من الدنيا وإقبال من الآخرة ، نزل إليه ملائكة من السماء ، بيض الوجوه ، كأن وجــوههم

الشـمس ، معهم كفن من أكفـان الجنـة ، وحنوط من حنـوط الجنـة ، حـتى يجلسـوا منه مدَّ بصره ، ثم يجيء ملك الموت عليـه السلام ، حتى يجلس عند رأسـه فيقـول : أيتهـــا النفس الطيبـــة ( وفي روايـــة : المطمئنة ) اخـرجي إلى مغفـرة من اللـه ورضوان . قال : فتخرج تسيل كما تســيل القطرة من فيِّ السقاء ، فيأخـذها ...وإن العبـد الكـافر ( وفي روايـة الفـاجر ) إذا كان في انقطاع من الآخـرة ، وإقبـال من الــدنيا ، نــزل إليــه من الســماء ملائكــة [ غلاظ شـــداد ] ســود الوجـــوه ، معهم المسوح [ من النـار ] فيجلسـون منـه مـدَّ البصر ، ثم يجيء ملك الموت حـتى يجلس عند رأسه ، فيقول : أيتها النفس الخبيثـة اخــرجي إلى ســخط من اللــه وغضــب . قال : فتفرق في جسـده ، فينتزعهـا كمـا ينـــتزع الســفود [ الكثــير الشــعب ] من الصوف المبلول ، [ فتقطع معها العــروق والعصب ] "

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَـــرَى عَلَى اللّـــهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ أُوْلَئِكَ يَنَـالُهُمْ نَصِـيبُهُم مِّنَ الْكِتَـــابِ حَتَّى إِذَا جَـــاءتْهُمْ رُسُـــلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَـالُواْ أَيْنَ مَـا كُنتُمْ تَـدْعُونَ مِن دُونِ اللّـهِ قَالُواْ ضَـلُّواْ عَنَّا وَشَـهِدُواْ عَلَى

أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَـانُواْ كَـافِرِينَ [ الأعـراف : ٣٧ ]

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلائِكَـــةُ ظَـــالِمِي أَنفُسِهِمْ فَـأَلْقَوُاْ السَّـلَمَ مَـا كُنَّا نَعْمَـلُ مِن سُوءٍ بَلَى إِنَّ اللّـهَ عَلِيمٌ بِمَـا كُنتُمْ تَعْمَلُـونَ [ النحـــل : ٢٨ ] ، إِنَّ الَّذِينَ ارْتَـــدُّوا عَلَى أَدْبَـــارِهِم مِّن بَعْـــدِ مَـــا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُـــدَى الشَّـــيْطَانُ سَـــوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَى لَهُمْ - ذَلِـــكَ بِـأَنَّهُمْ قَـالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُـوا مَـا نَـزَّلَ اللَّهُ سَـــنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْـــرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْـرَارَهُمْ - فَكَيْـفَ إِذَا تَـوَفَّتْهُمْ الْمَلَائِكَـةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ [ محمـد : ٢٥-٢٧ ]

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللّهِ كَذِبًا أَوْ قَـالَ أُوْحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُـوحَ إِلَيْـهِ شَـيْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَـا أَنَـزلَ اللّـهُ وَلَـوْ تَـــرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَـــرَاتِ الْمَـــوْتِ وَالْمَلآئِكَةُ بَاسِطُواْ أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُواْ أَنفُسَكُمُ الْيَـــوْمَ تُجْـزَوْنَ عَـــذَابَ الْهُـونِ بِمَـــا كُنتُمْ تَقُولُـونَ عَلَى اللّـهِ غَيْـرَ الْحَـقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ [الأنعام : ٩٣]

حَتَّى إِذَا جَاء أَحَدَهُمُ الْمَـوْتُ قَـالَ رَبِّ ارْجِعُونِ - لَعَلِّي أَعْمَلُ صَـالِحًا فِيمَـا تَـرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ [ المؤمنون : ٩٩-١٠٠ ]

إِنَّمَـا التَّوْبَـةُ عَلَى اللّـهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُـونَ السُّـــوَءَ بِجَهَالَــةٍ ثُمَّ يَتُوبُــونَ مِن قَــرِيبٍ فَأُوْلَئِكَ يَتُوبُ اللّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّهُ عَلِيمـاً حَكِيمــاً - وَلَيْسَــتِ التَّوْبَــةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُــونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الآنَ وَلاَ الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُوْلَئِكَ أَعْتَـدْنَا لَهُمْ عَـذَابًا أَلِيمًـا [ النسـاء : ١٧-١٨ ]

فقد روى أنس بن مالـك ، عن عبـادة بن الصامت ، عن النـبي صـلى اللـه عليـه وسلم أنه قال : " من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه ، ومن كره لقاء اللـه كـره اللـه لقاءه ، قالت عائشة أو بعض أزواجه : إنــا لنكره المـوت ، قـال : ليس كـذلك ، ولكن المؤمن إذا حضـره المـوت بشـر برضـوان الله وكرامته ، فليس شيء أحب إليه ممــا أمامه ، فأحب لقاء الله وأحب الله لقــاءه، وإن الكــافر إذا حُضِــر بُشِّــر بعــذاب اللــه وعقوبتــه ، فليس شــيء أكـره إليـه ممــا أمامه ، فكره لقاء الله ، وكر الله لقــاءه " (رواه البخـاري : كتـاب الرقـاق ، بـاب من أحب لقاء الله أحب الله لقــاءه . ورقمـه : ٦٥٠٧)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه ، قال : قال رسول اللـه صـلى الله عليـه

وسلم : " إذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال على أعناقهم ، فإن كانت صالحة قالت : قدموني ، وإن كانت غير صالحة قالت لأهلها : يا ويلها أين تذهبون بها ؟ يسمع صوتها كل شيء إلا الإنسان ، ولو سمع الإنسان لصعق " (رواه البخاري ، كتاب الجنائز ، قول الميت وهو على الجنازة : قدموني ، ورقمه : ١٣١٦ ، ورواه النسائي في كتاب الجنائز ، باب السرعة في الجنازة : (٤/٤١))

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِىُّ - صلى الله عليه وسلم - « لاَ تَسُبُّوا الأَمْوَاتَ ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا » . (صحيح البخارى) بند

بند.

مرنے کے بعد آخرت کی زندگی کا سب سے پہلا مرحلہ برزخی زندگی ہے۔ تشریح

**برزخ و عذاب قبر:**

برزخ کے لغوی معنیٰ ہیں: پردہ، عالم برزخ سے مراد وہ جگہ ہے جہاں انسان کو موت کے بعد سے لے کر قیامت قائم ہونے تک رہنا ہے، چونکہ یہ جہاں اس جہاں سے پردے میں ہے، اس لیے اس کو عالمِ برزخ کہا جاتا ہے۔ خواہ کسی شخص کو قبر میں دفن کیا جائے، یا اس کو جلا دیا جائے، یا وہ پانی میں غرق ہو جائے ، یا درندے اس کو کھا جائیں سب کے لئے یہ عرصہ برزخ کا دور ہے، اسی

کو عرف عام میں ’’قبر کی زندگی‘‘ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

قبر کا اصلی اور حقیقی معنیٰ یہی مٹی کا گڑھا ہے جس میں مردے کو دفن کیا جاتا ہے، تاہم قبر مٹی کے گڑھے کے ساتھ خاص نہیں؛ بلکہ جہاں میت یا اس کے اجزاء ہوں گے وہی اس کی قبر ہے، خواہ وہ جگہ مٹی کا گڑھا ہو، سمندر کا پانی ہو یا جانوروں کا پیٹ ہو، تاہم دوسرے معنوں میں مجازاً قبر ہوگی۔ دلائل

**البَرْزَخُ : ما بين كل شيئين ، وفي الصحاح : الحاجز بين الشيئين . والبرزخ : ما بين الدنيا والآخرة ، من وقت الموت إلى البعث ، فمن مات فقد دخل البرزخ . قال الفراء: البَرْزَخُ من يوم يموت إِلى يوم يبعث۔ (لسان العرب:۳؍۹۰۸)**

**وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ۔ (التوبہ:۸۴) لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ۔ (المؤمنون:۱۰۰) قال هو مابين الموت و البعث و قيل للشعبي : مات فلان قال : ليس هو في الدنيا و لا في الآخرة هو في برزخ۔ (التذکرہ للقرطبی: ۱۵۸) قال السيوطي رحمه الله : قال العلماء : عذاب القبر هو عذاب البرزخ ،**

**أضيف إلى القبر ، لأنه الغالب ، وإلا فكل ميت إذا أراد الله تعالى تعذيبه ناله ما أراد به ، قبر أو لم يقبر ، ولو صلب ، أو غَرِقَ في البحر ، أو أكلته الدواب ، أوحرق حتى صار رماداً ، أو ذري في الريحہ (شرح الصدور:١٦٤)**

**فاما سؤال منكر و نكير فقال اهل السنۃ انہ يكون لكل ميت سواء كان فى قبرہ أو فى بطون الوحوش أو الطيور أومهاب الريح بعد أن أحرق و درى فى الريحہ (اليواقيت و الجواهر:٢ہ١٣٨) ان الفريق فى الماء أو الماكول فى بطون الحيوانات او المصلوب فى الهواء يغب و ان لم نطلع عليہ ہ (نبراس:٢١٠) مزيد تفصيل کہ لئہ ديكھيں: مرقاہ:١ہ٢٠٣، شرح المقاصد:٣ہ٣٦٥، شرح عقيدہ سفارينيہ:٢ہ٩، شرح الصدور:١٤٦ہ بند**

بند.

قبر میں ہر آدمی سے فرشتہ سوال و جواب کریں گے پھر جزاء و سزاء کا سلسلہ بھی جاری ہوگاہ مرنے کے بعدمردوں کی روحیں بھٹکتی نہیں پھریں گیہ تشریح

**منکر و نکیر کے سوالات:** ہر شخص کی برزخی زندگی کے شروع ہوتے ہی دو فرشتے اس کے پاس سوال و جواب کے لئے آتے ہیں جن کے نام مُنکَر نَکِیر ہیں ہ مُنکَر نَکِیر

ہر شخص سے اس کے رب اس کے دین او ر اس کے رسول کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔

مؤمنین متقین درست جواب دے کر راحت و آرام حاصل کریں گے، اور کافر و منافقین درست جواب نہ دے سکیں گے اور عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

صاحب ایمان وعمل کے لئے کم ترین راحت کی نوعیت یہ ہوگی کہ اس کو بعث اور حشر تک آرام سے سو جانے کا حکم ہوگا، جبکہ بعضوں کو صبح و شام جنت میں اس کا جو مقام ہوگا دکھایا جائے گا ، اور یہ سلسلہ بعث تک جاری رہے گا، اور کافر پر سختی کی شدید ترین نوعیت یہ ہوگی کہ صبح شام اس کو آگ کا عذاب دیا جائے گا، جیسے یہ فرعون کے ساتھ ہوگا۔

برزخی زندگی میں اچھے اعمال کرنے والوں کو راحت دیا جانا اور برے اعمال کے مرتکبین کو عذاب دیا جانا بر حق ہے۔ یہ عقیدہ یعنی قبر میں اعمال کی نوعیت کے لحاظ سے راحت و نعمت دی جائے گی،یا پھر قبر کے عذاب سے دو چار ہونا ہوگا قرآن سے قطعی اور واضح طور پر ثابت ہے، اسی طرح متواتر احادیث سے اس کا ثبوت موجود ہے۔اس لئے اس عقیدے پر ایمان واجب ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

یہ خیال کہ مردوں کی روحیں خاص کر جن کی موت حادثاتی ہو جائے ان کی روح بھٹکتی رہتی ہے بالکل لچر اور لغو خیال ہے اور کفریہ عقیدہ ہے، اس باطل عقیدے سے گریز لازمی ہے یہ ایمان کے خلاف ہے۔ کیونکہ نیک روحوں کا مسکن علیین ہے اور کفار کی روحوں کا مسکن

سجین ہے، اور کفار ہر حال میں بعث تک قید اور عذاب میں رہیں گے انہیں بھٹکنے کی آزادی نہیں ملے گی۔ دلائل

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ نَخْلًا لِبَنِي النَّجَّارِ فَسَمِعَ صَوْتًا فَفَزِعَ فَقَالَ مَنْ أَصْحَابُ هَذِهِ الْقُبُورِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ نَاسٌ مَاتُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوا وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَا فَإِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَسَأَلَهُ مَا كُنْتَ تَعْبُدُ فَإِنْ اللَّهُ هَدَاهُ قَالَ كُنْتُ أَعْبُدُ اللَّهَ قَالَ فَيُقَالُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ قَالَ فَيَقُولُ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ قَالَ فَمَا يُسْأَلُ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا قَالَ فَيُنْطَلَقُ بِهِ إِلَى بَيْتٍ كَانَ لَهُ فِي النَّارِ فَيُقَالُ هَذَا بَيْتُكَ كَانَ فِي النَّارِ وَلَكِنَّ اللَّهَ عَصَمَكَ وَرَحِمَكَ فَأَبْدَلَكَ بِهِ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ دَعُونِي حَتَّى أَذْهَبَ فَأُبَشِّرَ أَهْلِي فَيُقَالُ لَهُ اسْكُنْ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَيَقُولُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيَضْرِبُهُ بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيدٍ بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهُ الْخَلْقُ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ۔ (مسند احمد:۳؍۱۵۵)

حَتَّى إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَـوْتُ قَـالَ رَبِّ ارْجِعُـونِ (٩٩) لَعَلِّي أَعْمَـلُ صَـالِحًا فِيمَـا تَـرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَـا كَلِمَـةٌ هُـوَ قَائِلُهَـا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَـرْزَخٌ إِلَى يَـوْمِ يُبْعَثُـونَ (١٠٠) المؤمنون

يُثَبِّتُ اللّهُ الَّذِينَ آمَنُواْ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِـرَةِ [ إبـراهيم : ٢٧ ] إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَـرَاتِ الْمَـوْتِ وَالْمَلآئِكَةُ بَاسِطُواْ أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُواْ أَنفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ ) [ الأنعام : ٩٣ ]

سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ [ التوبـة : ١٠١ ] . وَحَـاقَ بِـآلِ فِرْعَـوْنَ سُـوءُ الْعَـذَابِ - النَّارُ يُعْرَضُـونَ عَلَيْهَـا غُـدُوًّا وَعَشِـيًّا وَيَـوْمَ تَقُـومُ السَّـاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَـوْنَ أَشَـدَّ الْعَـذَابِ [ غـافر : ٤٥-٤٦ ]

يقـول شـارح الطحاويـة : " وقـد تواترت الأخبار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في ثبوت عذاب القبر ونعيمه لمن كـان لـذلك أهلاً ، وسـؤال الملكين ، فيجب اعتقاد ثبوت ذلك والإيمان بـه ، ولا نتكلم في كيفيته ، إذ ليس للعقل وقـوف على كيفيته ، لكونه لا عهد له به في هـذه الدار ، والشرع لا يأتي بما تحيله العقول ،

**بـل إن الشـرع قـد يـأتي بمـا تحـار فيـه العقـول ، فـإن عـودة الـروح إلى الجسـد ليس على الوجه المعهود في الـدنيا ، بـل تعاد إليه إعادة غـير الإعـادة المألوفـة في الدنيا " (شرح العقيدة الطحاوية لابن ابى العـــز:١/٤٥٠) .وجعـــل بينهمـــا برزخـــاً [الفرقان : ٥٣]**

**عن عبـــد اللہ بن عمـــر رضـــي اللـــه عنهمـا أن رسـول اللـه صـلى اللـه عليـه وسلم قال إن أحدكم إذا مات عرض عليــه مقعده بالغداة والعشـي إن كـان من أهـل الجنة فمن أهل الجنـة وإن كـان من أهـل النـار فمن أهـل النـار يقـال هـذا مقعـدك حـتى يبعثـك اللـه يـوم القيامـة (صـحيح البخارى و صحيح مسلم)**

**مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُـوا فَـأُدْخِلُوا نَـارًا فَلَمْ يَجِـــدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَـــارًا۔ (نوح:٢٥) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ إِنَّمَـا الْقَبْـرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْـرَةٌ مِنْ حُفَـرِ النَّارِ۔ (سنن ترمذى:٢،٥٢٤)** بند

بند.

بعد عالمِ برزخ میں رونما ہونے والے ثواب و عذاب کے یہ احوال روح اور جسم دونوں پر واقع ہوتے ہیں۔ تشریح

میت کو جب قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس کی روح سوال و جواب کے لئے جسم میں لوٹادی جاتی ہے، پھر روح کا جسم کے ساتھ اتنا تعلق ضرور باقی رکھا جاتا ہے جس سے وہ ثواب و عذاب کو محسوس کرسکے۔ دلائل

**عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " العَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ، وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ، فَأَقْعَدَاهُ، فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ۔ (صحیح بخاری:۱۔۱۸۳) اتفق أهل الحق على أن الله يعيد إلى الميت في القبر نوع حياة قدر ما يتألم ويتلذذ ويشهد بذلك الكتاب والأخبار والآثار ولكن توقفوا في أنه هل يعاد الروح إليه أم لا وما يتوهم من امتناع الحياة بدون الروح ممنوع وإنما ذلك في الحياة الكاملة التي يكون معها القدرة والأفعال الاختيارية وقد اتفقوا على أن الله تعالى لم يخلق في الميت القدرة والأفعال الاختيارية فلهذا لا يعرف حياته كمن أصابته سكتة۔ (شرح المقاصد:۳۔۳۶۶) ألا ترىٰ أن النائم يخرج روحه و يكون روحه متصلاً لجسده حتى يتألم فى المنام و يتنعم۔ (شرح فقہ اكبر:۱۰۱)**

عن البراء بن عازب عن النـبي صـلى الله عليه وسـلم أنـه قـال إن المـؤمن إذا أحتضر أتاه ملك في أحسن صورة وأطيب ريح فجلس عنده لقبض روحه وأتاه ملكان بحنـوط من الجنـة وكفن من الجنـة وكانـا منه على بعد فيستخرج ملك الموت روحـه من جسـده رشـحا فـإذا صـارت إلى ملـك المـوت إبتـدرها الملكـان فأخـذاها منـه فحنطاها بحنوط من الجنة وكفناهـا بكفن من الجنـة ثم عرجـا بهـا إلى الجنـة فتفتح أبواب السماء لها وتستبشـر الملائكـة بهـا ويقولـون لمن هـذه الـروح الطيبـة الـتي فتحت لها أبواب السماء وتسـمى بأحسـن الأسماء التي كانت تسمى بهـا في الـدنيا فيقال هذه روح فلان فـإذا صـعد بهـا إلى السـماء شـيعها مقربـو كـل سـماء حـتى توضع بين يـدي اللـه عنـد العـرش فيخـرج عملها في علـيين فيقـول اللـه للمقـربين إشهدوا أني قد غفرت لصاحب هذا العمل ويختم كتابه فيرد في عليين ثم يقول عـز وجــل ردوا روح عبــدي إلى الأرض فــإني وعــدتهم أني أردهم فيهــا فــإذا وضــع المؤمن في لحده تقول له الأرض إن كنت لحبيبـا إلي وأنت على ظهـري فكيـف إذا صـرت في بطـني سـأريك مـا أصـنع بـك

فيفسح له في قـبره مـد بصـره ويفتح لـه باب عند رجليه إلى الجنة فيقال لـه أنظـر إلى ما أعد الله لـك من الثـواب ويفتح لـه باب عند رأسه إلى النار فيقال له أنظر ما صرف الله عنك من العذاب ثم يقال له نم قريـــر العين فليس شـــيء أحب إليـــه من قيام الساعة (مشكوٰ المصـابيح:١١۴٢)

و اعلم ان ال الحـق اتفقـوا على ان الل يخلق فى الميت نـوع حيـا فى القـبر مـا يتألم أو يتلذذ (شرح فق اكبر:١٠١) بند

بند.

بد انسان اور جنات ک علاو باقی مخلوق میت پـر عـذاب کی حـالت میں اس کی چیخ و پکار کو سنتی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ فَقَالَتَـا لِي إِنَّ أَهْـلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَـــدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَـــا وَدَخَـــلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ فَقُلْتُ لَـهُ يَـا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عَجُوزَيْنِ وَذَكَرْتُ لَـهُ فَقَـالَ صَدَقَتَا إِنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْـمَعُهُ الْبَهَـائِمُ كُلُّهَا فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ فِي صَـلَاةٍ إِلَّا تَعَـوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْـرِ (صـحيح بخـارى:٢٩۴٢) عَنْ أُمِّ مُبَشِّـــرٍ قَـــالَتْ دَخَـــلَ عَلَيَّ رَسُـــولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـــلَّمَ وَأَنَـــا فِي حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ بَنِي النَّجَّارِ فِيـــهِ قُبُـــورٌ مِنْهُمْ قَـــدْ

مَاتُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَسَمِعَهُمْ وَهُمْ يُعَـذَّبُونَ
فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ اسْتَعِيذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ
الْقَبْـرِ قَـالَتْ قُلْتُ يَـا رَسُـولَ اللَّهِ وَإِنَّهُمْ
لَيُعَـذَّبُونَ فِي قُبُـورِهِمْ قَـالَ نَعَمْ عَـذَابًا
تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ (مسند احمـد:٦ ٣٩٥) عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُـولِ
اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ جِنَـازَةً فَقَـالَ
رَسُـولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ أَيُّهَـا
النَّاسُ إِنَّ هَـذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَـا
فَـإِذَا الْإِنْسَـانُ دُفِنَ فَتَفَـرَّقَ عَنْـهُ أَصْـحَابُهُ
جَاءَهُ مَلَكٌ فِي يَدِهِ مِطْرَاقٌ فَأَقْعَدَهُ قَالَ مَا
تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا قَـالَ
أَشْـهَدُ أَنْ لَا إِلَـهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْـدُهُ
وَرَسُولُهُ فَيَقُولُ صَـدَقْتَ ثُمَّ يُفْتَحُ لَـهُ بَـابٌ
إِلَى النَّارِ فَيَقُولُ هَذَا كَانَ مَنْزِلُكَ لَوْ كَفَرْتَ
بِرَبِّكَ فَأَمَّا إِذْ آمَنْتَ فَهَذَا مَنْزِلُـكَ فَيُفْتَحُ لَـهُ
بَـابٌ إِلَى الْجَنَّةِ فَيُرِيـدُ أَنْ يَنْهَضَ إِلَيْـهِ
فَيَقُولُ لَهُ اسْكُنْ وَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَإِنْ
كَانَ كَافِرًا أَوْ مُنَافِقًـا يَقُـولُ لَـهُ مَـا تَقُـولُ
فِي هَـذَا الرَّجُـلِ فَيَقُـولَ لَا أَدْرِي سَـمِعْتُ
النَّاسَ يَقُولُـونَ شَـيْئًا فَيَقُـولُ لَا دَرَيْتَ وَلَا
تَلَيْتَ وَلَا اهْتَـدَيْتَ ثُمَّ يُفْتَحُ لَـهُ بَـابٌ إِلَى
الْجَنَّةِ فَيَقُـولُ هَـذَا مَنْزِلُـكَ لَـوْ آمَنْتَ بِرَبِّـكَ
فَأَمَّا إِذْ كَفَرْتَ بِهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَبْـدَلَكَ
بِهِ هَذَا وَيُفْتَحُ لَهُ بَـابٌ إِلَى النَّارِ ثُمَّ يَقْمَعُـهُ

قَمْعَةً بِالْمِطْرَاقِ يَسْمَعُهَا خَلْقُ اللَّهِ كُلُّهُمْ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ۔ (کنز العمال:۱۵۔۶۳۶) سند

بعد انسان اور جنات سے برزخ کے تمام احوال پردے میں رکھے گئے ہیں، تاکہ ایمان بالغیب باقی رہے۔ تشریح

برزخ کے احوال اس واسطے بھی پردے میں ہیں کہ دنیا کا جہاں اور ہے اور برزخ کا جہاں اور، اُس جہاں کے تمام احوال انسان کو محسوس نہیں ہوتے اور نظر نہیں آتے، اگر دوسرے جہاں کے احوال محسوس نہ ہوں اور نظر نہ آئیں تو اس میں کیا استبعاد ہے۔ دلائل

وَلَوْ أَطْلَعَ الله على ذَلِكَ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ لَزَالَتْ حِكْمَة التَّكْلِيفِ وَالْإِيمَانِ بِالْغَيْبِ، وَلَمَا تَدَافَنَ النَّاسُ، كَمَا في الصَّحِيحِ عنه صلى الله عليه وَسَلَّمَ: لَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ الله أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَا أَسْمَعُ، وَلَمَّا كَانَتْ هذه الْحِكْمَة مُنْتَفِيَة في حَقِّ الْبَهَائِمِ سَمِعَتْ وَأَدْرَكتْ۔ (شرح عقیدہ طحاویہ:۴۰۱) فَيَجِبُ اعْتِقَادُ ثُبُوتِ ذَلِكَ وَالْإِيمَانُ بِهِ، وَلَا تتكلم فِي كَيْفِيَّتِهِ، إِذْ لَيْسَ لِلْعَقْلِ وُقُوفٌ عَلَى كَيْفِيَّتِهِ، لِكَوْنِهِ لَا عَهْدَ لَهُ بِهِ فِي هذا الدَّارِ، وَالشَّرْعُ لَا يَأْتِي بِمَا تُحِيلُهُ الْعُقُولُ، وَلَكِنَّهُ قَدْ يَأْتِي بِمَا تَحَارُ فِيهِ الْعُقُولُ. فَإِنَّ عَوْدَ الرُّوحِ إِلَى الْجَسَدِ لَيْسَ عَلَى الْوَجْهِ الْمَعْهُودِ فِي الدُّنْيَا، بَلْ تُعَادُ الرُّوحُ إِلَيْهِ إِعَادَةً غَيْرَ الْإِعَادَةِ الْمَأْلُوفَةِ فِي الدُّنْيَا۔ (شرح عقیدہ طحاویہ:۴۰۰) سند

بند.

بد قبر کا عذاب دائمی بھی ہوتا ہے اور عارضی بھی ہوتا ہے۔ تشریح

دائمی کے معنیٰ یہ ہیں کہ قیامت تک ہوتا رہتا ہے، یہ کفار اور بڑے بڑے گنہگاروں کو ہوگا، عارضی کے معنیٰ یہ ہیں کہ ایک مدت تک عذابِ قبر ہوگا پھر ختم ہوجائے گا، حتم ہونے کی ایک وجہ یہ ہوگی کہ جرم اور گناہ معمولی نوعیت کا ہوگا، کچھ عذاب دے پھر عذاب ہٹا لیا جائے گا یا اقرباء کی دعاء، صدقہ، استغفار اور ایصالِ ثواب سے بھی عذاب ختم کردیا جائے گا۔ دلائل

**عِكْرِمَةَ يَقُولُ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا۔ (صحيح بخارى:۱،۲۸۶) قال إبن القيم ثم عذاب القبر قسمان دائم وهو عذاب الكفار وبعض العصاة ومنقطع وهو عذاب من خفت جرائمهم من العصاة فإنه يعذب بحسب جريمته ثم يرفع عنه وقد يرفع عنه بدعاء أو صدقة أو نحو ذلك ۔ (شرح الصدور: ۱۶۳)** بند

بند.

**بد** نفخۂ اولی اور نفخۂ ثانیہ کی درمیانی مدت میں روح کی موت و حیات کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہیں۔ تشریح

روح پر موت طاری نہیں ہوتی، روح کی موت یہی ہے کہ اُس وقتِ مقررہ پر جسم سے جدا کردیا جاتا ہے، پیدائش کے بعد روح ہمیشہ رہے گی، البتہ اس کے ٹھکانے بدلتے رہیں گے۔ دلائل

**و قال فی موضع أخر: للروح بالبدن خمسة انواع من التعلق متغائرة: الاول: فی بطن الأم، الثانی:بعد الولادة، الثالث: فی حال النوم، فلها به تعلق من وجه و مفارقة من وجه، الرابع: فی البرزخ، فانها و ان کانت قد فارقته بالموت فانها لم تفرقه فراقا کلیا بحیث لم یبق لها الیه التفات، الخامس: تعلقها به یوم البعث، وهو اکمل انواع التعلقات، و لا نسبة لما قبله الیه، اذ لا یقبل البدن معه موتا و لا نوماً ولا فساداً۔ (شرح الصدور: ٢١٢) اعلم ان العلماء اختلفوا فی فناء النفس عند القیام و اتفقوا علی بقائها بعد موت جسدها۔ (الیواقیت و الجواهر: ٢؍١٣٥) بند**

بند.

**بد** عالم برزخ میں روح کا اپنے جسم کے ساتھ تعلق مختلف ہوتا ہے۔ تشریح

عام اموات کے ساتھ روح کا تعلق کم درجے کا ہوتا ہے، شہداء کے ساتھ ارواح کا یہ تعلق اس سے قوی ہوتا ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلوۃ و السلام کے ساتھ یہ روحانی تعلق قوی تر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ شہداء اور انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ اپنی قبروں میں محفوظ رہتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں پر پڑھا جانے والا درود و سلام سنتے ہیں

**دلائل**

**وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا أبلغته (كنز العمال:١: ٤٩٢) وفي بحر الكلام للنسفي الأرواح على أربعة أوجه أرواح الأنبياء تخرج من جسدها وتصير مثل صورتها مثل المسك والكافور وتكون في الجنة تأكل وتشرب وتتنعم وتأوي بالليل إلى قناديل معلقة تحت العرش وأرواح الشهداء تخرج من جسدها وتكون في أجواف طير خضر في الجنة تأكل وتتنعم وتأوي بالليل إلى قناديل معلقة بالعرش وأرواح المطيعين من المؤمنين بربض الجنة لا تأكل ولا تتمتع ولكن تنظر في الجنة وأرواح العصاة من المؤمنين تكون بين السماء والأرض في الهواء وأما أرواح الكفار فهي في سجين في جوف طير سود تحت**

الأرض الســابعة وهي متصــلة بأجســادها فتعــذب الأرواح وتتــألم الأجســاد منــه كالشمس في السـماء ونورهـا في الأرض إنتهى (شرح الصدور:٢١٨) وقال إن الله وكل بقبري ملكـا أعطـاه أسـماء الخلائـق فلا يصـلي علي أحـد إلى يـوم القيامـة إلا أبلغني بإسـمه واسـم أبيـه أخرجـه الـبزار والطبراني من حديث عمار بن ياسـر هـذا مع القطع بأن روحه في أعلى علـيين مـع أرواح الأنبيــاء وهــو في الرفيــق الأعلى فثبت بهذا أنـه لا منافـاة بين كـون الـروح في علــيين أو في الجنــة أو في الســماء وأن لها بالبدن إتصالا بحيث تدرك وتسـمع وتصلي وتقرأ وإنمـا يسـتغرب هـذا لكـون الشاهد الدنيوي ليس فيـه مـا يشـابه هـذا وأمور البرزخ الآخـرة على نمـط غـير هـذا المــألوف في الــدنيا هــذا كلــه كلام إبن القيم (شرح الصدور:٢١٢)بند

بند.

## ہم (میدانِ محشر) حساب کے دن کوکس طرح مانیں اس سے متعلق احکام و عقائد

**میدانِ حشر:** قیامت قائم ہونے کے چالیس سال بعد دوبارہ صور پھونکا جائے گا، پہلے صور پھونکنے سے تمام مخلوق تباہ و برباد ہوجائے گی، تمام فرشتے مرجائیں گے حتی کہ اسرافیل علیہ السلام پر بھی موت طاری ہوجائے گی، اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرکے دوبارہ صور پھونکنے کا حکم فرمائیں گے، اس دوسرے صور کی آواز سے تمام مخلوق دوبارہ زندہ ہوجائے گی، یہ زمین کسی دوسری زمین سے تبدیل کردی جائے گی، مردے قبروں سے نکل نکل کر میدانِ محشر میں جمع ہونا شروع ہوجائیں گے، بعض عمدہ قسم کی سواریوں پر سوار ہوکر میدانِ محشر میں پہنچیں گے، بعض دوڑتے بھاگتے پہنچ جائیں گے اور بعض چہروں کے بل میدانِ محشر میں جمع ہوں گے، تمام لوگ برہنہ حالت میں اللہ کے حضور پیش ہوں گے، ہر شخص تنہاء اور اکیلا ہوگا، اولین و آخرین تمام کو جمع کیا جائے گا اور کوئی اس دن کی حاضری سے مستثنیٰ نہیں ہوگا اور سب اللہ کے حضور صفوں میں کھڑے ہوں گے، قیامت کا وہ ایک دن پچاس ہزار سال کا ہوگا، اس دن سورج سروں کے بہت قریب ہوگا، جس کی تپش اور گرمی سے لوگوں کے دماغ کھولنے لگیں گے، ہر گنہگار اپنے گناہوں کے بقدر پسینے میں شرابور ہوگا، لوگ اس میدان میں بھوکے پیاسے کھڑے ہوں گے۔ دلائل

وَنُفِخَ فِي الصُّـــورِ فَصَــــعِقَ مَنْ فِي
السَّـــمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَـــاءَ
اللَّهُ (الزمــر:٦٨) وَنُفِخَ فِي الصُّــورِ فَـإِذَا
هُمْ مِنَ الْأَجْـــدَاثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنْسِــــلُونَ
(يٰسٓ:٥١) تَعْرُجُ الْمَلَائِكَـةُ وَالـرُّوحُ إِلَيْـهِ فِي
يَـوْمٍ كَـانَ مِقْـدَارُهُ خَمْسِـينَ أَلْـفَ سَـنَةٍ
(المعارج:٤) يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْـرَ الْأَرْضِ
(ابـــــــــرا‌يم:٤٨) أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ
مَبْعُوثُــونَ لِيَــوْمٍ عَظِيمٍ (الانفطــار:٤،٥)
هَــذَا يَــوْمُ الْفَصْــلِ جَمَعْنَــاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ
(المرسلات:٣٨) يَقُولُ الْإِنْسَــانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ
الْمَفَــــرُّ كَلَّا لَا وَزَرَ إِلَى رَبِّـــــكَ يَوْمَئِذٍ
الْمُسْتَقَرُّ (القيام:١٠–١٢) وَلَقَدْ جِئْتُمُونَـا
فُـرَادَى (الانعــام:٩٤) يَــوْمَ يَقُـومُ النَّاسُ
لِـرَبِّ الْعَـالَمِينَ (المطففين:٦) وَعُرِضُـوا
عَلَى رَبِّـــكَ صَــفًّا (الكهــف:٤٨) عَنْ أَبِي
هُرَيْــرَةَ قَـالَ أُتِيَ رَسُــولُ اللَّهِ صَــلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِلَحْمٍ فَرُفِـعَ إِلَيْـهِ الـذِّرَاعُ
وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً فَقَالَ أَنَـا
سَيِّدُ النَّاسِ يَـوْمَ الْقِيَامَـةِ وَهَـلْ تَـدْرُونَ بِمَ
ذَاكَ يَجْمَــعُ اللَّهُ يَـــوْمَ الْقِيَامَـــةِ الْأَوَّلِينَ
وَالْآخِــرِينَ فِي صَــعِيدٍ وَاحِــدٍ فَيُسْــمِعُهُمْ
الدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمْ الْبَصَـرُ وَتَـدْنُو الشَّـمْسُ
(صـحيح مسـلم:١١١١) عَنْ عَائِشَـةَ قَـالَتْ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ

**يَقُولُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا (صحيح مسلم:٢/٣٨٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَرَقَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيَذْهَبُ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ بَاعًا وَإِنَّهُ لَيَبْلُغُ إِلَى أَفْوَاهِ النَّاسِ أَوْ إِلَى آذَانِهِمْ (صحيح مسلم:٢/٣٨٤) عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ..... قَالَ ..... تُحْشَرُونَ هَاهُنَا وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى نَحْوِ الشَّامِ مُشَاةً وَرُكْبَانًا وَعَلَى وُجُوهِكُمْ تُعْرَضُونَ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى وَعَلَى أَفْوَاهِكُمْ الْفِدَامُ (مسند احمد:٥/٤) عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ يحشر الناس يوم القيامة أجوع ما كانوا قط وأظمأ ما كانوا قط (تاريخ بغداد للخطيب البغدادى:٣/٤٢٢)** سند

سند.

**ترجمہ** میدان محشر میں تمام زندہ ہونے والوں پر ایک ہانکنے والا مسلط ہوگا، اور وہ سب ایک ندا دینے والے کی ندا پر حشر کے میدان کی جانب چلے جارہے ہوں گے تشریح

دوبارہ زندہ کئے گئے تمام مکلفین ایک جانب ہانکے جائیں گے، ہر فرد پر ایک ہانکنے والا مسلط ہوگا ، اور ایک ندا دینے والا انہیں پکار پکار کر میدان حشر میں جمع کررہا ہوگا، اور وہ سب اس کی جانب دوڑے چلے جا رہے ہوں گے، کسی کی جرأت نہیں ہوگی کہ اس سے انحراف کریں

یا کسی اور جانب متوجہ ہوں ، سب کی آواز گم ہو چکی ہو گی، اور نگاہیں پتھرائی ہوئی ہوں گی (القرآن) یہ تمام احوال قرآن سے قطعی طور پر ثابت ہیں، یہ یقیناً پیش آئیں گے ان پر ایمان فرض ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ دلائل

**يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا (١٠٢) يَتَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا (١٠٣) نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا (١٠٤) وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا (١٠٥) فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا (١٠٦) لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا (١٠٧) يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا (١٠٨)سورہ طٰہٰ مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَذَا يَوْمٌ عَسِرٌ (القمر: ٨)۔وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ (٢١) لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِنْ هَذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ (٢٢) سورہ ق ۔بند**

بند.

بند حشر کے زمین و آسمان دنیا کے زمین و آسمان سے جدا ہوں گے، اللہ تعالیٰ انہیں نئی صفات کے ساتھ پیدا کرے گا۔حشر کے اس میدان میں تمام مکلفین گن گن کر جمع کئے جائیں گے، کوئی فرد مکلف اس سے بچ کر نہیں نکل سکے گا۔تشریح

قیامت واقع ہونے کے بعد جبکہ زمین و آسمان سب
تباہ ہو چکے ہوں گے، ایک دوسری زمین اور دوسرے آسمان
پیدا کئے جائیں گے، اس زمین کی صفت یہ ہوگی کہ اس کو
کوٹ کوٹ کر برابر کردیا گیا ہوگا، جو چٹیل میدا ن کی
مانند ہوگی، یہی میدان حشر ہوگا، جہاں از اول تا آخر
تمام مکلفین کو جمع کیا جائے گا ۔ (القرآن)

حدیث کے مطابق اس زمین پر نہ کہیں کوئی پہاڑ
ہوگا، نہ ان پر کہیں گھاس یا پودے اُگے ہوں گے، نہ ان پر
کوئی تعمیر ہوں گی، اور نہ ہی کوئی آڑ ہو گی جس کے
پیچھے چھپا جا سکے بس چٹیل میدان ہوں گے۔

ہر ہر فرد مکلف اٹھایا جائے گا، کوئی ایسا نہیں ہوگا
جو چھوٹ جائے، ایک ایک فرد گنتی کے ساتھ جمع کیا جائے
گا، اور سب انفرادی حیثیت سے جمع کئے جائیں گے جن کی
گروہ بندی پھر اللہ کے حکم سے ہوگی(القرآن)۔

قرآن کے حوالے سے اوپر مذکور امور قطعی اور یقینی
ہیں جن پر ایمان لانا فرض ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ اور
اسی طرح احادیث صحیحہ سے ثابت اضافی مذکور امور پر
بھی ایمان لازم ہے اور ان کا انکار سخت گناہ کا باعث ہے۔

دلائل

**يَوْمَ تُبَدَّلُ الأَرْضُ غَيْرَ الأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُواْ للّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ(۴۸) سورة إبراهيم۔ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا (۴۷) سورة الكهف۔ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ (۱۳) وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ**

وَالْجِبَـالُ فَـدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِـدَةً (١٤) فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (١٥) الحاقة) ﴿كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا (٢١) سـورة الفجـر﴿يَـوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُـرُ الْمُجْـرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًـا (١٠٢) يَتَخَـافَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْـرًا (١٠٣) نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَـا يَقُولُـونَ إِذْ يَقُـولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَـةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًـا (١٠٤) وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِـفُهَا رَبِّي نَسْفًا (١٠٥) فَيَذَرُهَا قَاعًـا صَفْصَـفًا (١٠٦) لَا تَـرَى فِيهَـا عِوَجًـا وَلَا أَمْتًـا (١٠٧) يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَـهُ وَخَشَـعَتِ الْأَصْـوَاتُ لِلـرَّحْمَنِ فَلَا تَسْـمَعُ إِلَّا هَمْسًـا (١٠٨)سورة طه﴿مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُـولُ الْكَافِرُونَ هَذَا يَـوْمٌ عَسِـرٌ (القمـر: ٨) ﴿إِنْ كُـلُّ مَنْ فِي السَّـمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آَتِي الرَّحْمَنِ عَبْـدًا (٩٣) لَقَـدْ أَحْصَـاهُمْ وَعَـدَّهُمْ عَدًّا (٩٤) وَكُلُّهُمْ آَتِيهِ يَـوْمَ الْقِيَامَـةِ فَـرْدًا (٩٥) (مـريم) ﴿وَيَـوْمَ نُسَـيِّرُ الْجِبَـالَ وَتَـرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَـرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَـادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا (٤٧) سورة الكهف﴾

وعن سَـهْلَ بْنِ سَـعْدٍ قَـالَ سَـمِعْتُ النَّبِىَّ - صلى الله عليه وسلم - يَقُـولُ « يُحْشَـرُ النَّاسُ يَـوْمَ الْقِيَامَـةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ نَقِيٍّ » . قَـالَ سَـهْلٌ

**أَوْ غَيْرُهُ لَيْسَ فِيهَا مَعْلَمٌ لأَحَدٍ . رواه البخاري ومسلم**

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّهُ قَالَ : حَدَّثَهُ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قَالَ : " يُبَدِّلُ اللَّهُ الْأَرْضَ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتِ ، بَسَطَهَا وَسَطَحَهَا وَمَدَّهَا مَدَّ الْأَدِيمِ الْعُكَاظِيِّ قَالَ : ثُمَّ هَتَفَ بِصَوْتِهِ فَقَالَ : أَلَا مَنْ كَانَ لِي شَرِيكًا فَلْيَأْتِ أَلَا مَنْ كَانَ لِي شَرِيكًا فَلْيَأْتِ ، فَلَا يَأْتِيهِ أَحَدٌ ، ثُمَّ نَادَى مُنَادٍ أَسْمَعَ الْجَمْعَ كُلَّهُمْ ، فَقَالَ : أَلَا لِيَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِآلِهَتِهِمْ ، وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ "(تفسیر ابن ابی حاتم:ضعیف)**

**وعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : فِي قَوْلِهِ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ قَالَ : " تُبَدَّلُ بِأَرْضٍ بَيْضَاءَ كُلُّهَا فِضَّةٌ ، لَمْ يُسْفَكْ فِيهَا دَمٌ حَرَامٌ ، وَلَمْ يُعْمَلْ فِيهَا خَطِيئَةٌ(صفۃ الجنۃ: ابو نعیم الاصفهانی، مرفوعاً و موقوفاً، صحیح موقوف)** بند

بند.

بند مؤمنین نیکوکاروں کا فرشتے استقبال کریں گے، جبکہ کافر بدکاروں کا سخت حال ہوگا بہت سے کفار اندھے اٹھائے جائیں گے۔ تشریح

حدیث پاک کے مطابق پہلے صور کے بعد جب سب مرچکے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ماء حیات نازل فرمائیں گے، اور اس سے وہ تمام جاندار جو مر چکے ہیں ایسے اُگیں گے جیسے پودا پانی سے اُگ آتا ہے، چنانچہ حدیث کے بیان کے مطابق جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا پورا جسم گل سڑ جاتا ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے سرے کے جو ایک طرح سے انسان کی دوبارہ تخلیق کے لئے بیج کا کام دے گا، پہلے صور کے ذریعے جو تباہی ہوگی اس کے بعد جب ماء حیات نازل کیا جائے گا اسی بیج سے وہ دوبارہ درختوں کی طرح اُگ جائیں گے، لیکن ابھی ان میں روح نہیں ہوگی، نفخ صور کے بعد ان میں روح داخل ہو جائے گی۔

اور جب دوسرا صور پھونکا جائے گاان میں انسانی حیات بیک لمحے پید ہو جائے گی، اور وہ سب حساب کتاب کےلئے کھڑے کر دئیے جائیں گے(القرآن)۔

ان کی ابتدائی کیفیت ایسی ہوگی جیسے سوتے سے اٹھا دئیے گئے ہوں، وہ کہتے ہوں گے کہ ہماری آرام گاہوں سے ہمیں کس نے جگا دیا ہے؟ لیکن سب کوفوراًمعلوم ہوجائے گا کہ یہ تو بدلے کا دن ہے، اور وہ زبان سے اقرار بھی کریں گے، اور ان سے کہا جائے گا ہاں یہ بدلے کا دن ہی ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ یہ لوگ قبروں سے نکل کر ایک طرف دوڑ چلے جا رہے ہوں گے جیسے ان سب کو کسی ایک مقررہ مقام تک پہنچنا ہو(القرآن)۔

حدیث کے بیان کے مطابق یہ زندہ ہونے والے اپنی اصل حالت میں ہوں گے، نہ ان کے جسم پر لباس ہوگا اور نہ ہی پیروں میں کوئی پہننے کی چیز، سب ننگے بدن اور ننگے

پاؤں ہوں گے، اور سب کی حالت ایسی دگرگوں ہوگی کہ انہیں اپنے بدن اور ننگے ہونے کا کوئی احساس ہی نہیں ہوگا، سب کے ہوش اتنے بگڑے ہوئے ہوں گے کہ کسی کو اپنے یا دوسرے کے ستر کی جانب نگاہ کرنے کی توجہ ہی نہیں ہوگی۔

متقین (بعث یعنی روز قیامت ) زندہ کئے جانے کے بعد بڑے پر وقار انداز میں وفد کی شکل میں اللہ کےدربار میں حاضر ہوں گے، جن کا فرشتے احترام سے استقبال کریں گے، جبکہ کفار مجرموں کی طرح ہانکے جائیں گے اور ان میں کے بعض وہ جو اللہ کی یاد ہی سے اعراض کئے ہوئے تھے ایسے بھی ہوں گے جو اندھے اٹھائے جائیں گے، وہ کہتے رہتے ہوں گے کہ مجھے اندھا کیوں اٹھایا گیا میں تو آنکھوں والا تھا ان کو جواب ملے گا کہ ہمارا پیغام تم تک آیا تھا لیکن تم نے اس کو بھلا دیا آج تم بھی بھلا دئیے گئے ہو، مسرفین کا یہی انجام ہونا تھا بلکہ ان کے لئے آخرت کا مزید شدید عذاب بھی ہے جو ہمیشہ جاری رہے گا(القرآن)۔

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کی یہ کیفیات یہاں بیان ہوئی ہیں یقینی طور پر پیش آنے والی ہیں، اوپر مذکور امور جو قرآن سے قطعی طور پر ثابت ہیں ان پر ایمان فرض ہے اور ان کا انکار کفر ہے، اور احادیث سے ثابت اضافی تفصیلات پر بھی ایمان واجب ہے ان میں سے کسی چیز کا انکار سخت گناہ کا موجب ہے۔ دلائل

**وَهُـوَ الَّذِي يُرْسِـلُ الرِّيَـاحَ بُشْـرًا بَيْنَ يَـدَيْ رَحْمَتِـهِ حَتَّى إِذَا أَقَلَّتْ سَـحَابًا ثِقَـالاً**

سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاء فَأَخْرَجْنَـا بِهِ مِن كُـلِّ الثَّمَـرَاتِ كَـذَلِكَ نُخْـرِجُ الْمـوْتَى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (٥٧) سورة الأعراف

عن عبـد اللـه بن عمـرو قـال : قـال رسول الله - صلى الله عليـه وسـلم - (ثُمَّ يُنْفَخُ فِى الصُّورِ فَلاَ يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلاَّ أَصْـغَى لِيتًا وَرَفَـعَ لِيتًـا - قَـالَ - وَأَوَّلُ مَنْ يَسْـمَعُهُ رَجُـلٌ يَلُـوطُ حَـوْضَ إِبِلِـهِ - قَـالَ - فَيَصْـعَقُ وَيَصْـعَقُ النَّاسُ ثُمَّ يُرْسِـلُ اللَّهُ - أَوْ قَـالَ يُنْـزِلُ اللَّهُ - مَطَـرًا كَأَنَّهُ الطَّلُّ أَوِ الظِّـلُّ - نُعْمَانُ الشَّـاكُّ - فَتَنْبُتُ مِنْـهُ أَجْسَـادُ النَّاسِ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيـــهِ أُخْـــرَى فَـــإِذَا هُمْ قِيَـــامٌ يَنْظُرُونَ) صحيح مسلم

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ - صـــلى اللـــه عليـــه وســـلم - « مَـــا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُـونَ ». قَـالُوا يَـا أَبَـا هُرَيْـرَةَ أَرْبَعُـونَ يَوْمًـا قَـالَ أَبَيْتُ. قَـالُوا أَرْبَعُـونَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ. قَالُوا أَرْبَعُـونَ سَـنَةً قَـالَ أَبَيْتُ « ثُمَّ يُنْـــزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّـــمَاءِ مَـــاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ ». قَـالَ « وَلَيْسَ مِنَ الإِنْسَانِ شَىْءٌ إِلاَّ يَبْلَى إِلاَّ عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُـرَكَّبُ الْخَلْـقُ يَـوْمَ الْقِيَامَةِ ». رواه البخاري ومسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْـرَةَ قَـالَ : قَـالَ رَسُـولُ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - :كُلُّ ابْنِ آدَمَ

تَأْكُلُهُ الأَرْضُ إِلاَّ عَجْبَ الذَّنَبِ فَإِنَّهُ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيهِ يُرَكَّبُ. مسند أحمد  صحيح
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - رضى الله عنهما - عَنِ النَّبِىِّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً - ثُمَّ قَرَأَ - كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ (١٠٤) سورة الأنبياء
عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ ، أَنَّهُ سَمِعَ حَيْدَةَ يَقُولُ : أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - يَقُولُ : " تُحْشَرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ، وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيمُ الْخَلِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى : اكْسُوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِي ، لِيَعْلَمَ النَّاسُ فَضْلَهُ ، ثُمَّ يُكْسَى النَّاسُ عَلَى قَدْرِ الْأَعْمَالِ "( مَعْرِفَةُ الصِّحَابَةِ لِأَبِي نُعَيْمٍ الْأَصْبَهَانِيِّ، حسن)
وعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - يَقُولُ « يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً ». قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ النِّسَاءُ وَالرِّجَالُ جَمِيعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ قَالَ - صلى الله عليه وسلم - « يَا عَائِشَةُ الأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ »(صحيح مسلم)
وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ - قَالُوا يَا وَيْلَنَا

مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا هَذَا مَا وَعَـدَ الـرَّحْمَنُ وَصَـدَقَ الْمُرْسَـلُونَ - إِن كَـانَتْ إِلَّا صَـيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ [يس :٥١-٥٣] ﴿ يَــوْمَ يَخْرُجُــونَ مِنَ الْأَجْــدَاثِ سِــرَاعًا كَــأَنَّهُمْ إِلَى نُصُــبٍ يُوفِضُــونَ [المعـارج : ٤٣] ﴿ثُمَّ إِذَا دَعَـاكُمْ دَعْـوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنتُمْ تَخْرُجُـونَ [ الـروم : ٢٥ ] ﴿ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنظُرُونَ - وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَذَا يَـوْمُ الـدِّينِ - هَـذَا يَـوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ [ الصـافات : ١٩-٢١] ﴿يَوْمَ نَحْشُـرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الـرَّحْمَنِ وَفْـدًا وَنَسُـوقُ الْمُجْـرِمِينَ إِلَى جَهَنَّمَ وِرْدًا [مـريم:٨٦، ٨٥] ﴿وَنَحْشُـرُهُمْ يَـوْمَ الْقِيَامَـةِ عَلَى وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًـا وَصُـمًّا مَـأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا [الإسـراء: ٩٧] ﴿وَمَنْ أَعْــرَضَ عَنْ ذِكْــرِي فَــإِنَّ لَــهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَـوْمَ الْقِيَامَـةِ أَعْمَى (١٢٤) قَـالَ رَبِّ لِمَ حَشَـرْتَنِي أَعْمَى وَقَـدْ كُنْتُ بَصِيرًا (١٢٥) قَـالَ كَـذَلِكَ أَتَتْـكَ آيَاتُنَـا فَنَسِــيتَهَا وَكَــذَلِكَ الْيَــوْمَ تُنْسَــى (١٢٦) وَكَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَـاتِ رَبِّـهِ وَلَعَـذَابُ الْآخِـرَةِ أَشَــدُّ وَأَبْقَى (١٢٧) ط بند

بند.

بند حشر کا دن بہت طویل ہوگا تشریح

**حشر کے دن کی طوالت:** حشر کا دن جہاں تمام مکلفین جن و انس کا حساب و کتاب ہونا ہے وہ بہت طویل (لمبا) ہوگا، اس کی طوالت (لمبائی) دنیا کے دنو ں کے لحاظ سے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی۔

لیکن جب حساب کتاب شروع ہوگا مؤمنین نیکوکاروں کا حساب جلد ہو جائے گا، انہیں ایسے محسوس ہوگا ایک نماز کا وقت گذرا ہے۔ کافر و بدکار حشر کے دن کی تمام سختیوں کو اول سے آخر تک جھیلیں گے۔

حشر کا دن بہت طویل ہوگا، اتنا طویل جتنا کے زمین کے دن کے لحاظ سے پچاس ہزار سال ہو سکتے ہیں(القرآن)۔

البتہ حدیث کے مطابق یہ طوالت کافروں کے حساب و کتاب کے لئے ہوگی، اور اس کا حساب اس پورے وقت کو محیط ہوگا اور وہ اس پوری مدت کی سختیوں کو جھیلے گا، بعض کفار کے لئے ان کے اعمال کے لحاظ سے اس دن کی طوالت ایک ہزار برس کی ہوگی (القرآن)۔

یہ حقیقت ہے کہ اہل محشر میدان حشر میں اپنے اپنے اعمال کے حساب کتاب کے لحاظ سے ٹھیریں گے اور جن کا حساب ہو جائے گا وہ یا تو جنت کی جانب یا جہنم کی جانب بھیجے جائیں گے، چنانچہ مؤمن کو میدان حشر میں ایسے محسوس ہوگا کہ اس کا حساب اتنے وقت میں ہوگیا جیسے ایک نماز کا وقت گذرتا ہے، اور وہ اپنے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔

حشر کے میدان کے حالات بہت سخت ہوں گے، اور وہاں سب کی حالت نازک ہوگی۔ میدان حشر کا سورج ان کے قریب ہوگا،غم اور کرب کی ایسی حالت ہوگی کہ لوگ اس کا تحمل نہ کر پا رہے ہوں گے۔ لوگ اپنے ہی پسینے سے شرابور ہوں گے، بعضوں کا پسینہ ان کے پیروں تک ہوگا اور بعضوں کا پسینہ ان کے گلوں تک پہنچ رہا ہوگا۔ وہاں کسی کو رشتہ داری کا خیال نہیں ہوگا، کوئی کسی کا دوست نہیں ہوگا، نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ حشر کے میدان میں جمع ہو کر سب حساب و کتاب کے آغاز کے انتظار میں رہیں گے، لیکن حساب و کتاب شروع نہیں ہوگا اور اسی انتظار میں ایک نا قابل بیان لمبا عرصہ گذر جائے گا۔

میدان حشر میں جمع ہونے والے سبھوں کی حالت نازک ہوگی، جبکہ کافر بہت بری حالت میں ہوں گے، سر اور نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی، چہرے تاریک ہوں گے، ہول اور ہیبت سے خلا میں گھور رہے ہوں گے، دلوں پر ویرانی چھائی ہوگی، کلیجہ منہ کو آرہا ہوگا اور وہ گُھٹے ہوئے ہوں گے، وہ مخلوقات جو اس دنیا میں نگاہوں سے اوجھل ہیں وہاں وہ ظاہر ہو جائیں گی، اور جن اور فرشتے سر کی آنکھوں سے دکھائی دیں گے، جن کو دیکھ کر ان کی نگاہیں پتھرا جائیں گی (القرآن)۔

وہاں ظالموں کا کوئی دوست نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی شفاعت کرنے والا ہوگا، وہاں کوئی نسب و رشتہ داری یاد نہیں رہے گی، نہ ہی کوئی دوستی یا درہے گی، بلکہ انسان اپنے ماں باپ، بھائی بہن ، بیوی بچے سبھی سے

پیچھا چھڑا کر بھاگ رہا ہوگا، کسی کو دوسرے کے کام آنے کا خیال تو اس وقت آئے گا جبکہ خود اس کو اپنے بارے میں اطمینان ہو حالانکہ اس جگہ اللہ کے سب سے مقرب بندے انبیاء تک نفسی نفسی کا شکار ہوں گے، اور وہ شخص جس نے ادنی درجہ کا بھی خود پر یا دوسروں پر ظلم کیا ہوا ہوگا اس کی حالت بری ہوگی(القرآن)۔

یہ احوال قرآن سے قطعی طور پر ثابت ہیں جن پر ایمان فرض ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔

احادیث میں وارد ہوا ہے کہ میدان حشر میں اولین و آخرین سب ایک جگہ جمع ہوں گے، اور میدان حشر کا سورج ان کے قریب کردیا جائے گا، غم اور کرب کی ایسی حالت ہوگی کہ لوگ اس کا تحمل نہ کر پا رہے ہوں گے۔ احادیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ لوگ اپنے ہی پسینے سے شرابور ہوں گے، بعضوں کا پسینہ ان کے پیروں تک ہوگا اور بعضوں کا پسینہ ان کے گلوں تک پہنچ رہا ہوگا۔

احادیث مبارکہ میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ حشر کے میدان میں سب کو جمع ہو کر اتنا لمبا عرصہ گذر جائے گا گویا محسوس ہوگا کہ سالہا سال انتظار میں گذر گئے ہیں، سب کے حواس گم ہوں گے، یہ لمبا عرصہ اس انتظار میں گذر جائے گا کہ کم از کم حساب و کتاب شروع ہو، لیکن اس کا کوئی سلسلہ شروع نہیں ہوگا۔

احادیث سے ثابت میدان حشر کے ان احوال پر ایمان واجب ہے اور ان کا انکار سخت گناہ کا موجب ہے۔ دلائل

**سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ (١) لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ (٢) مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ (٣)**

تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ (٤) فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا (٥) إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا (٦) وَنَرَاهُ قَرِيبًا (٧) يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ (٨) وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ (٩) وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا (١٠) المعارج

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم- « مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلاَ فِضَّةٍ لاَ يُؤَدِّى مِنْهَا حَقَّهَا إِلاَّ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحَ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِىَ عَلَيْهَا فِى نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِى يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرَى سَبِيلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ ». (صحيح مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم- « (يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ) (فِى يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ) فِى الرَّشْحِ إِلَى أَنْصَافِ آذَانِهِمْ »

خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ (٤٣) سورة القلم خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا

**يُوعَدُونَ (٤٤) سورة المعارج مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لاَ يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاء (٤٣) سورة إبراهيم لَقَدْ كُنتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَاءكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ (٢٢) سورة ق فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ (١٠١) سورۃ المؤمنون يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ (٣٤) وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ (٣٥) وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ (٣٦) لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ (٣٧) سورۃ عبس وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ (١٨) غافر** بند

بند.

**بند** میدان محشرمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بعد ہی حساب وکتاب کا آغاز ہوگا، اسی کو شفاعت کبری کہاجاتا ہے۔ تشریح

**شفاعتِ کبری پر ایمان:** میدان حشر میں انتظار میں ایک بہت لمبا عرصہ گذرنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوگا کہ اللہ کی برگزیدہ ہستیوں سے درخواست کی جائے کہ وہ اللہ کے دربار میں حساب و کتاب شروع کرنے کی درخواست کریں، بعض لوگ مشورہ دیں گے کہ اپنے جد امجد حضرت آدم سے درخواست کی جائے، چنانچہ لوگ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے رجوع کریں گے کہ وہ تمام انسانیت کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ

سے پیدا کیا ہے، اور اپنی روح آپ میں پھونکی ہے، فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ کو سجدے کریں، آپ اپنے پروردگار سے ہماری شفاعت فرمائیے، آپ ہماری حالت دیکھ ہی رہے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچ گئے ہیں، اللہ کے دربار میں حساب و کتاب شروع کرنے کی درخواست کریں، لیکن حضرت آدم اس سے معذرت کرلیں گے، وہ فرمائیں گے: اللہ تعالیٰ آج ایسے غصے میں ہیں کہ اس سے قبل کبھی ایسے غصے میں نہیں تھے، اور اس کے بعد بھی کبھی ایسے غصے میں نہیں ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے خود مجھے جنت میں اس درخت سے دو رہنے کا حکم دیا تھا جبکہ میں اس سے اس معاملے میں کوتاہی ہو گئی، مجھے تو خود اپنی پڑی ہے، تم دوسروں کے یہاں چلے جاؤ، بہتر ہے تم اس شفاعت کے لئے نوح کے پاس جاؤ۔

لوگ حضرت نوح کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے: اے نوح! آپ روئے زمین پر اللہ رب العزت کے سب سے پہلے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ’’عبد شکور‘‘ کے لقب سے نوازا ہے، آپ اپنے پروردگار کے دربار میں ہمارے لئے شفاعت فرمائیے، آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں، ہماری کیا حالت ہو گئی ہے، حضرت نوح فرمائیں گے: اللہ تعالیٰ آج ایسے غصے میں ہیں کہ اس سے قبل کبھی ایسے غصے میں نہیں تھے، اور اس کے بعد بھی کبھی ایسے غصے میں نہیں ہوں گے، مجھے ایک دعا کا حق تھا ، وہ اپنی قوم کے خلاف بد دعا کی صورت میں کر چکا ہوں، آج تو مجھے خود اپنی جان کی پڑی ہے، بہتر ہے

تم کسی اور کے پاس جاؤ، تمہیں اس درخواست کو لے کر ابراہیم کے یہاں جانا چاہئے۔

لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں آئیں گے، اور ان سے کہیں گے کہ اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور روئے ارضی پر اللہ کے خلیل ہیں، ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہم پر کیا مصیبت آ پڑی ہے، حضرت ابراہیم بھی وہی جواب دیں کہ اللہ تعالیٰ آج ایسے غصے میں ہیں اس سے قبل کبھی ایسے غصے میں نہیں تھے، اور اس کے بعد بھی کبھی ایسے غصے میں نہیں ہوں گے، اور اپنے جھوٹ کا ذکر کریں گے، اور کہیں گے مجھے خود اپنی جان کی پڑی ہے، بہتر ہے تم موسی کے یہاں جاؤ۔

لوگ حضرت موسی کے یہاں آئیں گے، اور ان سے کہیں گے: اے موسی ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت اور ہم کلامی کے شرف سے نوازا ہے، آپ اپنے پروردگار کے یہاں ہماری شفاعت فرمائیے، آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہم پر کیا بپتا پڑی ہے، حضرت موسی بھی لوگوں کو وہی جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ آج ایسے غصے میں ہیں کہ اس سے قبل کبھی ایسے غصے میں نہیں تھے، اور اس کے بعد بھی کبھی ایسے غصے میں نہیں ہوں گے، میں نے ایک انسان کو قتل کردیا تھا جبکہ مجھے اس کا حکم نہیں تھا، مجھے تو خود اپنی پڑی ہے، تم کسی اور کے یہاں جاؤ، بہتر ہے عیسی کے یہاں جاؤ۔

لوگ حضرت عیسی کے یہاں آئیں گے، اور کہیں گے : اے عیسی! آپ اللہ کے پیغمبر ہیں، اور اللہ کے کلمہ ہیں

جس کو اللہ نے حضرت مریم کی جانب القاء فرمایا ، آپ
اللہ کی جانب سے پھونکی ہوئی روح ہیں، آپ کو اللہ نے
گود ہی میں بات کرنے کی صلاحیت بخشی تھی، آپ اپنے
پروردگار کے یہاں ہماری سفارش فرمائیے، آپ دیکھ ہی
رہے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہے اور ہم پر کیا مصیبت آئی
ہوئی ہے، حضرت عیسی بھی وہی جواب دیں گے وہ کہیں
گے اللہ تعالیٰ آج ایسے غصے میں ہیں کہ اس سے قبل
کبھی ایسے غصے میں نہیں تھے، اور اس کے بعد بھی کبھی
ایسے غصہ میں نہیں ہوں گے، وہ اپنی کسی تقصیر کا ذکر
نہیں کریں گے البتہ کہیں گے بہتر ہے تم محمد ﷺ کے یہاں
جاؤ۔

بالآخر لوگ آپ ﷺ کے یہاں آئیں گے، ائے محمد ﷺ آپ
اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں، اللہ نے آپ کو فرمایا
ہے کہ آپ کے اگلے پچھلے سب معاف ہیں، آپ ہماری اپنے
پروردگار کے دربار میں شفاعت فرمائیے، آپ دیکھ رہے ہیں
کہ ہمارا کیا حال ہے اور ہم پر کیا مصیبت آئی ہوئی ہے، تب
میں کھڑا ہوں گا، اور کہوں گا کہ ہاں میں اس کام کو
انجام دوں گا، یہ میرا مقام ہے، اور عرش کے نیچے اس
مقام پر آؤں گا جس کو ’’فَحْصْ‘‘ کہا جاتا ہے، اور اپنے
پروردگار کے سامنے سجدہ ریز ہوں جاؤں گا، اس وقت اللہ
تعالیٰ مجھ پر اپنے محامد اورخوبیوں کے ایسے ایسے پہلو
کھولے گا اور الہام فرمائے گا کہ اس سے پہلے کسی پر وہ
پہلو نہیں کھلے ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ کی جانب
سے اجازت ملے گی کہ : ائے محمد! اپنے سر کو اٹھائیے،
مانگئے عطا کیا جائے گا، شفاعت کی کیجئے شفاعت قبول

کی جائے گی، اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا معاملہ ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ مراد کو اچھی طرح جانتے ہوں گے، آپ ﷺ فرمائیں گے : اے اللہ آپ نے مجھ سے شفاعت کے حق کا وعدہ کیا ہے، آج اپنی تمام مخلوق کے حق میں شفاعت کو قبول فرمائیے، اور ان کا فیصلہ شروع کرنے کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: آپ کی شفاعت قبول ہوئی، میں آؤں گا، اور ان کے فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ : پھر میں واپس اپنی جگہ آ جاؤں گا، اور لوگوں کے ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا۔

حشر کے میدان میں تمام اہل محشر کے حساب کتاب کے آغاز کےلئے عموماً اور اولین و آخرین کے نہ صرف عام مؤمنین بلکہ خواص اور انبیاء کے لئے اس انتظار اور میدان حشر کی سختیوں سے چھٹکارے کےلئے آپ ﷺ کی یہ شفاعت بر حق ہے، جبکہ دوسرے انبیاء اس سے گریز کررہے ہوں گے، اس میں تمام انبیاء پر آپ ﷺ کی ایک خاص فضیلت ظاہر ہوتی ہے ، یہ شفاعت ’’شفاعت کبری‘‘ کہلاتی ہے، اس کے بعد بھی آپ ﷺ متعدد امور میں شفاعت فرمائیں گے ان کا ذکر آگے آرہا ہے، یہاں اوپر مذکور شفاعت متواتر اور قطعی نصوص سے ثابت ہے ، اس لئے اس پر ایمان فرض ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ دلائل

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ، فَدُفِعَ إِلَيْهِ مِنْهَا الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً، ثُمَّ قَالَ: أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَهَلْ تَدْرُونَ لِمَ**

ذَلِــكَ ؟ يَجْمَــعُ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِــرِينَ فِي صَعِيدٍ [ وَاحِدٍ يَسْــمَعُهُمُ الــدَّاعِي وَيَنْفُــذُهُمُ الْبَصَــرُ وَتَــدْنُو الشَّــمْسُ فَيَبْلُــغُ النَّاسُ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَـــــرْبِ مَـــــا لَا يُطِيقُـــــونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ ]، فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: أَلَا تَــرَوْنَ مَــا أَنْتُمْ فِيــهِ ؟ أَلَا تَــرَوْنَ مَــا قَــدْ بَلَغَكُمْ ؟ أَلَا تَنْظُــرُونَ مَنْ يَشْــفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: أَبُــوكُمْ آدَمُ، فَيَــأْتُونَ آدَمَ، فَيَقُولُــونَ: يَــا آدَمُ، أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ، خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ، فَاشْفَعْ لَنَــا إِلَى رَبِّــكَ، أَلَا تَــرَى مَــا نَحْنُ فِيــهِ ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا ؟ فَيَقُولُ آدَمُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَــبًا لَمْ يَغْضَــبْ قَبْلَــهُ مِثْلَــهُ، وَلَنْ يَغْضَــبَ بَعْــدَهُ مِثْلَــهُ، وَإِنَّهُ نَهَــانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُ، نَفْسِي نَفْسِــي نَفْسِــي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ، فَيَأْتُونَ نُوحًا، فَيَقُولُونَ: يَا نُــوحُ، أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُــلِ إِلَى أَهْــــلِ الْأَرْضِ، وَسَــــمَّاكَ اللَّهُ عَبْـــــدًا شَكُورًا، فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَــرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا ؟ فَيَقُولُ نُــوحٌ: إِنَّ رَبِّي قَــدْ غَضِــبَ الْيَــوْمَ غَضَــبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْــدَهُ مِثْلَــهُ، وَإِنَّهُ كَــانَتْ لِي دَعْــوَةٌ دَعَــوْتُ بِهَــا عَلَى قَوْمِي، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُــوا إِلَى

غَيْــرِي، اذْهَبُــوا إِلَى إِبْــرَاهِيمَ، فَيَــأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ، فَيَقُولُـونَ: يَـا إِبْـرَاهِيمُ، أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْـلِ الْأَرْضِ، أَلَا تَـرَى إِلَى مَـا نَحْنُ فِيــهِ ؟ أَلَا تَـرَى مَـا قَـدْ بَلَغَنَـا ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَـبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْـدَهُ مِثْلَـهُ، وَذَكَـرَ كَذَبَاتِـهِ، نَفْسِــي نَفْسِــي نَفْسِــي، اذْهَبُــوا إِلَى مُوسَــى، فَيَــأْتُونَ مُوسَــى: فَيَقُولُـونَ: يَـا مُوسَـى، أَنْتَ رَسُـولُ اللَّهِ، اصْــطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَــالَاتِهِ وَبِتَكْلِيمِــهِ عَلَى النَّاسِ، اشْـفَعْ لَنَـا إِلَى رَبِّـكَ، أَلَا تَـرَى مَـا نَحْنُ فِيهِ ؟ أَلَا تَرَى مَا قَـدْ بَلَغَنَـا ؟ فَيَقُـولُ لَهُمْ مُوسَــى: إِنَّ رَبِّي قَــدْ غَضِــبَ الْيَــوْمَ غَضَـبًا لَمْ يَغْضَـبْ قَبْلَـهُ مِثْلَـهُ، وَلَنْ يَغْضَـبَ بَعْـدَهُ مِثْلَــهُ، وَإِنِّي قَتَلْتُ نَفْسًــا لَمْ أُومَـرْ بِقَتْلِهَا، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُـوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى، فَيَأْتُونَ عِيسَى، فَيَقُولُــونَ: يَــا عِيسَــى أَنْتَ رَسُــولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، قَـالَ: هَكَــذَا هُــوَ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْــدِ، فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَـرَى إِلَى مَـا نَحْنُ فِيهِ ؟ أَلَا تَرَى مَـا قَـدْ بَلَغَنَـا ؟ فَيَقُـولُ لَهُمْ عِيسَى: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَـوْمَ غَضَـبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْـدَهُ مِثْلَـهُ، وَلَمْ يَـذْكُرْ لَـهُ ذَنْبًــا، اذْهَبُــوا إِلَى غَيْـرِي،

اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَأْتُونِي، فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ، مَا تَقَدَّمَ مِنْهُ وَمَا تَأَخَّرَ، فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا ؟ فَأَقُومُ، فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ وَيُلْهِمُنِي مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ، ارْفَعْ رَأْسَكَ، سَلْ تُعْطَهْ، اشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي، يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي، يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيَقُولُ: أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْأَبْوَابِ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لِمَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ، أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى».(صحيح البخارى، صحيح مسلم، مسند احمد)

عَنْ أَنَسٍ - رضى الله عنه - قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - « يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا . فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ الَّذِى خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ ،

وَأَمَرَ الْمَلاَئِكَةَ فَسَـجَدُوا لَـكَ ، فَاشْـفَعْ لَنَـا عِنْدَ رَبِّنَـا . فَيَقُـولُ لَسْـتُ هُنَـاكُمْ - وَيَـذْكُرُ خَطِيئَتَهُ وَيَقُـولُ - ائْتُـوا نُوحًـا أَوَّلَ رَسُـولٍ بَعَثَهُ اللَّهُ . فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ لَسْـتُ هُنَـاكُمْ - وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ - ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ الَّذِى اتَّخَـذَهُ اللَّهُ خَلِيلاً . فَيَأْتُونَهُ ، فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَـاكُمْ - وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ - ائْتُوا مُوسَى الَّذِى كَلَّمَـهُ اللَّهُ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَـاكُمْ ، فَيَـذْكُرُ خَطِيئَتَـهُ - ائْتُـوا عِيسَـى فَيَأْتُونَـهُ فَيَقُـولُ لَسْـتُ هُنَـاكُمْ ، ائْتُـوا مُحَمَّدًا - صـلى اللـه عليه وسلم - فَقَـدْ غُفِـرَ لَـهُ مَـا تَقَـدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِى فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّى ، فَـإِذَا رَأَيْتُـهُ وَقَعْتُ سَـاجِدًا ، فَيَـدَعُنِى مَـا شَـاءَ اللَّهُ ، ثُمَّ يُقَـالُ ارْفَـعْ رَأْسَـكَ ، سَـلْ تُعْطَـهْ ، وَقُـلْ يُسْـمَعْ ، وَاشْـفَعْ تُشَـفَّعْ . فَـأَرْفَعُ رَأْسِـى ، فَأَحْمَـدُ رَبِّى بِتَحْمِيـدٍ يُعَلِّمُنِى ، ثُمَّ أَشْـفَعُ فَيَحُـدُّ لِى حَـدًّا ، ثُمَّ أُخْـرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ ، وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ، ثُمَّ أَعُـودُ فَـأَقَعُ سَـاجِدًا مِثْلَـهُ فِى الثَّالِثَـةِ أَوِ الرَّابِعَـةِ حَتَّى مَـا بَقِىَ فِى النَّارِ إِلاَّ مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ » .(صحيح البخارى)

- وفي روايـة : فيلهمـون لـذلك - فيقولون : لو استشفعنا إلى ربنـا ، حـتى يريحنـا من مكاننـا هـذا ؟ قـال : فيـأتون آدم ، ...الخ (صحيح البخارى)

وَقَدْ جَاءَ التَّصْرِيحُ بِذَلِكَ فِي حَدِيثِ الصُّورِ، وَلَوْلَا خَوْفُ الْإِطَالَةِ لَسُقْتُهُ بِطُولِهِ، لَكِنْ مِنْ مَضْمُونِهِ: «أَنَّهُمْ يَأْتُونَ آدَمَ ثُمَّ نُوحًا، ثُمَّ إِبْرَاهِيمَ، ثُمَّ مُوسَى، ثُمَّ عِيسَى، ثُمَّ يَأْتُونَ رَسُولَ اللَّهِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَذْهَبُ فَيَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ فِي مَكَانٍ يُقَالُ لَهُ: الْفَحْصُ، فَيَقُولُ اللَّهُ: مَا شَأْنُكَ ؟ وَهُوَ أَعْلَمُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ، وَعَدْتَنِي الشَّفَاعَةَ، فَشَفِّعْنِي، فِي خَلْقِكَ، فَاقْضِ بَيْنَهُمْ، فَيَقُولُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: شَفَّعْتُكَ، أَنَا آتِيكُمْ فَأَقْضِي بَيْنَهُمْ، قَالَ: فَأَرْجِعُ فَأَقِفُ مَعَ النَّاسِ، ثُمَّ ذَكَرَ انْشِقَاقَ السَّمَاوَاتِ، وَتَنَزُّلَ الْمَلَائِكَةِ فِي الْغَمَامِ، ثُمَّ يَجِيءُ الرَّبُّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لِفَصْلِ الْقَضَاءِ، وَالْكَرُوبِيُّونَ وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ يُسَبِّحُونَ بِأَنْوَاعِ التَّسْبِيحِ، قَالَ: فَيَضَعُ اللَّهُ كُرْسِيَّهُ حَيْثُ شَاءَ مِنْ أَرْضِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: إِنِّي أَنْصِتُ لَكُمْ مُنْذُ خَلَقْتُكُمْ إِلَى يَوْمِكُمْ هَذَا أَسْمَعُ أَقْوَالَكُمْ، وَأَرَى أَعْمَالَكُمْ، فَأَنْصِتُوا إِلَيَّ، فَإِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ وَصُحُفُكُمْ تُقْرَأُ عَلَيْكُمْ، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ، وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ(شرح العقيدة الطحاوية لابن ابى العز١/ ١٤٩)

**{ وَجَاءَ رَبُّكَ } يعني: لفصل القضاء بين خلقه، وذلك بعد ما يستشفعون (١) إليه بسيد ولد آدم على الإطلاق محمد صلى الله عليه وسلم، بعدما يسألون أولي العزم من الرسل واحدًا بعد واحد، فكلهم يقول: لست بصاحب ذاكم، حتى تنتهي النوبة إلى محمد صلى الله عليه وسلم (٢) فيقول: "أنا لها، أنا لها". فيذهب فيشفع عند الله في أن يأتي لفصل القضاء فيشفعه الله في ذلك، وهي أول الشفاعات، وهي المقام المحمود كما تقدم بيانه في سورة "سبحان" (٣) فيجيء الرب تعالى لفصل القضاء كما يشاء، والملائكة يجيئون بين يديه صفوفا صفوفا. (التفسير القرآن العظيم لابن كثير: ٨/٢٩٩)** بند

بند.

بند قوموں کو ان کے انبیاء کے ساتھ بلایا جائے گا، اور ہر قوم کا حساب و کتاب ان کے نبی کی موجودگی میں ہوگا قومیں انبیاء کو جھٹلائیں گی لیکن امت محمدیہ اور خاتم النبیین محمد الامین ﷺ کی گواہی سے انبیاء کی حقانیت کا فیصلہ ہوگا اور پھر قوموں کا حساب و کتاب شروع ہوگا۔ تشریح

**حشر کے میدان میں انبیاء اور قوموں کو بلاوا:** میدان حشر کا حساب و کتاب ایک باقاعدہ عمل

ہوگا، جس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو ان کی قوموں کے ساتھ بلائیں گے(القرآن)۔

حدیث میں آیا ہے کہ مجھ پر انبیاء اور ان کی قوموں کو پیش کیا گیا ، چنانچہ کسی نبی کے ساتھ ایک بڑی جماعت ہوگی، کسی نبی کے ساتھ محض ایک قافلہ ہوگا، کسی نبی کے ساتھ صرف دس صاحب ایمان ہوں گے، اور کسی کے ساتھ صرف پانچ صاحب ایمان ہوں گے، جبکہ کسی کے ساتھ صرف ایمان صاحب ایمان ہوگکسی کےساتھ ایک چھوٹی سی جماعت ہوگی، حضرت موسی کے ساتھ ایک بہت بڑی جماعت ہوگی، جبکہ ، ایک طرف ایک بہت بڑی جمعیت ہوگی ، میں پوچھوں گا کہ کیا یہ میری امت ہے، جواب ملے گا نہیں ، یہ حضرت موسی کے اصحاب ہوں گے، پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر افق کی جانب دیکھئے وہاں میں دیکھوں گا تو وہاں ایک نہایت بڑی جمعیت ہوگی جبکہ ان میں ایک طرف صرف ستر ہزار تو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے والے ہوں گے، ۔ ایک حدیث کے مطابق جنت کی ایک تہائی بلکہ نصف تعداد امت محمدیہ کی ہوگی۔

جب انبیاء علیہ السلام اپنی قوموں کے ساتھ آجائیں گے تو حساب کتاب شروع ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ حضرات انبیاء سے ضابطہ کے سوالات کریں گے کہ کیا انہوں نے اپنی قوموں کو اللہ کے پیغامات پہنچا دیئے تھے؟انبیاء علیہم السلام سے اس لئے کیوں کہ وہی اس بات کے ذمہ دار تھے کہ اپنی قوموں اور امتوں تک اللہ کے پیغام کو پہنچائیں، چنانچہ کسی بھی قوم اور اس کے افراد سے باز پرس

شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ خود ان کے نبیوں سے سوال کریں گے کہ کیا انہوں نے اللہ کے پیغام کو ان کی قوم تک پہنچادیا تھا یا نہیں ؟ کیونکہ خود اللہ نے اس بات کو ذکر کیا ہے کہ رسولوں کے ذریعے ہی بندوں پر اتمام حجت کیا گیا ہے، اس لئے فطری طور پر سب سے پہلا سوال انہیں سے کیا جائے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ بخوبی یہ جانتے ہوں گے کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی ذمہ داریوں کو مکمل طور پر نبھایا تھا پھر بھی یہ سوال ضرور ہوگا کیونکہ قوموں اور ان کے افراد سے باز پرس اور ان کے حساب کے لئے ضابطہ کی کاروائی کی یہی سب سے پہلی کڑی ہوگی(القرآن)۔

انبیاء علیہم السلام سے یہ بھی سوال ہوگا کہ ان کی امتوں نے ان کو کیا جواب دیا؟ میدان حشر کی ہولناکی کا اس وقت یہ حال ہوگا کہ انبیاء علیہم السلام اس علم کو اللہ کی جانب منسوب کردیں گے، کہ ہم نہیں جانتے آپ غیب کو جاننے والے ہیں آپ کے علم میں ہے کہ قوموں نے کیا جواب دیا (القرآن)۔

دوسری طرف خود قوموں کا حال یہ ہوگا کہ جب ان سے سوال ہوگا کہ ان تک نبی نے بات پہنچائی تھی یا نہیں وہ اس بات سے ہی انکار کردیں گے کہ ان کے پاس کوئی ڈرانے والا بھی آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو اس اعزاز سے نوازا ہے کہ روز قیامت امت محمدیہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں اور ان کی قوموں کے خلاف گواہی دیں گی ، چنانچہ انبیاء علیہم السلام امت محمدیہ کو بطور گواہ کے پیش کریں گے کہ وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے پیغام کو نبیوں تک پہنچایا تھا، اور جب امت محمدیہ سے

گواہی طلب کی جائے گی تو وہ کہیں گے کہ: ہاں ہمارے پیغمبر خاتم النبیین ﷺ نے یہ بات بتلائی ہے کہ انبیاء نے اپنی قوموں تک اپنے رب کے رسالات پہنچا دئیے تھے، اور خود خاتم النبیین محمد الامین ﷺ امت محمدیہ کی گواہی کی تصدیق کریں گے۔

یہ امت محمدیہ کا ایک اہم امتیاز ہوگا، جو در حقیقت خود ان کے پیغمبر کا امتیاز ہوگا کہ حساب کتاب کا سلسلہ بھی آپ کی سفارش سے شروع ہوا تھا، اور قوموں کے اعمال کا حساب کی بنیاد بھی آپ ﷺ کی گواہی بنے گی کہ انبیاء نے اپنی ذمہ داریوں کو نبھایا تھا اور اس لحاظ سے قوموں کے اعمال کی ذمہ داری انبیاء پر نہیں بلکہ براہ راست خود قوموں پر پڑتی ہے کہ ان تک اللہ کا پیغام پہنچ چکا تھا اس لئے اب وہ اپنے عمل کے خود ذمہ دار ہیں۔

حشر کے میدان میں انبیاء علیہم السلام کی آمد اور ان سے ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال برحق ہے، اور قوموں کا ان کو جھٹلانا اور اس نزاع کے حل کے لئے امت محمدیہ کو گواہ بنانا، اور ان کی گواہی کی تائید کے لئے نبی ﷺ کی گواہی سب برحق امور ہیں جو لازماً پیش آئیں گے، یہ معاملات نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں ان پر ایمان فرض ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔

دلائل

**فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ - فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِم بِعِلْمٍ وَمَا كُنَّا غَآئِبِينَ ) [الأعراف : ٦-٧] ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (٤٧) يونس**

عن ابن عبـاس قـال: تلا (٥) رسـول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية فذكر نحوه، وقـال فيـه: "إني لأرجـو أن تكونـوا ربع أهل الجنة" ، ثم قال: "إني لأرجــو أن تكونــوا ثلث أهــل الجنــة" ثم قــال: "إني لأرجــو أن تكونــوا شــطر أهــل الجنــة" ففرحوا، وزاد أيضًا: "وإنمـا أنتم جـزء من ألف جزء" (رواه البزار فى مسنده)

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّـهُ الرُّسُـلَ فَيَقُـولُ مَـاذَا أُجِبْتُمْ قَــــالُواْ لاَ عِلْمَ لَنَـــــا إِنَّكَ أَنتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ ) [المائدة : ١٠٩] وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِـهِمْ وَجِئْنَـا بِـكَ شَـهِيدًا عَلَى هَـؤُلاء ) [النحـل: ٨٩] فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُـلِّ أمَّةٍ بِشَـهِيدٍ وَجِئْنَـا بِكَ عَلَى هَؤُلاء شَـهِيدًا ) [ النسـاء : ٤١ ] وَنَزَعْنَـا مِن كُـلِّ أُمَّةٍ شَـهِيدًا فَقُلْنَـا هَـاتُوا بُرْهَــانَكُمْ ) [ القصــص : ٧٥ ] وَكَــذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَـطًا لِّتَكُونُـواْ شُـهَدَاء عَلَى النَّاسِ وَيَكُــونَ الرَّسُــولُ عَلَيْكُمْ شَــهِيدًا [البقرة : ١٤٣] { هُـوَ اجْتَبَـاكُمْ وَمَـا جَعَـلَ عَلَيْكُمْ فِي الــــدِّينِ مِنْ حَـــــرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُـوَ سَـمَّاكُمُ الْمُسْـلِمِينَ مِنْ قَبْـلُ وَفِي هَـذَا لِيَكُـونَ الرَّسُـولُ شَـهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُــوا شُـــهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ } [ الحج : ٧٨]

عَنْ أَبِى سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - « يُدْعَى نُوحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ . فَيَقُولُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ . فَيُقَالُ لأُمَّتِهِ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ . فَيَقُولُ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ . فَتَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ » . ( وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ) فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ( وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ) (صحيح بخارى)

أخرج الإمام أحمد وغيره عن أبي سعيد قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « يجيء النبي يوم القيامة ومعه الرجل والنبي ومعه الرجلان وأكثر من ذلك فيدعى قومه فيقال لهم هل بلغكم هذا؟ فيقولون : لا ، فيقال له : هل بلغت قومك؟ فيقول : نعم ، فيقال له : من يشهد لك؟ فيقول : محمد وأمته ، فيدعى محمد وأمته فيقال لهم : هل بلغ هذا قومه؟ فيقولون : نعم . فيقال : وما علمكم؟ فيقولون : جاءنا نبينا صلى الله عليه وسلم فأخبرنا أن الرسل قد بلغوا فذلك قوله تعالى : { وكذلك جعلناكم أُمَّةً

وَسَطًا } » وفي رواية : « فيـؤتى بمحمـد صلى الله عليـه وسـلم فيسـأل عن حـال أمته فـيزكيهم ويشـهد بعـدالتهم » وذلـك قوله عز وجل : { وَيَكُـونَ الرسـول عَلَيْكُمْ شَهِيدًا } وكلمة الاستعلاء لما في الشـهيد من معنى الرقيب ، أو لمشاكلة ما قبلــه ، وأخرت صـلة الشـهادة أولاً وقـدمت آخـراً لأن المــراد في الأول : إثبــات شــهادتهم على الأمم ، وفي الثـــاني : اختصاصـــهم بكـــون الرســـول شـــهيداً عليهم وقيـــل : لتكونوا شهداء على الناس في الدنيا فيما لا يصـــلح إلا بشـــهادة العـــدول الأخيـــار { وَيَكُـــونَ الرســـول عَلَيْكُمْ شَـــهِيدًا } ويـزكيكم ويعلم بعـدالتكم( روح المعـانى: (٢/٤٠

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ فَـإِذَا جَـآءَ رَسُـولُهُمْ قُضِـيَ بَيْنَهُمْ بالقسـط وَهُمْ لاَ يُظْلَمُـونَ [ يـونس : ٤٧ ] يَـوْمَ يَجْمَـعُ اللـه الرسـل فَيَقُـولُ مَـاذَآ أُجِبْتُمْ [ المائـدة : ١٠٩ ] فَلَنَسْـأَلَنَّ الـذين أُرْسِـلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْـأَلَنَّ المرسلين [ الأعراف : ٦ ] بند

بند.

بند میدان محشر میں حق تعالیٰ کی تجلی کا ظہور ہوگا تشریح

حساب و کتاب شروع ہونے سے پہلے آسمان سے بڑی تعداد میں فرشتے اتریں گے اور لوگوں کو چاروں سے گھیر لیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کا عرش اتارا جائے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کی تجلی ہوگی جس سے تمام مخلوق بے ہوش ہوجائے گی، سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوش میں آئیں گے، آپ دیکھیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کے پائے کو پکڑے ہوئے کھڑے ہیں، یہ معلوم نہیں ہوگا کہ انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوش آگیا ہوگا یا طور کی بے ہوشی کے بدلہ میں انہیں میدانِ محشر کی بے ہوشی سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہوگا، پھر ساری مخلوق ہوش میں آجائے گی اور حساب و کتاب شروع ہوجائے گا۔

فیصلوں کے لئے اللہ کی آمد اور بندوں کی حضور پیشی۔ میدان حشر میں فیصلوں کے لئے اللہ کی آمد بر حق ہے۔ آمد کی کیفیت کیا ہوگی یہ اللہ کی صفاتِ متشابہات میں سے ہے ، اس پر ایمان اس طرح لانا ہے کہ یہ آمد بر حق ہے اس آمد کی کیفیت اللہ ہی جانتے ہیں۔

آسمان میدان حشر پھٹ پڑیں گے، خاص فرشتے بادلوں سے ظاہر ہوں گے، اور پھر اللہ رب العزت فیصلوں کے لئے تشریف لائیں گے ، اور پوری ارض محشر اللہ کے نور سے روشن ہو جائے گی، فرشتے صف در صف ہو کر اللہ کی تسبیح بیان کررہے ہوں گے۔

حشر میں جمع ہونے والے سبھوں کو ایک صف میں اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا، اور اللہ تعالیٰ ان سے خطاب فرما کر کہیں گے: تم ایسے ہی ہمارے سامنے حاضر

کردئیے گئے ہو جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلے پیدا کیا تھا، تم (میں سے بعض ) یہ سوچتے تھے کہ اس دن کی کوئی حقیقت نہیں ہے، لیکن یہ ایسا دن ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔

روز قیامت زمین اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو خطاب کرکے فرمائیں گے میں ہوں بادشاہ اور حاکم، کہاں زمین کے بادشاہ؟۔ (القرآن)

کون ہوگا وہاں جو اس کا جواب دے سکے۔ اس سخت گھڑی میں تمام اہل محشر کو حکم ہوگا کہ رب العلمین کو سجدہ کریں ، لیکن وہاں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے میں وہی کامیاب ہوں گے جو دنیا میں اللہ کے حکم پر سجدہ کرتے تھے اور نمازوں کی پابندی کیا کرتے تھے، اور وہ لوگ جو دنیا میں باوجود اس کے کہ صحتمند و تندرست تھے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے سے گریز کرتے تھے وہاں وہ اس کی حکم کی تعمیل نہیں کر پائیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور چہروں پر تاریکی چھائی ہوئی ہوگی (القرآن)۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جب سے میں نے تمہیں پیدا کیا تھا میں تمہاری باتیں سن رہا تھا اور تمہارے اعمال دیکھ رہا تھا اور خود خاموش تھا، آج تم خاموش ہو گے اور یہ تمہارے اعمال اور اعمال نامہ ہیں جو تم پر پڑھیں جائیں گے، جو اپنے نامہ اعمال میں خیر پائے وہ اللہ کی حمد بیان کرے، کیونکہ یہ بھی در حقیقت اللہ کی توفیق سے ممکن ہوا ہے، اور جس کے نامہ اعمال میں خیر نہ ہو وہ اپنے

علاوہ دوسروں کو ملامت نہ کرے کیونکہ یہ خود اس کے گناہوں کا نتیجہ ہے۔

فیصلوں کےلئے اللہ کی آمد یقینی اور قطعی امر ہے، اس پر ایمان فرض ہے، لیکن یہ آمد ’’تحول اور انتقال مکان ‘‘کی نوعیت کی نہیں ہوگی جیسا کہ حادث مخلوقات ایک جگہ سے دوسری جگہ آتے جاتے ہیں، اس آمد کی کیفیت کیا ہوگی اللہ ہی بہتر جانتے ہیں،مؤمنین پر لازم ہے کہ وہ اس حقیقیت پر بغیر کیفیت کے ایمان لائیں۔ بغیر کیفیت کے ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی آمد ہوگی اس پر ایمان لائیں، لیکن یہ آمد کیسے ہوگی اس کی کیفیت کیا ہوگی اس کو اللہ کے علم کی جانب منسوب کریں کہ اس کو اللہ بہتر جانتا ہے۔

**دلائل**

**وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (٢٢) (سورة الفجر) ۔{ وَجَاءَ رَبُّكَ } يعني: لفصل القضاء بين خلقه، وذلك بعد ما يستشفعون (١) إليه بسيد ولد آدم على الإطلاق محمد صلى الله عليه وسلم، بعدما يسألون أولي العزم من الرسل واحدًا بعد واحد، فكلهم يقول: لست بصاحب ذاكم، حتى تنتهي النوبة إلى محمد صلى الله عليه وسلم (٢) فيقول: "أنا لها، أنا لها". فيذهب فيشفع عند الله في أن يأتي لفصل القضاء فيشفعه الله في ذلك، وهي أول الشفاعات، وهي المقام المحمود كما تقدم بيانه في سورة**

"سبحان" (٣) فيجيء الرب تعالى لفصل القضاء كما يشاء، والملائكة يجيئون بين يديه صفوفا صفوفا. (التفسير القرآن العظيم لابن كثير :٨/٢٩٩) وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ (٦٨) وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (٦٩) وَوُفِّيَتْ فكُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ (٧٠) (سور الزمر) وقوله: { وَأَشْرَقَتِ الأرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا } أي: أضاءت يوم القيامة إذا تجلى الحق، تبارك وتعالى، للخلائق لفصل القضاء،(التفسير القرآن العظيم: ٧/١١٨)وَعُرِضُوا عَلَى رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ نَجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًا (٤٨)(الكهف) وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ (٦٧) (الزمر)يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (٤٨) (ابرا يم)يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ لَا يَخْفَى عَلَى

اللَّهِ مِنْهُمْ شَــيْءٌ لِمَنِ الْمُلْــكُ الْيَــوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (١٦)( غافر)

عَنْ أَبِي هُرَيْـرَةَ رَضِـيَ اللَّهُ عَنْـهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَـالَ: "يَقْبِضُ اللَّهُ الأَرْضَ وَيَطْــوِي السَّــمَاءَ بِيَمِينِــهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الأَرْضِ" (صـحيح البخارى)

عَنْ أَبِي سَـعِيدٍ الْخُـدْرِيِّ قـال النــبى صلى الله عليه وسلم: "تَكُونُ الأَرْضُ يَــوْمَ الْقِيَامَــةِ خُبْــزَةً وَاحِــدَةً يَتَكَفَّؤُهَــا الْجَبَّارُ بِيَدِهِ(صحيح البخارى)

يَـوْمَ يُكْشَـفُ عَنْ سَـاقٍ وَيُـدْعَوْنَ إِلَى السُّــجُودِ فَلَا يَسْــتَطِيعُونَ (٤٢) خَاشِــعَةً أَبْصَارُهُمْ تَـرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَـدْ كَـانُوا يُـدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَــالِمُونَ (٤٣)( القلم) وَقَدْ جَاءَ التَّصْرِيحُ بِذَلِكَ فِي حَدِيثِ الصُّــورِ، وَلَوْلَا خَـوْفُ الْإِطَالَـةِ لَسُـقْتُهُ بِطُولِـهِ، لَكِنْ مِنْ مَضْـمُونِهِ: «أَنَّهُمْ يَـأْتُونَ آدَمَ ثُمَّ نُوحًـا، ثُمَّ إِبْــرَاهِيمَ، ثُمَّ مُوسَــى، ثُمَّ عِيسَــى، ثُمَّ يَأْتُونَ رَسُـولَ اللَّهِ مُحَمَّدًا صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ، فَيَـذْهَبُ فَيَسْـجُدُ تَحْتَ الْعَـرْشِ فِي مَكَانٍ يُقَالُ لَـهُ: الْفَحْصُ، فَيَقُـولُ اللَّهُ: مَـا شَأْنُكَ ؟ وَهُوَ أَعْلَمُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَــلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقُولُ: يَـا رَبِّ، وَعَـدْتَنِي الشَّفَاعَةَ، فَشَـفِّعْنِي، فِي خَلْقِـكَ، فَـاقْضِ

بَيْنَهُمْ، فَيَقُولُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: شَفَّعْتُكَ، أَنَا آتِيكُمْ فَأَقْضِي بَيْنَهُمْ، قَالَ: فَأَرْجِعُ فَأَقِفُ مَعَ النَّاسِ، ثُمَّ ذَكَرَ انْشِقَاقَ السَّمَاوَاتِ، وَتَنَزُّلَ الْمَلَائِكَةِ فِي الْغَمَامِ، ثُمَّ يَجِيءُ الرَّبُّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لِفَصْلِ الْقَضَاءِ، وَالْكَرُوبِيُّونَ وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ يُسَبِّحُونَ بِأَنْوَاعِ التَّسْبِيحِ، قَالَ: فَيَضَعُ اللَّهُ كُرْسِيَّهُ حَيْثُ شَاءَ مِنْ أَرْضِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: إِنِّي أُنْصِتُ لَكُمْ مُنْذُ خَلَقْتُكُمْ إِلَى يَوْمِكُمْ هَذَا أَسْمَعُ أَقْوَالَكُمْ، وَأَرَى أَعْمَالَكُمْ، فَأَنْصِتُوا إِلَيَّ، فَإِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ وَصُحُفُكُمْ تُقْرَأُ عَلَيْكُمْ، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ، وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ(شرح العقيد□ الطحاوي□لابن ابى العز١/ ١٤٩)

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ□ (ابرا□يم:٤٨) وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا□ (الفجر:٢٢) وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ□ (الزمر:٦٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ..... قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عُرِفَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُفَضِّلُوا بَيْنَ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ

**فَإِنَّهُ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ أَوْ فِي أَوَّلِ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام آخِذٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَحُوسِبَ بِصَعْقَتِهِ يَوْمَ الطُّورِ أَوْ بُعِثَ قَبْلِي(صحیح مسلم:۲۳۷۳) وَهَذَا صَعْقٌ فِي مَوْقِفِ الْقِيَامَة، إِذَا جَاءَ اللَّهُ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ، وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِه، فَحِينَئِذٍ يَصْعَقُ الْخَلَائِقُ كُلُّهُمْ (شرح عقیدہ طحاوی:۲۳۰) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: فتاویٰ ابن تیمیہ:۴،۲۶۱**

بند.

میدان محشر میں بادشاہت صرف اللہ کی ہوگی تشریح

اس دن باشاہت صرف اللہ کی ہوگی، اور اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مکلفین کو جس بھی نوعیت کی ادنی درجہ کی ظاہری ملکیت بھی عطاء کی تھی وہ وہاں اس کی نہیں ہوگی، اور نہ ہی کسی مکلف کی دوسرے کسی مکلف پر کوئی بادشاہت ہوگی، ہر طرح کی ملوکیت اور ملکیت کے دعویدار سب وہاں غلام بن کر حاضر ہوں گے۔ وہ بدلہ چکائے جانے کا دن ہوگا، اور اس دن کے مالک صرف اللہ رب العزت ہوں گے، جو ان سب کے درمیان ان کے اعمال کا بر حق فیصلہ کریں گے، جو ایمان والے ہیں اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہوں گے ان کے لئے نعمتوں والی

جنت کے فیصلے ہوں گے، اور وہ جنہوں نے کفر کیا ہوگا،
اور اللہ رب العزت کی آیات کو جھٹلایا ہوگا ان کے لئے ذلت
والے عذاب کا فیصلہ ہوگا۔
اس دن پر ایمان لازم اور فرض ہے۔ جبکہ ہر طرح کی
ظاہری اور باطنی ملکیت و ملوکیت صرف اللہ کی
ہوگی، اس اعمال کے بدلے کے دن کا مالک صرف اللہ ہوگا،
اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان ان کے اعمال کے لحاظ
سے فیصلے کریں گ، اس دن کا انکار کفر ہے۔ دلائل

**مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ (۴) (الفاتحہ) الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ (۵۶) وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ (۵۷)( الحج) يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ الله دِينَهُمُ الحق [ النور : ۲۵ ] إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَنِ عَبْدًا (۹۳) لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا (۹۴) وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا (۹۵) (مريم) الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا [الفرقان: ۲۶] وَمَآ أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدين ثُمَّ مَآ أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدين يَوْمَ لاَ تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئاً [ الانفطار : ۱۷-۱۹ ] يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلائِكَةُ صَفًّا لا يَتَكَلَّمُونَ إِلا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا [النبأ: ۳۸ ] وَخَشَعَتِ الأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلا تَسْمَعُ إِلا**

هَمْسًا [طه: ١٠٨]يَـوْمَ يَـأْتِ لا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلا بِإِذْنِـهِ فَمِنْهُمْ شَـقِيٌّ وَسَـعِيدٌ [هـود: ١٠٥]فَـإِذَا جَـاءَتِ الصَّـاخَّةُ (٣٣) يَـوْمَ يَفِـرُّ الْمَـرْءُ مِنْ أَخِيـهِ (٣٤) وَأُمِّـهِ وَأَبِيـهِ (٣٥) وَصَـاحِبَتِهِ وَبَنِيـهِ (٣٦) لِكُـلِّ امْـرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَـأْنٌ يُغْنِيـهِ (٣٧)( عبس)وَلَقَـدْ جِئْتُمُونَـا فُـرَادَى كَمَـا خَلَقْنَـاكُمْ أَوَّلَ مَـرَّةٍ وَتَـرَكْتُمْ مَـا خَوَّلْنَـاكُمْ وَرَاءَ ظُهُـورِكُمْ وَمَـا نَـرَى مَعَكُمْ شُـفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَـلَّ عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ (٩٤)( الأنعام) بند

بند.

بند میدان محشر میں اللہ تعالی منکرین سے خطاب فرمائیں گے۔

تشریح

**اللہ کا منکرینِ آخرت سے خطاب:** اللہ تعالیٰ عموماً تمام مکلفین سے اور خاص طور سے کافروں سے خطاب کرکے فرمائیں گے کہ جیسے ہم نے وعدہ کیا تھا تم سب حاضر کردئیے گئے ہو۔

میدان حشر میں اللہ تعالیٰ منکرین سے خطاب کرکے یہ بھی کہیں گے بتاؤ کیا یہ دن حق نہیں ہے، اسی دن سے غفلت میں تم پڑے ہوئے تھے، اس دن ان کی نگاہیں پتھرائی ہوئی ہوں گی، ان سے کہا جائے گا، یہ ہے وہ فیصلے کا دن جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے، دیکھو ہم نے تمہیں اور تم سے پہلے کی تمام قوموں کو جمع کردیا ہے، اب اگر اس سے بچنے کی کوئی راہ ہے تو نکال کر بتاؤ، آج اس دن کے

جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہی تباہی ہے۔ جو کچھ تم نے کمایا ہے آج اس کا بدلہ مل کررہے گا، اور کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔

**دلائل**

**هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنَاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ (٣٨) فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ (٣٩) وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ (٤٠)(سورہ المرسلات)۔ وَلَوْ تَرَى إِذْ وُقِفُوا عَلَى رَبِّهِمْ قَالَ أَلَيْسَ هَذَا بِالْحَقِّ قَالُوا بَلَى وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ (٣٠) قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ حَتَّى إِذَا جَاءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَا حَسْرَتَنَا عَلَى مَا فَرَّطْنَا فِيهَا وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَى ظُهُورِهِمْ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ (٣١)( سورہ الانعام)۔ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ذَلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ (٢٠) وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ (٢١) لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِنْ هَذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ (٢٢) ( سورہ ق)۔ رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ (١٥) يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ لَا يَخْفَى عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (١٦) الْيَوْمَ تُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ**

**الْيَوْمَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ (١٧) (سورہ غافر)** بند

بند.

**بد** میدان محشر میں کسی پرظلم نہیں ہوگا۔ تشریح

**حساب و جزاء کا قاعدہ:** اللہ تعالیٰ نہایت انصاف اور عدل کے ساتھ بندوں کے اعمال کا حساب و کتاب لیں گے۔کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ یہ حساب و کتاب پورے اصول اور گواہیوں اور نہایت ضابطے کے ساتھ ہوگا۔ جس پر جو الزام رکھا جائے گا پوری دلیل کے ساتھ رکھا جائے گا، جو کامیاب ہوگا وہ دلیل کے ساتھ کامیاب ہوگا، اور جو ہلاک ہوگا اس پر پورا اتمام حجت کیا جائےگا تبھی اس کی ہلاکت کا فیصلہ ہوگا۔

روز قیامت اللہ تعالیٰ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ محض اپنے علم کی بنیاد پر اہل جنت کو جنت میں بھیج دیں، اور اہل جہنم کو جہنم رسید کردیں۔ یعنی بندوں کے اعمال کے جو ریکارڈ اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہیں محض ان کی بنیاد پر حساب کتاب کے بغیر ہی جنت یا جہنم میں اللہ تعالیٰ بندوں کو بھیج سکتا ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ ایسا بھی کرتے ہیں تو یہ بندوں پر ظلم نہ ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے خود ہی یہ ضابطہ بنایا ہے کہ جس شخص کا جو بھی انجام ہو وہ علی رؤوس الاشہاد ہو، کسی قسم کے حیلے کی گنجائش باقی نہ رہے، کوئی ہلاکت و خسران کاشکار ہوتا ہو تو بینہ (دلیل) کی بنیاد پر ہو، اور کوئی جنت کا مستحق قرار پاتا ہو تو اس طرح کہ کسی کو اس کے

خلاف کچھ کہنے کی گنجائش نہ رہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے روزِ قیامت جزاء اعمال کےلئے ہر اس طریقہ کو اختیار کریں گے جس سے کسی کے بارے میں لئے گئے فیصلے کے بارے میں اتمام حجت ہو جائے گا کہ اس کا یہی انجام ہو نا تھا ۔

اللہ تعالیٰ روز قیامت فیصلوں کےلئے بندوں کے سامنے عرض اعمال، وزن اعمال، نبیوں اور فرشتوں کی گواہیاوں ، اور اسی طرح اعضاء وجوارح کی گواہیاں ہر ضروری طریقہ کو اختیار فرمائیں گے، میدان حشر میں سوال و جواب، نقد و جرح بھی ہوگی، مجرمین وہاں بھی انبیاء کو جھٹلانے کی کوشش کریں گے، لیکن مضبوط گواہیوں کی روشنی میں اتمام حجت ہو گا، اور آخر کار مجرمین کو اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا ہوگا، اور اس کے بعد وہ جہنم رسید ہوں گے، اسی اہل جنت کو بڑے با وقار انداز میں ان کے لئے جنت کے فیصلے سے مطلع کیا جائے گا، جس سے مجرمین پر واضح کیا جائےگا کہ بدلے کے دن پر ایمان لا کر انہوں نے جب اس کےلئے محنت کی تھی تو اس دن انہیں کس طرح نوازا گیا ہے۔

یہ تفصیلات اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بھی بتلائی ہیں اور نبی ﷺ اپنے ارشادات میں اس کو بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس طریقہ سے اہل محشر پر ان کے انجام کے سلسلے میں اتمام حجت فرمائیں گے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے، اس لئے اس پر ایمان لانا فرض ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ دلائل

**ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ (٦٨) وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (٦٩) وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ (٧٠)( الزمر)وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ..........(البقر ۱۴۳)فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (٤١) (النساء)وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ (٤٧)( الأنبياء)** بند

بند.

بند میدان محشر میں حساب شروع ہونے سے پہلے ہر ایک کو اس کا نامۂ اعمال دے دیا جائے گا۔ تشریح

اس دنیا میں اللہ نے جہاں انسان کو مکلف بنا کر امتحان کےلئے پیدا کیا ہے ساتھ ہی یہ انتظام بھی فرمایا ہے کہ جو کچھ انسان عمل کرے، خواہ ظاہر میں خواہ چھپ کر، خواہ بڑا خواہ چھوٹا، خواہ اچھا خواہ برا ایک ایک عمل اپنے فرشتوں کے ذریعہ محفوظ کرلیا جائے، جو کچھ انسان کہتا ہے یا کرتا اس کا ریکارڈ تیار ہورہا ہے، انسان جہاں کہیں جو کچھ کررہا ہے خواہ وہ ذرہ کے برابر ہی

کیوں نہ ہو وہاں اس عمل کو محفوظ کرنے والے موجود ہیں اور اس کو محفوظ کررہے ہیں۔

یہی اعمال کا ریکارڈ میدان حشر میں بندوں کے سامنے پیش کیا جائے گا، چھوٹے سے چھوٹا عمل اور بڑے سے بڑا عمل جو کچھ بندوں نے دنیا میں کیا تھا اس کو ان کے سامنے رکھا جائے گا، کوئی عمل ایسا نہیں ہوگا جو اس ریکارڈ میں چھوٹ گیا ہو،ظاہر اور کھلے میں کئے ہوئے اعمال اور باطن میں چھپ کر کئے ہوئے اعمال سب اس کتاب میں موجود ہوں گے، ہر ایک کا ریکارڈ اس کے حوالے کر دیا جائے گا، اور کہا جائے گا کہ اپنے اعمال کا ریکارڈ خود پڑھو، آج تم خود بھی اپنے حساب کے لئے کافی ہو اس ریکارڈ کو دیکھ کر مجرمین سہمے ہوئے کہیں گے : یہ کیسا ریکارڈ ہے جس نے کسی چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے کسی عمل کو بھی نہیں چھوڑا ہے، سب کچھ اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ ایک ذرے کے برابر بھی کسی نے اچھائی کی ہوگی تو بندے اس کو وہاں دیکھ لے گا اور ایک ذرے کے برابر بھی برائی کی ہوگی تو انسان اس کو بھی وہاں دیکھ لے گا، جو کچھ انسان نے کیا ہوگا خواہ وہ اچھا ہو یا برا اگلا پچھلا سب اس کے سامنے کر دیا جائے گا(القرآن)۔

حشر کے میدان میں یہ عرض اعمال بالکل بر حق ہے، ہر بندے کا اعمال نامہ اس کے حوالے کردیا جانا اور اس میں ہر عمل کا ذکر ہونا بالکل بر حق ہے، اس اعمال نامہ کو پڑھ کر اپنے کئے ہوئے اعمال کو یا دکرکے کہنا کہ اس میں تو ہر چھوٹا بڑا عمل مذکور ہے بالکل بر حق ہے کہ حشر کے میدان میں ایسا ضرور ہوگا، یہ قرآن میں قطعی

طور پر ثابت □□ اس پر ایمان لازم □□ اور اس کا انکار کفر □□□ دلائل

**وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْـهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُـونَ مِنْ عَمَـلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْـغَرَ مِنْ ذَلِـكَ وَلَا أَكْبَـرَ إِلَّا فِي كِتَـابٍ مُبِينٍ (٦١) (سور□ يونس)□يَا بُنَيَّ إِنَّهَـا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَـأْتِ بِهَـا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيـــفٌ خَبِـــيرٌ (١٦)( ســـور□ لقمــان) □وَقَــالَ الَّذِينَ كَفَــرُوا لَا تَأْتِينَـــا السَّـــاعَةُ قُــلْ بَلَى وَرَبِّي لَتَــأْتِيَنَّكُمْ عَــالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْـــزُبُ عَنْـــهُ مِثْقَـــالُ ذَرَّةٍ فِي السَّـــمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْــغَرُ مِنْ ذَلِـــكَ وَلَا أَكْبَـــرُ إِلَّا فِي كِتَـــابٍ مُبِينٍ (٣) لِيَجْــزِيَ الَّذِينَ آمَنُــوا وَعَمِلُــوا الصَّــالِحَاتِ أُولَئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (٤)( ســور□ ســبأ)□وَكُـلَّ إِنْسَـانٍ أَلْزَمْنَـاهُ طَـائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَـوْمَ الْقِيَامَـةِ كِتَابًـا يَلْقَـاهُ مَنْشُــورًا (١٣) اقْـرَأْ كِتَابَــكَ كَفَى بِنَفْسِــكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا (١٤)(الإســراء)□وَوُضِـعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِـيرَةً إِلَّا أَحْصَـاهَا وَوَجَـدُوا مَـا**

عَمِلُــوا حَاضِــرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَــدًا (٤٩) (الكهـف)وَنُخْـرِجُ لَـهُ يَـوْمَ القيامـة كِتَابـاً يَلْقَاهُ مَنْشُوراً [ الإسراء : ١٣ ] وَأَشْـرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُــورِ رَبِّهَـا وَوُضِــعَ الْكِتَـابُ وَجِيءَ بِـالنَّبِيِّينَ وَالشُّـهَدَاءِ وَقُضِـيَ بَيْنَهُمْ بِـالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (٦٩) وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُــــوَ أَعْلَمُ بِمَـــا يَفْعَلُــــونَ (٧٠) ( الزمر)يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَـا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا [آل عمران:٣٠]يُنَبَّأُ الإنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ [القيامة:١٣] وَكُلُّ شَـيْءٍ فَعَلُـوهُ فِي الزُّبُـرِ (٥٢) وَكُـلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْـتَطَرٌ (٥٣) (القمـر)يَـوْمَ تُبْلَى السَّــرَائِرُ [الطــارق:٩]فَمَنْ يَعْمَــلْ مِثْقَــالَ ذَرَّةٍ خَيْــرًا يَــرَهُ (٧) وَمَنْ يَعْمَــلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (٨) (سور الزلزال)
فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَــهُ بِيَمِينِـهِ فَيَقُـولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِـيَةٍ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَـا أَسْـلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَـةِ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَــهُ بِشِــمَالِهِ فَيَقُـولُ يَـا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ يَـا لَيْتَهَـا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ مَا أَغْنَى عَنِّي مَالِيَهْ هَلَـكَ عَنِّي سُـلْطَانِيَهْ (الحـاق:١٩٢٩) فَأَمَّا مَنْ

**أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا وَيَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ مَسْرُورًا وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا وَيَصْلَى سَعِيرًا (الانشقاق:۷۔۱۲)**
**عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ، فَهَلْ تَذْكُرُونَ أَهْلِيكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا فِي ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ أَحَدٌ أَحَدًا: عِنْدَ الْمِيزَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَيَخِفُّ مِيزَانُهُ أَوْ يَثْقُلُ، وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِينَ يُقَالُ {هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ} حَتَّى يَعْلَمَ أَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهُ أَفِي يَمِينِهِ أَمْ فِي شِمَالِهِ أَمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ (سنن ابوداؤد:۲۔۳۰۶)** بند

بند.

بند میدان محشر میں جب ہر شخص اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے گا تب اس کا حساب شروع ہوگا،اور گواہیاں پیش کی جائیں گی۔ تشریح

حساب و کتاب کا آغاز نامۂ اعمال کی تقسیم کۓ بعد ہوگا، جب ہر شحص اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے گا اور دیکھ لے گا تب اس کا حساب شروع ہوگا، کراماً کاتبین کو بطور گواہ پیش کیا جائے گا، گواہیوں کا سلسلہ شروع ہوگا، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اورآپ کی امت کو بطور گواہ پیش کیا جائے گا، اعضائے انسان کی بھی گواہیاں ہوں

گی، ہاتھ،پاؤں اور جسم کے جس حصے کو اللہ تعالیٰ چاہیں گے قوتِ گویائی عطا فرما کر ان سے بطور اتمامِ حجت گواہیاں لیں گے۔

ہر شخص کے اعمال کے ریکارڈ کے ساتھ ان کے ثبوت کےلئے اس پر گواہیوں کا بھی انتظام ہوگا۔انسان جو کچھ عمل کرتا ہے اس پر اول تو خود اللہ رب العزت گواہ ہیں، اور اللہ سے بڑھ کر گواہی کس کی ہو سکتی ہے ساتھ ہی اللہ رب العزت نے بندوں پر اتمام حجت کےلئے مزید گواہیوں کا نظام بھی بنایا ہے، چنانچہ حشر کے میدان میں ہر فرد کے ساتھ اس کے تمام اعمال کا ایک گواہ بھی ہوگا ، جو اس کے اعمال نامہ میں موجود ریکارڈ کے بارے میں گواہی دے گا۔

قوموں کے جرائم پر انبیاء اور فرشتے بھی گواہ ہوں گے، اور ان کی گواہی کے بعد کافروں کو جب اپنے بدترین انجام کا یقین ہو جائے گا وہ بوکھلاہٹ میں ان تمام گواہیوں کا انکار کریں گے، اور کہیں گے انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا ، اللہ تعالیٰ اس وقت ایک ایسی گواہی پیش کریں گے کہ اس کے بعد ان کی کچھ نہیں چلے گی ۔

بندہ کوئی بھی کام اپنے اعضاء و جوارح سے انجام دیتا ہے، یہ اعضاء و جوارح بھی درحقیقت اللہ کے حکم کے تابع ہوتے ہیں، دنیا میں اللہ نے ہر شخص کے اعضاء و جوارح ہر شخص کے پابند بنائے ہیں لیکن یہ سب ہیں اللہ کی ملکیت، اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس مرحلے پر ان کافروں اور جھوٹوں کے منہ پر مہر لگادیں گے جس کے بعد وہ خود سے کچھ نہیں کہہ سکیں گے، اور ان کے اعضاء کو

گویائی عطا فرمائیں گے، جس کے بعد ہر شخص کے اعضاء ہاتھ، پیر ، منہ یہاں تک کہ جِلد تک اس کے تمام اعمال کا کچا چٹھا اگلیں گے، اور اللہ تعالیٰ کے اہم گواہ بن کر سامنے آئیں گے۔ یہ صورت حال گناہگار کو بوکھلا دے گی، اور وہ سہمے ہوئے اعضاء سے شکایت کے طور کہیں گے کہ تم ہمارے ہی خلاف گواہی دے رہے ہو اور تمہیں گویائی کیسے مل گئی، اعضاء ان کو جواب دیں گے کہ آج ہمیں اس ہستی نے گویائی دی ہے جس نے تمام مخلوقات کو گویائی عطاء فرمائی ہے۔ اس کے بعداس بات کی گنجائش نہیں ہوگی کہ بندے اپنے کئے سے انکار کر سکے، اور اس پر حجت تمام کر دی جائے گی۔

اسی طرح اچھے اعمال پر بھی گواہی ہوگی، چنانچہ خود اللہ تعالیٰ ، فرشتے ، انبیاء اور انسان حتی کہ اعمال صالحہ نیکوکاروں کے لئے ان کے اچھے اعمال کے حق میں گواہی دیں گے، حتی کہ قرآن مجید بھی اس کی تلاوت کرنے والے کے حق میں گواہی دے گا۔

حشر کے میدان اعمال پر گواہیوں کا نظام ہوگا بالکل بر حق ہے، جس میں اللہ تعالیٰ انبیاء فرشتے اور ان کے جیسے انسان حتی کہ خود انسان کے اپنے اعضاء اعمال کے حق میں یا ان کے خلاف میں گواہی دیں گے یہ بالکل بر حق ہے۔ اس پر ایمان لازم ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

دلائل

**وَلاَ تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلاَّ كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ) [ يونس : ٦١ ]۔ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا [النساء : ٣٣]۔ إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي**

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ [ غـافر : ٥١ ] ﴿وَجِيءَ بِـالنَّبِيِّينَ وَالشُّـهَدَاء [الزمـر : ٦٩] ﴿وَجَاءتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ [ق : ٢١]﴿وَيَقُـولُ الأَشْـهَادُ هَـؤُلاء الَّذِينَ كَذَبُواْ عَلَى رَبِّهِمْ [ هود : ١٨ ]﴿يَـوْمَ تَشْـهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِـنَتُهُمْ وَأَيْـدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَـا كَـانُوا يَعْمَلُـونَ (٢٤) يَوْمَئِذٍ يُـوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَـقَّ وَيَعْلَمُـونَ أَنَّ اللَّهَ هُـوَ الْحَـقُّ الْمُبِينُ (٢٥)( سـور النـور)﴿حَتَّى إِذَا مَـا جَاءُوهَـا شَـهِدَ عَلَيْهِمْ سَـمْعُهُمْ وَأَبْصَـارُهُمْ وَجُلُـودُهُمْ بِمَـا كَـانُوا يَعْمَلُـونَ (٢٠)وَقَـالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَـهِدْتُمْ عَلَيْنَـا قَـالُوا أَنْطَقَنَـا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَـقَ كُـلَّ شَـيْءٍ وَهُـوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَـرَّةٍ وَإِلَيْـهِ تُرْجَعُـونَ (٢١) وَمَـا كُنْتُمْ تَسْـتَتِرُونَ أَنْ يَشْـهَدَ عَلَيْكُمْ سَـمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُـودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِـيرًا مِمَّا تَعْمَلُـونَ (٢٢) وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ (٢٣) (سور فصلت)﴾

وَجِيءَ بِـالنَّبِيِّينَ وَالشُّـهَدَاءِ وَقُضِـيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ (الزمـر:٦٩) فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُـلِّ أُمَّةٍ بِشَـهِيدٍ وَجِئْنَـا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَـهِيدًا﴾ (النسـاء:٤١) يَـوْمَ تَشْـهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِـنَتُهُمْ وَأَيْـدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النـور:٢٤) الْيَـوْمَ نَخْتِمُ

**عَلَى أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۝ (یٰسٓ:۶۵) وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ۝ (ق: ۲۱)** بند

بند.

**بد** میدان محشر میں اعمال کو تولا جائے گا

تشریح

**وزنِ اعمال:** قیامت کے دن حساب و کتاب کا طریقہ گننا نہیں ہوگا کہ نیکیوں اور برائیوں کو گنا جائے؟ بلکہ وزن کرکے یعنی ترازو میں نیکیوں اور برائیوں کو تول کرحساب ہوگا۔

قیامت کے دن وزنِ اعمال دو مرتبہ ہوگا، پہلی مرتبہ مومن و کافر کو الگ الگ کرنے کے لئے وزن ہوگا، اس وزن میں جس کے پاس صرف کلمہ طیبہ ہوگا اس کی نیکیوں کا پلڑا جھک جائے گا اور وہ مؤمنین میں شمار ہوگا، دوسری مرتبہ نیک و بد کو الگ الگ کرنے کے لئے صرف مسلمانوں کے اعمال کا وزن ہوگا، جس کی نیکیوں کا پلڑا جھک جائے گا وہ کامیاب قرار پائے گا اور جنت میں داخل ہوگا اور جس کا برائیوں کا پلڑا جھک جائے گا وہ ناکام ہوگااور جہنم میں داخل ہوگا۔

جس طرح انسان کے اعمال کمیت کے اعتبار سے جمع کئے جائیں گے، اسی طرح کیفیت کے اعتبار سے ان کا وزن بھی ہوگا، یعنی کس نے کتنے عمل کس نوع کے کئے تھے گن کر ان کو بھی پیش کیا جائے گا، اور ساتھ ہی کس عمل کی کیفیت کیا تھی ، وہ کتنا خالص تھا یا اس میں کتنا کھوٹ ملا

ہوا تھا، کونسا عمل بھاری تھا اور کونسا عمل ہلکا تھا اس کو بھی جانچا جائے گا۔ اس کے لئے حشر کے میدان میں میزان نصب کئے جائیں گے، اور اعمال کو تولا جائے گا، اور میزان میں اعمال ان کے خلوص کے لحاظ سے ان کے وزن کو ظاہر کرے گا۔ اسی طرح اعمال کی بذات خود نوعیت کے لحاظ سے بھی ان کا وزن بھاری یا ہلکا ہوا۔ مثلاً توحید اور کلمہ توحید کا اپنا وزن ہوگا، تسبیح و تحمید کا اپنا وزن ہوگا اور بہت ہی ثقیل ہوگا، اعمال بدنی کا اپنا وزن ہوگا، صدقات کا اپنا وزن ہوگا۔ اسی طرح شرک کا اپنا وزن ہوگا، اور ایسے ہی دیگر برے اعمال کا معاملہ ہوگا۔

کسی شخص نے کسی شخص پر ظلم کیا ہوگا تو اس کو بھی تولا جائے گا، اور دوسرے شخص نے بدلے میں پہلے کا جواب دیا ہوگا تو اس کو بھی تولا جائے گا، جس کے ظلم یا جواب کا پلڑا بھاری ہوگا اس کو بھی بدلہ ملے گا۔

حدیث مبارک میں یہ بھی آیا ہے کہ اگر کسی کا غلام اپنے آقا کی نا فرمانی کرے اور اس کو تکلیف پہنچائے اور آقا اس کو نافرمانی اور تکلیف دہی کی سزا دیتا ہے اور وہ سزا اس کی نافرمانی کے بدلے سے بڑھ جائے تو قیامت کے دن اس بڑھی ہوئی سزا کو بھی تول کر اس کا بدلہ غلام کو آقا سے دلایا جائے گا۔

اگر کسی شخص کا عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا اس کو بھی تولا جائے گا، بے حیثیت قرار دے کر اس کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔

یہ میزان بندوں کے انجام کا فیصلہ کرے گا، جس کے اعمال کا وزن بھاری ہوگا وہ عیش کی زندگی کا

مستحق بن جائے گا، اور جس کے اعمال کا وزن ہلکا ہوگا بس اس کا فیصلہ ہو جائے گا کہ وہ آگ میں پھینک دیا جائے۔

وزن اعمال بر حق ہے، قطعی نصوص قرآن و احادیث متواترہ سے ثابت ہے اس لئے اس پر ایمان لازم ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

قیامت کے دن اعمال ہی کا وزن ہوگا یعنی قولی، فعلی، بدنی، مالی اور ہر قسم کے اعمال کو تولا جائے گا، وزن اعمال سے اعمال ناموں کو تولا جانا یا خود صاحبِ اعمال یعنی انسان کو تولا جانا مراد نہیں ہے۔

**اعتراض : انسانی اعمال اعراض ہیں:** ان کا کوئی حجم یا جسم نہیں ہے، جس چیز کا کوئی حجم یا جسم نہ ہو اُسے کیسے تولا جاسکتا ہے؟

**جواب:** اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، وہ ایسا تراز بنانے پر بھی قادر ہے جس میں اعراض کو تولا جائے، جس میں نماز، روزے، حج، زکوۃ، تلاوت اور ذکر وغیرہ کو تولا جائے، جب اس نے کہ دیا کہ میں اعمال کا وزن کروں گا تو ایک مسلمان کے لئے ماننے کے سواء کوئی چارہ نہیں، دوسرے یہ کہ سائنسی ایجادات کے نتیجے میں آج ایسے آلات موجود ہیں جن کے ذریعے اعراض کو تولا جارہا ہے، مثلاً سردی، گرمی اور ہوا وغیرہ کو تولا جارہا ہے، اگر انسان اعراض تولنے کے آلات ایجاد کرسکتا ہے تو کیا احکم الحاکمین ایسے آلاد ایجاد نہیں کرسکتا جن سے نیکیوں اور بدیوں کو تولا جائے یقیناً کرسکتا ہے۔

**ترازو پر ایما:** وزنِ اعمال کے لئے قائم کئے جانے والے اس ترازو کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، اس پر اتنا اجمالی ایمان کافی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ وزن اعمال کے لئے ایک ترازو قائم فرمائیں گے جس کے دو پلڑے ہوں گے، ایک میں نیکیاں اور دوسرے میں برائیاں تولی جائیں گی، یہ بھی احتمال ہے کہ ایک ترازو ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ کئی سارے ترازو ہوں۔ دلائل

**وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (الاعراف: ٨) وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ (الانبياء:٤٧) فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (الزلزال:٧،٨) فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ (١٠١) فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (١٠٢) وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ (١٠٣) (سورہ المؤمنون) فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ (٦) فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ (٧) وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ (٨) فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ (٩) وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ (١٠) نَارٌ حَامِيَةٌ (١١) (سورہ القارعہ)**

عن أبي هريرة قال : قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم: "كلمتان خفيفتان على اللسان، ثقيلتان في الميزان، حبيبتان إلى الرحمن: سبحان الله وبحمده، سبحان الله العظيم".
(بخارى و مسلم )

عن عبد الله بن عمرو يقول قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : يصاح برجل من أمتي يوءم القيامة على رؤس الخلائق . فينشر له تسعة وتسعون سجلا . كل سجل مد البصر . ثم يقول الله عز و جل هل تنكر من هذا شيئا ؟ فيقول لا . يا رب فيقول أظلمتك كتبتي الحافظثون ؟ ثم يقول ألك عن ذلك حسنة ؟ فيهاب الرجل فيقول لا . فيقول بلى . إن لك عندنا حسنات . وإنه لاظلم عليك اليوم . فتخرج له بطاقة فيها أشهد أن لاإله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله . قال فيقول يا رب ماهذه البطاقة مع هذه السجلات فيقول إنك لا تظلم . فتوضع السجلات في كفة والبطاقة في كفة . فطاشت السجلات وثقلت البطاقة(صحيح /ابن ماجہ)

عن عائشة؛ أن رجلا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، جلس

بين يديـه، فقـال: يـا رسـول اللـه، إن لي مملـــوكين، يكـــذبونني، ويخونونـــني، ويعصـونني، وأضـربهم وأشـتمهم، فكيـف أنا منهم؟ فقال له رسول الله صـلى اللـه عليه وسلم: "يحسب مـا خـانوك وعصـوك وكـذبوك وعقابــك إيــاهم، إن (١٣) كــان عقابك إياهم دون ذنوبهم، كان فضـلا لـك [عليهم] (١٤) وإن كان عقابك إياهم بقدر ذنوبهم، كان كفافـا لا لـك ولا عليـك، وإن كـان عقابـك إيـاهم فـوق ذنـوبهم، اقتص لهم منك الفضل الذي يبقى (١٥) قبلـك". فجعل الرجل يبكي بين يـدي رسـول اللـه صـلى اللـه عليـه وسـلم: ويهتـف، فقـال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "مـا لـه أما يقـرأ كتـاب اللـه؟: { وَنَضَـعُ الْمَـوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَـالَ حَبَّةٍ مِنْ خَـرْدَلٍ أَتَيْنَـا بِهَـا وَكَفَى بِنَـا حَاسِـبِينَ } فقـال الرجـل: يـا رسول الله، ما أجد شـيئًا خـيرًا من فـراق هــؤلاء -يعــني عبيــده-إني أشــهدك أنهم أحرار كلهم (١٦)

عن سلمان عن النبي صلى الله عليه وســلم ، قــال : « يوضــع المــيزان يــوم القيامة فلو وزن فيـه السـماوات والأرض لوسـعت ، فتقـول الملائكـة : يـا رب لمن

یزن ھذا ؟ فیقول اللہ تعالی : لمن شـئت
من خلقي ، فتقول الملائکة : سبحانك مـا
عبدناك حق عبادتك□ (مسـتدرک حـاکم:۴□
۵۸۶) و المــیزان عبــار□ عمــا یعــرف ب□
مقادیر الاعمال و العقل قاصـر عن ادراک
کیفی□ و لکن قد کشر الاحادیث عنھا فھــو
میزان ل□ لسان و کفتان توضـع الحسـنات
فی احدھما و السـیئات فی الاخـریٰ فـان
ثقلت الحســنات نجی و ان خفت ھلــک و
عن ابن عباس رضـی الل□ عن□ قـال عمـود
المیزان مسیر□ خمسـین الـف سـن□ واحـد
کفتی□ من نـورو الاخـریٰ من ظلم□ و ھـذا
ان صـح سـند□ فلیس انکشـاف الکفـتین
علی ا□ل المحشــر ببعیــد عن القــدر□□
(نبراس:۲۱۵)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْـرٍو قَـالَ ...... ثُمَّ
رَجَـعَ رَسُـولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ
فَجَلَسَ فَقَـالَ إِنَّ نُوحًـا عَلَيْـهِ السَّـلَام لَمَّا
حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَعَا ابْنَيْهِ فَقَـالَ إِنِّي قَاصِـرٌ
عَلَيْكُمَا الْوَصِـيَّةَ آمُرُكُمَـا بِـاثْنَتَيْنِ وَأَنْهَاكُمَـا
عَنْ اثْنَتَيْنِ أَنْهَاكُمَــا عَنْ الشِّــرْكِ وَالْكِبْــرِ
وَآمُرُكُمَــا بِلَا إِلَــهَ إِلَّا اللَّهُ فَــإِنَّ السَّــمَوَاتِ
وَالْأَرْضَ وَمَـا فِيهِمَـا لَـوْ وُضِـعَتْ فِي كِفَّةِ
الْمِيزَانِ وَوُضِـعَتْ لَا إِلَـهَ إِلَّا اللَّهُ فِي الْكِفَّةِ
الْأُخْـرَى كَـانَتْ أَرْجَحَ□ (مسـند احمـد) ذکـر

خيثمة بن سليمان في مسنده عن جابر بن عبد الله قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم توضع الموازين يوم القيامة فتوزن السيئات و الحسنات فمن رجحت حسناته على سيئاته مثقال صؤابة دخل الجنة و من رجحت سيئاته على حسناته مثقال صؤابة دخل النار
(التذكر للقرطبى:٢٧٧)
وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ (الانبياء:٤٧) يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا (اٰل عمران:٣٠) والحق عند أهل السنة ان الأعمال حينئذ تجسد أو تجعل في أجسام فتصير أعمال الطائعين في صورة حسنة وأعمال المسيئين في صورة قبيحة ثم توزن (فتح البارى:١٣، ٦٥٩) قد ذكروا أن الأعمال والأقوال تتجسد بإذن الله تعالى فتوزن (عمد القارى:١٦، ٧٣٧)
فَعَلَيْنَا الْإِيمَانُ بِالْغَيْبِ، كَمَا أَخْبَرَنَا الصَّادِقُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَلَا نُقْصَانٍ، وَيَا خَيْبَةَ مَنْ يَنْفِي وَضْعَ الْمَوَازِينِ الْقِسْطِ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ كَمَا أَخْبَرَ الشَّارِعُ، لِخَفَاءِ الْحِكْمَةِ عَلَيْهِ، وَيَقْدَحُ فِي

النُّصُوصِ بِقَوْلِهِ: لَا يَحْتَـاجُ إِلَى الْمِـيزَانِ إِلَّا الْبَقَّالُ وَالْفَوَّالُ!! وَمَا أَحَرَاهُ بِأَنْ يَكُونَ مِنَ الَّذِينَ لَا يُقِيمُ اللَّهُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَـةِ وَزْنًـا. وَلَوْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْحِكْمَةِ فِي وَزْنِ الْأَعْمَـالِ إِلَّا ظُهُورُ عدله سبحانه لجميع عباده، فإنـه لا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْـهِ الْعُـذْرُ مِنَ اللَّهِ، مِنْ أَجْـلِ ذَلِـكَ أَرْسَـلَ الرُّسُـلَ مُبَشِّـرِينَ وَمُنْـذِرِينَ. فَكَيْـفَ وَوَرَاءَ ذَلِـكَ مِنَ الْحِكَمِ مَـا لَا اطِّلَاعَ لَنَا عَلَيْـهِ. فَتَأَمَّلْ قَـوْلَ الْمَلَائِكَـةِ، لَمَّا قَـالَ اللَّهُ لَهُمْ: {إِنِّي جَاعِـلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَـةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْـفِكُ الـدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَـبِّحُ بِحَمْـدِكَ وَنُقَـدِّسُ لَـكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ} (البقر:٣٠). وَقَـالَ تَعَـالَى: {وَمَـا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا} (الاسـراء:٧٥) (شـرح عقيـد طحاوي:٤١٩)

وَالْـوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَـقُّ (الاعـراف:٨)

هل المراد ان لكل شـخص ميزانـا أو لكـل عمل ميزان فيكون الجمع حقيقـة أو ليس هناك الا ميزان واحد والجمع باعتبار تعـدد الأعمـال أو الأشـخاص ويـدل على تعـدد الأعمـال (فتح البـارى:١٣ ٦٥٧) اختلـف في المـيزان هـل هـو واحـد أو أكـثر ، فالأشهر أنـه مـيزان واحـد لجميـع الأمم ، ولجميع الأعمال كفتاه كأطباق السماوات

**والأرض كما مر ، وقيل : إنه لكل أمة ميزان ، قال الحسن البصري : لكل واحد من المكلفين ميزان . قال بعضهم : الأظهر إثبات موازين يوم القيامة لا ميزان واحد ، لقوله تعالى : ( وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ ) ، وقوله : ( فمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ). قال : وعلى هذا فلا يبعد أن يكون لأفعال القلوب ميزان ، ولأفعال الجوارح ميزان ، ولما يتعلق بالقول ميزان . أورد هذا ابن عطية وقال : الناس على خلافه ، وإنما لكل واحد وزن مختص به ، والميزان واحد. وقال بعضهم إنما جمع الموازين في الآية الكريمة لكثرة من توزن أعمالهم . وهو حسن (لوامع الانوار البهية، شرح عقیدہ طحاویہ: ۴۲۱)** بند

بند.

بند میدان محشر میں کسی پر کسی دوسرے کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا

تشریح

آخرت کے فیصلے کا سب سے اہم ضابطہ یہ ہوگا کہ کسی شخص کے عمل کی جزاء یا سزاء اسی کو دی جائے گی، ایسا نہیں ہوگا کہ کسی نے عمل کیا ہو اور دوسرے پر اس کا بوجھ ڈال دیا جائے، نہ یہ معاملے سے غلطی ہو سکتا ہے، کیونکہ یہ اللہ کے علم کے منافی ہے، اور نہ ہی یہ ظلماً ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے ظالم نہیں ہیں

کہ کسی کی برائی کا بوجھ کسی دوسرے کے کاندھے پر ڈال دے، اور نہ ہی یہ چیز اختیاراً ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص درخواست کرے کہ فلاں شخص کی سزاء کو وہ اٹھائے گا، اول تو یہ صورت ہی خارج از تصور ہے، کیونکہ وہاں صرف نفسی نفسی کا حال ہوگا، دیگر اگر کوئی دنیا میں اس طرح کا دھوکا دیتا ہے تو اس کی بات ماننے والوں کی خام خیالی ہے کہ آخرت میں ایسا کچھ ہو سکتا ہے، وہاں کوئی کسی کے بدلے میں کوئی جزاء یا سزاء نہیں پائے گا، ہر شخص کو اپنے اعمال کا بدلہ خود اٹھانا ہوگا۔

ہاں اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو گمراہ کرنے کا سبب بنا ہے تو وہ ان کی گمراہی کا بوجھ بھی اٹھائے گا ، اور یہ خود اس کی بدعملی کا بوجھ ہوگا۔

یہ اصول ایمان بالآخرہ کا جزو لازم ہے اس لئے اس پر ایمان لازم ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ اسی طرح جو شخص اس دنیا میں اس بات کا دعوی کرتا ہے کہ وہ آخرت میں اس کا بوجھ خود پر لے لے گا اور اس طرح اللہ اور اس کی شریعت کے احکام کی پا بجائی سے روکتا ہے یا شریعت کی پیروی کی اہمیت کو کم کرتا ہے وہ جھوٹا ہے اور اس کے دعوی کی تصدیق خود کفر ہے، اس دن ایسے تمام دعوے کرنے والے اپنے پیروکاروں سے چھپتے پھریں گے۔

دلائل

**وَلاَ تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلاَّ عَلَيْهَا وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى ثُمَّ إِلَى رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ [ الأنعام : ١٦٤ ] ۝ مَّنِ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدي لِنَفْسِهِ**

**وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولاً [ الإسراء : ١٥ ] ﴿ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَى - وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى - أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى - وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَى - وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَى - ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاء الْأَوْفَى [ النجم : ٣٦-٤١ ] ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ (٤٨) ﴾ (سورہ البقرہ) ﴿ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ [ العنكبوت : ١٣]﴿وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ [ النحل : ٢٥ ] ﴾**

بند

بند.

بند میدانِ محشر میں حساب و کتاب سے بچانے کیلئے نہ مال کام آئیگا اور نہ رشتہ داریاں ۔ تشریح

قیامت کے دن انسان کو مال، اولاد یا رشتہ داریاں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی ہوں تو اعمال ہی سب کچھ ہوں گے، اور کافر جن کے اعمال جنت میں لے جانے والے نہیں ہوں گے وہ مال دے کر نہیں چھوٹ سکیں گے، چنانچہ بالفرض اگر کسی شخص کے پاس پوری زمین کے وزن جتنا سونا ہو اور وہ اس دن بطور فدیہ دے کر چھوٹنا چاہے تو اس سے قبول نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ اگر کسی شخص کے پاس پوری دنیا کی دولت ہو بلکہ اس سے

دوگنا خزانہ اس کے ہاتھ لگ جائے اور وہ اس کو دے کر عذاب قیامت سے بچنا چاہے تو بھی اس کو قبول نہیں کیا جائے گا۔(القرآن)۔

اسی طرح وہاں رشتہ داریاں اور دوستیاں بھی کام نہیں آئیں گی، باپ اپنے بیٹے کا بدلہ نہیں بن سکے گا، اور نہ بیٹا باپ کا بدلہ بن سکے گا، وہاں ہر انسان کے اپنے اعمال کام آئیں گے، جبکہ کافروں کے لئے صرف اور صرف جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے(القرآن)۔

اسی طرح اس دن انسان کی یہ خواہش بھی ہوگی کہ کسی اور کو ذبردستی فدیہ میں دے کر اپنی جان چھڑا سکتا ہو تو اس طرح نجات حاصل کرلے، خواہ وہ اس کی اولاد، یا بیوی، یا بھائی یا اس کا پورا کنبہ یا تمام دنیا والے ہی کیوں نہ ہوں، اگر ان سب کو کسی طرح فدیہ میں دے کر وہ اپنی جان چھڑا سکتا ہو تو وہ ضرور چھڑانا چاہے گا(القرآن)۔

اس بات پر ایمان لازم ہے کہ روز قیامت مال، رشتہ داریاں اور دوستیاں کام نہیں آئیں گی، جو شخص اپنے مال یا رشتہ داریوں اور نسبتوں کو نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے یا جو شخص اس کی دعوت دیتا ہے کہ وہاں رشتہ داریاں یا نسبتیں کام آئیں گی اس کی دعوت اور دعوی جھوٹا ہے ، ایسے دعوی کی تصدیق کرنا خود کفر ہے۔ دلائل

**يُبَصَّرُونَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ (١١) وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ (١٢) وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ (١٣) وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ (١٤)( المعارج) وَلَا**

**تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ (٨٧) يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ (٨٨) إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (٨٩)( الشعراء)إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَى بِهِ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ (٩١) (آل عمران)يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا [لقمان : ٣٣]وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ (١٢٣)( البقرہ)إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (١١٦)( آل عمران)لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (١٧) ( المجادلہ) لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (٣) (الممتحنہ)** بند

بند.

بند میدانِ محشرمیں شفاعت کی مختلف قسمیں ہوں گی تشریح

**پہلی شفاعت:** سب سے پہلی شفاعت شفاعتِ کبریٰ ہے، جو نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

میدانِ محشر کی سختی میں تخفیف اور حساب و کتاب شروع کروانے کے لئے فرمائیں گے۔

**دوسری شفاعت:** حساب و کتاب میں سہولت اور آسانی کے لئے ہوگی کہ ان لوگوں کے حساب وکتاب میں سہولت اور آسانی کا معاملہ کیا جائے۔

**تیسری شفاعت:** بعض اہل ایمان کے جنت میں درجات بلند کرنے کے لئے ہوگی کہ جو درجہ اس مومن کو عطا ہوا ہے اس سے اونچا درجہ عطا فرمادیا جائے۔

**چوتھی شفاعت:** ان گنہگاروں کے لئے ہوگی جن کے لئے عذاب کا فیصلہ ہوچکا ہوگا کہ ان کی خطاء معاف فرمادی جائے اور انہیں جہنم میں داخل نہ کیا جائے۔

**پانچویں شفاعت:** ان گنہگاروں کے لئے ہوگی جو جہنم میں داخل ہوچکے ہوں گے اور یہ شفاعت انہیں جہنم سے باہر نکالنے کے لئے ہوگی

**چھٹی شفاعت:** ان لوگوں کے حق میں ہوگی جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی، یعنی اصحابِ اعراف کے بارے میں کہ ان کو اعراف سے نکال کر جنت میں داخل فرمادیا جائے۔

**ساتویں شفاعت:** بعض لوگوں کو بلا حساب و کتاب جنت میں داخل کروانے کے لئے ہوگی، چنانچہ ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ اس شفاعت کے نتیجے میں بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔

**آٹھویں شفاعت:** مستحقینِ عذاب کے عذاب میں تخفیف کے لئے ہوگی

النَّوْعُ الْأَوَّلُ: الشَّــفَاعَةُ الْأُولَى، وَهِيَ الْعُظْمَى، الْخَاصَّـةُ بِنَبِيِّنَـا صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ مِنْ بَيْنِ سَـائِرِ إِخْوَانِـهِ مِنَ الْأَنْبِيَـاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، صَـلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ. النَّوْعُ الثَّانِي وَالثَّالِثُ مِنَ الشَّـــــــفَاعَةِ : شَفَاعَتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَقْـوَامٍ قَدْ تَسَاوَتْ حَسَنَاتُهُمْ وَسَـيِّئَاتُهُمْ ، فَيَشْـفَعُ فِيهِمْ لِيَـدْخُلُوا الْجَنَّةَ ، وَفِي أَقْـوَامٍ آخَـرِينَ قَــدْ أُمِــرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ أَنْ لَا يَــدْخُلُونَهَا. النَّوْعُ الرَّابِـعُ : شَـفَاعَتُهُ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ فِي رَفْـعِ دَرَجَـاتِ مَنْ يَـدْخُلُ الْجَنَّةَ فِيهَا فَوْقَ مَا كَانَ يَقْتَضِيهِ ثَوَابُ أَعْمَالِهِمْ . وَقَدْ وَافَقَتِ الْمُعْتَزِلَةُ هَذِهِ الشَّفَاعَةَ خَاصَّةً ، وَخَالَفُوا فِيمَا عَدَاهَا مِنَ الْمَقَامَـاتِ ، مَـعَ تَــوَاتُرِ الْأَحَـادِيثِ فِيهَــا. النَّوْعُ الْخَـامِسُ : الشَّفَاعَةُ فِي أَقْوَامٍ أَنْ يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِغَيْــرِ حِسَابٍ ، وَيَحْسُنُ أَنْ يُسْتَشْــهَدَ لِهَـذَا النَّوْعِ بِحَدِيثِ عُكَاشَـةَ بْنِ مِحْصَـنٍ ، حِينَ دَعَـا لَـهُ رَسُــولُ اللَّهِ صَــلَّى اللَّهُ عَلَيْــهِ وَسَــلَّمَ أَنْ يَجْعَلَـهُ مِنَ السَّـبْعِينَ أَلْفًـا الَّذِينَ يَـدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْـرِ حِسَـابٍ ، وَالْحَـدِيثُ مُخَـرَّجٌ فِي الصَّحِيحَيْنِ. النَّوْعُ السَّادِسُ : الشَّفَاعَةُ فِي تَخْفِيفِ الْعَذَابِ عَمَّنْ يَسْتَحِقُّهُ ، كَشَــفَاعَتِهِ فِي عَمِّهِ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُ عَذَابُهُ . ثُمَّ قَـالَ الْقُـرْطُبِيُّ فِي التَّذْكِرَةِ بَعْـدَ ذِكْـرِ

هَذَا النَّوْعِ : فَإِنْ قِيلَ : فَقَدْ قَالَ تَعَالَى : { فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ } قِيلَ لَهُ : لَا تَنْفَعُهُ فِي الْخُرُوجِ مِنَ النَّارِ ، كَمَا تَنْفَعُ عُصَاةَ الْمُوَحِّدِينَ ، الَّذِينَ يَخْرُجُونَ مِنْهَا وَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ . النَّوْعُ السَّابِعُ : شَفَاعَتُهُ أَنْ يُؤْذَنَ لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ ، كَمَا تَقَدَّمَ . وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ . النَّوْعُ الثَّامِنُ : شَفَاعَتُهُ فِي أَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِهِ ، مِمَّنْ دَخَلَ النَّارَ ، فَيَخْرُجُونَ مِنْهَا ، وَقَدْ تَوَاتَرَتْ بِهَذَا النَّوْعِ الْأَحَادِيثُ . وَقَدْ خَفِيَ عِلْمُ ذَلِكَ عَلَى الْخَوَارِجِ وَالْمُعْتَزِلَةِ ، فَخَالَفُوا فِي ذَلِكَ ، جَهْلًا مِنْهُمْ بِصِحَّةِ الْأَحَادِيثِ ، وَعِنَادًا مِمَّنْ عَلِمَ ذَلِكَ وَاسْتَمَرَّ عَلَى بِدْعَتِهِ . وَهَذِهِ الشَّفَاعَةُ تُشَارِكُهُ فِيهَا الْمَلَائِكَةُ وَالنَّبِيُّونَ وَالْمُؤْمِنُونَ أَيْضًا. (شرح عقيد طحاوي: ٢٢٩/٢٣٣) فاعلم أن العلماء اختلفوا في شفاعاته و كم هي فقال النقاش : لرسول الله صلى الله عليه و سلم ثلاث شفاعات العامة و شفاعة في السبق إلى الحنة و شفاعة في أهل الكبائر و قال ابن عطية في تفسيره : و المشهور أنهما شفاعتان فقط العامة و شفاعة في

إخراج المذنبين من النار و هـذه الشـفاعة الثانية لا يتدافعها الأنبياء بـل يشـفعون و يشـفع العلمـاء ، قـال القاضـي عيـاض شفاعات نبينا صلى الله عليه و سلم يـوم القيامة خمس شفاعات: الأولى : العامة ، الثانية : إدخال قـوم الجنـة بغـير حسـاب ، الثالثة : في قوم من أمته استوجبوا النـار بـذنوبهم فيشـفعه فيهم نبينـا صـلى اللـه عليــه و ســلم و من شــاء أن يشــفع و يدخلون الجنة و هـذه الشـفاعة هي الـتي أنكرتهــا المبتدعــة الخــوارج و المعتزلــة فمنعتهــا على أصــولهم الفاســدة و هي الاستحقاق العقلي المبني على التحسـين و التقبيح ، الرابعة : فيمن دخـل النـار من المذنبين فيخرج بشفاعة نبينا و غـيره من الأنبيـــاء و الملائكـــة و إخـــوانهم من المؤمـــنين ، قلت : و هـــذه المشـــافعة أنكرتها المعتزلة أيضا و إذا منعوهــا فيمن اســتوجب النــار بذنبــه و إن لم يــدخلها فــأحرى أن يمنعوهــا فيمن دخلهــا ، الخامسة : في زيـادة الـدرجات في الجنـة لأهلها و ترفيعها قال القاضـي عيـاض : و هذه الشفاعة لا تنكرها المعتزلة و لا تنكر شـفاعة الحشـر الأول ، قلت : و شـفاعة سادسة لعمه أبي طالب في التخفيف عنه

**كما رواه مسلم، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه و سلم ذكر عنده عمه أبو طالب فقال : لعله تنفعه شفاعتي يوم القيامة فيجعل في ضحضاح من نار يبلغ كعبيه يغلي منه دماغه، فإن قيل : فقد قال الله تعالى : { فما تنفعهم شفاعة الشافعين } قيل له : لا تنفع في الخروج من النار كعصاة الموحدين الذين يخرجون منها و يدخلون الجنة (التذكرة للقرطبی:۲۱۹)**بند

بند.

بند میدان محشر میں بعض لوگوں کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔تشریح

**شفاعت کے اہل :** شفاعت صرف وہی لوگ کریں گے جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی اجازت ہوگی، بلا اجازت کوئی شفاعت نہیں کرسکے گا، شفاعت کی اجازت انبیاء، علماء، شہداء، اولیاء، حفاظ صلحاء اور فرشتوں کو ہوگی، قرآن اور روزہ بھی سفارش کریں گے۔ دلائل

**وَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ يَقُولُ: إِنْ لَمْ تُصَدِّقُونِي بِهَذَا الْحَدِيثِ فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: {إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا} فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: شَفَعَتِ**

الْمَلَائِكَةُ، وَشَفَعَ النَّبِيُّونَ، وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُونَ، وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔ (صحيح مسلم:۱؍۱۰۳) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَظْهَرَهُ شُفِّعَ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ قَدْ وَجَبَتْ لَهُمْ النَّارُ۔ (مسند احمد:۱؍۱۸۵) عن الحسن قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : يدخل الجنة بشفاعة رجل من أمتي أكثر من ربيعة و مضر۔ (مستدرك حاكم:۶؍۲۰۵۹) وَعَن عَبْدِ الله بْنِ عَمْرو ، رَضِيَ الله عَنْهُمَا , أَنَّ رَسُولَ الله صَلَّى الله عَلَيه وسَلَّم قَالَ : الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعِبَادِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، يَقُولُ الصِّيَامُ : رِبِّ إِنِّي مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّرابَ بِالنَّهَارَ فَشَفِّعْنِي فِيهِ ، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ رَبِّ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ ، فَيَشْفَعَانِ۔ (مستدرك حاكم:۲؍۷۷۳)
والحاصل أنه يجب أن يعتقد أن غير النبي صلى الله عليه وسلم من سائر الرسل والأنبياء والملائكة والصحابة والشهداء والصديقين والأولياء على اختلاف مراتبهم ومقاماتهم عند ربهم يشفعون ، وبقدر جاههم ووجاهتهم يشفعون لثبوت الأخبار بذلك ، وترادف الآثار على ذلك ،

**وهـو أمـر جـائز غـير مسـتحيل ، فيجب تصـديقه۔ (شـرح عقيـدہ سـفارینی۲:۲۰۹)** بند

بند.

بند شفاعت صرف اہلِ ایمان کے لئے ہوگی۔ تشریح

شفاعت صرف اہل ایمان کے لئے ہوگی، کیونکہ اہل ایمان ہی قابلِ معافی و مغفرت ہیں، کافروں، مشرکوں اور ان لوگوں کے لئے جن کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوگا، خلاصئ جہنم کی کوئی شفاعت نہیں ہوگی۔ دلائل

**فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ، وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ۔ (الشعراء:۱۰۰،۱۰۱) ثم يقول الكافر قد وجد المؤمنون من يشفع لهم فمن يشفع لنا ؟ فيقولون : ما هو غير إبليس هو الذي أضلنا فيأتونه فيقولون قد جد المؤمنون من يشفع لهم فقم أنت فاشفع لنا فإنك قد أضللتنا فيقوم فيثور من مجلسه أنتن ريح شمه أحد ثم يعظهم لجهنم و يقول عند ذلك } و قال الشيطان لما قضي الأمر إن الله وعدكم وعد الحق و وعدتكم فأخلفتكم ۔} (التذکرۃ للقرطبی:۲۲۱)** بند

بند.

بند کافروں اور مشرکوں کا کوئی شفیع نہیں ہوگا، اور نہ ان کی شفاعت کی اللہ تعالیٰ کسی کو اجازت دیں گے۔ تشریح

**حساب کتاب کے دن شفاعت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ:** شفاعت کا اصل مالک صرف اللہ ہے اس لئے حساب کے دوران کوئی بھی ہستی کسی کی بھی شفاعت خود سے نہیں کر سکتی، یہاں تک کہ خود اللہ کی جانب سے شفاعت کی اجازت دی جائے ۔

اسی طرح ہر کسی کی شفاعت کے لئے اجازت نہیں ہوگی، بلکہ کسی خاص شخص یا گروہ کو کسی خاص فرد یا گروہ کے لئے متعین طور پر شفاعت کی اجازت ملے گی،اور وہ بس انہیں کے لئے شفاعت کر سکیں گے۔ چنانچہ کفارومشرکین اور آخرت کا انکار کرنے والوں اور اللہ کی آیات کو جھٹلانے والوں کے لئے کسی کو شفاعت کی اجازت نہیں ہوگی، اور ان کو کسی کی شفاعت فائدہ بھی نہیں پہنچائے گی ۔

چنانچہ کفار مشرکین اور منافقین کے علاوہ مؤمنین میں سے اہل کبائر کے لئے شفاعت کی ایک خاص موقع پر اجازت دی جائے گی، جس کا ذکر آگے مستقل آرہا ہے۔

شفاعت کا یہ قانون قرآن میں قطعی طور پر ثابت ہے کہ ہر کوئی ہر کسی کے لئے شفاعت کا حق نہیں ہوگا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خاص کسی کو خاص کسی کی شفاعت کی اجازت دے، اس پر ایمان لانا فرض ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ جو شخص اس دنیا میں اس بات کا دعوی کرتا ہے کہ وہ آخرت میں اس کا شافع ہوگا، اور اس طرح اللہ اور اس کی شریعت کے احکام کی پا بجائی سے روکتا ہے یا شریعت کی پیروی کی اہمیت کو کم کرتا ہے وہ جھوٹا ہے اور اس کے دعوی کی تصدیق خود کفر ہے،

اس دن ایسے تمام دعوے کرنے والے اپنے پیروکاروں سے چھپتے پھریں گے۔ دلائل

**وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ (٤٨)( البقرہ)۔يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ (٢٥٤) (البقرہ)۔يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا (١٠٩) يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا (١١٠)( طہ)۔وَلا يَشْفَعُونَ إِلا لِمَنِ ارْتَضَى } [الأنبياء:٢٨]۔وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ (٢٣)( سبأ)۔أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ (٤٣) قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (٤٤) (الزمر)۔وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (٨٦) (الزخرف)۔وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضَى (٢٦) (النجم)۔**

**قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ (۴۳) وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ (۴۴) وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ (۴۵) وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ (۴۶) حَتَّى أَتَانَا الْيَقِينُ (۴۷) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ (۴۸) (المدثر)** ۔ بند

بند.

**بند** معبودوں کے لحاظ سے اہلِ محشر کی زمرہ بندی کی جائے گی

تشریح

حساب کتاب کی تکمیل کے بعد اہل جنت کو جنت میں بھیجنے کے لئے اور اہل جہنم کو جہنم میں جھونکنے کے لئے فرشتے ندا لگائیں گے کہ ہر کوئی ان معبودوں کے پیچھے آجائے جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔اور اس وقت تمام معبودوں کی شبیہ وہاں مہیا کردی جائے گی، مثلاً اصنام، سورج، چاند، پتھر، درخت، فرعون نمرود وغیرہ حتی کے جو لوگ جو نیکوکاروں کو ان کی مرضی کے بغیر پوجتے تھے فرشتوں کے ذریعہ ان کی شبیہ بھی بنا کر ان کے سامنے کردی جائے گی۔ان سارے معبودوں کو جہنم کی جانب ہانکا جائے گا اور سب ایک کے بعد ایک جہنم رسید ہوں گے اور ان کے پیچھے ان کی عبادت کرنے والے جہنم میں جھونکے جائیں گے۔

اخیر میں اہل کتاب میں سے مشرکین اور ہر دور کے تمام مؤمن و مسلم باقی رہ جائیں گے، یہودیوں کو آواز دی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا وہ کس کی پرستش کرتے تھے، وہ کہیں گے کہ وہ اللہ کے بیٹے عزیر کی پرستش کرتے تھے، ان سے کہا جائے گا تم جھوٹے ہو نہ اللہ کی

کوئی بیوی ہے نہ کوئی بیٹا ہے۔ پھر ان سے سوال ہوگا تمہیں کیا چاہئے؟ وہ کہیں گے: ہم پیاسے ہیں ہمیں پانی چاہئے، انہیں اشارہ کیا جائے گا کہ چلو آؤ، اور انہیں ہانک کر جہنم کی جانب لے جایا جائے گا، جہنم انہیں سراب کی شکل میں پانی نظر آئے گا، اور وہ اس کے قریب جا کر اس میں گریں گے۔

پھر نصاری کوبلایا جائے گا، ان سے کہا جائے گا : تم کس کی پرستش کرتے تھے ؟ وہ کہیں گے: ہم اللہ کے بیٹے مسیح کی پرستش کرتے تھے، ان سے کہا جائے گا تم جھوٹے ہو اللہ کی نہ کوئی بیوی ہے نہ کوئی بیٹا ہے۔ پھر ان سے بھی پوچھا جائے گا تمہیں کیا چاہئے، وہ بھی کہیں گے ہم پیاسے ہیں ہمیں پانی چاہئے، انہیں بھی اشارہ کیا جائے گا کہ چلوآؤ، اور انہیں ہانک کر جہنم کی جانب لے جایا جائے گا، جہنم انہیں سراب کی شکل میں پانی نظر آئے گا، اور وہ اس کے قریب جا کر اس میں گریں گے۔

دلائل

**وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّى إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ (٣٩) أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ (٤٠) (النور)۔**

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَـةِ أَذَّنَ مُـؤَذِّنٌ تَتْبَـعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُـدُ . فَلاَ يَبْقَى مَنْ كَـانَ يَعْبُـدُ غَيْـرَ اللَّهِ مِنَ الأَصْـنَامِ وَالأَنْصَـابِ إِلاَّ يَتَسَاقَطُونَ فِى النَّارِ ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلاَّ مَنْ كَـانَ يَعْبُـدُ اللَّهَ ، بَـرٌّ أَوْ فَـاجِرٌ وَغُبَّرَاتُ أَهْلِ الْكِتَابِ ، فَيُـدْعَى الْيَهُـودُ فَيُقَـالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُـدُ عُزَيْـرَ ابْنَ اللَّهِ . فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ ، مَا اتَّخَـذَ اللَّهُ مِنْ صَـاحِبَةٍ وَلاَ وَلَـدٍ ، فَمَـاذَا تَبْغُـونَ فَقَـالُوا عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا . فَيُشَـارُ أَلاَ تَـرِدُونَ ، فَيُحْشَرُونَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَـرَابٌ ، يَحْطِمُ بَعْضُـهَا بَعْضًـا فَيَتَسَـاقَطُونَ فِى النَّارِ ، ثُمَّ يُـدْعَى النَّصَـارَى ، فَيُقَـالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَـالُوا كُنَّا نَعْبُـدُ الْمَسِـيحَ ابْنَ اللَّهِ . فَيُقَـالُ لَهُمْ كَـذَبْتُمْ ، مَـا اتَّخَـذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلاَ وَلَدٍ .(صحيح بخارى)

عَنْ أَبِى سَعِيدٍ الْخُـدْرِيِّ قَـالَ ... قَـالَ رَسُـولِ اللَّهِ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِيَتَّبِـعْ كُـلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ. فَلاَ يَبْقَى أَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْـرَ اللَّهِ سُـبْحَانَهُ مِنَ الأَصْـنَامِ وَالأَنْصَـابِ إِلاَّ يَتَسَـاقَطُونَ فِى النَّارِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْـقَ إِلاَّ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ وَغُبَّرِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيُدْعَى الْيَهُودُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَـا كُنْتُمْ تَعْبُـدُونَ قَـالُوا كُنَّا نَعْبُـدُ عُزَيْـرَ ابْنَ اللَّهِ.

فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَـذَ اللَّهُ مِنْ صَـاحِبَةٍ وَلاَ وَلَـدٍ فَمَـاذَا تَبْغُـونَ قَـالُوا عَطِشْـنَا يَـا رَبَّنَـا فَاسْـــقِنَا. فَيُشَـــارُ إِلَيْهِمْ أَلاَ تَـــرِدُونَ فَيُحْشَـرُونَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَـا سَـرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُـهَا بَعْضًـا فَيَتَسَـاقَطُونَ فِى النَّارِ. ثُمَّ يُـــدْعَى النَّصَـــارَى فَيُقَـــالُ لَهُمْ مَـــا كُنْتُمْ تَعْبُـدُونَ قَـالُوا كُنَّا نَعْبُـدُ الْمَسِـيحَ ابْنَ اللَّهِ. فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ. مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلاَ وَلَدٍ. فَيُقَالُ لَهُمْ مَاذَا تَبْغُونَ فَيَقُولُــونَ عَطِشْنَا يَـا رَبَّنَـا فَاسْـقِنَا. - قَـالَ - فَيُشَـارُ إِلَيْهِمْ أَلاَ تَـــرِدُونَ فَيُحْشَــــرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ كَأَنَّهَــــا سَـــرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُــــهَا بَعْضًـــــا فَيَتَسَاقَطُونَ فِى النَّارِ. (صحيح مسلم)

عن ابن مسعود عن النبي صـلى اللـه عليه وسلم قال : « يجمع الله الناس يـوم القيامة وينزل اللـه في ظلـل من الغمـام فينادي مناد يا أيها النـاس ألم ترضـوا من ربكم الــذي خلقكم وصــوركم ورزقكم أن يولي كـل إنسـان منكم مـا كـان يعبـد في الـدنيا ويتـولى أليس ذلـك عـدلاً من ربكم قالوا بلى قال فلينطلق كـل إنسـان منكم إلى ما كان يتولى في الـدنيا ويتمثـل لهم مـا كـانوا يعبـدون في الـدنيا ويمثـل لمن كـان يعبـد عيسـى عليـه السـلام شـيطان عيسى وكـذا يمثـل لمن كـان يعبـد عزيـراً

**حتى تمثل لهم الشجرة والعود والحجر ويبقى أهل الإسلام جثوماً فيتمثل لهم الرب عز وجل فيقال لهم ما لكم لم تنطلقوا كما انطلق الناس فيقولون إن لنا رباً ما رأيناه بعد فيقول فبم تعرفون ربكم إن رأيتموه قالوا بيننا وبينه علامة إن رأيناه عرفناه قال وما هي قالوا : يكشف عن ساق فيكشف عند ذلك » (أخرجه إسحاق بن راهويه في مسنده، والطبراني، والدارقطني في الرؤية، والحاكم وصححه، وابن مردويه وغيرهم )** بند

بند.

بند مشرکین سے ان کے شرکاء کے بارے میں سوال ہوگا کہ وہ کہاں گم ہیں ہے تشریح

**معبودوں اورشرکاء سے سوال:** انبیاء ورسولوں نے نبوت و رسالت کی ذمہ داری صحیح انجام دی تھی اور قوموں تک اللہ کے پیغام کو صحیح صحیح پہنچا دیا تھا اس کی شہادت ہو جانے کے بعد قوموں سے براہ راست ان کے اعمال کا حساب شروع ہوگا ، ہر قوم کا حساب ان کے نبی کے سامنے ہوگا، عرض اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ مشرکین سے سوال کریں گے کہ تمہارے وہ شرکاء کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک کیا کرتے تھے، مشرکین پہلے تو اس بات سے ہی انکار کردیں گے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بھی کرتے تھے، اور شرک کے ذریعہ دنیا میں اللہ پر

جو بہتان انہوں نے باندھا تھا اس کے بارے میں ایسے ظاہر کریں گے جیسے ان سے ایسے کچھ ہوا ہی نہ ہو ، حالانکہ آگے تمام شہادتیں ثابت کردیں گی کہ وہ مشرک تھے اور اس طرح وہ خود اپنے خلاف گواہی دینے والے بن جائیں گے۔ اور پھر وہ یہ بھی کہیں گے کہ وہ شرکاء جنہیں وہ اللہ کے ساتھ شریک کرتے تھے وہ دکھائی نہیں دے رہے ہیں، کہیں گم ہو گئے ہیں (القرآن)۔

اللہ تعالی پھر ان شرکاء کو بھی وہاں مشرکین کے ساتھ جمع کردیں گے جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے ،مشرکین ان کے بارے میں کہیں گے کہ ہاں انہیں کی وہ پرستش کرتے تھے، اور خود ان شرکاء کا حال یہ ہوگا کہ وہ مشرکین کو جھٹلائیں گے ، کہ ان کے شرک کے گناہ میں ان کا کوئی ہاتھ نہیں تھا ، اور ان سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہیں گے(القرآن)۔

اس ضمن میں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے بھی سوال کریں گے کہ مشرکین ان کی بھی پرستش کرتے تھے تو کیا خود فرشتوں نے انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا تھا، فرشتوں فوراً اپنی صفائی دیں گے کہ انہوں نے مشرکین کو ایسی کوئی بات نہیں کہی تھی، اور جنوں پر بات ڈال دیں گے کہ مشرکین تو جنوں کی پرستش کرتے تھے۔ جبکہ جن بھی مشرکین سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہیں گے(القرآن)۔

ایسا ہی سوال حضرت عیسی سے بھی ہوگا کہ کیا انہوں نے ان کی قوم سے کہا تھا کہ ان کی اور ان ماں کی پرستش کی جائے ، حضرت عیسی گڑگڑاکر عرض کریں گے، ہائے اللہ ! میں ایسی کوئی بات کیسے کہہ سکتا ہوں جس

کا مجھے حق ہی نہیں ہے، اگر میں ایسی کوئی بات کہتا تو آپ کو وہ ضرور معلوم ہوتی، آپ تو غیب کی بات جاننے والے ہیں، میں نے انہیں اسی بات کا تعلیم دی جس کا آپ نے حکم فرمایا تھا، کہ صرف اللہ کی پرستش کریں جو میرا اور تمہارا دونوں کا رب ہے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آج صرف سچوں کو ان کی سچائی ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے، اور انہیں کے لئے نجات ہے (القرآن)۔

اس پورے عمل میں دو باتیں ہوں گی ایک مشرکین پر ان کے شرکاء کی حقیقت واضح ہو جائے گی کہ ان کی کوئی حیثیت اور وقعت نہیں ہے، اور ان کے شرکاء خود ان سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں، بلکہ اس بات پر تو وہ ان کے دشمن بن گئے ہیں، دوسرے یہ کہ شرک جیسا بدترین جرم ان پر اس طرح ثابت ہو جائے گا کہ پہلے تو وہ اس سے انکار کرتے رہے تھے اور پھر ان کے معبودوں کو پھنسانے کے چکر میں اس کا اقرار بھی کرلیا کہ وہ ان کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے تھے۔

میدان حشر میں شرکاء و مشرکین سے سوال ہونا بر حق ہے، یہ بھی بر حق ہے کہ یہ سوال تمام شرکاء حتی کہ جنوں، فرشتوں اور حضرت عیسی علیہ السلام سے تک ہوگا، یہ بھی بر حق ہے کہ شرکاء مشرکین کے عمل سے اپنی برأت کو ظاہر کریں گے اور گڑگڑائیں گے کہ یہ ظلم خود مشرکین کا ہے اس میں ان شرکاء کا کوئی قصور نہیں ہے، ہاں جو شرکاء جو خود مشرکین کی گمراہی کا باعث بنے ہوں گے ان کی حالت خراب ہوگی یہ تمام

امور قرآن میں قطعی طور پر ثابت ہیں ان پر ایمان فـرض ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ دلائل

**وَإِذَا رَأى الَّذِينَ أَشْـــرَكُواْ شُـــرَكَاءهُمْ قَالُواْ رَبَّنَا هَؤُلاء شُـرَكَآؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَـدْعُوْ مِن دُونِـــكَ فَـــألْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَـــوْلَ إِنَّكُمْ لَكَـاذِبُونَ - وَأَلْقَـوْاْ إِلَى اللّـهِ يَوْمَئِذٍ السَّـلَمَ وَضَـلَّ عَنْهُم مَّا كَـانُواْ يَفْتَـرُونَ [ النحـل : ٨٦-٨٧ ] ﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًـا ثُمَّ نَقُـولُ لِلَّذِينَ أَشْـرَكُواْ مَكَـانَكُمْ أَنتُمْ وَشُـرَكَآؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُم مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ - فَكَفَى بِاللّهِ شَـهِيدًا بَيْنَنَـا وَبَيْنَكُمْ إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ - هُنَالِـكَ تَبْلُـو كُـلُّ نَفْسٍ مَّا أَسْـــلَفَتْ وَرُدُّواْ إِلَى اللّـــهِ مَوْلاَهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُواْ يَفْتَرُونَ ) [ يونس : ٢٨-٣٠ ] ﴿وَيَوْمَ يَحْشُـرُهُمْ وَمَـا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَـادِي هَـؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَـلُّوا السَّـبِيلَ (١٧) قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَـانَ يَنْبَغِي لَنَـا أَنْ نَتَّخِـذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّى نَسُوا الـذِّكْرَ وَكَـانُوا قَوْمًـا بُـورًا (١٨) فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا تَقُولُونَ فَمَـا تَسْـتَطِيعُونَ صَـرْفًا وَلَا نَصْـرًا وَمَنْ يَظْلِمْ مِنْكُمْ نُذِقْـهُ عَذَابًا كَبِـيرًا (١٩)( سـورہ الفرقـان)﴿وَمَنْ أَضَـــــلُّ مِمَّنْ يَـــدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لا يَسْـتَجِيبُ لَـهُ إِلَى يَـوْمِ الْقِيَامَـةِ وَهُمْ عَنْ**

دُعَـائِهِمْ غَـافِلُونَ وَإِذَا حُشِـرَ النَّاسُ كَـانُوا لَهُمْ أَعْـدَاءً وَكَـانُوا بِعِبَـادَتِهِمْ كَـافِرِينَ } [ الأحقاف : ٥ ، ٦ ]وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُـولُ لِلَّذِينَ أَشْـرَكُوا أَيْنَ شُـرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُـــــــونَ (٢٢) ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَـالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَـا مَـا كُنَّا مُشْـرِكِينَ (٢٣) انْظُـرْ كَيْـفَ كَـذَبُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَضَـلَّ عَنْهُمْ مَـا كَـانُوا يَفْتَـرُونَ ( ٢٤)( سور الانعام)وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُـولُ لِلْمَلَائِكَـةِ أَهَـؤُلَاء إِيَّاكُمْ كَـانُوا يَعْبُـدُونَ - قَـالُوا سُـبْحَانَكَ أَنتَ وَلِيُّنَـا مِن دُونِهِم بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ [ السبأ : ٤٠-٤١ ] وَإِذْ قَـالَ اللّـهُ يَـا عِيسَـى ابْنَ مَـرْيَمَ أَأَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ اتَّخِـذُونِي وَأُمِّيَ إِلَـهَيْنِ مِن دُونِ اللّـهِ قَـالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِـي وَلاَ أَعْلَمُ مَـا فِي نَفْسِـكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ - مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلاَّ مَـا أَمَـرْتَنِي بِـهِ أَنِ اعْبُـدُواْ اللّـهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ... [المائدة : ١١٦-١١٧] بند

بند.

بند كـافرو ں کے نیک اعمال آخـرت میں ان کـو جہنم سے نہیں بچـا سکیں گے۔ تشریح

**کافروں کے اچھے اعمال :** ایمان کے بغیر کافروں کے دیگر اچھے اعمال ان کو جہنم سے نہ بچا سکیں گے، کیونکہ آخرت میں کامیابی کا پہلا معیار کفر سے بچنا اور ایمان والا ہونا ہے۔ وہ کافر جو آخرت کو مانتے تھے لیکن اس کے ساتھ ہی کفر کے بھی مرتکب تھے انہیں ان کے نیک اعمال سراب کی مانند نظر آئیں گے ، وہ اسی سراب کے پیچھے چل پڑیں گے جب کہ وہ جہنم ہوگی جبکہ وہ کافر جنہیں آخرت پر ایمان ہی نہیں تھا انہیں کم از کم خوش گمانی میں مبتلا کرنے والا ایسا سراب بھی دکھائی نہیں دے گا، وہ سخت تاریکی میں ہوں گے اور ان کا انجام جہنم کا سخت ترین عذاب ہوگا۔

ہاں یہ حقیقت ہے کہ اللہ ظالم نہیں ہے، اس لئے تمام کفار اور مشرکین کفر و شرک کے بنیادی عذاب میں تو برابر ہوں گے، لیکن اس کے ساتھ جس شخص کا برا عمل جتنا زیادہ ہوگا اسی کے مطابق اس کے عذاب میں سختی بڑھی ہوئی ہوگی۔ظاہر ہے انبیاء کے مقابلہ میں کھڑے ہونے والے سرکش اور مترفین و متکبرین، نمرود، فرعون، ہامان، ابو جہل، ابو لہب اور ولید بن مغیرہ کا انجام عام کفار و مشرکین کے مقابلہ میں ان کی سرکشی اور بد اعمالیوں کے مطابق سخت سے سخت ترین اور بھیانک ہوگا ۔

ایمان کے بغیر دیگر نیکیاں اور اچھے اعمال آخرت میں جہنم سے خلاصی کا ذریعہ نہیں بنیں گے (جزاء اعمال کا ) یہ قاعدہ اور یہ حقائق نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں ان پر ایمان لازم ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ دلائل:

وَالَّذِينَ كَفَــرُوا أَعْمَــالُهُمْ كَسَـــرَابٍ
بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْـآنُ مَـاءً حَتَّى إِذَا جَـاءَهُ
لَمْ يَجِـدْهُ شَـيْئًا وَوَجَـدَ اللَّهَ عِنْـدَهُ فَوَفَّاهُ
حِسَـــابَهُ وَاللَّهُ سَـــرِيعُ الْحِسَـــابِ (٣٩) أَوْ
كَظُلُمَـاتٍ فِي بَحْـرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَـاهُ مَـوْجٌ مِنْ
فَوْقِـهِ مَـوْجٌ مِنْ فَوْقِـهِ سَـحَابٌ ظُلُمَـاتٌ
بَعْضُـهَا فَـوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْـرَجَ يَـدَهُ لَمْ يَكَـدْ
يَرَاهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَـهُ نُـورًا فَمَـا لَـهُ
مِنْ نُـــورٍ (٤٠) (النـــور)كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَـــانَ
لَيَطْغَى (٦) أَنْ رَآهُ اسْـــــتَغْنَى (٧) إِنَّ إِلَى
رَبِّـــكَ الـــرُّجْعَى (٨) أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى (٩)
عَبْــدًا إِذَا صَــلَّى (١٠) أَرَأَيْتَ إِنْ كَـانَ عَلَى
الْهُدَى (١١) أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَى (١٢) أَرَأَيْتَ إِنْ
كَذَّبَ وَتَوَلَّى (١٣) أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَـرَى (
١٤) كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ (١٥)
نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ (١٦) فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ (١٧)
سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (١٨) (العلـق)تَبَّتْ يَـدَا أَبِي
لَهَبٍ وَتَبَّ (١) مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ
(٢) سَيَصْـلَى نَـارًا ذَاتَ لَهَبٍ (٣) وَامْرَأَتُـهُ
حَمَّالَـةَ الْحَطَبِ (٤) فِي جِيـدِهَا حَبْـلٌ مِنْ
مَسَـــدٍ (٥)( المســـد)ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ
وَحِيـدًا (١١) وَجَعَلْتُ لَـهُ مَـالًا مَمْـدُودًا (١٢)
وَبَنِينَ شُهُودًا (١٣) وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا (١٤)
ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ (١٥) كَلَّا إِنَّهُ كَـانَ لِآيَاتِنَـا
عَنِيدًا (١٦) سَـأُرْهِقُهُ صَـعُودًا (١٧) إِنَّهُ فَكَّرَ

**وَقَدَّرَ (١٨) فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ (١٩) ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ (٢٠) ثُمَّ نَظَرَ (٢١) ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ (٢٢) ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ (٢٣) فَقَالَ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ (٢٤) إِنْ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (٢٥) سَأُصْلِيهِ سَقَرَ (٢٦) وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ (٢٧) لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ (٢٨) لَوَّاحَةٌ لِلْبَشَرِ (٢٩)( المدثر)﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا (١٠٣) الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (١٠٤) أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا (١٠٥) ذَلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا (١٠٦) (الكهف)﴾** بند

بند.

بند میدان محشر میں کافر اپنے انجام کو دیکھتے ہوئے آپس میں جھگڑے کریں گے کہ انہیں کی وجہ سے وہ اس انجام کو پہنچے ہیں۔ تشریح

**میدان حشر میں کافروں اور مجرموں کے جھگڑے:** میدان حشر میں جب کافروں اور مجرموں کو اپنے بدترین انجام کا حال دکھائی دیگا، وہاں وہ اپنی بدکاریوں پر افسوس کرتے ہوں گے اور شدید حسرت کا شکار ہوں گے، اور وہ لوگ جن کی وجہ سے وہ گمراہی کا شکار ہوئے تھے یا جن کے نام پر گمراہی کا شکار ہوئے تھے

ان سے جھگڑنے لگیں گے، اور وہ لوگ جو بڑے مجرموں کے پیروکار تھے ان سے لڑیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایمان والے ہوتے، آج تو ہمیں آگ سے بچا لو، جبکہ وہ لوگ جن کی پیروی کی جاتی تھی جواب میں کہیں گے کہ کیا ہم نے تمہیں حق قبول کرنے سے ذبردستی روکا تھا، سچ یہ ہے کہ تم بھی برابر کے مجرم ہو پیروکار جواب میں کہیں گے ہاں تمہاری دن و رات کی سازش یہی تھی کہ ہمیں اللہ کی آیات کے انکار کا حکم دیتے تھے، لیکن ان جھگڑوں سے انہیں کچھ حاصل نہ ہوگا، انہیں پا بہ زنجیر کرکے ان کی گردنوں میں طوق ڈال کر ان کے انجام کے لئے ہانکا جائے گا

دلائل

**فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِنَ النَّارِ . قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ [غافر:۴۷، ۴۸] وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ . قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَى بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ . وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الأغْلالَ فِي أَعْنَاقِ**

الَّذِينَ كَفَـرُوا هَـلْ يُجْـزَوْنَ إِلا مَـا كَـانُوا يَعْمَلُونَ [سبأ:٣١-٣٣]۔ بند

بند.

بند میدان حشر میں شیطان کے پیروکار شیطان سے جھگڑے کریں گے کہ اس نے انہیں بہکا کر اس انجام کو پہنچایا ہے۔ تشریح

**شیطان اور اس کے پیروکاروں کے جھگڑے:** جب آخری فیصلہ ہو چکے گا تو ہر مجرم شیطان کو کوسے گا جو اس کو بہکانے کا سبب بنا تھا، اور باری تعالیٰ سے درخواست کرے گا کہ اس کے بہکانے والے کو شدید عذاب دیا جائے، جبکہ شیطان کہے گا: پروردگار! میں نے اس پر سرکشی کی راہ اختیار کرنے کے لئے کوئی ذبردستی نہیں کی تھی بلکہ وہ خود گمراہی میں جا پڑا تھا۔ باری تعالیٰ فرمائیں گے: یہاں اب مت جھگڑو، تم نے اس دن کے بارے میں پہلے ہی خبردار کردیا گیا تھا۔ اس دن جزاء و سزاء کے بارے میں میرا قول بدل سکتا ہے اور نہ ہی میں اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں۔ یعنی جس کے بارے میں جو بھی فیصلہ ہوگا وہ بالکل حق بجانب ہے۔ دلائل

**وَقَالَ قَرِينُهُ هَذَا مَا لَدَيَّ عَتِيـدٌ - أَلْقِيَـا فِي جَهَنَّمَ كُـلَّ كَفَّارٍ عَنِيـدٍ - مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْـرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ - الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًـا آخَـرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّـدِيدِ - قَـالَ قَرِينُـهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَكِن كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ - قَـالَ لَا تَخْتَصِـمُوا لَـدَيَّ وَقَـدْ قَـدَّمْتُ إِلَيْكُم بِالْوَعِيـدِ - مَـا يُبَـدَّلُ الْقَـوْلُ لَـدَيَّ وَمَـا أَنَـا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ) [ ق : ٢٣-٢٩ ]** بند

بند.

بد شیطان اعتراف کرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے پورا کیا جبکہ خود شیطان نے جو وعدے کیا تھا وہ پورا نہیں ہوا؛ کیونکہ اس کے وعدے اور دلائی گئی تمنائیں سب جھوٹے تھے۔ تشریح

**شیطان کا اعتراف:** اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں مکلفین کے سامنے ہر طرح کھول کھول کر شیطان کی دشمنی کو بیان کیا ہے، لیکن لوگ شیطان کو اپنا دوست بناتے ہیں اور اس کی پیروی کرتے ہیں، شیطان انسان سے جھوٹے وعدے کرتا ہے اور جھوٹی تمنائیں دلاتا ہے لیکن لوگ باوجود تنبیہ کردئیے جانے کے اس کے بہکاوے کا شکار ہوتے ہیں ، جبکہ شیطان کی دعوت حقیقت میں جہنم کے لئے اور وہ اپنے بہکاوے میں آنے والوں کو جہنم کی جانب لے جا رہا ہے۔

کل قیامت کے دن جب سب فیصلے ہو جائیں گے شیطان کہے گا، کچھ وعدے تو وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تم سے کئے تھے (قیامت کا، حساب و کتاب کا جنت و جہنم کا)، اور کچھ وعدے وہ ہیں جو میں نے تم سے کیا تھے (تمنائیں اور خوش گمانیاں)، اللہ نے جو وعدے کئے اس نے وہ سب پورے کردئیے ہیں لیکن میں نے اپنے وعدے کو پورا نہیں کیا، کیونکہ وہ جھوٹا وعدہ تھا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرا تم پر کوئی زور نہیں تھا، میں نے تو صرف تمہیں برائی کی دعوت دی تھی، اور تم نے خود اس کو قبول کیا، اس لئے آج تم مجھ پر کوئی ملامت مت کرو، بلکہ تم خود ملامت کے لائق ہو تم خود پر ملامت کرو، نہ میں تمہارا مدد گار ہوں

اور نہ تم میرے مددگار ہو، تم جو شرک اس سے پہلے کرتے تھے میں خود اس سے بیزار ہوں۔
یقیناًظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔حشر کے میدان میں یہ واقعہ پیش آنا یقینی ہے کیونکہ یہ اللہ کے علم سے بیان کیا گیا ہے، اس پر ایمان لانا لازمی ہے کہ ایسا ہو کر رہے گا دلائل

**يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ (٥) إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ (٦)( فاطر)۔وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الأَمْرُ إِنَّ اللّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلاَّ أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلاَ تَلُومُونِي وَلُومُواْ أَنفُسَكُم مَّا أَنَاْ بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُمْ بِمُصْرِخِيَّ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَآ أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ [ إبراهيم : ٢٢ ]۔.بند**

بند.

بند میدان حشر میں فیصلوں کے بعد کافر اللہ تعالیٰ سے فریادیں کریں گے لیکن تب ان کی کوئی سنوائی نہیں ہوگی۔تشریح

**کافروں کی فریاد:** جب مجرمین کے سامنے عذاب کے آثار ظاہر ہوجائیں گے اور ان کے جہنم رسید کئے جانے کا فیصلہ سنا دیا جائے گا تو اللہ سے فریادیں کریں گے ، اے اللہ ہمیں ایک موقع دیجئے ہم فرماں بردار بن کر دکھا دیں

گے، لیکن انہیں جواب ملے گا کہ تمہارے سامنے بار بار حق کی باتیں اور یاد دہانی آتی رہی ہیں تم نے پہلے کونسی اصلاح کی ہے؟ جو اب کروگے اور جس طرح تم نے اس دن ملاقات کو بالکل بھلا دیا تھا آج تمہیں بھی ایسے ہی بھلا دیا جائے گا، اوران کے چہرے تاریک ہو جائیں گے اور وہ سب جہنم رسید ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ مجرمین کہیں گے کہ اگر انہیں ایک موقع دیا جائے تو وہ فرماں بردار ی کی راہ اختیار کریں گے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر انہیں دوبارہ موقع دیا جائے تب بھی یہ اسی نا فرمانی کی راہ کو اختیار کریں گے، یہ مجرمین جھوٹے ہیں۔ دلائل

**وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنْسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ (٣٤)( الجاثیہ) وَلَوْ تَرَى إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (٢٧) بَلْ بَدَا لَهُمْ مَا كَانُوا يُخْفُونَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (٢٨) ( الأنعام) أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ (٥٨) بَلَى قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ (٥٩) وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ (٦٠) (الزمر) سند**

بند.

بند مؤمن نیکوکاروں اور متقین کا حساب آسان ہوگا، جبکہ کفار اور بدکاروں کے ساتھ مناقشہ ہوگا، اور ان کے ساتھ طویل جرح ہوگی۔ تشریح

**حساب ِیسیر اور مناقشہ:** روزِ محشر بندوں کے اعمال کا حساب دو طرح کا ہوگا: ایک یہ کہ نافرمانوں اور مجرموں اور سرکشوں کے حساب کتاب میں اس کے ہر ہر عمل پر روک ٹوک ہوگی، بڑے اعمال کے ساتھ ہی چھوٹے سے چھوٹے عمل کے بارے میں بھی سوال اور نقد و جرح ہوگی، ان کے ساتھ کسی قسم کی ڈھیل کا معاملہ نہیں کیا جائے گا، اسی کو ’’مناقشہ‘‘ کہتے ہیں، اور جس کے ساتھ ایسا ہو جائے بس اس کے لئے عذاب یقینی ہے۔
جبکہ روز قیامت مؤمنوں اور نیکواروں کا بھی حساب ہوگا البتہ نیک مؤمنوں کا حساب ہلکا ہوگا، بلکہ یہ ایک طرح کی صرف پیشی ہوگی، اور اس کے اعمال کے ریکارڈ کو سرسری طور پر دیکھ کر اس سے درگذر کیا جائے گا ، اور تیزی کے ساتھ ان کا حساب نپٹا دیا جائے گا، چنانچہ نبی ﷺ نمازوں میں ہلکے حساب کے لئے دعامانگا کرتے تھے، فرماتے: **أللّٰھم حاسِبْنِي حِساباً یَسِیراً** ۔ دلائل

**فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ (٧) فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا (٨) وَيَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ مَسْرُورًا (٩) وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ (١٠) فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا (١١) وَيَصْلَى سَعِيرًا (١٢) (الإنشقاق)۔**

**عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من نُوقِش الحساب عُذِّب". قالت: فقلت: أليس قال الله: { فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا } ؟ ، قال: "ليس ذاك بالحساب ولكن ذلك العَرْض، من نوقش الحساب يوم القيامة عذب". (رواه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن جرير)**

**عن عائشة قالت: سمعتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يقول في بعض صلاته: "اللهم حاسبني حسابا يسيرا". فلما انصرف قلت: يا رسول الله، ما الحساب اليسير؟ قال: "أن ينظر في كتابه فيتجاوز له عنه، إنه من نُوقِش الحساب يا عائشةُ يومئذ هَلَكَ". صحيح على شرط مسلم ( مسند احمد بحوالہ تفسير ابن كثير)** بند

بند.

بند میدان محشر میں کامیاب لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے اور ناکام لوگوں کے چہرے تاریک ہوں گے۔ تشریح

**روشن اور تاریک چہرے:** جن کو کامیابی اور نجات کا پروانہ مل جائے گا ان کے چہرے تر و تازہ اور چمکتے ہوئے ہوں گے، ان پر خوشی کی کیفیت طاری ہوگی، وہ ہنستے ہوں گے، اور ایک دوسرے کو خوشخبریاں اور مبارک بادی دے رہے ہوں گے، یہ مؤمنین اور صالحین ہوں گے ۔

جبکہ دوسرا گروہ وہ ہوگا جن کے چہرے غبار آلود ہوں گے، ان پر تاریکی چھائی ہوئی ہوگی، یہ کافر و فاجر ہوں گے۔
حشر کے میدان میں اچھے اعمال والوں کا بالآخر خوش ہونا اور ایک دوسرے کو مبارکبادیاں دینا اور فاسقوں فاجروں کا پریشان حال ہونا بالکل بر حق ہے ، اس حقیقت پر ایمان لازم ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ دلائل

**وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ (٣٨) ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ (٣٩) وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ (٤٠) تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ (٤١) أُولَئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ (٤٢)( عبس )وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ (٢) عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ (٣) تَصْلَى نَارًا حَامِيَةً (٤) تُسْقَى مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ (٥) لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ (٦) لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ (٧) وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاعِمَةٌ (٨) لِسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ (٩) فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ (١٠)( الغاشیہ)۔**

بند

بند.

بند برائیوں کا اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنی برائی کی گئی ہوگی، جبکہ نیکیوں کا بدلہ بڑھا چڑھا کر دیا جائے گا۔ تشریح

**نیکیوں اور برائیوں کی جزاء میں فرق:** جزاء اعمال کا ایک اہم ضابطہ یہ ہوگا کہ جس انسان نے جیسا عمل کیا ہوگا اس سے وہی عمل منسوب ہوگا، اور جتنی برائی کی ہوگی اس برائی کے مثل ہی مقرر سزاء اس کے لئے مقدر ہوگی، اس پر کسی قسم کی زیادتی نہیں

ہوگی۔ ہاں نیکی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو اختیار ہوگا کہ اس کا بدلہ وہ جتنا چاہے بڑھا کر دے، چنانچہ بہت سے نیک اعمال ایسے ہوں گے جن کا بدلہ دس گنا اور بہت سے اعمال کا ستر گنا بڑھا کر دیا جائے گا، بلکہ بعض اعمال ایسے ہوں گے جن کا بدلہ سات سو گنا یا بے حساب دیا جائے گا۔

نیکیوں اور برائیوں کی جزاء کے بارے میں یہ قانون قرآن میں قطعی طور پر ثابت ہے، اس لئے اس پر ایمان لانا فرض ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ دلائل

**مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ (۴۰)( سورہ غافر)، إِن تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ [ التغابن : ۱۷ ] ، مَن جَاء بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَن جَاء بِالسَّيِّئَةِ فَلاَ يُجْزَى إِلاَّ مِثْلَهَا [ الأنعام : ۱۶۰ ] ، مَّثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّئَةُ حَبَّةٍ وَاللّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاء وَاللّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ [ البقرة : ۲۶۱ ]، إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ [ الزمر : ۱۰ ]، بند**

بند.

بد حشر کے میدان سے کوئی مکلف اس وقت تک نہیں ٹل سکے گا

جب تک کہ اس سے یہ سوال نہیں ہو جائے گا کہ اس نے اپنی عمر کہاں کھپائی، جوانی کہاں ملوث کی، مال کیا کمایا، اور کہاں خرچ کیا، اور اپنے علم پر کتنا عمل کیا۔ تشریح

**حشر کے میدان کے سوالات:** قیامت کے دن انسان کے شعور اور بلوغ کے ہر پل کا حساب لیا جائے گا، اور کچھ وہ کرتے رہے ہیں سب ہے ان کے اعمال کا حساب ہوگا اور اس سے ہر نعمت کے بارے میں سوال ہوگا، دنیا میں انسان خود کے بارے میں بڑی غلط فہمیوں میں مبتلا ہے، وہ ہمیشہ یہ سوچتا ہے کہ اس کو کچھ نہیں ملا ہے، اور اللہ کی بڑی بڑی نعمتوں کی نا قدری کرتا ہے، اللہ کے پیغمبر ﷺ نے ایک موقعہ پر جبکہ آپ اور آپ کے اصحاب سخت بھوکے تھے کچھ کھجور اور ٹھنڈے پانی کے میسر ہونے پر فرمایا کہ اس نعمت کے بارے میں بھی قیامت کے دن سوال ہوگا، ایک صحابی نے فرمایا : یا رسول اللہ اس کھجور کے بارے میں جس سے ہم اپنا نصف پیٹ بھی نہیں بھر سکے، اور اس پانی کے بارے میں سوال ہوگا؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کے بارے میں بھی سوال ہوگا۔

حدیث کے مطابق اگر انسان کو ایک کپڑے کا ٹکڑا جس سے وہ اپنی ستر چھپا سکے، پیٹ بھرنے کے لئے جو کچھ بھی کھانے اور پینے کو میسر ہوجائے، اور سر چھپانے کے لئے کوئی سوراخ یا غار مل جائے تو بھی وہ زندہ رہ سکتا تھا اور اس کے لئے کافی تھا لیکن مفلس ترین انسان کو بھی اس دنیا میں جو کچھ اسباب عیش اللہ نے دئیے ہیں وہ بلاشبہ عظیم ترین نعمتیں ہیں جن کا انسان شمار نہیں کر سکتا۔

**جب آیت لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ نازل ہوئی تو صحابہ نے پوچھا:** یا رسول اللہ کس نعمت کے بارے میں سوال ہوگا، کیا صرف اس کھجور اور پانی کے بارے میں سوال ہوگا جو اس وقت ہماری کل غذا ہے، جبکہ بد امنی کا یہ عالم ہے کہ دشمن ہمارے سر پر ہیں اور تلواریں ہماری گردنوں پر ہیں، آپ نے فرمایا: ہاں سوال تو یقیناً ہوگا، اور قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جو سوال ہوگا وہ یہ ہے کہ کیا ہم نے تمہیں صحت مند نہیں بنایا تھا؟ کیا ہم نے تمہیں سیراب کرنے کے لئے پانی جیسی نعمت نہیں دی تھی؟

حدیث پاک کے مطابق صحت اور فراغت ایسی نعمتیں ہیں جن کے بارے میں انسان نا قدری میں مبتلا رہتا ہے۔ اول تو ان کو نعمت ہی نہیں سمجھتا ، دوسرے جب یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں ان نعمتوں سے فائدے نہیں اٹھاتا اور صحت مندی اور فراغت کی حالت میں آخرت کی تیاری نہیں کرتا ہے، جبکہ آخرت میں اس سے وقت اور صحت دونوں کے بارے میں سوال ہوگا۔

دیکھنے سننے اور سمجھنے کی نعمت کے بارے میں بھی سوال ہوگا کہ ان نعمتوں پر شکر ادا کیا یا نہیں ؟ اور ان نعمتوں کا خود اللہ کے احکام کی تعمیل میں کیا استعمال کیا؟ (القرآن)۔

حدیث کے مطابق دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انسان کومال کے علاوہ جاہ و عزت کے بارے میں بھی سوال کرے گا اور بنیادی جاہ ہر انسان کو میسر ہے، ہر شخص کو اللہ نے خاندان، بیوی بچے دئیے ہیں، جن پر اس کی حکومت چلتی

ہے، جس کو جس درجہ جاہ ملے گا اس سے اسی درجہ کا سوال ہوگا۔

قیامت کے دن انسان کے قدم حشر کے میدان سے اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک کہ اس سے پانچ باتوں کے بارے میں سوال نہیں ہو جائے گا، (۱) اس کی عمر کے بارے میں کہ اس نے کن کاموں میں اس کو کھپایا ہے، زندگی کے لمحات کن کاموں میں گذرے ہیں (۲) جوانی کہاں کھپائی، شرمگاہ کی حفاظت کی یا نہیں؟ (۳) جو کچھ مال اس نے کمایا کیسے کمایا؟ حلال و حرام کا خیال رکھا یا نہیں(۴) اور جو مال اس نے کمایا تھا اس کو کہاں خرچ کیا؟ یعنی حرام جگہ تو خرچ نہیں کیا ، فضول خرچی تو نہیں کی، کنجوسی کرکے مال جمع کر کرکے تو نہیں رکھا (۵) اور جو علم حاصل کیا اس پر کتنا عمل کیا۔

یہ وہ بنیادی سوالات ہیں جس میں زندگی کا ہر پہلو شامل ہوگیا ہے، جب تک انسان ان کا جواب نہیں دے گا حشر کے میدان سے وہ چھوٹے گا نہیں۔ دلائل

**فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ . عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ } [ الحجر :۹۲، ۹۳ ] ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (۸) (التكاثر) إن السمع والبصر والفؤاد كل أولئك كان عنه مسؤولا } [ الإسراء : ۳۶ ] وفي الترمذي عن أبي هريرة قال : لما نزلت هذه الآية : { ثم لتسألن يومئذ عن النعيم } قال الناس : يارسول الله عن أي النعيم نسأل ؟ فإنما هما الأسودان والعدو حاضر**

وسيوفنا على عواتقنا قال : ( إن ذلك سيكون ) وعنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : ( إن أول ما يسأل عنه يوم القيامة - يعني العبد - أن يقال له : ألم نصح لك جسمك ونرويك من الماء البارد ؟

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « إِنَّ أَوَّلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِى الْعَبْدَ مِنَ النَّعِيمِ أَنْ يُقَالَ لَهُ أَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِيكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ ».(تفسير القرطبى:٢٠/١٦٢)

حديث ابن عمر قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول : ( إذا كان يوم القيامة دعا الله بعبد من عباده فيوقفه بين يديه فيسأله عن جاهه كما يسأله عن ماله )

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ النَّبِىَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « لَيْسَ لاِبْنِ آدَمَ حَقٌّ فِى سِوَى هَذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُوَارِى عَوْرَتَهُ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ ». قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (سنن ترمذى)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - رضى الله عنهما - قَالَ قَالَ النَّبِىُّ - صلى الله عليه وسلم -

**« نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَـا كَثِـيرٌ مِنَ النَّاسِ ، الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ » . (صحيح بخارى)**

**عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « لاَ تَزُولُ قَـدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْـدِ رَبِّـهِ حَتَّى يُسْـأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمْـرِهِ فِيمَـا أَفْنَـاهُ وَعَنْ شَـبَابِهِ فِيمَــا أَبْلاَهُ وَمَالِــهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَــبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَـهُ وَمَـاذَا عَمِـلَ فِيمَـا عَلِمَ ».(ســنن ترمذى)**

**عَنْ أَبِى بَــرْزَةَ الأَسْــلَمِيِّ قَـالَ قَـالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى اللـه عليـه وسـلم- « لاَ تَزُولُ قَدَمَا عَبْـدٍ يَـوْمَ الْقِيَامَـةِ حَتَّى يُسْـأَلَ عَنْ عُمْرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَا فَعَلَ وَعَنْ مَالِـهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَـبَهُ وَفِيمَـا أَنْفَقَـهُ وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَا أَبْلاَهُ ».(سنن ترمذى)** بند

بند.

بند میدان محشر میں نیکوکـار دائیں جـانب کـئے جـائیں گے اور بـدکار بائیں جانب کـئے جـائیں گے اور مقـربین عـرش کے سـائے میں ہوں گے۔ تشریح

اہل محشر کی اعمال کے لحاظ سے گروہ بندی : اللہ تعـالیٰ کے حکم سے تمـام اہـل محشـر کی ان کے اعمـال یـا جـرائم کے لحـاظ سـے گـروہ بنـدی ہوگی، مؤمـنین کـو اور مجرمین کو الگ الگ کر دیا جـائے گـا ، مجـرمین کـو سـختی سے کہا جائے گا : اے مجرمو تم علیحدہ ہوجاؤ(القرآن)۔

حدیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ جب اٹھایا جائے گا اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیں گے تمام اہل محشر میں سے جہنمیوں کو الگ کردو، حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے پوچھیں گے: ائے پروردگار! کتنے الگ کروں ؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے : ہر ہزار میں سے نو سو ننیانوے لوگوں کو جہنم کے لئے الگ کرلو

یہی وہ حکم ہے جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ جس کو سن کر اہل محشر کی یہ حالت ہوگی اور اس حکم اور خبر کا اہل محشر پر ایسے اثر پڑے گا جیسے کوئی بچہ بھی اس کو سنتا تو بوڑھا ہو جاتا(القرآن)۔

پھر مجرمین کی ان کے جرائم کے لحاظ سے گروہ بندی ہوگی، اس دن ان سے کہا جائے گا کہ دنیا میں تم نافرمانوں اور مجرمین کا حق کی مخالفت میں ایک دوسرے سے بڑا گٹھ جوڑ تھا آج ایک دوسرے کو اپنی مدد کےلئے کیوں آمادہ نہیں کرتے، یہ ان سے اس لئے کہا جائے گا کیوں کہ وہ حق کے مقابلے میں دنیا میں کہا کرتے تھے کہ وہ ایک جان ہیں اور ان پر کوئی بھی بپتا پڑے گی تو وہ ایک دوسری کی مدد کریں گے(القرآن)۔

روز محشر تمام اہل ارض کے بنیادی طور پر تین گروہ کئے جائیں گے ، ایک وہ جو عرش کے دائیں جانب جمع کئے جائیں گے، انہیں ''اصحاب المیمنہ اور اصحاب الیمین'' کہا جاتا ہے، اہل جنت کی اکثریت انہیں کی ہوگی، دوسرے وہ جو عرش کے بائیں جانب جمع کئے جائیں گے، انہیں ''اصحاب المشئمہ اور اصحاب الشمال'' کہاجاتا

ہیں، یہ سب جہنمی ہوں گے۔ تیسرا گروہ عرش کے بالکل سامنے کا ہوگا، یہ ''المقربین'' کہلاتے ہیں، یہ انبیاء کا گروہ ہوگا، انہیں میں وہ بھی ہوں جو ''السابقون '' کہلاتے ہیں۔

میدان حشر میں اعمال کے لحاظ سے اہل محشر کی گروہ بندی بر حق ہے، مؤمنین کو الگ اور مجرمین کو الگ کردیا جانا بر حق ہے، اور یہ بھی بر حق ہے کہ الگ الگ نوع کے گناہوں کے مرتکبین کو الگ الگ کردیا جائے گا، مؤمنین میں بھی گروہ ہوں گے، حق کے لئے بہت زیادہ پہل کرنے والوں کو خاص مقام حاصل ہوگا، اور عام نیکوکاروں کی بھی اچھی حالت میں زمرہ بندی ہوگی، یہ سب امور قرآن و حدیث سے قطعی طور پر ثابت ہیں ان پر ایمان لازم ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ دلائل

**فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنظُرُونَ - وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَذَا يَوْمُ الدِّينِ - هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ - احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ - مِن دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ - وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ - مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ - بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ - وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءلُونَ - قَالُوا إِنَّكُمْ كُنتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ - قَالُوا بَل لَّمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ - وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ - فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا إِنَّا لَذَائِقُونَ**

- فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ- فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ - إِنَّا كَذَلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ - إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ) [ الصافات : ١٩-٣٥ ]
أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُنْتَصِرٌ (٤٤) سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (٤٥)( سور القمر)
وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ [ يس : ٥٩ ]فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا (١٧)( المزمل)

عن ابن عباس، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأ: { يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا } قال: "ذلك يوم القيامة، وذلك يوم يقول الله لآدم: قم فابعث من ذريتك بعثا إلى النار. قال: من كم يا رب؟ قال: من كل ألف تسعمائة وتسعة وتسعون، وينجو واحد". فاشتد ذلك على المسلمين، وعرف ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال حين أبصر ذلك في وجوههم: "إن بني آدم كثير، وإن يأجوج ومأجوج من ولد آدم، وإنه لا يموت منهم رجل حتى يرثه لصلبه ألف رجل. ففيهم وفي أشباههم جنة لكم". (المعجم الكبير للطبرانى)

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ [ الروم : ١٤ ] يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ [ الروم :

٤٣ ]﴿وَيَـوْمَ نَحْشُـرُهُمْ جَمِيعًـا ثُمَّ نَقُـولُ لِلَّذِينَ أَشْـرَكُوا مَكَـانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُـرَكَاؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُـدُونَ (٢٨) فَكَفَى بِاللَّهِ شَـهِيدًا بَيْنَنَـا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَـادَتِكُمْ لَغَـافِلِينَ (٢٩) هُنَالِـكَ تَبْلُـو كُـلُّ نَفْسٍ مَـا أَسْـلَفَتْ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَـوْلَاهُمُ الْحَـقِّ وَضَـلَّ عَنْهُمْ مَـا كَـانُوا يَفْتَـرُونَ (٣٠)(سـورة يـونس)﴾إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَـةُ (١) لَيْسَ لِوَقْعَتِهَـا كَاذِبَـةٌ ( ٢) خَافِضَةٌ رَافِعَـةٌ (٣) إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا (٤) وَبُسَّـتِ الْجِبَـالُ بَسًّـا (٥) فَكَـانَتْ هَبَـاءً مُنْبَثًّا (٦) وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً (٧) فَأَصْـحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْـحَابُ الْمَيْمَنَـةِ (٨) وَأَصْـحَابُ الْمَشْـأَمَةِ مَـا أَصْـحَابُ الْمَشْـأَمَةِ (٩) وَالسَّـابِقُونَ السَّـابِقُونَ (١٠) أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُـونَ (١١) فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ (١٢) ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ (١٣) وَقَلِيلٌ مِنَ الْآخِـرِينَ (١٤) عَلَى سُـرُرٍ مَوْضُـونَةٍ (١٥) مُتَّكِئِينَ عَلَيْهَـا مُتَقَـابِلِينَ (١٦) يَطُـوفُ عَلَيْهِمْ وِلْـدَانٌ مُخَلَّدُونَ (١٧) بِأَكْوَابٍ وَأَبَـارِيقَ وَكَـأْسٍ مِنْ مَعِينٍ (١٨) لَا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُـونَ ( ١٩) وَفَاكِهَةٍ مِمَّا يَتَخَيَّرُونَ (٢٠) وَلَحْمِ طَيْرٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ (٢١) وَحُورٌ عِينٌ (٢٢) كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُـؤِ الْمَكْنُـونِ (٢٣) جَـزَاءً بِمَـا كَـانُوا يَعْمَلُـونَ (٢٤) لَا يَسْـمَعُونَ فِيهَـا لَغْـوًا وَلَا

**تَأْثِيمًـــا (٢٥) إِلَّا قِيلًا سَـــلَامًا سَـــلَامًا (٢٦) وَأَصْـحَابُ الْيَمِينِ مَـا أَصْـحَابُ الْيَمِينِ (٢٧) فِي سِدْرٍ مَخْضُودٍ (٢٨) وَطَلْحٍ مَنْضُـودٍ (٢٩) وَظِــلٍّ مَمْـدُودٍ (٣٠) وَمَــاءٍ مَسْـكُوبٍ (٣١) وَفَاكِهَـــةٍ كَثِـــيرَةٍ (٣٢) لَا مَقْطُوعَــــةٍ وَلَا مَمْنُوعَــةٍ (٣٣) وَفُــرُشٍ مَرْفُوعَــةٍ (٣٤) إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَـاءً (٣٥) فَجَعَلْنَـاهُنَّ أَبْكَـارًا ( ٣٦) عُرُبًا أَتْرَابًا (٣٧) لِأَصْـحَابِ الْيَمِينِ (٣٨) ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ (٣٩) وَثُلَّةٌ مِنَ الْآخِـــرِينَ ( ٤٠) وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا أَصْحَابُ الشِّـمَالِ (٤١) فِي سَـــمُومٍ وَحَمِيمٍ (٤٢) وَظِـــلٍّ مِنْ يَحْمُـومٍ (٤٣) لَا بَـارِدٍ وَلَا كَـرِيمٍ (٤٤) إِنَّهُمْ كَـانُوا قَبْــلَ ذَلِــكَ مُتْــرَفِينَ (٤٥) وَكَـانُوا يُصِــرُّونَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيمِ (٤٦) وَكَـانُوا يَقُولُـونَ أَئِذَا مِتْنَـا وَكُنَّا تُرَابًـا وَعِظَامًـا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ (٤٧) أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُـونَ (٤٨) قُـلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ (٤٩) لَمَجْمُوعُونَ إِلَى مِيقَــاتِ يَــوْمٍ مَعْلُــومٍ (٥٠) ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَــا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ (٥١) لَآكِلُونَ مِنْ شَــجَرٍ مِنْ زَقُّومٍ (٥٢) فَمَـالِئُونَ مِنْهَـا الْبُطُـونَ ( ٥٣) فَشَـــــارِبُونَ عَلَيْـــــهِ مِنَ الْحَمِيمِ (٥٤) فَشَـارِبُونَ شُـرْبَ الْهِيمِ (٥٥) هَـذَا نُـزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ (٥٦) (سورہ الواقعہ)۔بند**

بند.

بند مقـربین اور اصـحابِ ِیمین میـدان حشـر میں راحت میں ہوں گے۔

**تشریح**

میدان حشر میں مقربین اور اصحاب الیمین کافروں اور فاسقوں کے مقابلے میں راحت میں ہوں گے، جنت ان سے قریب کردی جائے گی، اور ان کے چہروں پر تازگی ہوگی۔

وہ حشر کے میدان میں جہنم سے دور ہوں گے، اور وہ میدان حشر کی سختیوں سے بھی دور ہوں گے، اور بہت سے نیکوکار ایسے ہوں گے جنہیں اللہ رب العزت کے عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی جس دن عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا : میدان حشر میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے کپڑے لائے جائیں گے، اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے خلیل کو کپڑے پہناؤ، حضرت ابراہیم جب کپڑے پہن لیں گے وہ عرش کی سمت بیٹھ جائیں گے۔ پھر میرے لئے کپڑے لائے جائیں گے، میں ان ک وپہننے کے بعد حضرت ابراہیم کے داہنی جانب ایسی جگہ بیٹھوں گا جہاں میرے علاوہ کوئی نہیں بیٹھ سکتا ، وہ ایسی جگہ ہوگی جس پر اولین و آخرین سب رشک کریں گے۔

مؤمنین حتی کے انبیاء بھی حشر کےمیدان میں حساب کتاب کی سختیوں سے کسی درجہ متأثر ہوں گے یہ بر حق ہے، انبیاء کا کم ازکم درجہ کا تأثر یہ ہوگا کہ ان پر انفعالی کیفیت طاری ہوگی کہ کہیں ہم سے بھی سوال نہ ہو جائے۔ مؤمنین میں سے فاسق و فاجر جو اعمال سئیہ میں مبتلا تھے وہ بھی حشر کے میدان کی سختیوں میں مبتلا

ہوں گے، البتہ مؤمنین صالحین حشر کے میدان کی عمـومی سخت کیفیت سے متأثر نہ ہو نے کے بـاوجود امن میں ہوں گے، خوف و حزن سے دور ہوں گے، فرشتے بھی ان کو تسلی دے رہے ہوں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا تم سـے وعـدہ کیـا گیا تھا، یہ امور نصوص قطعیہ سے ثـابت ہیں ان پـر ایمـان لازم ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔

اور انبیاء میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم کو کــپڑے پہنایا جانا اور پھر نبی ﷺ کـو کـپڑے پہنایـا جانـا اور آپ ﷺ کـو حشر کے میدان میں ایک خاص مقام کـا حاصـل ہونـا جـو نہ صرف عوام بلکہ خواص و اخص الخواص کےلـئے بھی رشـک کـا مقـام ہوگـا احـادیث سـے ثـابت امـر ہے جس پـر ایمـان ضروری ہے اور اس کا انکار سخت گناہ کا باعث ہے۔

دلائل

**وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ (٩٠)( ســورہ الشــعراء)۔وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْــرَ بَعِيــدٍ (٣١) هَــذَا مَــا تُوعَــدُونَ لِكُــلِّ أَوَّابٍ حَفِيــظٍ (٣٢) مَنْ خَشِــيَ الــرَّحْمَنَ بِـالْغَيْبِ وَجَــاءَ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ (٣٣) ادْخُلُوهَــا بِسَــلَامٍ ذَلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ (٣٤) لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَــدَيْنَا مَزِيــدٌ (٣٥)( ســورہ ق)۔إِنَّ الَّذِينَ قَــالُوا رَبُّنَــا اللَّهُ ثُمَّ اسْــتَقَامُوا فَلَا خَـوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (١٣) أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُـونَ (١٤) (سورہ الأحقـاف)۔وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّـهُمُ السُّـوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُـونَ (٦١)( سـورہ الزمـر)۔لَا يَحْـزُنُهُمُ**

الْفَـزَعُ الْأَكْبَـرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَـةُ هَـذَا يَـــوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَـــدُونَ (١٠٣) (الأنبياء)

سَـبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِى ظِلِّـهِ يَـوْمَ لاَ ظِلَّ إِلاَّ ظِلُّهُ الإِمَـامُ الْعَـادِلُ ، وَشَـابٌّ نَشَـأَ فِى عِبَـادَةِ رَبِّـهِ ، وَرَجُـلٌ قَلْبُـهُ مُعَلَّقٌ فِى الْمَسَـاجِدِ ، وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِى اللَّهِ اجْتَمَعَـا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَـا عَلَيْـهِ ، وَرَجُـلٌ طَلَبَتْـهُ امْـرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّى أَخَافُ اللَّهَ . وَرَجُـلٌ تَصَـدَّقَ أَخْفَى حَتَّى لاَ تَعْلَمَ شِـمَالُهُ مَـا تُنْفِـقُ يَمِينُـهُ ، وَرَجُـلٌ ذَكَـرَ اللَّهَ خَالِيًـا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ » . (صحيح البخـارى، و فى الباب عن أبى سعيد أيضاً)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - رضـى اللـه عنهمـا - قَالَ خَطَبَ النَّبِىُّ - صلى الله عليه وسلم - فَقَـالَ « إِنَّكُمْ مَحْشُـورُونَ إِلَى اللَّهِ حُفَـاةً عُرَاةً غُرْلاً ( كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَـــا إِنَّا كُنَّا فَـــاعِلِينَ ) ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَـى يَـوْمَ الْقِيَامَـةِ إِبْـرَاهِيمُ (صـحيح بخارى)

فَقَـالَ الأَنْصَـارِىُّ يَـا رَسُـولَ اللَّهِ وَمَـا ذَاكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُـودُ قَـالَ « ذَاكَ إِذَا جِىءَ بِكُمْ عُـرَاةً حُفَـاةً غُـرْلاً فَيَكُـونُ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُـولُ اكْسُـوا خَلِيلِى. فَيُـــؤْتَى بِـــرَيْطَتَيْنِ بَيْضَـــاوَيْنِ

**فَيَلْبَسُهُمَا ثُمَّ يَقْعُـدُ فَيَسْـتَقْبِلُ الْعَـرْشَ ثُمَّ أُوتَى بِكِسْوَتِى فَأَلْبَسُهَا فَـأَقُومُ عَنْ يَمِينِـهِ مَقَامـاً لاَ يَقُومُـهُ أَحَـدٌ غَيْـرِى يَغْبِطُنِى بِـهِ الأَوَّلُونَ وَالآخِرُونَ - قَالَ - وَيُفْتَحُ نَهَـرٌ مِنَ الْكَوْثَرِ إِلَى الْحَوْضِ »** بند

بند.

بند قیامت کے دن دیگر جانداروں اور جانوروں کے ظلم کا بھی فیصلہ ہوگا، اور پھر انہیں موت دے دی جائے گی۔ تشریح

**دیگـر مخلوقـات کـا حشـر:** انسـانوں جنـوں اور فرشـتوں کے علاوہ تمـام جانـدار بھی حشـر کے میـدان میں جمع کئے جائیں گے، چنانچہ جب فیصلہ کا وقت آئے گا تـو ان کا بھی انصـاف ہوگـا، یہاں تـک کہ اگـر کـوئی بغیـر سـینگھ والی بکری پر کسی سینگھ والی بکری نے زیادتی کی ہوگی تو اس کا بھی انصاف کیا جـائے گـا ، البتہ جب ان جانـداروں کو انصاف مل چکے گا تـو ان کـو مـٹی بنا دیـا جـائے گـا، اور اسی وقت کافر خواہش کرے گا کہ کاش کہ اسے بھی مـٹی بنا دیا جاتا۔ لیکن اس کی یہ تمنا پوری نہیں ہوگی۔

اس بـارے میں احـادیث مشـہور درجے کی ہیں جن پـر ایمان واجب ہے اور ان کا انکار سـخت گنـاہ کـا بـاعث ہے۔

دلائل

**وَمَـــا مِن دَآبَّةٍ فِي الأَرْضِ وَلاَ طَـــائِرٍ يَطِـيرُ بِجَنَاحَيْـهِ إِلاَّ أُمَمٌ أَمْثَـالُكُم مَّا فَرَّطْنَـا فِي الكِتَـــابِ مِن شَــــيْءٍ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ يُحْشَــرُونَ} (٣٨)( ســورة الأنعــام)۔وَمِنْ آيَاتِـهِ خَلْـقُ السَّـمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَـا بَثَّ**

**فِيهِمَا مِن دَابَّةٍ وَهُوَ عَلَى جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ(٢٩) (سورة الشورى) وَالْأَحَادِيثُ فِي ذَلِكَ مَشْهُورَةٌ ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْشُرُ الْبَهَائِمَ وَيَقْتَصُّ لِبَعْضِهَا مِنْ بَعْضٍ ثُمَّ يَقُولُ لَهَا : كُونِي تُرَابًا . فَتَصِيرُ تُرَابًا . فَيَقُولُ الْكَافِرُ حِينَئِذٍ { يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا} (٤٠) سورة النبأ مجموع الفتاوى لابن تيمية - (ج ٤ / ص ٢٤٨)۔** بند

بند.

**بند** میدان محشر میں جہنم کو کھینچ کر لایا جائے گا۔ تشریح

احادیث میں آیا ہے کہ جہنم کو کھینچ کر عرش کے بائیں جانب لایا جائے گا، جہنم سخت غضب ناک ہوگی اور اس سے سخت آوازیں آتی ہوں گی اس دن جہنم کو ستر ہزار لگامیں لگی ہوں گی، ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچ رہے ہوں گے، گویا جہنم کو کھینچ کر لانے والے ان فرشتوں کی تعداد ۴ ارب نود کروڑ فرشتوں کی ہوگی۔

اس منظر کو دیکھ کر اہل محشر کا حال یہ ہوگا کہ وہ اس دن اس سے عبرت و نصیحت حاصل کریں گے، لیکن وہاں نصیحت حاصل کرنے کا کیا فائدہ ، وہاں کافر و بدکار کہیں گے کاش کہ وہ اس زندگی کے لئے کوئی تیاری کئے ہوتے۔(القرآن)۔

جہنم کو کھینچ کا لایا جانا قطعی طور پر ثابت ہے ، اس پر ایمان لازم ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح

احادیث سے ثابت مذکورہ بالا امور پر بھی ایمان واجب ہے، اور ان کا انکار سخت گناہ کا باعث ہے۔ دلائل

**وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّى لَهُ الذِّكْرَى (٢٣) يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي (٢٤)( سورہ الفجر )**

**قوله تعالى : { وجيء يومئذ بجهنم } : قال ابن مسعود و مقاتل : تقاد جهنم بسبعين ألف زمام كل زمام بيد سبعين ألف ملك فلها تغيظ وزفير حتى تنصب عن يسار العرش ۔ (قرطبی:٢٠/٥٠)۔**

**عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بن مسعود قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا ». ( صحيح مسلم)** بند

بند.

بند جہنم کے اوپر ایک پل ہوگا،سب کو اس پر چلنے کا حکم دیاجائے گا جس کو پل صراط کہاجاتا ہے۔ تشریح

**پل صراط:** ایک حقیقی پل ہے جو باقاعدہ نظر آئے گا اور محسوس ہوگا، کوئی تخیلاتی افسانہ نہیں ہے، باقی اس کی اصل حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

مؤمنین کا جہنم کے پُل پر سے گذرنا اور منافقین کا جہنم رسید ہونا جنت تک پہنچنے کے لئے اہلِ جنت کا جہنم کے پل پر سے گذرنا بر حق ہے۔ جہنم کا پل بہت سخت مرحلہ ہوگا، اس کو مؤمنین ان کے ایمان کے لحاظ

تیزی سے یا مشکل سے پار کرلیں گے۔ منافقین اور بعض مؤمن گناہ گار اس کو نہیں پار کر سکیں گے اور جہنم میں گر جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ مؤمنین سے فرمائیں گے : یہاں میں تمہارا رب ہوں، پھر جہنم پر پل باندھا جائے گا، جس پر سے گذر کر جنت تک پہنچنا ہوگا، اور اس پر شدید اندھیرا چھایا ہوگا، اور اس پل پر آنکڑے لگے ہوں گے، مؤمنوں کو اس پل پر سے گذرنے کا کہا جائے گا، اور ہر مؤمن کو اس کے ایمان کے بقدر نور دیا جائے گا تاکہ وہ اس کی روشنی میں اس پل پر سے گذر سکے، اور اس کے ایمان کے بقدر ہی اس کو رفتار بھی دی جائے گی اور ہر شخص اپنے ایمان کے بقدر رفتار سے اس پل پر سے گذرے گا، اور انہیں جنت کی خوشخبری دی جائے گی۔

کسی کے نور کی روشنی اتنی وسیع ہوگی جیسے مدینہ سے عدن اور صنعا ء تک کی وسعت ہے، پھر بتدریج درجات کے لحاظ سے کمی ہوگی، کسی کا نور پہاڑ جیسا ہوگا، کسی کا نور کھجور کے درخت جتنا ہوگا، کسی کا نور اس کے قد جتنا ہوگا، یہاں تک کہ بعض کا نور اس کے صرف دونوں پیروں کو روشن کررہا ہوگا، اور کسی کا نور اس کے صرف انگھوٹے جتنا ہوگا جو کبھی جلے گا اور کبھی بجھ جائے گا اور وہ اسی میں ٹھٹک ٹھٹک کر چلے گا۔ منافقین کو بھی نور دیا جائے گا، لیکن پل پر سے گذرنے سے پہلے ہی ان کا نور پورے طور پر بجھ جائے گا، ان کی اس درگت کو دیکھ کر مؤمنین اللہ تعالیٰ سے اپنے نور کے اتمام کی دعائیں مانگتے ہوئے پل پر سے گذریں گے۔

کوئی تو ہوگا جو اس پُل کو پَل جھپکتے ہی پار کرلے
گا، اور کوئی بجلی کی طرح کوند کر اس پل سے گذر جائے
گا، کوئی ہوا کی طرح گذرے گا، کوئی پرندے کی رفتار سے
اس پل کو پار کرے گا، کوئی گھوڑوں کی سی رفتار سے پار
کرے گا، اس پل سے گذرنے والوں میں تین طرح کے لوگ
ہوں گے ایک وہ جو اس پل کو بے تکلف پار کرلیں گے ، کچھ
ایسے ہوں گے جو خدشات کا شکار رہیں گے لیکن بالآخر
ٹھٹک ٹھٹک کر اس پل کو پار کر ہی لیں گے۔

اور کچھ ایسے ہوں گے جنہیں کچھ سجھائی نہیں دے
گا اور وہ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے جہنم میں جا گریں گے
یا پھر اس پل پر لگے ہوئے آنکڑے انہیں پکڑ کر جہنم
میں پھینک رہے ہوں گے، یہ منافقین ہوں گے ان کا نور
بجھ چکا ہوگا، یہ مؤمنین سے کہہ رہے ہوں گے کہ تھوڑا
ٹھیر جاؤ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کرکے چلیں
گے، ان سے کہا جائے گا واپس لوٹ جاؤ اور اپنے لئے نور
حاصل کرو، بھلا اندھا دیکھنے والی کی آنکھوں کی روشنی
سے خود کہاں دیکھ سکتا ہے، پھر ان منافقین اور مؤمنین
کے درمیان ایک آڑ آجائے گا جس میں ایک دروازہ ہوگا،
اس دروازے کے اندر رحمت ہوگی جبکہ اس کے ظاہر سے
محسوس ہوگا کہ وہ عذاب کا دروازہ ہے، مؤمنین اپنی نور
کی روشنی میں اس رحمت کا ادراک کرکے اس دروازے سے
گذر جائیں گے جبکہ منافق اس سے نہ گذر سکیں گے، وہ
مؤمنین کو آوازیں دیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ ہی نہیں
تھے؟ مؤمنین کہیں گے ہاں تم ہمارے ساتھ تو تھے لیکن تم
آزمائش میں پورے نہیں اترے، عبادت کے تقاضوں کو پورا

کرنے میں بچتے رہے، شکوک کا شکار رہے، اور خواہشات نے تمہیں دھوکے میں ڈالے رکھا، یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ بھی آگیا، آج نہ تم سے یا کافروں سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور وہ سب جہنم رسید ہوں گے۔

سب سے پہلے نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ساتھ اس پل کو عبور کریں گے، پھر باقی انبیاء و رسل اس پل سے گذریں گے، نیک لوگوں کی زبان پر یہ ورد ہوگا ’’اے اللہ سلامت رکھنا، اے اللہ سلامت رکھنا‘‘۔

کافروں اور فاسقوں کو جہنم کی جانب ہنکا دیا جائے گا، اور ان کا ایک کے بعد دوسرا گروہ جہنم رسید کیا جائے گا، ان کے پیچھے پھر یہود و نصاری بھی جہنم میں پہنچیں گے، اور پھر منافقین جو مؤمنوں کے ساتھ جنت کی جانب بچ نکلنا چاہیں گے جہنم کے پل پر سے جہنم کی جانب اس کے کانٹوں سے پکڑ کر پھینکے جائیں گے یا پھر سخت اندھیرے میں اس پل پر سے خود گر گر کر جہنم رسید ہوں گے، یہ سب حقائق یعنی مؤمنوں کا جہنم پر سے گذرنا، انہیں ان کے ایمان و اعمال کے بقدر نور نصیب ہونا، اور اسی کے بقدر تیزی اور آسانی سے یا پھر سست رفتاری اور مشکل سے اس پل کو پار کر سکنا ، اور منافقوں کا جہنم رسید ہونا سب نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں جن پر ایمان لانا لازم ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔

اور اس پر بھی ایمان لازم ہے کہ مؤمنین میں سے بھی فاسق و فاجر اور کبیرہ گناہوں کے مرتکبین ہوں گے

جو اپنے نور کی کمی کی وجہ سے اس پل کو پار نہیں کر پائیں گے اور جہنم کا شکار ہو جائیں گے،اور صرف یہی مؤمنین پھر بعد میں اللہ تعالیٰ کے حضور نبی ﷺ مؤمنوں اور فرشتوں کی شفاعت سے جہنم سے نجات پائیں گے۔ دلائل

**وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۔ (مريم:۷۱)**
**وَيُضْرَبُ جِسْرُ جَهَنَّمَ " قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُ، وَدُعَاءُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ: اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ. وَبِهِ كَلاَلِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، أَمَا رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ؟ " قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: " فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، غَيْرَ أَنَّهَا لاَ يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللَّهُ، فَتَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ ۔ (صحيح بخارى:۲۔۹۷۳) عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِعَارُ الْمُؤْمِنِ عَلَى الصِّرَاطِ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ ۔(سنن ترمذى:۲۔۵۲۰) وهو الا فدار اى يجعلهم قادرا من العبور عليه و يسهله على المؤمنين حتى ان منهم من يجوزه يمر عليه كالبرق الخاطف الخطف السلب و البرق الشديد يغلب البصر فكانما يسلبه و هذا عبارة عن السرعة الشديدة و منهم كالريح الهابة اى السريعة من الهبوب بالضم و هو سرعة الريح و منهم كالجواد المسرع بالفتح الفرس السريع الى غير**

ذٰلک مما ورد فی الحدیث و منهم کاطیر و منهم کاجود الابل و منهم کالشاد و الشد بالفارسی دویدن و منهم کالماشی فهذا حال عبور الصلحاء و امام غیرهم فمنهم من یرجف علی الیت کالصبی بل روی ان بعضهم یعبر علی وجه ثم العابر اما یمر سالماًو اما یمر مجروحاً من شوک و کلالیب علی جانبی الصراط ویسقط بعض المؤمنین العصاۃ فی النار الی یحب الل سبحان و التفصیل فی کتب الحدیث (نبراس:۲۱۸)

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (١٢) يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ (١٣) يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ قَالُوا بَلَى وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّى جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ (١٤) فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مَأْوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ

وَبِئْسَ الْمَصِـيرُ (١٥) (سـور الحديـد)يَـا أَيُّهَـا الَّذِينَ آمَنُـوا تُوبُـوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَـةً نَصُـوحًا عَسَـى رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّـرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْـرِي مِنْ تَحْتِهَـا الْأَنْهَـارُ يَـوْمَ لَا يُخْـزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُـوا مَعَـهُ نُـورُهُمْ يَسْـعَى بَيْنَ أَيْـدِيهِمْ وَبِأَيْمَـانِهِمْ يَقُولُـونَ رَبَّنَـا أَتْمِمْ لَنَـا نُورَنَـا وَاغْفِـرْ لَنَـا إِنَّكَ عَلَى كُـلِّ شَـيْءٍ قَـدِيرٌ (٨) (سور التحريم)

حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلاَّ مَنْ كَانَ يَعْبُـدُ اللَّهَ تَعَالَى مِنْ بَـرٍّ وَفَـاجِرٍ أَتَـاهُمْ رَبُّ الْعَـالَمِينَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فِى أَدْنَى صُـورَةٍ مِنَ الَّتِى رَأَوْهُ فِيهَا.قَالَ فَمَا تَنْتَظِرُونَ تَتْبَعُ كُـلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ. قَالُوا يَا رَبَّنَـا فَارَقْنَـا النَّاسَ فِى الـدُّنْيَا أَفْقَـرَ مَـا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ. فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ. فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ لاَ نُشْرِكُ بِاللَّهِ شَـيْئًا - مَـرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًـا - حَتَّى إِنَّ بَعْضَـهُمْ لَيَكَـادُ أَنْ يَنْقَلِبَ. فَيَقُولُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ فَتَعْرِفُونَـهُ بِهَـا فَيَقُولُـونَ نَعَمْ. فَيُكْشَـفُ عَنْ سَـاقٍ فَلاَ يَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلَّهِ مِنْ تِلْقَـاءِ نَفْسِـهِ إِلاَّ أَذِنَ اللَّهُ لَهُ بِالسُّجُودِ وَلاَ يَبْقَى مَنْ كَـانَ يَسْـجُدُ اتِّقَـاءً وَرِيَـاءً إِلاَّ جَعَـلَ اللَّهُ ظَهْـرَهُ طَبَقَةً وَاحِدَةً كُلَّمَا أَرَادَ أَنْ يَسْـجُدَ خَـرَّ عَلَى قَفَـاهُ. ثُمَّ يَرْفَعُـونَ رُءُوسَـهُمْ وَقَـدْ تَحَـوَّلَ

فِى صُــورَتِهِ الَّتِى رَأَوْهُ فِيهَــا أَوَّلَ مَــرَّةٍ فَقَـالَ أَنَـا رَبُّكُمْ. فَيَقُولُـونَ أَنْتَ رَبُّنَـا. ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلَى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّـفَاعَةُ وَيَقُولُـونَ اللَّهُمَّ سَـلِّمْ سَـلِّمْ ». قِيـلَ يَـا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْجِسْرُ قَالَ « دَحْضٌ مَزِلَّةٌ. فِيهِ خَطَاطِيفُ وَكَلاَلِيبُ وَحَسَكٌ تَكُونُ بِنَجْدٍ فِيهَـا شُـوَيْكَةٌ يُقَـالُ لَهَـا السَّـعْدَانُ فَيَمُـرُّ الْمُؤْمِنُونَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَـالرِّيحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَأَجَاوِيـدِ الْخَيْـلِ وَالرِّكَـابِ فَنَـاجٍ مُسَلَّمٌ وَمَخْدُوشٌ مُرْسَلٌ وَمَكْدُوسٌ فِى نَارِ جَهَنَّمَ. (صحيح بخارى و مسلم)

يقــول تعــالى مخــبرًا عن المؤمــنين المتصــدقين: أنهم يــوم القيامــة يســعَى نورهم بين أيـديهم في عَرصـات القيامـة، بحسـب أعمـالهم، كمـا قـال عبـد اللـه بن مسـعود في قولـه: { يَسْـعَى نُـورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ } قال: على قدر أعمـالهم يمـرون على الصراط، منهم مَن نوره مثل الجبـل، ومنهم مَن نـوره مثـل النخلـة، ومنهم مَن نوره مثل الرجل القائم، وأدناهم نورًا مَن نـوره في إبهامـه يتَّقـد مـرة ويطفـأ مـرة ورواه بن أبي حــاتم وبن جريــر.وقــال قتادة: ذكر لنا أن نبي الله صلى الله عليه وسـلم كـان يقـول: "من المؤمـنين من يضـيء نُـوره من المدينـة إلى عَـدن أبين

**وصنعاء فدون ذلك، حتى إن من المؤمنين من يضيء نوره موضع قدميه". وقال سفيان الثوري، عن حُصَين، عن مجاهد عن جُنَادة بن أمية قال: إنكم مكتوبون عند الله بأسمائكم، وسيماكم وحُلاكم، ونجواكم ومجالسكم، فإذا كان يوم القيامة قيل: يا فلان، هذا نورك. يا فلان، لا نور لك. وقرأ: { يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ }.وقال الضحاك: ليس لأحد إلا يعطى نورًا يوم القيامة، فإذا انتهوا إلى الصراط طفئ نور المنافقين، فلما رأي ذلك المؤمنون أشفقوا أن يطفأ نورهم كما طُفئ نور المنافقين، فقالوا: ربنا، أتمم لنا نورنا.وقال الحسن [في قوله] ( ۴) { يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ } يعني: على الصراط. (التفسير القرآن العظيم لابن كثير)۔** بند

بند.

بند میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کو حوض کوثر سے نوازیں گے۔آپ ﷺ کی امت اس کے پانی سے سیراب ہوگی،اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ تشریح

روز محشر اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کو ایک اور اعزاز سے نوازیں گے، یہ حوض کوثر کا اعزاز ہوگا، جس کی لمبائی اور چوڑائی ایک مہینہ کی مسافت جتنی ہوگی ، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے

زیادہ میٹھا ہوگا، اس کی خوشبو مشک سے زیادہ مہکتی ہوئی ہوگی، اس کے پینے کے برتن اتنی تعداد میں ہوں جیسے آسمان کے ستارے ہیں، یہ پاکیزہ مشروب حوض کوثر میں جنت کی نہر کوثر سے سونے اور چاندی کے دو پرنالوں سے آرہا ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں نبی ﷺ کے لئے خاص کر رکھا ہے۔ اس حوض پر امت محمدیہ آرہی ہوگی، ایک بار جو بھی شخص حوض سے پی لے گا پھر کبھی وہ پیاسا نہیں ہوگا۔

حوض کوثر کے لئے وارد نبی ﷺ کی احادیث متواتر ہیں، پچاس سے زائد صحابہ نے حوض کوثر کی احادیث بیان کی ہیں، معنی کے اعتبار سے بھی ان احادیث کا مفہوم بالکل واضح اور قطعی ہے، اور اس اعتبار سے حوض کوثر پر ایمان لازم ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

دلائل

**إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر:١) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ الْكَوْثَرُ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ۔ (صحیح بخاری:٢/٩٧٤) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الحَوْضِ، مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا، لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ قَالَ أَبُو حَازِمٍ: فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ، فَقَالَ: هَكَذَا سَمِعْتَ مِنْ سَهْلٍ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، لَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَزِيدُ**

فِيهَـا: فَـأَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي، فَيُقَـالُ: إِنَّكَ لاَ تَـدْرِي مَـا أَحْـدَثُوا بَعْـدَكَ، فَـأَقُولُ: سُـحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي (صـحيح بخـارى:٢،٩٧٤) عَنْ أَنَس قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِنَهَـرٍ يَجْرِي حَافَّتَاهُ خِيَـامُ اللُّؤْلُـؤِ فَضَـرَبْتُ بِيَـدِي إِلَى مَجْـري الْمَـاءِ فَـإِذَا مِسْـكٌ أَذْفَـرُ قُلْتُ لِجِبْرِائيل مَـا هَـذَا؟ قَـالَ هَـذَا الْكَـوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَ رَبَّکَ عَزَّ وَجَلَّ (مسـتدرک حـاكم: ١،١١٦) مزيد تفصيل کے لئے دیکھیں: شرح عقيدہ سـفارينيہ:٢،١٩٣ تـا ٢٠٢، نـبراس: ٢١٧

الأحاديث الواردة في الحوض متواترة ، لا شـــك في تواترهـــا عنـــد أهـــل العلم بأحاديث الرسول صلى الله عليـه وسـلم ، وقد رواها عن الرسـول صـلى اللـه عليـه وسلم أكثر من خمسين صحابياً ، وقد ذكر ابن حجر أسماء رواة أحاديثه من الصـحابة (القيامہ الكبرى:٢٠١)

عن عبد اللـه بن عمـرو ، قـال : قـال رسـول اللـه صـلى اللـه عليـه وسـلم : " حوضـي مسـيرة شـهر ، وزوايـاه سـواء. مــاؤه أبيض من اللبن ، وريحــه أطيب من المســك ، وكيزانــه كنجــوم الســماء ، من

يشـرب منهـا فلا يظمـأ أبـداً " . (صـحيح بخارى و مسلم).

وعن أبي هريـرة قـال ، قـال رسـول الله صلى الله عليه وسـلم : " إن حوضـي أبعد من أيلة من عدن لهو أشـدُّ بياضـاً من الثلج ، وأحلى من العسل باللبن ، ولآنيتـه أكثر من عدد النجـوم ، وإني لأصـد النـاس عنه كما يصد الرجل إبل الناس عن حوضه " . (صحيح مسلم)

عَنْ أَنَسٍ قَـالَ :قَـالَ نَبِىُّ اللَّهِ -صـلى الله عليه وسلم:« تُرَى فِيهِ أَبَارِيقُ الـذَّهَبِ وَالْفِضَّـةِ كَعَـدَدِ نُجُـومِ السَّـمَاءِ ». (صـحيح مسلم)

عَنْ عَبْـدِ اللَّهِ بْنِ الصَّـامِتِ عَنْ أَبِى ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَـا رَسُـولَ اللَّهِ مَـا آنِيَـةُ الْحَـوْضِ قَالَ « وَالَّذِى نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لآنِيَتُهُ أَكْثَـرُ مِنْ عَـدَدِ نُجُـومِ السَّـمَاءِ وَكَوَاكِبِهَـا أَلاَ فِى اللَّيْلَـةِ الْمُظْلِمَـةِ الْمُصْحِيَةِ آنِيَـةُ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا لَمْ يَظْمَأْ آخِرَ مَـا عَلَيْـهِ يَشْـخُبُ فِيهِ مِيزَابَـانِ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْ شَـرِبَ مِنْـهُ لَمْ يَظْمَأْ عَرْضُهُ مِثْلُ طُولِـهِ مَـا بَيْنَ عَمَّانَ إِلَى أَيْلَةَ مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًـا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ ». (صحيح مسلم)

عَنْ ثَوْبَـانَ أَنَّ نَبِىَّ اللَّهِ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- قَـالَ « إِنِّى لَبِعُقْـرِ حَوْضِـى

**أَذُودُ النَّاسَ لأَهْلِ الْيَمَنِ أَضْرِبُ بِعَصَاىَ حَتَّى يَرْفَضَّ عَلَيْهِمْ ». فَسُئِلَ عَنْ عَرْضِهِ فَقَالَ « مِنْ مَقَامِى إِلَى عَمَّانَ ». وَسُئِلَ عَنْ شَرَابِهِ فَقَالَ « أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ يَغُتُّ فِيهِ مِيزَابَانِ يَمُدَّانِهِ مِنَ الْجَنَّةِ أَحَدُهُمَا مِنْ ذَهَبٍ وَالآخَرُ مِنْ وَرِقٍ ».(صحيح مسلم)** بند

بند.

**بد** اہل بدعت کو حوض کوثر سے دور کردیا جائے گا تشریح

آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق حوض کوثر پر آپ خود استقبال کرنے کے لئے پہلے سے موجود ہوں گے، اور وارد ہونے والے دوسرے لوگ بھی ہوں گے لیکن آپ ﷺ اس کے نگران ہوں گے، اور جو اس کے مستحق نہیں ہوں گے آپ ﷺ ان کو اس سے ایسے ہی دور رکھیں گے جیسے کوئی شخص اپنے پانی کے ذخیرے سے دوسرے لوگوں کے اونٹ کو پینے سے روکتا ہے۔ صحابہ نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں کیسے پہچانیں گے آپ نے فرمایا وضوء کے اثر سے تمہارے چہرے چمک رہے ہوں گے اسی سے میں تمہاری پہچان کر لوں گا کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنہیں میں ان کی بعض پہچان سے اپنا سمجھوں گا لیکن جب وہ میرے پاس آئیں گے تو ان کے اور میرے درمیان آڑ کر دی جائے گی، میں اس پر کہوں گا کہ وہ تو میرے لوگ ہیں، آپ کو جواب دیا جائے گا کہ آپ کے بعد انہوں نے دین میں تبدیلی کردی

تھی، آپ فرمائیں گے جنہوں نے میرے دین میں میرے بعد تبدیلی کی ہو انہیں دور ہی رکھو۔ **دلائل:**

**عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " أنا فرطكم على الحوض ، وليرفعن إليَّ رجال منكم ، حتى إذا أهويت إليهم لأناولهم اختلجوا دوني ، فأقول : أي رب ، أصحابي ، فيقال : إنك لا تدري ما أحدثوا بعدك ؟ ". ( روى البخاري ومسلم)**

**عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : " ليردن على الحوض رجال ممن صاحبني ، حتى إذا رأيتهم ، ورفعوا إليّ ، اختلجوا دوني ، فلأقولن : أي رب ، أصحابي ، أصحابي ، فليقالن لي : إنك لا تدري ما أحدثوا بعدك ". ( روى البخاري ومسلم)**

**عن سهل بن سعد رضي الله عنه ، قال : سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول : " أنا فرطكم على الحوض ، من ورد شرب ، ومن شرب لم يظمأ أبداً ، وليردن عليَّ أقوام أعرفهم ويعرفونني ، ثم يحال بيني وبينهم ، قال أبو حازم : فسمع النعمان بن أبي عياش وأنا أحدثهم هذا الحديث ، فقال : هكذا سمعت سهلاً**

يقول ؟ فقلت : نعم ، قال : وأنا أشهد على أبي سعيد الخدري لسمعته يزيد ، فيقول : فإنهم مني ، فيقال : إنك لا تدري ما أحدثوا بعدك ، فأقول : سحقاً سحقاً لمن بدل بعدي " . أخرجه البخاري ومسلم .

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : " يرد عليَّ يوم القيامة رهط من أصحابي - أو قال : من أمتي - فيحلَّؤُون عن الحوض ، فأقول : يا رب ، أصحابي ، فيقول : إنه لا علم لك بما أحدثوا بعدك ، إنهم ارتدوا على أدبارهم القهقرى " وفي رواية (( فيجلون )) أخرجه البخاري ومسلم .

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : " ترد عليَّ أمتي الحوض ، وأنا أذود الناس عنه ، كما يذود الرجل إبل الرجل عن إبله ، قالوا : يا نبي الله تعرفنا ؟ قال : نعم ، لكم سيما ليست لأحد غيركم ، تردون غراً محجلين من آثار الوضوء ، وليصدن عني طائفة منكم ، فلا يصلون ، فأقول : يا رب ، هؤلاء من أصحابي ، فيجيء ملك ، وهل تدري ما أحدثوا بعدك ؟ " . (صحيح مسلم)بند

بند.

ید جنت میں جانے سے پہلے مؤمنین اللہ کے حکم سے اللہ کو سجدہ کریں گے،منافقین سجدہ کرنے میں ناکام رہیں گے۔ **تشریح**

ان سے اللہ رب العزت خطاب کریں گے کہ تم کس کے انتظار میں ہو؟ ہر امت تو اپنے اپنے معبودوں کے پیچھے جا چکی ہے، وہ کہیں گے ہم ان سے دنیا میں بھی الگ تھے آج بھی الگ ہیں، ہم تو اپنے رب کے انتظار میں ہیں، ان سے سوال ہوگا کہ کیا تمہارے پاس اپنے رب کی کوئی نشانی ہے؟ وہ کہیں گے ہاں ”کشف ساق“نشانی ہے، اور وہ نشانی ان کے سامنے ظاہر کی جائے گی، اور انہیں سجدہ کا حکم ہوگا، ان میں سے جو سچے مؤمن ہوں گے وہ سجدہ میں گر پڑیں گے جبکہ منافقین اور وہ جو اللہ کی عبادت سے گریز کرتے تھے یا دکھاوے کے لئے عبادت کرتے تھے سجدہ کرنے میں کامیاب نہیں ہوں گے ، ان کی پیٹ اتنی سخت ہو جائے گی کہ وہ جھکنے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے، اور سجدہ کرنے کی کوشش میں الٹی جانب گر پڑیں گے۔ **دلائل**

**يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ (۴۲) خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ (۴۳)( القلم) ﴾**

**عن أبي سعيد الخدري قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: "يَكشِفُ رَبّنا عن ساقه، فيسجد له كل مؤمن ومؤمنة، ويبقى من كان يسجد في الدنيا رياء وسمعة، فيذهب ليسجد فيعود**

ظهـره طَبَقًـا واحـدًا" (البخـاري ومسـلم والنسائي وابن المنذر وابن مردويه).

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَـةِ أَذَّنَ مُـؤَذِّنٌ تَتْبَـعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُـدُ . فَلاَ يَبْقَى مَنْ كَـانَ يَعْبُـدُ غَيْـرَ اللَّهِ مِنَ الأَصْـنَامِ وَالأَنْصَـابِ إِلاَّ يَتَسَاقَطُونَ فِى النَّارِ ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلاَّ مَنْ كَـانَ يَعْبُـدُ اللَّهَ ، بَـرٌّ أَوْ فَـاجِرٌ وَغُبَّرَاتُ أَهْلِ الْكِتَابِ ، فَيُـدْعَى الْيَهُـودُ فَيُقَـالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُـدُ عُزَيْـرَ ابْنَ اللَّهِ . فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ ، مَا اتَّخَـذَ اللَّهُ مِنْ صَـاحِبَةٍ وَلاَ وَلَـدٍ ، فَمَـاذَا تَبْغُـونَ فَقَـالُوا عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا . فَيُشَـارُ أَلاَ تَـرِدُونَ ، فَيُحْشَرُونَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَـرَابٌ ، يَحْطِمُ بَعْضُـهَا بَعْضًـا فَيَتَسَـاقَطُونَ فِى النَّارِ ، ثُمَّ يُـدْعَى النَّصَـارَى ، فَيُقَـالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَـالُوا كُنَّا نَعْبُـدُ الْمَسِـيحَ ابْنَ اللَّهِ . فَيُقَـالُ لَهُمْ كَـذَبْتُمْ ، مَـا اتَّخَـذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلاَ وَلَـدٍ . فَيُقَـالُ لَهُمْ مَـاذَا تَبْغُـونَ فَكَـذَلِكَ مِثْـلَ الأَوَّلِ ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْـقَ إِلاَّ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَـاجِرٍ ، أَتَـاهُمْ رَبُّ الْعَـالَمِينَ فِى أَدْنَى صُـورَةٍ مِنَ الَّتِى رَأَوْهُ فِيهَا ، فَيُقَالُ مَاذَا تَنْتَظِرُونَ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَـا كَـانَتْ تَعْبُـدُ . قَـالُوا فَارَقْنَـا النَّاسَ فِى الـدُّنْيَا عَلَى أَفْقَـرِ مَـا كُنَّا إِلَيْهِمْ ، وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ ، وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِى كُنَّا نَعْبُدُ

. فَيَقُـولُ أَنَـا رَبُّكُمْ ، فَيَقُولُـونَ لاَ نُشْـرِكُ بِاللَّهِ شَـيْئًا . مَـرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًـا » . (صـحيح بخارى)بند

.

م جنت اور اس کی نعمتوں کوکس طرح
مانیں اس س متعلق احکام و عقائد

وَسَـارِعُوا إِلَى مَغْفِـرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُـهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ (اٰل عمـران:١٣٣) وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْـرَ بَعِيـدٍ (قٓ:٣١) والجن حـق و النـار حـق لان الآيـات و الاحـاديث الوارد فى اثباتهما اشهر من ان تخفى و اكـثر من ان تحصى (شرح عقائد:١٠٥)

أن ما اخبر اللہ تعالیٰ من الحور و القصـور و الاشجار و الاثمار لأهل الجن ...... حـق خلافـا للبـاطني و العـدول عن ظـواهر النصـوص الى معـان يـدعيها اهـل البـاطن الحـاد (شـرح فق اكبر:١٣٣)بند

عقید جنت کی جو نعمتیں قرآن کریم یا طریقِ متواتر س معلوم یں ان

ہ:

پر ایمان لانا فرض ہے، ان میں سے کسی ایک نعمت کے انکار سے آدمی دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، جنت کی بعض نعمتیں اخبارِ آحاد میں بیان کی گئی ہیں، ان پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، تاہم ان کے انکار سے آدمی کافر نہیں ہوتا

تشریح

مثلاً جنت میں کسی قسم کا خوف اور غم نہیں ہوگا، جنت میں ملنے والی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوں گی، وہاں جنتی کی ہر خواہش پوری ہوگی، جنت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا دیدار نصیب ہوگا، اہل جنت کے لئے جنت کے دروازے پہلے سے کھلے ہوں گے، ہر جنتی کے گھر میں چار نہریں ہوں گی، پانی کی نہر، تازے دودھ کی نہر، جس کا ذائقہ خراب نہیں ہوگا، پاکیزہ شراب کی نہر اور صاف ستھرے شہد کی نہر، تمام جنتی کامیاب قرار دئے جائیں گے، اہل جنت کے دل میں اگر ایک دوسرے کی طرف سے کوئی رنجش، کدورت یا عداوت ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو دلوں سے نکال دیں گے، اہلِ جنت جنت میں بالکل خوشی خوشی اور بھائی بھائی ہوکر رہیں گے، جنت میں اونچے اونچے باغات ہوں گے، جن کے خوشے لٹک رہے ہوں گے، جنتیوں کے لئے ریشم کا لباس اور سونے چاندی کے کنگن ہوں گے، جنت میں انار، انگور، کیلے اور مختلف اقسام کے میوے اور پھل ہوں گے، پرندوں کا گوشت اور حوریں ہوں گی، لمبے سائے اور پانی کی بہتی ہوئی آبشاریں ہوں گی، جنت کی یہ نعمتیں قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں، ان پر اور ان کے علاوہ دوسرے ان نعمتوں پر جو قرآن یا احادیثِ متواتر میں بیان کی گئی ہیں ایمان لانا فرض ہے۔ دلائل

**ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ (الاعراف:۴۹) قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا (الفرقان:۱۵) وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ (الانبیاء:۱۰۲) يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ (التوبہ:۲۱) وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ**

نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (القيام:٢٢،٢٣) لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ (يونس:٢٦) لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ (ق:٣٥) جَنَّاتِ عَدْنٍ مُفَتَّحَةً لَهُمُ الْأَبْوَابُ (ص:٥٠) وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا (الزمر:٧٣) مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى (محمد:١٥) فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (آل عمران:١٨٥) مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ (الانعام:١٦) وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ (الاعراف:٤٣) وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ (الحجر:٤٧) فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ (الحاق:٢٢،٢٣) وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ (الرحمٰن:٥٤)وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا (الدهر:١٤) يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ (فاطر:٣٣) يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ (الكهف:٣١) فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ (الرحمٰن:٦٨) فَأَنْشَأْنَا لَكُمْ بِهِ جَنَّاتٍ مِنْ نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ لَكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ (المؤمنون:١٩) وَطَلْحٍ مَنْضُودٍ (الواقع:٢٩) فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ (الدخان: ٥٥) فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا عُرُبًا أَتْرَابًا لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ (الواقع:٣٦-٣٨) حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي

**الْخِيَـامِ (الـرحمٰن:۷۲) كَـذَلِكَ وَزَوَّجْنَـاهُمْ بِحُـورٍ عِينٍ (الــدخان:۵۴) وَلَحْمِ طَيْــرٍ مِمَّا يَشْــتَهُونَ وَحُورٌ عِينٌ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُـؤِ الْمَكْنُـونِ (الـواقع: ۲۱۲۳) وَظِلٍّ مَمْدُودٍ وَمَاءٍ مَسْكُوبٍ (الــواقع: ۳۰،۳۱) عَيْنًـا يَشْــرَبُ بِهَـا عِبَـادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَـا تَفْجِـيرًا (الــدهر:۶) وهــؤلاء كفـار يجب قتلهم بإتفاق أهل الإيمان فإن محمداً صلى اللــه عليــه وسلم قد بين ذلك بياناً شـافياً قاطعـاً للعـذر و تــواتر ذالــک عنــد امت، خاصــها و عامهــا، وقــد نــاظر بعض اليود فی جنس هــذ المســأل و قال: يا محمد ان تقول: ان اهل الجن يــأكلون و يشربون و من يأكـل و يشــرب لابــد ل من خلاء، فقال النبی صلی الل علي وسلم رشــح كرشــح المســک، و يجب علی وأی الامــر قتـل من انكــر ذٰلـک ولـو اظر التصـديق بالفـاظ فكيـف يمن ينكر الجميع؟ والل اعلم (فتــاویٰ ابن تيمي:۴: ۳۱۴)**

**و لا يكفــر منكــر خــبر الآحــاد فی الاصــح (شرح عقيد سفارينيا:۱۹) مزيــد تفصــيل ک لئ ديكهيں: صحيح بخاری:۲،۹۷ مسند احمد:۲: ۱۳ و ۲۷۵، البدور السافر للسيوطی:۵۱۴، حلي الاولياء:۳۰۷) پند**

پند.

**عقيد** جنت پيدا کی جاچکی  اور اس وقت موجود 

**:**

**وَسَــــــارِعُوا إِلَى مَغْفِــــــرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّـمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِـدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ (اٰل عمــران:۱۳۳) عَنْ أَبِي هُرَيْــرَةَ أَنَّ رَسُــولَ اللَّهِ**

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْجَنَّةَ قَالَ لِجِبْرِيلَ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَكَارِهِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ النَّارَ قَالَ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا۔(سنن ابوداؤد) سند

**عقیدہ:** اہل جنت جنت میں قیامت کے بعد داخل ہوں گے۔ تشریح

اہل جنت جنت میں قیامت کے بعد داخل ہوں گے، قیامت سے پہلے کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا، سوائے حضرت آدم و حوّا علیہما السلام کے،کہ وہ زمین پر آنے سے پہلے جنت میں رہ چکے ہیں۔ دلائل

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ۔ (البقرہ:۳۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ فَأَقُولُ مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بِكَ أُمِرْتُ لَا أَفْتَحُ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ۔ (صحیح مسلم:۱۔۱۱۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا

**أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ (صحيح مسلم:١١٢١) و لا قــدر للعبــاد على ان يســكنوا الجنة قبــل الوقت المعلوم (نبراس:٢٢١)** بند

بند.

**عقيد** جنت ہمیشہ ہمیشہ رہے گی اور اہل جنت بھی جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے **:** تشریح

جنت دائمی ہے، یعنی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی اور اہل جنت بھی جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے جو ایک مرتبہ جنت میں داخل ہوجائے گا تو وہ وہاں سے کبھی نکالا نہیں جائے گا جو شخص جنت کے فناء ہونے کا قائل ہے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اس لئے کہ قرآن مجید کے متعدد آیات سے جنت کا ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنا ثابت ہے۔ دلائل

**وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ (هود:١٠٨) وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ (الزمر:٧٣) أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُدْخِلُ اللَّهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَيُدْخِلُ أَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُومُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ فَيَقُولُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ كُلٌّ خَالِدٌ فِيمَا هُوَ فِيهِ (صحيح مسلم:٢٣٨٢) فَأَمَّا أَبَدِيَّةُ الْجَنَّةِ وَأَنَّهَا لَا تَفْنَى وَلَا تَبِيدُ، فَهَذَا مِمَّا يُعْلَمُ بِالضَّرُورَةِ أَنَّ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَ بِهِ قَالَ تَعَالَى: {وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ} أَيْ غَيْرَ مَقْطُوعٍ (شرح عقيدہ طحاوية:٤٢٥)**

لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ﴾ (الحجر:٤٨) وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا﴾ (التغابن:٩) وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ (الاعراف:٤٠) أَنَّ أَبَا ذَرٍّ حَدَّثَهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدْ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ فَخَرَجَ أَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُولُ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ﴾ (صحيح مسلم:١﴿٦٦) عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُوجِبَتَانِ فَقَالَ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ﴾(صحيح مسلم:١﴿٦٦)

وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ﴾ (هود:١٠٨) خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا﴾ (النساء: ١٢٢) فَأَمَّا أَبَدِيَّةُ الْجَنَّةِ وَأَنَّهَا لَا تَفْنَى وَلَا تَبِيدُ، فَهَذَا مِمَّا يُعْلَمُ بِالضَّرُورَةِ أَنَّ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَ بِهِ قَالَ تَعَالَى: {وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ} أَيْ غَيْرَ مَقْطُوعٍ، ولا ينافي ذلك قوله:

**{إِلَّا مَـا شَـاءَ رَبُّكَ} واختلـف السـلف في هـذا الاسـتثناء: فقيـل: معنـاه إلا مـدة مكثهم في النار ...... وعلى كل تقدير، فهـذا الاسـتثناء من المتشابه وقولـه: {عَطَـاءً غَيْـرَ مَجْـذُوذٍ} محكم (شرح عقيـد طحـاوي:٤٢٦) وَقَـالَ بِفَنَـاءِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ الْجَهْمُ بْنُ صَـفْوَانَ إِمَـامُ الْمُعَطِّلَـةِ، وَلَيْسَ لَـهُ سَـلَفٌ قَـطُّ، لَا مِنَ الصَّـحَابَةِ وَلَا مِنَ التَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَـانٍ، وَلَا مِنْ أَئِمَّةِ الْمُسْـلِمِينَ، وَلَا مِنْ أَهْـلِ السُّـنَّةِ. وَأَنْكَـرَهُ عَلَيْـهِ عَامَّةُ أَهْـلِ السُّـنَّةِ، وَكَفَّرُوهُ بِـهِ (شـرح عقيـد طحـاوي:٣٤١) فمن قال : إنهم يخرخون منها و أن النار تبقى خاليـة و بجملتها خاويـة على عروشـها و أنهـا تفـنى و تزول فهو خارج عن مقتضى المعقول و مخالف لما جاء به الرسول و ما أجمع عليه أهل السنة و الأئمة وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَـا تَبَيَّنَ لَـهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَـا تَـوَلَّى وَنُصْـلِهِ جَهَنَّمَ وَسَـاءَتْ مَصِـيرًا (التـذكر للقرطبى:٣٧٧)بند**

بند.

**عقيد** جنت میں اہل ایمان ہی داخل ہوں گے، اگرچہ سزا بھگتنے کے بعد ہی داخل ہوں:

**وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَـا مَـا دَامَتِ السَّـمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَـا شَـاءَ رَبُّكَ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ (هود:١٠٨) خَالِدِينَ فِيهَـا أَبَـدًا وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا (النسـاء: ١٢٢) فَأَمَّا أَبَدِيَّةُ الْجَنَّةِ وَأَنَّهَـا لَا تَفْنَى وَلَا تَبِيـدُ، فَهَذَا مِمَّا يُعْلَمُ بِالضَّرُورَةِ أَنَّ الرَّسُولَ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ أَخْبَـرَ بِـهِ قَـالَ تَعَـالَى: {وَأَمَّا الَّذِينَ**

**سُــعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِــدِينَ فِيهَــا مَــا دَامَتِ السَّـمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَـا شَـاءَ رَبُّكَ عَطَـاءً غَيْـرَ مَجْذُوذٍ} أَيْ غَيْرَ مَقْطُوعٍ، ولا ينافي ذلـك قولـه: {إِلَّا مَـا شَـاءَ رَبُّكَ} واختلـف السـلف في هـذا الاســتثناء: فقيــل: معنــاه إلا مــدة مكثهم في النار ...... وعلى كل تقدير، فهـذا الاسـتثناء من المتشابه وقولـه: {عَطَـاءً غَيْـرَ مَجْـذُوذٍ} محکم (شرح عقيـد طحـاوي:۴۲۶) وَقَـالَ بِفَنَـاءِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ الْجَهْمُ بْنُ صَـفْوَانَ إِمَـامُ الْمُعَطِّلَـةِ، وَلَيْسَ لَـهُ سَـلَفٌ قَـطُّ، لَا مِنَ الصَّـحَابَةِ وَلَا مِنَ التَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَــانٍ، وَلَا مِنْ أَئِمَّةِ الْمُسْــلِمِينَ، وَلَا مِنْ أَهْـلِ السُّــنَّةِ. وَأَنْكَـرَهُ عَلَيْــهِ عَامَّةُ أَهْـلِ السُّــنَّةِ، وَكَفَّرُوهُ بِـهِ (شـرح عقيـد طحـاوي:۳۴۱) فمن قال : إنهم يخرخون منها و أن النار تبقى خاليـة و بجملتها خاويـة على عروشـها و أنهـا تفـنى و تزول فهو خارج عن مقتضى المعقول و مخالف لما جاء به الرسول و ما أجمع عليه أهل السنة و الأئمة وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَـا تَبَيَّنَ لَـهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَـا تَـوَلَّى وَنُصْــلِهِ جَهَنَّمَ وَسَــاءَتْ مَصِــيرًا (التــذكر للقرطبى:۳۷۷)**

**عقيد:** تمام اہلِ جنت کا جنت میں داخلہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے ہوگا، جنت میں کسی کا داخلہ اللہ تعالیٰ پر واجب اور ضروری نہیں ہے

**لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ (الانبيـاء: ۲۳) عَنْ عَائِشَــةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَــلَّى اللــهُ عَلَيْــهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللـهِ صَـلَّى اللـهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ: «سَـدِّدُوا وَقَـارِبُوا، وَأَبْشِـرُوا،**

**فَإِنَّهُ لَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ أَحَدًا عَمَلُهُ» قَالُوا: وَلَا أَنْتَ؟ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: وَلَا أَنَـا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللـهُ مِنْـهُ بِرَحْمَـةٍ، وَاعْلَمُـوا أَنَّ أَحَبَّ الْعَمَـلِ إِلَى اللـهِ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ (صحيح مسلم:٢؍٣٧٧) فَمَنْ شَاءَ مِنْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ فَضْلًا مِنْـهُ، وَمَنْ شَـاءَ مِنْهُمْ إِلَى النَّارِ عَدْلًا مِنْهُ (شرح عقيد طحاوي:٤٣١)** سند

**عقید ؁:** جنت کافر و مشرک پر حرام ہے، کوئی کافر، مشرک اور منافق ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

**إِنَّهُ مَنْ يُشْـرِكْ بِاللَّهِ فَقَـدْ حَـرَّمَ اللَّهُ عَلَيْـهِ الْجَنَّةَ وَمَـأْوَاهُ النَّارُ (المائـدہ:٧٢) وَلَا يَـدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَـلُ فِي سَـمِّ الْخِيَـاطِ وَكَـذَلِكَ نَجْزِي الْمُجْـرِمِينَ (الاعـراف:٤٠) وَالَّذِينَ كَفَـرُوا لَهُمْ نَـارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَـى عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُـوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا كَذَلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُـورٍ (فاطر:٣٦)** سند

**عقید ؁:** اصحاب الاعراف بالآخر جنت میں داخل کردئے جائیں گے۔ تشریح

جنت اور جہنم کے درمیان ایک اونچی دیوار حائل ہوگی اس دیوار کا نام اعراف ہے، اس جگہ نہ تو جنت جیسی راحت ہوگی اور نہ جہنم جیسا عذاب ہوگا، وہ لوگ جن کے لئے ابتدائی طور پر جنت کا فیصلہ نہیں ہوگا کچھ مدت یہاں ٹھہریں گے، جنتیوں کو ان کے سفید چہروں سے اور جہنمیوں کو ان کے سیاہ چہروں سے پہچانیں گے، جنتیوں اور جہنمیوں سے ہم کلام بھی ہوں گے، اصحاب الاعراف بالآخر جنت میں داخل کردئے جائیں گے۔

اعراف میں وہ لوگ ہوں گے جنہیں مستقبل میں جنت میں داخل ہونا ہوگا، بعض عوارض کی بناء پر کچھ دیر اعراف میں رکھے جائیں گے، ان عوارض میں سے نیکیوں اور بدیوں کا برابر ہونا یا نیکیوں کی وجہ سے پل صراط سے گذر کر جہنم سے بچ جانا اور

نیکیوں کی کمی کی وجہ سے فی الحال جنت میں داخل نہ ہوسکنا یا والدین کی اجازت کے بغیر جہاد فرضِ کفایہ میں شرکت کرنا وغیرہ ہوسکتا ہے۔

اصحاب الاعراف جنتیوں کو دیکھ کر ان کو سلام کریں گے اور جنت میں جانے کی تمناء اور آرزو کریں گے اور دوزخیوں کو دیکھ کر ان کے عذاب سے پناہ مانگیں گے، گویا بیک وقت جنت اور جہنم کے حالات کا مشاہدہ کریں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنے فضل سے جنت میں داخل فرمادیں گے۔ دلائل

**الاعراف فی اللغۃ: جمع عرف و هو کل عال مرتفع قال الزجاج: الاعراف اعالی السور، قال بعض المفسرین: بعض المفسرین الاعراف اعالی سور بین اهل الجنۃ و النار (لسان العرب:۹؍۲۸۸) وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ۔ وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۔ وَنَادَى أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمَاهُمْ قَالُوا مَا أَغْنَى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ۔ أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ۔ (الاعراف:۴۶؍۴۹)**

**فقال حذيفة وابن عباس : هم قوم استوت حسناتهم وسيئاتهم فقصرت بهم سيئاتهم عن الجنة وتجاوزت بهم حسناتهم عن النار .....**

**وقال شرحبيل بن سعد: أصحاب الأعراف قوم خرجوا في الغزو بغير إذن آبائهم، ورواه مقاتل في تفسيره مرفوعا: هم رجال غزوا في سبيل الله عصاة لآبائهم فقتلوا، فأعتقوا من النار**

**بقتلهم في سبيل الله وحبسوا عن الجنة بمعصية آبائهم، فهم آخر من يدخل الجنة ..... يحبسون على الاعراف الى ان يقضى اللہ بين الخلق ثم يدخلون الجنۃ (معالم التنزيل:۲؍۱۶۳)**
**وَنَادَى أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمَاهُمْ قَالُوا مَا أَغْنَى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ۔ أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ۔ (الاعراف:۴۸؍۴۹) فيطلعون على أهل الجنة وأهل النار جميعا ، ويطالعون أحوال الفريقين ..... {وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ} تعوذوا بالله { قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ } يعني الكافرين في النار ..... ثم قالت الملائكة لأصحاب الأعراف {ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ} فيدخلون الجنة۔ (معالم التنزيل:۲؍۱۶۲)** بند

بند.

**عقید:ہ** بعض لوگوں کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ تشریح

**بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہونے والے:** کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کے ایمان و اعمال کی غیر معمولی خوبی کی وجہ سے ان کا کوئی حساب و کتاب نہیں ہوگا، اور وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل کئے جائیں گے، ان کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح دمکتے ہوں گے، ان کی تعداد امت محمدیہ میں سے ستر ہزار افراد کی ہوگی، ان کا پہلا شخص بھی اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ آخری آدمی داخل نہیں ہوگا، یعنی سب بیک وقت جنت میں داخل ہوں گے اوراحادیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ یہ ان اونچے لوگوں

میں سے ہوں گے جو جنت میں اس وقت داخل ہوں گے جبکہ تمام جنت والے جنت میں داخل ہونے کے بعد اپنے ٹھکانے حاصل کرلیں گے۔

ایک حدیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ نبی ﷺ کو آپ کی امت میں بغیر حساب کے داخل ہونے والے اصحاب کی ستر ہزار کی تعداد دی گئی، آپ ﷺ نے اللہ سے دعا فرمائی کہ ائے اللہ ان میں مزید اضافہ فرمائیے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان ستر ہزار میں سے ہر ایک ساتھ مزید ستر ہزار ہوں گے۔ گویا ان خوش نصیبوں کی تعداد ۴ ارب نود ہزار افراد کی ہوگی، ایک حدیث میں اس سے بھی زیادہ تعداد کا ذکر ہے۔

بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے والوں سے متعلق یہ احادیث سند کے اعتبار سے اونچے درجے کی ہیں، خاص طور سے امت محمدیہ میں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے یہ احادیث متواتر درجے کی ہیں ، جن کو صحابہ میں سے حضرت ابو بکر، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابو الدرداء ، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت ابو ایوب انصاری،حضرت ابو ہریرہ، حضرت عمران بن حصین، حضرت سہل بن سعد، حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر، حضرت رفاعہ جہنی ، اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔ اس لئے اس حقیقت پر ایمان لازمی ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

دلائل

**عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِى سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ، هُمُ الَّذِينَ لاَ يَسْتَرْقُونَ ، وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ » (صحيح البخارى).**

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِىَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِى الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا**

بِغَيْرِ حِسَـابٍ ». فَقَـالَ رَجُـلٌ يَـا رَسُـولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِى مِنْهُمْ. قَالَ « اللَّهُمَّ اجْعَلْـهُ مِنْهُمْ ». ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَـالَ يَـا رَسُـولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِى مِنْهُمْ. قَـــالَ « سَــبَقَكَ بِهَــا عُكَّاشَــةُ »(صــحيح البخــارى، ســنن الترمــذى، و اللفــظ لمسلم).

عَنْ أَبِى هُرَيْـرَةَ قَـالَ سَـمِعْتُ رَسُـولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُـولُ « يَـدْخُلُ مِنْ أُمَّتِى زُمْرَةٌ هُمْ سَـبْعُونَ أَلْفًـا تُضِـىءُ وُجُـوهُهُمْ إِضَـاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ». قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الأَسَـدِىُّ يَرْفَـعُ نَمِـرَةً عَلَيْـهِ فَقَـالَ يَـا رَسُــــولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِى مِنْهُمْ. فَقَـــالَ رَسُـولُ اللَّهِ -صــلى اللــه عليــه وســلم- « اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ » ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ يَـا رَسُــــولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِى مِنْهُمْ.فَقَــــالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ ».(صحيح مسلم).

عَنْ ابْنِ سِـيرِينَ قَـالَ حَـدَّثَنِى عِمْـرَانُ قَـالَ قَالَ نَبِىُّ اللَّهِ -صلــى اللــه عليــه وســلم- « يَـدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِى سَــبْعُونَ أَلْفًــا بِغَيْــرِ حِسَــابٍ ». قَالُوا وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَـالَ « هُمُ الَّذِينَ لاَ يَكْتَـوُونَ وَلاَ يَسْـتَرْقُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُـونَ ». فَقَـامَ عُكَّاشَـةُ فَقَـالَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِى مِنْهُمْ. قَالَ « أَنْتَ مِنْهُمْ ». قَـالَ فَقَـامَ رَجُـلٌ فَقَـالَ يَـا نَبِىَّ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِى مِنْهُمْ. قَــــــالَ « سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ ». (صحيح مسلم)

عَنْ سَـهْلِ بْنِ سَـعْدٍ أَنَّ رَسُـولَ اللَّهِ -صـلى الله عليه وسلم- قَـالَ « لَيَـدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِى

سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُمِائَةِ أَلْفٍ - لاَ يَدْرِى أَبُو حَازِمٍ أَيَّهُمَا قَالَ - مُتَمَاسِكُونَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لاَ يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وُجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ». (صحيح مسلم)

عَنْ أَبِى بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم- « أُعْطِيتُ سَبْعِينَ أَلْفاً يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وُجُوهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَاسْتَزَدْتُ رَبِّى عَزَّ وَجَلَّ فَزَادَنِى مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ سَبْعِينَ أَلْفاً ». (مسند احمد)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِى بَكْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « إِنَّ رَبِّى أَعْطَانِى سَبْعِينَ أَلْفاً مِنْ أُمَّتِى يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ». فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَهَلاَّ اسْتَزَدْتَهُ قَالَ « قَدِ اسْتَزَدْتُهُ فَأَعْطَانِى مَعَ كُلِّ رَجُلٍ سَبْعِينَ أَلْفاً ». قَالَ عُمَرُ فَهَلاَّ اسْتَزَدْتَهُ قَالَ « قَدِ اسْتَزَدْتُهُ فَأَعْطَانِى هَكَذَا ».

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ أَكْثَرْنَا الْحَدِيثَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- ذَاتَ لَيْلَةٍ ثُمَّ غَدَوْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ « عُرِضَتْ عَلَىَّ الأَنْبِيَاءُ اللَّيْلَةَ بِأُمَمِهَا فَجَعَلَ النَّبِىُّ يَمُرُّ وَمَعَهُ الثَّلاَثَةُ وَالنَّبِىُّ وَمَعَهُ الْعِصَابَةُ وَالنَّبِىُّ وَمَعَهُ النَّفَرُ وَالنَّبِىُّ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ حَتَّى مَرَّ عَلَىَّ مُوسَى مَعَهُ كَبْكَبَةٌ مِنْ بَنِى إِسْرَائِيلَ فَأَعْجَبُونِى فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلاَءِ فَقِيلَ لِى هَذَا أَخُوكَ مُوسَى مَعَهُ بَنُو إِسْرَائِيلَ. قَالَ قُلْتُ فَأَيْنَ أُمَّتِى فَقِيلَ لِى انْظُرْ عَنْ يَمِينِكَ. فَنَظَرْتُ فَإِذَا الظِّرَابُ قَدْ سُدَّ بِوُجُوهِ الرِّجَالِ ثُمَّ قِيلَ لِى انْظُرْ عَنْ يَسَارِكَ. فَنَظَرْتُ

فَـإِذَا الأُفُـقُ قَـدْ سُـدَّ بِوُجُـوهِ الرِّجَـالِ فَقِيـلَ لِى أَرَضِيتَ فَقُلْتُ رَضِيتُ يَا رَبِّ رَضِيتُ يَـا رَبِّ. قَـالَ فَقِيـلَ لِى إِنَّ مَـعَ هَـؤُلاَءِ سَـبْعِينَ أَلْفـاً يَـدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْـرِ حِسَـابٍ ». فَقَـالَ النَّبِىُّ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- « فِـدَاكُمْ أَبِى وَأُمِّى إِنِ اسْـتَطَعْتُمْ أَنْ تَكُونُـوا مِنَ السَّـبْعِينَ الأَلْـفِ فَـافْعَلُوا فَـإِنْ قَصَّرْتُمْ فَكُونُوا مِنْ أَهْـلِ الظِّـرَابِ فَـإِنْ قَصَّـرْتُمْ فَكُونُوا مِنْ أَهْلِ الأُفُـقِ فَـإِنِّى قَـدْ رَأَيْتُ ثَمَّ نَاسـاً يَتَهَاوَشُونَ ». فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ لِى يَا رَسُـولَ اللَّهِ أَنْ يَجْعَلَنِى مِنَ السَّـبْعِينَ. فَدَعَا لَهُ فَقَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ يَا رَسُـولَ اللَّهِ أَنْ يَجْعَلَنِى مِنْهُمْ. فَقَـالَ « قَـدْ سَـبَقَكَ بِهَـا عُكَّاشَةُ ». قَالَ ثُمَّ تَحَدَّثْنَا فَقُلْنَا مَنْ تَـرَوْنَ هَـؤُلاَءِ السَّـبْعُونَ الأَلْـفُ قَـوْمٌ وُلِـدُوا فِى الإِسْـلاَمِ لَمْ يُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئاً حَتَّى مَاتُوا فَبَلَـغَ ذَلِـكَ النَّبِىَّ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- فَقَـالَ « هُمُ الَّذِينَ لاَ يَكْتَوُونَ وَلاَ يَسْـتَرْقُونَ وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ». (مسند احمد)

أَنَّ رِفَاعَـةَ الْجُهَنِىَّ حَدَّثَـهُ قَـالَ أَقْبَلْنَـا مَـعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليـه وسـلم- حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْكَدِيدِ - أَوْ قَالَ بِقُدَيْدٍ - جَعَـلَ رِجَـالٌ يَسْـتَأْذِنُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ فَيُـؤْذَنُ لَهُمْ - قَـالَ - فَحَمِـدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ خَيْراً وَقَالَ « أَشْهَدُ عِنْدَ اللَّهِ لاَ يَمُـوتُ عَبْـدٌ شَـهِدَ أَنْ لاَ إِلَـهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُـولُ اللَّهِ صَـادِقاً مِنْ قَلْبِـهِ ثُمَّ يُسَـدِّدُ إِلاَّ سُـلِكَ فِى الْجَنَّةِ ». ثُمَّ قَـالَ « وَعَـدَنِى رَبِّى أَنْ يُـدْخِلَ مِنْ أُمَّتِى سَبْعِينَ أَلْفاً بِغَـيرِ حِسَـابٍ وَإِنِّى لأَرْجُـو أَنْ لاَ يَـدْخُلُونَهَا حَتَّى تَبَـوَّءُوا أَنْتُمْ وَمَنْ صَـلَحَ مِنْ

أَزْوَاجِكُمْ وَذَرَارِيِّكُمْ مَسَاكِنَ فِى الْجَنَّةِ ». (مسند احمد)

عَنْ أَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ « قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ) فَأَمَّا الَّذِينَ سَبَقُوا بِالْخَيْرَاتِ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَأَمَّا الَّذِينَ اقْتَصَدُوا فَأُولَئِكَ يُحَاسَبُونَ حِسَاباً يَسِيراً وَأَمَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ يُحْبَسُونَ فِى طُولِ الْمَحْشَرِ ثُمَّ هُمُ الَّذِينَ تَلاَفَاهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَتِهِ فَهُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ ( الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِى أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ) ». (مسند احمد)

عَنْ أَبِى أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَدَنِى أَنْ يُدْخِلَ مِنْ أُمَّتِى الْجَنَّةَ سَبْعِينَ أَلْفاً بِغَيْرِ حِسَابٍ ». فَقَالَ يَزِيدُ بْنُ الأَخْنَسِ السُّلَمِىُّ وَاللَّهِ مَا أُولَئِكَ فِى أُمَّتِكَ إِلاَّ كَالذُّبَابِ الأَصْهَبِ فِى الذِّبَّانِ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « كَانَ رَبِّى عَزَّ وَجَلَّ قَدْ وَعَدَنِى سَبْعِينَ أَلْفاً مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفاً وَزَادَنِى ثَلاَثَ حَثَيَاتٍ ». قَالَ فَمَا سَعَةُ حَوْضِكَ يَا نَبِىَّ اللَّهِ قَالَ « كَمَا بَيْنَ عَدَنَ إِلَى عُمَانَ وَأَوْسَعُ وَأَوْسَعُ - يُشِيرُ بِيَدِهِ قَالَ - فِيهِ مَثْعَبَانِ مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ ». قَالَ فَمَا حَوْضُكَ يَا نَبِىَّ اللَّهِ قَالَ « أَشَدُّ بَيَاضاً مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مَذَاقَةً مِنَ الْعَسَلِ وَأَطْيَبُ

**رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا وَلَمْ يَسْوَدَّ وَجْهُهُ أَبَداً ». (مسند احمد)**

**عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَاشِرٍ - مِنْ بَنِى سَرِيعٍ - قَالَ سَمِعْتُ أَبَا رُهْمٍ قَاصَّ أَهْلِ الشَّامِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ الأَنْصَارِىَّ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ إِلَيْهِمْ فَقَالَ لَهُمْ « إِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ خَيَّرَنِى بَيْنَ سَبْعِينَ أَلْفاً يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَفْواً بِغَيْرِ حِسَابٍ وَبَيْنَ الْخَبِيئَةِ عِنْدَهُ لأُمَّتِى ». (مسند احمد)** بند

بند.

**عقیدہ:** جنت ایک پاکیزہ ٹھکانہ اور ہر طرح کے خوف و حزن سے امن کا مقام ہے۔ تشریح

جنت ایک پاکیزہ’ امن کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس جنت کا مؤمنین سے وعدہ کیا ہے وہ ایک نہایت امن کا مقام اور پاکیزہ ٹھکانہ ہے، جہاں مؤمنین کےلئے نہ کسی نعمت کے چھننے کا خوف ہوگا، اور نہ گذری ہوئی زندگی کی کسی محرومی کا کوئی غم ہوگا، یہ جنت ایسی ہوگی جہاں اہل جنت ہر طرح کی نعمتوں میں امن اور چین کی زندگی بسر کریں گے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے پاس ان کا بہت عمدہ اور عزت والا ٹھکانہ ہوگا۔ دلائل

**وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (٧٢)( التوبہ)۔إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (١٣) أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (١۴)( سورہ الأحقاف)۔ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ (۴۵) ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ (۴٦)( سورہ الحجر)۔وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ**

**لَحُسْنَ مَآبٍ (۴۹) جَنَّاتِ عَدْنٍ مُفَتَّحَةً لَهُمُ الْأَبْوَابُ (۵۰)( سورۃ ص )إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ (۵۱) فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ (۵۲) (سورۃ الدخان)إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ (۵۴) فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ (۵۵)( سورۃ القمر)أُولَئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ (۳۵) (سورۃ المعارج)** بند

بند.

**عقیدہ** جنت نعمتوں کی عظیم مملکت ہے۔ تشریح **:**

جنت نعمتوں کی عظیم مملکت: جنت نعمتوں کی عظیم مملکت ہے، جس کی وسعتیں نا قابل بیان ہیں، جہاں اہل جنت کی رہائش اس طرح ہوں گی کہ ایک جنتی کو دوسرے اہل جنت کا مقام ایسے نظر آئے گا جیسے ہم ستاروں کو دیکھتے ہیں۔ صرف مجاہدین کے لئے اللہ نے جنت میں سو درجات رکھے ہیں جن میں سے دو درجوں کے درمیان اتنی مسافت جتنی آسمان و زمین کے درمیان مسافت ہوتی ہے۔ جنت کے باغات ایسے طویل ترین ہوں گے جن کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا، جنت کے درخت کے سایے اتنے طویل ہو ں گے کہ ایک تیز گھوڑ سوار ان کے نیچے سو سال تک بھی چلتا رہے تب بھی ان کی مسافت طے نہ ہو۔ ایسی عظیم جنت میں ایسی نعمتیں میسر ہوں گی کہ نہ کسی آنکھ نے ان کو دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہوگا نہ کسی دل پر ان کا گمان بھی گذرا ہوگا۔ جب ایک دیکھنے والا جنت کو دیکھے گا تو ایسے گمان کرے گا کہ گویا جنت نعمتوں کی عظیم مملکت ہے۔

دلائل

**وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا (۲۰) ( الإنسان)عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ - رضى الله عنه - قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - « مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلاَةَ وَصَامَ**

**رَمَضَانَ ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِى سَبِيلِ اللَّهِ ، أَوْ جَلَسَ فِى أَرْضِهِ الَّتِى وُلِدَ فِيهَا » . فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلاَ نُبَشِّرُ النَّاسَ . قَالَ « إِنَّ فِى الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِى سَبِيلِ اللَّهِ ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ ، أُرَاهُ فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ » . (صحيح البخارى)** سند

سند.

**عقیدہ:** جنت میں اہل جنت اپنے درجات کے لحاظ سے گروہ در گروہ داخل ہوں گے۔جنت کے فرشتے اہلِ جنت کا استقبال کریں گے اور انہیں خوشخبریاں سنائیں گے۔ تشریح

جنت کی جانب اہل جنت جماعت در جماعت ان کے درجات کے لحاظ سے لے جائے جائیں گے، مثلاً مقربین میں سے انبیاء، صدیقین ، اسی طرح پھر شہداء اور ابرار وصالحین بھی ان کے درجات کے لحاظ سے جماعت در جماعت جنت تک پہنچیں گی ۔

اور جب وہ جہنم کے پل کو پار کرکے جنت تک پہنچ جائیں گے وہاں ان سے حشر اور پل کی شدت کے آثار کو صاف کیا جائے گا، اور پھر جنت میں داخلے کی اجازت انہیں حاصل ہوگی ۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب مؤمنین جنت کے دروازوں تک پہنچیں گے وہاں وہ آپس میں مشاورت کریں گے کہ کون ان کے لئے جنت میں داخلے کےلئے اجازت طلب کرے گا، چنانچہ وہ حشر کے میدان کی طرح حضرت آدم سے شروع کریں گے لیکن پھر بات خاتم النبیین محمد الامین ﷺ تک ہی پہنچے گی، آپ ﷺ ہی وہ پہلی ہستی ہوں گے جو جنت کے دروازے کو کھٹکھٹائیں گے۔ حدیث پاک میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جب آپ ﷺ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے جنت کا دربان سوال کرے گا: آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ جواب میں

فرمائیں گے : محمد، وہ کہے گا : مجھے آپ کے بارے میں ہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی اور کے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

پھر جنت کے دروازے دیگر جنتیوں کے لئے بھی کھول دیئے جائیں گے، اور جنت کے دربان جنتیوں کا استقبال کریں گے، انہیں سلامتی کی دعائیں دیں گے، اور مژدہ سنائیں گے کہ ہمیشہ ہمیشہ کی جنت میں داخل ہوجاؤ اور خود جنتیوں کا یہ حال ہوگا کہ ان کی زبان پر باری تعالیٰ کے لئے حمد ہوگی اور وہ کہتے ہوں گے کہ ائے اللہ ! آپ ہی کےلئے حمد ہے آپ نے اپنے وعدہ کو سچ کردیا۔

حدیث پاک میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ: سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورت چودہویں رات کے چاند کی طرح دمکتی ہوئی ہوگی، اور ان کے بعد میں آنے والوں کی حالت ایسی ہوگی جیسے نہایت روشن ستارہ ہوتا ہے۔ جنت میں ان کی حالت یہ ہوگی کہ نہ ان کو کبھی تھوک آئے گا، اور نہ ہی ناک میں ریٹ پیدا ہوگا، اور نہ ہی کبھی ان کو قضاء حاجت کی ضرورت لا حق ہوگی ان کے برتن حتی کہ کنگھے تک سونے چاندی کے ہوں گے، وہاں کی دھونی عود کی ہوگی، ان کا پسینہ مشک جیسا خوشبو دار ہوگا، ان میں سے ہر ایک دو بیویاں ہوں گی ، وہ نہایت خوب صورت ہوں گی نہ ان میں کوئی جھگڑا ہوگا اور نہ ہی ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے کوئی کدورت ہوگی، ان کے دل ایک ہوں گے، اور وہ سب صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کررہے ہوں گے۔ دلائل

**وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ (٧٣) وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ (٧٤) سورہ الزمر**

عن أنس، رضي الله عنه، قال: قال رسـول الله صلى الله عليه وسلم: "أنـا أول شـفيع في الجنة" وفي لفظ لمسـلم: "وأنـا أول من يقـرع باب الجنة". (صحيح مسلم)

عن أنس بن مالـك، رضـي اللـه عنـه، قـال: قال رسول اللـه صـلى اللـه عليـه وسـلم: "آتي بـاب الجنـة يـوم القيامـة فأسـتفتح، فيقـول الخازن: من أنت؟ فـأقول: محمـد. قـال: يقـول: بك أُمِرْتُ ألا أفتح لأحد قبلك".(صحيح مسلم)

وقد ورد في حديث الصور أن المؤمـنين إذا انتهوا إلى أبواب الجنة تشـاوروا فيمن يسـتأذن لهم بالـدخول، فيقصـدون، آدم، ثم نوحـا، ثم إبـراهيم، ثم موسـى، ثم عيسـى، ثم محمـدا، صلوات الله وسلامه عليهم أجمعين، كمـا فعلـوا في العرصات (٤) عند استشفاعهم إلى الله، عز وجـل، أن يـأتي لفصـل القضـاء، ليظهـر شـرف محمد صلى الله عليـه وسـلم على سـائر البشـر في المـواطن كلهـا. (التفسـير القـرآن العظيم لابن كثير:٧/١١٩)

عن أبي هريرة (٣) قـال: قـال رسـول اللـه صلى الله عليه وسلم: "أول زمرة تلج (٤) الجنـة صـورهم على صـورة القمـر ليلـة البـدر، لا يبصقون فيها، ولا يمتخطون فيها، ولا يتغوطون فيهـا. آنيتهم وأمشـاطهم الـذهب والفضـة، ومجامرهم الألوة (٥) ، ورشحهم المسك، ولكـل واحد منهم زوجتـان، يـرى مخ سـاقهما من وراء اللحم من الحسـن. لا اختلاف بينهم ولا تبـاغض،

**قلوبهم على قلب واحد (٦) يسبحون الله بكرة وعشيا".(صحيح البخارى، صحيح مسلم)۔**

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ - رضى الله عنه - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، وَالَّذِينَ عَلَى إِثْرِهِمْ كَأَشَدِّ كَوْكَبٍ إِضَاءَةً ، قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ الخ (صحيح البخارى)** بند

بند.

**عقیدہ:** جنت کے آٹھ دروازے ہوں گے۔ تشریح

**جنت کے دروازے:** جنت میں داخلے کے آٹھ دروازے ہوں گے، خاص خاص نیک اعمال کرنے والوں کے لئے الگ الگ دروازے، نمازوں کا اہتمام کرنے والوں کے لئے الگ دروازے، صدقہ کا اہتمام کرنے والوں کے لئے الگ دروازے، مجاہدین کے لئے الگ دروازے، روزہ داروں کے لئے الگ دروازہ جس کا نام احادیث میں ’’ریّان‘‘ آیا ہے، اسی طرح دیگر دروازے ہوں گے، بعض لوگ وہ ہوں گے جو کسی بھی دروازے سے داخل ہوسکیں گے۔ وہ لوگ جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کئے جائیں گے ان کے لئے جنت کا بالکل داہنی جانب کا دروازہ مختص ہوگا، ہاں ساتھ ہی وہ دوسرے دروازوں سے داخل ہونے کے بھی مجاز ہوں گے۔

ان دروازوں کی وسعت کے بارے میں احادیث میں وارد ہوا ہے کہ یہ دروازے اتنے وسیع ہوں گے جیسے شہر مکہ سے ہجر تک کی مسافت، اور دیگر احادیث میں مکانی مسافت کے بجائے زمانی مسافت بیان کی گئی ہے کہ ان دروازوں کے درمیان اتنی مسافت ہوگی کہ ایک چوکھٹ سے دوسری چوکھٹ تک کا حصہ چالیس سال میں طے ہو سکے گا اس کے باوجود ان دروازوں پر ایک دن ایسا آئے گا کہ اس پر گذرنے والوں کے ہجوم کی وجہ سے تنگی محسوس ہوگی۔

دیگر صحیح احادیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ بغیر حساب جنت میں داخل ہونے والوں کی تعداد ستر ہزار ہوگی، اور ایک اور حدیث کے مطابق ان ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار افراد ہوں گے، اور یہ سب بیک وقت جنت میں داخل ہوں گے، خود اس سے جنت کے دروازوں کی وسعت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ دلائل

**عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من أنفق زوجين من ماله في سبيل الله، دعي من أبواب الجنة، وللجنة أبواب ، فمن كان من أهل الصلاة دُعِي من باب الصلاة، ومن كان من أهل الصدقة دعي من باب الصدقة، ومن كان من أهل الجهاد دعي من باب الجهاد، ومن كان من أهل الصيام دعي من باب الريان" فقال أبو بكر، رضي الله تعالى عنه: يا رسول الله، ما على أحد من ضرورة دُعي، من أيها دعي، فهل يدعى منها كلها أحد يا رسول الله؟ قال: "نعم، وأرجو أن تكون منهم". (صحيح البخاري ومسلم)**

**عن سهل بن سعد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "إن في الجنة ثمانية أبواب، باب منها يسمى الريان، لا يدخله إلا الصائمون" (٤) ۔**

**عن عمر بن الخطاب، رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ما منكم من أحد يتوضأ فيبلغ -أو: فيسبغ الوضوء-ثم يقول: أشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمدا عبده ورسوله، إلا فتحت له أبواب الجنة الثمانية، يدخل من أيها شاء". (صحيح مسلم)**

عن أبي هريـرة [رضـي اللـه عنـه] (٨) في حـديث الشـفاعة الطويـل: "فيقـول اللـه (٩) يـا محمد، أدخل من لا حساب عليـه (١٠) .من أمتـك من البـــاب الأيمن، وهم شـــركاء النـــاس في الأبواب الأخر. والـذي نفس محمـد بيـده، إن مـا بين المصــراعين من مصــاريع الجنــة -مــا بين عضـادتي البـاب-لكمـا بين مكـة وهجـر-أو هجـر ومكـــة". وفي روايـــة: "مكـــة وبصـــرى" (١١) . (صحيح البخارى و مسلم)

عن عتبــة بن غــزوان أنــه خطبهم خطبــة فقال فيها: "ولقد ذكر لنا أن مـا بين مصـراعين من مصاريع الجنة، مسيرة أربعين سنة، وليـأتين عليـه يـوم وهـو كظيـظ من الزحـام" (صـحيح مسلم) .

وقــال عبــد بن حميــد: حــدثنا الحســن بن موسـى، حـدثنا ابن لهيعـة، حـدثنا دَرَّاج، عن أبي الهيثم، عن أبي سـعيد، عن رسـول اللـه صـلى الله عليه وسلم قال: "إن ما بين مصـراعين في الجنة مسيرة أربعين سنة" (مسند احمد) .

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَـعْدٍ - رضـى اللـه عنـه - عَنِ النَّبِىِّ - صـلى اللـه عليـه وسـلم - « لَيَـدْخُلَنَّ مِنْ أُمَّتِى سَبْعُونَ أَلْفًا - أَوْ سَـبْعُمِائَةِ أَلْـفٍ - لاَ يَـدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ ، وَجُوهُهُمْ عَلَى صُـورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ » . (صحيح البخارى)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَـعْدٍ - رضـى اللـه عنـه - عَنِ النَّبِىِّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « فِى الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ ، فِيهَا بَابٌ يُسَـمَّى الرَّيَّانَ لاَ يَدْخُلُـهُ إِلاَّ الصَّائِمُونَ » . (صحيح البخارى)

پسند.

**عقیدہ:** اہل جنت، جنت میں ہمیشہ جوان ہی رہیں گے۔ تشریح

اہل جنت کی عمر اور جسمانی ساخت۔ جنت میں داخلہ کے وقت اہل جنت کی عمر ۳۰ سے کچھ زائد ہوگی، اور پھر کبھی ان کی عمر اس سے بڑھے گی نہیں، وہ ہمیشہ جوان رہیں گے۔ اور اہل جنت کا قد حضرت آدم کی پیدائش کے وقت جتنا تھا اتنا ہوگا یعنی ۶۰ ہاتھ لمبا، وہ بالکل صاف شفاف چہرے والے ہوں گے، جن پر داڑھیاں اگی ہوئی نہیں ہوں گی، وہ نہایت حسین اور ذی وجاہت ہوں گے۔

اہل جنت کے یہ احوال و صفات احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں ان پر ایمان واجب ہے۔ اور ان کا انکار سخت گناہ کا موجب ہے۔ دلائل

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ - رضى الله عنه - قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - « إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِى السَّمَاءِ إِضَاءَةً ، لاَ يَبُولُونَ وَلاَ يَتَغَوَّطُونَ وَلاَ يَتْفِلُونَ وَلاَ يَمْتَخِطُونَ ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ ، وَمَجَامِرُهُمُ الأَلُوَّةُ الأَنْجُوجُ عُودُ الطِّيبِ ، وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعِينُ ، عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ ، سِتُّونَ ذِرَاعًا فِى السَّمَاءِ » . (صحيح البخارى و مسلم)**

**عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِىَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِينَ أَبْنَاءَ ثَلاَثِينَ أَوْ ثَلاَثٍ وَثَلاَثِينَ سَنَةً ». (سنن الترمذى)**

**عن أبي سعيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من مات من أهل الجنة من صغير أو كبير، يُرَدون بني ثلاث وثلاثين في الجنة، لا يزيدون عليها أبدًا، وكذلك أهل النار". (سنن الترمذی)**

**عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "يدخل أهلُ الجنةِ الجنةَ على طول آدم ستين ذراعًا بذراع الملك! على حُسْن يوسف، وعلى ميلاد عيسى ثلاث وثلاثين سنة، وعلى لسان محمد، جُرْدٌ مُرْدٌ مُكَحَّلُون" (صف الجن لابن ابی الدنیا) .**

**عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "يُبعث أهل الجنة على صورة آدم في ميلاد ثلاثٍ وثلاثين، جُردًا مُردًا مكحلين، ثم يذهب بهم إلى شجرة في الجنة فيكسون منها، لا تبلى ثيابهم، ولا يفنى شبابهم" (البعث لابن أبي داود برقم (٦٤) وانظر كلام المحقق الفاضل في سماع هارون بن رئاب عن أنس.) . بند**

بند.

**عقید:** اہل جنت کے دلوں کو ہر طرح کی کدورت و آلودگی سے پاک کردیا جائے گا۔ تشریح

**اہل جنت کی داخلے کے وقت دلی کیفیت:** دنیا میں نیکوکار لوگوں کے درمیان میں بھی کبھی رنجشیں اور مخالفتیں ہو جاتی ہیں، حشر کے میدان میں بھی اس کا اظہار ہوگا کہ قریبی رشتہ دار تک ایک دوسرے سے بھاگے پھر رہے ہوں گے، اور اگر کسی پر کسی کا کوئی حق باقی ہو تو وہ اس کو چھوڑے گا نہیں بلکہ اس کا بدل حاصل کرنے کی ضرور کوشش کرے گا، لیکن جنت

کسی بھی قسم کی مخالفت ، رنجش یا کدورت کا مقام نہیں ہے، جنت میں کسی کو کسی سے پرخاش نہیں ہوگی، چنانچہ اللہ تعالیٰ جب اہل جنت کو جنت میں داخل کریں گے تو ان کے دل سے تمام مخالفتوں کے اثرات کو صاف کردیں گے، اور ہر جنتی دوسرے سے محبت رکھے گا اور سب کے دل برابر ہوں گے ۔

حدیث پاک میں بھی یہ وارد ہوا ہے کہ جب مؤمنین کو جہنم سے نجات مل جائے گی لیکن ان کے کچھ بدلے باقی ہوں گے ، جنت و جہنم کے درمیان ایک پل پر انہیں روک کر ان کے آپس کے مظالم کا بدلہ دلادیا جائے گا، پھر جب ان کے معاملات کی صفائی ہو جائے گی تب انہیں جنت میں داخلہ کی اجازت ملے گی ۔

اہل جنت آپس میں کسی قسم کا کد اور بغض نہیں رکھیں گے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور یہ بھی یقینی طور پر ثابت ہے کہ ان کے دلوں سے ایک دوسرے کےلئے ہر طرح کی خلش نکال دی جائے گی اور جنت میں تمام اہل جنت ایک دوسرے سے محبت اور دوستی کا تعلق رکھیں گے قطعی نصوص سے ثابت ہے اس کی تصدیق لازم ہے یہ سوچنا کہ اہل جنت کا آپس میں کسی قسم کا کوئی بغض ہوگا یا ان کے دلوں میں کسی کےلئے میل ہوگا کفر یہ خیال ہے۔ دلائل

**وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (۴۲) وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (۴۳)( سورۃ الأعراف) إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ (۴۵) ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ (۴۶) وَنَزَعْنَا مَا فِي**

**صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًـا عَلَى سُـرُرٍ مُتَقَـابِلِينَ ( ۴۷)( سور الحجر )**

**عَنْ أَبِى سَعِيدٍ الْخُـدْرِىِّ - رضـى اللـه عنـه - قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - « يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُــونَ مِنَ النَّارِ ، فَيُحْبَسُــونَ عَلَى قَنْطَـرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ، فَيُقَصُّ لِبَعْضِــهِمْ مِنْ بَعْضٍ ، مَظَالِمُ كَـانَتْ بَيْنَهُمْ فِى الـدُّنْيَا ، حَتَّى إِذَا هُذِّبُوا وَنُقُّوا أُذِنَ لَهُمْ فِى دُخُـولِ الْجَنَّةِ ، فَوَالَّذِى نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لأَحَدُهُمْ أَهْدَى بِمَنْزِلِهِ فِى الْجَنَّةِ مِنْــهُ بِمَنْزِلِــهِ كَــانَ فِى الـــدُّنْيَا » . (صــحيح البخارى)بند**

بند.

**عقید :** تمام اہل جنت آپس میں ایک دوسرے سے محبت،عزت و اکـرام کـا معاملہ کریں گے۔تشریح

**اہلِ جنت کے بــاہمی تعلقــات:** اہل جنت کے بــاہمی تعلقــات نہایت خـــوش گـــوار ہوں گے، بیویـــاں اور حـــوریں پــاکیزہ، نہایت محبت کـرنے والی ، نگــاہیں نیچی رکھنــے والی اور شرم و حیاء والی ہوں گی، جـو اپنـے شـوہروں کـو نہایت عـزت و احترام دینے والی ہوں گی ۔

اہل جنت ایـک دوسـرے سـے ملیں گے اور ایـک دوسـرے کـو سلامتی کی دعـائیں دیـتے ہوں گے، ان کی محفلیں اجتمـاعی ہو ں گی جس میں وہ ایـک دوسـرے سـے ملیں گے اور ایـک دوسـرے کے ساتھ بیٹھ کر جنت کی نعمتوں سـے لطـف انـدوز ہوں گے اور لـذت لیں گے اور محظوظ ہوں گے۔دلائل

**إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ( ۵۵) هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ (۵۶) لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَـدَّعُونَ (**

**(۵۷ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ (۵۸) (سورہ یسین)** پند

پند.

**عقیدہ:** جنت میں سب سے اونچا درجہ جنت الفردوس کا ہوگا، جو جنت کا سب سے اعلی مقام ہے، اور اس سے بلند پھر رحمٰن کا عرش ہے۔ تشریح

**اہل جنت کے درجات:** اہل جنت اپنے اعمال کے لحاظ سے مختلف درجات والے ہوں گے، سب سے اعلی درجے پر مقربین ہوں گے، اور مقربین میں سب سے بلند ترین مقام انبیاء علیہم السلام کا ہے، جن میں سب سے اعلی درجہ خاتم النبیین محمد الامین ﷺ کا ہے۔

مقربین میں انبیاء علیہم السلام کے بعد صدیقین کا مقام ہے، یہی صدیقین حق کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے اور حق کو قبول کرنے والے ہوتے ہیں، ہر زمانے میں ان کی تعداد بہت کم رہی ہے، پہلوں میں یہ کچھ زیادہ گذرے ہیں اور بعد والوں میں تو ان کی تعداد بہت تھوڑی ہوتی ہے۔

ان کے بعد اصحاب الیمین ہیں ان میں بھی شہداء کا خاص مقام ہے، جبکہ شہداء کے علاوہ صدقہ و خیرات کرنے والے، نمازوں کا اہتمام کرنے والے، کثرت سے ذکر کرنے والے، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے، نرم خو اور عمدہ اخلاق والے، اسی طرح علماء، قرآن کے حافظ، قرآن کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنے والے، زیادہ روزے رکھنے والے اس طرح الگ الگ اعمال کے لحاظ سے جنتیوں کے الگ الگ درجات ہیں، ان میں صاحب قرآن کا ایک انوکھا اور بلند ترین مقام ہے ، اور جس کو جتنا قرآن زیادہ حفظ ہوگا اس کو اس سے اتنا زیادہ فائدہ حاصل ہوگا، اس سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتے جاؤ اور درجات کی بلندی طے کرتے جاؤ ، جہاں جا کر تلاوت رکے گی وہی ان کے درجہ کی بلندی ہوگی ۔

احادیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جنت میں سو درجات ہوں گے اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا فاصلہ ہوتا ہے۔

لیکن جنت کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہوگی کہ اس میں جس شخص کو جو درجہ حاصل ہوگا وہ اس سے پوری طرح نہ صرف مطمئن ہوگا بلکہ وہ خود کو سب سے زیادہ نعمتوں میں سمجھے گا، اور کیوں نہ ہو کسی کمی اور محرومی کا احساس خود جنت کے منافی ہے اس لئے اہل جنت اس طرح کے منفی احساسات سے کلی طور پر محفوظ ہوں گے۔

**جنت الفردوس:** جنت میں سب سے اونچے درجات جنت الفردوس کے ہوں گے، وہ جنت کا سب سے بلند ترین اور سب سے ممتاز مقام ہوگا، وہیں سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہوں گی، اور اسی کے اوپر رحمن کا عرش ہے، نبی ﷺ صحابہ کو تعلیم دیتے کہ اللہ تعالیٰ سے جب مانگو تو فردوس مانگو أللہم إنا نسئلک جنت الفردوس۔

وہ صاحب ایمان جو نمازوں کو خشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں، لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں، زکاۃ ادا کرتے ہیں، شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، امانت داری اور عہد کا پاس و لحاظ رکھتے ہیں، اور نمازوں کی پابندی کرتے ہیں ایسے صاحب ایمان و عمل جنت الفردوس کے مستحق ہوں گے، جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (القرآن) دلائل

**قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ (١) الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (٢) وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ (٣) وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ (٤) وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ (٥) إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ (٦) فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ (٧) وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ**

**رَاعُونَ (٨) وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ (٩) أُولَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ (١٠) الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (١١)( المؤمنون)**

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ - رضى الله عنه - قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - « مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلاَةَ وَصَامَ رَمَضَانَ ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِى سَبِيلِ اللَّهِ ، أَوْ جَلَسَ فِى أَرْضِهِ الَّتِى وُلِدَ فِيهَا » . فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلاَ نُبَشِّرُ النَّاسَ . قَالَ « إِنَّ فِى الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِى سَبِيلِ اللَّهِ ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ ، أُرَاهُ فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ » . (صحيح البخارى) .**

**عن عطاء بن يسار أن معاذ بن جبل قال سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول : الجنة مائة درجة . كل درجة منها ما بين السماء والأرض . وإن أعلاها الفردوس . وإن أوسطها الفردوس . وإن العرش على الفردوس . منها تفجر أنهار الجنة . فإذا ما سألتم الله فسلوه الفردوس . (حديث صحيح / ابن ماجہ)** بند

بند.

**عقیدہ:** کمترین جنتی کو بھی اللہ تعالیٰ اس دنیا کی نعمتوں کے مقابلے میں دس گنا نعمتوں سے نوازیں گے۔ تشریح

**کمترین جنتی کا مقام:** جنت میں جس شخص کو سب سے کمترین مقام حاصل ہوگا اس کو بھی اللہ تعالیٰ پوری دنیا میں موجود تمام نعمتوں سے دس گنا زیادہ نعمتوں سے نوازیں گے۔

حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو جہنم سے سب سے آخر میں نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ آئے گا لیکن اس کے ذہن میں یہ بات ڈالی جائے گی کہ جنت تو بھر گئی ہے، وہ لوٹ جائے گا اور کہے گا اے پروردگار جنت تو بھر گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ وہ پھر آئے گا پھر اس کو یہی خیال ہوگا کہ جنت تو بھر گئی ہے وہ پھر لوٹ جائے گا اور کہے گا : اے پروردگار جنت تو بھر گئی ہے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ وہ پھر آئے گا پھر اس کو یہی خیال ہوگا کہ جنت تو بھر گئی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ تمہیں دنیا اور اس کے مثل دس گنا نعمتیں دی گئیں، وہ کہے گا اے اللہ! آپ تو بادشاہ ہیں تو کیا آپ بھی میرا مذاق بناتے ہیں ، صحابی راوی کہتے ہیں آپ ﷺ یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہو گئے۔ یہ اہل جنت میں سب سے کم ترین مقام کا جنتی ہوگا، یعنی جسے دنیا سے دس گنا زیادہ نعمتیں دی گئی ہیں۔

کمترین جنتی کو اللہ تعالیٰ یہ مقام دیں گے یقینی امر ہے جس کی تصدیق لازم ہے، اور اس کا انکار سخت گناہ کا موجب ہے۔ دلائل

**عَنْ عَبْدِ اللَّهِ - رضى الله عنه - قَالَ النَّبِىُّ - صلى الله عليه وسلم - « إِنِّى لأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا ، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولاً رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبْوًا ، فَيَقُولُ اللَّهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ . فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلأَى ، فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلأَى ، فَيَقُولُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ . فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلأَى . فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلأَى ، فَيَقُولُ اذْهَبْ**

**فَادْخُـلِ الْجَنَّةَ ، فَـإِنَّ لَـكَ مِثْـلَ الـدُّنْيَا وَعَشَـرَةَ أَمْثَالِهَـا . أَوْ إِنَّ لَـكَ مِثْـلَ عَشَـرَةِ أَمْثَـالِ الـدُّنْيَا . فَيَقُولُ تَسْخَرُ مِنِّى ، أَوْ تَضْحَكُ مِنِّى وَأَنْتَ الْمَلِـكُ « . فَلَقَـدْ رَأَيْتُ رَسُـولَ اللَّهِ - صـلى الله عليـه وسلم - ضَـحِكَ حَتَّى بَـدَتْ نَوَاجِـذُهُ ، وَكَـانَ يُقَـالُ ذَلِكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً . (صحيح البخارى)** بند

بند.

**عقیدہ:** دنیا کی نعمتوں کا جنت کی نعمتوں سے کوئی مقابلہ نہیں ہے۔

تشریح

جنت کی نعمتوں کو کبھی فنا نہیں ہے، اس میں کوئی نقص نہیں ہوگا، وہاں نعمتوں میں یکسانیت نہیں ہوگی کہ کہیں بیزارگی طاری ہو جائے۔ جنت کی نعمتیں ایسی خوبیوں والی ہوں گی کہ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے، اور نہ کبھی اس کا کسی کے دل میں تصور بھی آیا ہوگا۔

**جنت کی نعمتوں کی خصوصیت:** دنیاوی نعمتوں کے مقابلہ میں جنت کی نعمتوں کی خصوصیات نا قابل شمار ہیں، البتہ چند ایسی ہیں جو بہت مہتم بالشان ہیں، جنت کی ہر شے پاکیزہ ہے، جنت کی نعمتیں کبھی ختم ہونے والی نہیں ہیں، جنت کی نعمتوں پر کبھی باسی پن یا کوئی سڑاند طاری نہیں ہوگی ، کوئی نعمت جس کا پہلے تجربہ ہو چکا ہے اہل جنت جب اس کو دوبارہ استعمال کریں گے تو ایسا محسوس ہوگا جیسے اس کا مزہ بالکل نیا ہے، ہر نعمت تر و تازہ اور مہکتی ہوئی ہوگی۔

جنت میں اہل جنت کی جسمانی تازگی اور صفائی کی حالت یہ ہوگی کہ نہ ان کو کبھی تھوک آئے گا، اور نہ ہی ناک میں ریٹ پیدا ہوگا، اور نہ ہی کبھی ان کو قضاء حاجت کی ضرورت لا حق ہوگی، ان کا پسینہ مشک جیسا خوشبو دار ہوگا۔

اور جنت کا یہ حال ہوگا کہ وہاں اہل جنت پر کبھی کوئی تھکن طاری نہیں ہوگی، بیماری اور سر درد تو دور کبھی کوئی

گرانی کا شکار نہیں ہوگا، نعمتوں کا یہ سلسلہ جنت میں ابدی ہوگا جس سے وہ کبھی محروم نہیں کئے جائیں گے، یہی ہے جس کو باری تعالیٰ حقیقی زندگی اور فوز عظیم قرار دیتے ہیں۔

جنت کی نعمتوں کی مذکورہ بالا صفات قطعی نصوص سے ثابت ہیں، ان میں کسی قسم کا شک کرنا گویا ان کا کفر ہے۔

**دلائل**

**وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (٢٥) (سورة البقرة)۔وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا (٥٧)( سورة النساء)۔وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (٧٢) (سورة التوبة)۔إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ (٤٥) ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ (٤٦) وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ (٤٧) لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ (٤٨) نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (٤٩)( سورة الحجر)۔وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ (٣٢) جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ( ٣٣) وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ (٣٤) الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ**

**مِنْ فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ (٣٥)( سور الفاطر )مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ (٣٥)( سور الرعد )مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ (١٥)( سور محمد )**

**عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أول زمرة تلج الجنة صورهم على صورة القمر ليلة البدر، لا يبصقون فيها، ولا يمتخطون فيها، ولا يتغوطون فيها. آنيتهم وأمشاطهم الذهب والفضة، ومجامرهم الألوة ، ورشحهم المسك، ولكل واحد منهم زوجتان، يرى مخ ساقهما من وراء اللحم من الحسن. لا اختلاف بينهم ولا تباغض، قلوبهم على قلب واحد يسبحون الله بكرة وعشيا".(صحيح البخاری، صحیح مسلم)** بند

بند.

**عقیدہ:** اہل جنت کی رہائش اور گھر بہت خوبصورت، اونچے اور عالیشان ہوں گے، جو کئی منزلوں والے اور خوشبو دار ہوں گے۔ تشریح

**جنت کے گھر:** اہل جنت کے مکانات بلند و بالا ، اونچے اور کئی منازل پر مشتمل ہوں گے، یہ مکانات عدن کے باغات کے درمیان بنے ہوں گے، اور یہ بڑی پر سکون اور امن والی رہائش ہوگی، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوگی (القرآن) جنت کی

عمارتوں کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہوگی، اور ان کو جوڑنے کے لئے جو مسالہ استعمال ہوگا وہ مشک کا ہوگا، اور اس کی ریت یاقوت اور موتی ہوں گے، اور ان کی مٹی زعفران ہوگی، جو ان میں داخل ہوگا بڑی نعمت اور ترو تازگی میں ہوگا، اس پر کبھی باسی پن طاری نہیں ہوگا، وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہے گا۔

درجات کے لحاظ سے اہل جنت کے گھر مختلف النوع بھی ہوں گے، لیکن ہر ایک اپنے میں غیر معمولی خوبصورتی اور خصوصیت لئے ہوئے ہوگا، حدیث پاک میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جنت کے گھر سرخ یاقوت کے یا ہرے زبرجد کے یا سفید موتیوں کے بنے ہوں گے ، جس میں نہ کہیں کوئی دراڑ ہوگی نہ شگاف ہوگا۔

حدیث پاک کے مطابق اہل جنت کی یہ رہائشیں درجات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے نہایت بلندی پر بھی واقع ہوں گی، اور ایک جنتی دوسرے جنتی کے مکان کو ایسے دیکھ سکیں گے جیسے ہم ستاروں کو دیکھ پاتے ہیں۔

جنت کی نعمتوں کی مذکورہ بالا صفات قرآن مجید و حدیث سے ثابت ہیں، ان میں کسی قسم کا شک کرنا گویا ان کا کفر ہے۔

**دلائل**

**وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ (٥٨) الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (٥٩)( سورہ العنكبوت) أُولَئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا (٧٥)( الفرقان) وَهُمْ فِي الغرفات آمِنُونَ [ سبأ : ٣٧ ] لَهُمْ غُرَفٌ مِّن فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الأنهار [ الزمر : ٢٠ ] وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ**

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (٧٢)( التوبة)وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ (٤) سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ (٥) وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ (٦) (سورة محمد)

عَنْ أَبِى سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ - رضى الله عنه - عَنِ النَّبِيِّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَيُونَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا يَتَرَاءَيُونَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّىَّ الْغَابِرَ فِى الأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ ، لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ » . قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ، تِلْكَ مَنَازِلُ الأَنْبِيَاءِ لاَ يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ « بَلَى وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ ، رِجَالٌ آمَنُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ » . (صحيح البخارى)

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا إِذَا كُنَّا عِنْدَكَ رَقَّتْ قُلُوبُنَا وَزَهِدْنَا فِى الدُّنْيَا وَكُنَّا مِنْ أَهْلِ الآخِرَةِ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ فَآنَسْنَا أَهَالِيَنَا وَشَمَمْنَا أَوْلاَدَنَا أَنْكَرْنَا أَنْفُسَنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « لَوْ أَنَّكُمْ تَكُونُونَ إِذَا خَرَجْتُمْ مِنْ عِنْدِى كُنْتُمْ عَلَى حَالِكُمْ ذَلِكَ لَزَارَتْكُمُ الْمَلاَئِكَةُ فِى بُيُوتِكُمْ وَلَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَجَاءَ اللَّهُ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ كَىْ يُذْنِبُوا فَيَغْفِرَ لَهُمْ ». قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ قَالَ « مِنَ الْمَاءِ ». قُلْنَا الْجَنَّةُ مَا بِنَاؤُهَا قَالَ « لَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَلَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ وَمِلاَطُهَا الْمِسْكُ الأَذْفَرُ وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوتُ وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ يَدْخُلْهَا يَنْعَمْ وَلاَ يَبْأَسْ وَيُخَلَّدْ وَلاَ

**يَمُـــوتْ لاَ تَبْلَى ثِيَـــابُهُمْ وَلاَ يَفْنَى شَـــبَابُهُمْ ».**
**(حديث صحيح سنن الترمذی)۔**

**عن سـهل بن سـعد عن النـبي صـلى اللـه عليه وسلم أنه : " قـال فيهـا بيـوت من ياقوتـة حمـراء أو زبرجـدة خضـراء أو درة بيضــاء ليس فيها فصـم ولا وصـم "( أخـرج الحكيم الترمـذي في «نوادر الأصول»)بند**

بند.

**عقیدہ:** اہل جنت کو اللہ تعالیٰ پاکیزہ بیویاں عطا فرمائیں گے، جن میں ان کی بیویاں بھی ہوں گی، اور جنتی حوریں بھی ہوں گی جنت کی حوریں بڑی آنکھوں والی اور نہایت خوبصورت ہوں گی، جن کو کسی انسان یا جن نے پہلے کبھی نہیں چھوا ہوگا۔تشریح

**مشک کے ٹیلے، پاکیزہ بیویاں، حوریں:** اہل جنت کو اللہ تعالیٰ نہایت خوبصورت پاکیزہ بیویاں اور حوریں عطاء فرمائے گا، ایسی حوریں گویا کہ چھپے ہوئے موتی ہیں، وہ بڑی بڑی آنکھوں والی ، نہایت شرم و حیاء والی اور اپنی نگاہیں نیچی رکھنے والی ہوں گی، جنہیں بہت خوبصورتی میں ڈھالا گیا ہوگا، جو کنواریاں اور متناسب الأعضاء ہوں گی، اور جن کو پہلے کبھی کسی انسان یا جن چھوا تک نہ ہوگا۔(القرآن)۔

اہل جنت کے لئے جنت میں حوریں ہوگی، جو مذکورہ بالا صفات کی حامل ہوں گی باری تعالیٰ کے کلام سے قطعی طور پر ثابت ہیں ، ان پر ایمان اور ان کی تصدیق لازم ہے اور اس کا انکار یا اس میں کوئی شک کرنا کفر ہے۔

ان کی خوبصورتی کے بارے میں احادیث میں وارد ہوا ہے کہ اگر ان کی ایک پرچھائی دنیا پر پڑ جائے تو پوری دنیا جگمگا جائے، اور وہ اتنی میٹھی ہوں گی کہ اگر کڑوے سمندروں میں اپنا لعاب ڈال دیں تو وہ سمندر میٹھے ہو جائیں ۔ جنتی حوروں کی یہ

صفات صحیح احادیث سے ثابت ہیں ان پر ایمـان واجب ہے اور اس میں کوئی شک کرنا سخت گناہ کا باعث ہے۔ دلائل

**وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (٢٥) (البقرہ)۔إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ (٥١) فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ (٥٢) يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ (٥٣) كَذَلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ (٥٤) يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ (٥٥) لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَى وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ (٥٦) فَضْلًا مِنْ رَبِّكَ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (٥٧) ( الدخان)۔إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ (١٧) فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ (١٨) كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (١٩) مُتَّكِئِينَ عَلَى سُرُرٍ مَصْفُوفَةٍ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ (٢٠) (الطور)۔وَحُورٌ عِينٌ (٢٢) كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ (٢٣) جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (٢٤) لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا (٢٥) إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا (٢٦) (الواقعہ)۔وَفُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ (٣٤) إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً (٣٥) فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا (٣٦) عُرُبًا أَتْرَابًا (٣٧) لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ (٣٨) (الواقعہ)۔** بند

بند.

**عقیدہ:** اہل جنت مرد و عورتوں کو جنت میں خوبصورت زیورات پہنائے جائیں گے۔ تشریح

**جنت کے لباس و زیور:** اہل جنت کو قیامت کے دن قیمتی لباس پہنائے جائیں گے، یہ لباس مہین اور باریک ململ کے اور دبیز مخمل کے اور اسی طرح ریشم کے ہوں گے، اور ایسے ہی اہل جنت کو زیورات بھی پہنائے جائیں گے چنانچہ اہل جنت کو سونے چاندی اور موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے، اور جنت میں مردوں کے لئے زیورات اور ریشم پہننا سبھی حلال ہوگا۔

مردوں کے لئے دنیا میں ریشم اور زیور پہننا حتام ہے جب کہ جنتی مردوں کے لئے ریشم اور زیورپہننا حلال ہوں گا قطعی نصوص سے ثابت ہے اس کی تصدیق لازم ہے اس کاانکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے جو کفر ہے۔ دلائل

**إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا (٣٠) أُولَئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا (٣١)(الكهف)۔إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ (٢٣) وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ (٢٤)( الحج)۔وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ (٣٢) جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ (٣٣) وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ (٣٤) الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ (٣٥)( فاطر)۔إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ (٥١) فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ (٥٢)**

**يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ (٥٣) ( الدخان )۔** بند

بند.

**عقیدہ:** اہل جنت کے لئے باغات ہوں گے جن میں ہر طرح کے رزق کی فراوانی ہوگی۔ تشریح

**جنت کے باغات اور رزق کی فراوانی:** اہل جنت کو اللہ تعالیٰ بلند و بالا مکانات / اور غرفات کے ساتھ باغات سے بھی نوازیں گے ، جن کے نیچے سے نہریں اور چشمے بہتے ہوں گے، جن میں طرح طرح کی نعمتیں ہوں گی ، اور ہر طرح کے پھل جن کی اہل جنت خواہش کریں گے وہ ان میں موجود ہوں گے، ان باغات کے درخت پھلوں سے لدے ہوئے اور ان کے خوشے جھکے ہوئے ہوں گے، ایسے جھکے ہوئے ہوں گے کہ اگر اہل جنت ان درختوں کے نیچے بیٹھ جائیں تو ان کے پھل جھک کر ان کے قریب آجائیں اور اگر وہ اُٹھ کھڑے ہوں تو وہ ان کے ساتھ بلند ہو جائیں، یہ پھل نہایت وافر مقدار میں ہونے کے ساتھ ان کا موسم کبھی ختم نہیں ہوگا اور نہ ان کے حصول میں کسی قسم کی رکاوٹ ہوگی، اور ان سے کہا جائے گا کہ ان نعمتوں سے کھاؤ ان اعمال کے بدلے میں جو تم اللہ کی رضا کےلئے کیا کرتے تھے، ان باغات کے سایے انتہائی طویل ترین ہوں گے، (حدیث مبارک کے مطابق جنت کے باغات کے سایے اتنے طویل ہوں گے کہ کوئی تیز رفتار گھوڑا ان کے نیچے سو برس تک چلتا رہے تب بھی ان کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا)(القرآن) ۔

اہل جنت کے لئے ہر طرح کے رزق کی فراوانی ہوگی، وہ اپنے باغات کے سایوں میں اپنے جوڑوں کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے، جہاں انہیں ان باغات کے پھل بھی میسر ہوں گے اور جو کچھ وہ چاہیں گے انہیں وہاں ملے گا، اور ان کے رب کی جانب سے سلامتی کا مژدہ سنایا جاتا رہے گا(القرآن)۔

جنت ک باغــات اور جنت ک رزق کی مــذکور بــالا تفصــیل
قطعی نصــوص ســ ثـابت  جن کی تصــدیق لازم  اور ان کـا
انکار کفر  دلائل

وَبَشِّــرِ الَّذِينَ آمَنُــوا وَعَمِلُــوا الصَّــالِحَاتِ أَنَّ
لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَـا الْأَنْهَـارُ كُلَّمَـا رُزِقُـوا
مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًـا قَـالُوا هَـذَا الَّذِي رُزِقْنَـا مِنْ
قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَـابِهًا وَلَهُمْ فِيهَـا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ
وَهُمْ فِيهَــا خَالِــدُونَ (٢٥) (البقــر)وَعَــدَ اللَّهُ
الْمُـؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَــاتِ جَنَّاتٍ تَجْـرِي مِنْ تَحْتِهَـا
الْأَنْهَارُ خَالِـدِينَ فِيهَـا وَمَسَـاكِنَ طَيِّبَـةً فِي جَنَّاتِ
عَـدْنٍ وَرِضْـوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَـرُ ذَلِـكَ هُـوَ الْفَـوْزُ
الْعَظِيمُ (٧٢)( التــوب)إِنَّ الَّذِينَ آمَنُــوا وَعَمِلُــوا
الصَّــالِحَاتِ يَهْـدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَــانِهِمْ تَجْـرِي مِنْ
تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ (٩) دَعْوَاهُمْ فِيهَا
سُــبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَــا سَــلَامٌ وَآخِــرُ
دَعْـــوَاهُمْ أَنِ الْحَمْـــدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَـــالَمِينَ (١٠)
( يــونس)إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُــونٍ (٤٥)
ادْخُلُوهَـــا بِسَـــلَامٍ آمِنِينَ (٤٦) (الحجـــر)وَإِنَّ
لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْـنَ مَـآبٍ (٤٩) جَنَّاتِ عَـدْنٍ مُفَتَّحَـةً
لَهُمُ الْأَبْــوَابُ (٥٠) مُتَّكِئِينَ فِيهَـا يَـدْعُونَ فِيهَـا
بِفَاكِهَـةٍ كَثِــيرَةٍ وَشَــرَابٍ (٥١) (ســور ص)إِنَّ
الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ (١٧) فَـــاكِهِينَ بِمَـــا
آتَـاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَـاهُمْ رَبُّهُمْ عَـذَابَ الْجَحِيمِ (١٨)
كُلُــوا وَاشْــرَبُوا هَنِيئًا بِمَــا كُنْتُمْ تَعْمَلُــونَ (١٩)
( الطــور)وَالسَّــابِقُونَ السَّــابِقُونَ (١٠) أُولَئِكَ
الْمُقَرَّبُـــونَ (١١) فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ (١٢) ثُلَّةٌ مِنَ
الْأَوَّلِينَ (١٣) وَقَلِيلٌ مِنَ الْآخِـرِينَ (١٤) .............
وَفَاكِهَـــةٍ مِمَّا يَتَخَيَّرُونَ (٢٠) وَلَحْمِ طَيْـــرٍ مِمَّا

يَشْـــتَهُونَ (٢١)(الــواقعـ)وَأَصْــحَابُ الْيَمِينِ مَــا أَصْــحَابُ الْيَمِينِ (٢٧) فِي سِــدْرٍ مَخْضُــودٍ (٢٨) وَطَلْحٍ مَنْضُــودٍ (٢٩) وَظِــلٍّ مَمْــدُودٍ (٣٠) وَمَــاءٍ مَسْكُوبٍ (٣١) وَفَاكِهَـةٍ كَثِـيرَةٍ (٣٢) لَا مَقْطُوعَـةٍ وَلَا مَمْنُوعَـــةٍ (٣٣) وَفُـــرُشٍ مَرْفُوعَـــةٍ (٣٤) إِنَّا أَنْشَــأْنَاهُنَّ إِنْشَــاءً (٣٥) فَجَعَلْنَــاهُنَّ أَبْكَــارًا (٣٦) عُرُبًــا أَتْرَابًــا (٣٧) لِأَصْــحَابِ الْيَمِينِ (٣٨) ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ (٣٩) وَثُلَّةٌ مِنَ الْآخِـرِينَ (٤٠)( الـواقعـ)
فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِـيَةٍ (٢١) فِي جَنَّةٍ عَالِيَـةٍ (٢٢) قُطُوفُهَـا دَانِيَـةٌ (٢٣) كُلُـوا وَاشْـرَبُوا هَنِيئًا بِمَـا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ (٢٤)( الحاقـ)وَدَانِيَـةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَـــا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَـــا تَـــذْلِيلًا (١٤) (الإنســان)إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُــونٍ (٤١) وَفَوَاكِـهَ مِمَّا يَشْـتَهُونَ (٤٢) كُلُـوا وَاشْـرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (٤٣) إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (٤٤)( المرسلات)

عن أبي هريرة : عن رسول الله صلى اللــه عليه و سلم أنه قال إن في الجنة لشجرة يســير الـراكب في ظلهـا مائـة سنة  وفي البـاب عن أنس و أبي ســعيد (ســنن الترمــذى)عن أبي سعيد الخدري : عن النبي صلى الله عليه و سلم قال في الجنة شـجرة يسـير الـراكب في ظلهـا مائة عام لا يقطعها وقـال ذلـك الظـل الممـدود (سـنن الترمـذى)عن أبي هريــرة قــال : قــال رسول الله صلى الله عليه و سلم مـا في الجنـة شجرة إلا وساقها من ذهب (سنن الترمذى)

إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ (٥٥) هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ

**مُتَّكِئُونَ (٥٦) لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ (٥٧) سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ (٥٨) (سورۃ یس)**

**الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ (٦٧) يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ (٦٨) الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ (٦٩) ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ (٧٠) يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (٧١) وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (٧٢) لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ (٧٣) (سورۃ الزخرف)** بند

بند.

**عقیدہ:** جنت میں اللہ تعالیٰ اہل جنت کو خادم عطاء فرمائے گا جو اپنے ظاہر اور خدمت دونوں میں بہت خوبصورت ہوں گے۔ تشریح

**اہل جنت کے خادمان:** اہل جنت کو اللہ تعالیٰ خاص خادمان سے نوازے گا، یہ خادمان کم عمر لڑکے ہوں گے جو ہمیشہ اسی عمر میں رہیں گے، اور نہایت خوبصورت ہوں گے، دیکھنے والا انہیں ایسے محسوس کرے گا جیسے وہ موتی ہوں، اور وہ اپنے آقاؤں کی خدمت میں ہر جگہ بکھرے ہوئے ہوں گے، جو سونے چاندی کے برتن اور پیالے اٹھائے ان کی خدمت کرتے ہوئے اور ان کے سامنے نعمتیں پیش کرتے ہوں گے۔ دلائل

**الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ (٦٧) يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ (٦٨) الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ (٦٩) ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ (٧٠) يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (٧١) وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي**

**أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (٧٢) لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ (٧٣) (سورہ الزخرف)۔** بند

بند.

**عقیدہ:** جنت کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت جنت کی نہریں ہیں جو اہل جنت کے باغات اور رہائش گاہوں کے نیچے بہتی ہوں گی۔

تشریح

**جنت کی نہریں :** وہ جنت جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے، اس میں ایسے پانی کی نہریں ہوں گی جو بالکل شفاف ہوگا، جن میں کوئی کدورت نہیں ہوگی، وہ ہمیشہ تر و تازہ ہوگا، اور اس میں کسی قسم کی ناگوار بو نہیں ہوگی۔ اس جنت میں متقیوں کے لئے دودھ کی نہریں ہوگی جن کا مزہ کبھی خراب نہیں ہوگا، اور شراب کی نہریں ہوں گی جو پینے والوں کو بڑا مزہ دیں گی، جس میں کسی قسم کا نشہ ، گرانی یا نقصان نہیں ہوگا، اور صاف شہد کی نہریں ہوگی۔ اور ہر طرح کے پھل ہوں گے ۔ (القرآن)

نیکوکاروں کو جنت کے مشروبات پیالوں میں ایسی نہر سے دئیے جائیں گے جن میں ٹھنڈک اور خوشبوئیں ہوگی اس نہر کا نام ہی کافور ہوگا، اس نہر اور اس کی شاخوں کو وہ اپنے ساتھ جہاں چاہیں گے موڑ سکیں گے۔ اسی طرح جنت میں وہ پیالوں میں ایسے مشروب کو بھی پیئیں گے جن کا مزاج گرم ہوگا اور اس چشمہ کا نام جس سے انہیں ایسا مشروب حاصل ہوگا ’’سلسبیل‘‘ ہوگا۔ ان مشروبات کے پیالے نو عمر لڑکے نازک اور خوبصورت پیالوں میں انہیں پیش کرتے پھریں گے (القرآن)

اہل جنت کو مہر بند مشروب پلایا جائے گا یہ مہر مشک کی ہوگی اور اس میں ’’تسنیم‘‘ کی آمیزش ہوگی، یہ تسنیم جنت میں ایک چشمہ ہوگا ، جس کا خالص مشروب مقربین پئیں گے۔ (القرآن)

جنت میں ایک نہر ہوگی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی نہر ہوگی، یعنی نہر ''کوثر'' یہی وہ نہر ہوگی جس کا مشروب پرنالوں سے ہو کر میدان حشر میں حوض میں آئے گا، اس نہر پر ایک بڑا محل ہوگا، اور بھی بہت سی خیر کی چیزیں ہوں گی، اس کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی مٹھاس شہد سے زیادہ ہوگی،اس نہر پر خاص قسم کے پرندے ہوا کریں گے، اس نہر کا گذر موتیوں پر ہوگا اور اس کی مٹی یاقوت ہوں گے جو مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگی۔

جنت کی نہروں اور مشروبات کی مذکورہ بالا تفصیل قرآن و حدیث کے قطعی نصوص سے ثابت ہیں، ان کی تصدیق لازم ہے، ان کا انکار یا ان میں کسی قسم کا شک کرنا کفر ہے۔ دلائل

**مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ (١٥) (سورہ محمد)۔إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا (٥) عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا (٦)......... وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآنِيَةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا (١٥) قَوَارِيرَ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ( ١٦) وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا ( ١٧) عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا (١٨) وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنْثُورًا (١٩) (الإنسان)۔لا فِيهَا غَوْلٌ وَلا هُمْ عَنْهَا يُنزفُونَ [ الصافات : ٤٧] لا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلا يُنزفُونَ [ الواقعة : ١٩]۔بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ**

[ الصافات : ٤٦]﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ (٢٢) عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ (٢٣) تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ (٢٤) يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ (٢٥) خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ (٢٦) وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ (٢٧) عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ (٢٨)( المطففين)﴾

وقد جاء في الحديث: أن أنهارها تجري من (١) غير أخدود، وجاء في الكوثر أن حافتيه قباب اللؤلؤ المجوف، ولا منافاة بينهما، وطينها المسك الأذفر، وحصباؤها اللؤلؤ والجوهر، نسأل الله من فضله [وكرمه] (٢) إنه هو البر الرحيم. (ابن كثير١/٢٠٤)﴿عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أنهار الجنة تُفَجَّر من تحت تلال -أو من تحت جبال- المسك" (ابن كثير١/٢٠٤)﴿عن مسروق، قال: قال عبد الله: أنهار الجنة تفجر من جبل مسك(ابن كثير١/٢٠٤)﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (١) (سور﴿ الكوثر)﴿وفي الصحيح: "إذا سألتم الله فاسألوه الفردوس، فإنه أوسط الجنة وأعلى الجنة، ومنه تُفَجَّر أنهار الجنة، وفوقه عرش الرحمن"﴾

عَنْ أَنَسٍ - رضى الله عنه - قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِىِّ - صلى الله عليه وسلم - إِلَى السَّمَاءِ قَالَ « أَتَيْتُ عَلَى نَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفًا فَقُلْتُ مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ » . (صحيح البخارى)﴿عَنْ عَائِشَةَ - رضى الله عنها - قَالَ سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ( إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ) قَالَتْ نَهَرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ - صلى الله

عليه وسلم - شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ آنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ . رَوَاهُ زَكَرِيَّاءُ وَأَبُو الأَحْوَصِ وَمُطَرِّفٌ عَنْ أَبِى إِسْحَاقَ . (صحيح البخارى)۔عَنْ أَنَسٍ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- ذَاتَ يَوْمٍ بَيْنَ أَظْهُرِنَا إِذْ أَغْفَى إِغْفَاءَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مُتَبَسِّمًا فَقُلْنَا مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ « أُنْزِلَتْ عَلَىَّ آنِفًا سُورَةٌ ». فَقَرَأَ « بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الأَبْتَرُ) ». ثُمَّ قَالَ « أَتَدْرُونَ مَا الْكَوْثَرُ ». فَقُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ « فَإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّى عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ هُوَ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَيْهِ أُمَّتِى يَوْمَ الْقِيَامَةِ آنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُومِ فَيُخْتَلَجُ الْعَبْدُ مِنْهُمْ فَأَقُولُ رَبِّ إِنَّهُ مِنْ أُمَّتِى. فَيَقُولُ مَا تَدْرِى مَا أَحْدَثَتْ بَعْدَكَ ». (صحيح مسلم)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- مَا الْكَوْثَرُ قَالَ « ذَاكَ نَهْرٌ أَعْطَانِيهِ اللَّهُ يَعْنِى فِى الْجَنَّةِ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ فِيهَا طَيْرٌ أَعْنَاقُهَا كَأَعْنَاقِ الْجُزُرِ ». (سنن الترمذى)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « الْكَوْثَرُ نَهْرٌ فِى الْجَنَّةِ حَافَّتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَجْرَاهُ عَلَى الدُّرِّ وَالْيَاقُوتِ تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَمَاؤُهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ ». قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (سنن الترمذى)۔بند

بند.

**عقید** جنت کی نعمتوں میں ایک بڑی نعمت وہاں کے نیک ساتھی بھی ہوں گے۔ تشریح

**:**

**نیک ساتھی:** جنت تمام کی تمام نیکوکاروں کا مسکن ہے، وہاں نہ کسی برے کا دخل ہے، اور نہ ہی کسی نیکوکار کے دل میں کبھی کوئی برائی کا اثر پیدا ہو سکتا ہے، اور تمام نیکوکار ایک دوسرے کے دوست ہوں گے، قیامت کے بعد سوائے متقین کے سب ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے، جبکہ متقین آپس میں ذبردست دوست ہوں گے۔ مؤمنین آپس میں مل بیٹھیں گے، کبھی دنیا کے احوال پر کلام کریں گے، کافروں کی ریشہ دوانیوں کا ذکر بھی کریں گے، اور اللہ تعالیٰ کے احسانات و انعامات کا مذاکرہ کرکے شکر گذار ہوں گے۔ انبیاء کی صحبت بھی حاصل ہوگی، اور دنیا میں جس جس کو جس جس سے محبت تھی وہاں ان کا ساتھ نصیب ہوگا، اور وہ سب اس ساتھ پر بہت خوش ہوں گے۔ دلائل

**الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ (٦٧) يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ (٦٨)( سورہ الزخرف)۔** بند

بند.

**عقیدہ:** **فرشتوں کی دعائیں:** جنت میں اہل جنت سے فرشتے ملاقاتیں کریں گے اور انہیں دعائیں دیں گے۔ تشریح

فرشتے جنت میں اہل جنت سے ملاقات کیا کریں گے ، اور اور ان کو سلامتی کی دعائیں دیں گے اور جنت کی نعمتوں پر مبارک باد دیں گے۔(القرآن) احادیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ فرشتے اہل جنت کی رہائش گاہوں پر حاضر ہو کر ان کے خادمین سے داخلے کی اجازت طلب کریں گے اور جب انہیں اجازت ملے گی تو ان کے لئے دروازے کھولا جائے گا وہ آئیں گے اور انہیں سلام کرکے لوٹ جائیں گے۔ دلائل

**وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ (٢٣) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (٢٤) (الرعد)۔** بند

بند.

**عقیدہ:** اہل جنت کو خود اللہ تعالیٰ کی جانب سے سلامتی کا پروانہ دیا جائے گا۔ تشریح

**اللہ تعالیٰ کا سلام اہل جنت کے نام:** اہل جنت کو اللہ تعالیٰ سلام کریں گے۔ (القرآن)۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اہل جنت نعمتوں میں ہوں گے کہ ایک موقع پر انہیں اپنے اوپر نور کی ایک چمک دکھائی دے گی، وہ اپنے سروں کو اٹھائیں گے، وہاں وہ اپنے رب کو پائیں گے، اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے السلام علیکم یا أهل الجنة آیت مبارکہ سَلامٌ قَوْلا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ میں اسی کا ذکر ہے۔ دلائل

**سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ (٥٨) (يس)۔عن جابر بن عبد الله، رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "بينا أهل الجنة في نعيمهم، إذ سطع لهم نور، فرفعوا رؤوسهم، فإذا الرب تعالى قد أشرف عليهم من فوقهم، فقال: السلام عليكم يا أهل الجنة. فذلك قوله: { سَلامٌ قَوْلا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ } . قال: "فينظر إليهم وينظرون إليه، فلا يلتفتون إلى شيء من النعيم ما داموا ينظرون إليه، حتى يحتجب عنهم، ويبقى نوره وبركته عليهم وفي ديارهم". (سنن ابن ماجہ)** بند

بند.

**عقیدہ:** جنت کی نعمتوں میں سب سے عظیم اور اہم ترین نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا، جس سے اللہ تعالیٰ تمام اہل جنت کو نوازیں گے، اور بعض اہل جنت اس نعمت سے بار بار مشرف ہوں گے۔ تشریح

**رؤیت باری تعالیٰ پر ایمان:** قیامت کے دن اہل جنت کو اللہ تعالیٰ اپنے دیدار سے نوازیں گے۔ اور جنت میں بھی اللہ تعالیٰ اہل جنت کو اپنے دیدار کا شرف عطا فرماتے رہیں گے۔ اہل جنت

نے جو کچھ نیکیاں کی ہوں گی اس کی جزاء انہیں دیگر نعمتوں کی شکل میں ملے گی لیکن اللہ کا دیدار ایک اضافی اور سب سے بڑی نعمت ہوگی ۔ دیدار باری تعالیٰ کی نعمت سے غیر مؤمنین محروم رہیں گے(القرآن)

حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے ، اللہ تعالیٰ اہل جنت سے سوال کریں گے : کیا تمہیں کچھ اور بھی چاہئے؟ اہل جنت کہیں گے : ائے اللہ ! آپ نے ہمارے چہروں پر عزت ،نعمت اور کامیابی کی روشنی بکھیر دی ہے، ہمیں جنت میں داخل کردیا، اور ہمیں جہنم سے نجات دے دی ہے اس سے زیادہ ہمیں کیا چاہئے؟ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حجاب کو ختم کردیں گے، اور اہل جنت کو اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں گے، اور یہ ایسی لذت والی نعمت ہوگی کہ اس کے مقابلہ میں انہیں کوئی اور نعمت محبوب نہیں ہوگی ۔

ہر مؤمن جنت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے کم از کم ایک مرتبہ ضرور مشرف ہوگا، جبکہ درجے کے اعتبار سے افضل مؤمنین دن میں دو بار اللہ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔

رؤیت باری تعالیٰ کا ثبوت قرآن کی قطعی آیات سے اور قطعی متواتر احادیث سے ہے، اس لئے اس پر ایمان لازمی ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ دلائل

**لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝ (الانعام:١٠٣) :١٠٣) لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ ۝ (یونس:٢٦) :٢١) وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ۝ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ (القیامہ:٢٢،٢٣) عَنْ صُهَيْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، قَالَ: يَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا؟ أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ، وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ، فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا**

أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَـــرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَـــزَّ وَجَـــلَّ (صحيح مسلم:١/١٠٠) ذهب أهـل السـنة إلى أن اللـه تعـالى يجـوز أن يـرى وأن المؤمـنين في الجنـــة يرونـــه منزهـــا عن المقابلـــة والجهـــة والمكان (شرح المقاصد:٣/١٣٤)

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ [ يونس : ٢٦ ] وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ (١٠) الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَـوْمِ الدِّينِ (١١) وَمَا يُكَذِّبُ بِـهِ إِلَّا كُـلُّ مُعْتَـدٍ أَثِيمٍ (١٢) إِذَا تُتْلَى عَلَيْـهِ آيَاتُنَـا قَـالَ أَسَـاطِيرُ الْأَوَّلِينَ (١٣) كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَـانُوا يَكْسِـبُونَ (١٤) كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُـــــــــونَ (١٥) (المطففين )

عَنْ صُـــهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ -صـــلى اللـــه عليـــه وسلم- قَالَ « إِذَا دَخَلَ أَهْـلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ - قَـالَ - يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَـالَى تُرِيـدُونَ شَـيْئًا أَزِيـدُكُمْ فَيَقُولُـــونَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَـــا أَلَمْ تُـــدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَـا مِنَ النَّارِ - قَـالَ - فَيَكْشِـفُ الْحِجَـابَ فَمَـا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَـزَّ وَجَلَّ ». (صحيح مسلم)

وقد ثبتت رؤية المؤمنين لله عـز وجـل في الـدار الآخـرة في الأحـاديث الصـحاح، من طـرق متـواترة عنـد أئمـة الحـديث، لا يمكن دفعهـا ولا منعها؛ لحديث أبي سـعيد وأبي هريـرة -ومـا في الصحيحين-: أن ناسا قالوا: يا رسـول اللـه، هـل نرى ربنا يوم القيامة؟ فقال: "هل تُضَـارُّون في رؤيـة الشـمس والقمـر ليس دونهمـا سَـحَاب؟" قالوا: لا. قال: "فإنكم تَرَون ربكم كـذلك". وفي الصحيحين عن جرير قال: نظر رسول الله صلى

الله عليه وسلم إلى القمر ليلة البدر فقال: "إنكم تَرَون ربكم كما ترون هذا القمر، فإن استطعتم ألا تُغلَبوا على صلاة قبل طلوع الشمس ولا قبلغروبها فافعلوا" (التفسير القرآن العظيم: لابن كثير:٨/٢٧٩،٢٨٠)

عَنْ أَبِى سَعِيدٍ الْخُدْرِىِّ - رضى الله عنه - أَنَّ أُنَاسًا فِى زَمَنِ النَّبِىِّ - صلى الله عليه وسلم - قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ، هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ النَّبِىُّ - صلى الله عليه وسلم - « نَعَمْ ، هَلْ تُضَارُّونَ فِى رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيرَةِ ، ضَوْءٌ لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ » . قَالُوا لاَ . قَالَ « وَهَلْ تُضَارُّونَ فِى رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، ضَوْءٌ لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ » . قَالُوا لاَ . قَالَ النَّبِىُّ - صلى الله عليه وسلم - « مَا تُضَارُّونَ فِى رُؤْيَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، إِلاَّ كَمَا تُضَارُّونَ فِى رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا.عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ نَاسٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ « هَلْ تُضَارُّونَ فِى رُؤْيَةِ الشَّمْسِ فِى الظَّهِيرَةِ لَيْسَتْ فِى سَحَابَةٍ ». قَالُوا لاَ. قَالَ « هَلْ تُضَارُّونَ فِى رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ فِى سَحَابَةٍ ». قَالُوا لاَ. قَالَ « وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لاَ تُضَارُّونَ فِى رُؤْيَتِهِ إِلاَّ كَمَا تُضَارُّونَ فِى رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا ».

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن أدنى أهل الجنة منزلة لينظر في ملكه ألفي سنة، يرى أقصاه كما يرى أدناه، ينظر إلى أزواجه وخدمه. وإن أفضلهم منزلة لينظر إلى وجه الله كل يوم مرتين". (مسند احمد)

پند.

**عقیدہ:** اہل جنت کو اللہ تعالیٰ باعلان اپنی رضا سے مطلع کریں گے کہ اب کبھی اللہ ان سے ناراض نہیں ہو گا۔ تشریح

**اللہ کی رضا کا مژدہ:** اہل جنت جنہوں نے دنیا میں اللہ کے احکام کی تعمیل کی اوراپنی زندگی کو خالص اسی کے حکم کے مطابق گذارا اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کو اپنی رضا کا مژدہ سنا دیا تھا، اور یہ اعلان کردیا تھا کہ اللہ ان سے راضی ہیں اور وہ اللہ سے راضی ہیں، پھر اللہ تعالیٰ حشر کے میدان میں بھی اہل جنت سے خطاب کرکے فرمائیں گے، اے نفس مطمئنہ چل اپنے رب کی جانب لوٹ چل، اس حال میں کہ تو اللہ سے راضی اور اللہ تجھ سے راضی، میرے بندوں میں داخل ہو جا اور جنت میں داخل ہوجا۔(یہ مخصوص بندوں سے خطاب ہوگا)، پھر اللہ تعالیٰ جنت میں تمام اہل جنت کو ساری نعمتوں کو دینے کے بعد اعلان فرمائے گا کہ اللہ ان سے راضی ہے اوریہ اہل جنت کےلئے سب سے بڑی بات ہوگی۔ (القرآن) دلائل

**قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ ذَلِكُمْ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ (١٥)( آل عمران)۔وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (٧٢) (التوبہ)۔وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (١٠٠) (التوبہ)۔يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (٢٧) ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً (٢٨) فَادْخُلِي**

فِي عِبَادِي (٢٩) وَادْخُلِي جَنَّتِي (٣٠) (الفجـر) لَا
تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُـوَادُّونَ مَنْ
حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَـاءَهُمْ أَوْ
إِخْـوَانَهُمْ أَوْ عَشِـيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُـوبِهِمُ
الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُـدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْـرِي
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَـا رَضِـيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ (٢٢) (المجـادلہ) جَـزَاؤُهُمْ عِنْـدَ رَبِّهِمْ
جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَـا
أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ
رَبَّهُ (٨)( البینہ) بند

بند.

**عقیدہ:** اہل جنت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کی حمد و شکر بجالائیں گے۔ تشریح

**اہل جنت کی شکر گذاری:** اہل جنت کی زبان پر ہمیشہ اللہ کی تسبیح ہوگی، جنت کی نعمتوں کو برتتے ہوئے ان کی زبان اللہ کی پاکی بیان کرتی رہے گی، اور وہ آپس میں جب بھی ملیں گے ایک دوسرے پر اللہ کی سلامتی کی دعائیں دیں گے، اور ہمیشہ ان کی زبان پر اللہ رب العزت کی تعریف اور اس کی شکر گذاری ہوگا جس نے انہیں دنیا و آخرت میں کامیاب کیا اور اپنی جنت اور اپنی نعمتوں سے نوازا اور اپنی رضا کا پروانہ عطا کیا الحمد للہ رب العلمین دلائل

دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَـا
سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (
١٠) (یونس) بند

.

**حرط سکوک ںؤازس ی ک اس اور منج م**
**مانیں اس س متعلق احکام و عقائد**

**فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ (هود:۱۰۶) فكل واحدة من الجنة والنار حق ثابت في الكتاب والسنة وإجماع الأمة ، وكل ما هو كذلك فالإيمان به واجب ، واعتقاد وجوده حق لازب ، والمراد من الجنة دار الثواب ، ومن النار دار العقاب (شرح عقيد سفاريني ۲:۲۱۹) و الجن حق و النار حق لأن الآيات و الاحاديث فى شانهما اشهر من ان يخفى و اكثر من ان يحصى (نبراس:۲۱۹)-و الجن حق و النار حق لأن الآيات و الاحاديث فى شانهما اشهر من ان يخفى و اكثر من ان يحصى الاحصار ..... تمسك المنكرون هم الفلاسف زعموا ان كل ما**

**جاء فی النصوص من ذکر الجنۃ و النار فھو ماؤل باللذۃ و الالم العارضین للروح من تصور کمالاتھا و نقصاناتھا ھذا التاویل یکفرھم لانہ کانکار النصوص ۔(نبراس:۲۱۹)۔**

مزید

جہنم میں مختلف قسم کا عذاب ہوگا، جو عذاب قرآن مجید یا طریقِ متواتر سے ثابت ہے، اس پر ایمان لانا فرض ہے، ان میں سے کسی ایک عذاب کا انکار کرنے یا اس میں شک کرنے سے آدمی دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ جہنم کے جو عذابات و سزاء خبرِ واحد سے ثابت ہیں ان پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، تاہم ان میں سے کسی کا انکار کرنے سے آدمی دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ تشریح

جو چیزیں قرآن کریم یا حدیثِ متواتر سے ثابت ہیں وہ یہ ہیں مثلاً جہنم میں آگ کا عذاب ہوگا، آگ کا لباس ہوگا، جہنمیوں کے سروں پر کھولتا ہوا گرم پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کے پیٹ اور کھالیں جھلس جائیں گی، وہ سخت عذاب کی وجہ سے جہنم سے نکلنا چاہیں گے مگر نہیں نکل سکیں گے، مرنا چاہیں گے لیکن مر بھی نہیں سکیں گے، پینے کے لئے پیپ اور سینڈھ ہوگی، جہنمی جسے گھونٹ گھونٹ کرکے پئے گا، مگر پی نہیں سکے گا، ہر طرف موت کا سامان ہوگا مگر موت نہیں آئے گی، گلے میں طوق پہناکر زنجیروں میں جکڑا جائے گا، کھانے کے لئے زخموں کا دھوون ہوگا، جہنمیوں کے چہروں کو آگ میں

الٹا پلٹا جائے گا، جہنم میں کافر و منافق سب جمع ہوں
گے، جہنمیوں کے مال و متاع کو جہنم کی آگ میں پگھلا کر
ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائے گا، جہنم
میں گرمی کا عذاب الگ ہوگا اور سردی کا عذاب الگ
ہوگا، جنوں اور انسانوں سے جہنم کو بھرا جائے گا، جہنم
ایک بُرا اور بدترین ٹھکانہ ہوگا، جہنمیوں کو جہنم میں
ذلیل و خوار کرکے داخل کیا جائے گا، جہنم کے دروازے بند
ہوں گے، جہنمیوں کے آنے پر کھولے جائیں گے، جیسے جیل کا
دروازہ قیدیوں کے آنے پر کھلتا ہے، جہنم کے ساتھ دروازے
ہیں، جہنم کی آگ جب کبھی ہلکی ہوگی اُسے اور بھڑکادیا
جائے گا، جہنمی جہنم میں نہ تو زندوں جیسا ہوگا اور نہ
ہی مُردوں جیسا، جہنم میں مشرکوں کے ساتھ ان کے
معبودانِ باطلہ کو بھی ڈالا جائے گا، کافر لوگ جہنم کی آگ
کے لئے بطور ایندھن بھی ہوں گے، منافقین جہنم کے نچلے
درجے میں ہوں گے، جہنم میں عذاب کی وجہ سے کافروں
کے خوب چیخ و پکار ہوگی، جہنمیوں کے جسم پر گندھک کا
لباس ہوگا، جہنمیوں کو اوندھے منہ جہنم میں ڈالا جائے گا
اور ان کے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہوگی، جہنمیوں کے اوپر
بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور نیچے بھی آگ کے سائبان
ہوں گے، ایسا کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا جس سے
ہونٹ جھلس جائیں گے اور آنتیں کٹ جائیں گی، جہنم کی
آگ اس قدر شدید ہوگی کے دل پر براہِ راست اثر کرے گی
ان پر اور ان کے علاوہ دیگر ان عذابوں پر ایمان لانا
اور ان پر یقین کرنا فرض ہے جو بطریق تواتر ثابت
ہیں دلائل

وَاتَّقُـوا النَّارَ الَّتِي أُعِـدَّتْ لِلْكَـافِرِينَ۝ (اٰل عمـران:۱۳۱) وَالَّذِينَ كَفَـرُوا لَهُمْ نَـارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَى عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُـوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا كَذَلِكَ نَجْـزِي كُـلَّ كَفُـورٍ۝ (فـاطر:۳۶) هَـذَانِ خَصْـمَانِ اخْتَصَـمُوا فِي رَبِّهِمْ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَـابٌ مِنْ نَارٍ۝ (الحج:۱۹) يُصَـبُّ مِنْ فَـوْقِ رُءُوسِـهِمُ الْحَمِيمُ۝ يُصْـهَرُ بِـهِ مَـا فِي بُطُـونِهِمْ وَالْجُلُـودُ۝ (الحج:۱۹،۲۰) كُلَّمَـا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَـا وَذُوقُـوا عَذَابَ الْحَرِيقِ۝ (الحج:۲۲) وَإِذَا أُلْقُـوا مِنْهَـا مَكَانًا ضَيِّقًا مُقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُـورًا ۝ لَا تَـدْعُوا الْيَـوْمَ ثُبُـورًا وَاحِـدًا وَادْعُـوا ثُبُـورًا كَثِيرًا۝ (الفرقـان:۱۳،۱۴) وَنَـادَوْا يَـا مَالِـكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَـا رَبُّكَ قَـالَ إِنَّكُمْ مَـاكِثُونَ۝ (الزخـرف:۷۷) مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْـقَى مِنْ مَـاءٍ صَـدِيدٍ۝ يَتَجَرَّعُـهُ وَلَا يَكَـادُ يُسِـيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَـا هُـوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ۝ (ابـرا۝يم:۱۶،۱۷) ثُمَّ لَا يَمُـوتُ فِيهَـا وَلَا يَحْيَى۝ (الاعلیٰ:۱۳) هَـذَا فَلْيَـذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّـاقٌ۝ (صٓ:۵۷) وَقُـلِ الْحَـقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَـاءَ فَلْيُـؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَـارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُـرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْـتَغِيثُوا يُغَـاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّـرَابُ

وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا (الكهف:۲۹) وَيَأْتِيهِ
الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ
وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ (ابراہیم:۱۷) إِذِ
الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ
يُسْحَبُونَ (غافر:۷۱) خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ثُمَّ
الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا
سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ (الحاقہ:۳۰۔۳۲)
وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا
الْخَاطِئُونَ (الحاقہ:۳۶۔۳۷) يَوْمَ تُقَلَّبُ
وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا
اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا (الاحزاب:۶۶) يَوْمَ
يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا
مَسَّ سَقَرَ (القمر:۴۸) تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ
النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ (المؤمنون:۱۰۴)
إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي
جَهَنَّمَ جَمِيعًا (النساء:۱۴۰) يَوْمَ يُحْمَى
عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ
وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ
لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ
(التوبہ:۳۵) قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ
كَانُوا يَفْقَهُونَ (التوبہ:۸۱) وَلَكِنْ حَقَّ
الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (السجدہ:۱۳) الَّذِينَ
يُحْشَرُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ إِلَى جَهَنَّمَ أُولَئِكَ
شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا (الفرقان:۳۴)

أُولَئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ
وَبِئْسَ الْمِهَادُ (الرعد:١٨) وَقَالَ رَبُّكُمُ
ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ
عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ
(غافر:٦٠) ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا
مَذْمُومًا مَدْحُورًا (الاسراء:١٨) وَسِيقَ
الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتَّى إِذَا
جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا (الزمر:٧١) لَهَا
سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ
(الحجر:٤٤) مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ
زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا (الاسراء:٩٧) ثُمَّ لَا يَمُوتُ
فِيهَا وَلَا يَحْيَى (الاعلیٰ:١٣) وَبُرِّزَتِ
الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ
تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ
يَنْتَصِرُونَ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ
(الشعراء:٩١۔٩٤) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ
تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ
شَيْئًا وَأُولَئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ (اٰل عمران:
١٠) فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ
وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ (البقرہ:٢٤)
إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ
جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ (الانبياء:٩٨) إِنَّ
الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ
وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا (النساء:١٤٥) بَشِّرِ
الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (النساء:

**١٣٨) فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ (هود:١٠٦) إِذَا رَأَتْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا (الفرقان:١٢) سَرَابِيلُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ وَتَغْشَى وُجُوهَهُمُ النَّارُ (ابراهيم:٥٠) يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ (القمر:٤٨) إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا (الكهف:٢٩) يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (العنكبوت:٥٥) كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ (الدخان:٤٥،٤٦) وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ (محمد:١٥) نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ (6) الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ (الهمز:٦،٧) و فيها ان ما اخبر اللہ تعالیٰ من ...... الزقوم و الحميم و السلاسل و الاغلال لاهل النار حق خلافا للباطنية، و العدول عن ظواهر النصوص الحاد (شرح فقہ اكبر:١٣٣) ولا يكفر منكر خبر الأحاد فى الاصح (شرح عقيدہ سفارينيہ:١:١٩) بند**

بند.

جنت کی طرح جہنم بھی پیدا کی جاچکی ہے اور اس وقت

موجود ہیں؟ تشریح

جہنم اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے اور پیدا کردی گئی ہے، چنانچہ اس وقت جہنم موجود ہے، معراج کی رات آپ ﷺ کو مجرمین کو جہنم میں دئیے جانے والے عذاب کا بھی مشاہدہ کرایا گیا، جس کے احوال نبی ﷺ نے اپنے صحابہ سے بیان بھی کئے ہیں۔

جہنم کے پیدا کردئیے جانے اور موجود ہونے پر نصوص قطعی درجے کے ہیں اس لئے اس پر ایمان لانا لازم ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ دلائل

**فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ (٢٤)( البقرۃ)۔وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ (١٣١) آل عمران، وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ۔ (الشعراء:٩١) وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ۔ (اٰل عمران: ١٣١) فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ۔ (البقرۃ:٢٤) و الجنۃ و النار مخلوقتان اليوم، أی موجودتان الآن قبل يوم القيامۃ۔ (شرح فقہ اکبر:٩٨)۔وقد وردت أحاديث كثيرة في ذلك منها: "تحاجت الجنة والنار" ومنها: "استأذنت النار ربها فقالت: رب أكل بعضي بعضًا فأذن لها بنفسين نفس في الشتاء ونفس في الصيف"، وحديث ابن مسعود سمعنا وجبة فقلنا ما هذه؟**

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "هذا حجر ألقي به من شفير جهنم منذ سبعين سنة الآن وصل إلى قعرها" وهو عند مسلم (٥) وحديث صلاة الكسوف وليلة الإسراء وغير ذلك من الأحاديث المتواترة في هذا المعنى. (التفسير القرآن العظيم:١/٢٠٢)قوله تعالى : { أعدت للكافرين } ظاهره أن غير الكافرين لا يدخلها وليس كذلك بدليل ما ذكروه في غير موضع من الوعيد للمذنبين وبالأحاديث الثابتة في الشفاعة على ما يأتي وفيه دليل على ما يقوله أهل الحق من أن النار موجودة مخلوقة خلافا للمبتدعة في قولهم : إنها لم تخلق حتى الآن وهو القول الذي سقط فيه القاضي منذر بن سعيد البلوطي الأندلسي روى مسلم [ عن ابي هريرة قال : كنا مع رسول الله صلى الله عليه و سلم إذ سمع وجبة فقال النبي صلى الله عليه و سلم : تدرون ما هذا قال قلنا : الله ورسوله أعلم قال : هذا حجر رمي به في النار منذ سبعين خريفا فهو يهوي في النار الآن حتى انتهى إلى قعرها ] وروى البخاري عن ابي هريرة قال : [ قال رسول الله صلى الله عليه و سلم :

**احتجت النار والجنة فقالت هذه : يدخلني الجبارون والمتكبرون وقالت هذه : يدخلني الضعفاء والمساكين فقال الله عز و جل لهذه أنت عذابي أعذب بك من أشاء وقال لهذه أنت رحمتي أرحم بك من أشاء ولكل واحدة منكما ملؤها ] وأخرجه مسلم بمعناه يقال : احتجت بمعنى تحتج للحديث المتقدم حديث ابن مسعود ولأن النبي صلى الله عليه و سلم قد أريهما في صلاة الكسوف ورآهما أيضا في إسرائه ودخل الجنة فلا معنى لما خالف ذلك وبالله التوفيق (التفسير القرآن العظيم:١/٢٧٦)** بند

بند.

بد جہنم میں اہل جہنم قیامت کے بعد ہی داخل ہوں گے، اس سے پہلے برزخ کا عذاب ہوگا۔

**قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ۝ (الزمر:٧٢) النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ۝ (غافر:٤٦) وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ۝ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ۝ (الانفطار:١٤۔١٦)** بند

بد جہنم ہمیشہ ہمیشہ رہے گی اور کفارو مشرکین اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ جہنم مؤمنوں کاٹھکانہ نہیں ہے۔ تشریح

اللہ تعالیٰ نے جہنم کو بہت سخت اور بری جگہ بنایا
ہے، لیکن وہاں بھیجنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہر
ذریعے سے اس تک پہنچنے سے خبردار کیا ہے، اور جہنم کے
عذاب کی سختیوں کو اپنے پیغمبروں کے ذریعے کھول کھول
کر بیان کیا ہے، لیکن جب انسان اپنی سرکشی میں ان
تنبیہات کو نظر انداز کرتا ہے اور آخرت کا انکار کرکے اور نا
فرمانیاں کرکے خود کو جہنم کا مستحق بناتا ہے تو پھر اللہ
تعالیٰ پر کیا الزام جبکہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کی یہ ساری
سختیاں یہیں دنیا میں ظاہر کردی ہیں، اور کونسے کرتوت
ان سزاؤں کا مستحق بنائیں گے ان کو بھی واضح کردیا ہے،
اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بندوں پر ہر طرح اتمام حجت
کردیا ہے، پھر جو مجرم نہیں ہے اس کو اللہ جہنم میں
نہیں جھونکیں گے، اور ایسے کو جہنم میں جھونک کر اللہ
کو کیا ملے گا ، لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ
مجرمین اور فرماں برداروں کے ساتھ یکساں معاملہ کرے،
چنانچہ مجرموں کو جہنم میں جھونکا جانا اور ان کے برے
اعمال کے نتیجے میں عذاب میں مبتلا کیا جانا خود اللہ کے
عدل و انصاف کا تقاضہ ، اور جو کچھ ہوگا وہ خود انسان کے
اعمال کا وبال ہوگا، جس پر اللہ نے ہر طرح تنبیہ کرکے
اتمام حجت کردیا ہے۔

جہنم کافروں ،مشرکوں اور منافقوں کےلئے پیدا کی
گئی ہے ، جہنم کے اصل مستحق وہی ہیں ہ شیطان کے وہ
تمام گرگے جنہوں نے ہر طرح کی تنبیہ کے باوجود اللہ کی
نافرمانی کرکے شیطان کی پیروی کی اور اسی کی طرح
سرکشی کی راہ اختیار کی ان کے بارے میں اللہ تبارک و

تعالیٰ نے طے کیا ہے کہ وہ ان سب سے خواہ وہ انسان ہوں یا جن جہنم کو بھردے گا۔(القرآن)

فاسق و فاجر اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والے مؤمن بھی اپنے گناہوں کی پاداش میں جہنم میں ڈالے جائیں گے، اللہ تعالیٰ کی کسی بھی نافرمانی کا راستہ جہنم کی جانب جاتا ہے، ہر سرکش، خیر میں رکاوٹ بننے والا، اپنی حد سے آگے بڑھنے والا اور بدلے کے دن میں شک کرنے والا سب جہنم رسید ہوں گے۔اگر توبہ کرلی جائے تو اس کو خلاصی مل سکتی ہے۔ (القرآن)

یا پھر جہنم میں تو وہ جائے گا البتہ آپ ﷺ، یا دیگر انبیاء ملائکہ اور مؤمنین کی شفاعت سے بھی اسے جہنم سے خلاصی مل سکتی ، اور پھر جہنم میں صرف کافر مشرک اور منافق باقی رہ جائیں گے، اور وہاں سے انہیں کبھی چھٹکارہ نہیں ملے گا۔

(۱)جہنم در حقیقت کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے)
۲)البتہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب بھی جہنم میں جائیں گے )
۳) اور پھر شفاعت کے ذریعے یا اپنی سزاء مکمل کرکے انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردیا جائے گا ان تمام امور پر نصوص قطعی اور یقینی درجے کے موجود ہیں ، اس لئے ان دونوں باتوں پر ایمان لازم ہے اور ان کا انکار کرنا کفر ہے۔

جہنم ابدی ہے اور اہل جہنم اس میں ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے قطعی اور یقینی نصوص قرآن و احادیث دونوں سے ثابت ہے، قرآن مجید نے جہنم کا

’’خلود‘‘ اور اس کا ’’ابدی‘‘ ہونا بار بار ذکر کیا ہے، اس لئے اس پر ایمان فرض ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ دلائل

**وَالَّذِينَ كَفَـرُوا وَكَـذَّبُوا بِآيَاتِنَـا أُولَئِكَ أَصْـحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَـا خَالِـدُونَ (٣٩) البقرہ بَلَى مَنْ كَسَبَ سَـيِّئَةً وَأَحَـاطَتْ بِـهِ خَطِيئَتُـهُ فَأُولَئِكَ أَصْـحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَـا خَالِـدُونَ (٨١) البقـرہ إِنَّ الَّذِينَ كَفَـرُوا وَمَـاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَـةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَـةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (١٦١) خَالِـدِينَ فِيهَـا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَـذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَـرُونَ (١٦٢) البقـرہ وَمَنْ يَرْتَـدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُـوَ كَـافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَـالُهُمْ فِي الـدُّنْيَا وَالْآخِـرَةِ وَأُولَئِكَ أَصْـحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَـا خَالِـدُونَ (٢١٧) البقرہ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُـونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَـاتِ أُولَئِكَ أَصْـحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَـا خَالِـدُونَ (٢٥٧) البقرہ أُولَئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَـةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (٨٧) خَالِـدِينَ فِيهَـا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَـذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ (٨٨) آل عمران إِنَّ الَّذِينَ كَفَـرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْـوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَـيْئًا وَأُولَئِكَ أَصْـحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَـا خَالِدُونَ (١١٦) آل عمران إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَـدُّوا عَنْ سَـبِيلِ اللَّهِ قَـدْ ضَـلُّوا ضَـلَالًا**

بَعِيـدًا (١٦٧) إِنَّ الَّذِينَ كَفَـرُوا وَظَلَمُـوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًـا ( ١٦٨) إِلَّا طَرِيـقَ جَهَنَّمَ خَالِـدِينَ فِيهَـا أَبَـدًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا (١٦٩) النسـاء مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَـاجِدَ اللَّهِ شَـاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِـهِمْ بِـالْكُفْرِ أُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَـالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِـدُونَ ( ١٧) التـوب وَعَـدَ اللَّهُ الْمُنَـافِقِينَ وَالْمُنَافِقَـاتِ وَالْكُفَّارَ نَـارَ جَهَنَّمَ خَالِـدِينَ فِيهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ (٦٨) التوب وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَـا وَتَـرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَـا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (٢٧) يـونس وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُـهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِـرُوا أَنْفُسَـهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِـدُونَ (١٠٣) تَلْفَحُ وُجُـوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ (١٠٤) المؤمنـون إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَـدَّ لَهُمْ سَـعِيرًا ( ٦٤) خَالِـدِينَ فِيهَـا أَبَـدًا لَا يَجِـدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (٦٥) يَـوْمَ تُقَلَّبُ وُجُـوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا (٦٦) الأحـزاب إِنَّ الْمُجْـرِمِينَ فِي عَـذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ (٧٤) لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُـونَ (٧٥) وَمَـا ظَلَمْنَـاهُمْ وَلَكِنْ كَـانُوا

هُمُ الظَّالِمِينَ (٧٦)الزخــرف﴿فَيَجْعَلَــهُ فِي جَهَنَّمَ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (٣٧) الأنفـال﴿ ذَلِـكَ بِـأَنَّهُمُ اسْـتَحَبُّوا الْحَيَـاةَ الـدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ( ١٠٧) أُولَئِكَ الَّذِينَ طَبَـعَ اللَّهُ عَلَى قُلُـوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْغَـافِلُونَ (١٠٨) لَا جَـــــرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِـــــرَةِ هُمُ الْخَاسِــرُونَ (١٠٩) النحــل﴿وَالَّذِينَ آمَنُــوا بِالْبَاطِــــــلِ وَكَفَـــــــرُوا بِاللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (٥٢) العنكبـوت﴿وَالَّذِينَ كَفَـرُوا بِآيَـــاتِ اللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِـــرُونَ (٦٣) الزمـــر﴿إِنَّ الْخَاسِـــرِينَ الَّذِينَ خَسِـــرُوا أَنْفُسَــــهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَــوْمَ الْقِيَامَــةِ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُقِيمٍ (٤٥) وَمَـا كَـانَ لَهُمْ مِنْ أَوْلِيَــاءَ يَنْصُــرُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَنْ يُضْـلِلِ اللَّهُ فَمَـا لَـهُ مِنْ سَـبِيلٍ (٤٦) الشورى﴿يُرِيدُونَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَـا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَـذَابٌ مُقِيمٌ (٣٧) المائد﴿﴿مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَــكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَـانَ اللَّهُ شَــاكِرًا عَلِيمًــا (١٤٧) ( النساء)﴿أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَـالْمُجْرِمِينَ (٣٥) مَـا لَكُمْ كَيْـفَ تَحْكُمُـونَ (٣٦) القلم﴿ فَكَيْــفَ إِذَا جَمَعْنَــاهُمْ لِيَــوْمٍ لَا رَيْبَ فِيــهِ وَوُفِّيَتْ كُــلُّ نَفْسٍ مَــا كَسَـــبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُـونَ (٢٥)آل عمـران﴿وَكَـذَلِكَ أَوْحَيْنَـا

إِلَيْـكَ قُرْآنًـا عَرَبِيًّا لِتُنْـذِرَ أُمَّ الْقُـرَى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ فَرِيــقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيـــقٌ فِي السَّـــعِيرِ (٧) ( الشورى)قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَـا فَمَـا يَكُـونُ لَـــكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَـــا فَـــاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّـاغِرِينَ (١٣) قَـالَ أَنْظِـرْنِي إِلَى يَـوْمِ يُبْعَثُونَ (١٤) قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَـرِينَ (١٥) قَالَ فَبِمَا أَغْـوَيْتَنِي لَأَقْعُـدَنَّ لَهُمْ صِـرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ (١٦) ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَـمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَـاكِرِينَ (١٧) قَـالَ اخْـرُجْ مِنْهَــا مَــذْءُومًا مَــدْحُورًا لَمَنْ تَبِعَــكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ (١٨)
الأعراففَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِـدَّتْ لِلْكَـافِرِينَ (٢٤) البقـر  وَاتَّقُـوا النَّارَ الَّتِي أُعِـدَّتْ لِلْكَـافِرِينَ (١٣١) (آل عمـــران)أُولَئِكَ مَـــأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا (١٢١) النسـاءإِنَّ اللَّهَ جَـامِعُ الْمُنَـافِقِينَ وَالْكَـافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًـــا (١٤٠) النســـاءإِنَّ الَّذِينَ كَفَـــرُوا وَظَلَمُـــــوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِـــــرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْـدِيَهُمْ طَرِيقًـا (١٦٨) إِلَّا طَرِيــقَ جَهَنَّمَ خَالِـدِينَ فِيهَـا أَبَـدًا وَكَـانَ ذَلِـكَ عَلَى اللَّهِ يَسِـيرًا (١٦٩) النسـاءوَيُعَـذِّبَ الْمُنَـافِقِينَ وَالْمُنَافِقَــاتِ وَالْمُشْــرِكِينَ وَالْمُشْــرِكَاتِ

الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّـــــوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّـوْءِ وَغَضِـبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَـدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (٦) الفتح قَـالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُـونُ لَـكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَـا فَــاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّـــاغِرِينَ (١٣) قَـــالَ أَنْظِـرْنِي إِلَى يَـوْمِ يُبْعَثُـونَ (١٤) قَـالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَـرِينَ (١٥) قَـالَ فَبِمَـا أَغْـوَيْتَنِي لَأَقْعُـدَنَّ لَهُمْ صِـرَاطَكَ الْمُسْـتَقِيمَ (١٦) ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْـدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَـانِهِمْ وَعَنْ شَـمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِـدُ أَكْثَـرَهُمْ شَـاكِرِينَ (١٧) قَـالَ اخْـرُجْ مِنْهَـا مَـذْءُومًا مَــــدْحُورًا لَمَنْ تَبِعَـــكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ (١٨) الأعراف لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (١١٩) هـود إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُـوتُ فِيهَـا وَلَا يَحْيَى (٧٤) ط أَلْقِيَـا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ (٢٤) مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُرِيبٍ (٢٥) الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَـرَ فَأَلْقِيَـاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ (٢٦)ق إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُـؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَـاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُـوا فَلَهُمْ عَــذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَــذَابُ الْحَرِيــقِ (١٠) البروج قوله تعالى : { أعدت للكـافرين } ظاهره أن غير الكـافرين لا يـدخلها وليس كذلك بدليل ما ذكروه في غير موضــع من الوعيـد للمـذنبين وبالأحـاديث الثابتـة في

الشفاعة (التفسير القرآن العظيم:
١/٢٧٦)﴿يُرِيدُونَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا
هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ﴾
(المائدہ:٣٧)﴿وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي
الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ
وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ﴾
(هود:١٠٨) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنْ النَّارِ وَقَالَ
شُعْبَةُ أَخْرِجُوا مِنْ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنْ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ
شَعِيرَةً أَخْرِجُوا مِنْ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنْ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً
أَخْرِجُوا مِنْ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنْ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً﴿
(سنن ترمذی:٢□٥٤٠)﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي
وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ﴾
(البقرہ:٢٤) عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُوجِبَتَانِ فَقَالَ مَنْ مَاتَ
لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ
يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ(صحيح
مسلم:١□٦٦) ﴿فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي
النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ﴾ خَالِدِينَ
فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا
شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ﴾ (هود:

١٠٦،١٠٧) قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِـدِينَ فِيهَـا إِلَّا مَـــا شَـــــاءَ اللَّهُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ (الانعـام:١٢٨) و فى هـذا المقـام فوائـد مسـتطرق الاولىٰ تحـيرت الافهـام فى قـول تعـالىٰ فمنهم شـقى..... خالـدين فيهـــا مـــا دامت السـمٰوات و الارض الا ماشاء ربک ...... وَأَمَّا الَّذِينَ سُـعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِـدِينَ فِيهَـا مَـا دَامَتِ السَّـمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ و ذكر المفسـرون في وجهـــا احـــدها ان المســـتثنىٰ فى الموضـــعين فســاق الموحــدين ســعدوا بالايمـان و شـقوا بالعصـيان فيفـارقون الجن ايام عذابهم و التابيـد من مبلاً معين و هو دخول اهل الطاع الجن و التقسـيم لمنع الخلـو فلا يمتنـع اجتمـاع القسـمين، ثانيهمـــا ان المســـتثنىٰ مـــد تـــوقفهم للحســاب او لبثهم فى الــدنيا، ثالثهـا ان اهـل النـار يخرجـون من النـار احيانـا الى الزمهريـــر و اهـــل الجن ينعمـــون بمـــا يشغلهم عن الجن وهو الـرؤي، رابعهـا الا بمعنىٰ سوى و ليس ما دامت السـمٰوات و الارض كناي عن التاببيد بل المعنىٰ سـوى ماشـاء من الزيـاد الغـير المتنـاهي على مـد لقـاء السـمٰوات والارض (نـبراس: ٢٢٢) و قال الامام الاعظم رحم الل فى

**کتاب الوصیۃ: و الجنۃ و النار ..... ولا فناء لھما (شرح فقہ اکبر:۹۹)اجمع المسلمون علی جلود اھل الجنۃ فی الجنۃ و خلود الکفار فی النار (شرح المقاصد:۳۳۸۰)** بند

بند.

بند یہودیوں کا یہ نظریہ غلط ہے کہ ہم کچھ عرصہ کے لئے جہنم میں داخل ہوں گے پھر نکل جائیں گے۔

**وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ بَلَى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (البقرۃ:۸۰،۸۱) ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ (اٰل عمران:۲۴)** بند

بند اہلِ جنت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر نعمت و عطاء اس کا فضل و کرم ہوگا اور اہلِ جہنم کے لئے ہر عقوبت و سزاء اس کا عدل و انصاف ہوگا۔

**وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ فَضْلًا مِنْ رَبِّكَ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ (الدخان:۵۶،۵۷) لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ (الشوریٰ:۲۲) الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ**

وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ﴾ (فاطر:۳۵) إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (المائدہ:۱۱۸) وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ﴾ (اٰل عمران:۱۸۲) فَمَنْ شَاءَ مِنْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ فَضْلًا مِنْهُ، وَمَنْ شَاءَ مِنْهُمْ إِلَى النَّارِ عَدْلًا مِنْهُ﴾ (شرح عقیدہ طحاویہ:۴۳۱) مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: شرح المقاصد:۳/۳۷۴ سند

بد کافر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈالنا بالکل صحیح اور عدل و انصاف کے عین مطابق ہے۔ تشریح

اس لئے کہ یہ کوئی ضابطہ اور اصول نہیں کہ سزاء کا وقت جرم کے وقت سے زیادہ نہ ہو، قاتل صرف پانچ سیکنڈ میں فائر کرکے کسی کو قتل کردیتا ہے تو کیا اس کی سزاء بھی صرف پانچ سیکنڈ قید ہوتی ہے؟ اس کی سزاء عمر قید ہوتی ہے جو جرم کے وقت کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے، معلوم ہوا کہ سزاء کا وقت وقتِ جرم سے زیادہ ہونا عدل و انصاف کے منافی نہیں ہے۔

نیز کافر کی نیت ہمیشہ ہمیشہ کافر رہنے کی ہوتی ہے، جیسے مسلمان کی نیت ہمیشہ ہمیشہ مسلمان رہنے کی ہوتی ہے، مسلمان ہمیشہ ہمیشہ مسلمان رہنے کی نیت کی بناء پر ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہے گا اور کافر ہمیشہ ہمیشہ کافر رہنے کی نیت اور عزم کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا، کافر کو ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کرنا کوئی ظلم نہیں بلکہ عین عدل و انصاف ہے۔ دلائل

**أن المعصية متناهية زمانا وهو ظاهر وقدرا لما يوجد من معصية أشد منها فجزاؤها يجب أن يكون متناهيا تحقيقا لقاعدة العدل بخلاف الكفر فإنه لا يتناهى قدرا وإن تناهى زمانه وأما التمسك بأن الخلود في النار أشد العذاب وقد جعل جزاء لأشد الجنايات وهو الكفر□ (شرح المقاصد:۳□۳۸۲) و اما نفس الدخول فبالفضل المجرد حيث لا يجب علي□ شيئ و الخلود بالني□، كما ان دخول الكفار فى النار بمجرد العدل و الدركات، بحسب اختلاف مالهم من الحالات ، و الخلود باعتبار النيات□ (شرح فق□ اكبر:۱۵۶) مزيد تفصيل ك□ لئ□ ديكهيں: شرح المقاصد:۳□۳۸۰، ن□اي□ الاقدام للشهرستانى:۴۸۶، شرح المواقف:۸□۳۳۵□** بند

بند.

بند ج□نم مجرمین کو گھیر ر□ی □□□ تشریح

جو مجرمین دنیامیں حق بات قبول کرن□ ک□ بجائ□ آخرت اور ج□نم کی حقیقت کو مذاق میں اڑات□ ر□□ اور حق کی دعوت دین□ والوں ک□ ساتھ است□زاء کرت□ ر□□ ایس□ مجرموں کا ج□نم □ر طرف س□ احاط□ کرر□ی □□، قیامت ک□ روز ایس□ مجرموں کو من□ ک□ بل گھسیٹ کر

جہنم میں پھینکا جائے گا، اور جہنم ہر طرف سے ان کو ڈھانک لے گی، اوپر سے، نیچے سے، ان کے ہر طرف جہنم ہی جہنم ہوگی، جس سے بچ کر وہ کبھی نہیں نکل پائیں گے۔ دلائل

**لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ (٤١) الأعراف؛ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا (٨) الإسراء؛ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ (٥٤) يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (٥٥) العنكبوت** بند

بند.

**بد** جہنم ایک بدترین ٹھکانہ ہے۔ تشریح

جہنم ایک بدترین ٹھکانہ ہے، جہاں کی سزاؤں اور سختیوں کا محض بیان ہی اس درجہ ہولناک ہے کہ اس کو سن کر یا پڑھ کر ہوش اڑ جائیں اور پتہ پانی ہو جائے، خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جہنم برا ٹھکانہ ہے۔ (القرآن)

جہنم کی ہولناکی کا تصور اس سے کیا جا سکتا ہے کہ حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ وہ شخص جو دنیا میں ہمیشہ عیش و عشرت میں رہا ہو، اور کوئی معمولی قسم کی بھی تکلیف اور ناگوار چیز سے اس کا واسطہ نہ پڑا ہو حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہیں

گے کہ اس کو جہنم کی صرف جھلک دکھلا کر لاؤ، فرشتے جب اس کو جہنم کی جھلک دکھلا کر لائیں گے اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے : تو نے کبھی کوئی اچھائی اور عیش دیکھا ہے؟ اس شخص پر جہنم کی ایک جھلک کا ایسا اثر ہوگا کہ وہ صاف انکار کردے گا کہ کبھی اس نے کوئی سکون بھی دیکھا ہو۔

جہنم کی سختی کا یہ عالم ہے کہ خود جہنم نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی کہ اے اللہ میرے بعض حصوں نے بعض دوسرے حصوں کو کھالیا ہے، اللہ تعالیٰ نے پھر جہنم کو دو سانسوں کی اجازت دی جس سے خود جہنم کو اپنے آپ سے راحت ملی، ایک سانس وہ چھوڑتی ہے تو اس سے دنیا میں گرمیاں پھیلتی ہیں، اور ایک سانس کے اثر سے سردیاں پھیلتی ہیں۔

پھر دنیا میں گرمی کی شدت کا جو احساس ہوتا ہے وہ جہنم کی سانس کا نتیجہ ہے، یہاں تک کہ حدیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ بخار کا اثر تک انسان پر جہنم کی گرمی کا اثر ہے۔

جہنم اتنی بدترین جگہ ہے کہ نبی ﷺ اس سے پناہ مانگنے کی مستقل تعلیم فرماتے، اور فرماتے کہ جہنمیوں کے لئے تو تباہی ہی تباہی ہے۔ دلائل

**وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا (٦٥) إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا (٦٦) الفرقان۔**

**فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (٩٧) النساء۔وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (١١٥)**

النسـاء وَيُعَـذِّبَ الْمُنَـافِقِينَ وَالْمُنَافِقَـاتِ وَالْمُشْـــرِكِينَ وَالْمُشْـــرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّــوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّــوْءِ وَغَضِــبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَـــــــدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (٦) الفتح وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْـهُ الْعِــزَّةُ بِــالْإِثْمِ فَحَسْــبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَـادُ (٢٠٦) البقـر أَلَمْ تَـرَ إِلَى الَّذِينَ بَـــــدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْــــرًا وَأَحَلُّوا قَــوْمَهُمْ دَارَ الْبَــوَارِ (٢٨) جَهَنَّمَ يَصْــلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَـــــرَارُ (٢٩) ابـــــراهيم عَنْ أَبِىْ هُرَيْــرَةَ - رضــى اللــه عنــه - يَقُـولُ قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ - صـلى اللـه عليـه وسـلم - « اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَـا ، فَقَـالَتْ رَبِّ أَكَـلَ بَعْضِى بَعْضًا ، فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِى الشِّــتَاءِ وَنَفَسٍ فِى الصَّــيْفِ ، فَأَشَــدُّ مَــا تَجِـدُونَ فِى الْحَـرِّ ، وَأَشَـدُّ مَـا تَجِـدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ » . (صحيح البخارى)

عَنْ أَبِى سَعِيدٍ رضـى اللـه عنـه قَـالَ قَـالَ النَّبِىُّ - صـلى اللـه عليـه وسـلم - « أَبْـرِدُوا بِالصَّـلاَةِ فَـإِنَّ شِـدَّةَ الْحَـرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ » . (صـحيح البخـارى، و فى البـاب عن عبد الل بن عمر، و عن ابى ذر، و عن أبى هريـــر)عن عبـــد الـــرحمن بن أبي ليلى ، عن أبيه : أن رسول الله صلى الله عليـه وسـلم ذكـر النـار في صـلاة غـير

**مکتوبة فقال : « تعـوذوا باللـه من النـار . ویـل لأهـل النـار » (صـفۃ النـارلابن ابی الدنیا)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ - رضی اللـه عنهمـا - عَنِ النَّبِیِّ - صلی الله علیه وسلم - قَالَ « الْحُمَّى مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَـاءِ » . (صحیح البخاری ، و فی الباب عن عائشۃ، و عن ابن عبــاس ، و عن ابی هریــرۃ ، و عن رافــع بن خـــدیج)۔عَنْ أَبِی هُرَیْـــرَةَ - رضـی اللـه عنـه - أَنَّ رَسُـولَ اللَّهِ - صـلی الله علیه وسـلم - قَـالَ « نَـارُكُمْ جُـزْءٌ مِنْ سَـبْعِینَ جُـزْءًا مِنْ نَـارِ جَهَنَّمَ » . قِیـلَ یَـا رَسُــولَ اللَّهِ ، إِنْ كَـانَتْ لَكَافِیَـةً . قَـالَ « فُضِّلَتْ عَلَیْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّینَ جُزْءًا ، كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا » . (صحیح البخاری)**بند

بند.

بند جہنم کی وسعتیں اور گہرائیاں نا قابل بیان ہیں۔تشریح

جہنم کی وسـعتیں اور گہرائیـاں جب تمـام مجـرمین یعـنی مشــرک، کــافر اور منــافق جہنم میں جھونـک دئیــے جائیگے جن کی تعداد نا قابل بیان ہوگی ، اللہ تعالیٰ جہنم سے سوال کریں گے ، کیا تــو بھــر گــئی؟ جہنم جــواب دے گی اور لاؤ ۔ (القرآن)

حدیث پاک میں آیـا ہے کہ حشــر کے میـدان میں جہنم کو کھینچ کر لایا جائے گا، جہنم اتنی بـڑی ہوگی کی اس کــو ستر ہزار لگامیں لگی ہوں گی، اور ہر لگام کــو ســتر ہزار

فرشتے کھینچ رہے ہوں گے، گویا جہنم کو کھینچ کر لانے
والے فرشتوں کی تعداد چار (۴ )ارب نود (۹۰) لاکھ ہوگی۔
حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ جہنم اتنی گہری ہے
کہ ایک عظیم چٹان اوپری جانب سے جہنم میں لڑھکائی
جائے تو وہ ستر سال تک گرتی رہے گی تب بھی اس کی
تہہ تک نہیں پہنچ سکے گی۔
اسی طرح بعض جہنمیوں کے عذاب سے متعلق آپ ﷺ
نے فرمایا کہ: جہنم میں ایک آگ کا پہاڑ ’’صعود‘‘ نامی ہے،
جس پر کافر ستر سال تک چڑھتا رہے گا اور پھر گر پڑے گا،
اور پھر چڑھنا شروع کرے گا ایسے ہی ہمیشہ چلے گا۔ دلائل

**يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ (۳۰) ق ۔يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ (۵۴) العنكبوت۔عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا ». ( سنن الترمذى)۔عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « يَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَنْطِقُ يَقُولُ إِنِّى وُكِّلْتُ بِثَلاَثَةٍ بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَبِالْمُصَوِّرِينَ ». (سنن الترمذى)۔عَنِ النَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « إِنَّ**

**الصَّخْرَةَ الْعَظِيمَةَ لَتُلْقَى مِنْ شَفِيرِ جَهَنَّمَ فَتَهْوِى فِيهَا سَبْعِينَ عَامًا وَمَا تُفْضِى إِلَى قَرَارِهَا ». قَالَ وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ أَكْثِرُوا ذِكْرَ النَّارِ فَإِنَّ حَرَّهَا شَدِيدٌ وَإِنَّ قَعْرَهَا بَعِيدٌ وَإِنَّ مَقَامِعَهَا حَدِيدٌ. (سنن الترمذى) عَنْ أَبِى سَعِيدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « الصَّعُودُ جَبَلٌ مِنْ نَارٍ يُتَصَعَّدُ فِيهِ الْكَافِرُ سَبْعِينَ خَرِيفًا وَيَهْوِى فِيهِ كَذَلِكَ مِنْهُ أَبَدًا ».(سنن الترمذى)** بند

بند.

**بند** جہنم کے سات دروازے ہیں،ہر دروازے سے مختلف مجرمین کو داخل کیا جائے گا۔ تشریح

جہنم میں داخلے کی نوعیت: جہنم کے سات دروازے ہیں، اور ہردروازہ مختلف مجرمین کے لئے مختص ہوگا، اور جہنمیوں کو گروہ گروہ بنا کر جہنم کی جانب ہنکایا جائے گا، جب جہنمی جہنم کے دروازہ پر پہنچ جائیں گے جہنم کا دربان ان سے پوچھے گا کیا تمہارے پاس اللہ کے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں آج کے دن سے ڈراتے، وہ حسرت کے ساتھ اس کا اقرار کریں گے، لیکن وہاں تو کافروں کے لئے عذاب مقدر ہو چکا ہوگا، ان سے کہا جائے گا چلو جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، یہی تمہارا ہمیشہ کا ٹھکانہ ہے، اور متکبرین کا کیا ہی برا ٹھکانہ ہوگا ۔ جہنمیوں کو جب جہنم کی جانب ہانکا جائے گا وہ سخت پیاسے ہوں گے اور جو لوگ بہت سخت مجرم ہوں گے انہیں جہنم میں منہ کے بل گھسیٹ کر جمع کیا جائے گا (القرآن)۔

گروہ در گروہ جہنمی جب جہنم میں جھونکے جا رہے ہوں گے، ہر نئے آنے والوں کو کہا جائے گا : جنوں اور انسانوں کے ان نافرمان گروہوں کے ساتھ تم بھی شامل ہو جاؤ، اور جب بھی کوئی گروہ جہنم میں داخل ہوگا اس سے پہلے داخل ہوچکا پہلا گروہ ان پر لعنت بھیجے گا(القرآن)۔

بڑے مجرمین جہنم میں پہلے داخل کئے جائیں گے، اور جب سب جمع ہو جائیں گےتو بعد والے کہیں گے اے پروردگار انہیں لوگوں نے ہمیں بہکایا تھا انہیں دوگنا عذاب دیجئے، پہلے والے گروہ کہیں گے تمہیں ہم پر کوئی اونچا مقام یہاں حاصل نہیں ہوگا، چنانچہ سبھی کو ان کی کرنی بھگتنی ہوگی(القرآن)۔

جہنمی جب جہنم میں داخل کئے جائیں گے وہاں ان کے ساتھ کوئی نرمی نہیں برتی جائے گی بلکہ کھلے لفظوں میں کہا جائے گا ، تم کوئی ایسے کارنامے انجام دے کر نہیں آئے ہو کہ تمہارا استقبال کیا جائے، بلکہ یہ تو تمہاری بداعمالیوں کی سزا کا برا ٹھکانہ ہے (القرآن)۔

سرکش مجرمین پر جہنم خود گھات لگائے بیٹھی ہوگی، اور وہ ان کا شکار کرے گی، اور کھینچ کھینچ کر انہیں جہنم میں جمع کرے گی (القرآن)۔

جہنمیوں کے جہنم میں داخلہ کی مذکورہ بالا کیفیت اور احوال نصوص قطعیہ سے اسی تفصیل کے ساتھ ثابت ہیں ، ان کی تصدیق لازم ہے اور ان میں سے کسی بھی امر کا انکار کفر ہے۔ دلائل

وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِـــــدُهُمْ أَجْمَعِينَ (٤٣)
لَهَـا سَـبْعَةُ أَبْـوَابٍ لِكُـلِّ بَـابٍ مِنْهُمْ جُـزْءٌ
مَقْسُـــومٌ (٤٤)( الحجـــر)وَسِـــيقَ الَّذِينَ
كَفَـرُوا إِلَى جَهَنَّمَ زُمَـرًا حَتَّى إِذَا جَاءُوهَـا
فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَـأْتِكُمْ
رُسُـــلٌ مِنْكُمْ يَتْلُـــونَ عَلَيْكُمْ آيَـــاتِ رَبِّكُمْ
وَيُنْـذِرُونَكُمْ لِقَـاءَ يَـوْمِكُمْ هَـذَا قَـالُوا بَلَى
وَلَكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَـافِرِينَ (
٧١) قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَـا
فَبِئْسَ مَثْـــوَى الْمُتَكَبِّـــرِينَ (٧٢) الزمـــر
وَنَسُوقُ الْمُجْـرِمِينَ إِلَى جَهَنَّمَ وِرْدًا (٨٦) لَا
يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ
عَهْـدًا (٨٧) مـــريمالَّذِينَ يُحْشَـــرُونَ عَلَى
وُجُـــوهِهِمْ إِلَى جَهَنَّمَ أُولَئِكَ شَـــرٌّ مَكَانًـــا
وَأَضَلُّ سَـبِيلًا (٣٤) الفرقـانقَـالَ ادْخُلُـوا
فِي أُمَمٍ قَـــــدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْجِنِّ
وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ كُلَّمَـــــا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ
أُخْتَهَا حَتَّى إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَـا جَمِيعًـا قَـالَتْ
أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَضَـلُّونَا فَـآتِهِمْ
عَـذَابًا ضِـعْفًا مِنَ النَّارِ قَـالَ لِكُـلٍّ ضِـعْفٌ
وَلَكِنْ لَا تَعْلَمُـــــونَ (٣٨) وَقَـــالَتْ أُولَاهُمْ
لِأُخْـرَاهُمْ فَمَـا كَـانَ لَكُمْ عَلَيْنَـا مِنْ فَضْـلٍ
فَـذُوقُوا الْعَـذَابَ بِمَـا كُنْتُمْ تَكْسِـبُونَ (٣٩)
(الأعراف) إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ
حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ (٩٨) لَوْ كَانَ

هَؤُلَاءِ آلِهَةً مَا وَرَدُوهَا وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ (
٩٩) لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْـمَعُونَ
(١٠٠) الأنبيـاء￼وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَـرَّ مَـآبٍ (
٥٥) جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ (٥٦) هَذَا
فَلْيَـذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّـاقٌ (٥٧) وَآخَـرُ مِنْ
شَـكْلِهِ أَزْوَاجٌ (٥٨) هَـذَا فَـوْجٌ مُقْتَحِمٌ مَعَكُمْ
لَا مَرْحَبًـا بِهِمْ إِنَّهُمْ صَـالُو النَّارِ (٥٩) قَـالُوا
بَـلْ أَنْتُمْ لَا مَرْحَبًـا بِكُمْ أَنْتُمْ قَـدَّمْتُمُوهُ لَنَـا
فَبِئْسَ الْقَـــــرَارُ (٦٠) ص￼الَّذِينَ كَـــــذَّبُوا
بِالْكِتَـابِ وَبِمَـا أَرْسَـلْنَا بِـهِ رُسُـلَنَا فَسَـوْفَ
يَعْلَمُـــونَ (٧٠) إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَـــاقِهِمْ
وَالسَّلَاسِـلُ يُسْـحَبُونَ (٧١) فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ
فِي النَّارِ يُسْـجَرُونَ (٧٢) ثُمَّ قِيـلَ لَهُمْ أَيْنَ
مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ (٧٣) مِنْ دُونِ اللَّهِ قَـالُوا
ضَلُّوا عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ نَـدْعُو مِنْ قَبْـلُ شَـيْئًا
كَذَلِكَ يُضِـلُّ اللَّهُ الْكَـافِرِينَ (٧٤) ذَلِكُمْ بِمَـا
كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَـا
كُنْتُمْ تَمْرَحُـونَ (٧٥) ادْخُلُـوا أَبْـوَابَ جَهَنَّمَ
خَالِـدِينَ فِيهَـا فَبِئْسَ مَثْـوَى الْمُتَكَبِّـرِينَ (
٧٦)غـافر￼إِنَّ جَهَنَّمَ كَـانَتْ مِرْصَـادًا (٢١)
لِلطَّاغِينَ مَآبًـا (٢٢) لَابِثِينَ فِيهَـا أَحْقَابًـا (
٢٣) لَا يَذُوقُونَ فِيهَـا بَـرْدًا وَلَا شَـرَابًا (٢٤)
إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا (٢٥) جَـزَاءً وِفَاقًـا (٢٦)
إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُـونَ حِسَـابًا (٢٧) وَكَـذَّبُوا
بِآيَاتِنَا كِذَّابًا (٢٨) وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا

**(۲۹) فَـذُوقُوا فَلَنْ نَزِيـدَكُمْ إِلَّا عَـذَابًا (۳۰)**
**( النبأ)** ۔ بند

بند.

**بند** جہنم کی سزاؤوں کو جھیلنے کے لئے جہنمیوں کی جسمانی ساخت میں غیر معمولی تبدیلی کی جائے گی۔ تشریح

جہنمیوں کی جسمانی ساخت:دنیا وی زندگی میں انسان کو جس طرح کا جسم حاصل ہے وہ جہنم کے عذاب اس کا متحمل نہیں ہو سکتا، اگر اسی ساخت پر وہ عذاب آزمائے جائیں تو یہ جسم باقی ہی نہ رہے، اس لئے جہنمیوں کو ان کے کرتوت کا مکمل بدلہ دینے کے لئے اللہ تعالیٰ جہنمیوں کی جسمانی ساخت میں غیر معمولی تبدیلی کریں گے۔

حدیث پاک کے مطابق :کافر کی جسمانی ساخت اس درجہ بڑھا دی جائے گی کہ ایک تیز رفتار گھوڑ سوار اس کے دو مونڈھوں کے درمیانی حصہ کو تین دن میں طے کر سکے گا (یہ حدیث صحیح ہے )

جہنمیوں کی جسمانی سخت میں اللہ تعالیٰ غیر معمولی تبدیلی کر دیں گے، یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے امر ہے جس پر ایمان واجب ہے اور اس کا انکار سخت گناہ کا موجب ہے۔ دلائل

**عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ « مَا بَيْنَ مَنْكِبَىِ الْكَـافِرِ مَسِـيرَةُ ثَلاَثَـةِ أَيَّامٍ لِلـرَّاكِبِ الْمُسْـرِعِ » . (صـحيح البخـارى) ۔ عَنْ أَبِى هُرَيْـرَةَ عَنِ النَّبِىِّ -صلى الله عليـه وسـلم- قَـالَ « إِنَّ**

**غِلَظَ جِلْدِ الْكَافِرِ اثْنَانِ وَأَرْبَعُونَ ذِرَاعًا وَإِنَّ ضِرْسَهُ مِثْلُ أُحُدٍ وَإِنَّ مَجْلِسَهُ مِنْ جَهَنَّمَ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ ». (صحيح/سنن الترمذى)عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ « ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ أُحُدٍ ».(صحيح/سنن الترمذى)عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « ضِرْسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلُ أُحُدٍ وَفَخِذُهُ مِثْلُ الْبَيْضَاءِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ مَسِيرَةَ ثَلاَثٍ مِثْلُ الرَّبَذَةِ ».(حسن/ سنن الترمذى) وفي حديث ابن عمر عند أحمد من رواية مجاهد عنه مرفوعا: "يعظم أهل النار في النار حتى إن بين شحمة أذن أحدهم إلى عاتقه مسيرة سبعمائة عام".........ولابن المبارك في الزهد عن أبي هريرة قال: "ضرس الكافر يوم القيامة أعظم من أحد، يعظمون لتمتلئ منهم وليذوقوا العذاب" وسنده صحيح ولم يصرح برفعه لكن له حكم الرفع لأنه لا مجال للرأي فيه (فتح البارى:١١/٤٢٣)وأما تفاوت الكفار في العذاب فلا شك فيه ويدل عليه قوله تعالى: {إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ}(فتح البارى:١١/٤٢٤)** بند

بند.

بد جہنم کی خاص سزا آگ ہوگی، جو جہنمیوں کو اوپر سے نیچے

اسے ہر جانب سے گھیرے گی، وہاں کا سایہ بھی آگ ہوگا، اور آگ پگھلا کر جہنمیوں پر انڈھیلی جائے گی۔ تشریح

**جہنم کی آگ اور سزائیں:** جہنم کے عذاب ایسے سخت ہوں گے کہ انسان کی چاہے گا کسی اور کو ذبردستی فدیے میں دے کر اپنی جان چھڑا سکتا ہو تو اس طرح نجات حاصل کرلے، خواہ وہ اس کی اولاد، یا بیوی، یا بھائی یا اس کا پورا کنبہ یا تمام دنیا والے ہی کیوں نہ ہوں، اگر ان سب کو کسی طرح فدیے میں دے کر اپنی جان چھڑا سکتا ہو تو وہ ضرور چھڑانا چاہے گا(القرآن)۔

جہنم کی آگ دنیا کی آگ کے مقابلے میں نہایت شدید ترین ہوگی۔(القرآن)۔ وہ خالص شعلے ہوں گے جس میں کسی قسم کی آمیزش نہیں ہوگی، وہ آگ سر ، ہاتھ اور پاؤں کی کھال کھینچ لینے والی ہوگی، وہ آگ مجرموں کو خود بلائے گی اور ہر اس شخص کو جو حق بیچ کر اپنا پیٹ بھرتا تھا، اور مال کو جمع کرکر کے رکھتا تھا وہ آگ اس کو اپنی جانب کھینچے گی ۔ (القرآن)

حدیث پاک کے مطابق دنیا کی آگ جہنم کی آگ کے مقابلے میں انسٹھ درجے ہلکی ہے جبکہ جہنم کی آگ انسٹھ گنا بڑھی ہوئی ہے۔

ایسی آگ میں مجرمین اور جھٹلانے والوں کو اور جو گمراہیوں اور شکوک و شبہات میں پڑے ہوئے تھے جھونکا جائے گا ، ایسی آگ جو انہیں پوری طرح گھیرے ہوئے ہوگی، جس میں سے کوئی نکلنے کی سبیل نہیں ہوگی اور ان سے کہا جائے گا یہ ہے وہ آگ جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (القرآن)

جہنم کی آگ مجرمین کو اوپر سے بھی گھیرے ہوئے ہوگی، اور نیچے سے بھی گھیرے ہوئے ہوگی ، اور مجرمین کے جسم ، چہروں اور انکی پیٹھ کو جلائے ڈالے رہی ہوگی، وہ آگ کی زد میں پورے جسم کے ساتھ ہوں گے حتی کہ وہ اپنے چہروں اور پیٹھ کو بچا نہ سکیں گے، وہ آگ ان کے چہروں کو ایسے ڈھانک لے گی کہ اس کی سخت جلن کے اثر سے ان کے چہرے کی کال گر جائے گی اور دانت ظاہر ہو جائیں گے اور نیچے کے دانت اور نچلا جبڑا لٹک جائے گا، جبکہ اوپری دانتوں کی کھال کھنچ کر سر تک پہنچ جائے گی۔ (القرآن)

اس آگ میں مجرمین کو ان کے جرائم کے لحاظ سے مختلف ہیبتناک اور سخت ترین عذاب دئیے جائیں گے، سب سے بدترین حالت مشرکین کی ہوگی یہ مشرکین اور وہ معبود جن کی وہ پرستش کرتے تھے خود جہنم کا ایندھن ہوں گے، اور جہنم کی آگ کے ساتھ خود بھی جلتے ہوں گے۔(القرآن)

یہ جہنم کی آگ ہمیشہ جلتی رہے گی، جب کبھی اس آگ میں کمی آئے گی اس کو دوبارہ بھڑکایا جائے گا اس آگ کا ایندھن خود اس آگ میں سزاء پانے والے بھی بنائے جائیں گے، اور وہ معبود بھی جن کی وہ پرستش کرتے تھے(القرآن)۔

جہنم کی اندرونی آگ ایسی ہوگی جس میں بالکل دھواں نہ ہوگا، اور اوپری آگ سخت بھڑکتی ہوئی لپٹوں والی ہوگی (القرآن)۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جہنم کی آگ کو ایک ہزار برس تک جلایا گیا یہاں تک کہ وہ بالکل سرخ ہوگئی اس آگ کو پھر ایک ہزار برس تک دھکایا گیا جس سے وہ بالکل سفید ہوگئی اور پھر اس آگ کو ایک ہزار برس تک دھکایا گیا جس سے وہ سخت سیاہ اور کالی پڑ گئی (اب یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ ہزار برس کے دورانیے دنیاوی پیمانے کے سال کے حساب سے ہیں یا آخرت کے پیمانے کے سال ہیں جہاں کا صرف ایک دن دنیا کے ہزار سال کا ہوتا ہے)۔

مجرموں سے کہا جائے گا چلو اس آگ کی طرف جس کو تم جھٹلاتے تھے، چلو اس تین شاخوں والے سایے کی طرف ، یہ سایہ نہ تپش اور جلن سے بچائے گا نہ کوئی راحت دے گا ۔ وہاں ایسی آگ ہوگی جو بڑے بڑے محل جتنے شعلے اور شرارے برسا رہی ہوگی ، اور جس سے ایسی لپٹیں اٹھ رہی ہوگی گویا کہ وہ زرد اونٹ ہیں (القرآن)۔

جہنم کی آگ کے نتیجے میں شدید جھلسا دینے والی بھانپ پیدا ہوگی، یہ بھانپ مجرمین کا جسم یہاں تک کہ جلد کے اندر کلیجے تک کو جلا ڈالے گی، وہ اس تکلیف سے بچاؤ کے لئے پانی کی جانب بھاگیں گے جبکہ وہ پانی خود بری طرح سے کھولتا ہوا ہوگا جس کو پی کر وہ مزید عذاب میں مبتلا ہوں گے،جہنمی اس تکلیف کی شدت سے بچنے کے لئے سائے کی جانب پڑھیں گے ، حالانکہ وہ سایہ خود انتہائی سیاہ اور انتہائی جھلسا دینے والا ہوگا جس میں انہیں کسی قسم کی ٹھنڈک و راحت نہیں ملے گی (القرآن)۔

جہنمیوں کو پگھلتی ہوئی آگ سے عذاب دیا جائے گا، سیال اور پگھلا ہوا تانبا جس کی سختی اور عذاب ناقابلِ بیان ہے جہنمیوں پر انڈھیلا جائے گا(القرآن)۔

جہنم میں کفار کا حال یہ ہوگا کہ جب بھی ان کی جلد جل جائے گی ان کی جلد دوبارہ پہلے جیسی کر دی جائے گی تاکہ وہ دوبارہ اس جلنے والے عذاب میں مبتلا ہو جائیں (القرآن)۔

جہنم کا ایک حصہ ایسا ہے جس کا نام ''سقر'' ہے، اس حصہ میں جن سرکشوں کو پھینکا جائے گا وہ ان کو جلا کر کوئلہ بنا ڈالے گا، اور ان کی جلد، گوشت، ہڈیاں سب کچھ ختم کر دے گا، اور پھر اس کو دوبارہ پہلی والی حالت میں لایا جائے گا اور پھر ویسا ہی عمل ہوگا(القرآن)۔

وہ لوگ جو شرک کا ارتکاب کریں ، اور نا حق کسی کا قتل کردیں، اور زناکاری میں مبتلا ہوں انہیں جہنم میں ایک ایسی وادی میں پھینکا جائے گا جس کانام ''اثام'' ہے(القرآن)۔

وہ لوگ جو نماز کو ضائع کرنے والے تھے اور دنیاوی شہوات میں مبتلا تھے انہیں جہنم کے ایک گڑھے ''غی'' میں پھینکا جائے گا، یہ جہنم کا ایک بہت ہی گہرا گڑھا ہے ، نہایت بدبودار ، جہاں جہنمیوں کے زخموں کا خون اور پیپ جمع ہوگا(القرآن)۔

وہ لوگ جو مال جمع کر کر کے رکھتے تھے اور ان جگہوں پر خرچ نہیں کرتے تھے جہاں اللہ نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے اسی مال کو آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے

ان کی پیشانی کو ، ان کی پیٹھ کو اور ان کے بازووں کو چرکے لگائیں جائیں اور ساتھ ہی کہا جائے گا ،لو چکھو اس مال کو جمع کرنے کا مزہ ۔ (القرآن)

جہنمیوں کو پینے کے لئے سخت کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جو ان کی آنتوں تک کو کاٹ کر رکھ دے گا اور اسی طرح انہیں پینے کے لئے انہیں کے زخمیوں /زخموں کا انتہائی بدبو دار دُھووَں اور پیپ دیا جائے گا، پیاس سے بلبلا کر وہ اس کے گھونٹ تو لیں گے لیکن اس کو نگل نہ سکیں گے، موت کے اسباب اور موت جیسی سختیاں ہر طرف سے انہیں گھریں گی لیکن ان کے لئے موت کہاں ، بس سخت ترین عذاب ان کا مقدر ہوگا۔ (القرآن)

وہ لوگ جو حق بات کو چھپا کر نا حق بات کو اللہ کے نام پر عام کرتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے معمولی دنیا کو حاصل کریں جہنم میں ان کو آگ کھانے کا عذاب دیا جائے گا اور وہاں وہ آگ کو اپنے پیٹوں میں بھریں گے۔ اسی طرح وہ لوگ جو دنیا میں یتیموں کا مال نا حق کھائیں گے انہیں بھی یہی عذاب دیا جائے گا کہ جہنم میں وہ آگ سے اپنے پیٹوں کو بھریں گے (القرآن)۔

مجرمین کو اس آگ کے عذاب میں جھونکنے کے بعد خواہ وہ اس پر صبر کریں یا بلبلاتے رہیں بہر حال انہیں اسی آگ اور عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔(القرآن)۔

عذاب کی یہ صورتیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، جن باتوں کو یہاں قرآن کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے۔ وہ قطعی امور ہیں جن پر ایمان لانا فرض ہے، محض یہ گمان کرکے کہ اتنا سخت عذاب اللہ کیسے دے سکتا ہے۔

اور ان قطعی نصوص میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنا کفر ہے، اور وہ باتیں جو یہاں احادیث سے اضافی نقل کی گئی ہیں وہ بھی بر حق ہیں ان پر بھی ایمان واجب ہے اور ان کا انکار کرنا سخت گناہ کی بات ہے۔ دلائل

**يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ (١١) وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ (١٢) وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ (١٣) وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ (١٤) المعارج۔قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ (٨١) (التوبہ)۔ كَلَّا إِنَّهَا لَظَى (١٥) نَزَّاعَةً لِلشَّوَى (١٦) تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّى (١٧) وَجَمَعَ فَأَوْعَى (١٨)( المدثر)۔ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى (١١) الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَى ( ١٢) ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى (١٣) ( الأعلى)۔ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « نَارُكُمْ هَذِهِ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ لِكُلِّ جُزْءٍ مِنْهَا حَرُّهَا ». (سنن الترمذى)۔مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا (٩٧) الإسراء۔إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ (٩٨)الأنبياء۔يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ (٣٥) الرحمن۔فَوَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ (١١) الَّذِينَ هُمْ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ (١٢) يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا (١٣) هَذِهِ النَّارُ الَّتِي**

كُنْتُمْ بِهَـا تُكَـذِّبُونَ (١۴) الطـور عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ -صلى الله عليـه وسـلم- قَـالَ « أُوقِـدَ عَلَى النَّارِ أَلْـفَ سَـنَةٍ حَتَّى احْمَـرَّتْ ثُمَّ أُوقِـدَ عَلَيْهَـا أَلْـفَ سَـنَةٍ حَتَّى ابْيَضَّـتْ ثُمَّ أُوقِـدَ عَلَيْهَـا أَلْـفَ سَـنَةٍ حَتَّى اسْـوَدَّتْ فَهِىَ سَـوْدَاءُ مُظْلِمَـةٌ ». (سـنن الترمذى) عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- « اشْـتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَـا وَقَـالَتْ أَكَـلَ بَعْضِـى بَعْضًـا فَجَعَـلَ لَهَـا نَفَسَـيْنِ نَفَسًـا فِى الشِّـتَاءِ وَنَفَسًـا فِى الصَّـيْفِ فَأَمَّا نَفَسُـهَا فِى الشِّتَاءِ فَزَمْهَرِيرٌ وَأَمَّا نَفَسُـهَا فِى الصَّـيْفِ فَسَمُومٌ ». سَأُصْلِيهِ سَقَرَ (٢۶) وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ (٢٧) لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ (٢٨) لَوَّاحَـةٌ لِلْبَشَرِ (٢٩) المـدثر وَالَّذِينَ لَا يَـدْعُونَ مَـعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُـونَ وَمَنْ يَفْعَـلْ ذَلِـكَ يَلْـقَ أَثَامًـا (۶٨) الفرقـان عَنْ عَبْـدِ اللَّهِ - رضـى اللـه عنـه - قَـالَ سَـأَلْتُ - أَوْ سُـئِلَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسـلم - - أَىُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللَّهِ أَكْبَـرُ قَـالَ « أَنْ تَجْعَـلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهْـوَ خَلَقَـكَ » . قُلْتُ ثُمَّ أَىٌّ قَـالَ « ثُمَّ أَنْ تَقْتُـلَ وَلَـدَكَ خَشْـيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَـكَ . قُلْتُ ثُمَّ أَىٌّ قَالَ « أَنْ تُزَانِىَ بِحَلِيلَةِ جَـارِكَ » . قَالَ وَنَزَلَتْ هَـذِهِ الآيَـةُ تَصْدِيقًا لِقَـوْلِ

رَسُـولِ اللَّهِ - صـلى اللــه عليــه وسـلم -
( وَالَّذِينَ لاَ يَـدْعُونَ مَـعَ اللَّهِ إِلَهًـا آخَـرَ وَلاَ
يَقْتُلُــــــونَ النَّفْسَ الَّتِى حَـــــرَّمَ اللَّهُ إِلاَّ
بِالْحَقِّ ) . (صحيح بخارى ومسلم)فَخَلَـفَ
مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْـفٌ أَضَـاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُـوا
الشَّـــــهَوَاتِ فَسَـــــوْفَ يَلْقَــــوْنَ غَيًّا (٥٩)
(مـريم)يَـوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَـا فِي نَـارِ جَهَنَّمَ
فَتُكْوَى بِهَا جِبَـاهُهُمْ وَجُنُـوبُهُمْ وَظُهُـورُهُمْ
هَذَا مَا كَنَـزْتُمْ لِأَنْفُسِـكُمْ فَـذُوقُوا مَـا كُنْتُمْ
تَكْنِـزُونَ (٣٥) التـوبوَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُـهُ
فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِـرُوا أَنْفُسَـهُمْ فِي جَهَنَّمَ
خَالِــدُونَ (١٠٣) تَلْفَحُ وُجُــوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ
فِيهَا كَالِحُونَ (١٠٤) (المؤمنون) وَتَغْشَـى
وُجُــوهَهُمُ النَّارُ [إبــراهيم: ٥٠] لَــوْ يَعْلَمُ
الَّذِينَ كَفَـرُوا حِينَ لا يَكُفُّونَ عَنْ وُجُـوهِهِمُ
النَّارَ وَلا عَنْ ظُهُــورِهِمْ وَلا هُمْ يُنْصَــرُونَ
[الأنبيــاء: ٣٩] .إِنَّ الَّذِينَ كَفَــرُوا بِآيَاتِنَــا
سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَـا نَضِـجَتْ جُلُـودُهُمْ
بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَـا لِيَـذُوقُوا الْعَـذَابَ إِنَّ
اللَّهَ كَـانَ عَزِيــزًا حَكِيمًــا (٥٦) (النســاء)
الَّذِينَ يُحْشَـرُونَ عَلَى وُجُـوهِهِمْ إِلَى جَهَنَّمَ
أُولَئِكَ شَــرٌّ مَكَانًــا وَأَضَــلُّ سَــبِيلًا (٣٤)
الفرقانإِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُـونَ مَـا أَنْـزَلَ اللَّهُ
مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِــهِ ثَمَنًـا قَلِيلًا أُولَئِكَ
مَــــا يَــــأْكُلُونَ فِي بُطُــــونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا

يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ
عَـــذَابٌ أَلِيمٌ (١٧٤) (البقـــر) اصْـــلَوْهَا
فَاصْـبِرُوا أَوْ لَا تَصْـبِرُوا سَـوَاءٌ عَلَيْكُمْ إِنَّمَـا
تُجْزَوْنَ مَـا كُنْتُمْ تَعْمَلُـونَ (١٦) الطـورإِنَّ
الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ (
١٥) لَهُمْ مِنْ فَـوْقِهِمْ ظُلَـلٌ مِنَ النَّارِ وَمِنْ
تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ذَلِكَ يُخَـوِّفُ اللَّهُ بِـهِ عِبَـادَهُ يَـا
عِبَادِ فَاتَّقُونِ (١٦) الزمرأَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ
يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّى يُصْـرَفُونَ (٦٩)
الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُـلَنَا
فَسَـــــوْفَ يَعْلَمُـــــونَ (٧٠) إِذِ الْأَغْلَالُ فِي
أَعْنَـاقِهِمْ وَالسَّلَاسِـلُ يُسْـحَبُونَ (٧١) فِي
الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْـــــجَرُونَ (٧٢) ثُمَّ
قِيـــلَ لَهُمْ أَيْنَ مَـــا كُنْتُمْ تُشْـــرِكُونَ (٧٣)
غافرإِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ (٤٧)
يَــوْمَ يُسْــحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُــوهِهِمْ
ذُوقُـوا مَسَّ سَـقَرَ (٤٨) (القمـر) يَـا أَيُّهَـا
الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ
لَيَـأْكُلُونَ أَمْـوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِـلِ وَيَصُـدُّونَ
عَنْ سَــبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِــزُونَ الــذَّهَبَ
وَالْفِضَّـــةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَـــا فِي سَـــبِيلِ اللَّهِ
فَبَشِّـــرْهُمْ بِعَـــذَابٍ أَلِيمٍ (٣٤) يَـــوْمَ يُحْمَى
عَلَيْهَا فِي نَـارِ جَهَنَّمَ فَتُكْـوَى بِهَـا جِبَـاهُهُمْ
وَجُنُـــوبُهُمْ وَظُهُـــورُهُمْ هَـــذَا مَـــا كَنَـــزْتُمْ

**لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ (٣٥) (التوبۃ) يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ (٣٥)( الرحمن) يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ (٤١) الرحمن وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ (١٩) عَلَيْهِمْ نَارٌ مُؤْصَدَةٌ (٢٠) (البلد) وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ (٨) فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ (٩) وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ (١٠) نَارٌ حَامِيَةٌ (١١) القارعۃ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ (٤) وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ (٥) نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ (٦) الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ (٧) إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ (٨) فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ (٩) الهمزۃ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ (٢٨) انْطَلِقُوا إِلَى مَا كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ (٢٩) انْطَلِقُوا إِلَى ظِلٍّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ (٣٠) لَا ظَلِيلٍ وَلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ (٣١) إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ (٣٢) كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ (٣٣) المرسلات تَصْلَى نَارًا حَامِيَةً (٤)( الغاشیۃ) بند**

بند.

جہنم کا کمترین عذاب یہ ہوگا کہ آگ کے جوتے پیر میں پہنائے جائیں گے جس سے اس عذاب کو جھیلنے والے کا دماغ ایسے کھولے گا جیسے آگ پر ہانڈی کھولتی ہے۔ تشریح

**کمترین عذاب والا جہنمی:** جہنم میں جس شخص کو سب سے کمترین عذاب دیا جائے گا اس کے پیروں

کے نیچے دو انگارے رکھے جائیں گے لیکن اس کی آگ اتنی شدید ہوگی کہ اس کا اثر سے دماغ ایسے کھولے گا جیسے ہانڈی پکتی ہے۔ دلائل

**عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ فِى إِخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِى مِنْهُمَا دِمَاغُهُ ». قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (سنن الترمذى)** بند

بند.

**بد** جہنمیوں کو پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی، اور خود جہنمیوں کے زخموں کا دھون اور پیپ دیا جائے گا، جس کو نگل بھی نہیں سکیں گے، اور اگر نگل لیں تو اس سے انکی آنتیں تک کٹ جائیں گی۔ تشریح

جہنم میں پینے کی چیز: مذکورہ بالا عذاب کے علاوہ جہنمیوں کے لئے اور بھی سخت سزائیں ہوگی، چنانچہ جہنم میں کھولتے ہوئے پانی کے چشمے ہوں گے اور جہنمی جب پیاس کی شدت سے پانی مانگیں گے ان کو انہیں چشموں سے پلایا جائے گا، یہ کھولتا ہوا پانی ایسے ہوگا جیسے کھولتا ہوا زیتون کا تیل ہوتا ہے۔ جب وہ اسے پینے کے لئے چہرے کے قریب کریں گے اس کی تپش سے ان کے چہرے کی کھال گر پڑے گی اور اس کے باوجود شدت طلب کی وجہ سے وہ جب اس کھولتے ہوئے پانی کو پییں گے تو ان کی آنتیں تک اس سے کٹ جائیں گی (القرآن)۔

اتنا ہی نہیں جہنمیوں کو جو عذاب دیا جائے گا اس کے نتیجے میں ان کے زخم ہو جائیں گے اور اس سے خون اور پیپ بہہ کر جہنم کے گڑھوں میں جمع ہوگا اور جہنمیوں کو پینے کے لئے ان گڑھوں سے انتہائی بدبو دار پیپ دیا جائے گا، پیاس سے بلبلا کر وہ اس کے گھونٹ تو لیں گے لیکن اس کو نگل نہ سکیں گے، موت کے اسباب اور موت کی جیسی سختیاں ہر طرف سے انہیں گھریں گی لیکن ان کے لئے موت کہاں ، بس سخت ترین عذاب ان کا مقدر ہوگا۔ (القرآن)

یہ ساری سزائیں اہل جہنم کا مقدر ہوں گی جو قرآن پاک سے قطعی طور پر ثابت ہیں جن پر ایمان لانا فرض ہے کہ اہل جہنم کے ساتھ ایسا یقینی طور پر ہوگا اور ان کا انکار کفر ہے۔ دلائل

**مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ (١۶) يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ (١٧) ابراهيم۔وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ (۵۵) جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ (۵۶) هَذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ (۵۷) ص ۔لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا (٢۴) إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا (٢۵) جَزَاءً وِفَاقًا (٢۶) إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا (٢٧) وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا (٢٨) وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا (٢٩) فَذُوقُوا فَلَنْ نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا (٣٠) (النبأ)۔كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي**

النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًـا فَقَطَّعَ أَمْعَـاءَهُمْ ( ١٥) محمــــد تُسْـــقَى مِنْ عَيْنٍ آنِيَــةٍ (٥) ( الغاشـــي) فَخَلَــفَ مِنْ بَعْــدِهِمْ خَلْــفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّـهَوَاتِ فَسَـوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا (٥٩) (مـريم) وَقُـلِ الْحَـقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُـرْ إِنَّا أَعْتَــدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَــارًا أَحَــاطَ بِهِمْ سُــرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْــتَغِيثُوا يُغَــاثُوا بِمَــاءٍ كَالْمُهْـلِ يَشْـوِي الْوُجُـوهَ بِئْسَ الشَّـرَابُ وَسَـاءَتْ مُرْتَفَقًـا (٢٩) (الكـف) عَنْ أَبِى سَعِيدٍ عَنِ النَّبِىِّ -صلى اللـه عليـه وسـلم- فِى قَوْلِـهِ (كَالْمُهْـلِ) قَـالَ « كَعَكَـرِ الـزَّيْتِ فَإِذَا قَرَّبَهُ إِلَى وَجْهِهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِـهِ فِيـهِ ». (سـنن الترمـذى) عَنْ أَبِى أُمَامَـةَ عَنِ النَّبِىِّ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- فِى قَوْلِهِ (وَيُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ يَتَجَرَّعُهُ) قَالَ « يُقَرَّبُ إِلَى فِيهِ فَيَكْرَهُـهُ فَـإِذَا أُدْنِىَ مِنْـهُ شَـوَى وَجْهَـهُ وَوَقَعَتْ فَـرْوَةُ رَأْسِـهِ فَـإِذَا شَـرِبَهُ قَطَّعَ أَمْعَـاءَهُ حَتَّى يَخْـرُجَ مِنْ دُبُـرِهِ يَقُـولُ اللَّهُ (وَسُــقُوا مَــاءً حَمِيمًــا فَقَطَّعَ أَمْعَـاءَهُمْ) وَيَقُـولُ ( وَإِنْ يَسْـتَغِيثُوا يُغَـاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ) ». (سنن الترمذى) عَنِ النَّبِىِّ -صـلى اللـه عليه وسلم- قَالَ « لَوْ أَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّــاقٍ يُهَرَاقُ فِى الدُّنْيَا لأَنْتَنَ أَهْلُ الـدُّنْيَا ». قَـالَ

**أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ وَفِى رِشْدِينَ مَقَالٌ وَقَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. (سنن الترمذی)** بند

بند.

**بند** جہنمیوں کا کھانا کانٹے دار درخت زقوم ہوگا، جس کو وہ کھا نہیں سکیں گے، اور اگر وہ اس کو کھالیں تو اس سے نہ ان کی بھوک مٹے گی اور نہ ان کو اس سے کوئی فائدہ پہنچے گا تشریح

**جہنمیوں کا کھانا:** جہنمیوں کو کانٹے دار جھاڑ جھنکاڑ کھانے کو ملے گا جو نہ ان کی بھوک مٹاسکے گا اور نہ ہی ان کو کوئی اور فائدہ دے گا(القرآن)وہ کوئی اور کھانا چاہیں گے تو انہیں ایک دوسرا کھانا دیا جائے گا لیکن وہ بھی ان کے حلق میں اٹک جائے گا جس کو وہ نہ اگل سکیں گے نہ نگل سکیں گے۔ (القرآن)

جہنمیوں کا ایک کھانا زقّوم کادرخت ہوگا، یہ درخت جہنم کی جڑ اور نچلے حصے سے اگا ہوا ہوگا، اس کے پھل ایسے کریہہ المنظر ہوں گے جیسے سانپ کے پھن ہوتے ہیں، جہنمی یہ پھل کھائیں گے اور اسی سے اپنے پیٹ بھریں گے، اور اس پر انہیں پینے کے لئے صرف کھولتا ہوا پانی ملے گا (القرآن)۔

یہ مجرمین کا جہنم میں کھانا ہوگا، یہ کھانا بھی ان کے پیٹ میں آگ پر پکے ہوئے تیل کی طرح کھولے گا، پھر اس کے اوپر سے ان جہنمیوں کے سروں پر بھی کھولتا ہوا پانی انڈھیلا جائے گا(القرآن)۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ زقوم کا اگر ایک قطرہ بھی دنیا میں ڈال دیا جائے تو پوری دنیا والوں کی زندگی اجیرن ہو جائے ، پھر ان کے بارے میں غور کرو جن کا کھانا یہی درخت اور اس کے پھل ہوں گے۔

اسی طرح جہنمیوں کو کھانے کے لئے خون اور پیپ دیا جائے گا جو ان کے زخموں سے بہہ کر جمع ہوا ہوگا۔ (القرآن)

عذاب کی یہ صورتیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، جن باتوں کو یہاں قرآن کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے وہ قطعی امور ہیں جن پر ایمان لانا فرض ہے، اور ان کا انکار کرنا کفر ہے، اور وہ باتیں جو یہاں احادیث سے اضافی نقل کی گئی ہیں وہ بھی برحق ہیں ان پر بھی ایمان واجب ہے اور ان کا انکار کرنا سخت گناہ کی بات ہے۔ دلائل

**لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ (٦) لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ (٧) الغاشیہ۔ إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا (١٢) وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا (١٣) المزمل۔ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ (٣٥) وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ (٣٦) لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ (٣٧) الحاقہ۔ أَذَلِكَ خَيْرٌ نُزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ (٦٢) إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ (٦٣) إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ (٦٤) طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ (٦٥) فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ (٦٦) ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ**

عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ (٦٧) الصـافات إِنَّ
شَـجَرَتَ الزَّقُّومِ (٤٣) طَعَـامُ الْأَثِيمِ (٤٤)
كَالْمُهْـلِ يَغْلِي فِي الْبُطُـونِ (٤٥) كَغَلْيِ
الْحَمِيمِ (٤٦) خُـذُوهُ فَـاعْتِلُوهُ إِلَى سَـوَاءِ
الْجَحِيمِ (٤٧) ثُمَّ صُـبُّوا فَـوْقَ رَأْسِـهِ مِنْ
عَـذَابِ الْحَمِيمِ (٤٨)( الـدخان) عَنْ أَبِى
الدَّرْدَاءِ قَالَ قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ -صلى الله
عليه وسلم- « يُلْقَى عَلَى أَهْلِ النَّارِ الْجُوعُ
فَيَعْدِلُ مَا هُمْ فِيهِ مِنَ الْعَذَابِ فَيَسْتَغِيثُونَ
فَيُغَاثُونَ بِطَعَامٍ مِنْ ضَرِيعٍ لاَ يُسْمِنُ وَلاَ
يُغْنِى مِنْ جُـوعٍ فَيَسْـتَغِيثُونَ بِالطَّعَـامِ
فَيُغَاثُونَ بِطَعَامٍ ذِى غُصَّةٍ فَيَذْكُرُونَ أَنَّهُمْ
كَانُوا يُجِيزُونَ الْغُصَصَ فِى الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ
فَيَسْتَغِيثُونَ بِالشَّرَابِ فَيُرْفَعُ إِلَيْهِمُ الْحَمِيمُ
بِكَلاَلِيبِ الْحَدِيـدِ فَـإِذَا دَنَتْ مِنْ وُجُـوهِهِمْ
شَـوَتْ وُجُـوهَهُمْ فَـإِذَا دَخَلَتْ بُطُـونَهُمْ
قَطَّعَتْ مَـا فِى بُطُـونِهِمْ فَيَقُولُـونَ ادْعُـوا
خَزَنَـةَ جَهَنَّمَ فَيَقُولُـونَ أَلَمْ تَـكُ تَـأْتِيكُمْ
رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَى. قَـالُوا فَـادْعُوا
وَمَـا دُعَـاءُ الْكَـافِرِينَ إِلاَّ فِى ضَـلاَلٍ. قَـالَ
فَيَقُولُونَ ادْعُوا مَالِكًا فَيَقُولُـونَ (يَـا مَالِـكُ
لِيَقْضِ عَلَيْنَـا رَبُّكَ) قَـالَ فَيُجِيبُهُمْ (إِنَّكُمْ
مَـاكِثُونَ) ». قَـالَ الأَعْمَشُ نُبِّئْتُ أَنَّ بَيْنَ
دُعَائِهِمْ وَبَيْنَ إِجَابَةِ مَالِكٍ إِيَّاهُمْ أَلْـفَ عَـامٍ.
قَالَ « فَيَقُولُونَ ادْعُوا رَبَّكُمْ فَلاَ أَحَـدَ خَيْـرٌ

**مِنْ رَبِّكُمْ فَيَقُولُــونَ (رَبَّنَــا غَلَبَتْ عَلَيْنَــا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَـإِنْ عُـدْنَا فَإِنَّا ظَـالِمُونَ) قَـالَ فَيُجِيبُهُمْ ( اخْسَئُوا فِيهَا وَلاَ تُكَلِّمُونِ) قَالَ فَعِنْدَ ذَلِكَ يَئِسُوا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ وَعِنْدَ ذَلِكَ يَأْخُـذُونَ فِى الزَّفِــيرِ وَالْحَسْــرَةِ وَالْوَيْــلِ ». (ســنن الترمذى)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُـولَ اللَّهِ - صـلى اللـه عليـه وسـلم- قَـرَأَ هَـذِهِ الآيَـةَ (اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِـهِ وَلاَ تَمُـوتُنَّ إِلاَّ وَأَنْتُمْ مُسْـلِمُونَ) قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ -صـلى اللـه عليـه وسـلم- « لَـوْ أَنَّ قَطْـرَةً مِنَ الزَّقُّومِ قُطِرَتْ فِى دَارِ الدُّنْيَا لأَفْسَـدَتْ عَلَى أَهْـلِ الدُّنْيَا مَعَايِشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ يَكُـونُ طَعَامَـهُ ». (سنن الترمذى)بند**

بند.

بند جہنمیوں کو آگ کا لباس پہنایا جائے گا، جو انہیں جھلسا دے گا

تشریح

**جہنمیوں کا لباس:** روز قیامت مجرمین کو ان کے جرائم کی مناسبت سے الگ الگ گروہ کی شکل میں جمع کیا جائے گا، اور وہ سب بیڑیوں میں بندھے ہوئے ہوں گے، ان کا لباس اس وقت قطران/تارکول کا ہوگا، جس کو آگ جلد لپٹ جاتی ہے، اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانکی ہوئی ہوگی۔ (القرآن)

اسی طرح کافروں کو راست آگ کا ہی لباس پہنایا جائے گا، اور ان کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی انڈھیلا جائے گا،

جس سے ان کی جلد اور جو کچھ ان کے پیٹ میں ہوگا گل
کر نکل جائے گا، ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے جب وہ
اس سے نکلنا چاہیں گے دوبارہ اسی جہنم میں دھکیل دیا
جائے گا اور کہا جائے گا اس جلانے والے عذاب کو چکھو
(القرآن)

جہنم کے یہ عذاب قطعی اور یقینی طور پر اللہ کے
کلام سے ثابت ہیں جن پر ایمان لانا فرض ہے اور ان کا
انکار کفر ہے۔ دلائل

**وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ (۴۹) سَرَابِيلُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ وَتَغْشَى وُجُوهَهُمُ النَّارُ (۵۰) (ابراهيم)۔**
**فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِنْ نَارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ (۱۹) يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ (۲۰) وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ (۲۱) كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ (۲۲) (الحج)۔** پند

پند.

**پند** جہنمی آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑے کریں گے، اور وہ جو دوسروں کی وجہ سے گمراہ ہوئے تھے جہنم میں آپس میں ایک دوسرے الجھیں گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے۔ تشریح

جہنم میں جھگڑے: جہنمی آپس میں جھگڑے کریں گے،
خاص کر وہ لوگ جو کسی اور کے ذریعے گمراہی کے راستے
پر پڑے ہوں گے وہ اپنے گمراہ کرنے والوں سے الجھیں گے،
چنانچہ بڑے مجرمین جہنم میں پہنچائے جانے کے بعد ان

کے پیچھے ان کی پیروی کرنے والوں کی باری ہوگی اور جب وہ جہنم میں داخل ہوں گے وہ کہیں گے ہائے پروردگار یہی ہیں جنہوں نے ہمیں بہکایا تھا (القرآن)۔

جہنمیوں کو جہنم رسید کرتے وقت پوچھا جائے گا کہ جن کی تم پرستش کرتے تھے وہ کہاں گم ہو گئے، دیکھو کہ کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں، یا پھر یہ دیکھو کہ کہیں انہیں ہی تمہاری مدد کی ضرورت تو نہیں ہے، وہ مجرمین آپس میں لڑ پڑیں گے، اور کہیں گے واقعی ہم گمراہی پر تھے، اور کہیں گے کہ ہمیں تو مجرموں نے ہی بہکایا ہے(القرآن)۔

جب ایک کے بعد دوسرا مجرموں کا گروہ جہنم میں داخل ہوگا تو پہلے والے کہیں گے لو تم بھی آگئے ، تم پر خدا کی مار ہو، وہ آنے والے جواب میں کہیں گے اصل میں تو تم پر خدا کی مار ہو، تمہی تو ہو جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا ہے، پھر کہیں گے: پروردگار ! جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا ہے ان کو دوگنا عذاب دیجئے، پھر وہ اپنے اشرار ساتھیوں کو ڈھونڈیں گے، اور ان کے ساتھ بھی الجھیں گے، اہل جہنم کا اس طرح جھگڑا کرنا بالکل بر حق ہے ، جہنم میں ایسے ہی پیش آئے گا (القرآن)۔

جہنمی جہنم میں جب سخت عذاب سے دوچار ہوں گے تب حسرت کریں گے کہ کاش ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی، اور کہیں گے: ہائے پروردگار ہم نے تو ہمارے آقاؤں کی پیروی کی تھی اور انہوں نے ہمیں راہ حق سے گمراہ کردیا، اے پروردگار انہیں دوگنا عذاب دیجئے اور ان پر سخت لعنت بھیجئے (القرآن)۔

اسی طرح کفار جہنم میں باری تعالیٰ سے کہیں گے: پروردگار ! ہمیں ان جنوں اور انسانوں کو دکھائیے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا ہم انہیں اپنے پیروں سے روندیں گے (القرآن)۔

ایسا بھی ہوگا کہ جہنم میں مجرمین الجھ پڑیں گے اور دنیا میں جو کمزور قسم کے متبعین تھے وہ اپنے بڑے متکبرین سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے پیچھے چلتے تھے، تو کیا آج تم ہمیں اس عذاب سے تھوڑی بھی راحت نہیں دلا سکتے، وہ متکبرین کہیں گے کہ ہم سب کا ایک ہی انجام ہوا ہے، اللہ اپنے بندوں میں فیصلہ سے فارغ ہو چکے ہیں (القرآن) یعنی اب کوئی تبدیلی بھی نہیں ہو سکتی اور ایسے ہی جو فیصلہ تمہارے لئے ہوا ہے وہ اللہ نے کیا ہے اس لئے اس عذاب کے تم برابر کے مستحق ہو۔

کفار دنیا میں ان کے پیچھے چلنے والوں سے کہا کرتے تھے کہ ہمارے پیچھے چلتے رہو اگر کچھ ہوگا تو تمہارا بوجھ بھی ہم اٹھا لیں گے، لیکن قیامت کے دن وہ ان کا بوجھ تو نہیں اٹھا سکیں گے ہاں البتہ اپنے جرم کے ساتھ دوسروں کو بہکانے کے جرم کا بوجھ ضرور اٹھائیں گے (القرآن)۔

جہنم میں جہنمیوں کے یہ جھگڑے ہونا یقینی ہیں، جو اللہ نے اپنے علم کی بنیاد پر بیان کئے ہیں، یہ نص قطعی قرآن مجید سے ثابت ہے اس لئے ان کی تصدیق لازمی ہے، اور ان کا انکار کفر ہے۔ دلائل

**كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا حَتَّى إِذَا ادَّارَكُواْ فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لأُولاَهُمْ**

رَبَّنَا هَؤُلاء أَضَلُّونَا فَـآتِهِمْ عَـذَابًا ضِـعْفًا مِّنَ النَّارِ [ الأعـراف : ٣٨ ] .وَبُـرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ - وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ - مِن دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ - فَكُبْكِبُـوا فِيهَـا هُمْ وَالْغَـاوُونَ - وَجُنُـودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُـونَ - قَـالُوا وَهُمْ فِيهَـا يَخْتَصِمُونَ - تَاللَّهِ إِن كُنَّا لَفِي ضَـلَالٍ مُّبِينٍ - إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ - وَمَا أَضَـلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ [ الشعراء : ٩١-٩٩ ] هَـذَا وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَـرَّ مَـآبٍ - جَهَنَّمَ يَصْـلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَـادُ - هَـذَا فَلْيَـذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ - وَآخَرُ مِن شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ - هَذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ لَا مَرْحَبًـا بِهِمْ إِنَّهُمْ صَـالُوا النَّارِ - قَـالُوا بَـلْ أَنتُمْ لَا مَرْحَبًـا بِكُمْ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا فَبِئْسَ الْقَرَارُ - قَالُوا رَبَّنَا مَن قَدَّمَ لَنَا هَذَا فَزِدْهُ عَـذَابًا ضِـعْفًا فِي النَّارِ - وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَى رِجَـالًا كُنَّا نَعُـدُّهُم مِّنَ الْأَشْرَارِ - أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ - إِنَّ ذَلِـكَ لَحَـقٌّ تَخَاصُـمُ أَهْـلِ النَّارِ [ص : ٥٥-٦٤] .يَـوْمَ تُقَلَّبُ وُجُـوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُـونَ يَـا لَيْتَنَـا أَطَعْنَـا اللَّهَ وَأَطَعْنَـا الرَّسُـولَا - وَقَـالُوا رَبَّنَـا إِنَّا أَطَعْنَـا سَـادَتَنَا وَكُبَرَاءنَـا فَأَضَـلُّونَا السَّـبِيلَا - رَبَّنَـا آتِهِمْ ضِـعْفَيْنِ مِنَ الْعَـذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًـا كَبِـيرًا [ الأحزاب : ٦٦-٦٨ ] وَقَـالَ الَّذِينَ كَفَـرُوا

**رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ [ فصلت : ۲۹ ] ﴿وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاء لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ - قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ [ المؤمن : ۴۷-۴۸ ] . ﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُم بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُم مِّن شَيْءٍ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ - وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ [ العنكبوت : ۱۲-۱۳ ] . بند**

بند.

جہنم کے فرشتے بڑے سخت اور تند خو ہوں گے، ان میں کوئی رحم نہیں ہوگا، وہ جہنمیوں سے بڑی سختی سے پیش آئیں گے، ان کے بڑے افسروں کی تعداد انیس ہوگی، ہاں باقیوں کی اصل تعداد نا قابل بیان ہے۔ تشریح

جہنم کی سزاؤں سے پریشان حال جہنمی بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھ کر اصحاب اعراف اور جنتیوں سے فریاد کریں گے، اہل جنت سے کہیں گے کہ کچھ کھانے پینے کو انہیں دیں، لیکن ان کی کوئی سنوائی نہیں ہوگی۔ تشریح

**جہنمیوں کی جنتیوں سے فریاد:** اللہ تعالیٰ اہل جنت کو موقع دیں گے کہ وہ کافروں اور متکبرین کا انجام دیکھیں، کہ وہ کفار جو مؤمنین کا دنیا میں مذاق اڑاتے تھے

اور انہیں اذیتیں دیتے تھے جہنم میں ان کے انجام کو دیکھیں گے اور جہنمی جہنم کے عذاب کی سختیوں اور بھوک اور پیاس کی شدت سے بلبلاتے ہوئے ان سے فریادیں کریں گے کہ اللہ نے انہیں جو نعمتیں دی ہیں اس میں کچھ ہو انہیں دیں، وہ وجواب میں کہیں گے اللہ تعالیٰ نے جنت کے پانی اور اس رزق کو کافروں کیلئے حرام کردیا ہے، جنہوں نے دین کو کھلواڑ بنالیا تھا، اور دنیاوی زندگی نے انہیں دھوکے میں مبتلا کررکھا تھا اہل جنت جہنمیوں کی یہ حالت دیکھ کر ان پر ایسے ہی ہنسیں گے جیسے کفار دنیا میں ان پر ہنستے تھے، انہیں دکھا دیا جائے گا کہ کفار کو ان کے کئے کی سزا مل گئی ہے۔ دلائل

**وَنَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ (٥٠) الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَذَا وَمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ (٥١)( الأعراف) فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ (٣٤) عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ (٣٥) هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (٣٦)( المطففين)** پسند

پسند.

جہنمی بہت حسرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے فریادیں کریں گے کہ انہیں ایک موقع دیا جائے، لیکن اللہ تعالیٰ انہیں جھڑک دیں گے کہ انہیں پورے موقع دئیے گئے اور پھر دوبارہ وہ وہی کریں گے جو

پہلاے کرتے رہتے ہیں، اور ان کی زبانوں پر مہر لگادی جائے گی،
اور وہ ہمیشہ اسی عذاب میں رہیں گے۔ تشریح

جہنمیوں کی اللہ سے فریادیں: قیامت کے دن مجرمین جب عذاب کی صورت دیکھیں گے اور دیکھیں گے کہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ سزاء دینے کے معاملہ میں نہایت سخت ہے، اور عذاب سے بچاؤ کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، کوئی مددگار نہیں ہے، وہ دیکھیں گے کہ خود وہ لوگ جن کی وہ پیروی کرتے تھے وہ پیچھا چھڑا کر بھاگ رہے ہیں وہ عذاب کو دیکھیں گے اور اندازہ کرلیں گے کہ تمام بچاؤ کے اسباب ختم ہوچکے ہیں، وہ کہیں گے کہ کاش کہ ہمیں ایک اور موقع ملتا تو ہم بھی ان سے ایسے ہی پیچھا چھڑائیں جیسے کہ یہ ہم سے پیچھا چھڑا رہے ہیں، اس دن اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ایسے ہی حسرت کی شکل میں دکھائے گا، لیکن وہاں ان کے لئے جہنم سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔(القرآن)

مجرمین کو جب جہنم میں پھینک دیا جائے گا، اور شیطان کا پورا لشکر بھی ان کے ساتھ ہوگا، وہاں وہ آپس میں لڑ پڑیں گے، وہاں انہیں احساس ہوگا کہ جس شیطان اور اس کے گرگوں نے انہیں بہکایا تھا وہ ان کے ہمدرد نہیں بلکہ واقعی مجرم تھے، لیکن وہاں ان کی کوئی شفاعت کرنے والا بھی نہیں ہوگا، اور کوئی دوست اور یار بھی نہیں ہوگا، وہاں وہ حسرت کے ساتھ کہیں گے: کاش ہمیں ایک اور موقع ملتا تو ہم بھی مؤمن ہوتے(القرآن)۔

جب مجرمین کےلئے عذاب کا فیصلہ ہو جائے گا تب ان
کا کوئی مدد گار نہیں ہوگا، اس وقت مجرمین حسرت
کریں گے کہ انہوں نے کیسی سرکشی اور حد سے زیادتی
کی ہے، وہ اس وقت کہیں گے کہ اگر ایک موقع اور مل
جائے تو وہ یقیناً مخلص فرماں بردار بن جائیں گے، لیکن اس
وقت ان سے کہا جائے گا، ہمارا پیغام اور دلائل تو تمہارے
پاس آتے رہے ہیں لیکن تم نے ان کو جھٹلایا اور تکبر کی
روش اختیار کی، اور کافر ہی رہے (یعنی پھر ایک اور موقع
کا کیا مطلب، پھر کوئی موقع انہیں نہیں ملے گا) اور ان
جھٹلانے والوں کے چہروں پر سیاہی طاری ہو جائے
گی(القرآن)۔

جہنم کے عذاب میں جلتے ہوئے مجرمین اپنے گناہوں
کا اعتراف کریں گے اور فریاد کریں گے کہ کیا اس عذاب
سے چھٹکارے کی کوئی صورت ہے (القرآن)۔

اور جہنمی جہنم کے عذاب کو جھیلتے ہوئے بار بار
فریاد کرتے ہوئے کہیں گے کہ پروردگار ہماری بد بختی ہم
پر غالب آگئی تھی، یقیناً ہم گمراہ تھے، ائے پروردگار ہمیں
اس عذاب سے نجات دے دیجئے، اگر ہم دوبارہ مجرم بنیں
تو یقیناً ہم ظالم ہوں گے، اللہ تعالیٰ انہیں دھتکار دیں گے
کہ پڑے رہو اسی جہنم میں ذلیل ہو کر اور مجھ سے بات
بھی نہ کرو، میرے جو بندے دنیا میں کہتے تھے ائے ہمارے
پروردگار ہم ایمان لائے ہماری بخشش فرما اور رحم فرما
آپ بہترین رحم کرنے والے ہیں، اور تم ان ایمان والوں کا
مذاق اڑاتے تھے یہاں تک کہ تمہاری اس ذلیل حرکت نے
تمہیں میری یاد سے غافل کردیا اور تم ان کے ساتھ ہنسی

اور ٹھٹھا کرتے تھے، آج میں نے انہیں اسی صبر کا بدلہ دیا ہے کہ وہ کامیاب ہیں اور آج وہ دنیا کی ان سختیوں کو ایک آدھ دن کی سختی سمجھتے ہیں(القرآن)۔

یہ سارے حقائق اور واقعات قرآن مجید سے قطعی طور پر ثابت ہیں، جو آخرت میں یقیناً پیش آئیں گے، جن پر ایمان لازم ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ دلائل

**وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ (١٦٥) إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ (١٦٦) وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ (١٦٧) سورہ البقرہ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ (٩١) وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ (٩٢) مِنْ دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ (٩٣) فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ (٩٤) وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ (٩٥) قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ (٩٦) تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (٩٧) إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ (٩٨) وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ (٩٩) فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ (١٠٠) وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ (١٠١) فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (١٠٢) الشعراء وَأَنِيبُوا إِلَى رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا**

لَــهُ مِنْ قَبْــلِ أَنْ يَــأْتِيَكُمُ الْعَــذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَــرُونَ (٥٤) وَاتَّبِعُــوا أَحْسَــنَ مَـا أُنْــزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَــةً وَأَنْتُمْ لَا تَشْــعُرُونَ (٥٥) أَنْ تَقُــولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَا عَلَى مَـا فَـرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّــــــاخِرِينَ (٥٦) أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ (٥٧) أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَــوْ أَنَّ لِي كَـرَّةً فَـأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِـنِينَ (٥٨) بَلَى قَـدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْـتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَــافِرِينَ (٥٩) وَيَــوْمَ الْقِيَامَــةِ تَــرَى الَّذِينَ كَـذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُـوهُهُمْ مُسْـوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْــوًى لِلْمُتَكَبِّــرِينَ (٦٠) ( الزمر) ￼ إِنَّ الَّذِينَ كَفَـرُوا يُنَـادَوْنَ لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَـرُ مِنْ مَقْتِكُمْ أَنْفُسَــكُمْ إِذْ تُــدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَــانِ فَتَكْفُـرُونَ (١٠) قَـالُوا رَبَّنَــا أَمَتَّنَــا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَــا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَــا بِـذُنُوبِنَا فَهَـلْ إِلَى خُـرُوجٍ مِنْ سَـبِيلٍ (١١) (غـافر) ￼قَـالُوا رَبَّنَـا غَلَبَتْ عَلَيْنَـا شِـقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ (١٠٦) رَبَّنَا أَخْرِجْنَـا مِنْهَـا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ (١٠٧) قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ (١٠٨) إِنَّهُ كَانَ فَرِيــقٌ مِنْ عِبَــادِي يَقُولُــونَ رَبَّنَــا آمَنَّا فَــاغْفِرْ لَنَــا وَارْحَمْنَــــا وَأَنْتَ خَيْــــرُ الــــرَّاحِمِينَ (١٠٩) فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِـخْرِيًّا حَتَّى أَنْسَـوْكُمْ ذِكْـرِي

**وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ (١١٠) إِنِّي جَـزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ (١١١) قَـالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَـدَدَ سِـنِينَ (١١٢) قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْـأَلِ الْعَـادِّينَ (١١٣) قَـالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَـوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُـونَ (١١٤) أَفَحَسِـبْتُمْ أَنَّمَـا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ (١١٥) فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَـهَ إِلَّا هُـوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ (١١٦)( المؤمنون)**

.

# مقام صحابہ

**ہم تمام صحابہ کرام کو کس طرح مانیں**
**اور ان سے متعلق احکام و عقائد**

ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کــرتے ہیں اوران میں سے کسی کی محبت میں غلو نہیں کرتے اورنہ ان میں سے کسی سے براءت ظاہر کرتے ہیں اور ہم ان لوگوں سے بغض رکھتے ہیں جو صحابہ سے بغض رکھتے ہیں، اور جب بھی ہم صحابہ کا تذکرہ

کرتے ہیں خیر کے ساتھ ہی کرتے ہیں،اوران سے محبت دین،ایمان اوراحسان کی علامت ہے اوران سے بغض کفر نفاق اور سرکشی ہے۔(عقیدہ الطحاوی) **تشریح**

صحابی اُسے کہتے ہیں جس نے بحالتِ ایمان نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بحالتِ ایمان دیکھا ہو اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے اپنی رضا کا اعلان فرمادیا کہ اللہ تعالی ان سے راضی ہوگیا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرنے کا حکم فرمایا، چنانچہ آپ نے متعدد مواقع پر حضرات صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اللہ تعالیٰ نے خلافت و حکومت اور اسلامی سلطنت عطاء فرمانے کا وعدہ فرمایا اور خلافتِ راشدہ کی صورت میں اس وعدہ کو پورا فرمایا کہ قیامت تک اس اسلامی فرمانروائی کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق پر ایمان لانے کو معتبر قرار دیا، اس کے علاوہ طریقوں کو گمراہی اوربدبختی سے تعبیر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان، تقویٰ اور قلبی کیفیات کا امتحان لے کر انہیں کامیاب قرار دیا اور مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب کو ایمان کے ساتھ مزیّن فرمایا۔ ان کے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی اور

کفر و فسوق اور عصیان کو ان کے لئے ناپسندیدہ قرار دیا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع اور پیروکار قرار دیا اللہ تعالیٰ نے خود ان کے اوصاف بیان فرمائے کہ وہ آپس میں بڑے مہربان اور کافروں پر بڑے سخت ہیں، وہ بڑے عبادت گذار ہیں، اللہ کی خوشنودی کے طلبگار ہیں، تورات اور انجیل میں بھی ان کی مدح بیان فرمائی، ان کو کامیاب اور جنتی قرار دیا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اپنی امت میں سب سے بہترین قرار دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ محبت کو اپنے ساتھ محبت اور صحابہ کرام کے ساتھ بغض کو اپنے ساتھ بغض قرار دیا ہے

**دلائل**

**وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللہُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ (التوبۃ:١٠٠)- فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللہِ إِنَّ اللہَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝ (اٰل عمران:١٥٩) ۝ وَعَدَ اللہُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ ۝ (النور:٥٥) فإذن المراد بهذا الاستخلاف طريقة الإمامة ومعلوم أن بعد الرسول لا يحصل هذا**

الاستخلاف إلاّ في أيام أبي بكر وعمر وعثمان لأنّ في أيامهم كان الفتوح العظيم وحصل التمكن وظهر الدين والأمن (تفسير كبير:۸۔۴۱۳) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: تفسیر بیضاوی:۳۔۴۱ ﴿ فَإِنْ اٰمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللہُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (البقرۃ:۱۳۷)﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللہُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ (الحجرات:۳) ﴿ وَلٰكِنَّ اللہَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولٰٓئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ﴾ (الحجرات:۷)﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللہُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (الانفال:۶۴) ﴿ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللہِ وَالَّذِينَ مَعَهٗ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللہِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَآزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللہُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الفتح:۲۹) ﴿ أَنَّ عُمَرَ بْنَ

**الْخَطَّابِ قَامَ بِالْجَابِيَةِ لِلنَّاسِ خَطِيبًا فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللِہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَامَ فِينَا كَقِيَامِي فِيكُمْ فَقَالَ: أَكْرِمُوا أَصْحَابِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ (مصنف عبد الرزاق:۱۰/۲۹۶) عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللِہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِى لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِى فَوَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلاَ نَصِيفَهُ (صحيح مسلم:۲/۳۱۰) عَنْ عَبْدِ اللِہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللِہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ اللہَ اللہَ فِي أَصْحَابِي اللہَ اللہَ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِي وَمَنْ اٰذَانِي فَقَدْ اٰذَى اللہَ وَمَنْ اٰذَى اللہَ يُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ (سنن ترمذى:۲/۷۰۶) و اصحاب جمع صاحب ...... ثم اهل الحديث على ان الصاحب من رأى النبى صلى اللہ عليہ وسلم أو رأہ النبى صلى اللہ عليہ وسلم كالمكفوفين مسلما ثم مات على الاسلام (نبراس:۲۸۰)**

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں

**قد صح ان الصحابة افضل من التابعين و من الامم السابقة لقوله تعالیٰ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ باللّٰہِ (نبراس: ۳۰۰)** سند

صحابہ کرام میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عشرۂ مبشرہ میں سے باقی چھ صحابہ دوسرے تمام صحابہ سے افضل ہیں، ان چھ کے نام حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ہیں، پھر اصحابِ بدر، پھر اصحابِ احد، پھر اصحابِ بیعتِ رضوان، پھر فتح مکہ سے پہلے اسلام لانے والے اور غزوات میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فتحِ مکہ کے بعد اسلام لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔

**اجمع اهل السنة و الجماعة على ان افضل الصحابة ابوبكر فعمر فعثمان فعلى، فبقية العشرة المبشرة بالجنة، فاهل بدر، فباقى اهل احد، فباقى اهل بيعة الرضوان بالحديبية ..... و بالجملة فالسابقون الاولون من المهاجرين و الانصار افضل من غيرهم لقوله تعالیٰ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ**

**وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللہُ الْحُسْنٰی وَاللہُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (شرح فقہ اکبر:۱۲۰) مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: الاصابہ:۱/۲۴، الیواقیت و الجواہر:۲/۷۶**

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل، مؤمنِ کامل اور جنتی ہیں۔

**وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللہِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ۔ (الانفال:۷۴) وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللہُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ (التوبہ:۱۰۰) والصحابة كلهم عدول مطلقا لظواهر الكتاب والسنة وإجماع من يعتد بہ۔ (مرقاۃ:۵/۵۱۷) ليس في الصحابة من يكذب ولا غير ثقة ۔ (عمدۃ القاری:۲/۱۰۵)**

قیامت تک کوئی بڑے سے بڑا ولی کسی ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، جس طرح کوئی ولی یا صحابی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

وَكُلًّا وَعَدَ اللہُ الْحُسْنٰىُ (الحديد:١٠) و قال اللہ تعالیٰ فی حق الصحابہ: رَضِيَ اللہُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (البینۃ:٨) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ فَسَبَّهُ خَالِدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ (صحيح مسلم:٢۔٣١٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً يَعْنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً۔ (شرح عقیدہ طحاویہ:٤٦٩)سند

بد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم برحق، معیارِ حق اور تنقید سے بالاتر ہیں۔

أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا۔ (الانفال: ٤ ) فَإِنْ اٰمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا۔ (البقرہ:١٣٧) وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ اٰمِنُوا كَمَا اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا اٰمَنَ السُّفَهَآءُ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلٰكِنْ لَا يَعْلَمُونَ۔ (البقرہ:١٣)سند

بد کسی شخص کو صحابہ کی خطائے اجتہادی پر تنقید کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ تشریح

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلافات و
مشاجرات‘ امانت، دیانت، تقویٰ، خشیتِ الٰہی اور اختلافِ
اجتہادی پر مبنی ہیں، ان میں سے جن سے خطاءِ اجتہادی
ہوئی وہ بھی اجر کے مستحق ہیں، اس لئے کہ مجتہد
مخطی کو بھی ایک اجر ملتا ہے اور اس سے خطاء اجتہادی
پر نہ دنیا میں مؤاخذہ ہوتا ہے نہ آخرت میں۔ دلائل

**مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِينَ مَعَهٗ أَشِدَّآءُ
عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ (الفتح:۲۹) يَوْمَ
لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَهٗ
نُورُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ۔
(التحريم:۸ ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهَ
اللّٰهَ فِي أَصْحَابِي، لاَ تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِيَ
(سنن ترمذی: ۲/۷۰۶) و قد احبهم النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و اثنیٰ علیہم و
اوصیٰ امتہ بعدم سبهم و بغضهم و
اذاهم، و ما ورد من المطاعن فعلی
تقدیر صحتہ لہ محامل و تاویلات، و مع
ذٰلک لا یعادل ما ورد فی مناقبهم و حکی
عن آثارهم العرضیہ و سیرهم الحمیدہ
نفعنا اللہ بمحبتهم اجمعین .......
اشتبهت علیہم القضیہ و تیحیروا فیها و
لم یظہر ترجیح احد الطرفین و فاعتزلوا
الفریقین، و کان هذا الاعتزال هو الواجب
فی حقهم، لانہ لا یخل الاقدام علی قتال**

**مسلم حتی یظہر انہ مستحق لذٰلک ولو ظہر لہؤلاء رجحان احد الطرفین و ان الحق معہ لما جاز لہم التاخر عن نصرتہ فی قتال البغاۃ علیہ، فکلہم معذورون رضی اللہ عنہم ولٰذا اتفق اہل الحق و من یعتد بہ الاجماع علی قبول شہاداتہم و روایاتہم و کمال عدالتہم رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (الاصابہ ۱۔۲۶)۔ المبحث الرابع و الاربعون فی بیان وجوب الکف عما شجر بین الصحابہ و وجوب اعتقاد انہم ماجورون ..... و ذٰلک لانہم کلہم عدول باتفاق اہل السنہ سواء من لابس الفتن و من لم یلابسہا کفتنہ عثمان و معاویہ و وقعہ الجمل و کل ذٰلک وجوبا لاحسان الظن بہم و جعلا لہم فی ذٰلک علی الاجتہاد ..... و کلم مجتہد مصیب اوالمصیب واحد و المخطئ معذور بل ماجور۔ (الیواقیت و الجواہر:۲۔۷۷)۔** بند

بند.

بد کسی بھی صحابی سے اللہ تعالیٰ آخرت میں کوئی مؤاخذہ نہیں فرمائیں گے۔

**يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَهٗ نُورُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ۔ (التحریم:۸) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: شرح فقہ اکبر:۶۵۔** بند

نبوت و رسالت کے لئے جس طرح حق تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کا انتخاب فرمایا، اسی طرح مقامِ صحابیت پر فائز کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے خاص بندوں کو منتخب فرمایا ہے۔

**و قال اللہ تعالیٰ : قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصْطَفٰی، قال ابن عباس رضی اللہ عنہ: اصحب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اصطفاھم اللہ لنبیہ علیہ السلام (الاصابہ:۱؍۱۸) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن اللہ اختار أصحابي على الثقلين سوى النبيين والمرسلين (مجمع الزوائد:۱۰) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: الاصابہ:۱؍۱۸**

جو شخص صحابیتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منکر ہو یا الوہیتِ علی رضی اللہ عنہ کا قائل ہو یا ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت باندھتا ہو یا تحریفِ قرآن کا قائل ہو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

**نَعَمْ لَا شَكَّ فِي تَكْفِيرِ مَنْ قَذَفَ السَّيِّدَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا أَوْ أَنْكَرَ صُحْبَةَ الصِّدِّيقِ ، أَوْ اعْتَقَدَ الْأُلُوهِيَّةَ فِي عَلِيٍّ أَوْ أَنَّ جِبْرِيلَ غَلِطَ فِي الْوَحْيِ ، أَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ مِنَ الْكُفْرِ الصَّرِيحِ الْمُخَالِفِ لِلْقُرْاٰنِ ، وَلٰكِنْ لَوْ تَابَ تُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ (رد المحتار:۴؍۳۳۷) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: رد المحتار:۴؍۲۶۳، البزازیہ علی**

**ہامش الہندیہ:۶؍۳۰۹، بحر الرائق:۵؍۲۱۳، فتاویٰ عالمگیریہ:۲؍۲۶۴؍**

### ہم خلفائے راشدین کوکس طرح مانیں اور ان سے متعلق احکام و عقائد

**عقیدہ** چار خلفاء کے فیصلوں کو قبول کرنا اور ان کی سنتوں پر عمل کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنا اور آپ کے فیصلوں کو قبول کرنا ہے۔ تشریح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال تک خلافتِ راشدہ کا زمانہ ہے جس کو خلافتِ نبوت بھی کہا گیا ہے، ان تیس سالوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چار جلیل القدر صحابہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمانِ غنی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم بالترتیب خلیفہ بنے، ان چار خلفاء کے فیصلوں کو قبول کرنا اور ان کی سنتوں پر عمل کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنا اور آپ کے فیصلوں کو قبول کرنا دلائل

عن العرباض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِى وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ (سنن ابوداؤد:۲،۲۹۰) عن سفینہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الْخِلَافَة بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً (سنن ابوداؤد:۲،۲۹۳)
قال ابن رجب حنبلی: و السنہ ہی الطریق المسلوک فیشمل ذٰلک التمسک بما کان علیہ ہو و خلفاء الراشدون من الاعتقادات و الاعمال و الاقوال و ہذہ ہی السنہ الکاملہ (جامع العلوم و الحکم:۲۳۰) فإنهم لم يعملوا إلا بسنتي فالإضافة إليهم إما لعملهم بها أو لإستنباطهم واختيارهم إياها (مرقاۃ: ۱،۲۳۰)
.

## ہم اہلِ بیتِ اطہار کوکس طرح مانیں اور ان سے متعلق احکام و عقائد

اہل بیت سے مراد بیوی اور اولاد ہوتے ہیں، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات، تین صاحبزادے، چار صاحبزادیاں اور صاحبزادیوں کی اولاد اہل بیت ہیں۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد گیارہ ہے، جن میں سے دو نے آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں وصال فرمایا، ایک حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور دوسری حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت نو (۹) ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن باحیات تھیں۔

**ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن:**

**ذیل میں ازواجِ مطہرات کے اسمائے گرامی بترتیبِ نکاح ذکر کئے جاتے ہیں:**

(۱) حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

(۲) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما

(۴) حضرت حفصہ بنت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما

(۵) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

(۶) حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا

(۷) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

(۸) حضرت جویریہ بن حارث رضی اللہ عنہا

(۹) حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا

(۱۰) حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

(۱۱) حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

**گیارہ ازواجِ مطہرات کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین باندیاں بھی تھیں:**

(۱) حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

(۲) حضرت ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا

(۳) حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا۔

**اولادِ شریفہ:**

نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں: (۱) حضرت قاسم، (۲) حضرت عبد اللہ، ان کو طیب و طاہر بھی کہا جاتا ہے، بعضوں نے ان دونوں کو الگ الگ شمار کیا ہے اور (۳) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہم، تینوں صاحبزادے آپ کی حیاتِ طیبہ ہی میں وصال فرماگئے۔ آپ کی چار صاحبزادیاں ہیں، ان کے نام یہ ہیں: (۱) حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن، سب بڑی ہوئیں اور بیاہی گئیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ تینوں صاحبزادیوں کا آپ کی حیاتِ طیبہ ہی میں وصال ہوگیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ الکبریٰ سے ہوئی، سوائے حضرت ابراہیم کے، وہ آپ کی باندی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے علاوہ اور کسی صاحبزادی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کا سلسلہ نہیں چلا۔

قرآن وحدیث سے اہل بیت کے فضائل ثابت ہیں۔

قرآن و حدیث میں اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بے شمار فضائل و مناقب بیان کئے گئے ہیں، ان میں سے چند یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو دنیا بھر کی تمام عورتوں سے افضل قرار دیا اور انہیں ہر قسم کی ظاہری و باطنی گندگی سے پاک قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو طیبات یعنی پاکیزہ عورتیں قرار دیا اور ان پر الزام تراشی کرنے والوں کو دنیا و آخرت میں لعنت اور عذاب عظیم کا مستحق قرار دیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اہل بیت سے محبت کا حکم دیا، فرمایا: تم مجھ سے محبت کی بناء پر میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے مثل قرار دیا کہ جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پر سوار ہوگیا اس نے نجات پائی اور جو کشتئ نوح پر سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہوگیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید اور اہل بیت کے متعلق ارشاد فرمایا: میں تم میں دو بھاری و قیمتی چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں، پہلی چیز کتاب اللہ ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے، اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہنا، پھر فرمایا: (دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں کہ تم میرے اہلِ بیت کے حقوق کا خیال رکھنا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اہلِ بیت سے محبت نہ کرے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا: جس نے میرے چچا (حضرت عباس) کو ایذاء دی اس نے مجھے ایذاء دی، کیونکہ آدمی کا چچا اس کے والد کے برابر ہوتا ہے۔

ہے، مزید فرمایا: عباسؓ مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جنتی عورتوں کی سردار قرار دیا اور فرمایا: فاطمہؓ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جس نے فاطمہؓ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائیں گے۔ حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے متعلق ارشاد فرمایا: جو ان سے جنگ کرے گا میری اس سے جنگ ہوگی اور جو ان سے صلح کرے گا میری اس سے صلح ہوگی۔

**تفسیر حاشیہ شیخ زادہ:۶،۶۳۵۔ شرح فقہ اکبر:۱۱۰۔ سیر اعلام النبلاء:۱،۲۲۸۔ الوفاء: ۶۶۷۔ و لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقب الامن ابنتہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، فانتشر نسلہ الشریف منها فقط من جہۃ السبطین اعنی الحسنین۔ (شرح فقہ اکبر:۱۱۰) و تزوج الخدیجۃ و ھو ابن بضع و عشرین سنۃ فولد لہ منها قبل مبعثہ القاسم و رقیۃ و زینب و ام کلثوم و ولد لہ بعد البعث الطیب و الطاہر و فاطمہ رضی اللہ عنہم (اصول کافی:۲۷۹، کتاب الحجۃ، باب مولد النبیﷺ) يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَآءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَاٰتِينَ الزَّكَاةَ**

وَأَطِعْنَ اللہَ وَرَسُولَهٗ إِنَّمَا يُرِيدُ اللہُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (الاحزاب: ٣٢،٣٣) إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللہُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللہَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (النور:٢٣تا ٢٦) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِبُّوا اللہَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ وَأَحِبُّونِي بِحُبِّ اللہِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي بِحُبِّي(سنن ترمذی:٢،٦٩٩) حَدَّثَنَا أَبُو الطُّفَيْلِ ، أَنَّهٗ رَأٰى أَبَا ذَرٍّ قَائِمًا عَلٰى هٰذَا الْبَابِ وَهُوَ يُنَادِي، أَلَا مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي، وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي فَأَنَا جُنْدُبٌ، أَلَا وَأَنَا أَبُو ذَرٍّ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي مَثَلُ سَفِينَةِ نُوحٍ، مَنْ رَكِبَ فِيهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ (مستدرک حاکم:٢،٣٣٤) حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ إِلٰى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فَلَمَّا جَلَسْنَا إِلَيْهِ قَالَ لَهٗ حُصَيْنٌ لَقَدْ لَقِيتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا رَأَيْتَ رَسُولَ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتَ حَدِيثَهٗ وَغَزَوْتَ مَعَهٗ وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ لَقَدْ لَقِيتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللہِ صَلَّى اللہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَقَدُمَ عَهْدِي وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوا وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُونِيهِ ثُمَّ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَ اسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمْ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي (صحيح مسلم:۲،۲۷۹) حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بْنُ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ دَخَلَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ مَا أَغْضَبَكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ إِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوهٍ مُبْشَرَةٍ وَإِذَا لَقُونَا لَقُونَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰى عَمِّي فَقَدْ اٰذَانِي فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ (سنن ترمذی:۲،۶۹۶) أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ دَخَلَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا ..... فَقَالَ

مَا أَغْضَبَکَ .... ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللِ صَلَّی اللُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ اٰذَی عَمِّي فَقَدْ اٰذَانِي فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ (سنن ترمذی:٢، ٦٩٦ ) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللِ صَلَّی اللُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبَّاسُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ (سنن ترمذی:٢، ٦٩٦) عَنْ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللِ صَلَّی اللُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي (صحيح بخاری:١، ٥٣٢) عَنْ الْحَسَنِ سَمِعَ أَبَا بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّی اللُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ إِلٰی جَنْبِهِ يَنْظُرُ إِلَی النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُولُ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنْ الْمُسْلِمِينَ (صحيح بخاری:١، ٥٣٠) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللِ صَلَّی اللُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ (سنن ترمذی:٢، ٧٠٦)

# توسل ’ اولیاء ’ کرامات

### ہم توَسُّل(وسیلہ بنانا یا پکڑنا)کو کس طرح سمجھیں اوراس سے متعلق احکام و عقائد

لما جاء فی الصحیحن من حدیث الغار ان ثلثہ نفر قد اخذهم المطر فمالوا الی غار فی الجبل فانحطت علی فم غارهم صخرہ من الجبل ...... الی ان فرج اللہ عنہم بتوسل صالح اعمالهم (صحیح بخاری:۲؍۸۸۴، صحیح مسلم:۲؍۳۵۳) استدل أصحابنا بهذا علی أنه یستحب للانسان أن یدعو فی حال کربه وفی دعاء الاستسقاء وغیره بصالح عمله ویتوسل إلی الله تعالی به لأن هؤلاء فعلوه فاستجیب لهم وذکره النبی صلی الله علیه و سلم فی معرض الثناء علیهم وجمیل فضائلهم (شرح النووی علی مسلم:۲؍۳۵۳) فَالتَّوَسُّلُ إلَى اللَّهِ بِالنَّبِيِّينَ هُوَ التَّوَسُّلُ بِالْإِيمَانِ بِهِمْ وَبِطَاعَتِهِمْ كَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِمْ وَمَحَبَّتِهِمْ

**وَمُـــوَالَاتِهِمْ أَوْ بِـــدُعَائِهِمْ وَشَـــفَاعَتِهِمْ۔**
**(فتاویٰ ابن تیمیہ:۲۷؍۱۳۳)** سند

انبیاء کرام علیہم السلام، صلحاء، اولیاء، صدیقین و شہداء اور اتقیاء کا توسل جائز ہے، یعنی ان کے وسیلے سے دعاء مانگنا جائز ہے۔ تشریح

جیسے نیک اعمال کا توسل جائز ہے ایسے ہی نیک اور برگزیدہ ہستیوں کا توسل بھی جائز ہے، کیونکہ ذوات یعنی نیک لوگوں کا توسل در حقیقت اعمال ہی کا توسل ہے۔

توسل کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعاء کرے کہ یا اللہ! میں نبی کے وسیلے سے یا آپ کے فلاں ولی کے وسیلے سے اپنی دعاء کی قبولیت چاہتا ہوں اور اپنی حاجت بر اری کا خواستگار ہوں، یا اسی جیسے دوسرے کلمات کہے۔ دلائل

**فالتوسل و التشفع والتحوہ و الاستغاثہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم و سائر الانبیاء و الصالحین لیس لها معنیٰ فی قلوب المسلمین غیر ذٰلک و لا یقصدبها احد منهم سواہ فمن لم ینشرح صدرہ لذٰلک فلیبک علی نفسہ۔ (شفاء السقام:۱۲۹، بحوالہ تسکین الصدور:۴۰۵)**

**مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: زیارۃ القبور:۱۱۸، انفاس عیسیٰ:۴۱، الوسیلة المنزلة عند الملك و الوسیلہ الدرجة و الوسیلہ القربة، ووسل فلان إلی الله**

تعـالى، وسـيلۃ اذا عمـل عملاً تقـرب بـه إليه، والواسـل الـراغب إلى اللـه تعـالى۔ (لسان العرب:١١۔٨٤٦) ۔ وَقَالَ السُّـبْكِيُّ : يَحْسُنُ التَّوَسُّلُ بِالنَّبِيِّ إلَى رَبِّهِ وَلَمْ يُنْكِـرْهُ أَحَـدٌ مِنْ السَّـلَفِ وَلَا الْخَلَـفِ إلَّا ابْنَ تَيْمِيَّةَ فَابْتَـدَعَ مَـا لَمْ يَقُلْـهُ عَـالِمٌ قَبْلَـهُ۔ (رد المحتـار:٥۔٣٥٠) إن التوسـل بجـاه غـير النبى صلى الله عليـه و سـلم لابأسـى بـه أيضا إن كان المتوسل بجاهه ممـا علم أن له جاها عند الله تعالى كالمقطوع بصلاحه وولايتـــه۔ (روح المعـــانى:٦۔١٢٨) ۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُمَـرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِـيَ اللَّهُ عَنْـهُ كَـانَ إِذَا قَحَطُــوا اسْتَسْــقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْـدِ الْمُطَّلِبِ فَقَـالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّــلُ إِلَيْــكَ بِنَبِيِّنَــا فَتَسْــقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّــلُ إِلَيْــكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَــا فَاسْــقِنَا قَـالَ فَيُسْــقَوْنَ۔ (صــحيح بخــارى:١۔١٣٧) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ فَقَـالَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَنِي قَالَ إِنْ شِئْتَ دَعَـوْتُ وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَالَ فَادْعُهْ قَـالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّـأَ فَيُحْسِـنَ وُضُـوءَهُ وَيَـدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَـةِ إِنِّي تَـوَجَّهْتُ بِـكَ إِلَى رَبِّي فِي حَــاجَتِي هَــذِهِ لِتُقْضَــى لِيَ

**اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ (سنن ترمذی:۲/۱۹۷)**
**ومن آداب الدعاء تقديم الثناء على الله والتوسل بنبي الله ليستجاب الدعاء (حجة الله البالغة:۲/۶)** بند

بند.

توسل نیک ہستیوں کی زندگیوں میں بھی جائز ہے اور ان کی وفات کے بعد بھی جائز ہے

**ويستفاد من قصة العباس استحباب الاستشفاع بأهل الخير والصلاح وأهل بيت النبوة (فتح الباری:۳/۱۵۱) وَيَجُوزُ التَّوَسُّلُ إلَى اللَّهِ تَعَالَى وَالِاسْتِغَاثَةُ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ بَعْدَ مَوْتِهِمْ (بریقہ محمودیہ:۱/۲۷۰) و عندنا و عند مشائخنا یجوز التوسل فی الدعوات بالانبیاء و الصالحین من الاولیاء و الشهداء و الصدیقین فی حیاتهم و بعد وفاتهم بان یقول فی دعاء اللهم انی اتوسّل الیک بفلان ان تجیب دعوتی و تقضی حاجتی الی غیر ذٰلک (المهند علی المفند:۱۲/۱۳)** بند

بزرگوں کا وسیلہ بنانا کیسا ہے بجائے براہ راست انہیں سے حاجت مانگنا اور ان کو مشکل کشا سمجھنا شرک ہے

**عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَقَالَ: يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، احْفَظِ**

**اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ (سنن ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح: ۲/۴۵۳) فإن منهم من قصد بزيارة قبور الأنبياء والصلحاء: أن يصلي عند قبورهم، ويدعو عندها، ويسألهم الحوائج، وهذا لا يجوز لأن ذلك من العبادة، فإن العبادة وطلب الحوائج والاستعانة حق لله وحده (مجمع بحار الانوار:۲/۷۳) مزيد تفصيل کے لئے دیکھیں: حجۃ اللہ البالغۃ:۱/۱۲۲)**

**ہم بزرگانِ دین اوران کی کرامات کو کس طرح مانیں ان سے متعلق احکام و عقائد**

اولیاء اللہ سے کرامتوں کا ظاہر ہونا حق ہے، جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے معجزات کا ظاہر ہونا حق ہے۔ تشریح

کرامت اس خرقِ عادت کام کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی توقیر بڑھانے کے لئے ان کے ہاتھوں سے ظاہر فرماتے ہیں۔ والکرامۃ خارق للعادۃ الا انھا غیر مقرونۃ بالتحدی و ھی کرامۃ للولی (شرح فقہ اکبر:۷۹) بند

بد ولی ہونے کے لئے آثارِ ولایت کا پایا جانا ضروری ہے، کوئی شخص محض قرابتِ ولی کی بناء پر ولی نہیں ہوسکتا۔

**وَلَهُمْ الْكَرَامَاتُ الَّتِي يُكْرِمُ اللَّهُ بِهَا أَوْلِيَاءَهُ الْمُتَّقِينَ وَخِيَارُ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ كَرَامَاتُهُمْ لِحُجَّةٍ فِي الدِّينِ أَوْ لِحَاجَةٍ بِالْمُسْلِمِينَ۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ:۱۱؍۱۷) و الکرامات للاولیاء حق، أی ثابت بالکتاب و السنۃ ..... و الولی ھو العارف باللّٰہ و صفاتہ بقدر ما یکن لہ المواظب علی الطاعات المجتنب عن السیئات المعرض عن الانھماک فی اللذات والشھوات والغفلات۔ (شرح فقہ اکبر:۷۹)**

بد معجزہ اور کرامت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ تشریح

معجزہ اور کرامت کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ ہوتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نبی کے ہاتھوں معجزہ ظاہر فرمانے پر قادر ہیں، ایسے ہی ولی کے ہاتھوں کرامت ظاہر کرنے پر بھی قادر ہیں، کرامت کے ظاہر ہونے میں کسی ولی کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا؛ بلکہ جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں اور جو کرامت چاہتے ہیں اپنے کسی نیک بندے کے ہاتھوں ظاہر فرما دیتے ہیں۔

ہر خرقِ عادت کام خواہ وہ معجزہ ہو یا کرامت، تین امور کی بناء پر وجود میں آتا ہے، علم، قدرت اور غناء، اور یہ تین صفات علی وجہ الکمال ذات باری تعالیٰ ہی میں

موجود ہیں، لہذا معجزہ اور کرامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ دلائل

**المعجزة للنبي، والكرامة للولي, وجماعها: الْأَمْرُ الْخَارِقُ لِلْعَادَةِ، فَصِفَاتُ الْكَمَالِ تَرْجِعُ إِلَى ثَلَاثَةٍ: الْعِلْمُ، وَالْقُدْرَةُ، وَالْغِنَى. وَهَذِهِ الثَّلَاثَةُ لَا تَصْلُحُ عَلَى الْكَمَالِ إِلَّا لِلَّهِ وَحْدَهُ، فَإِنَّهُ الَّذِي أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَهُوَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ۔ (شرح عقیدہ طحاویہ:۴۹۴) فَحِينَئِذٍ يُضَافُ إلَيْك التَّكْوِينُ ، وَخَرْقُ الْعَادَاتِ فَيُرَى ذَلِكَ مِنْك فِي ظَاهِرِ الْعَقْلِ وَالْحُكْمِ وَهُوَ فِعْلُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَقًّا فِي الْعِلْمِ۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ) یعنی آں در حقیقت فعل حق است کہ بر دستِ ولی ظہور یافتہ چنانچہ معجزہ بر دستِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ترجمہ فتوح الغیب:۲۰۷ بحوالہ راہِ ہدایت:۵۵)** بند

بند.

اولیاء اللہ سے کرامتیں ظاہر ہونا کوئی ضروری نہیں، ممکن ہے کوئی شخص اللہ کا دوست اور ولی ہو اور عمر بھر اس سے کوئی کرامت ظاہر نہ ہو۔

**قلت ظہور الکرامہ لیس من لوازم الولی و لا فی استطاعتہ کل ما اراد بل کل من باشر المجاهدات لظهور الخوارق لم یبلغ الولایہ و لم یظهر عنہ الکرامہ۔**

**(نبراس:۵۵) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے:**
**شرح فقہ اکبر:۸۰۔ سند**

کسی ولی کی کرامت در حقیقت اس نبی کا معجزہ ہوتی ہے جس کی امت میں سے یہ ولی ہے، کیونکہ اس امتی کی کرامت نبی کے سچا ہونے کی علامت ہے۔

**و الکرامۃ خارق للعادۃ الا انہا غیر مقرونۃ بالتجدی و ھی کرامۃ للولی و علامۃ لصدق النبی فان کرامۃ التابع کرامۃ المتبوع (شرح فقہ اکبر:۷۹)**
**وَكَرَامَاتُ أَوْلِيَاءِ اللَّهُ إنَّمَا حَصَلَتْ بِبَرَكَةِ اتِّبَاعِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ فِي الْحَقِيقَةِ تَدْخُلُ فِي مُعْجِزَاتِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۱۔۲۷) سند**

اولیاء کی بعض کرامات جو دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہیں ان پر ایمان لانا فرض ہے اور جو کرامات دلائلِ ظنیہ سے ثابت ہیں انہیں تسلیم کرنا بھی ضروری ہے، ایسی کرامات کا انکار ضلالت و گمراہی ہے۔ تشریح

اولیاء کی بعض کرامات جو دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہیں ان پر ایمان لانا اور ان کو دل و جان سے قبول کرنا فرض ہے، ایسی قطعی کرامات میں سے کسی ایک کے انکار سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، مثلاً اصحابِ کہف کا کئی سو سال تک سوئے رہنا، حضرت مریم علیہا السلام کے بطنِ مبارک سے بغیر شوہر کے حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا، حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم پھل کا آجانا وغیرہ۔ دلائل

**وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ (الكهف:١٨) قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ۔ قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۔ قَالَ كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا (مريم:١٩تا ٢١) كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ (اٰل عمران:٣٧) و اجمع المحققون من اهل السنۃ على حقیۃ الكرامات ..... لا يكن انكارہ و ايضا الكتاب ناطق بظہورہا أى الكرامۃ من مريم امر عیسیٰ علیہ السلام و من صاحبِ سليمان علیہ السلام ..... و بعد ثبوت الوقوع لاحاجۃ الى البنات الجوازہ (نبراس:٢٩٦) وهذا لأن خبر الواحد محتمل لا محالة, ولا يقين مع الاحتمال, ومن أنكر هذا فقد سفه نفسه و أضل عقله (كشف الاسرار شرح اصول بزدوى:٣ ۔ ٦٩٤) سند**

.

# تقلید و اجتہاد

**ہم تقلید کو اس طرح مانیں اوراس سے متعلق احکام و عقائد**

**تقلید کی تعریف:** ناواقف آدمی کا کسی جاننے والے پر اعتماد کرکے اس کے قول پر عمل کرنا اور دلیل کا مطالبہ نہ کرنا تقلید کہلاتا ہے۔

عام مسلمانوں میں اتنی استعداد و صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ براہِ راست قرآن و سنت کو سمجھ سکیں، متعارض دلائل میں تطبیق یا ترجیح کا فیصلہ کرسکیں، لہٰذا

ان پر لازم ہے کہ کسی مجتہد کا دامن پکڑیں اور اس کے بیان کردہ مسائل و احکام پر عمل کریں۔

ائمہ مجتہدین بہت سے گذرے ہیں، مگر تقلید صرف چار اماموں، امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کی کی جاتی ہے، اس لئے کہ انہی ائمۂ اربعہ کے فقہی مذاہب مدون شکل میں محفوظ ہیں اور باقی اماموں کے فقہی مذاہب نہ تو اس طرح مدون شکل میں محفوظ ہیں اور نہ ہی ان مذاہب کے علماء پائے جاتے ہیں کہ بوقتِ ضرورت ان کی طرف مراجعت کی جائے، لہٰذا ائمۂ اربعہ میں سے ہی کسی ایک امام کی تقلید واجب ہوگی۔

بر صغیر پاک و ہند اور بنگلہ دیش میں چونکہ اکثر فقہ حنفی ہی کے علماء پائے جاتے ہیں لہٰذا ان ملکوں میں رہنے والوں پرعموماً فقہ حنفی کی تقلید لازم ہے۔

دلائل

**وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ (النحل:۴۳) التقليد اتّباع الإنسان غيره فيما يقول أو يفعل معتقدا للحقية من غير نظر إلى الدليل، كأنّ هذا المتّبع جعل قول الغير أو فعله قلادة في عنقه من غير مطالبة دليل۔ (کشاف اصطلاحات الفنون و العلوم:۱۱۷۸)۔ و ضرب لا يعلم الا بالنظر و الاستدلال کفروع العبادات و المعاملات و المناکحات و غير ذلک من الاحکام فهذا يسوغ فيه التلقيد بدليل:**

قولہ تعالیٰ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُــــــــونَ۔ (الفقیہ و المتفقہ:۲/۱۲۸، بحوالہ مجموعہ مقالات:۱/۱۲۵)ان العامی یجب علیہ تقلیـــد العلمـــاء فی احکـــام الحوادث۔ (تفسیر کبیر:۳/۲۷۲۷)۔ وثانیهـا قـال رسـول اللہ صـلی اللہ علیـه و سـلم اتبعـوا السـواد الأعظم ولمـا اندرسـت المـذاهب الحقـة إلا هـذه الأربعـة كـان اتباعهـا اتباعـا للسـواد الأعظم والخـروج عنهـا خروجـا عن السـواد الأعظم۔ (عقـد الجيـد مـع سـلک مرواريـد:۳۳) أن هـذه المـذاهب الأربعـة المدونـة المحـررة قـد اجتمعت الأمة - أو من يعتد به منها - على جواز تقليـدها إلى يومنـا هـذا ، وفي ذلـك من المصالح ما لا يخفى لا سيما في هـذه الأيـام الـتي قصـرت فيهـا الهمم جـدا ، وأشربت النفـوس الهـوى وأعجب كـل ذي رأي برأيه۔ (حجۃ اللہ البالغۃ:۱/۱۵۴) على هذا ما ذكر بعض المتاخرين مع تقليد غــير الاربعہ لانضـــباط مـــذاهبهم و تقييـــد مسـائلهم و تخصـيص عمومهـا و لم يـدر مثلہ فى غيرهم الآن لانقراض اتبـاعهم و هـو صـحيح۔ (التحريـر فى اصـول الفقہ: ۵۵۲)۔ فـاذا كـان إنسـان جاهـل في بلاد الهنـد أو في بلاد مـا وراء النهـر وليس

**هناك عالم شافعي ولا مالكي ولا حنبلي ولا كتاب من كتب هذه المذاهب وجب عليه أن يقلد لمذهب أبي حنيفة ويحرم عليه أن يخرج من مذهبه۔ (الانصاف:۷۰)۔**

بند

بند.

**بند** قرآن وسنت کے واضح احکامات میں کسی امام و مجتہد کی کوئی تقلید نہیں ہوتی ہے

تشریح

تقلید صرف ان مسائل و احکام میں کی جاتی ہے جن کے بارے میں قرآن و سنت میں کوئی واضح حکم موجود نہیں ہوتا یا قرآن و سنت کا مطلب سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے یا ان کے ایک سے زائد معنیٰ ہوتے ہیں یا ان کے معنیٰ میں کوئی اجمال یا ابہام ہوتا ہے یا قرآن و سنت یا ان سے نیچے درجے کے دلائل میں تعارض ہوتا ہے، چنانچہ قرآن و سنت کے وہ احکام و مسائل جو قطعی ہیں یا ان کا حکم واضح ہے کہ ان میں کسی قسم کا کوئی اجمال و ابہام یا تعارض وغیرہ نہیں، ان مسائل میں کسی امام و مجتہد کی کوئی تقلید نہیں ہوتی، مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کی فرضیت اور زنا، چوری، ڈاکہ، قتل و غارت گری اور شراب نوشی وغیرہ کی حرمت میں کسی امام کی تقلید نہیں کی جاتی، ایسے احکامات کے بارے میں براِ راست قرآن و سنت پر عمل کیا جاتا ہے؛ کیونکہ یہ قرآن وسنت کے واضح احکامات ہیں۔

تقلید صرف مسائل شرعیہ فرعیہ میں ہوتی ہے، چنانچہ جو احکام شریعت تواتر و بداہت سے ثابت ہیں ان

میں تقلید نہیں ہوتی، دین کے بنیادی عقائد میں تقلید نہیں ہوتی، قرآن و سنت کی نصوص قطعی الدلالہ غیر معارضہ میں بھی تقلید نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ۔ دلائل

**وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ (النساء:٨٣) فقد حوت ھذه الآیہ معانی منها ان فی احکام الحوادث مالیس بمنصوص علیہ بل مدلول علیہ و منها ان علی العلماء استنباطہ و التوصل الی معرفتہ بردہ الی نظائرہ من المنصوص و منها ان العامی علیہ تقلید العلماء فی احکام الحوادث (احکام القرآن:٢؍٢١٥)و اما الاحکام فضربان احدهما ما یعلم بالضرورہ من دین الرسول صلی اللہ علیہ وسل کالصلوات الخمس و الزکوٰۃ و صوم شهر رمضان و الحج و تحریم الزنا و شرب الخمر و ما اشبہ ذلک فهذا لا یجوز التقلید فیہ لان الناس کلهم یشترکون فی ادراکہ و العلم بہ فلا معنی للتقلید فیہ، و ضرب لا یعلم الا بالنظر و الاستدلال کفروع العبادات و المعاملات و المناکحات و غیر ذلک من الاحکام فهذا یسوغ فیہ التلقید بدلیل: قولہ تعالیٰ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔**

**(الفقی و المتفق:۲:۱۲۸، بحـــــــوال
مجموع مقـالات:۱:۱۲۵) و کلامنـا فیمـا
لم یکن فی نص عن الشـــارع امامـــا فی
نص فلا یـدخل الاجتهـاد ابـدا کمـا اذا نص
الشـارع علی تحـریم شـیئ أو وجـوب أو
استحباب أو کـراهیت فلا سـبیل لاحـد الی
مخـــالف انمـــا هـــو السمــع و الطـــاع و
التسـلیم (الیـواقیت و الجـواهر:۲:۹۹) و
امـا الاحکـام فضـربان احـدهما مـا یعلم
بالضـــرور من دین الرســـول صـــلی الل
علی وسل کالصلوات الخمس و الزکـوٰ و
صوم شهر رمضان و الحج و تحریم الزنا و
شرب الخمر و ما اشب ذلک فهذا لا یجـوز
التقلیـــد فی (الفقی و المتفق:۲:۱۲۸،
بحوال مجموع مقالات:۱:۱۲۵)** بند

بند.

بند تقلید صرف اس غرض ک لئ کی جاتی  ک قرآن و سـنت سـ جو مختلف المعانی احکام ثابت ور ین ان میں س کوئی ایک معنیٰ متعین کرن ک لئ اپنی ذاتی رائ اسـتعمال کـرن ک بجـائ سلف میں س کسی صالح مجتد کی رائ اور فم پر اعتمـاد کیـا جائ تشریح

ظار  ک ی دوسـری صـورت انتائی محتـاط اور صواب ، کیونک ائم مجتدین متقدمین ک پاس جو علم و فم، تقویٰ و للیت، حـافظ و ذکـاوت، دین و دیـانت اور قربِ عدِ رسالت جیس اوصاف تھ بعد ک لوگوں میں اور

بالخصــوص آج کل لوگــوں میں ویســے اوصــاف نہیں ہیں، چنانچہ جو اعتماد ائمہ مجتہدین پر کیـا جاسـکتا ہے، بعـد کے لوگوں پر نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی آدمی اپنـے اوپـر ویسـا اعتماد کرسکتا ہے۔ دلائل

**فَاسْــــأَلُوٓا أَهْـــلَ الــــذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُـونَ (النحـل:۴۳) اختلـف النـاس في أنـه هـل يجـوز للمجتهـد تقليـد المجتهـد؟ منهم من حكم بـالجواز واحتج بهـذه الآيـة فقال : لما لم يكن أحد المجتهـدين عالمـاً وجب عليــه الرجــوع إلى المجتهــد الآخــر الذي يكون عالماً لقوله تعالى : { فاسألوا أَهْلَ الـذكر إِن كُنْتُم لاَ تَعْلَمُـونَ } فـإن لم يجب فلا أقل من الجـواز۔ (تفسـير كبـير: ۱۹؍۱۹) ولم يختلــف العلمــاء أن العامــة عليهــا تقليــد علمائهـا، وأنهم المــرادون بقول الله عز وجل: {فَاسْأَلُوٓا أَهْلَ الــذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لا تَعْلَمُــــونَ}وأجمعــــوا على أن الأعمى لا بد له من تقليد غـيره ممن يثـق بميزه بالقبلة إذا أشكلت عليه، فكذلك من لا علم له ولا بصر بمعنى ما يدين به لا بــد من تقليـد عالمـهـ۔ (جـامع بيـان العلـوم و فضل۔۲:۲۲۸) بند**

بند.

تقلید سے قرآن و سنت ہی کی پیروی اور اتباع مقصــود ہوتی ہے، تقلید میں مجتہد کی حیثیت شارح کی ہوتی ہے۔ تشریح

مقلد اس کی تشریح و تعبیر پر اعتماد کرتا ہے نہ کہ مجتہد کو بذاتِ خود واجب الاطاعت سمجھ کر اس کی اطاعت کرتا ہے، کیونکہ واجب الاطاعت ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی اس لئے واجب ہے کہ آپ نے اپنے قول و فعل سے احکامِ الٰہی کی ترجمانی فرمائی دلائل

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰہ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (النساء:۵۹) و وجہ تخصيص المجتهدين ان جاء فی الآیۃ الثانیۃ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلٰى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهٗ مِنْهُمْ، ففسر والی الامر باهل الاستنباط وهم المجتهدون (احكام القرآن:۲۵۶،۲) فكذالک يجب علیہ الایمان و التصديق بصحۃ ما استنبطہ المجتهدون ..... كلها مقتبسۃ من شعاع نور الشريعۃ التی هی الاصل و ايضاح ذلک) ان نور الشريعۃ المطہرۃ هو النور الواضح و لكن كلما قرب الشخص منہ يجد اضواء من غيرہ و كلما بعد عنہ فی سلسلۃ التقليد يجدہ اقل نورا بالنسبۃ لما هو اقرب من عين الشريعۃ (اليواقيت و الجواهر:۹۴،۲)** بند

بند.

ائمہ مجتہدین کو شارع یا معصوم سمجھنا قطعی طور پر غلط

تشریح

ائمہ مجتہدین کو شارع، معصوم اور انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح خطاؤں سے پاک سمجھنا قطعی طور پر غلط ہے، وہ شارع، معصوم اور خطاؤں سے پاک نہیں ہیں، ان کے ہر اجتہاد میں احتمالِ خطاء موجود ہے، لیکن انہیں خطاء پر بھی اجر ملتا ہے اور وہ اجرِ اجتہاد ہے، خطاء نہ ہو تو دو اجر ملتے ہیں، ایک اجرِ اجتہاد اور دوسرا اجرِ صواب۔ دلائل

**عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ۔ (صحیح مسلم:۲؍۷۶) و المختار ان الحکم معین و علیہ دلیل: ظنی ان وجدہ المجتہد اصاب و ان فقدہ اخطأ و المجتہد غیر مکلف باصابتہ کما ذهب بعضهم ممن ذهن الی الاحتمالات الثلاث و ذلک لغموضہ و خفاءہ، فلذلک کان المخطئ معذوراً، فلمن اصاب اجران و لم اخطأ اجر و احد کما ورد فی حدیث آخر اذااصبت فلک عشر حسنات و ان اخطأت فلک حسنۃ۔ (شرح فقہ اکبر:۱۳۳)** بند

بند.

بند اب تقلید مطلق جائز نہیں بلکہ تقلید شخصی ہی واجب ہے۔

تشریح

عہدِ صحابہؓ و تابعین میں تقلید مطلق و تقلیدِ شخصی دونوں پر عمل رہا ہے اور دونوں کی بکثرت مثالیں موجود ہیں، اس وقت تقلید کی یہ دونوں قسمیں جائز تھیں، لیکن اب تقلید مطلق جائز نہیں بلکہ تقلید شخصی ہی واجب ہے، یعنی کسی ایک متعین مجتہد ہی کی تقلید کرنا، اس لئے کہ اب اگر تقلید مطلق کو جائز قرار دیا گیا تو چونکہ تقویٰ و خوفِ خدا کا وہ معیار باقی نہیں جو پہلے زمانوں میں تھا، لوگ بجائے شریعت پر عمل کرنے کے اپنی خواہشات پر عمل کریں گے، جس مسئلہ میں جس امام کے قول میں آسانی دیکھیں گے اسی کو اختیار کرلیں گے، اس میں خواہشات کی اتباع ہوگی، شریعت کی پیروی اور اتباع نہیں ہوگی، جبکہ تقلید سے مقصود شریعت کی اتباع ہے۔ دلائل

**كان التقليد موجودا فى عهد الصحابة و التابعين ..... كانوا يعلمون بالتقليد للمطلق من غير التزام لمذهب امام معين و كان التقليد الشخصى فيهم نادرا ولكن لما تغير الزمان و كثرت الاهواء و فسدت الافكار اختار العلماء الخير المجتهدين ان يلتزموا مذهب امام معين لا لانه كان حكما شرعيا بل لكف الناس عن اتباع الهوىٰ فان الرجل العامى اذا حصلت له الحرية لضار الدين لعبة فى ايدى المتلعبين ..... و هدا مما لا يبيحه احد فكان حكم التقليد الشخصى سدا للذريعة**

**لا تشـــریعا عـــالم یثبت من الصـــحابۃ و التـــابعین ۔ (اصـــول الافتـــاء:۱۴) و بعـــد المـائتین ظہر فیہم التملھب للمجتھـدین باعیـانہم و قـل من کـان لا یعتمـد علی مذھب مجتھد بعینہ و کان ھذا ھو الواجب فی ذلک الزمان ۔ (الانصاف:۵۲) فِي وَقْتٍ يُقَلِّـدُونَ مَنْ يُفْسِـدُهُ وَفِي وَقْتٍ يُقَلِّـدُونَ مَنْ يُصَحِّحُهُ بِحَسَبِ الْغَرَضِ وَالْهَـوَى وَمِثْـلُ هَـذَا لَا يَجُـوزُ بِاتِّفَـاقِ الْأُمَّةِ۔ (فتـاویٰ ابن تیمیہ:۲۔۲۴۰)** بند

بند.

**بد** ائمہ مجتہدین کو بُرا بھلا کہنا، اس تقلیدِ شرعی کو شـرکیہ تقلیـد کہنا اور اجتہاد کی استعداد و صلاحیت نہ ہونے کے بـاوجود راسـت قرآن و حدیث پر غلط سلط عمـل کرنـا، ایسـے امـور ہیں جن کی وجہ سے آدمی اہل السنۃ و الجماعۃ سے خارج ہوجاتا ہے اور اہلِ بدعت و ہویٰ میں داخل ہوجاتا ہے۔

**فان اہل السنۃ و الجماعۃ قد افـترق بعـــد القـــرن الثلثۃاو الاربعۃ علی اربعۃ المـذاھب و لم یبـق فی فـروع المسـائل سوی ھـذہ المـذاھب الاربعۃ فقـد انعقـد الاجمـاع المـرکب علی بطلان قـول من یخالف کلھم و قد قـال اللہ تعـالیٰ وَيَتَّبِـعْ غَيْــرَ سَــبِيلِ الْمُــؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَــا تَــوَلَّى وَنُصْـلِهِ جَهَنَّمَ وَسَـاءَتْ مَصِـيرًا۔ (تفسـیر مظہری:۲۔۶۴) فعلیکم یا معشر المؤمنین**

**باتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باہل السنۃ والجماعۃ فان نصرۃ اللہ فی موافقتہم و خزلانہ و سخطہ و مقتہ فی مخالفتہ و ہذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی المذاہب الاربعۃ ہم الحنفیون و المالکون و الشافعیون و الحنبلیون و من کان خارجا من ہذہ المذاہب الاربعۃ فی ذلک الزمان فہو من اہل البدعۃ والنار۔**
**(طحطاوی علی الدر المختار:۴۔۱۵۳)**

## ہم اجتہاد کو اس طرح مانیں اور اس سے متعلق احکام و عقائد

**تعریف:** اجتہاد اس خاص قوتِ استنباط کا نام ہے جس کے ذریعہ آدمی قرآن و حدیث کے خفیہ و دقیق احکام و معانی اور اسرار و علل کو انشراحِ صدر کے ساتھ حاصل کرلیتا ہے کہ عام لوگوں کی یہاں تک رسائی ممکن نہیں ہوتی۔

اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا، نئے پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد ہو سکتا ہے، اجتہاد کے لئے اہلِ اجتہاد ہونا اور اس میں ان تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے جو ایک مجتہد کے لئے شرط ہے، مزید یہ کہ اجتہاد میں انفرادیت

کہ بجائے اجتماعیت کی راہ اختیار کرنی چاہئے، یعنی تمام اہل اجتہاد مل کر نئے پیش آمدہ مسائل کا حل نکالیں۔
(اجتہاد کے شرائط فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں) دلائل

**وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۔ (النساء:۸۳) و فی ھذہ الآیۃ دلالۃ على وجوب القول بالقياس و اجتهاد الرأی فی الاحكام الحوادث۔ (احكام القرآن ۲/۲۶۲) اما شرطہ فانہ یحوی علم الكتاب بمعانیہ و علم السنۃ بطرقها و متونها و وجوہ معانيها و ان يعرف وجوہ القياس (كنزل الوصول الى معرفۃ الاصول:۲۷۸، بحوالہ الكلام المفيد:۶۵)۔**

**عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُولِ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْإِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاةَ الْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ وَإِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ المصابیح:۱/۳۲) أن الأمة اجتمعت على أن يعتمدوا على السلف في معرفة الشريعة فالتابعون اعتمدوا في ذلك على الصحابة وتبع التابعين اعتمدوا على التابعين وهكذا في كل طبقة اعتمد العلماء على من قبلهم والعقل يدل على حسن ذلك**

**لأن الشـــــريعة لا تعـــرف إلا بالنقــــل والإســتنباط والنقـل لا يسـتقيم إلا بـأن تأخذ كل طبقة عمن قبلها بالإتصال(عقد الجيـد:٣٦) أمـا شـرطه فـأن يحـوي علم الكتاب بمعانيه ووجهوهه التي قلنـا وعلم السـنة بطرقهـا ومتونهـا ووجـوه معانيهـا وأن يعــرف وجــوه القيــاس (مختصــر اليمانيـات المسـلول، كـنز الوصـول الى معــــرف الاصــــول:٢٧٨، بحـــوال الكلام المفيد:٦٥)بند**

بند.

بند امـورِ قطعيہ و اجمـاعيہ ميں اجتہاد نہيں ہوتـا اور ايـک مجتہد کـا اجتہاد دوسرے مجتہد پر حجت نہيں ہوتا

**والأحكـــــام على ضـــــربين عقلي وشـرعي ، فأمـا العقلي : فلا يجـوز فيـه التقليد ، كمعرفة الصانع تعـالى وصـفاته (الفقہ و المتفقہ:٢/١٢٨) و كلامنـا فيمـا لم يكن فيہ نص عن الشـارع امـا مـافيہ نص فلا يـدخلہ الاجتهـاد ابـدا كمـا اذا نص الشـارع على تحـريم شـيئ او وجـوبہ او استحبابہ او كـراهيتہ فلا سـبيل لاحـد الى مخالفتہ (اليواقيت و الجواهر:٢/٩٩) منع الائمہ عن التقليد انما هو فى حق القـادر على اخذ الاحكـام عن الادلہ (فتـاوىٰ ابن تيميہ:٢/٢٠٢)بند**

آج کل اجتہاد کے نام پر اباحیت اور تحریفِ دین کو عام کیا جا رہا ہے، اس قسم کی اباحیت قطعاً ناجائز ہے اور اُسے ہرگز اجتہاد کا نام نہیں دیا جاسکتا ہے

**قد وقع الاجماع على ان الاتباع انما يجوز للاربع و كذا لايجوز الاتباع لمن حدث مجتهدا مخالفا لهم (تفسيرات احمديہ: ۳۴۶)**

# تصوف و تزکیہ

### ہم تصوف و تزکیہ کے اس طرح قائل ہوں اور اس سے متعلق احکام و عقائد

کامل مسلمان بننے کے لئے جس طرح عقائد اور اعمالِ ظاہرہ کی اصلاح ضروری ہے اسی طرح اعمالِ باطنہ کی اصلاح یعنی تزکیۂ نفس بھی ضروری ہے۔اس کے طریقے اولیاءاللہ نے توفیق الہی اور اپنے خدا داد روشنی سے سمجھ کر قرآن وحدیث کے موافق بیان فرمائے ہیں ان کو تصوف یا طریقت اوراُن بزرگوں کو شیخ یاصوفیاء کہتے ہیں

**علم التصـــــوف: و يقـــــال لہ علم الحقیقۃ ایضا و هو علم الطریقۃ ایضا أی تزکیۃ النفس عن الاخلاق الردیۃ و تصفیۃ القلب عن الاغـــراض الـــدینیۃ (کشـــف الظنـــون:۱۔۴۱۳) ﴿ قَـدْ أَفْلَحَ مَنْ تَـزَكَّىٰ﴾ (الاعلیٰ:۱۴) وَذَرُوا ظَـاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَـهُ﴾ (الانعـام:۱۲۰) وَيُـزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَـابَ وَالْحِكْمَـةَ﴾ (اٰل عمـــران:۱۶۳) الطَّرِيقَـــةُ سُـــلُوكُ طَرِيـــقِ الشَّـــرِيعَةِ ، وَالشَّـــرِيعَةُ : أَعْمَالٌ شَرْعِيَّةٌ مَحْدُودَةٌ ، وَهُمَـا وَالْحَقِيقَـةُ ثَلَاثَـةٌ مُتَلَازِمَـةٌ ؛ لِأَنَّ الطَّرِيـقَ إلَيْـهِ تَعَـالَى ظَـــاهِرٌ وَبَـــاطِنٌ فَظَاهِرُهَـــا الطَّرِيقَـــةُ وَالشَّـــرِيعَةُ ، وَبَاطِنُهَـا الْحَقِيقَـةُ فَبُطُـونُ الْحَقِيقَةِ فِي الشَّرِيعَةِ ، وَالطَّرِيقَةِ كَبُطُونِ الزُّبْـدِ فِي لَبَنِهِ ، لَا يُظْفَـرُ بِزُبْـدِهِ بِـدُونِ مَخْضِهِ ، وَالْمُرَادُ مِنْ الثَّلَاثَةِ إقَامَةُ الْعُبُودِيَّةِ عَلَى الْوَجْهِ الْمُرَادِ مِنْ الْعَبْدِ۔ (رد المحتـار: ۱۔۴۲)**

شیوخ اور صوفیاء کرام بہت گزرے ہیں؛ لیکن ان میں چار بـزرگ زیادہ مشہور ہیں جن کے سلسلے میں عـام طـور پـر لـوگ بیعت ہوتے ہیں(۱) حضرت شیخ عبـدالقادرجیلانی جن کے سلسلے کـو قادریہ کہتے ہیں(۲) حضرت شـیخ معین الـدین حسـن چشتی جن کے سلسلے کـو چشـتیہ کہا جاتـا ہے(۳)حضـرت شـیخ محمـد بہاء الدین نقشبندی جن کے سلسلے کو نقشبندیہ کہاجاتاہے(۴)حضـرت شیخ شہاب الدین عمر سہر وردی جن کے سلسلے کو سہروردیہ

کا جاتا ہے؟ تشریح

مقصدِ تصوف یعنی رضائے الٰہی اور قربِ خداوندی کسی طریقہ میں آسانی اور جلدی سے حاصل ہوجاتا ہے۔ اور کسی طریقہ میں ریاضت و مجاہدہ درکار ہوتا ہے، روحانیت کی ارتقاء میں اگرچہ ان طرق کے افکار و نظریات اور اصول ایک دوسرے سے مختلف ہیں مگر سب کا مطلوب و مقصود ایک ہی ہے اور وہ ہے باطن کا تزکیہ اور حق تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضاء حاصل کرنا۔ دلائل

**قال العلامہ السکارپوری رحمہ اللہ:**

**ان الطرق الی اللہ کثیرۃ کالشاذلیۃ و السھروردیۃ و القادریۃ الی غیر ذلک (قطب الارشاد:۵۴۴) مرجع الطریق کلھا الی تحصیل ھیئۃ نفسانیۃ تسمی عندھم بالنسبۃ لانھا انتساب و ارتباط باللہ عز و جل بالسکینۃ و بالنور و حقیقتھا کیفیۃ حالۃ فی نفس الناطقۃ من باب التشبۃ بالملائکۃ او التطلع الی الجبروت (شفاء العلیل:۱۱۳) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل:۴۰۔ ہمعات:۱۵۔ فقد بان لک ان سائر ائمۃ الصوفیۃ علی ھدی من ربھم کالائمۃ المجتھدین و انہ لا ینبغی لاحد ان ینکر علیھم کلامھم (الیواقیت و الجواہر:۲۔ ۹۳) ولا تظن ان النسبۃ لا تحصل الا بھذہ الاشغال بل ھذہ الطرق لتحصیلھا من**

غیر حصر فیما و غالب الرأی عندی ان الصحابۃ و التابعین کانوا یحصلون السکینۃ بطرق اخری فمنها المواظبۃ علی الصلوات و التسبیحات فی الحلوۃ مع المحافظۃ علی شریطۃ الخشوع و الحضور۔ (شفاء العلیل:۱۱۵)۔">بند

.

# گناہ کبیرہ و صغیرہ

# گناہ کبیرہ کی تعریف’اقسام’فہرست اوران سے متعلق چندضروری احکام و عقائد

## کبیرہ گناہ کی تعریف

گناہ کبیرہ کی تعریف قرآن وحدیث اور اقوال سلف کی تشریحات کا ماحاصل یہ ہے کہ جس گناہ پر قرآن میں کوئی شرعی حد یعنی سزا دنیا میں مقرر کی گئی ہے یا جس پر لعنت کے الفاظ وارد ہوئے ہیں یا جس پر جہنم وغیرہ کی وعید آئی ہے وہ سب گناہ کبیرہ ہیں، اسی طرح ہر وہ گناہ بھی کبیرہ میں داخل ہوگا جس کے مفاسد اور نتائج بد کسی کبیرہ گناہ کے برابر یا اس سے زائد ہوں اور جو گناہ صغیرہ جرأت و بیباکی کے ساتھ کیا جائے وہ بھی کبیرہ ہے۔ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ بن جاتا ہے۔

**عقیدہ:** گناہِ کبیرہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے اور گناہِ صغیرہ نیک اعمال کی برکت سے توبہ کے بغیر معاف ہوجاتے ہیں۔

**عقیدہ:** گناہِ کبیرہ کی معافی کے لئے توبہ ضروری ہے اور توبہ یہ ہے کہ جس گناہ سے توبہ کی ہو اُسے فوراً چھوڑ دے اور آئندہ اس گناہ کے نہ کرنے کا عزم کرے، اس گناہ پر ندامت و شرمندگی ہو، اس گناہ سے اللہ تعالیٰ یا بندے کا کوئی حق ضائع ہوا ہے تو اس حق کی تلافی کرے، نماز، روزے وغیرہ چھوڑے ہوں تو ان کی قضاء کرے، کسی کا ناحق مال دبایا ہو یا کسی کو ستایا ہو تو اس کا مال واپس کردے یا اس سے اچھے انداز میں معاف کرالے۔

گناہِ کبیرہ کی کوئی متعین تعداد نہیں ہے، بعض احادیث میں تین، بعض میں سات، بعض میں دس، بعض میں پندرہ، بعض میں ستّر (۷۰) تک بیان کئے گئے ہیں، چونکہ ہر چھوٹا عدد اپنے سے بڑے عدد کی نفی نہیں کرتا اس لئے حصر کہیں بھی مقصود نہیں ہے۔ (الزواجر:۱۷،۱۶،۱)

## کبیرہ گناہوں کی فہرست

**گناہِ کبیرہ (۱)**

**شرک :** یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات میں کسی کو شریک کرنا۔

**يَـا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔ (لقمان:۱۳)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ المُحْصَنَاتِ المُؤْمِنَاتِ الغَافِلاَتِ (صحيح بخاری:۱۔۳۸۸)** بند

**گناہِ کبیرہ (۲)**

**کفر:** ضروریاتِ دین میں سے کسی امرِ ضروری کا انکار کرنا۔کفر و شرک کی حالت میں اگر موت آگئی تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا ہوگا اور آخرت میں اس کے لئے معافی کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔

**إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ (الانفال:۵۵)۔إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا (النساء:۵۶)۔قال المبحث الثاني عشر اتفقت الأمة ونطق الكتاب والسنة بأن الله تعالى عفو غفور يعفو عن الصغاير مطلقا وعن الكباير بعد التوبة ولا يعفو عن الكفر قطعا وإن جاز عقلا ومنع بعضهم الجواز العقلي أيضا لأنه مخالف لحكمة التفرقة بين من أحسن غاية الإحسان ومن أساء غاية الإساءة وضعفه ظاهر واختلفوا في العفو عن الكباير بدون التوبة فجوزه الأصحاب بل أثبتوه خلافا للمعتزلة حيث منعوه سمعا وإن جاز عقلا**

عند الأكثرين منهم حتى صرح بعض المتأخرين منهم بأن القول بعدم حسن العفو عن المستحق للعقاب عقلا قول أبي القاسم الكعبي لنا على الجواز أن العقاب حقه فيحسن إسقاطه مع أن فيه نفعا للعبد من غير ضرر لأحد وعلى الوقوع الآيات والأحاديث الناطقة بالعفو والغفران وهو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات أو يوبقهن بما كسبوا ويعفو عن كثير {إن الله يغفر الذنوب جميعا} {إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء} ( شرح المقاصد:۳،۳۵۶)بند

**گناہ کبیر (۳)** تقدیر کا انکار کرنا۔(صحیح بخاری:۱،۳۸۸)

**گناہ کبیر ( ۴)** ناحق کسی کو قتل کرنا۔

**وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا۔ (النساء:۹۳) ۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ المُحْصَنَاتِ المُؤْمِنَاتِ الغَافِلاَتِ (صحيح بخارى:۱،۳۸۸)بند**

**گناہ کبیر (۵)** زنا کرنا۔تشریح

**تنبیہ:** ایک حدیث میں ہے کہ ’’زنا سے بچو! کیونکہ اس میں چھ چیزیں (نقصان کی) ہیں، تین دنیا میں اور تین آخرت میں نقصاندہ ہیں۔

**دنیا کے تین نقصانات:** (۱) زانی مرد و عورت کے چہرے کی رونق ختم ہوجاتی ہے، (۲)غربت پیدا ہوتی ہے، (۳) عمر کم (عمر میں برکت ختم) ہوتی ہے۔

**آخرت کے تین نقصانات:** (۱) اللہ کی ناراضگی، (۲) سختی سے حساب و کتاب، (۳)عذابِ نار۔ (زواجر:۲،۲۱۸)دلائل

**وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا۔ (الاسراء:۳۲)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ المُحْصَنَاتِ المُؤْمِنَاتِ الغَافِلاَتِ (صحیح بخاری:۱۔۳۸۸)۔**پند

پند.

**گناہِ کبیر (۶)** فعلِ قومِ لوط یعنی بدفعلی کرنا۔

**فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ مَنْضُودٍ۔ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ۔ (هود:۸۲ و ۸۳)۔أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ۔ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ۔ (الشعراء:۱۶۵،۱۶۶)۔عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ۔ (سنن ترمذی:۱۔۳۵۰ م ۴۰۲)**پند

**گناہِ کبیر (۷)** جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑنا۔

**فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔ (مريم:**

(٥٩)مَـا سَـلَكَكُمْ فِي سَـقَرَ قَـالُوا لَمْ نَـكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ (مدثر:۴۲، ۴۳)عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَـالَ لَا تَتْـرُكْ الصَّـلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَإِنَّهُ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّـدًا فَقَـدْ بَـرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (مسند احمـد،ح:۲۶۰۹۸)
بند

**گناہِ کبیر (۸)** زکوٰۃ ادا نہ کرنا

الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُسْـتَغْفِرِينَ بِالْأَسْـحَارِ (اٰل عمـران:۱۷) وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (التوبہ: ۳۴) بند

**گناہِ کبیر (۹)** بلا عذر رمضان المبـارک کے روزے نہ رکھنـا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيـهِ الْقُـرْآنُ هُـدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُـدَى وَالْفُرْقَـانِ فَمَنْ شَـهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُـمْهُ وَمَنْ كَـانَ مَرِيضًـا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْـرَ وَلَا يُرِيـدُ بِكُمُ الْعُسْـرَ وَلِتُكْمِلُـوا الْعِـدَّةَ وَلِتُكَبِّـرُوا اللَّهَ عَلَى مَـا هَـدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْـكُرُونَ (البقـرہ: ۱۸۵) بند

**گناہِ کبیر (۱۰)** بلا عذر رمضان المبارک کـا روزہ تـوڑ دینـا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُـولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًـا مِنْ رَمَضَـانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْـهُ صَـوْمُ الـدَّهْرِ كُلِّهِ وَإِنْ صَامَهُ (جامع ترمذی، ح:۶۵۵) بند

**گناہِ کبیر (۱۱)** حجِ فرض ادا نہ کرنا

**وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ (اٰل عمران:۹۷) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ {وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا} ( سنن ترمذی،ح:۷۴۰)**

**گناہِ کبیرہ (۱۲)** خود کشی کرنا

**وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا (النساء: ۲۹،۳۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا (صحیح بخاری:۲،۸۶۰)**

**گناہِ کبیرہ (۱۳)** اولاد کو قتل کرنا، روح پڑ جانے کے بعد بچے کو ضائع کرانا بھی قتلِ اولاد میں داخل ہے۔

**وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (الانعام:۱۵۱) وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ**

**وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا (الاسراء: ۳۱)** پند

**گناہ کبیر (۱۴)** والدین کی نافرمانی کرنا تشریح

والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کی نافرمانی کرنا (اگرچہ اوپر چلتے جائیں، یعنی دادا وغیرہ نیز باپ وغیرہ کے ہوتے ہوئے دادا وغیرہ کی نافرمانی نہیں کی جاسکتی) (سورہ النساء: ۳۶)جائز اور واجب امور میں والدین کی اطاعت فرض ہے، ناجائز اور حرام کاموں میں ان کی اطاعت جائز نہیں دلائل

**وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (الاسراء: ۲۳،۲۴) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ (سنن ترمذی:۲۔۴۵۴)** پند

پند.

**گناہ کبیر (۱۵)** محارم و اقارب سے قطع رحمی و قطع تعلق کرنا

**فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ (محمد:۲۲،۲۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ قَالَتْ الرَّحِمُ هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنْ الْقَطِيعَةِ قَالَ نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَهُوَ لَكِ قَالَ**

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ {فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ} (صحیح بخاری:۲:۸۸۵) بند

گنا کبیر (۱۶) جھوٹ بولنا

فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (اٰل عمران:۶۱) وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ (غافر:۲۸) عَنْ أَنَسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَبَائِرِ قَالَ الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّورِ (سنن ترمذی:۲:۴۶۱) بند

گنا کبیر (۱۷) جھوٹی قسم کھانا

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (اٰل عمران:۷۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اسْتَلَجَّ فِي أَهْلِهِ بِيَمِينٍ فَهُوَ أَعْظَمُ إِثْمًا لِيَبَرَّ يَعْنِي الْكَفَّارَةَ (صحیح بخاری:۲:۹۸۷) بند

گنا کبیر (۱۸) جھوٹی گوای دینا

وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (الحج:۳۰) وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا (الفرقان:۷۲) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْكَبَائِرِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ

النَّفْسِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ۔ (صحیح بخاری،ح:۲۴۵۹) ۔
بند

**گناہِ کبیر (۱۹)** جادو کرنا۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ۔(البقرہ:۱۰۲)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا الْمُوبِقَاتِ الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ۔ ( صحیح بخاری:۲۔۸۵۸) بند

**گناہِ کبیر (۲۰)** سود کھانا۔

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ (البقرہ: ۲۷۵،۲۷۶)۔يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ (اٰل عمران:۱۳۰)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى قَوْمٍ بُطُونُهُمْ كَالْبُيُوتِ فِيهَا الْحَيَّاتُ تُرَى مِنْ خَارِجِ بُطُونِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرَائِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا۔ (سنن ابن ماجہ:۱۶۴) بند

**گناہِ کبیر (۲۱)** سود کھلانا۔

**گناہِ کبیر (۲۲)** سودی معاملہ کرنا۔

**گناہِ کبیر (۲۳)** سود پر گواہ بننا۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهُ۔ (سنن ترمذی:۱،۳۶۰)۔عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَشَاهِدِيهِ وَكَاتِبَهُ۔ (سنن ابن ماج۔:۱۶۵)۔إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا۔ (النساء:۱۰) ۔وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا۔ (الاسراء:۳۴)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ۔ (صحیح بخاری:۱،۳۸۸)بند

**گناہ کبیر (۲۴)** ناحق یتیم کا مال کھانا۔

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا۔ (النساء:۱۰)وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا۔ (الاسراء:۳۴)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ

الْيَتِيمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ (صحیح بخاری:۱/۳۸۸)پند

**گناہ کبیر (۲۵)** میدانِ جنگ سے بھاگنا

وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَى فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ (الانفال:۱۶)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ (صحیح بخاری:۱/۳۸۸)

**گناہ کبیر (۲۷)** ظلم کرنا

(ابراهیم:۴۲)عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (صحیح بخاری:۱/۳۳۱)پند

**گناہ کبیر (۲۸)** کسی کو دھوکہ دینا

اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا (فاطر:۴۳)عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُونٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكَرَ بِهِ (سنن ترمذی، ح:۱۸۶۴)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى صُبْرَةِ طَعَامٍ

فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا فَقَالَ: مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟» قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: «أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي (صحيح مسلم:۲۸۵)پند

**گناہ کبیر (۲۹)** تکبراور خود پسندی کرنا

إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكِرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ (النحل:۲۲،۲۳)عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ (سنن ابن ماجہ: ۳۰۸)پند

**گناہ کبیر (۳۰)** کسی پاکدامن عورت پر تہمت لگانا

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (النور: ۴) إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (النور: ۲۳،۲۴)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ»، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: «الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي

**يَـوْمَ الزَّحْـفِ، وَقَـذْفُ المُحْصَـنَاتِ المُؤْمِنَـاتِ الغَافِلاَتِ** (صحیح بخاری، ح:۲۷۶۶)

**گناہِ کبیر (۳۱)** مالِ غنیمت میں خیانت کرنا

**وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَـوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَـائِنِينَ (الانفـال:۵۸) عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّـاعِدِيِّ، أَنَّهُ أَخْبَـرَهُ: أَنَّ رَسُـولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا، فَجَاءَهُ العَامِـلُ حِينَ فَـرَغَ مِنْ عَمَلِـهِ، فَقَـالَ: يَـا رَسُـولَ اللَّهِ، هَذَا لَكُمْ وَهَـذَا أُهْـدِيَ لِي. فَقَـالَ لَـهُ: «أَفَلاَ قَعَدْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ، فَنَظَـرْتَ أَيُهْـدَى لَـكَ أَمْ لاَ؟» ثُمَّ قَـامَ رَسُـولُ اللَّهِ صَـلَّى اللـهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ عَشِـيَّةً بَعْـدَ الصَّـلاَةِ، فَتَشَـهَّدَ وَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُـهُ، ثُمَّ قَـالَ: " أَمَّا بَعْـدُ، فَمَـا بَـالُ العَامِـلِ نَسْـتَعْمِلُهُ، فَيَأْتِينَـا فَيَقُـولُ: هَـذَا مِنْ عَمَلِكُمْ، وَهَذَا أُهْـدِيَ لِي، أَفَلاَ قَعَـدَ فِي بَيْتِ أَبِيـهِ وَأُمِّهِ فَنَظَـرَ: هَـلْ يُهْـدَى لَـهُ أَمْ لاَ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لاَ يَغُلُّ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَـيْئًا إِلَّا جَـاءَ بِـهِ يَوْمَ القِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى عُنُقِهِ، إِنْ كَانَ بَعِيرًا جَاءَ بِهِ لَهُ رُغَاءٌ، وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَـاءَ بِهَـا لَهَـا خُـوَارٌ، وَإِنْ كَانَتْ شَاةً جَاءَ بِهَا تَيْعَرُ، فَقَدْ بَلَّغْتُ " فَقَـالَ أَبُو حُمَيْدٍ: ثُمَّ رَفَـعَ رَسُـولُ اللَّهِ صَـلَّى اللـهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ يَـدَهُ، حَتَّى إِنَّا لَنَنْظُـرُ إِلَى عُفْـرَةِ إِبْطَيْـهِ، (صحیح بخاری:۱۴۳۲)**

**گناہِ کبیر (۳۲)** کسی کا مال اُچک کر لے جانا (مشکوۃ المصابیح::۱۷۱)

**گناہِ کبیر (۳۳)** حسد کرنا

**أَمْ يَحْسُـدُونَ النَّاسَ عَلَى مَـا آتَـاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْـلِهِ (النسـاء:۴۵) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُـولَ اللَّهِ**

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَالصَّلَاةُ نُورُ الْمُؤْمِنِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنْ النَّارِ ( سنن ابن ماجہ،ح:۴۲۰۰)بند

**گناہِ کبیر (۳۴)** کینہ رکھنا

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَيَطَّلِعُ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ (سنن ابن ماجہ،ح:۱۳۸۰)بند

**گناہِ کبیر (۳۵)** دینی علوم دنیا کی خاطر پڑھنا پڑھانا

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ (آلِ عمران:۱۸۷)(سنن ابوداؤد:۲،۱۶۰)بند

**گناہِ کبیر (۳۶)** علم پر عمل نہ کرنا

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قِيلَ لَهُ أَلَا تَدْخُلُ عَلَى عُثْمَانَ فَتُكَلِّمَهُ فَقَالَ أَتَرَوْنَ أَنِّي لَا أُكَلِّمُهُ إِلَّا أُسْمِعُكُمْ وَاللَّهِ لَقَدْ كَلَّمْتُهُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَتِحَ أَمْرًا لَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ وَلَا أَقُولُ لِأَحَدٍ يَكُونُ عَلَيَّ أَمِيرًا إِنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُ بَطْنِهِ فَيَدُورُ بِهَا كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِالرَّحَى فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ يَا فُلَانُ مَا لَكَ أَلَمْ تَكُنْ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنْ الْمُنْكَرِ فَيَقُولُ بَلَى قَدْ كُنْتُ آمُرُ

**بِـالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيـهِ وَأَنْهَى عَنْ الْمُنْكَـرِ وَآتِيـهِ۔**
**(صحیح مسلم:۲؍۴۱۲)**

**گناہِ کبیر (۳۷)** ضرورت کے موقع پر علم کو چھپانا۔

**فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ۔ (البقرہ:۵۹)**

**گناہِ کبیر (۳۸)** جھوٹی حدیث بنانا یا معلوم ہونے کے باوجود جھوٹی حدیث نقل کرنا اور اس کا جھوٹی حدیث ہونا نہ بتانا۔

**عَنْ ابْنِ عَبَّاس عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا الْحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ وَمَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ۔**
**(سنن ترمذی،ح:۲۸۷۵)**

**گناہِ کبیر (۳۹)** وعدہ کی خلاف ورزی کرنا۔

**گناہِ کبیر (۴۰)** امانت میں خیانت کرنا۔

**گناہِ کبیر (۴۱)** معاہدہ کی پابندی نہ کرنا۔

**وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا۔ (الاسراء:۳۴)۔عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔**
**(صحیح بخاری:۱؍۱۰)**

**گناہِ کبیر (۴۲)** ظالم و فاسق لوگوں کو اچھا سمجھنا اور صلحاء سے بغض رکھنا۔(مسند احمد:۶؍۱۴۵)

**گناہِ کبیر (۴۳)** اولیاء اللہ کو ایذاء دینا یا ان سے دشمنی

رکھنا۔

**وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا۔ (الاحزاب:۵۸)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ۔ (صحیح بخاری:۲۔۹۶۳)پند**

**گناہِ کبیر (۴۴)** کسی کو ناحق مقدمہ میں پھنسانا۔

**وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا۔ (الفرقان:۷۲)۔صحیح بخاری:۲۔۱۰۶۵)پند**

**گناہِ کبیر (۴۵)** شراب پینا۔ اگرچہ اس سے نشہ نہ آئے، کوئی نشہ آور چیز استعمال کرنا، ان کو نچوڑنا، نچوڑنے والے کو طلب کرنا (پینے کی نیت سے)، اس کو اٹھانا، اس کو پینے وغیرہ کے لئے اٹھوانا، پلانا، پلانے کے لئے مانگنا، شراب خریدنا اور بیچنا، خریدنے یا بیچنے کے لئے مانگنا، اس کی قیمت کھانا، شراب یا ہر نشہ آور چیز کو روک رکھنا۔

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ ثُمَّ إِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ ثُمَّ إِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُ۔ (سنن ابوداؤد:۲۔۱۶۳)۔قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَرِبَ الخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلاَةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلاَةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلاَةً أَرْبَعِينَ**

صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلاَةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَسَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الخَبَالِ قِيلَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَمَا نَهْرُ الخَبَالِ؟ قَالَ: نَهْرٌ مِنْ صَدِيدِ أَهْلِ النَّارِ. (ترمذی:١٨٦٢)۔الْكَبِيرَةُ الْحَادِيَةُ وَالثَّانِيَةُ وَالثَّالِثَةُ وَالرَّابِعَةُ وَالْخَامِسَةُ وَالسَّادِسَةُ وَالسَّابِعَةُ وَالثَّامِنَةُ وَالتَّاسِعَةُ وَالسَّبْعُونَ ، وَالثَّمَانُونَ وَالْحَادِيَةُ وَالثَّانِيَةُ وَالثَّمَانُونَ بَعْدَ الثَّلَاثِمِائَةِ : ) شُرْبُ الْخَمْرِ مُطْلَقًا وَالْمُسْكِرِ مِنْ غَيْرِهَا وَلَوْ قَطْرَةً إنْ كَانَ شَافِعِيًّا وَعَصْرُ أَحَدِهِمَا وَاعْتِصَارُهُ بِقَيْدِهِ الْآتِي ، وَحَمْلُهُ وَطَلَبُ حَمْلِهِ لِنَحْوِ شُرْبِهِ ، وَسَقْيِهِ وَطَلَبُ سَقْيِهِ ، وَبَيْعُهُ وَشِرَاؤُهُ وَطَلَبُ أَحَدِهِمَا وَأَكْلُ ثَمَنِهِ وَإِمْسَاكُ أَحَدِهِمَا بِقَيْدِهِ الْآتِي(الزواجر:١۔٣٠٥)۔ (زواجر:٢،٢٥٩)۔إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ۔ (المائدہ:٩١)۔عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ۔ (صحيح مسلم:٢۔١٦٧)بند

**گناہِ کبیرہ (۴۶)** جوا کھیلنا۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ۔ (صحيح مسلم:٢۔٢٤٠)۔ (سورۃ المائدہ:٩٠،٩١)بند

**گناہِ کبیرہ (۴۷)** حرام مال کمانا۔

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقر:۱۸۸)الكبيرة الثامنة و العشرون : أكل الحرام و تناوله على أي وجه كان قال الله عز و جل : { و لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل } أي لا يأكل بعضكم مال بعض بالباطل قال ابن عباس رضي الله عنهما : يعني باليمين الباطلة الكاذبة يقتطع بها الرجل مال أخيه بالباطل و الأكل بالباطل على وجهين أحدهما أن يكون على جهة الظلم نحو الغصب و الخيانة و السرقة والثاني على جهة الهزل و اللعب كالذي يؤخذ في القمار و الملاهي و نحو ذلك و في صحيح البخاري : أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال : [ إن رجالا يتخوضون في مال الله بغير حق فلهم النار يوم القيامة (الکبائر:۱،۱۱۸)بند

## گناہ کبیرہ (۴۸) حرام مال کھانا یا کھلانا

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقر:۱۸۸)الكبيرة الثامنة و العشرون : أكل الحرام و تناوله على أي وجه كان قال الله عز و جل : { و لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل } أي لا يأكل بعضكم مال بعض بالباطل قال ابن عباس رضي الله عنهما : يعني باليمين الباطلة الكاذبة يقتطع بها الرجل مال أخيه بالباطل و الأكل بالباطل على وجهين أحدهما أن يكون على جهة الظلم نحو الغصب و الخيانة و السرقة والثاني على جهة

**الهــزل و اللعب كالــذي يؤخــذ في القمــار و الملاهي و نحو ذلـك و في صـحيح البخـاري : أن رسول الله صلى اللـه عليـه و سـلم قـال : [ إن رجالا يتخوضـون في مـال اللـه بغيـر حـق فلهم النار يوم القيامة ] و في صحيح مسلم حين ذكر النبي صلى الله عليـه و سـلم : [ الرجـل يطيـل السفر أشعث أغبر يمد يده إلى السماء يا رب يا رب و مطعمـه حـرام و مشـربه حـرام و ملبسـه حــرام و غــذي بــالحرام فــأنى يســتجاب لــذلك (الكبائر:١/١١٨)**

**گناہِ کبیرہ (۴۹)** ڈاکہ ڈالنا

**إِنَّمَــا جَــزَاءُ الَّذِينَ يُحَــارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُــولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَــلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْــدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَــوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِــكَ لَهُمْ خِــزْيٌ فِي الــدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِــرَةِ عَــذَابٌ عَظِيمٌ (المائــدہ:۳۳)عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْـهُ قَـالَ قَـدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ نَفَـرٌ مِنْ عُكْـلٍ فَأَسْـلَمُوا فَـاجْتَوَوْا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَأْتُوا إِبِـلَ الصَّـدَقَةِ فَيَشْـرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَـا وَأَلْبَانِهَـا فَفَعَلُـوا فَصَـحُّوا فَارْتَـدُّوا وَقَتَلُوا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ فَبَعَثَ فِي آثَـارِهِمْ فَــأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَــعَ أَيْــدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَــمَلَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَحْسِــمْهُمْ حَتَّى مَــاتُوا (صــحيح بخاری،ح:۶۳۰۴)**

**گناہِ کبیرہ (۵۰)** جج کا جان بوجھ کر غلط فیصلہ کرنا

**وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَــا أَنْــزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (المائدہ:۴۷)عن عبد الله بن بريدة عن أبيـه : عن النـبي صـلى اللـه عليـه و سـلم**

**قال : القضاء ثلاثة : قاضيان في النار و قاض في الجنة قاض عرف الحق فقضى به فهو في الجنة و قاض عرف الحق فجار متعمدا فهو في النار و قاض قضى بغير علم فهو في النار ۔ (مستدرک حاکم:۷؍۲۵۰)**

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَخْذَ مَالِي قَالَ فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِي قَالَ فَأَنْتَ شَهِيدٌ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهُ قَالَ هُوَ فِي النَّارِ ۔ (صحيح مسلم:۱؍۸۱)**

**گناہِ کبیرہ (۵۲)**

مردوں کا عورتوں جیسی شکل و شباہت اختیار کرنا اور عورتوں کا مردوں جیسی شکل و شباہت اختیار کرنا۔

**عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ ۔ (سنن ابوداؤد:۲؍۲۱۲)**

**گناہِ کبیرہ (۵۳)**

دیّوث یعنی بے غیرت ہونا۔

**عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ , قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْغَيْرَةَ مِنَ الْإِيمَانِ , وَإِنَّ الْمَذَاءَ مِنَ النِّفَاقِ " وَالْمَذَاءُ الدَّيُّوثُ ۔ (السنن الكبرى للبيهقى،ح:۲۱۰۲۳)۔عَنْ عَمَّارٍ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيه وسَلَّم : لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ دَيُّوثٌ ۔ (اتحاف الخيرۃ المهرۃ، ح:۴۹۴۹)**

**گناہِ کبیرہ (۵۴)**

پیشاب کے قطروں سے جسم کپڑوں کو نہ بچانا۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ ثُمَّ قَالَ بَلَى كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا قَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا أَوْ إِلَى أَنْ يَيْبَسَا۔ (صحیح بخاری:۱۔۳۵)

**گناہِ کبیر (۵۵)** ریاء یعنی نیک اعمال میں دکھلاوا کرنا۔

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا۔ (النساء:۱۴۲)۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَهُ نَاتِلُ أَهْلِ الشَّامِ أَيُّهَا الشَّيْخُ حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ

هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُــلٌ وَسَّــعَ اللَّهُ عَلَيْــهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَـأُتِيَ بِـهِ فَعَرَّفَـهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَـبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَـقَ فِيهَـا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَـا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَـدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِـهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ۔ (صحیح مسلم:۲۔۱۴۰)بند

**گناہِ کبیرہ (۵۶)** سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا اور پینا۔

**گناہِ کبیرہ (۵۷)** مرد کا سونے کی انگوٹھی وغیرہ پہننا۔

**گناہِ کبیرہ (۵۸)** مرد کا خالص ریشم پہننا۔

عَنْ ابْنِ عُمَـرَ قَـال سَـمِعْتُ عُمَـرَ يَـذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَــلَّى اللَّهُ عَلَيْــهِ وَسَــلَّمَ قَــالَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْـهُ فِي الْآخِـرَةِ۔ (سـنن ترمـذی، ح:۲۷۴۲) ۔فَقَـالَ الْمِقْـدَامُ: أَمَّا أَنَـا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغَيِّظَكَ، وَأُسْـمِعَكَ مَـا تَكْـرَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَـدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَـا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلُ، قَالَ: فَأَنْشُــدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللـهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُـولَ اللَّهِ صَـلَّى اللـهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَـالَ: نَعَمْ، قَـالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ۔ (سنن ابوداؤد،ح:۴۱۳۱)بند

**گناہِ کبیرہ (۵۹)** قرآن مجید تھوڑا یا زیادہ یاد کرکے بھلادینــا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِـكٍ قَـالَ قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ عُرِضَـتْ عَلَيَّ أُجُـورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنْ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ

**عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي فَلَمْ أَرَ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِنْ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا (سنن ابوداؤد:۲،۲۰۱)عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ امْرِئٍ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمَ(سنن ابوداؤد:۲،۲۰۱)**

**گناہِ کبیر (۶۰)** **ستر نہ چھپانا:** مرد کا ستر ناف سے گھٹنوں تک ہے اور عورت کا پورا جسم ستر ہے، سوائے ہتھیلیوں، چہرہ اور پاؤں کے، عورت کے لئے چہرہ کا چھپانا ستر کے طور پر نہیں بلکہ حجاب اور پردہ کے طور پر ضروری ہے۔

**عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّيَ فَإِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ إِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِينَ يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى أَهْلِهِ فَاسْتَحْيُوهُمْ وَأَكْرِمُوهُمْ (سنن ترمذی، ح:۲۷۲۴)**

**گناہِ کبیر (۶۱)** عورت کا محرم یا خاوند کے بغیر سفر کرنا

**عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرْ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ (صحیح بخاری:۱،۱۴۷)**

**گناہِ کبیر (۶۲)** بلاعذر جمعہ کے بجائے ظہر پڑھنا

**عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ (سنن ابوداؤد،ح:۸۸۹)عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**

وَسَلَّمَ مَنْ تَـرَكَ الْجُمُعَـةَ ثَلَاثَ مَـرَّاتٍ تَهَاوُنًـا بِهَـا طُبِعَ عَلَى قَلْبِهِ (سنن ابن ماج،ح:١١١٥)پند

**گنا کبیر (۶۳)** عورت کا شوہر کی نافرمانی کرنا

وَاللَّاتِي تَخَـــافُونَ نُشُـــوزَهُنَّ فَعِظُـــوهُنَّ وَاهْجُـــرُوهُنَّ فِي الْمَضَـــاجِعِ وَاضْـــرِبُوهُنَّ فَـــإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَـانَ عَلِيًّا كَبِـيرًا (النسـاء:٣٤)عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَـالَ خَسَـفَتْ الشَّـمْسُ عَلَى عَهْـدِ رَسُـولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَـلَّى رَسُـولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًـا طَـوِيلًا نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًـا طَـوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًـا طَـوِيلًا وَهُـوَ دُونَ الْقِيَـامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُـوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَـعَ رُكُوعًـا طَـوِيلًا وَهُـوَ دُونَ الرُّكُـوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَـعَ فَقَـامَ قِيَامًـا طَـوِيلًا وَهُـوَ دُونَ الْقِيَـامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَـعَ رُكُوعًـا طَـوِيلًا وَهُـوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَـجَدَ ثُمَّ انْصَـرَفَ وَقَـدْ تَجَلَّتْ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَـرَ آيَتَـانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَـوْتِ أَحَـدٍ وَلَا لِحَيَاتِـهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قَالُوا يَا رَسُـولَ اللَّهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِـكَ هَـذَا ثُمَّ رَأَيْنَـاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَـــالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُـهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْـهُ مَـا بَقِيَتْ الـدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَـالْيَوْمِ مَنْظَـرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا لِمَ يَا رَسُـولَ اللَّهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيلَ يَكْفُرْنَ بِاللَّهِ قَالَ يَكْفُـرْنَ الْعَشِـــيرَ وَيَكْفُـــرْنَ الْإِحْسَـــانَ لَـــوْ أَحْسَـــنْتَ إِلَى

**إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ۔ (صحیح بخاری:۲۔۷۸۲)**

**گناہ کبیر (۶۴)** بلاعذر تصویر بنوانا۔

**عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هَذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ۔ (صحیح بخاری:۲۔۸۸۰)**

**گناہ کبیر (۶۵)** عورت کا ایسا باریک لباس پہننا جس سے جسم کی رنگت معلوم ہوتی ہو یا ایسا چست لباس پہننا جس سے جسم کی ہیئت معلوم ہوتی ہو۔

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا۔ (صحیح مسلم:۲۔۲۰۵)**

**گناہ کبیر (۶۶)** مرد کا شلورا یا لنگی وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔

**عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرْ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِي يَسْتَرْخِي إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهُ خُيَلَاءَ۔ (صحیح بخاری:۲۔۸۶۱)۔عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنْ النَّبِيِّ**

**صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمْ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَنَّانُ الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ (صحيح مسلم:۱۔۷۱)**

**گناہِ کبیر (۶۷)** احسان جتلانا

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (البقرہ:۲۶۴)۔عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمْ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارًا قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ (صحيح مسلم:۱۔۷۱)**

**گناہِ کبیر (۶۸)** لوگوں کے راز اور ان کی پوشیدہ باتوں پر مطلع ہونے کی کوشش کرنا

**وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ (الحجرات:۱۲)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا (صحيح بخارى:۲۔۸۹۶)**

**گناہِ کبیرہ (۶۹)** (طعنہ دینا اور چغل خوری کرنا۔ (سورہ القلم:۱۱)

**هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝ (القلم:١١) ۝ وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ ۝ (الهمزہ:١)** پیند

**گناہِ کبیرہ (۷۰)** کسی پر بہتان لگانا۔

**وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ۝ (الاحزاب:٥٨) ۝ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (الشوریٰ:٤٢) ۝ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ جَمَعَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فِي بَيْتٍ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ فَرَدَدْنَ السَّلَامَ فَقَالَ أَنَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكُنَّ فَقُلْنَ مَرْحَبًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولِهِ فَقَالَ تُبَايِعْنَ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقْنَ وَلَا تَزْنِينَ وَلَا تَقْتُلْنَ أَوْلَادَكُنَّ وَلَا تَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ تَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُنَّ وَأَرْجُلِكُنَّ وَلَا تَعْصِينَ فِي مَعْرُوفٍ فَقُلْنَ نَعَمْ فَمَدَّ عُمَرُ يَدَهُ مِنْ خَارِجِ الْبَابِ وَمَدَدْنَ أَيْدِيَهُنَّ مِنْ دَاخِلٍ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدْ وَأَمَرَنَا أَنْ نُخْرِجَ فِي الْعِيدَيْنِ الْعُتَّقَ وَالْحُيَّضَ وَنُهِينَا عَنْ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَا جُمُعَةَ عَلَيْنَا فَسَأَلْتُهُ عَنْ الْبُهْتَانِ وَعَنْ قَوْلِهِ {وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ} قَالَ هِيَ النِّيَاحَةُ ۝ (مسند احمد،ح: ٢٦٠٤٦)** پیند

**گناہِ کبیرہ (۷۱)** غیبت کرنا۔

**وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ (الحجرات:١٢)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ ( صحيح مسلم،ح:۴۶۹۰)**

**گناہِ کبیر (۷۲)** کاہن یا نجومی کی بات کی تصدیق کرنا

**وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (اسراء:۳۶) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ تَتَحَدَّثُ فِي الْعَنَانِ وَالْعَنَانُ الْغَمَامُ بِالْأَمْرِ يَكُونُ فِي الْأَرْضِ فَتَسْمَعُ الشَّيَاطِينُ الْكَلِمَةَ فَتَقُرُّهَا فِي أُذُنِ الْكَاهِنِ كَمَا تُقَرُّ الْقَارُورَةُ فَيَزِيدُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ (صحيح بخاری،ح:۳۰۴۵)وعن ابن عباس قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " من اقتبس بابا من علم النجوم لغير ما ذكر الله فقد اقتبس شعبة من السحر المنجم كاهن والكاهن ساحر والساحر كافر (مشکوٰۃ المصابیح، ح:۴۶۰۴)**

**گناہِ کبیر (۷۳)** پریشانی اور مصیبت کے وقت بے صبری کا مظاہرہ کرنا، نوحہ کرنا، ماتم کرنا، کپڑے پھاڑنا یا بد دعاء وغیرہ کرنا

**عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَعَلَ صُهَيْبٌ يَقُولُ وَا أَخَاهُ فَقَالَ عُمَرُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ۔ (صحیح بخاری:۱؍۱۷۲)۔ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جِيءَ بِأَبِي يَوْمَ أُحُدٍ قَدْ مُثِّلَ بِهِ حَتَّى وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سُجِّيَ ثَوْبًا فَذَهَبْتُ أُرِيدُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ فَنَهَانِي قَوْمِي ثُمَّ ذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْهُ فَنَهَانِي قَوْمِي فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقَالُوا ابْنَةُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو قَالَ فَلِمَ تَبْكِي أَوْ لَا تَبْكِي فَمَا زَالَتْ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ۔ (صحیح بخاری:۱؍۱۷۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔ (صحیح بخاری:۱؍۱۷۲۔ سنن ترمذی:۱؍۳۲۱)** بند

**گناہ کبیرہ (۷۴)** ہمسایہ کا حق ادا نہ کرنا یا اس کو تکلیف دینا۔

**وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا۔ (النساء:۳۶)۔ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ قِيلَ وَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَايِقَهُ۔(صحیح بخاری:۲؍۸۸۹)۔عَنْ**

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ۔(صحیح بخاری:۲۔۸۸۹)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ۔ (صحیح بخاری:۲۔۸۸۹)بند

## گناہِ کبیر (۷۵) مسلمان کو ایذاء دینا۔

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا۔ (الاحزاب:۵۸)۔يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ۔ (الحجرات:۱۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَضْحَكَ الرَّجُلُ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْ الْأَنْفُسِ وَقَالَ بِمَ يَضْرِبُ أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ ضَرْبَ الْفَحْلِ أَوْ الْعَبْدِ ثُمَّ لَعَلَّهُ يُعَانِقُهَا۔ (صحیح بخاری:۲۔۲۹۴)

عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ۔ (صحیح بخاری:۲۔۱۰۰۱)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ۔ (صحیح بخاری:۲۔۱۰۰۱)بند

## گناہِ کبیر (۷۷) ناپ تول میں کمی کرنا۔

وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ۔ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ۔ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ۔ أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ۔ (المطففین:۱تا۴) ۔عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ إِذَا بِعْتَ فَكِلْ وَإِذَا ابْتَعْتَ فَاكْتَلْ۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

**وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ (صحیح بخاری،ح:۱۹۸۲)** سند

**گناہِ کبیرہ (۷۸)** اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہونا، یعنی اس کے عذاب اور اس کی تدبیروں سے بے خوف رہنا۔

**فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ (الانعام:۴۴) (سورۃ الاعراف:۹۹)حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ (سنن ترمذی،ح:۲۵۷۸)۔عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا لِغَيْرِ اللَّهِ أَوْ أَرَادَ بِهِ غَيْرَ اللَّهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ(سنن ترمذی،ح:۲۵۷۹)** سند

**گناہِ کبیرہ (۷۹)** بلا عذر جماعت سے نماز نہ پڑھنا۔

**عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ عَنْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ أَوْ لَأُحَرِّقَنَّ بُيُوتَهُمْ (سنن ابن ماجہ،ح:۷۸۷)** سند

**گناہِ کبیرہ (۸۰)** کسی وارث کو محروم کرنے یا کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے وصیت کرنا ۔ (زواجر:۴۴۰)تشریح

**فائدہ:** ہر شخص کو (مرد ہو یا عورت) اپنی وصیت ضرور لکھنا چاہئے، کیونکہ احادیث میں اس کا بہت ذکر آیا ہے۔

دلائل

**مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ (النساء:١٢)**

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللَّهِ سِتِّينَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيَّ أَبُو هُرَيْرَةَ (سنن ترمذی:٢:٣٢)**بند

بند.

**گناہِ کبیر (٨١)** بہنوں کو وراثت میں حصہ نہ دینا

**الکبائر:٢٦٨**بند

**گناہِ کبیر (٨٢)** صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا سلف صالحین رحمہم اللہ کو بُرا بھلا کہنا

**عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ (صحیح بخاری:٢:٩٦٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ (صحیح مسلم:٢:٣١٠) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ (سنن ترمذی:٢:٧٠٦)**بند

**گناہِ کبیر (٨٣)** کمزور لوگوں پر دست درازی کرنا

**وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَ**

**الصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا (النساء: ۳۶) يُحَدِّثُ عَنْ زَاذَانَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ دَعَا بِغُلَامٍ لَهُ فَرَأَى بِظَهْرِهِ أَثَرًا فَقَالَ لَهُ أَوْجَعْتُكَ قَالَ لَا قَالَ فَأَنْتَ عَتِيقٌ قَالَ ثُمَّ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ الْأَرْضِ فَقَالَ مَا لِي فِيهِ مِنْ الْأَجْرِ مَا يَزِنُ هَذَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ أَوْ لَطَمَهُ فَإِنَّ كَفَّارَتَهُ أَنْ يُعْتِقَهُ ( صحيح مسلم:۲۵۱))**

**گناہ کبیر (۸۴)** شرعی احکام پر تبصرہ کرنا یا انہیں خلافِ مصلحت سمجھنا

**وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ (الزخرف:۵۸) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الْآيَةَ {مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ} (سنن ترمذی،ح:۳۱۷۶)**

**گناہ کبیر (۸۵)** زمین سیراب کرنے کے لئے اپنے حصے سے زائد پانی لینا

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (الانفال:۲۷) (سنن ابوداؤد:۱۲۲۳)**

**گناہ کبیر (۸۶)** مسلمان کی پردہ دری نہ کرنا یا اس کے عیوب لوگوں پر ظاہر کرنا( سنن ابن ماجہ:۱۸۳)

**گناہ کبیر (۸۷)** داڑھی مونڈنا یا ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحَى۔ (صحیح بخاری:۲؍۸۷۵)

**گناہِ کبیرہ (۸۸)** قبر پر چراغ جلانا۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ۔ (سنن ابوداؤد:۲؍۴۶۱)

**گناہِ کبیرہ (۸۹)** صدقہ خیرات کرکے احسان جتلانا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ۔ (البقرہ:۲۶۴)

**گناہِ کبیرہ (۹۰)** زمینی پیداوار کا عُشر ادا نہ کرنا۔

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ۔ (الانعام:۱۴۱)

**گناہِ کبیرہ (۹۱)** جس شخص کے پاس روز مرہ کی ضروریات کا انتظام ہو اس کا سوال کرنا، اور لوگوں سے مانگتے پھرنا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَالْأَكْلَةُ وَالْأَكْلَتَانِ وَلَكِنَّ الْمِسْكِينَ الَّذِي لَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَا يَفْطِنُونَ

**بِهِ فَيُعْطُونَـهُ۔ (سـنن ابـوداؤد:۱۔۲۳۶)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِـكٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ الْأَنْصَـارِ أَتَى النَّبِيَّ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ فَقَالَ أَمَا فِي بَيْتِكَ شَـيْءٌ قَالَ بَلَى حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيهِ مِنْ الْمَاءِ قَالَ ائْتِنِي بِهِمَا قَـالَ فَأَتَـاهُ بِهِمَا فَأَخَذَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ بِيَـدِهِ وَقَـالَ مَنْ يَشْـتَرِي هَـذَيْنِ قَـالَ رَجُـلٌ أَنَـا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ قَـالَ مَنْ يَزِيـدُ عَلَى دِرْهَمٍ مَـرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًـا قَـالَ رَجُـلٌ أَنَـا آخُـذُهُمَا بِـدِرْهَمَيْنِ فَأَعْطَاهُمَـا إِيَّاهُ وَأَخَـذَ الـدِّرْهَمَيْنِ وَأَعْطَاهُمَـا الْأَنْصَارِيَّ وَقَالَ اشْتَرِ بِأَحَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ إِلَى أَهْلِكَ وَاشْتَرِ بِـالْآخَرِ قَـدُومًا فَـأْتِنِي بِـهِ فَأَتَـاهُ بِـهِ فَشَدَّ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُودًا بِيَدِهِ ثُمَّ قَـالَ لَـهُ اذْهَبْ فَـاحْتَطِبْ وَبِـعْ وَلَا أَرَيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًـا فَـذَهَبَ الرَّجُـلُ يَحْتَطِبُ وَيَبِيـعُ فَجَاءَ وَقَدْ أَصَابَ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ فَاشْـتَرَى بِبَعْضِـهَا ثَوْبًا وَبِبَعْضِهَا طَعَامًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا خَيْـرٌ لَـكَ مِنْ أَنْ تَجِيءَ الْمَسْـأَلَةُ نُكْتَةً فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ لِذِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ أَوْ لِذِي غُـرْمٍ مُفْظِـعٍ أَوْ لِذِي دَمٍ مُوجِعٍ۔ (سنن ابوداؤد:۱۔۲۳۶)**

**گناہِ کبیر (۹۲)** عید الفطر، عید الاضحیٰ یا ایـامِ تشـریق میں روزہ رکھنا۔

**عَنْ أَبِي هُرَيْـرَةَ رَضِـيَ اللَّهُ عَنْـهُ أَنَّ رَسُـولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْأَضْـحَى وَيَـوْمِ الْفِطْـرِ۔ (صـحيح مسـلم:۱۔۳۶۰)۔عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُـذَلِيِّ قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ أَيَّامُ التَّشْـرِيقِ أَيَّامُ أَكْـلٍ**

**وَشُرْبٍ۔ (صحیح مسلم:١۔٣٦٠)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حُذَافَةَ يَطُوفُ فِي مِنًى أَنْ لَا تَصُومُوا هَذِهِ الْأَيَّامَ فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند احمد،ح:١٠٢٥٠)۔عَنْ يُونُسَ بْنِ شَدَّادٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صَوْمِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ۔ (مسند احمد،ح: ١٦١٠٧)**پند

**گناہِ کبیر (٩٣)** حالتِ احرام میں خشکی کے جانور کا شکار کرنا۔

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ۔ (المائدہ:٩٥)**پند

**گناہِ کبیر (٩٤)** واجب ہونے کے باوجود قربانی نہ کرنا۔

**عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنْ النُّسْكِ فِي شَيْءٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَبَحْتُ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ فَقَالَ اجْعَلْهُ مَكَانَهُ وَلَنْ تُوفِيَ أَوْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔ (صحیح بخاری،ح:٩١٢)**پند

**کبیرہ گناہ (٩٥)** کسی مسلمان بھائی کے ساتھ بدگمانی

کرنا

**گناہِ کبیر (۹۶)** کسی اعتقادی یا عملی بدعت کا اختراع یا ارتکاب کرنا تشریح

اعتقادی بدعت اگر مفسّقہ ہو تو اس کا مخترع اور مرتکب گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوگا اور اگر بدعت مکفّرہ ہو تو اس کا مخترع اور مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج ہوجائے گا دلائل

**معاملة الكفار في الدنيا أي فيما بيننا وبينه وأما في الآخرة فأمره إلى الله تعالى لأن المتقرر عند أهل السنة أن لنا الظاهر والله يتولى السرائر, والمتقرر عندنا معاشر أهل السنة أن الأحكام في الدنيا على الظواهر والسرائر تبع لها, وأما في الآخرة فإن الأحكام على السرائر والظواهر تبع لها كما هو معلوم, فأمر الجنة والنار جزماً هو من الأحكام الغيبية التي تحتاج إلى دليل قاطع, ولأن التكفير بالبدعة متفرع عن اجتهاد ونتائج المسائل الاجتهادية لا يقطع فيها ببطلان القول المخالف لها كما قلناه في أصحاب الفترة فإن أصحاب الفترة نعاملهم معاملة الكفار في الدنيا وأما في الآخرة فأمرهم إلى الله تعالى قوله ( ويعامل ذي البدعة المفسقة ) وهذا بيان لحكم المبتدع المحكوم عليه بالفسق لا بالكفر فهذا يعامل ( معاملة عصاة الموحدين ) والتعامل مع عصاة الموحدين معلوم عند أهل السنة وسيأتي تفصيل ذلك كله في بقية قيد المسائل إن شاء الله تعالى وخلاصة هذه القاعدة أن البدعة تنقسم باعتبار حكمها إلى قسمين:- بدعة مكفرة فهذه نعامل صاحبها معاملة الكفار إن**

**حكمنا على صاحبها بالكفر, وبدعة مفسقة وهذه نعامل صاحبها معاملة عصاة الموحدين والله أعلم (منهج أهل الاتباع في التعامل مع أهل الابتداع:۱۵ من الشامل)** پند

پند.

**گناہِ کبیر (۹۷)**

کسی چیز یا رقم کی ادائیگی کی مدت پوری ہونے پر قدرت کے باوجود ادائیگی نہ کرنا اور ٹال مٹول کرنا

**وَقَالَ جَابِرٌ اشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِي حُقُوقِهِمْ فِي دَيْنِ أَبِي فَسَأَلَهُمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِي فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمْ الْحَائِطَ وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ وَقَالَ سَأَغْدُو عَلَيْكَ غَدًا فَغَدَا عَلَيْنَا حِينَ أَصْبَحَ فَدَعَا فِي ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَضَيْتُهُمْ (صحيح بخارى:۱۔۳۲۳)** پند

**گناہِ کبیر (۹۸)**

نابینا شخص کو قصداً غلط راستہ پر لگادینا یا ناواقف شخص کو جان بوجھ کر غلط راستہ بتلانا

**إضْلَالُ الْأَعْمَى عَنْ الطَّرِيقِ: رَوَى أَصْحَابُ السُّنَنِ أَنَّهُ {صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُعِنَ مَنْ أَضَلَّ أَعْمَى عَنْ الطَّرِيقِ}، تَنْبِيهٌ : عَدُّ هَذَا كَبِيرَةً هُوَ مَا وَقَعَ فِي كَلَامِ بَعْضِهِمْ وَكَأَنَّهُ أَخَذَهُ مِمَّا ذَكَرْته لِمَا مَرَّ أَنَّ اللَّعْنَ مِنْ عَلَامَاتِ الْكَبِيرَةِ وَوَجْهُهُ ظَاهِرٌ ، لِأَنَّهُ يَدْخُلُ فِي إيذَاءِ النَّاسِ الْإِيذَاءَ الْبَلِيغَ الَّذِي لَا يُحْتَمَلُ عَادَةً ، لِأَنَّ مَنْ يُضِلُّ الْأَعْمَى عَنْ الطَّرِيقِ يَتَسَبَّبُ إلَى وُقُوعِهِ فِي مَضَارَّ وَمَخَاوِفَ كَثِيرَةٍ كَمَا هُوَ ظَاهِرٌ فَلَمْ يَبْعُدْ أَنْ يَكُونَ السَّبَبُ إلَى ذَلِكَ كَبِيرَةً ۔ (الزواجر:۱۔۳۶۸)** پند

**گناہِ کبیر (۹۹)**

عام گذرگاہ یا راستہ پر قبضہ جمالینا کہ

جس کی وجہ سے گذرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہو۔

**الْكَبِيرَةُ الرَّابِعَةَ وَالْخَامِسَةَ وَالسَّادِسَةَ عَشَرَ ، بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ : التَّصَرُّفُ فِي الطَّرِيقِ الْغَيْرِ النَّافِذِ بِغَيْرِ إذْنِ أَهْلِهِ وَالتَّصَرُّفُ فِي الشَّارِعِ بِمَا يَضُرُّ الْمَارَّةَ إضْرَارًا بَلِيغًا غَيْرُ سَائِغٍ شَرْعًا (الزواجر: ۱۔۳۶۸)**بند

**گناہِ کبیرہ (۱۰۰)** امانت کے طور پر رکھوائی ہوئی چیز کو بلا اجازتِ مالک استعمال کرنا۔

**إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا۔ (النساء:۵۸)۔فَقَالَ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنْ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ۔ (مسند احمد،ح:۱۴۸۷۷)**

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ۔ (صحیح بخاری،ح:۲۳۲۹)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَبَنُ الدَّرِّ يُحْلَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَالظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَحْلِبُ النَّفَقَةُ قَالَ أَبُو دَاوُد وَهُوَ عِنْدَنَا صَحِيحٌ۔ (سنن ابوداؤد: ۱۔۲۲۳)**بند

**گناہِ کبیرہ (۱۰۲)** گری پڑی چیز ذاتی استعمال میں لانے کی

نیت سے اٹھانا

**وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرہ:۱۸۸)**

**گناہِ کبیر (۱۰۳)** تقاضا اور استطاعت کے باوجود نکاح نہ کرنا

**عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِمِنًى فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَخَلَوَا فَقَالَ عُثْمَانُ هَلْ لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي أَنْ نُزَوِّجَكَ بِكْرًا تُذَكِّرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللَّهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هَذَا أَشَارَ إِلَيَّ فَقَالَ يَا عَلْقَمَةُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ (صحیح بخاری:۲،۷۵۸)**

**گناہِ کبیر (۱۰۴)** اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا

**عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ (صحیح بخاری:۲،۷۸۷)عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ (صحیح بخاری:۲،۷۸۷)**

**گناہِ کبیر (۱۰۵)** کسی کو برے القاب سے پکارنا

**وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۝ (الحجرات:۱۱)**

**گناہِ کبیرہ (۱۰۶)** مسلمان کے ساتھ استہزاء یا اس کی ہتک عزت کرنا۔

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۝ (الحجرات:۱۱)**

**گناہِ کبیرہ (۱۰۷)** کسی کی منگنی پر منگنی کرنا۔

**عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا يَخْطُبْ بَعْضُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ بَعْضٍ۔ (جامع ترمذی: ۲۔۳۷۴)**

**گناہِ کبیرہ (۱۰۸)** کسی کے سودے پر سودا کرنا۔

**عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا يَخْطُبْ بَعْضُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ بَعْضٍ۔ (جامع ترمذی: ۲۔۳۷۴)**

**گناہِ کبیرہ (۱۰۹)** محرمہ نسبیہ، صہریہ (سسرالی) یا رضاعیہ (دودھ شریک) کے ساتھ نکاح کرنا۔

**حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي**

حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَـإِنْ لَمْ تَكُونُـــوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَـــاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَـــائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْـــلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُـــوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَـا قَـدْ سَـلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَـانَ غَفُـورًا رَحِيمًا (النساء:٢٣)بند

**گناہِ کبیر (١١٠)** تین طلاقیں دینے کے بعد بغیر حلالہ شرعیہ کے سابقہ بیوی کو بسانا۔

عَنْ عَائِشَـــةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَـــهُ ثَلَاثًـــا فَتَـزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُـئِلَ النَّبِيُّ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ أَتَحِـلُّ لِلْأَوَّلِ قَـالَ لَا حَتَّى يَـذُوقَ عُسَـيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ(صحیح بخاری:٢؍٧٩١)بند

**گناہِ کبیر (١١١)** ادا نہ کرنے کی نیت سے مہر مقرر کرنا۔

أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى مَا قَلَّ مِنْ الْمَهْرِ أَوْ كَثُـرَ لَيْسَ فِي نَفْسِـهِ أَنْ يُـؤَدِّيَ إِلَيْهَـا حَقَّهَـا خَدَعَهَا فَمَاتَ وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْهَا حَقَّهَـا لَقِيَ اللَّهَ يَـوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُـوَ زَانٍ ، وَأَيُّمَـا رَجُـلٍ اسْـتَدَانَ دَيْنًـا لَا يُرِيدُ أَنْ يُؤَدِّيَهُ إِلَى صَاحِبِهِ خَدَعَـهُ حَتَّى أَخَـذَ مَالَـهُ فَمَاتَ وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْهِ دَيْنَـهُ لَقِيَ اللَّهَ وَهُـوَ سَـارِقٌ۔ (الزواجر:٢؍٤٠)بند

**گناہِ کبیر (١١٢)** اسراف یعنی فضول خرچی کرنا۔

قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ كُلَّمَـــــا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ أُخْتَهَا حَتَّى إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْـرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِـعْفٌ وَلَكِنْ لَا تَعْلَمُـونَ۔ وَقَـالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَـا كَـانَ لَكُمْ عَلَيْنَـا مِنْ فَضْـلٍ

**فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ۔ (الاعراف:۳۸،۳۹)**

**گناہِ کبیرہ (۱۱۳)** کسی کی دلی رضامندی کے بغیر اس کا مال وغیرہ استعمال کرنا۔

**وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ (البقرہ:۱۸۸)**

**گناہِ کبیرہ (۱۱۴)** ایک سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں ان میں برابری نہ کرنا۔

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ۔ (سنن ابوداؤد،ح:۱۸۲۱)**

**گناہِ کبیرہ (۱۱۵)** میاں بیوی کا ایک دوسرے کے حقوقِ واجبہ ادا نہ کرنا۔

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا۔ (سنن ترمذی،ح:۱۰۷۹)۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتْ الْجَنَّةَ۔ (سنن ترمذی،ح:۱۰۸۱)۔عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَأَلَهُ رَجُلٌ مَا حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ قَالَ تُطْعِمُهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبْ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ۔(مسند احمد:۲۰۰۱۳)**

**گناہِ کبیرہ (۱۱۶)** بلاعذرِ شرعی کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا۔

**إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ۔ (صحیح بخاری:۲،۸۸۵) عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔ (سنن ابوداؤد:۲،۳۳۱)**

**گناہِ کبیرہ (۱۱۷)** عورت کا بے پردہ ہوکر باہر نکلنا۔

**عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً۔ (سنن ترمذی،ح:۲۷۱۰)**

**گناہِ کبیرہ (۱۱۸)** عورت بلا ضرورتِ شرعیہ خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرنا۔

**عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ۔ (سنن ترمذی،ح:۱۱۰۸،سنن ابوداؤد،ح:۱۱۹۹)**

**گناہِ کبیرہ (۱۱۹)** عورت کا عدت پوری ہونے کے بارے میں غلط بیانی کرنا۔

**وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ (البقرہ:۲۲۸)**

**گناہِ کبیرہ (۱۲۰)** عدت والی عورت کا بلا ضرورت شرعیہ گھر

سے باہر نکلنا

**وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔(البقرہ:۲۲۸)**

**گناہِ کبیرہ (۱۲۱)** عدتِ وفات والی عورت کا عدت کی مدت تک بناؤ سنگھار وغیرہ سے پرہیز نہ کرنا۔

**وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۔(البقرہ:۲۳۴)**

**گناہِ کبیرہ (۱۲۲)** زیرِ کفالت لوگوں یعنی بیوی بچوں وغیرہ پر استطاعت کے باوجود خرچ نہ کرنا۔

**عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَتْ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ مَنْ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنْ النَّارِ ۔(صحیح بخاری:۱۔۱۹۰)**

**گناہِ کبیرہ (۱۲۳)** گناہ اور حرام کاموں میں معاونت کرنا۔

**وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ**

الْعِقَابِ (المائدۃ:۲)۔ الْكَبِيرَةُ الثَّالِثَةُ وَالرَّابِعَةُ وَالْخَامِسَةُ وَالتِّسْعُونَ بَعْدَ الثَّلَاثِمِائَةِ: تَرْكُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنْ الْمُنْكَرِ مَعَ الْقُدْرَةِ بِأَنْ أَمِنَ عَلَى نَفْسِهِ وَنَحْوِ مَالِهِ وَمُخَالَفَةُ الْقَوْلِ الْفِعْلَ ،قَالَ تَعَالَى: وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنْ الْمُنْكَرِ، قَالَ الْغَزَالِيُّ : أَفْهَمَتْ الْآيَةُ أَنَّ مَنْ هَجَرَهُمَا خَرَجَ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ، وَقَالَ الْقُرْطُبِيُّ: جَعَلَهُ اللَّهُ وَتَعَالَى فَرْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُنَافِقِينَ، وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ : وَ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ، فَتَرْكُ الْإِنْكَارِ تَعَاوُنٌ عَلَى الْإِثْمِ (الزواجر:۲۔ ۱۳۳) پند

**گناہِ کبیر (۱۲۴)** کسی منصب سے اہل کو معزول کرکے نااہل کو مقرر کرنا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (المائدۃ:۲)۔(الْكَبِيرَةُ الثَّانِيَةُ وَالْأَرْبَعُونَ بَعْدَ الثَّلَاثِمِائَةِ : عَزْلُ الصَّالِحِ وَتَوْلِيَةُ مَنْ هُوَ دُونَهُ ) وَذَكَرَ هَذَا أَشَارَ إلَيْهِ بَعْضُهُمْ ، وَيُسْتَدَلُّ لَهُ بِالْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَحَدًا مُحَابَاةً فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ إلَخْ (الزواجر:۲۔۱۳۳) پند

**گناہِ کبیر (۱۲۵)** کسی مسلمان کو ’’کافر‘‘ یا ’’اللہ کا

دشمن‘‘۔ کہنا یا اس کے علاوہ کسی اور لفظ سے گالی دینا۔

**كِتَـابُ الـرِّدَّةِ ( الْكَبِـيرَةُ الثَّانِيَـةُ وَالثَّالِثَـةُ وَالْخَمْسُونَ بَعْدَ الثَّلَاثِمِائَةِ : قَوْلُ إنْسَانٍ لِمُسْلِمٍ : يَا كَافِرُ أَوْ يَا عَدُوَّ اللَّهِ حَيْثُ لَمْ يُكَفِّرْهُ بِـهِ بِأَنْ لَمْ يُرِدْ بِـهِ تَسْـمِيَةَ الْإِسْـلَامِ كُفْـرًا وَإِنَّمَـا أَرَادَ مُجَـرَّدَ السَّـبِّ ) أَخْـرَجَ الشَّـيْخَانِ فِي جُمْلَـةِ حَـدِيثٍ : { وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَـالَ عَـدُوُّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إلَّا حَارَ عَلَيْهِ } أَيْ رَجَعَ عَلَيْهِ مَا قَالَهُ، وَفِي رِوَايَـةٍ لَهُمَـا : { مَنْ رَمَى مُؤْمِنًـا بِكُفْـرٍ فَهُـوَ كَقَتْلِهِ } (الزواجر:۲؍۱۷۳)**

**عَنْ عَائِشَـةَ رَضِـيَ اللَّهُ عَنْهَـا أَنَّ قُرَيْشًـا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَـالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَـا يَعْنِي رَسُـولَ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ قَالُوا وَمَنْ يَجْتَـرِئُ إِلَّا أُسَـامَةُ بْنُ زَيْـدٍ حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَـهُ أُسَـامَةُ فَقَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ يَـا أُسَـامَةُ أَتَشْـفَعُ فِي حَـدٍّ مِنْ حُـدُودِ اللَّهِ ثُمَّ قَـامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ إِنَّمَـا هَلَـكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الشَّرِيفُ تَرَكُـوهُ وَإِذَا سَـرَقَ فِيهِمْ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللَّهِ لَـوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔ (سـنن ابوداؤد:۲؍۱۵۰)**

**گناہ کبیر (۱۲۷)** بالغ ہونے کے بعد ختنہ نہ کروانا۔

**(الْكَبِيرَةُ التَّاسِعَةُ وَالثَّمَانُونَ بَعْـدَ الثَّلَاثِمِائَةِ : تَرْكُ خِتَانِ الرَّجُلِ أَوْ الْمَرْأَةِ بَعْدَ الْبُلُوغِ)، كَذَا ذَكَـرَ هَذَا بَعْضُهُمْ ، وَلَهُ نَوْعُ وَجْهٍ فِي تَرْكِ خِتَانِ الـذَّكَرِ**

لِمَـا يَتَـرَتَّبُ عَلَى ذَلِـكَ مِنْ الْمَفَاسِـدِ الَّتِي مِنْ جُمْلَتِهَا تَرْكُ الصَّلَاةِ غَالِبًـا ؛ لِأَنَّ غَيْـرَ الْمَخْتُـونِ لَا يَصِحُّ اسْتِنْجَاؤُهُ حَتَّى يَغْسِلَ الْحَشَـفَةَ الَّتِي دَاخِـلَ قُلْفَتِهِ ؛ لِأَنَّهَا لَمَّا كَانَتْ مُسْتَحِقَّةَ الْإِزَالَةِ كَـانَ مَـا تَحْتَهَا فِي حُكْمِ الظَّاهِرِ فَوَجَبَ غَسْـلُهُ ، وَالْغَـالِبُ مِنْ أَحْـوَالِ غَيْـرِ الْمَخْتُـونِينَ التَّسَـاهُلُ فِي ذَلِـكَ وَعَدَمُ الِاعْتِنَاءِ بِهِ فَلَا تَصِحُّ صَلَاتُهُمْ فَكَأَنَّ هَذَا هُـوَ مَلْحَظُ مَنْ قَالَ إنَّ ذَلِكَ كَبِيرَةٌ.(الزواجر) بند

**گناہِ کبیر (۱۲۸)** فرض ہونے کے باوجود جہاد نہ کرنا

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَـاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (البقـرہ:۱۹۰)
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِـكٍ قَـالَ قَـالَ رَسُـولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْــهِ وَسَــلَّمَ مَنْ طَلَبَ الشَّــهَادَةَ صَــادِقًا أُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ (صـحيح مسـلم:۲،۱۴۱)
عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَغْـزُ أَوْ يُجَهِّـزْ غَازِيًـا أَوْ يَخْلُـفْ غَازِيًـا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ أَصَـابَهُ اللَّهُ سُـبْحَانَهُ بِقَارِعَـةٍ قَبْـلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (سنن ابن ماجہ:۱۹۸) بند

**گناہِ کبیر (۱۲۹)** امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنا

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَـاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُـونَ الصَّـلَاةَ وَيُؤْتُـونَ الزَّكَـاةَ وَيُطِيعُـونَ اللَّهَ وَرَسُـولَهُ أُولَئِكَ سَـــيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيـــزٌ حَكِيمٌ (التوبہ:۷۱) فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَمَّا هَذَا فَقَـدْ قَضَـى مَـا عَلَيْـهِ سَـمِعْتُ رَسُـولَ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَـرًا فَلْيُغَيِّـرْهُ بِيَـدِهِ

فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ۔ (صحیح مسلم، ح:۷۰)بند

**گناہِ کبیر (۱۳۰)** مسلمان کے سلام کا جواب نہ دینا

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ تَجِبُ لِلْمُسْلِمِ عَلَى أَخِيهِ رَدُّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ۔ (صحیح مسلم،ح:۴۰۲۲)**بند

**گناہِ کبیر (۱۳۱)** طاعون والی جگہ سے بھاگنا

**أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ۔ (البقرہ:۲۴۳)۔عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا۔ (صحیح بخاری:۲۔۸۵۳)**بند

**گناہِ کبیر (۱۳۲)** مسلمانوں کا اجتماعی انفرادی راز افشاء کرنا

**عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنْ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا كِتَابٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيرُ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا الْكِتَابُ فَقَالَتْ مَا مَعَنَا كِتَابٌ فَأَنَخْنَاهَا**

فَالْتَمَسْنَا فَلَمْ نَرَ كِتَابًا فَقُلْنَا مَا كَذَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ فَلَمَّا رَأَتْ الْجِدَّ أَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتْهُ فَانْطَلَقْنَا بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَدَعْنِي فَلِأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ حَاطِبٌ وَاللَّهِ مَا بِي أَنْ لَا أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا لَهُ هُنَاكَ مِنْ عَشِيرَتِهِ مَنْ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ وَلَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ قَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَدَعْنِي فَلِأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ أَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ لَعَلَّ اللَّهَ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ الْجَنَّةُ أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ (صحيح بخارى:٢،٥٦٧) ( الْكَبِيرَةُ الْخَامِسَةُ بَعْدَ الْأَرْبَعِمِائَةِ : الدَّلَالَةُ عَلَى عَوْرَةِ الْمُسْلِمِينَ ) دَلِيلُهُ الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ : { أَنَّ حَاطِبَ بْنَ أَبِي بَلْتَعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ إلَى أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِمَسِيرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلَيْهِمْ فَأَعْلَمَ اللَّهُ نَبِيَّهُ بِذَلِكَ ، فَأَرْسَلَ إلَى حَامِلَةِ الْكِتَابِ عَلِيًّا وَالْمِقْدَادَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَأَخَذَاهُ مِنْهَا قَهْرًا بَعْدَ أَنْ بَالَغَتْ فِي إنْكَارِهِ وَإِخْفَائِهِ ، فَلَمَّا جَاءَا بِهِ إلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُرِئَ عَلَيْهِ، قَالَ

عُمَرُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أَضْرِبُ عُنُقَهُ ، فَمَنَعَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَتْلِهِ لِكَوْنِهِ شَهِدَ بَدْرًا } قَالَ عُمَرُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أَضْرِبُ عُنُقَهُ ، فَمَنَعَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَتْلِهِ لِكَوْنِهِ شَهِدَ بَدْرًا } (الزواجر:۲؍۲۴۹؍)بند

**گناہِ کبیر (۱۳۳)** نذر(منت) پوری نہ کرنا، چاہے وہ نذر ثواب کی ہو یا وہ شرط پائی جانے کی وجہ سے لازم ہو (زواجر:۲،۳۰۶)

بَابُ النَّذْرِ ( الْكَبِيرَةُ السَّادِسَةَ عَشْرَةَ بَعْدَ الْأَرْبَعِمِائَةِ : عَدَمُ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ سَوَاءٌ أَكَانَ نَذْرَ قُرْبَةٍ أَمْ نَذْرَ لَجَاجٍ ) وَعَدُّ هَذَا ظَاهِرٌ لِأَنَّهُ امْتِنَاعٌ مِنْ أَدَاءِ حَقٍّ لَزِمَهُ عَلَى الْفَوْرِ ، فَهُوَ كَالِامْتِنَاعِ عَنْ أَدَاءِ الزَّكَاةِ ، إذْ الصَّحِيحُ عِنْدَنَا أَنَّ النَّذْرَ يُسْلَكُ بِهِ مَسْلَكَ وَاجِبِ الشَّرْعِ فِي أَحْكَامِهِ فَكَذَلِكَ يُسْلَكُ بِهِ مَسْلَكَ الْوَاجِبِ فِي عَظِيمِ إثْمِ تَرْكِ مَا يَتَرَتَّبُ عَلَيْهِ مِنْ أَنَّ تَرْكَهُ كَبِيرَةٌ وَفِسْقٌ . (الزواجر:۲؍۲۵۷؍)بند

**گناہِ کبیر (۱۳۴)** رشوت لینا۔

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ (البقرہ:۱۸۸)۔عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي۔ (ابوداؤد،ح:۳۱۰۹)۔وعن ثوبان رضي الله عنه قال لعن رسول الله صلى الله عليه و سلم الراشي والمرتشي والرائش يعني الذي يمشي بينهما۔(الترغيب:۳؍۱۲۵)۔الْكَبِيرَةُ الرَّابِعَةُ وَالْخَامِسَةُ وَالسَّادِسَةُ وَالسَّابِعَةُ وَالثَّامِنَةُ

**وَالْعِشْرُونَ بَعْدَ الْأَرْبَعِمِائَةِ : أَخْذُ الرِّشْوَةِ وَلَوْ بِحَقٍّ وَإِعْطَاؤُهَا بِبَاطِلٍ وَالسَّعْيُ فِيهَا بَيْنَ الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي وَأَخْذُ مَالٍ عَلَى تَوْلِيَةِ الْحُكْمِ وَدَفْعُهُ حَيْثُ لَمْ يَتَعَيَّنْ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَلَمْ يَلْزَمْهُ الْبَذْلُ۔(الزواجر:۲،۲۶۴)**

**گناہِ کبیرہ (۱۳۵)** **رشوت دینا:** اگر حصولِ حق یا دفعِ ضرر رشوت دئے بغیر ممکن نہ ہو تو مجبوراً رشوت دینا جائز ہے، رشوت لینا ہر صورت میں حرام ہی ہے۔

**عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي ۔ (سنن ابوداؤد:۲،۱۴۸)۔الْكَبِيرَةُ الرَّابِعَةُ وَالْخَامِسَةُ وَالسَّادِسَةُ وَالسَّابِعَةُ وَالثَّامِنَةُ وَالْعِشْرُونَ بَعْدَ الْأَرْبَعِمِائَةِ : أَخْذُ الرِّشْوَةِ وَلَوْ بِحَقٍّ وَإِعْطَاؤُهَا بِبَاطِلٍ وَالسَّعْيُ فِيهَا بَيْنَ الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي وَأَخْذُ مَالٍ عَلَى تَوْلِيَةِ الْحُكْمِ وَدَفْعُهُ حَيْثُ لَمْ يَتَعَيَّنْ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَلَمْ يَلْزَمْهُ الْبَذْلُ۔(الزواجر:۲،۲۶۴)**

**گناہِ کبیرہ (۱۳۶)** لوگوں کو راضی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا۔

**كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنْ اكْتُبِي إِلَيَّ كِتَابًا تُوصِينِي فِيهِ وَلَا تُكْثِرِي عَلَيَّ فَكَتَبَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ الْتَمَسَ رِضَا اللَّهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللَّهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنْ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللَّهِ وَكَلَهُ اللَّهُ إِلَى النَّاسِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ۔ (سنن ترمذی،ح:۲۳۳۸)۔**

الْكَبِيرَةُ الثَّالِثَةُ وَالْعِشْرُونَ بَعْدَ الْأَرْبَعِمِائَةِ : إرْضَاءُ الْقَاضِي وَغَيْرِهِ مِنْ النَّاسِ بِمَا يُسْخِطُ اللَّهَ تَعَالَى۔ أَخْرَجَ ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ الْتَمَسَ رِضَا اللَّهِ بِسَخَطِ النَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَرْضَى عَنْهُ النَّاسَ ، وَمَنْ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللَّهِ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَسْخَطَ عَلَيْهِ النَّاسَ،وَالطَّبَرَانِيُّ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ قَوِيٍّ : مَنْ أَسْخَطَ اللَّهَ فِي رِضَا النَّاسِ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَسْخَطَ عَلَيْهِ مَنْ أَرْضَاهُ فِي سَخَطِهِ . وَمَنْ أَرْضَى اللَّهَ فِي سَخَطِ النَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَرْضَى عَنْهُ مَنْ أَسْخَطَهُ فِي رِضَاهُ حَتَّى يُزَيِّنَهُ وَيُزَيِّنَ قَوْلَهُ وَعَمَلَهُ فِي عَيْنِهِ (الزواجر:۲۔۲۶۱)پند

**گناہ کبیر (۱۳۷)** سفارشی کا ہدیہ قبول کرنا

وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ۔ (البقرہ:۲۸۳)۔( الْكَبِيرَةُ التَّاسِعَةُ وَالْعِشْرُونَ بَعْدَ الْأَرْبَعِمِائَةِ : قَبُولُ الْهَدِيَّةِ بِسَبَبِ شَفَاعَتِهِ ) أَخْرَجَ أَبُو دَاوُد أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ شَفَعَ شَفَاعَةً لِأَحَدٍ فَأَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا فَقَدْ أَتَى بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الْكَبَائِرِ۔ (الزواجر:۲۔۲۶۱)پند

**گناہ کبیر (۱۳۸)** بلاعذرِ شرعی گواہی کو چھپانا

وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا تَكْتُمُوا

**الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ۝ (البقرہ:۲۸۳)۔( الْكَبِيرَةُ التَّاسِعَةُ وَالثَّلَاثُونَ بَعْدَ الْأَرْبَعِمِائَةِ : كَتْمُ الشَّهَادَةِ بِلَا عُذْرٍ ) قَالَ تَعَالَى : { وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ }.وَأَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ مِنْ رِوَايَةِ مَنْ احْتَجَّ بِهِ الْبُخَارِيُّ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : { مَنْ كَتَمَ شَهَادَةً إذْ دُعِيَ إلَيْهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَ بِالزُّورِ } . (الزواجر:۲۔۲۷۵)**

**گناہِ کبیر (۱۳۹)** فاسقوں کی مجلس میں فسق و فجور کے ارتکاب کے وقت جانا اور وہاں بیٹھنا۔

**عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً۔ (صحیح مسلم:۲۔۳۳۰)۔(الْكَبِيرَةُ الْحَادِيَةُ وَالْأَرْبَعُونَ بَعْدَ الْأَرْبَعِمِائَةِ : الْجُلُوسُ مَعَ شَرَبَةِ الْخَمْرِ وَغَيْرِهِمْ مِنْ الْفُسَّاقِ إينَاسًا لَهُمْ۔ (الزواجر:۲۔۲۷۵)**

**گناہِ کبیر (۱۴۰)** کسی کے خلاف ناحق دعویٰ کرنا۔

**كِتَابُ الدَّعَاوَى (الْكَبِيرَةُ السَّادِسَةُ وَالسِّتُّونَ بَعْدَ الْأَرْبَعِمِائَةِ : دَعْوَى الْإِنْسَانِ عَلَى غَيْرِهِ بِمَا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ) فِيهِ حَدِيثُ:مَنْ ادَّعَى بِمَا لَيْسَ لَهُ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ، وَهَذَا وَعِيدٌ شَدِيدٌ ، وَبِهِ يَتَّجِهُ عَدُّ هَذَا كَبِيرَةً ، وَإِنْ لَمْ أَرَ مَنْ صَرَّحَ بِهِ ۔ (الزواجر:۲۔۳۲۵)**

**گناہِ کبیر (۱۴۱)** گناہِ صغیر پر اصرار کرنا،(الزواجر:۲،۲۹۹)

**باطنی کبیرہ گناہ**

**کبیرہ گناہ (۱۴۲)** منافقت کرنا۔

**کبیرہ گناہ (۱۴۳)** بطور غرور و تکبر لوگوں سے دور رہنا اور ان کو حقیر سمجھنا۔

**کبیرہ گناہ (۱۴۴)** بہت زیادہ فضول اور لایعنی کاموں میں گھسنا۔

**کبیرہ گناہ (۱۴۵)** خلافِ شریعت کام پسند کرنا۔

**کبیرہ گناہ (۱۴۶)** غربت کا ڈر رکھنا۔

**کبیرہ گناہ (۱۴۷)** جو مقدر میں لکھا جاچکا ہے اس پر ناراض ہونا۔

**کبیرہ گناہ (۱۴۸)** امیروں کو دیکھنا اور ان کی تعظیم ان کی امیری کی وجہ سے کرنا۔

**کبیرہ گناہ (۱۴۹)** غریبوں کا ان کی غربت کی وجہ سے مذاق اُڑانا۔

**کبیرہ گناہ (۱۵۰)** لالچ یعنی مال جمع کرنے میں حرام طریقوں سے نہ بچنا۔

**کبیرہ گناہ (۱۵۲)** مخلوقات کو خوش کرنے کے لئے ناجائز زینت اختیار کرنا۔

**کبیرہ گناہ (۱۵۳)** اپنے دنیوی نفع کے لئے کسی کو گناہ میں دیکھ کر خاموش رہنا۔

**کبیرہ گناہ (۱۵۴)** ایسے کام کی تعریف پسند کرنا جو کرتا نہ ہو۔

**کبیرہ گناہ (۱۵۵)** اپنے عیوب کی جگہ دوسروں کے عیوب میں مشغول ہونا۔

**کبیرہ گناہ (۱۵۶)** دین کے تقاضوں کو پس پشت ڈال کر عصبیت اختیار کرنا۔

**کبیرہ گناہ (۱۵۷)** حق تعالیٰ کے فیصلے پر راضی نہ رہنا۔

**کبیرہ گناہ (۱۵۸)** اللہ تعالیٰ کے حقوق اور انسانوں کو دئے ہوئے حکموں کو ہلکا سمجھنا۔

**کبیرہ گناہ (۱۵۹)** خواہشات کی پیروی کرنا اور حق کو ٹھکرانا۔

**کبیرہ گناہ (۱۶۰)** دنیا (ہی) کی زندگی چاہنا۔

**کبیرہ گناہ (۱۶۱)** حق کا مقابلہ کرنا۔

**کبیرہ گناہ (۱۶۲)** حق بات کو از راِ نفسانیت ٹھکرادینا یا حق بات اس لئے ٹھکرانا کہ کہنے والا ہمارا دشمن ہے یا ہمیں پسند نہیں ہے۔

**کبیرہ گناہ (۱۶۳)** گناہ پر خوش ہونا۔

**کبیرہ گناہ (۱۶۴)** نیکی کرکے اس پر اپنی تعریف چاہنا۔

**کبیرہ گناہ (۱۶۵)** دنیوی زندگی پر مطمئن ہوکر آخرت کو بھول جانا ۔

**کبیرہ گناہ (۱۶۶)** اللہ تعالیٰ جل شانہ اور آخرت کو بھول جانا۔

**کبیرہ گناہ (۱۶۷)** نفس کی خاطر ناجائز غصہ کرنا یا ناجائز بدلہ لینا۔

**کبیرہ گناہ (۱۶۹)** اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوجانا۔ (سورہ یوسف:۸۷)

**کبیرہ گناہ (۱۷۰)** اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی کرنا۔ (دیلمی، ابن ماجہ، زواجر:۱۵۰)تشریح

**فائدہ:** یعنی کبھی انسان اپنے ساتھ کفار جیسے عذاب کا تصور کرتا ہے، یہ بدگمانی اور سوءِ ظن بن جاتا ہے جو گناہِ کبیرہ ہے (زواجر:۱۵۰)
بند.

**کبیرہ گناہ (۱۷۱)** سنت کو بالکل چھوڑ دینا۔ (بخاری، زواجر: ۱۶۵

**کبیرہ گناہ (۱۷۲)** سنت کا انکار یا حقیر سمجھ کر چھوڑ دینا کبیرہ گناہ بنتا ہے۔

**کبیرہ گناہ (۱۷۳)** ایسی بات کرنا جس سے فساد اور نقصان برپا ہوتا ہو (بخاری، مسلم، زواجر:۱۸۹)

**کبیرہ گناہ (۱۷۴)** حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ سن کر بھی درود نہ پڑھنا۔ (حاکم، زواجر:۱۹۰)

**کبیرہ گناہ (۱۷۵)** دل کی سختی اختیار کرنا۔ (یعنی دل اتنا سخت ہوجائے کہ مجبور شخص کو کھلانے پر بھی آمادہ نہ ہو تو یہ گناہ کبیرہ بن جاتا ہے، کیونکہ احادیث میں لعنت اور سخط (ناراضگی) کے الفاظ آئے ہیں) (حاکم، زواجر:۱۹۴)

**کبیرہ گناہ (۱۷۷)** درہم اور دینار کو توڑنا۔ (ابوداؤد، زواجر:۱۹۶)تشریح

**فائدہ:** درہم ساڑھے تین ماشے چاندی کا سکہ ہے اور دینار اور اشرفی ساڑھے چار ماشے سونے کا سکہ ہے، یہ کبیرہ گناہ اس وقت ہوگا جبکہ درہم یا دینار کا کچھ حصہ توڑ کر اپنے رکھ لینا جس سے اس کی قیمت کم ہوجائے گی، لیکن دھوکہ دے کر اس کو پوری قیمت پر بیچنا۔ (زواجر:۱۹۶)

بند.

**کبیرہ گناہ (۱۷۸)** دراہم و دنانیر میں اتنا کھوٹ ڈالنا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے تو وہ قبول نہ کریں۔ (زواجر:۱۹۶)تشریح

## ظاہری کبیرہ گناہ اور اس کے متعلقات:

**کبیرہ گناہ (۱۷۹)** وضو کے کسی فرض کو چھوڑ دینا (بخاری، مسلم، زواجر:۲۱۰)

**کبیرہ گناہ (۱۸۰)** غسل کے کسی فرض کو چھوڑ دینا (ابوداؤد، زواجر:۲۱۱)

**کبیرہ گناہ (۱۸۲)** بلا عذر نماز کو وقت سے پہلے یا قضاء کرکے پڑھنا (زواجر:۲۲۱)

**کبیرہ گناہ (۱۸۳)** بغیر رُکاوٹ والی چھت پر سونا (ابوداؤد، زواجر:۲۳۰)تشریح

**فائدہ:** چھت کے اوپر کوئی رُکاوٹ نہ ہو، بالکل صاف سیدھی ہو، چاروں طرف کوئی پردہ یا دیوار یا رُکاوٹ نہ ہو تو ایسی چھت پر سونا چونکہ اپنے آپ کو ہلاکت کے قریب کرنا ہے، اس لئے بعض علماء کے نزیک کبیرہ گناہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے، اور اگر بے پردگی یا کوئی اور گناہ ہو یا گرنے کا عاداً غالب گمان ہو تو پھر کبیرہ گناہ ہے۔بند

**کبیرہ گناہ (۱۸۴)** نماز کے کسی واجب کو جان بوجھ کر چھوڑنا (زواجر:۲۳۳)

**کبیرہ گناہ (۱۸۵)** دوسرے کے دانوں کو تیز اور باریک کرنا اور وہی عمل اپنے لئے کرانا (بخاری، مسلم، زواجر:۲۳۴)

**کبیرہ گناہ (۱۸۶)** دوسروں کے ابروؤں کے بال اکھیڑنا اور یہی عمل اپنے لئے کرانا (بخاری، مسلم، زواجر:۲۳۴)تشریح

**فائدہ:** آج کل عورتیں عموماً چہرہ یا ابرو کے بالوں کو اکھیڑتی ہیں یہ ناجائز ہے، اگرچہ شوہر حکم دے یا پسند کرے، البتہ چہرے کو سفید کرنے کا مروجہ طریقہ کہ چہرے کو بلیچ کرکے یعنی کریم وغیرہ چہرے پر لگاتی ہیں تاکہ چہرے کے بال

براؤں ہوجائیں اور منہ سفید ہوجائے، یہ شوہر کو خوش کرنے کے لئے کیا جائے تو صحیح ہے، نیز عورتوں کا دوسری عورتوں کے بالوں کو ملانا تاکہ بال لمبے معلوم ہوں تو یہ ناجائز ہے، البتہ اگر انسان کے بالوں کے علاوہ دوسرے بال ہو یا سیاہ قسم کے دھاگے ہوں پراندے کی طرح تو کوئی حرج نہیں ہے بند

**کبیرہ گناہ (۱۸۷)** نمازی کے سامنے گذرنا (بخاری، مسلم، زواجر:۲۳۵)تشریح

**فائدہ:** یہ گناہ اس وقت ہے جبکہ سجدہ کی جگہ سے گذرے یا بعض علماء کے ہاں دو صف کی مقدار کے اندر اندر گذرے، چھوٹی مسجد یا چھوٹے کمرے میں نماز کے آگے سے گذرنا جائز نہیں ہے، یہ ساری وعیدیں مذکورہ صورتوں کے متعلق ہیں بند

**کبیرہ گناہ (۱۸۸)** کسی فرض نماز کی جماعت کو بستی والے یا شہر والے چھوڑیں جبکہ وہاں جماعت واجب ہونے کے شرائط موجود ہوں (بخاری، مسلم، زواجر:۲۳۶)

**کبیرہ گناہ (۱۸۹)** ایسے شخص کی امامت جس کو لوگ ناپسند کرتے ہوں (زواجر:۲۳۹)تشریح

**فائدہ:** اگر واقعتاً کوئی امام حدودِ شرعیہ سے تجاوز کرتا ہے اور قوم کے سارے لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنا ناپسند کرتے ہوں تو ایسے امام کے لئے یہ وعید ہے، ورنہ نہیں ہے بند

**کبیرہ گناہ (۱۹۰)** صفوں کو توڑنا اور صفیں سیدھی نہ کرنا (بخاری، مسلم، زواجر:۲۴۱)

**کبیرہ گناہ (۱۹۱)** نماز میں امام سے آگے بڑھنا (بخاری، مسلم، زواجر:۲۴۲)

**کبیرہ گناہ (۱۹۲)** نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا (بخاری، زواجر:۲۴۳)

**کبیرہ گناہ (۱۹۳)** نماز میں ادھر ادھر دیکھنا (بخاری، زواجر: ۲۴۳)

**کبیرہ گناہ (۱۹۴)** نماز میں اپنے ہاتھ کوکھ پر رکھنا (بخاری، زواجر:۲۴۳)

**کبیرہ گناہ (۱۹۵)** قبروں کو مسجد بنانا

**کبیرہ گناہ (۱۹۷)** قبروں کو بت بنانا یعنی ان کی پوجا کرنا

**کبیرہ گناہ (۱۹۸)** قبروں کا طواف کرنا

**کبیرہ گناہ (۱۹۹)** قبروں کو چومنا

**کبیرہ گناہ (۲۰۰)** قبروں کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا (زواجر:۲۴۴ تا ۲۴۶)

**کبیرہ گناہ (۲۰۲)** جہاد جیسے مقصد کے بغیر داڑھی کو خضاب لگاکر کالا کرنا (ابوداؤد، نسائی، زواجر:۲۶۱)

**کبیرہ گناہ (۲۰۳)** زیب و زینت کے لئے کالا خضاب ناجائز اور گناہ ہے، البتہ جہاد جیسا کوئی عذر ہو (دشمنوں پر رعب جمانے کے لئے) تو درست ہے۔

**کبیرہ گناہ (۲۰۴)** انسان کا یہ کہنا کہ بارش ستارے طلوع ہونے سے ہوتی ہے اور ستارے کی تاثیر کا اعتقاد کرنا (بخاری، مسلم، زواجر:۲۶۱)

**کبیرہ گناہ (۲۰۵)** منہ یا چہرے پر طمانچے مارنا (چاہے کسی میت پر اظہار غم کے موقع پر ہی کیوں نہ ہو) (بخاری، مسلم، زواجر:۲۶۴)

**کبیرہ گناہ (۲۰۶)** (اظہار غم میں) گریبان پھاڑنا (بخاری، مسلم، زواجر:۲۶۴)

**کبیرہ گناہ (۲۰۷)** واویلا کرنا

**کبیرہ گناہ (۲۰۸)** (اپنے ارادے سے) واویلا سننا (ابوداؤد)

**کبیرہ گناہ (۲۰۹)** بطورِ افسوس اپنے بال مونڈنا یا اکھاڑنا۔ (ابوداؤد)

**کبیرہ گناہ (۲۱۰)** مصیبت کے وقت ہلاکت کی دعاء کرنا۔ (زواجر:۲۶۴)

**کبیرہ گناہ (۲۱۱)** میت کی ہڈی توڑنا۔ (ابوداؤد، زواجر:۲۶۴)

**کبیرہ گناہ (۲۱۲)** لوگوں کے حقوق کی عدم حفاظت کی صورت میں ٹیکس وصول کرنا اور اس کے لوازمات مثلاً لکھنا وغیرہ میں حصہ لینا۔ (سورہ الشوریٰ:۴۲، زواجر:۲۹۹)

**کبیرہ گناہ (۲۱۳)** مال یا کسب کی استطاعت کی وجہ سے امیر ہونے والے شخص کا لالچ اور کثرتِ مال حاصل کرنے کی بنیاد پر دوسرے سے صدقہ مانگنا۔ (زواجر:۳۰۴)

**کبیرہ گناہ (۲۱۴)** مانگنے میں اتنا اصرار کرنا کہ جس سے مانگا جا رہا ہے اس کو سخت تکلیف ہو۔ (ابن حبان، زواجر:۳۰۷)

**کبیرہ گناہ (۲۱۵)** انسان کا اپنے قریبی رشتے دار یا اپنے غلام یا آزاد کردہ غلام کے مجبور ہوتے ہوئے بھی ان کے مانگنے پر دینے کی قدرت کے باوجود نہ دینا۔ (زواجر:۳۰۹)

**کبیرہ گناہ (۲۱۶)** ضرورت یا مجبوری کے وقت پانی موجود ہوتے ہوئے نہ دینا۔ (ابوداؤد، زواجر:۳۱۴)

**کبیرہ گناہ (۲۱۷)** مخلوق کی ناشکری کرنا جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے۔ (ترمذی، زواجر: ۳۱۵)

**کبیرہ گناہ (۲۱۸)** اللہ کا واسطہ دے کر جنت کے سواء کچھ اور مانگنا۔ (ابوداؤد، زواجر:۳۱۶)

**کبیرہ گناہ (۲۱۹)** اللہ کا واسطہ دے کر مانگنے والے کو نہ

دینا۔ (زواجر:۳۱۶)تشریح

فائدہ: عام حالات میں سائل کو نہ دینا کبیرہ گناہ نہیں بلکہ مجبور کو نہ دینا یہ کبیرہ گناہ ہے، اسی طرح عام حالات میں اللہ کا واسطہ دے کر مانگنا حرام نہیں صرف مکروہ ہے، لیکن اصرار کرکہ مانگنا یہاں تک کہ مسئول کو پریشان ہی کردینا یہ کبیرہ گناہ ہے۔ (زواجر:۳۱۷)پسند

**کبیرہ گناہ (۲۲۰)** معین وقت میں نذر مانے ہوئے اعتکاف کو توڑنا۔ (زواجر:۳۲۹)

**کبیرہ گناہ (۲۲۱)** جماع وغیرہ کے ذریعہ اعتکاف توڑنا۔ (زواجر:۳۲۹)

**کبیرہ گناہ (۲۲۲)** مسجد میں جماع کرنا، اگرچہ غیر معتکف ہی کرے۔ (زواجر:۳۲۹)

**کبیرہ گناہ (۲۲۳)** حج و عمرہ میں احرام کھولنے سے پہلے قصداً جماع کرنا۔ (زواجر:۳۳۱)

**کبیرہ گناہ (۲۲۴)** حج یا عمرہ کے احرام میں باوجود علم و اختیار کے قصداً خشکی کے حلال شکار کو قتل کرنا۔ (سورہ المائدہ:۹۵)۔

**کبیرہ گناہ (۲۲۵)** عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج و عمرہ کا احرام باندھنا، اگرچہ وہ گھر سے (بھی ابھی ) نہ نکلی ہو۔ (زواجر:۳۳۲)۔

**کبیرہ گناہ (۲۲۷)** حرم مکہ میں گناہ کرنا۔ (سورہ الحج:۲۵)

**کبیرہ گناہ (۲۲۸)** اہل مدینہ کو ڈرانا۔

**کبیرہ گناہ (۲۲۹)** اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرنا۔

**کبیرہ گناہ (۲۳۰)** مدینہ منورہ میں گناہ کرنا۔

**کبیرہ گناہ (۲۳۱)** مدینہ میں کسی گناہ کرنے والے کو جگہ و پناہ دینا۔

**کبیرہ گناہ (۲۳۲)** مدینہ منورہ کا درخت کاٹنا۔

**کبیرہ گناہ (۲۳۳)** مدینہ منورہ کی گھاس کاٹنا۔ (زواجر:۳۴۲ و ۳۴۳)

**کبیرہ گناہ (۲۳۴)** قدرت کے باوجود قربانی نہ کرنا۔ (زواجر: ۳۴۵)

**کبیرہ گناہ (۲۳۵)** قربانی کی کھال فروخت کرنا۔ (زواجر: ۳۴۶) تشریح

**فائدہ:** اگر قربانی کی کھال بیچ کر رقم حاجت مند کو دیدیں تو پھر صحیح ہے۔ اور اگر خود مستحق نہیں پھر کھال بیچ کر اپنے استعمال میں لائے تو گناہ ہے۔ بند

**کبیرہ گناہ (۲۳۶)** جانور کے کسی عضو کو کاٹ کر مثلہ کرنا۔

**کبیرہ گناہ (۲۳۷)** جانور کے چہرے کو داغنا۔

**کبیرہ گناہ (۲۳۸)** جانور کو داغ کے ذریعے نشان لگانا۔

**کبیرہ گناہ (۲۳۹)** جانور کو کھانے کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے قتل کرنا۔

**کبیرہ گناہ (۲۴۰)** جانور کو اچھی طرح قتل یا ذبح نہ کرنا۔ (زواجر:۳۴۷ و ۳۴۸)

**کبیرہ گناہ (۲۴۱)** غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا جبکہ غیر اللہ کو معبود نہ سمجھے۔ (کیونکہ ایسی صورت میں وہ کافر ہوجائے گا) (سورہ الانعام:۱۲۱)

**کبیرہ گناہ (۲۴۲)** سائبہ کو چھوڑ دینا۔ (سورہ المائدہ: ۱۰۳) تشریح

**فائدہ:** سائبہ یعنی وہ اونٹنی جو زمانۂ جاہلیت میں بتوں کی نذر و نیاز کے لئے چھوڑی جاتی تھی، یا دس بار بچے جننے کے بعد اس کو آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا، نہ اس پر سواری کرتے اور نہ اس کا دودھ دوہتے، اس کا دودھ اس کا بچہ پیتا یا کسی مہمان

کو اس کا دودھ پینے کا حق ہوتا، اسی طرح اس کو پینے اور چرنے میں پوری آزادی ہوتی ہے (المنجد:۵۰۵)بند

**کبیرہ گناہ (۲۴۳)** ڈرانے دھمکانے کے لئے حملہ کرنا (زواجر: ۲،۲۶۴)

**کبیرہ گناہ (۲۴۴)** کسی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر جھانکنا تنگ سوراخ سے دیکھنا یا جھانکنا (زواجر:۲،۲۶۶)

**کبیرہ گناہ (۲۴۵)** جو لوگ بات نہ بتانا چاہتے ہوں ان کی سننے کے لئے کان دھرنا (بخاری و مسلم، زواجر:۲،۲۶۷)

**کبیرہ گناہ (۲۴۶)** متعین جہاد چھوڑنا، اس کی صورت یہ ہے کہ کافر دار الاسلام میں آگئے اور انہوں نے کسی مسلمان کو پکڑ لیا اور ان سے چھڑانا بھی ممکن ہو (مسلم، زواجر:۲،۲۷۱)

**کبیرہ گناہ (۲۴۷)** لوگوں کا جہاد بالکل ہی چھوڑ دینا (مسلم، زواجر:۲،۲۷۱)

**کبیرہ گناہ (۲۴۸)** اہل ولایت (حکومت) کا اپنی سرحد مضبوط نہ کرنا جس کی وجہ سے کفار کے غالب آنے کا ڈر ہو (مسلم، زواجر:۲،۲۷۱)

**کبیرہ گناہ (۲۴۹)** نیکی کا حکم نہ کرنا (جبکہ جان و مال کا خطرہ نہ ہو) (سورہ المائدہ:۷۸)

**کبیرہ گناہ (۲۵۰)** قدرت کے باوجود برائی سے نہ روکنا (جبکہ جان و مال کا خطرہ نہ ہو) (سورہ المائدہ:۷۹)

**کبیرہ گناہ (۲۵۲)** انسان کا یہ چاہنا کہ لوگ میری تعظیم کریں اور تعظیم میں کھڑے ہوں (ابوداؤد)

**کبیرہ گناہ (۲۵۳)** خیانت کرنے والے کو چھپانا (پناہ دینا)۔

(ابوداؤد)

**کبیرہ گناہ (۲۵۴)** کسی مامون یا ذمی یا جس سے صلح کرلی ہو ان میں سے کسی ایک کو قتل کرنا۔ (زواجر:۲،۲۹۵)

**کبیرہ گناہ (۲۵۵)** کسی مامون یا ذمی یا جس سے صلح کرلی ہو ان میں سے کسی کو دھوکہ دینا۔ (زواجر:۲،۲۹۵)

**کبیرہ گناہ (۲۵۶)** کسی مامون یا ذمی یا جس سے صلح کرلی ہو ان میں سے کسی پر ظلم کرنا۔ (زواجر:۲،۲۹۵)

**کبیرہ گناہ (۲۵۷)** گھوڑے تکبر وغیرہ کے لئے رکھنا، یا شرط و جوّے کے ساتھ ان کو گھوڑدوڑ کرانے کے لئے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

**کبیرہ گناہ (۲۵۸)** شرط یا جوّا لگاکر تیروں کے ساتھ تیر اندازی کا مقابلہ کرنا۔ (زواجر:۲،۲۹۷)

**کبیرہ گناہ (۲۵۹)** تیر اندازی سیکھ کر اس سے ایسا اعراض کرنا اور چھوڑنا کہ جس سے دشمن کا غلبہ یا مسلمانوں کی بے عزتی ہوتی ہو۔ (مسلم)

**کبیرہ گناہ (۲۶۰)** عام جھوٹی قسم کھانا۔

**کبیرہ گناہ (۲۶۱)** بہت زیادہ قسمیں کھانا اگرچہ سچا ہو۔ (ابن حبان، زواجر:۲،۳۰۲)

**کبیرہ گناہ (۲۶۲)** امانت کی قسم کھانا۔ (ابوداؤد)

**کبیرہ گناہ (۲۶۳)** بتوں کی قسم کھانا۔ (مسلم)

**کبیرہ گناہ (۲۶۴)** بے اصولی باتیں کرنے والے کا یہ کہنا کہ اگر میں یہ کروں تو میں کافر یا میں اسلام یا نبی سے بری ہوں۔ (نعوذ باللہ من ذٰلک) (مسلم، زواجر:۲،۳۰۴)

**کبیرہ گناہ (۲۶۵)** اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کی جھوٹی قسم کھانا (بخاری و مسلم)

**کبیرہ گناہ (۲۶۶)** زنا کرنے کے لئے حملہ کرنا (زواجر:۲،۲۶۴)

**کبیرہ گناہ (۲۶۷)** ایسے شخص کو عہدۂ قضاء سپرد کرنا (جج بنانا) جو خیانت یا ظلم کرنے والا ہو (سورہ المائدہ:۴۷ کی تفسیر)

**کبیرہ گناہ (۲۶۸)** ایسے (نا اہل) شخص کا عہدۂ قضاء کی ذمہ داری قبول کرنا جو جانتا ہو کہ میں خیانت کروں گایا ظلم کروں گا (بخاری و مسلم)

**کبیرہ گناہ (۲۶۹)** جہالت سے فیصلہ کرنا (ابوداؤد، ترمذی)

**کبیرہ گناہ (۲۷۰)** ظالمانہ فیصلہ کرنا (ابوداؤد، ترمذی)تشریح

**فائدہ:** ایک حدیث میں ہے کہ جس نے کسی جھگڑے میں ناحق کسی کی مدد کی تو وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہوگا (ابوداؤد، ترمذی)

بند.

**کبیرہ گناہ (۲۷۱)** قاضی یا حاکم کا اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے رعایا کو راضی کرنا (ابن حبان، زواجر: ۲،۳۱۲)

**کبیرہ گناہ (۲۷۲)** ناحق یا بغیر علم کے جھگڑا کرنا، جیسے ججوں کے وکیل (بخاری، زواجر:۲،۳۱۶)

**کبیرہ گناہ (۲۷۳)** حق مانگنے کے لئے جھگڑنا،اور سخت جھگڑے کے ذریعہ مقابل کو تکلیف پہنچانا اور اس پر مسلط ہی ہوجانا (بخاری، زواجر:۲،۳۱۶)

**کبیرہ گناہ (۲۷۴)** محض ضد کے طور پر مدِّ مقابل پر غالب آنے اور اس کو کمزور کرنے کے لئے جھگڑا کرنا (بخاری، زواجر:۲،۳۱۶)

**کبیرہ گناہ (۲۷۵)** بلا مقصد گفتگو میں خلل ڈالنے کے لئے

طعنہ مارنا (بخاری، زواجر:۲،۳۱۶)

**کبیرہ گناہ (۲۷۷)** تقسیم کرنے والے کا اپنی تقسیم میں ظلم کرنا (زواجر:۲،۳۱۹)

**کبیرہ گناہ (۲۷۸)** قیمت لگانے والے کا اپنی قیمت میں ظلم کرنا (زواجر:۲،۳۱۹)

**کبیرہ گناہ (۲۷۹)** جھوٹی گواہی قبول کرنا (بخاری و مسلم، زواجر:۲،۳۲۰)

**کبیرہ گناہ (۲۸۰)** قراء، علماء و فقہاء کا فاسقوں کے ساتھ مجالست کرنا تشریح

**فائدہ:** یہ بھی بعض نے کبیرہ شمار کیا ہے، کیونکہ فاسقوں فاجروں کے ساتھ جب قاری حضرات یا علماء کرام بار بار ملیں جلیں گے تو لازماً ان سے انس پیدا ہوگا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کے کاموں کی طرف میلان ہوگا، احتمال ہے کہ کہیں وہ بھی گناہ کرنے شروع کردیں، بہرحال ساتھ یہ قید ہونی چاہئے کہ گناہ کو روکنے کی قدرت بھی ہو، اختیار ہو، پھر نہ روکنا یہ گناہ پر راضی ہونا ہے اور اس کو پختہ کرنا ہے جو کبیرہ گناہ ہے۔ (زواجر:۲،۳۲۷)بند

**کبیرہ گناہ (۲۸۱)** مال چھیننے کے لئے حملہ کرنا (زواجر:۲،۲۶۴)

**کبیرہ گناہ (۲۸۲)** شطرنج کھیلنا (حنفیہ کے نزدیک گناہ ہے، امام شافعیہ کے ہاں جوئے کے ساتھ شطرنج کھیلنا گناہ ہے یا اگر نماز کا وقت جاتا ہو تو بغیر جوّے کے کھیلنا بھی، اس وقت امام شافعیہ کے ہاں ناجائز ہے) (زواجر:۲،۳۲۷)

**کبیرہ گناہ (۲۸۳)** باجا بجانااور اس کو سننا، بانسری بجانا اور سننا، طبلہ بجانا اور اس کا سننا (زواجر:

۲،۳۳۶)

**کبیرہ گناہ (۲۸۴)** کسی معین یا غیر معین لڑکے کے حسن و جمال کو اس طرح یاد کرنا کہ میرا اس کے ساتھ عشق ہے۔ (زواجر:۲،۳۴۹)

**کبیرہ گناہ (۲۸۵)** کسی خاص اجنبی عورت کے حسن و جمال کا تذکرہ کرنا، اگرچہ فحش حرکتوں والا نہ ہو۔ (زواجر:۲،۳۴۹)

**کبیرہ گناہ (۲۸۶)** عورت کو متعین کئے بغیر فحش حرکتوں کا تذکرہ کرنا۔ (زواجر:۲،۳۴۹)

**کبیرہ گناہ (۲۸۷)** عشق و محبت والے اشعار پڑھنا۔ (زواجر:۲،۳۴۹)

**کبیرہ گناہ (۲۸۸)** اسی طرح ایسے شعر کہنا جن میں بے حیائی و فحش ہو۔ (زواجر:۲،۳۵۱)

**کبیرہ گناہ (۲۸۹)** اسی طرح ایسے شعر کہنا جن میں بہت گندے جھوٹ ہو۔ (زواجر:۲،۳۵۱)

**کبیرہ گناہ (۲۹۰)** فحش اور گندے جھوٹے قسم کے اشعار پڑھنا اور ان کو عام کرنا۔ (زواجر:۲،۳۵۱)

**کبیرہ گناہ (۲۹۱)** شعر میں حد سے بڑھ کر کسی کی تعریف کرنا، جیسے جاہل کو عالم اور یا فاسق کو عادل بنادینا۔ (زواجر:۲،۳۵۵)

**کبیرہ گناہ (۲۹۲)** ایسے اشعار سے کمائی کرنا جن میں اکثر وقت لگتا ہو اور برائی و فحش میں مبالغہ کرتا ہو، جب اس کو کوئی مال وغیرہ نہ دے تو اس کی برائی شروع کردے۔ (زواجر:۲،۳۵۵)

**کبیرہ گناہ (۲۹۳)** ایک صغیرہ گناہ کو بار بار کرنا یا کئی صغیرہ گناہ کرنا۔ (زواجر:۲،۳۵۸)

**کبیرہ گناہ (۲۹۴)** کبیرہ گناہ سے توبہ نہ کرنا۔ (سورہ النور:

۳۱)

**کبیرہ گناہ (۲۹۵)** کسی انصاری کے ساتھ بغض رکھنا (بخاری، زواجر:۲،۳۷۹)

**کبیرہ گناہ (۲۹۶)** شرعی اجازت کے بغیر آزاد شدہ غلام سے خدمت لینا، جیسا کہ چھپ کر اس کو آزاد کردے اور مسلسل اس سے خدمت لیتا رہے (زواجر:۲،۳۸۷)

**کبیرہ گناہ (۲۹۷)** ملک الاملاک (شہنشاہ) نام رکھنا (بخاری، مسلم، زواجر:۳۵۳)

**کبیرہ گناہ (۲۹۸)** گھاس، افیون، بھنگ، عنبر، زعفران جیسی پاک نشہ آور چیز کھانا (ابوداؤد، مسند احمد، زواجر:۳۵۴)

**کبیرہ گناہ (۲۹۹)** بغیر شدید مجبوری و عذر کے بہنے والا خون پینا (سورہ المائدہ:۳)

**کبیرہ گناہ (۳۰۰)** بغیر شدید مجبوری و عذر کے خنزیر کا گوشت کھانا (سورہ المائدہ:۳)

**کبیرہ گناہ (۳۰۲)** کسی جاندار کو آگ میں جلانا (زواجر:۳۶۴)

**کبیرہ گناہ (۳۰۳)** نجاست، یا گندگی کھانا (زواجر:۳۶۵)

**کبیرہ گناہ (۳۰۴)** تکلیف دہ یا نقصاندہ چیز کھانا (زواجر:۳۶۵)

**کبیرہ گناہ (۳۰۵)** آزاد آدمی کو فروخت کرنا (بخاری، زواجر:۳۶۷)

**کبیرہ گناہ (۳۰۶)** سود میں (ناجائز) حیلے کرنا (زواجر:۳۸۱)

**کبیرہ گناہ (۳۰۷)** ضرورتمند کو جفتی کے لئے نَر نہ دینا (زواجر:۳۸۲)تشریح

**تنبیہ:** در اصل یہ مکروہ ہے، کبیرہ گناہ اس وقت ہوگا جبکہ کسی بستی والے سخت مجبور ہوں، اپنی بستی میں نَر نہ پاتے ہوں اور دوسری بستی میں ایک ہی ملتا ہو اور وہ نہ دے (زواجر:۳۸۲)بند

**کبیرہ گناہ (۳۰۸)** سودا مہنگا بیچنے کے لئے روک کر رکھنا، ذخیرہ اندوزی کرنا (مسلم، ابوداؤد، زواجر: ۳۸۷)تشریح

**تنبیہ:** یہ ذخیرہ اندوزی کھانے کی چیزوں میں بوقتِ قحط مراد ہے، لہٰذا فراخی کے دنوں میں کھانے کی چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کبیرہ گناہ نہیں ہے۔بند

**کبیرہ گناہ (۳۰۹)** ناسمجھ بچے کی بیع وغیرہ کرکے اس کو اس کی ماں سے جدا کرنا (ترمذی، زواجر: ۳۹۰)تشریح

**تنبیہ:** بچے سے مراد وہ لڑکا ہو یا لڑکی ہے جو تمیز اور فرق نہ کرسکتا ہو، چھوٹا ہونے کی وجہ سے یا پاگل ہونے کی وجہ سے، اگرچہ ماں کی رضامندی بھی ہو، پھر بھی اس کو ماں سے علاحدہ نہیں کیا جاسکتا۔بند

**کبیرہ گناہ (۳۱۰)** کسی شخص کا انگور اور کشمش کسی ایسے شخص کے پاس بیچنا جو اس کو نچوڑ کر شراب بنائے۔ (زواجر:۳۹۲)

**کبیرہ گناہ (۳۱۱)** بے ریش غلام کو ایک ایسے آدمی کو بیچنا جس کے بارے میں معلوم ہوکہ یہ اس سے گناہ کرے گا۔ (زواجر:۳۹۲)

**کبیرہ گناہ (۳۱۲)** باندی کا ایسے شحص کے ہاں فروخت کرنا جو اس کو زنا پر آمادہ کرے۔ (زواجر:۳۹۲)

**کبیرہ گناہ (۳۱۳)** لکڑی وغیرہ ایسی جگہ بیچنا جہاں وہ فضول کھیل کود کا آلہ بنالیتے ہوں ہوں۔ (زواجر:۳۹۲)

**کبیرہ گناہ (۳۱۴)**
کافروں کو ہتھیار فروخت کرنا تاکہ وہ ہمارے خلاف جہاد میں مدد کریں ۔ (زواجر: ۳۹۲)

**کبیرہ گناہ (۳۱۵)**
اس شخص کو شراب بیچنا جو اس کو پی لے گا۔ (زواجر:۳۹۲)

**کبیرہ گناہ (۳۱۶)**
ایسے شخص کو نشے آور نباتات وغیرہ فروخت کرنا جو اُسے ناجائز استعمال کرے گا۔ (زواجر:۳۹۲)

**کبیرہ گناہ (۳۱۷)**
بغیر ارادۂ خریدی کے کسی چیز کا دام بڑھانا۔ (زواجر:۳۹۲)

**کبیرہ گناہ (۳۱۸)**
بیع پر بیع کرنا، یعنی خریدنے والے کو سودا پکا کرنے سے پہلے یہ کہنا کہ تم یہ نہ خریدو میں اس بہتر سودا تمہیں دوں گا۔ (زواجر:۳۹۲)

**کبیرہ گناہ (۳۱۹)**
شراء پر شراء کرنا، یعنی بیچنے والے کو سودا پکا کرنے سے پہلے یہ کہنا کہ تم سودا ختم کردو، میں تمہیں زیادہ قیمت دوں گا۔ (زواجر:۳۹۲)

**کبیرہ گناہ (۳۲۰)**
قرض واپس ہونے کی امید ہی نہیں اور خود مجبور بھی نہیں ہے اور کوئی ظاہری سبب بھی قرض اترنے کا نہیں ہے اور قرض دینے والا اس بات سے ناواقف ہے، ایسی حالت میں قرض مانگنا۔ (نسائی، حاکم، زواجر:۴۱۱)

**کبیرہ گناہ (۳۲۱)**
گناہ کے کام میں مال خرچ کرنا، اگرچہ ایک پیسہ ہی ہو، اگرچہ چھوٹے گناہ میں ہی کیوں نہ خرچ کیا جائے۔ (زواجر:۴۲۱)

**کبیرہ گناہ (۳۲۲)**
پڑوسی کو تکلیف دینا، اگرچہ پڑوسی ذمّی

ہو، اس کے گھر میں جھانک کر یا تکلیف دے عمارت بناکر۔ (بخاری و مسلم)

**کبیرہ گناہ (۳۲۳)** بطور تکبر و غرور ضرورت سے بڑھ کر عمارت بنانا۔ (بخاری و مسلم)

**کبیرہ گناہ (۳۲۴)** زمین کے نشان بدلنا (کہ جس سے دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہو)۔ (مسلم، نسائی)

**کبیرہ گناہ (۳۲۵)** اپنے عقیدے اور خیال میں صحیح ضمان ہو اور دینے پر قدرت بھی ہو، پھر بھی ضامن کا ضمان نہ دینا۔ (زواجر:۴۳۰)

**کبیرہ گناہ (۳۲۷)** وکیل کا اپنے مؤکل سے خیانت کرنا۔ (ابوداؤد، زواجر:۴۳۱)

**کبیرہ گناہ (۳۲۸)** کسی وارث یا اجنبی کے لئے قرض یا کسی چیز کا جھوٹا اقرار کرنا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

**کبیرہ گناہ (۳۲۹)** مریض کا اپنے ذمہ اپنے قرض یا کسی چیز کا اقرار چھوڑ دینا، جبکہ ورثاء کے علاوہ اس کی بات کوئی اور نہ جانتا ہو جو ثابت کرسکے۔ (زواجر:۴۳۲)

**کبیرہ گناہ (۳۳۰)** جس مقصد کے لئے چیز اُدھار لی تھی اس کو اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے استعمال کرنا۔(زواجر:۴۳۳)

**کبیرہ گناہ (۳۳۱)** مالک کی اجازت کے بغیر اُدھار لی ہوئی چیز آگے اُدھار دے دینا۔ (زواجر:۴۳۳)

**کبیرہ گناہ (۳۳۲)** اگر مالک نے کہا کہ مقررہ وقت کے بعد یہ چیز آپ کو اپنے پاس نہیں رکھنا ہے یا نہیں استعمال کرنا ہے، پھر اس کی مخالفت کرنا۔ (زواجر:۴۳۳)تشریح

**فائدہ:** چونکہ مذکورہ تینوں گناہوں کا مرجع و مآل ظلم اور غصب ہے، لہٰذا یہ تینوں بھی کبیرہ گناہ شمار ہوں گے (زواجر:۴۳۳) پند

**کبیرہ گناہ (۳۳۳)** مزدور سے کام کرواکر اس کی مزدوری نہ دینا یا دیر سے دینا (بخاری)

**کبیرہ گناہ (۳۳۴)** عرفہ یا مزدلفہ یا منیٰ میں عمارت بنانا جبکہ اس کی تحریم کا قائل ہو (زواجر:۴۳۸)

**کبیرہ گناہ (۳۳۵)** عام یا خاص جائز چیزوں میں لوگوں کو روکنا، مثلاً بنجر زمین جس کا آباد کرنا ہر شخص کے لئے جائز ہے اور مثلاً عم سڑکیں اور مسجدیں اور معادن وغیرہ (زواجر:۴۳۸)

**کبیرہ گناہ (۳۳۶)** کسی کا عام راستے کو کرایہ پر دینا اور اس کی اجرت لینا، اگرچہ اپنی دُکان یا مملوکہ جگہ کے قریب ہو (زواجر:۴۳۸)

**کبیرہ گناہ (۳۳۷)** جائز پانی پر قبضہ کرکے مسافر کو نہ دینا (بخاری و مسلم)

**کبیرہ گناہ (۳۳۸)** وقف کرنے والے کی شرط کے مخالف کرنا (زواجر:۴۳۹)

**کبیرہ گناہ (۳۳۹)** گمشدہ چیز کی شرع کے موافق تشہیر کئے بغیر اس میں تصرف کرنا اور اس کا مالک خود بن جانا (زواجر:۴۳۹)

**کبیرہ گناہ (۳۴۰)** گمشدہ چیز کے مالک کا علم ہوجانے کے باوجود اس سے چھپانا (زواجر:۴۳۹)

**کبیرہ گناہ (۳۴۱)** گرے پڑے بچے کو لیتے وقت کسی کو گواہ نہ بنانا (زواجر:۴۳۹)

**کبیرہ گناہ (۳۴۲)** مال چھیننے کے لئے حملہ کرنا (زواجر:

(۲،۲۶۴

**کبیرہ گناہ (۳۴۳)** اجنبی عورت کو شہوت کے ساتھ دیکھنا جبکہ فتنہ کا ڈر ہو (بخاری و مسلم، زواجر:۲،۳)

**کبیرہ گناہ (۳۴۴)** اجنبی عورت کو چھونا (زواجر:۲،۴)

**کبیرہ گناہ (۳۴۵)** عورت کا مرد سے یا مرد کا عورت سے تنہائی میں ملنا اس طرح کہ ان کا ایسا محرم ان کے ساتھ موجود نہ جن کی وجہ سے وہ باز رہیں (بخاری و مسلم، زواجر: ۲،۵

**کبیرہ گناہ (۳۴۶)** بے ریش لڑکے کو شہوت سے دیکھنا (زواجر:۲،۵)

**کبیرہ گناہ (۳۴۷)** بے ریش لڑکے کو شہوت سے چھونا (زواجر:۲،۶)

**کبیرہ گناہ (۳۴۸)** بے ریش لڑکے کے تنہائی کرنا جبکہ کوئی دوسرا شخص ایسا موجود نہ ہو جس کی وجہ سے یہ حرکت نہ کرسکتا ہو (زواجر: ۲،۷

**کبیرہ گناہ (۳۴۹)** غیبت سننے پر راضی ہونا اور اس کو درست مان کر خاموش رہنا (سورہ الحجرات، زواجر:۲،۱۰)

**کبیرہ گناہ (۳۵۰)** بے گناہ پر قتل کے ارادہ سے حملہ کرنا (زواجر:۲،۲۶۴)

**کبیرہ گناہ (۳۵۲)** ولی کا اپنی بیٹی یا بہن کو کفو میں نکاح کرنے سے روکنا (زواجر:۲،۴۲)تشریح

**فائدہ:** اس کی صورت یہ ہے کہ ایک عاقلہ بالغہ لڑکی اپنا نکاح اپنے کفو میں کرنا چاہتی ہے تو ولی اس کو روکتا ہے، یہ

کبیرہ گناہ ہے، جیسا کہ امام نووی نے بھی اس تصریح اپنی فتاویٰ میں کی ہے، باقی حضرات نے صغیرہ گناہ شمار کیا ہے، امام رافعی وغیرہ نے یہ فرمایا کہ عضل (روکنا) کبیرہ گناہ تو نہیں ہے البتہ جب کئی مرتبہ (دیگر علماء نے تین مرتبہ حد بتائی ہے) روکے تو پھر فسق بن جاتا ہے (جو گناہِ کبیرہ ہے) (زواجر:۲،۴۲)
بند.

**کبیرہ گناہ (۳۵۳)** حد قائم کرنے میں مداہنت (یعنی بزدلی اختیار) کرنا (بخاری و مسلم)

**کبیرہ گناہ (۳۵۴)** عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکانا (ابوداؤد، نسائی)

**کبیرہ گناہ (۳۵۵)** مرد کو اس کی بیوی کے خلاف بھڑکانا (ابوداؤد، نسائی)

**کبیرہ گناہ (۳۵۶)** طلاق دینے والے کا حلالہ کرانے پر راضی ہونا (زواجر:۲،۴۳)

**کبیرہ گناہ (۳۵۷)** مطلقہ عورت کا طلاق دینے والے کی حلالہ والی بات ماننا (زواجر:۲،۴۳)

**کبیرہ گناہ (۳۵۸)** پہلے خاوند کے لئے حلال کرنے والے دوسرے خاوند کا راضی ہونا (زواجر:۲،۴۳)تشریح

**تنبیہ:** اس حدیث کی وجہ سے یہ تینوں گناہ کبیرہ ہیں، بہت سے صحابہ، تابعین و حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ کا اس کے مطلق پر عمل ہے، مگر امام شافعی کے ہاں یہ شرط ہے کہ جب حلالہ کرنے والے کے نکاح کے اندر (نکاح ثانی میں) یہ شرط لگائی جائے کہ وطی کے بعد تم طلاق دیدوگے، تب حرام ہے، اگر یہ شرط نہ لگائی جائے (بلکہ مقصود صرف اصلاحِ احوال ہو) تو ضرورت کی وجہ سے کیا جاسکتا ہے (احناف بھی اسی کے قائل ہیں) (زواجر:۲،۴۴)بند

**کبیرہ گناہ (۳۵۹)** بیوی یا باندی کے ساتھ دبر (پچھلے راستے) میں وطی کرنا (مسند احمد، ابوداؤد،

زواجر:۲،۴۶)

**کبیرہ گناہ (۳۶۰)** کسی اجنبی مرد یا عورت کی موجودگی میں اپنی بیوی سے جماع کرنا۔ (زواجر: ۲،۴۷)

**کبیرہ گناہ (۳۶۱)** ایسی شادی کرنا کہ مرد کا عورت کو اس کے مطالبہ پر بھی مہر ادا نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو۔ (زواجر:۲،۴۸)

**کبیرہ گناہ (۳۶۲)** کسی محترم یا گھٹیا چیز پر زمین یا دیوار وغیرہ پر کسی جاندار کی تصویر لگانا، اگرچہ ایسی تصویر ہو جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی، مثلاً پروں والے گھوڑے کی تصویر۔ (بخاری و مسلم)

**کبیرہ گناہ (۳۶۳)** طفیلی بن کر دوسرے کا کھانا کھانے کے لئے بغیر اس کی اجازت اور خوشی کے دعوت میں جانا۔ (ابوداؤد، زواجر:۲،۵۳)

**کبیرہ گناہ (۳۶۴)** مہمان کا پیٹ بھرنے کے بعد میزبان سے معلوم کئے بغیر ضرورت سے زائد کھانا کھانا۔ (زواجر:۲،۵۴)

**کبیرہ گناہ (۳۶۵)** حرص و تکبر کی وجہ سے کھانے پینے میں بے حد توسع کرنا۔ (زواجر:۲،۵۵)

**کبیرہ گناہ (۳۶۶)** مسلمان بھائی سے ایسا اعراض کرنا کہ جب وہ اُسے ملے تو یہ اس سے چہرہ موڑ لے۔ (بخاری)

**کبیرہ گناہ (۳۶۷)** دل میں ایسا کینہ رکھنا جو مذکورہ دو گناہوں کا سبب بنے۔ (بخاری، زواجر:۲،۶۷)

**کبیرہ گناہ (۳۶۸)** اپنی بیوی اور لڑکے کے بارے میں بے غیرت بننا۔ (زواجر:۲،۸۱)

**کبیرہ گناہ (۳۶۹)** کسی اجنبی عورت اور اجنبی لڑکے کے بارے

میں بے غیرت بننا (زواجر:۲،۸۱)

**کبیرہ گناہ (۳۷۰)** جن کے نزدیک رجوع کرنے سے پہلے وطی نہیں کرسکتا ان کا رجوع سے قبل وطی کرنا (زواجر:۲،۸۳)تشریح

**فائدہ:** حنفیہ کے نزدیک جس عورت کو طلاقِ رجعی دی ہو اُس سے وطی درست ہے، یعنی زبان سے رجوع کرکے وطی حنفیہ کے ہاں صرف بہتر ہے۔ پند

**کبیرہ گناہ (۳۷۱)** چار ماہ یا اس سے زیادہ وقت وطی نہ کرنے کی قسم کھانا (زواجر:۲،۸۴)تشریح

**فائدہ:** یہ کبیرہ گناہ اس لئے ہے کہ اس میں بیوی کا بہت بڑا نقصان ہے اور اس کو اذیت دینا ہے، یہی وجہ ہے کہ شریعت نے قاضی کو اجازت دی ہے کہ جو شخص (قسم کھاکر پھر) چار ماہ تک بیوی سے وطی نہ کرے تو قاضی طلاق دلوا کر نکاح ختم کرا سکتا ہے۔ (زواجر:۲،۸۴) یہ قاضی کا تفریق کرانا امام شافعیؒ کے پاس ضروری ہے، احناف کے نزدیک چار ماہ گذرنے سے پہلے وطی نہ کی تو وہ عورت ایک طلاق سے بائنہ ہوجائے گی (معدن الحقائق شرح کنز الدقائق:۱،۳۴۱)پند

**کبیرہ گناہ (۳۷۲)** اپنی بیوی کو کسی ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو، مثلاً یوں کہنا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے۔ (زواجر:۲،۸۵)

**کبیرہ گناہ (۳۷۳)** پاکدامن مرد یا عورت پر زنا یا لِواطت کی تہمت لگانا (سورہ النور:۴،۵)

**کبیرہ گناہ (۳۷۴)** زنا یا لواطت کی تہمت پر خاموش رہنا (زواجر:۲،۹۰)

**کبیرہ گناہ (۳۷۵)** اپنے والدین کو گالی دینا یا انہیں گالی دینے کا سبب بننا، اگرچہ خود والدین کو گالی وغیرہ نہ دے (بخاری)

**کبیرہ گناہ (۳۷۷)** عورت کا زنا یا شبہ کے طور پر وطی کی وجہ سے غیر ثابت النسب بچے کو کسی خاندان کی طرف منسوب کرنا۔ (ابوداؤد، نسائی)

**کبیرہ گناہ (۳۷۸)** عدت پوری کرنے میں خیانت کرنا۔ (زواجر: ۲،۱۰۱)

**کبیرہ گناہ (۳۷۹)** شوہر کی وفات پر غم میں سوگ نہ منانا۔ (زواجر: ۲،۱۰۱) تشریح

**فائدہ:۔** عورت کے سوگ منانے کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ نہ ہنسے اور نہ بن سنور کر رہے، اور بلا عذر و مجبوری عدت مکمل ہونے تک گھر سے باہر قدم تک نہ رکھے۔ (زواجر: ۲،۱۰۱) بند

**کبیرہ گناہ (۳۸۰)** جو اپنے اہل و عیال میں ہو اس کو ضائع کرنا، جیسے چھوٹے بچے۔ (ابوداؤد، نسائی، زواجر: ۲،۱۰۲)

**کبیرہ گناہ (۳۸۱)** مجمع میں نیکوں کی شکل ظاہر کرنا اور تنہائی میں حرام کاموں کا اگرچہ وہ گناہ صغیرہ ہی ہوں ارتکاب کرنا۔ (زواجر: ۲،۲۰۹)

**کبیرہ گناہ (۳۸۲)** غلام کا اپنے آقا سے بھاگ جانا۔ (زواجر: ۲،۱۳۴)

**کبیرہ گناہ (۳۸۳)** آزاد شخص کو غلام بناکر اس سے خدمت لینا۔ (ابوداؤد)

**کبیرہ گناہ (۳۸۴)** اپنے غلام پر ضروری خرچ نہ کرنا۔ (مسنداحمد، ترمذی)

**کبیرہ گناہ (۳۸۵)** اپنے غلام کو برداشت سے زیادہ تکلیف دینا اور ہمیشہ مارتے رہنا۔ (طبرانی، زواجر: ۲،۱۳۸)

**کبیرہ گناہ (۳۸۶)** حرام قتل یا اس کے مقدمات پر مدد کرنا۔ (بیہقی، زواجر:۲،۱۵۱)

**کبیرہ گناہ (۳۸۷)** قتلِ حرام یا اور غلط مقدمات کے وقت روکنے پر قادر ہوتے ہوئے وہاں موجود ہونا اور نہ روکنا۔ (زواجر:۲،۱۵۷)

**کبیرہ گناہ (۳۸۸)** کسی مسلمان یا ذمی کی ناحق پٹائی کرنا۔ (مسلم)

**کبیرہ گناہ (۳۸۹)** کسی مسلمان کو ڈرانا۔ (مسلم)

**کبیرہ گناہ (۳۹۰)** ڈرانے کے لئے کسی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا۔ (ابوداؤد، زواجر:۲،۱۶۰)

**کبیرہ گناہ (۳۹۱)** ایسا جادو کرنا جو کفر کی حد تک نہ پہنچے۔

**کبیرہ گناہ (۳۹۲)** جادو سیکھنا۔

**کبیرہ گناہ (۳۹۳)** جادو سکھانا۔

**کبیرہ گناہ (۳۹۴)** جادو کرانا۔ (زواجر:۲،۱۷۵) تشریح

**فائدہ:** قرآن کریم کی سورۂ بقرہ کی آیت نمبر:۱۰۲ میں جادو کی برائی ظاہر کردی گئی ہے، جادو یا کفر ہے یا کبیرہ گناہ ہے، اگر جادو میں کفریہ کلمات ہیں یا جادو حلال سمجھ کر کرتا یا سیکھتا یا سکھاتا ہے تو وہ کافر ہے، اگر ایسا نہیں ہے تو بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ (زواجر:۲،۱۷۵) بند

**کبیرہ گناہ (۳۹۵)** کہانت کا پیشہ اختیار کرنا۔ (زواجر:۲،۱۷۷)

**کبیرہ گناہ (۳۹۶)** عرافت یعنی نجوم کا پیشہ اختیار کرنا۔ (زواجر:۲،۱۷۷)

**کبیرہ گناہ (۳۹۷)** الطیرہ یعنی بدفالی لینا۔ (زواجر:۲،۱۷۷)

**کبیرہ گناہ (۳۹۸)** الطرق یعنی پرندوں کے ذریعہ فال نکالنا۔ (زواجر:۲،۱۷۷)

**کبیرہ گناہ (۳۹۹)** التنجیم یعنی احوالِ عالم معلوم کرنے کے

لئے ستاوں کو دیکھنا (اور اس پر یقین رکھنا)۔ (زواجر:۲،۱۷۷)

**کبیرہ گناہ (۴۰۰)** العیافہ یعنی خط (لکیروں) کے ذریعہ معلوم کرنا۔ (زواجر:۲،۱۷۷)

**کبیرہ گناہ (۴۰۲)** پیشۂ نجوم والے کے پاس جاناً (زواجر:۲،۱۷۷)

**کبیرہ گناہ (۴۰۳)** فال نکالنے والے کے پاس جانا۔ (زواجر:۲،۱۷۷)

**کبیرہ گناہ (۴۰۴)** بدفالی نکالنے والے کے پاس بدفالی لینے جانا۔ (زواجر:۲،۱۷۷)

**کبیرہ گناہ (۴۰۵)** خطوط و لکیروں کے ذریعہ معلوم کرنے والے کے پاس خط لگوانے جانا۔ (زواجر:۲،۱۷۷)

**کبیرہ گناہ (۴۰۶)** بادشاہِ وقت چاہے وہ ظالم ہی ہو، اس کے خلاف بغیر کسی وجہ کے یا ایسی وجہ کے ساتھ جس کا باطل ہونا یقینی ہو بغاوت کرنا۔ (سورہ الشوریٰ:۴۲، زواجر:۲،۱۷۹)

**کبیرہ گناہ (۴۰۷)** بادشاہت یا وزارت کو قبول کرنے جبکہ یہ معلوم ہو کہ وہ خیانت کا مرتکب ہوگا۔ (بخاری و نسائی)

**کبیرہ گناہ (۴۰۸)** اپنی خیانت یا عزم خیانت کو جانتے ہوئے بادشاہت یا وزارت مانگنا۔ (زواجر:۲،۱۸۱)

**کبیرہ گناہ (۴۰۹)** اپنی خیانت یا عزم خیانت کو جانتے ہوئے بادشاہت یا وزارت حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کرنا۔ (بخاری، نسائی)

کبیرہ گناہ (۴۱۰) کسی ظالم یا فاسق کو مسلمانوں کے کسی معاملے میں حاکم بنانا۔ (زواجر:

(۲،۱۸۴

**کبیرہ گناہ (۴۱۱)** بادشاہ، امیر یا قاضی کا اپنی رعایا کے ساتھ دھوکہ کرنا ہے (بخاری و مسلم)

**کبیرہ گناہ (۴۱۲)** بادشاہ، امیر یا قاضی کا خود یا نائب کے ذریعہ ضرورتمندوں کی اہم ضروریات کا پورا نہ کرنا ہے (زواجر:۲،۱۸۷)

**کبیرہ گناہ (۴۱۳)** بادشاہوں، وزیروں اور قاضیوں (ججوں)وغیرہ کا کسی مسلمان یا ذمی پر مال کھاکر یا مار کر یا گالی دے کر (یا کسی بھی طرح) ظلم کرنا ہے (بخاری و مسلم)

**کبیرہ گناہ (۴۱۴)** مظلوم کی مدد پر قادر ہونے کے باوجود مدد نہ کرنا ہے (زواجر:۲،۱۹۴)

**کبیرہ گناہ (۴۱۵)** ظالموں کے پاس جھوٹی شکایت لے کر جانا ہے (زواجر:۲،۱۹۵)

**کبیرہ گناہ (۴۱۶)** کسی بدعتی یا فسادی آدمی کو پناہ دینا (یعنی ان کی اتنی حفاظت کرنا کہ کوئی ان سے حق لینے آئے تو روکنا) ہے (مسلم، زواجر: ۲،۲۰۴)

**کبیرہ گناہ (۴۱۷)** کسی مسلمان کو بطورِ گالی ’’اے کافر‘‘ کہنا ہے (بخاری و مسلم، زواجر:۲،۲۰۵)

**کبیرہ گناہ (۴۱۸)** کسی مسلمان کو ’’اے اللہ کے دشمن‘‘ کہنا ہے (بخاری و مسلم، زواجر:۲،۲۰۵)

**کبیرہ گناہ (۴۱۹)** ظالموں کے پاس جانا، ان کے ظلم سے رضامند ہوکر ہے (زواجر:۲،۱۹۵)

**کبیرہ گناہ (۴۲۰)** عورت کا عورت کے ساتھ (مرد کا عورت کے ساتھ کرنے کی طرح) کرنا ہے (زواجر:۲،۲۳۵)

**کبیرہ گناہ (۴۲۱)** مشرک باندی سے شریک ساتھی کا وطی کرنا ہے (زواجر:۲،۲۳۶)

**کبیرہ گناہ (۴۲۲)** اپنی مردہ بیوی سے وطی کرنا۔ (زواجر: ۲،۲۳۶)

**کبیرہ گناہ (۴۲۳)** بغیر ولی اور گواہی کے کی ہوئی شادی میں وطی کرنا۔ (زواجر:۲،۲۳۶)

**کبیرہ گناہ (۴۲۴)** اجرت پر لی ہوئی عورت سے وطی کرنا۔ (زواجر:۲،۲۳۶)

یہ سب گناہِ کبیرہ میں داخل ہیں، یہ گناہ بہت سخت قسم کے ہیں جس میں نہ پائے جاتے ہوں وہ شکر کرے اور جس میں پائے جاتے ہوں وہ توبہ و استغفار کرے۔

## گناہ صغیرہ کی تعریف ومثالیں اوران سے متعلق چندضروری احکام و ہدایات

گناہِصغیرہ کی تعریف سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مطلق گناہ نام ہے ہر ایسے کام کا جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور مرضی کے خلاف ہو، اس سے پتہ چلا کہ اصطلاح میں جس گناہ کو صغیرہ کہا جاتا ہے درحقیقت وہ بھی صغیرہ نہیں، اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہرحال میں نہایت سخت وشدید جرم ہے، کبیرہ اور صغیرہ کا فرق صرف گناہوں کے باہمی مقابلہ وموازنہ کی وجہ سے کیا جاتا ہے، اسی معنی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کل ما نہی عنہ فہو کبیرۃ، خلاصہ یہ ہے کہ جس گناہ کو اصطلاح میں صغیرہ یا چھوٹا کہا جاتا ہے اس کے یہ معنی کسی کے نزدیک نہیں کہ ایسے گناہوں کے ارتکاب میں

غفلت یا سستی برتی جائے اور ان کو معمولی سمجھ کر نظرانداز کیا جائے؛ بلکہ صغیرہ گناہ کو بیباکی اور بے پروائی کے ساتھ کیا جائے وہ بھی کبیرہ ہوجاتا ہے۔

### صغیرہ گناہ کی تعریف

گناہ صغیرہ وہ ہے جس پر کوئی حد ،لعنت یا جہنم کی وعید وارد نہ ہوئی ہو نیز جو جرأت اور بیباکی سے نہ کیا جائے۔ اور جو صغیرہ گناہ بار بار کیا جاتا ہے وہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے۔

### چند صغیرہ گناہ:

علامہ ابن نجیم مصری حنفی رحمہ اللہ علیہ نے ۱۲۵، صغیرہ گناہ لکھے ہیں، یہاں بطور مثال ۵۰،گناہ لکھے جاتے ہیں اور یاد رہے کہ باقی ۷۵،گناہ میں سے اکثر وہ ہیں جن کو ابن حجر مکی رحمہ اللہ علیہ نے زواجر میں کبیرہ شمار کیا ہے، لیکن ساتھ ابن حجر مکی نے قیدیں وغیرہ بھی لگائی ہیں کہ یہ گناہ اگر اس طرح ہو تو کبیرہ بنے گا ورنہ نہیں، نہ یہ کہ مطلقاً صغیرہ کو ابن حجر مکی نے کبیرہ شمار کرلیا ہو(ایسا نہیں ہے)، یہی وجہ ہے کہ آگے لکھے جانے والے ۵۰،صغیرہ گناہ ابن حجر مکی نے نہیں لئے، اور یہ بات بھی یاد رہے کہ چھوٹا گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہی بن جاتا ہے۔

**صغیرہ گناہ(۱)** وہ جھوٹ جس میں کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

**صغیرہ گناہ(۲)** نماز میں با اختیار ہنسنا یا کسی مصیبت کی وجہ سے رونا۔

**صغیرہ گناہ(۳)** صومِ وصال یعنی اس طرح نفل روزے پر روزے رکھنا کہ درمیان میں بالکل افطار نہ کرے۔

**صغیرہ گناہ(۴)** جمعہ کی (پہلی) اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا (جبکہ دوسری اذان کے بعد

حرام ہے)۔

**صغیرہ گناہ(۵)** شوقیہ کُتّا پالنا۔ (شکار کے لئے یا کھیت، باغ اور گھر کی حفاظت کے لئے پالنا جائز ہے)

**صغیرہ گناہ(۶)** شراب کو اپنے گھر میں رکھنا۔

**صغیرہ گناہ(۷)** کھڑے ہوکر پیشاب کرنا۔

**صغیرہ گناہ(۸)** نماز میں سدل کرنا یعنی کپڑے کو اس کی وضع طبع کے خلاف لٹکانا۔

**صغیرہ گناہ(۹)** بحالتِ جنابت اذان دینا۔

**صغیرہ گناہ(۱۰)** بحالت جنابت مسجد میں بلاعذر داخل ہونا۔

**صغیرہ گناہ(۱۱)** کسی نماز پڑھنے والے کے آگے اس کی طرف رخ کرکے بیٹھنا یا کھڑا ہونا۔

**صغیرہ گناہ(۱۲)** مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔

**صغیرہ گناہ(۱۳)** مسجد میں ایسے کام کرنا جو عبادت نہیں ہیں۔

**صغیرہ گناہ(۱۴)** زکوٰۃ ردّی مال سے ادا کرنا۔

**صغیرہ گناہ(۱۵)** سڑی ہوئی مچھلی یا جو مرکر پانی کے اوپر آجائے اس کو کھانا۔

**صغیرہ گناہ(۱۶)** حلال اور مذبوح (جو ذبح ہوچکا ہو) جانور کے اعضائے مخصوصہ اور مثانے اور غدود کھانا۔

**صغیرہ گناہ(۱۷)** نکاح شغار یعنی ایک لڑکی کے مہر میں بجائے روپئے پیسے کے اپنی لڑکی دینا، اور وہ صورت جس کو ہمارے عرف میں وٹے سٹے کہتے ہیں، جس میں دونوں لڑکیوں کا علاحدہ علاحدہ مہر مقرر ہو وہ اس میں داخل نہیں۔

**صغیرہ گناہ(۱۸)** بیوی کو ایک وقت میں ایک سے زائد طلاق

دینا۔

**صغیرہ گناہ(۱۹)** بیوی کو بلاوجہ اور بلاضرورت طلاقِ بائن دینا(بلکہ ضرورت کے وقت ایک رجعی طلاق دینی چاہئے)

**صغیرہ گناہ(۲۰)** بحالتِ حیض طلاق دینا۔

**صغیرہ گناہ(۲۱)** جس طہر میں جماع کرچکا ہو اس میں طلاق دینا۔

**صغیرہ گناہ(۲۲)** مطلقہ بیوی سے بذریعہ فعل (جماع وغیرہ) رجعت کرنا (بلکہ اول رجعت قول سے ہونی چاہئے)، اس گناہ کے متعلق علامہ ابن حجر مکی نے یہ قید لگائی ہے کہ یہ گناہ اس وقت کبیرہ ہے جبکہ رجوع کرنے سے پہلے وطی کی حرمت کا قائل ہو (یا ان کا مقلد ہو)۔

**صغیرہ گناہ(۲۳)** اپنی اولاد کو کوئی چیز دینے میں برابری نہ کرنا (ہاں کسی لڑکے لڑکی میں علم و صلاحیت زیادہ ہونے کے سبب اس کو کچھ زیادہ دیدے تو مضائقہ نہیں)۔

**صغیرہ گناہ(۲۴)** جس شخص کے پاس مالِ حرام زیادہ اور مالِ حلال کم ہو اس کا ہدیہ یا دعوت بغیر عذر کے بلا تحقیق قبول کرنا۔

**صغیرہ گناہ(۲۵)** مغصوبہ (یعنی غصب کی ہوئی) زمین کی پیداوار سے کھانا۔

صغیرہ گناہ(۲۷) غیر کی زمین میں بغیر اس کی اجازت کے چلنا (جبکہ اس کو اپنی زمین میں کسی کے چلنے پر اعتراض نہ ہو)۔

صغیرہ گناہ(۲۸) کسی حربی کافر یا مرتد کو تین روز تک

توبہ کرکے مسلمان ہونے کی دعوت دینے سے پہلے قتل کرنا۔

صغیرہ گناہ(۲۹) مرتدہ عورت کو قتل کرنا۔

صغیرہ گناہ(۳۰) نماز میں سجدۂ تلاوت واجب ہو تو اس کو مؤخر کرنا یا چھوڑ دینا۔

صغیرہ گناہ(۳۱) نماز کے لئے کسی خاص سورہ تو متعین کرنا۔

صغیرہ گناہ(۳۲) جنازہ کی چار پائی کو چوڑائی کے رخ پر ڈولی کی طرح بانس باندھ کر اٹھانا۔

صغیرہ گناہ(۳۳) بغیر ضرورت کے دو آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرنا۔

صغیرہ گناہ(۳۴) دانتوں کو سونے کے تاروں سے (بلاضرورت) باندھنا۔

صغیرہ گناہ(۳۵) مردہ کے چہرے کو (شہوت سے) بوسہ دینا۔

صغیرہ گناہ(۳۶) کافر کو بلاضرورت ابتداءً سلام کرنا (ہاں وہ سلام کرے تو جواب میں ’وعلیک‘ یا ’ھداک اللہ‘ کہنا چاہئے)۔

صغیرہ گناہ(۳۷) مخالف اسلام قوم کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا جبکہ ان سے لڑائی ہو۔

صغیرہ گناہ(۳۸) خصّی غلام سے خدمت لینا یا اس کے کسب سے کھانا۔

صغیرہ گناہ(۳۹) بچوں کو ایسا لباس پہنانا جو بالغ کے لئے ممنوع ہے۔

صغیرہ گناہ(۴۰) اپنا دل بہلانے کے لئے گانا گانا۔

صغیرہ گناہ(۴۱) کسی عبادت کو شروع کرکے باطل کرنا۔ (بلا عذر توڑ دینا یا ادھورا چھوڑ دینا)

صغیرہ گناہ(۴۲) اذان سننے کے بعد گھر میں بیٹھ کر اقامت

کا انتظار کرتے رہنا۔

صغیرہ گناہ(۴۳) عالم، بزرگ، باپ کے سوا کسی کا ہاتھ چومنا۔

صغیرہ گناہ(۴۴) تلاوت قرآن کرنے والے کو اپنے باپ یا استاد کے سوا کسی کے لئے تعظیماً کھڑا کرنا۔

صغیرہ گناہ(۴۵) خطبے کے وقت بات کرنا۔

صغیرہ گناہ(۴۶) اپنا لڑکا جس کی عمر سات سال سے زائد ہو اس کے ساتھ ایک بستر میں سونا۔

صغیرہ گناہ(۴۷) تلاوتِ قرآن پاک کرنا بحالتِ جنابت یا بحالتِ حیض و نفاس۔

صغیرہ گناہ(۴۸) بے فائدہ کلام کرنا۔

صغیرہ گناہ(۴۹) ہنسی دل لگی میں افراط و زیادتی کرنا۔

صغیرہ گناہ(۵۰) کسی ذمی غیر مسلم کو 'اے کافر' کہہ کر مخاطب کرنا جبکہ غیر مسلم کو اس سے تکلیف ہوتی ہو (اگر کسی مسلمان کو 'اے کافر' کہہ کر بلائے گا تو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا)۔

(کما نقلہ ابن حجر المکی فی الزواجر)

## گناہوں کی وجہ سے دنیا میں ہونے والے نقصانات:

(۱) علم سے محروم رہنا۔

(۲) روزی کم ہوجانا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی یاد سے وحشت ہوجانا۔

(۴) آدمیوں سے وحشت ہوجانا، خاص کر نیک آدمیوں سے۔

(۵) اکثر کاموں میں مشکل پڑجانا۔

(۶) دل میں صفائی نہ رہنا۔

(۷) دل میں اور بعض دفعہ پورے بدن میں کمزوری ہوجانا

(۸) طاعت سے محروم رہنا

(۹) عمر گھٹ جانا

(۱۰) توبہ کی توفیق نہ ہونا

(۱۱) کچھ دنوں میں گناہوں کی برائی دل سے جاتی رہنا

(۱۲) اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نزدیک ذلیل ہوجانا

(۱۳) دوسری مخلوق کو اس سے نقصان پہنچنا اور اس وجہ سے اس پر لعنت کرنا

(۱۴) عقل میں فتور ہوجانا

(۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس پر لعنت ہونا

(۱۶) فرشتوں کی دعاء سے محروم رہنا

(۱۷) پیداوار میں کمی ہونا

(۱۸) شرم و حیاء کا جاتا رہنا

(۱۹) اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بڑائی اس کے دل سے نکل جانا

(۲۰) نعمتوں کا چھن جانا

(۲۱) بلاؤں کا ہجوم ہوجانا

(۲۲) اس پر شیطان کا مقرر ہوجانا

(۲۳) دل کا پریشان رہنا

(۲۴) مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا

(۲۵) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس وجہ سے بے توبہ مرجانا

یہ تو صرف دنیا کے نقصانات ہیں اور آخرت کے نقصانات اس کے علاوہ ہیں جو اس سے بہت ہی زیادہ اور تکلیف دہ ہیں (اعاذنا اللہ منہ) (بہشتی زیور حصہ اول)

## عبادات اور نیکی کی وجہ سے دنیا کے فوائد:

(۱) روزی کا بڑھنا اور اس میں برکت ہونا۔
(۲) طرح طرح کی برکتیں ہونا۔
(۳) تکلیف اور پریشانیوں کا دور ہوجانا۔
(۴) مرادیں پوری ہونے میں آسانی ہونا۔
(۵) لطف و راحت کی زندگی ہونا۔
(۶) بارش ہونا۔
(۷) ہر قسم کی بلاء کا ٹل جانا۔
(۸) اللہ تعالیٰ جل شانہ کا مہربان و مددگار رہنا۔
(۹) اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کو حکم کرنا کہ اس کا دل مضبوط رکھو۔
(۱۰) سچی عزت و آبرو ملنا۔
(۱۱) مرتبہ بلند ہونا۔
(۱۲) سب کے دلوں میں اس کی محبت کا ہوجانا۔
(۱۳) قرآن کا اس کے حق میں شفاء ہوجانا۔
(۱۴) مال کا نقصان ہو تو اس کا اچھا بدلہ ملنا۔
(۱۵) دن بدن نعمت میں ترقی ہونا۔
(۱۶) مال بڑھنا اور اس میں برکت ہونا۔
(۱۷) دلی راحت و تسلی رہنا۔
(۱۸) آئندہ نسل میں نفع پہنچنا۔
(۱۹) زندگی میں غیبی بشارتیں نصیب ہونا۔
(۲۰) مرتے وقت فرشتوں کا خوشخبری سنانا۔
(۲۱) عمر بڑھنا اور اس میں برکت ہونا۔
(۲۲) افلاس اور فقر و فاقہ سے بچے رہنا۔
(۲۳) تھوڑی چیز میں زیادہ برکت ہونا۔
(۲۴) اللہ تعالی کا غصہ جاتا رہنا۔ (بہشتی زیور:۱،۳۸)

فائدہ: یہ صرف دنیا کے فوائد ہیں اور آخرت کے فوائد اس سے کہیں زیادہ اور باعثِ خوشی و اطمینان ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچائے اور نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

گناہوں سے توبہ کا طریقہ:

توبہ ایسی چیز ہے کہ اس سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں، مگر اس کے کچھ شرائط و قواعد ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

***يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ۔ (التحريم:۸)***

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی اور خالص توبہ کرو، امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ تم سے دور کردے اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

خالص اور سچی توبہ یہ ہے کہ اس کے بعد گناہ کا دھیان بھی نہ آئے، یعنی توبہ عدم عود کی نیت کے ساتھ ہو کہ آئندہ گناہ نہ کروں گا، گناہ کو تر ک کرے، اس کی برائی کے سبب، گذشتہ گناہوں پر ندامت ہو اور آئندہ کے لئے گناہ نہ کرنے کا عزم ہو، اعمالِ متروکہ کا تدارک اور تلافی مافات ہو۔

یعنی جو نماز، روزہ وغیرہ قضا ہوا ہو اس کو قضاء (یعنی اس کو ادا) بھی کرے اور اگر بندے کے حقوق ضائع ہوئے ہیں تو ان سے معاف بھی کرالے یا ادا کرے، اور جو ویسے ہی گناہ ہوں ان پر خوب کُڑھے، گڑگڑائے اور روئے، اگر رونا نہ آئے تو کم از کم رونے کی شکل و صورت بناکر اللہ تعالیٰ سے خوب معافی مانگے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔

یہ چار باتیں علماء کرام نے قرآن و حدیث کی روشنی میں توبہ النصوح کی شرطیں بیان کی ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اس توبہ

النصوح کے اثرات بیان فرمائے کہ ایسی توبہ سے گناہ معاف ہوجائیں گے، اللہ تعالیٰ تمام برائیوں کو دور کردے گا اور بہشت کے باغوں میں داخل فرمائے گا۔

اگر کسی شخص نے ان مذکورہ شرائط کے ساتھ سچی اور پکی توبہ کی اور کچھ عرصہ بعد کچھ غلطی ہوگئی تو اُسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بلکہ پھر توبہ کرے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ کے کسی بندے نے گناہ کیا، پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے میرے مالک! مجھ سے گناہ ہوگیا ہے مجھے معاف فرما، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑ اور معاف بھی کرسکتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کا گناہ بخش دیا اور اس کو معاف کردیا! اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رُکا رہا اور پھر (وہ غلطی سے) گناہ کر بیٹھا، پھر اللہ سے (توبہ و ندامت کے ساتھ) عرض کیا: اے میرے مالک! مجھ سے گناہ ہوگیا، تو اس کو بخش دے اور معاف فرمادے، تو اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا: میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہ و قصور پر پکڑ بھی سکتا اور معاف بھی کرسکتا ہے، میں اپنے بندے کا گناہ معاف کردیا، اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا بندہ گناہ سے رُکا رہا اور کسی وقت پھر کوئی گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے میرے مالک و مالک! مجھ سے اور گناہ ہوگیا ہے تو مجھے معاف فرمادے اور میرے گناہ بخش دے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک و مولیٰ ہے جو گناہ بھی معاف کرسکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، میں اس نے اپنے بندے کو بخش دیا اور معاف کردیا، (اس کے بعد آپؐ نے فرمایا) اب جو اس کا جی چاہے کرو (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ:۲۰۳)

فائدہ: ’’اب جو چاہے کرے‘‘، یعنی جب توبہ استغفار سے گناہوں کی معافی ملتی ہے تو بندے کو چاہئے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرتا رہے اور موت کے آثار شروع ہونے سے پہلے پہلے توبہ استغفار سے معافی مل سکتی ہے، جونہی موت کے آثار شروع ہوئے توبہ کا دروازہ بند ہوجاتا ہے، اب بھی اگر بندہ گناہ پر توبہ نہ کرے تو یہ اس کی بدبختی ہے۔

# بدعات و خرافات

## ہم بدعات و خرافات کو اس طرح سمجھیں اور ان سے متعلق احکام و عقائد

**قرآن وسنت میں بدعت کی تعریف اور اس کا حکم**

**بدعت کے لغوی معنی**

امام لغت علامہ ابو الفتح ناصر ♦ فرماتے ہیں:"البدعة اسم من ابتدع الامر اذا ابتدأ واحدثہ’’ ۔ (المغرب فی ترتیب المعرب: ۱/۲۶)بدعت کے معنی ہیں کوئی نئی چیز ایجاد کرنا،اس سے معلوم ہوا کہ عربی میں ہر نئی چیز کو بدعت کہتے ہیں۔

بدعت کی شرعی تعریف

**"وہی الامر المحدث الذی لم یکن علیہ الصحابة والتابعون ولم یکن مما اقتضاہ الدلیل الشرعی“۔ (کتاب التعریفات: ۱/۳۳،ط: دار المنار)**

بدعت ایسا نیا طریقہ ہے، جس پر نہ صحابہ کرام، اور نہ ہی تابعین ♦نے عمل کیا ہو اور نہ ہی اس پر کوئی شرعی دلیل ہو“۔

علامہ شامی♦ بدعت کی تشریح ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

**"ما احدث علی خلف الحق المتلقی عن رسول اللہ ﷺ من علم او عمل او حال بنوع شبہة واستحسان وجعل دیناً قویماً وصراطاً مستقیماً“۔ (رد المحتار کتاب الصلاة ، مطلب: البدعة خمسة اقسام: ۱/۰۶۵، ط:سعید)**

بـــدعت وہ ہے جــو ایســے حــق کے خلاف ہو جس کی تلقین آپ ﷺنے کی ہے،چاہے وہ عقیدہ ہو، عمل ہو یا حال ہو، اور اسے اچھا سمجھا جائے اور دین یقین کرلیا جائے۔

علامہ ابو اسحاق الشاطبییوں بدعت کی وضاحت کرتے ہیں:

**”فالبدعــة عبــارة عن طريقــة فى الــدين مخترعــة تضاهى الشريعة يقصد بالسلوک عليها المبالغة فى التعبد لله سبحانه“۔ (الاعتصـام،البـاب الاول فى تعريـف البـدع: ١/٧٣،ط:دار الفكر)**

بدعت دین میں ایسا ایجاد کیا ہوا طریقہ ہے، جو شــریعت کے مشابہ ہو اور اس پر عمل کرنے سے مقصود اللہ تعالیٰ کی عبــادت میں مبالغہ ہو“۔

حافظ رجب حنبلی♦ فرماتے ہیں:

**”المراد بالبدعة ما احدث ممالا اصل له فى الشــريعة يدل عليه وما كـان له من الشــرع يــدل عليه فليس ببدعــة شرعاً وان كان بدعة لغة“۔ (جامع العلوم والحكم، ١۴٢٣:)**

بدعت سے مراد وہ چیز ہے جس کی شریعت میں کوئی دلیـل نہ ہو جــو اس پــر دلالت کــرے اور وہ چــیز جس کی شــریعت میں کــوئی اصــل ہو اور وہ اس پــر دال ہو تــو وہ شــرعاً بــدعت نہیں ہے، اگرچہ لغة وہ بدعت ہے۔

خلاصہ:

یہ ہے کہ کوئی ایسا نظریہ، طریقہ یا عمل ایجاد کرنا، یا اس پر عمل کرنا بدعت ہے جــو آپﷺ ســے نہ قــولاً نہ فعلاً، نہ دلالتــاَ، نہ اشارتاَ ثابت ہو، جسے اختیار کرنے والا مخالفت نبوی کی غرض سے بطور ضد وعناد اختیار نہ کرے،بلکہ اســے ایــک اچھی بــات اور ثــواب سمجھ کر اختیار کــرے، وہ چــیز کســی دیــنی مقصــد کے حصــول کے ذریعہ یا وسیلہ کے طور پر ایجاد نہ کی گئی ہو، بلکہ خود اسی کــو دین کی بات اور نیکی سمجھ کر کیا جائے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل:١/۵۴، ط:مکتبہ لدھیانوی)

**بدعت کی تردید قرآن میں**

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

**۱:۔"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"۔ (المائدہ:۳)**

آج میں نے تمہارا دین مکمل کردیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور اسلام کو تمہارے لئے بطور دین پسند کیا ہے"۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوگیا کہ اسلام دین کامل ہے، اسلام میں زندگی گزارنے کے جتنے گوشے ممکن ہو سکتے ہیں، ان سب کے لئے کچھ اصول، قوانین اور ضابطے بیان کرکے انسانوں کو نئے طور طریقوں سے بے نیاز کردیا۔

**۲:۔"لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة"۔ (الاحزاب:۲۱)**

تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

معلوم ہوا کہ زندگی گزارنے کا ہر ہر گوشہ اور ہر ہر شعبہ اگر اسوۂ رسول کے مطابق ہوگا تو وہ دین ہے اور اگر کوئی شخص عبادت ونیکی اور ثواب کا کوئی ایسا کام کرے گا جس کا وجودو ثبوت نہ آنحضرت ﷺ سے ہے اور نہ ہی صحابہ کرام سے ہے تو وہ بدعت ہے۔

**بدعت کی مذمت احادیث میں**

آپ ﷺ نے شرک کے بعد جس طرح بدعت اور بدعتی کی مذمت فرمائی ہے، شاید ہی کسی اور چیز کی ایسی مذمت فرمائی ہو، وجہ یہی ہے کہ بدعت سے دین کا اصلی حلیہ اور صحیح نقشہ بدل جاتا ہے۔

حضور کریم ﷺ کے چند ارشادات سے بدعت سے حضور ﷺ کی نفرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

۱:۔حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

**”ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعة حتی یدع بدعتہ“ (سنن ابن ماجة، ، رقم الحدیث:۰۵)**

اللہ تعالیٰ نے بدعتی کے عمل کو قبول کرنے سے انکار فرمادیا ہے۔ جب تک وہ بدعت کو نہ چھوڑدے“۔

۲:-حضرت علی ؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

**”من احدث فیہا حدیثاً او اٰوی محدثاًفعلیہ لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین“۔ (جامع البخاری،رقم الحدیث: ۰۷۸۱)**

جس کسی نے مدینہ طیبہ میں بدعت اختیار کی یا کسی بدعتی کو ٹھکانا دیا تو اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہو۔

**وضاحت:**

بدعت جہاں بھی ہو وہ بدعت ہے، ہاں مدینہ طیبہ میں اس کا گناہ زیادہ ہے، اس لئے کہ وہ منبع رشد وہدایت ہے۔

۳:-حضرت ابراہیم بن میسرہ ♦ حضور کریم ﷺ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں:

**”من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ہدم الاسلام“۔ (الجامع الصغیر، رقم الحدیث:۲۸۰۹)**

جس نے بدعتی کی توقیر کی اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی۔

۴:-حضرت انس ؓ آپ ﷺ سے نقل کرتے ہیں:

**”ان اللہ حجب التوبة عن کل صاحب بدعة“۔ (مجمع الزوائد، : ۰۱/۹۸۱،ط: )**

ترجمہ:..”اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی پر توبہ کا دروازہ بند کردیا ہے“۔

اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ بدعت ایسی قبیح ، بری اور منحوس چیز ہے کہ انسان کے دل میں فطری طور پر جو نورانیت اور صلاحیت ہوتی ہے، بدعت اس کو بھی ختم کردیتی ہے۔

اور اس کی نحوست کا یہ اثر ہوتا ہے کہ توبہ کی توفیق ہی نہیں ہوتی ہے اور عقلی طور پر بھی یہ بات بالکل درست ہے، اس لئے کہ جب بدعتی بدعت کو کار ثواب سمجھ کر کرتا ہے تو اس سے وہ توبہ کیوں کرے گا؟ توبہ تو گناہوں سے کی جاتی ہے نہ کہ ”نیکیوں“ سے ۔

۵:-حضور ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:

**”من احدث فی امرنا ہذا ما لیس فیہ فہو رد“۔**
**(جامع البخاری، رقم الحدیث:۷۹۶۲)**

جس نے دین میں ایسی بات نکالی جو دین میں نہیں، وہ مردود ہے۔

اگرچہ حضور ﷺ سے بدعت کی تردید میں اور بھی ارشادات منقول ہیں مگر اختصار کی خاطر ان ہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

**بدعت کی شناعت صحابہ کرام ؓ کی نظر میں:**

یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام ؓ کو بدعت اور اہل بدعت سے انتہائی نفرت تھی،چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ کے پاس ایک شخص کسی کا سلام لایا تو آپ ؓ نے فرمایا:

**”انہ بلغنی انہ قد احدث فان کان قد احدث فلاتقرئہ منی السلام“ ۔ (جامع الترمذی، ر، رقم الحدیث:۲۵۱۲)**

مجھے سلام بھیجنے والے کی شکایت پہنچی ہے کہ اس نے کوئی بدعت اختیار کی ہے، اگر واقعی اس نے ایسا کیا ہے تو میرا سلام ا س کو نہ دینا۔

جماعت صحابہ کرام ؓ کے ایک فرد حضرت عبد اللہ بن مغفل ؓ صحابہ کرام ؓ کے بارے میں فرماتے ہیں:

**”لم ار احداً من اصحاب رسول اللہ ا کان ابغض الیہ من الحدیث“ ۔ (جامع الترمذی:۱/۳۳، ط: سعید)**

میں نے اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی کو ایسا نہیں دیکھا کہ وہ بدعت سے زیادہ کسی اور چیزکو ناپسند کرتا ہو“۔

حضرت حسان ؓ فرماتے ہیں:

**”ما ابتدع قوم بدعة فی دینہم الا نزع اللہ من سنتہم مثلہا“۔(سنن الدارمی، المقدمة، باب اتباع السنة رقم لحدیث:۹۹)**

جب کوئی قوم اپنے دین میں کوئی بدعت گھڑ لیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسی کے بقدر سنت اس سے چھین لیتے ہیں اور قیامت تک (بغیر توبہ) اسے اس کی طرف نہیں لوٹاتے ہیں۔

**بدعات کی پہچان**

ہمارے معاشرے میں رائج بدعات کی فہرست طویل ہے اور جہالت کی وجہ سے طویل تر ہورہی ہے، اعتقادی بدعات تو کفر کی سرحد کے قریب کردیتی ہیں، جب کہ عملی بدعات گناہ کبیرہ ہیں۔ ان سب بدعات کا احاطہ کرنا تو مشکل ہے، البتہ بدعت کی چند علامات کاذکر کرنا مقصود ہے۔

**علامت:۱**

بدعت ہر زمانے میں بدلتی رہتی ہے جب کہ سنت ہر جگہ اور ہرزمانہ میں یکساں رہتی ہے۔

**علامت:۲**

جو عبادتیں انفرادی طورپر ثابت ہوں، ان کو اجتماعی طور پر کرنا بدعت ہے۔ حضرت مجاہد♦ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عروة بن زبیر ♦ کے ساتھ مسجد نبوی میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ حضرت عائشہ ؓ کے حجرے کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور کچھ لوگ مسجد میں چاشت کی نماز باجماعت پڑھ رہے ہیں، ہم نے حضرت سے ان لوگوں کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”بدعت“ ہے۔ (صحیح مسلم،حدیث:۱۲۵۵)

آپ کے اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ چاشت کی نماز جو اکیلے اکیلے، فرداً فرداً پڑھی جاتی ہے اس کو اجتماعی طور سے باجماعت پڑھنا بدعت ہے نہ کہ اصل چاشت کی نماز بدعت

ہے، کیونکہ چاشت کی نمازتو احادیث سے ثابت ہے۔ (شرح النووی: ۱/۴۰۹)

موجودہ دور میں اس کی مثال سنتوں کے بعد امام اور مقتدیوں کا مل کر اجتماعی دعا مانگنے کا التزام ہے، یہ یقینا بدعت ہے، کیونکہ حضور کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے اس موقع پر دعائیں مانگنا تو ثابت ہے لیکن اجتماعی طور پر نہیں بلکہ انفرادی طور پر۔ اسی طرح شب قدر اور دوسری مبارک راتوں میں عبادت کرنا بہت بڑی سعادت ہے اور اس کااہتمام بھی کرنا چاہئے لیکن چند سالوں سے کچھ علاقوں میں مساجد میں صلوٰۃ التسبیح کو باجماعت ادا کرنے کا رواج شروع ہوگیا ہے جو یقینا قابل ترک ہے، کیونکہ صلوٰۃ التسبیح کا تو حضور ﷺ اور صحابہ کرام سے انفرادی طورپر پڑھنا ثابت ہے نہ کہ باجماعت۔ اگر باجماعت پڑھنے میں کوئی خیر ہوتی تو ایک دفعہ تو آپ بھی پڑھتے، کیونکہ آپ سب سے زیادہ علم بھی رکھنے والے تھے اور نیکی کے حریص بھی تھے۔

**علامت:۳**

جو سنت آہستہ کرنی ثابت ہو اس کو زور سے ادا کرنا بدعت ہے۔ مثلاً: درود شریف پڑھنے کی بہت سی روایات میں ترغیب آئی ہے اور مختلف مقداروں پر بڑے بڑے اجر کا وعدہ مخبر صادق نے بتایا ہے، لیکن اس کے پڑھنے کا سنت طریقہ انفرادی اور آہستہ آواز میں ہے نہ کہ بلند آواز سے۔ علامہ شامی ♦ اس سلسلہ میں ایک بہت اہم واقعہ نقل کرتے ہیں:

**”صح عن ابن مسعود انہ اخرج جماعۃ من المسجد یہللون ویصلون علی النبی ﷺ جہراً وقال لہم ما اراکم الا مبتدعین“۔ (رد المحتار:۵/۲۸۱)**

ترجمہ:…” حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ سے صحیح روایت سے ثابت ہے کہ انہوں نے ایک جماعت کو مسجد سے محض اس لئے نکال دیا تھا کہ وہ بلند آواز سے ”لا الہ الا اللہ“ اور درود

شریف پڑھتے تھے، آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں بدعتی ہی سمجھتا ہوں“۔

اسی وجہ سے فقہاء کرام ♦ فرماتے ہیں کہ جن جن مواقع میں بلند آواز سے ذکر اور دعاء ثابت ہے، وہاں بلند آواز سے ہی ذکر اور دعاء کرنے سے شریعت کی منشأ پوری ہوگی اور جہاں بلند آواز سے دعاء اور ذکر کرنا ثابت نہیں ہے وہاں آہستہ دعاء اور ذکر ہی بہتر اور افضل ہے۔ حضرات صحابہ ؓ اور تابعین ♦ کا عمل عمومی طور پر آہستہ آواز سے ذکر پر رہا ہے اور یہی مسلک حضرات ائمہ اربعہ کا ہے۔

**علامت:۴**

شریعت میں کسی نیک عمل کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہ ہو تو ایسے عمل کو خاص اوقات کے ساتھ خاص کرکے اہتمام والتزام سے ادا کرنا بدعت ہوگا، اسی وجہ سے امام شاطبی ♦ فرماتے ہیں:

**”ومنہا التزام الکیفیات المعینة والہیئأت المعینة کالذکر بہیئة الاجتماع علی صوت واحد واتخاذ یوم ولادة النبی عیداً“۔(الاعتصام: ۱/۳۹)**

ترجمہ:۔”اور بدعات میں سے یہ بھی ہے کہ اعمال میں مخصوص کیفیات اور ہیئات کا التزام کیا جائے، جیسے اجتماعی طور پر ایک آواز سے زور سے ذکر کرنا اور یوم ولادت نبی کو عید قرار دینا یا عید منانا“۔

اسی وجہ سے علامہ شامی ♦ فرماتے ہیں:

**”وقد صرح بعض علماء نا وغیرہم بکراہة المصافحة المعتادة عقب الصلوٰات مع ان المصافحة سنة وما ذاک الا بکونہا لم توثر فی خصوص ہذا الموضع فالمواظبة علیہا فیہ توہم العوام بانہا سنة فیہ“ (رد المحتار:۲/۲۳۵)**

ترجمہ:...”علمائے کرام نے نمازوں کے بعد مصافحہ کی عادت بنانے کو صاف طور پر مکروہ فرمایا ہے، باوجود یہ کہ مصافحہ

کرنا سنت عمل ہے، اس کی وجہ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے کہ خاص اس موقع پر (یعنی نمازوں کے بعد) مصافحہ کرنا حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے منقول نہیں ہے“۔

مطلب یہ ہے کہ ہرمسلمان کے لئے ملاقات کرتے وقت مصافحہ کرناسنت ہے اور بڑے اجر کا باعث ہے، اسی طرح اگر کسی سے اتفاقاً نمازوں کے بعد مسجد میں ملاقات ہوجاتی ہے تو اس موقع پر بھی مصافحہ کرنا باعث رضائے الٰہی ہوگا، لیکن بعض دیار میں جو رواج بن گیا ہے کہ جماعت کی نماز کے بعد امام صاحب سے مصافحہ کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، گویا کہ نماز سے پہلے امام صاحب سے ملاقات بھی ہوگئی ہو، یہ بدعت ہے۔ اسی طرح نماز کے بعد بعض لوگ خصوصیت اور اہتمام سے اپنے دائیں اور بائیں طرف کے مقتدیوں سے مصافحہ کرنے کی عادت بنالیتے ہیں، یہ بھی بدعت ہے۔

**علامت:۵**

کوئی جائز یا نیک عمل اس طرح سے کیا جائے کہ عبادت پر زیادتی کا خیال ہونے لگے، مثلاً: میت کے لئے دعا مانگنا باعثِ ثواب ہے مگر نمازِ جنازہ کے بعد مکروہ ہے۔ حضرت ملاعلی قاری حنفی ♦ فرماتے ہیں:

**”ولایدعو للمیت بعد صلوٰۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلاۃ الجنازۃ“۔ (مرقاۃ المفاتیح:۴/۱۷۰)**

ترجمہ:...”دعاء نہیں مانگیں گے میت کے لئے نمازِجنازہ کے بعد اس لئے کہ اس سے نمازِ جنازہ پر زیادتی کا شبہ ہوتا ہے“۔

دعاء ہے کہ رب کریم ہمیں امام الانبیاء، سید الرسل، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی، احمد مجتبی ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور ہر طرح کی بدعات سے بچائے۔ شارح بخاری حضرت علامہ ابن حجر ♦ فرماتے ہیں:

**”فالسعید من تمسک بما کان علیہ من السلف واجتنب عن ما احدثہ“ (فتح الباری:۳/۲۱۳)**

**ترجمہ:...”سعادت مندی اس پر موقوف ہے کہ سلفِ صالحین کے طریقہ کو اپنایا جائے اور بعد میں آنے والوں نے جو بدعات نکالی ہیں، ان سے بچاجائے“۔** پند

**عقیدہ:** بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی، بدعتی قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوضِ کوثر کے پانی سے محروم رہے گا، بدعتی کی تعظیم و توقیر جائز نہیں، اس لئے کہ بدعتی کی تعظیم کرنا دینِ اسلام کی عمارت گرانے کے مترادف ہے۔

**عقیدہ:** بدعتِ مکفّرہ کے مرتکب کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی اور بدعتِ مفسّقہ کے مرتکب کے پیچھے گو نماز ہوجاتی ہے، مگر قریب میں صحیح العقیدہ امام ہونے کی صورت میں بدعت مفسّقہ کے مرتکب کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ تشریح

**بدعت کی حکم کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:**

(۱) بدعت فی العقیدہ۔ (۲) بدعت فی العمل۔

بدعت فی العقیدہ کبھی مُخرِجِ ملت ہوتی ہے اور کبھی مُخرِجِ ملت نہیں ہوتی، یعنی اس بدعت کا مرتکب بعض صورت میں دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اور بعض صورتوں میں دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، مخرج ملت ہونے کی صورت میں اس کو بدعتِ مکفِّرہ کہا جاتا ہے، اور بدعت فی العمل مخرج ملت نہیں ہوتی البتہ موجبِ فسق و ضلالت ضرور ہے اس کو بدعتِ مفسِّقہ کہا جاتا ہے۔(رد المحتار:۱؍۵۶۰۔ الاعتصام:۲؍۱۵۹۔ مرقاۃ:۱؍۱۷۷) پند

**بدعت:** محرم میں سوگ اور ماتم کرنا، مہندی نہ لگانا، محرم کے مہینہ میں شادی بیاہ نہ کرنا،غم کے موقع پر چِلّا کر رونا، منہ اور سینہ پیٹنا، بیان کرکے رونا، مخصوص تاریخوں میں پھر غم تازہ

کرنا ے تشریح

شرعی اعتبار سے سوگ کرنا صرف چند صورتوں میں عورتوں کے حق میں ثابت ہے اور وہ یہ ہیں:(1)جس عورت کو اس کے شوہر نے طلاق بائن (ایسی طلاق جس میں نکاح ختم ہوجاتا ہے) دیدی ہو اس پرعدت کے زمانے میں سوگ کرنا واجب ہے عدت ختم ہونے کے بعد واجب نہیں بلکہ جائز بھی نہیں ہے) (2)جس عورت کا خاوند فوت ہوگیا ہو اس پر عدت کے زمانے میں سوگ کرنا واجب ہے عدت کے بعد واجب نہیں بلکہ جائز بھی نہیں ہے(3)شوہر کے علاوہ کسی قریبی رشتے دار(باپ بیٹے وغیرہ) کے فوت ہونے پر صرف تین دن تک عورت کو سوگ کرنے کی اجازت ہے واجب اور ضروری نہیں، تین دن کے بعد یہ اجازت بھی نہیں ہےاس کے علاوہ اورکسی موقعہ پر عورت کو سوگ کرنے کی اجازت نہیں اورمرد کو تو سوگ کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں اور شرعی سوگ کاطریقہ یہ ہے کہ عورت اتنے عرصے میں ایسے کپڑے نہ پہنے اور ایسا رنگ ڈھنگ اختیار نہ کرے جس سے مردوں کو کشش اور میلان ہوتا ہو، خوشبو ، سرمہ، مہندی اور دوسری زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کی چیزیں چھوڑدے۔ اس کے علاوہ اپنی طرف سے سوگ کے طریقے اختیار کرنا جائز نہیں مثلاً غم کے اظہار کے لئے مخصوص رنگوں کے (مثلا کالے) کپڑے پہننا وغیرہ۔

حدیث: حضرت ام سلمہؓ حضور اکرمﷺ سے نقل کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر وفات پاگیا ہو عدت گزرنے تک عصفر سے رنگا ہوا اور خوشبو والی مٹی سے رنگا ہوا کپڑا اور خضاب بھی نہ لگائے اور سرمہ نہ لگائے۔ (مشکوۃ ص289بحوالہ ابوداود، نسائی )

حدیث: حضرت ابو سلمہؓ کی صاحبزادی حضرت زینت ؓ نے بیان فرمایا کہ جب ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کو(ان کے والد) حضرت ابو سفیانؓ کی موت کی خبر پہنچی تو انہوں نے تیسرے

دن خوشبو منگائی جو زردرنگ کی تھی اور اپنے بازروں اور
رخساروں پر ملی اور فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی
(لیکن اس ڈر سے کہ کہیں میں تین دن سے زیادہ سوگ کرنے والی
عورتوں میں شمار نہ ہو جاؤں میں خوشبو لگائی ) میں نبی
کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ” ایسی عورت کے لئے جو اللہ
تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے
(کسی کے فوت ہونے پر) تین دن رات سے زیادہ سوگ کرے سوائے
شوہر کے کہ اس (کی موت ہو جانے) پر چار مہینے دس دن سوگ
کرے ۔ (صحیح مسلم)

**کیا محرم غم کا مہینہ ہے؟**

بعض نا واقف لوگ ایسے بھی ہیں محرم کے مہینہ کو رنج
وغم کا مہینہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس مہینہ میں کربلا
کا سانحہ پیش آیا تھا جس میں حضرت حسین اور دوسری عظیم
ہستیوں کو بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا تھا لٰہذا یہ مہینہ
غم کا ہے اور اسی وجہ سے یہ لوگ اس مہینہ میں خوشی کے کام
(شادی بیاہ وغیرہ) انجام دینے سے پرہیز کرتے ہیں اور بعض لوگ
خوشی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہوئے مختلف قسم کے سوگ
کرتے ہیں (مثلاً کالا لباس پہننا، عورتوں کا زیب وزینت اور بناؤ
سنگھار چھوڑ دینا، میاں بیوی کے خصوصی تعلقات سے رکے رہنا،
مرثیے پڑھنا، نوحے ، ماتم کرنا وغیرہ وغیرہ) اس سلسلہ میں سب
سے پہلے تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ یہ
مہینہ غمی کا ہے کیونکہ یہ مہینہ تو بہت محترم اور فضلیت بلکہ
عبادت والا مہینہ ہے اور دس محرم کے دن، تاریخ اسلام کے بہت
بڑے عظیم اور خوشگوار واقعات رونما ہوئے ہیں اور دوسری بات
یہ ہے کہ غمی کا واقعہ پیش آنے سے وہ مہینہ یا دن غم کے لئے
مخصوص نہیں ہو جاتا کہ اس میں ہمیشہ غم کیاجاتا رہے اور
صدییاں گزرنے کے باوجود اس کو غم کا مہینہ بنائے رکھنا تو بہت
بڑی حماقت ہے ۔

نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ بنی آدم مجھے ایذاء دیتا ہے ( یعنی میری شان کے خلاف بات کہتا ہے اور وہ اس طرح (کہ وہ زمانہ کو برا بھلا کہتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہوں (یعنی زمانہ میرے تابع اور ماتحت ہے) میرے قبضے قدرت میں تمام حالات اور زمانہ ہیں میں ہی رات ودن کو پلٹتا(کم زیادہ کرتا) ہوں ۔

(بخاری، مسلم، ابو داود، موطا امام مالک، مشکوۃ ص13)

زمانہ بذات خودکوئی چیز نہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وجود میں آیا ہے اوراسی کے حکم سے چلتا ہے، نحوست اگر ہے تو انسان کی بد اعمالیوں یا اپنے خیالات کی بنیاد پر ہے ۔ اول محرم کا مہینہ خود فضلیت والا مہینہ ہے اوراس میں کوئی نحوست نہیں ہے دوسرے حضر حسین ؓ کی شہادت کی وجہ سے اس مہینہ کو غمی یا نحوست کا مہینہ سمجھنے سے یہ لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ شہادت کوئی بری یا منحوس چیز ہے جبکہ شرعی اعتبار سے شہادت ایک عظیم سعادت والا عمل ہے جو ہرکس وناکس کو بآسانی میسر نہیں آتا، اور شہادت ایسی عظیم سعادت اور دولت ہے جس کی تمنا خود اپنے لئے محمد *مصطفےﷺ* نے بھی کی ہے اور امت کو بھی اس کی ترغیب دی ہے اور شہید کے لئے بڑے اجروانعام ، اعزاز و اکرام اور بےشمار نعمتوں کی خوشخبری سنائی ہے ۔

**آیت: ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات، بل احیاءولکن لا تشعرون (البقرہ) آیت: ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا، بل احیاءعند ربهم یرزقون فرحین بما اتاهم اللہ من فضلہ(آل عمران)حدیث: لوددت انی اعزوفی سبیل اللہ فاقتل ثم اغزو فاقتل ثم اغرو فاقتل (بخاری فی الجہاد، مسلم فی الا مارة، نسائی فی الجهاد، ابن**

**ماجہ فی الجہاد، مسند احمد ، دارمی فی الجہادو موطا امام مالک فی الجہاد)ہ.** بند

**بدعت:** ماہ صفر کو منحوس سمجھنا، بدشگونی کا عقیدہ رکھنا،ماہ صفر کے آخری چہارشنبہ کو خوشی منانا۔ تشریح

اسلامی سال کا دوسرا مہینہ **‘‘صَفَرُ المُظَفَّر’’** ہے،یہ مہینہ انسانیت میں زمانہ جاہلیت سے ہی منحوس، آسمانوں سے بلائیں اترنے والا اور آفتیں نازل ہونے والا مہینہ سمجھا جاتا ہے،زمانۂ جاہلیت کے لوگ اس ماہ میں خوشی کی تقریبات (شادی ، بیاہ اور ختنے وغیرہ )قائم کرنا منحوس سمجھتے تھے اور قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ یہی نظریہ نسل در نسل آج تک چلا آرہا ہے؛ حالاں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ہی صاف اور واضح الفاظ میں اس مہینہ اور اس مہینہ کے علاوہ پائے جانے والے توہمات اور قیامت تک کے باطل نظریات کی تردیداور نفی فرما دی اور علی الاِعلان ارشاد فرما دیا کہ:(اللہ تعالی کے حکم کے بغیر) ایک شخص کی بیماری کے دوسرے کو (خود بخود)لگ جانے(کا عقیدہ) ، ماہِ صفر (میں نحوست) ہونے کا عقیدِہ اور ایک مخصوص پرندے کی بد شگونی (کا عقیدہ) سب بے حقیقت باتیں ہیں،ملاحظہ ہو: عَنْ أبي هُرَيْرَةَ رضي اللّٰہ عنہ قال: قال النبيُّ: **”لا عَدْوَىٰ ولا صَفَرَ ولا هَامَةَ“**. (صحيح البخاري،كتابُ الطِّب،بابُ الهامة، رقم الحديث: 5770، المكتبة السلفية)

**آخری چہارشنبہ**

ماہِ صفر المظفرکو منحوس سمجھنا خلافِ اسلام عقیدہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے، اس ماہِ مبارک میں نہ تو آسمان سے بلائیں اترتی ہیں اور نہ اس کے آخری بدھ کو اوپر جاتی ہیں اور نہ ہی امامُ الانبیاء جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن مرض سے شفاء یابی ہوئی تھی؛ بلکہ مؤرخین نے لکھا ہے کہ ۲۸/ صفر

کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تھے، مفتی عبدالرحیم ♦فرماتے ہیں: ”مسلمانوں کے لیے آخری چہار شنبہ کے طور پر خوشی کا دن منانا جائز نہیں ہے”شمس التواریخ“وغیرہ میں ہے کہ ۲۶/صفر ۱۱ھ دو شنبہ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو رومیوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور ۲۷/صفر سہ شنبہ کو اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ امیرِلشکر مقرر کیے گئے، ۲۸/صفر چہار شنبہ کو اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوچکے تھے؛ لیکن اپنے ہاتھ سے نشان تیار کر کے اُسامہ کو دیا تھا،ابھی (لشکر کی)کوچ کی نوبت نہیں آئی تھی کہ آخر چہار شنبہ اور پنج شنبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت خوفناک ہوگئی اور ایک تہلکہ سا مچ گیا، اسی دن عشاء سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے پر مقرر فرمایا۔ (شمس التواریخ:2/1008)

اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۲۸/ صفر کو چہار شنبہ (بدھ) کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں زیادتی ہوئی تھی اور یہ دن ماہِ صفر کا آخری چہار شنبہ تھا، یہ دن مسلمانوں کے لیے تو خوشی کا ہے ہی نہیں؛ البتہ یہود وغیرہ کے لیے شادمانی کا دن ہو سکتا ہے، اس روز کو تہوار کا دن ٹھہرانا، خوشیاں منانا، مدارس وغیرہ میں تعطیل کرنا، یہ تمام باتیں خلافِ شرع اور ناجائز ہیں“۔(فتاویٰ حقانیہ،کتاب البدعة والرسوم : 2/84،جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک ، وکذا فی فتاویٰ رحیمیہ،ما یتعلق بالسنة والبدعة: 2/68،69،دارالاشاعت)۔ پند

**بدعت:** ماہ ربیع الاول میں جشن عیدمیلاد منانا،میلاد کا جلوس نکال کر راستوں میں رکاوٹیں کھڑی کرنا، جلوس میں ناچنا،گانوں کے طرز پر نعتیں پڑھنا، مکہ اور مدینہ کی شبیہیں بنانا،جلوس کی وجہ سے نمازوں کو ضائع کرناوغیرہ۔ تشریح

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ عشق ومحبت عین ایمان ہے اور آپ کی ولادت سے وفات تک زندگی کے

ہر لمحہ کے (صحیح سند کے ساتھ مروی) حالات وواقعات اور آپ کے اقوال وافعال کو پیش کرنا، سننا اور سنانا باعثِ نزول رحمت خداوندی ہے اور ہر مسلمان کا فریضہ ہے، لیکن ربیع الاول کی بارھویں تاریخ مقرر کرکے اس میں میلاد منانا، محفل اور مجلسیں منعقد کرنا، جلوس نکالنا یا فقراء کو کھانا کھلانا، جب حضور ﷺ سے تئیس سالہ دور نبوت میں، خلفاء راشدین سے ان کے تیس سالہ عہد خلافت میں صحابہ کرام سے ۱۱۰ھ تک اور تابعین وتبع تابعین سے ۲۲۰ھ تک ثابت نہیں ہے تو اس میں کیسے ثواب ہوسکتا ہے؟ کیا ہمیں ان سے زیادہ حضور ﷺ سے محبت ہے؟علامہ ابن امیر الحاج ♦ فرماتے ہیں:

**”فان خلا منہ وعمل طعاماً فقط ونویٰ بہ المولود ودعا الیہ الاخوان وسلم من کل ما تقدم ذکرہ فہو بدعة بنفس نیتہ فقط، لان ذلک زیادة فی الدین ولیس من عمل السلف الصالحین واتباع السلف اولیٰ“ ۔ (المدخل: ۲/۳)**

ترجمہ:۔”اگر مجلس میلاد سماع سے پاک ہو اور صرف بہ نیت مولود کھانا تیار کیا جائے اور بھائیوں اور دوستوں کو اس کے لئے بلایا جائے اور تمام مذکورہ بالا مفاسد سے محفوظ ہو، تب بھی وہ صرف نیت (عقد مجلس میلاد) کی وجہ سے بدعت ہے اور دین کے اندر ایک جدید امر کا اضافہ ہے، جو سلف صالحین کے عمل میں نہ تھا، حالانکہ سلف (یعنی صحابہ وتابعین وتبع تابعین) کے نقش قدم پر چلنا ہی بہتر ہے“۔

**جشن عید میلاد النبی کا حکم**

درحقیقت ربیع الاول کے مہینے میں جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم دین اسلام کی تکمیل کے بعد کچھ لوگوں کی ایجاد کردہ بدعتوں میں سے ایک بدعت ہے ، اور دین اسلام میں ایک نئی ایجاد ہے ، کیونکہ یہ نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں سے ہے ، اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کہ خلفاء راشدین کی سنت ہے ، اور نہ صحابہ کرام میں سے
کسی صحابی سے اور نہ کسی تابعی یا تبع تابعی سے ثابت ہے ،
اور جو اس طرح کا کام ہو یعنی نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی سنت ہو ، اور نہ ہی خلفاء راشدین کی سنت ہو ، اور
نہ کسی صحابی سے اور نہ کسی تابعی یا تبع تابعی سے ثابت ہو
تو وہ بدعت اور ممنوع ہے ، اور میلاد کا یہ جشن منانا دین میں
ایک نیا کام ہے ، جو فاطمی شیعوں نے مسلمانوں کے دین کو
خراب کرنے اور اس میں فساد پھیلانے کے لیے پہلے خیرالقرون کے
بعد ایجاد کیا ، اور تاریخ اسلام کی مکمل چھ صدیاں اس طرح
گذریں کہ ان میں ربیع الاول کے جلوس اور جشن میلاد کا نام
ونشان نہیں ملتا ، اور پھر چھٹی صدی کے آخر میں اربل کے بادشاہ
مظفر نے بڑے منظم طریقے سے اس کو منانا شروع کیا ۔

**ولادت مبارکہ کے دن عید منائیں یا روزہ رکھیں؟**

مسلم شریف میں حضرت أبي قتادة الأنصاري رضي الله عنہ
سے روایت ہے کہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے پیر کے
دن کے روزہ کے بارے پوچھا گیا ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے
فرمایا کہ : یہی میری میلاد کا دن ہے ، اور اسی دن مجھ پر قرآن
نازل ہوا . **عن أبي قتادة الأنصاري رضي الله عنه أن
رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عن صوم الاثنين
فقال : فيه ولدتُ وفيه أُنزل عَليَّ . رواه مسلم** ۔اور
ترمذی ، نسائی ، ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی
روایت میں ہے کہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور
جمعرات کا روزہ رکھنا تلاش کرتے تھے . **وعن عائشة رضي الله
عنها قالت : كان النبي صلى الله عليه وسلم يتحرى صوم
الاثنين والخميس . رواه الترمذي والنسائي وابن ماجه** ۔
اور سنن ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت
ہے کہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ : پیر
اور جمعرات کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں، لہذا میں چاہتا ہوں

کہ میرے اعمال پیش ہوں تو میں روزے کی حالت میں ہوں . و**عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : تُعرض الأعمال يوم الاثنين والخميس ، فأحب أن يعرض عملي وأنا صائم** . رواه الترمذي لہذا ان روایات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کا دن پیر ہے ، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ پیر کے دن روزہ رکھتے تھے ، اور صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عمر بن الخطاب رضي الله عنہ کی روایت میں ہے کہ : رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے دونوں عیدوں کو روزہ رکھنے کی ممانعت کی ہے ، **عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقال هذان يومان نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صيامهما الحديث . صحيح البخاري .** اور تمام اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ عید الفطر اور عید الأضحی کے دن روزہ رکھنا حرام ہے لہذا یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ اگر رسول الله صلی الله علیہ و سلم کی ولادت کا دن عید کا دن ہوتا تو آپ اس دن روزہ رکھنے کی وصیت نہ کرتے نیز آپ کی ولادت مبارکہ کی تاریخ میں أهل علم کا اختلاف ہے ۔

**جشنِ عید میلاد النبیﷺ میں کیا کیا ہو رہا ہے؟ ایک جائزہ:**

⭐...بارہ ربیع الاوّل سے چند دِن پہلے ہی گھروں، گلیوں، بازاروں، مسجدوں، عمارتوں اور شاہراؤں وغیرہ کو رنگ برنگی روشنیوں اور جھنڈیوں سے سجا دیا جاتا ہے، اگر یہ اتنا اہم کام تھا تو صحابہ جیسے عاشق رسولﷺ کیوں پیچھے رہے؟ اگر اُس زمانے میں بجلی نہ تھی تو کیا چراغ جلانے کے لیے تیل بھی دستیاب نہ تھا؟ وہ یہ فضول خرچی اور اسراف نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے دِلوں میں اتباعِ سنت کے نور سے چراغ جلاتے تھے۔

★...اس دِن کھانے پینے کی مختلف اشیاء تقسیم کی جاتیں ہیں، دیگیں چڑھائی جاتی ہیں،رزق کی ناقدری کی جاتی ہے یعنی کھانے پینے کی اشیاء کو تفریح کرتے ہوئے ضائع کیا جاتا ہے۔

★...باطل فرقوں کی دیکھا دیکھی خانہ کعبہ کی شبیہیں بنائی جا رہی ہیں، گنبدِ خضراء کی شبیہیں بنائی جا رہی ہیں، کوئی برکت حاصل کرنے کے لیے ہاتھ لگا رہا ہے، کوئی عقیدت میں چوم رہا ہے، کوئی محبت میں طواف کر رہا ہے، کوئی یادگاری تصاویر بنا رہا ہے، کوئی ویڈیو ریکارڈنگ میں مشغول ہے۔ ہائے افسوس! جس جاہلیت اور شرک کو مٹانے سرکارِ دو عالمﷺدُنیا میں تشریف لائے تھے آج پھر اُنھی چیزوں کو فروغ دیا جا رہا ہے، اور پھر ستم یہ کہ یہ سب کچھ نبی پاکﷺکے نام پر ہو رہا ہے۔

★...جلوس زور و شور سے نکل رہے ہیں،راستے چلنے والوں کے لئے تکلیف کا باعث بن رہے ہیں۔ اور پھر ان جلوس میں جو کچھ ہوتا ہے ناقابلِ بیان ہے۔

★...ان جلسوں، محفلوں اور جلوسوں میں نمازوں کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا، نمازیں قضاء ہو رہی ہیں مگر کچھ فکر نہیں۔ نماز جو فرضِ عین ہے یومِ محشر میں سب سے پہلا جس کے متعلق سوال ہو گا، افسوس! اُس کو پس پشت کیے عشقِ رسولﷺکے نعرے لگا رہے ہیں۔ ایسا عشق ہرگز قبول نہیں جو احکامِ دین کو پامال کر کے کیا جا رہا ہے۔

★...آج گانوں اور نعتوں میں فرق ہی مٹتا جا رہا ہے، گانوں کی طرز پر نعتیں پڑھی جا رہی ہیں، ہارمونیم بج رہا ہے، مرد و خواتین مل کے نعتیں پڑھ رہے ہیں، قوالیاں ہو رہی ہیں۔ گلیوں، محلوں اورشاہراؤں میں بڑے بڑے اسپیکر لگا کے نعتیں لگائے سمجھ رہے ہیں کہ ہم عشقِ رسولﷺکا حق ادا کر رہے ہیں۔ آہ! نبی کریمﷺکے ساتھ اس سے بڑا مذاق اور کیا ہو سکتا ہے؟آج اگر کوئی کافر حضور اقدسﷺکی شان میں پڑھے اشعار کو گانوں کی طرز پر

موسیقی کے ساتھ پڑھے تو مسلمان سراپا احتجاج بن جاتے ہیں اور ناجانے کیا کچھ کیا جاتا ہے، مگر افسوس! یہ اپنے ہی ہاتھوں جو گستاخیاں اور بے ادبیاں ہو رہی ہیں یہ کیوں نظر نہیں آ رہی؟ اذان ہو رہی ہے مگر اسپیکر بند نہیں کیے جا رہے، یہ کیسا احترام ہے؟

⋆...پیارے نبی کی پیاری سنتوں کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے، ڈاڑھیاں (جو سنت نہیں بلکہ واجب ہے)مونڈی جا رہی ہیں۔ دعویٰ عشق کا ہے تو پھر پیارے نبی کے چہرۂ مبارک سے اتنی نفرت کیوں؟ ہمارے پیارے نبی کے چہرۂ مبارک پر ڈاڑھی تھی، کیا علم نہیں؟ آقانے ڈاڑھی مونڈھے سفیروں سے چہرۂ انور دوسری جانب کر لیا تھا، اگر حوضِ کوثر پر آقانے ہمیں پہچاننے سے ہی انکار کر دیا، تو کدھر جائیں گے؟

⋆...آج روشن خیال طبقہ کی جانب سےمخلوط محافل کا انتظام کیا جا رہا ہے جس میں مرد و عورتیں اکٹھے بیٹھتے ہیں، ظلم دیکھیے! کہ سیرت النبی کے موضوع پر محفل ہو رہی ہے اوربے پردگی کا گناہ عظیم ہو رہا ہے۔ خواتین پوری طرح آرائش و زیبائش اور سج دھج کے شریک ہوتیں ہیں، افسوس! اس بات پر اُن کے مرد بہت فخر محسوس کرتے ہیں ۔ افسوس! تعلیماتِ اسلام کی دھجیاں اُڑائی جا رہی ہیں، خدا تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی جا رہی ہے۔ افسوس! پاکیزہ دین نے عورت کو جو مقام دیا تھا ، خود ہی اپنے ہاتھوں اُس مقام کو کھو دیا۔

⋆...محلے میں کچھ لوگوں نے مل کر میلاد النبی پر ایک جلسہ منعقد کیا جس میں سامعین کی تعداد تو بہت کم ہے لیکن لاؤڈ اسپیکر کی آواز دُور دُور تک گونج رہی ہے، جب تک جلسہ کا اختتام نہیں ہو جاتا آواز یوں ہی گونجتی رہے گی قریبی گھروں میں کوئی مریض ہیں بوڑھے ہیں، طلبہ پڑھائی کرنا چاہتے ہیں، کوئی اللہ کا بندہ تلاوتِ کلام اللہ کرنا چاہتا ہے، کوئی آرام کرنا چاہتا ہے، افسوس! اس کا خیال تک نہیں آتا، کیوں؟ ان جلسوں

میں ایذائے مسلم کا گناہِ کبیرہ ہو رہا ہے، ہائے افسوس! گناہ کا گناہ ہونے کا احساس ہی ختم ہو گیا ہے

★...ربیع الاوّل میں جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کے پوسٹر اور پمفلٹ تقسیم کیے جاتے ہیں، دیواروں پر چسپاں کیے جاتے ہیں اور جھنڈیاں جن پر مقدس کلمات لکھے ہوتے ہیں لگائی جاتی ہیں۔ وہ بعد میں ہوا کے ساتھ یا کسی اور وجہ سے جب نیچے زمین پر گرتے ہیں تو لوگوں کے پاؤں سے روند ہوتے ہیں، کیا یہ توہین نہیں؟ کیا ایسی بے ادبی سے آپ ﷺ خوش ہوتے ہوں گے؟ یہ کیسا عشق و محبت ہے؟ کوئی ہندو اور عیسائی ایسی جرأت کرے تو احتجاجی مظاہرے کیے جاتے ہیں، لیکن اپنے ہاتھوں سے جو گستاخی و بے ادبی کی جا رہی ہے اُس پر یہ خاموشی کیوں؟

**دینِ اسلام میں یومِ پیدائش منانے کا کوئی تصور نہیں:**

افسوس! ہم لوگوں نے سال میں ایک دِن کو عشقِ رسول ﷺ کے ساتھ مخصوص کر دیا، اس کو ایک جشن اور تہوار کی شکل دے دی ہے یاد رکھیے! دین اسلام میں کسی کے یومِ پیدائش منانے کا کوئی تصور نہیں، بلکہ یہ تصور ہمارے یہاں عیسائیوں کے ہاں سے آیا ہے۔ عاشق کا تو ہر دِن عید ہوتا ہے اگر وہ نقشِ قدم نبی ﷺ پر چل رہا ہے، ذرا دِل پہ ہاتھ رکھ کر سوچو! جس ماہ میں ولادت ہوئی اُسی ماہ میں وفات بھی ہوئی ہے، تو پھر کس بات کی خوشی مناتے ہو؟ جس تاریخ کو تم ولادت کہتے ہو اور خوشی مناتے ہو، اُس کو تاریخ وفات بھی کہا جاتا ہے جب تاریخ متعین نہیں تو پھر تمہاری یہ خوشی کیسی؟ تمہاری خوشی جب قبول ہو گی جب صحابہ کے طریقے پر ہو گی، ان کے طریقے کے خلاف تمہاری خوشی قبول نہیں ہو سکتی ہے۔

اس لیے نبی کریم ﷺ کے یا آپ ﷺ کے علاوہ کسی بھی دوسرے شخص کے یومِ پیدائش پر محفلِ میلاد و عرس منعقد کرنا جائز

نہیں ہے، کیونکہ یہ بدعت ہے جو دین میں ایجاد کر لی گئی ہے۔

پسند

**بدعت:** 22 رجب کے کونڈے تشریح

یہ رسم 1906ءمیں رام پور ( یوپی بھارت) سے شروع ہوئی۔ اس کی ابتدا کرنے والا مشہور رافضی بغض امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لاعلاج امیر مینائی تبرائی ملعون ہے۔ جس نے خاص طو ر پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض و عناد کی بناءپر اس رسم بدِ کو جار ی کیا۔ یہ رسم قبیح 22/ رجب کو پوری کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ سیدنا جعفر صادق کی نیاز ہے جو ان کی ولادت باسعادت پر دی جاتی ہے۔ حالانکہ 22/ رجب نہ سیدنا جعفر صادق کا یوم ولادت ہے اور نہ ہی یوم وفات ہے۔ بلکہ یہ دن خال المسلمین کاتب وحی مبین، فاتح شام و روم وافریقہ، امیر المومنین، امام المتقین سیدنا ومولانا ابوعبدالرحمن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یوم وفات ہے۔

اس لئے متعصب رافضی امیر مینائی نے سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض میں اس رسم کے ذریعہ سے آپ کی وفات پر خوشی منائی ہے انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے سنی بھائی بلا تحقیق رافضی وسبائی پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر اس رسم کو (جوکہ سراسر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے) اختیار کر چکے ہیں۔ خصوصاً ہماری مائیں، بہنیں اپنی کم علمی کی وجہ سے اور دیکھا دیکھی اس مرض کا زیادہ شکار ہیں۔ یاد رہے کہ سیدنا جعفر صادق کی یوم ولادت 8/رمضان المبارک اور وفات 15/ شعبان ہے۔ لہٰذا سیدنا جعفر صادق کی ولادت یا وفات سے اس غلط رسم کا کوئی تعلق نہیں، یہ محض بغض معاویہ رضی اللہ عنہ ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سمیت ہر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔

کسی بھی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سے انسان ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے میرے اور آپ کے آقا سید کونین حبیب کبریا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے میرے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرو ان کو ملامت کا نشانہ نہ بناو جوکوئی میرے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو گالیاں دے اس پر اللہ کی لعنت، اس پرفرشتوں کی لعنت اور تمام آدمیوں کی لعنت،نہ اس کافرض قبول نہ نفل ہے جو صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کی تعریف کرتا ہے وہ نفاق سے بری ہے اور جو صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کی بے ادبی کرتا ہے وہ بدعتی، منافق، سنت کا مخالف ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی عمل قبول نہ ہو،یہاں تک کہ ان سب کو محبوب رکھے اور ان کی طرف دل صاف ہو۔اللہ تعالیٰ ہم سب مومنین کو محفوظ رکھے اور ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی محبت سے ہمارے دلوں کو بھر دے آمین ثم آمین پسند

**بدعت:** شب معراج کے نام پر رجب کی ستائسویں(۲۷) شب کو جاگنا، ۲۷/ رجب کو ہزاری روزہ رکھنا تشریح

/رجب کی شب کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا ہے کہ یہ شب ِ معراج ہے ، اور اس شب کو بھی اسی طرح گذارنا چاہیے جس طرح شب قدر گذاری جاتی ہے اور جو فضیلت شبِ قدر کی ہے ، کم وبیش شب معراج کی بھی وہی فضیلت سمجھی جاتی ہے؛ بلکہ میں نے تو ایک جگہ یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ”شبِ معراج کی فضیلت شبِ قدر سے بھی زیادہ ہے“ اور پھر اس رات میں لوگوں نے نمازوں کے بھی خاص خاص طریقہ مشہور کر دئیے کہ اس رات میں اتنی رکعات پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں فلاں فلاں سورتیں پڑھی جائیں ، خدا جانے کیا کیا تفصیلات اس نماز کے بارے میں مشہور ہو گئیں ، خوب سمجھ لیجئے: یہ سب بے اصل باتیں ہیں،شریعت میں ان کی کوئی اصل اور کوئی بنیاد نہیں ہے

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ۲۷/ رجب کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتاکہ یہ وہی رات ہے، جس میں نبی کریمﷺمعراج پر تشریف لے گئے تھے ؛ کیونکہ اس باب میں مختلف روایتیں ہیں ، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپﷺربیع الاول کے مہینے میں تشریف لے گئے تھے ، بعض روایتوں میں رجب کا ذکر ہے اور بعض روایتوں میں کوئی اور مہینہ بیان کیا گیا ہے، اس لیے پورے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتاکہ کون سی رات صحیح معنوں میں معراج کی رات تھی، جس میں آنحضرتﷺمعراج پر تشریف لے گئے تھے اس سے آپ خوداندازہ کر لیں کہ اگر شب معراج بھی شبِ قدر کی طرح کوئی مخصوص عبادت کی رات ہوتی،اور اس کے بارے میں کوئی خاص احکام ہوتے جس طرح شبِ قدر کے بارے میں ہیں، تو اس کی تاریخ اور مہینہ محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا جاتا؛لیکن چونکہ شب معراج کی تاریخ محفوظ نہیں تو اب یقینی طور سے ۲۷/رجب کو شبِ معراج قرار دینا درست نہیں اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ آپﷺ ۲۷/رجب کو ہی معراج کے لیے تشریف لے گئے تھے ، جس میں یہ عظیم الشان واقعہ پیش آیااور جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریمﷺکو یہ مقام ِ قرب عطا فرمایا اور اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف بخشا، اور امت کے لیے نمازوں کا تحفہ بھیجا، تو بے شک وہی ایک رات بڑی فضیلت والی تھی ، کسی مسلمان کو اس کی فضیلت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے ؟ لیکن یہ فضیلت ہر سال آنے والی ۲۷/رجب کی شب کو حاصل نہیں ہے

پھردوسری بات یہ ہے کہ (بعض روایات کے مطابق)یہ واقعہ معراج سن ۵/ نبوی میں پیش آیا ، یعنی حضورﷺکے نبی بننے کے پانچویں سال یہ شبِ معراج پیش آئی، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد ۱۸/ سال تک آپﷺنے شبِ معراج کے بارے میں کوئی خاص حکم دیا ہو ، یا اس کو منانے کا حکم دیاہو ، یااس کو منانے کا اہتمام فرمایا ہو ، یا اس کے بارے

میں یہ فرمایا ہے کہ اس رات میں شبِ قدر کی طرح جاگنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے، نہ تو آپ کا ایسا کوئی ارشاد ثابت ہے، اور نہ آپ کے زمانہ میں اس رات میں جاگنے کا اہتمام ثابت ہے، نہ خود آپ جاگے اور نہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی تاکید فرمائی اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے طور پر اس کا اہتمام فرمایا۔

پھر سرکارِ دو عالم ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد تقریباً سو سال تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دینا میں موجود رہے، اس پوری صدی میں کوئی ایک واقعہ ثابت نہیں ہے، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ۲۷/رجب کو خاص اہتمام کر کے منایا ہو؛ لہٰذا جو چیز حضورِ اکرم ﷺ نے نہیں کی اور جو چیز آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کی، اس کو دین کا حصہ قرار دینا، یا اس کو سنت قراردینا، یا اس کے ساتھ سنت جیسامعاملہ کرنا بدعت ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں (العیاذ باللہ)حضور ﷺ سے زیادہ جانتا ہوں کہ کونسی رات زیادہ فضیلت والی ہے، یا کوئی شخص یہ کہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ مجھے عبادت کا ذوق ہے، اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ عمل کیا تو میں اس کو کروں گا تو اس کے برابر کوئی احمق نہیں“(اصلاحی خطبات :۱/۴۸-۵۱،میمن اسلامک پبلشرز)

”حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ، تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ دین کو سب سے زیادہ جاننے والے ، دین کو خوب سمجھنے والے ، اور دین پر مکمل طور پر عمل کرنے والے تھے ، اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان سے زیادہ دین کو جانتا ہوں ، یا ان سے زیادہ دین کا ذوق رکھنے والا ہوں، یا ان سے زیادہ عبادت گذار ہوں تو حقیقت میں وہ شخص پاگل ہے، وہ دین کی فہم نہیں رکھتا؛ لہٰذا اس رات میں عبادت کے لیے خاص اہتمام کرنا بدعت ہے ، یوں تو ہر رات میں

اللہ تعالیٰ جس عبادت کی توفیق دے دیں وہ بہتر ہے، بہتر ہی بہتر ہے؛ لہٰذا آج کی رات بھی جاگ لیں، لیکن اس رات میں اور دوسری راتوں میں کوئی فرق اور نمایاں امتیاز نہیں ہونا چاہئے۔“(اصلاحی خطبات:۱/۵۱،۵۲، میمن اسلامک پبلشرز)

**ہزاری روزہ**

عوام میں یہ مشہور ہے کہ ۲۷/ رجب کو روزہ کی بڑی فضیلت ہے؛ حتی کہ اس بارے میں یہ مشہور ہے کہ اس ایک دن کے روزہ کا اجر ایک ہزار روزہ کے اجر کے برابر ہے، جس کی بنا پر اسے ”ہزاری روزہ“ کے نام سے جاناجاتا ہے؛حالانکہ شریعت میں اس روزہ کی مذکورہ فضیلت صحیح روایات میں ثابت نہیں ہے، اس بارے میں اکثر روایات موضوع ہیں اور بعض روایات جو موضوع تو نہیں، لیکن شدید ضعیف ہیں، جس کی بنا پر اس دن کے روزہ کے سنت ہونے کا اعتقاد یا اس دن کے روزہ پر زیادہ ثواب ملنے کا اعتقاد پر روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، اس بارے میں اکابرین، علماء امت نے امت کے ایمان و اعمال کی حفاظت کی خاطر راہنمائی کرتے ہوئے فتاوی صادر فرمائے، جو ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں :

”فتاویٰ رشیدیہ“ :

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمہ اللہ ماہِ رجب میں ہونے والی ”رسمِ تبارک“ اور ”رجب کے ہزاری روزہ“ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:”اِن دونوں امور کاا لتزام نادرست اور بدعت ہے اور وجہ اِن کے ناجائز ہونے کی (کتاب) اصلاح الرسوم، براہینِ قاطعہ اور اریجہ میں درج ہیں“(فتاویٰ رشیدیہ،ص:۱۴۸،ادارہ اسلامیات)۔

”فتاویٰ محمودیہ“ :

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:”ماہِ رجب میں تواریخِ مذکورہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت پر بعض روایات وارد ہوئی

ہیں ؛ لیکن وہ روایات محدثین کے نزدیک درجۂ صحت کو نہیں پہنچتیں ، شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ”ما ثبت بالسنة“میں ذکر کیا ہے کہ:”بعض (روایات) بہت ضعیف اور بعض موضوع(من گھڑت)ہیں“۔(فتاویٰ محمودیہ:۳/۲۸۱،جامعہ فاروقیہ،کراچی)

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ایک اور سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:”عوام میں ۲۷/ رجب کے متعلق بہت بڑی فضیلت مشہور ہے؛ مگر وہ غلط ہے، اس فضیلت کا اعتقاد بھی غلط ہے، اِس نیت سے روزہ رکھنا بھی غلط ہے،”ما ثبت بالسنة “میں اِ س کی تفصیل موجود ہے۔“(فتاویٰ محمودیہ:۱۰/۲۰۲،جامعہ فاروقیہ،کراچی)

”فتاویٰ دارالعلوم دیوبند“ :

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:”ستائیسویں رجب کے روزہ کو جسے عوام ”ہزارہ روزہ“کہتے ہیں اور ہزار روزوں کے برابر اس کا ثواب سمجھتے ہیں ، اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔“ (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند مکمل و مدلل:۶/۴۰۶، مکتبہ حقانیہ ، ملتان)

”فتاویٰ رحیمیہ“ :

حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ :”ستائیسویں رجب کے بارے میں جو روایات آئی ہیں، وہ موضوع اور ضعیف ہیں ، صحیح او ر قابلِ اعتماد نہیں؛ لہٰذا ستائیسویں رجب کا روزہ عاشوراء کی طرح مسنون سمجھ کر ہزار روزوں کا ثواب ملے گا، اس اعتقاد سے رکھنا ممنوع ہے۔“(فتاویٰ رحیمیہ :۷/۲۷۴، دارالاشاعت،کراچی)

”بہشتی زیور“ :

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (رجب کے چاند کے بارے میں )لکھتے ہیں کہ:”اس کو عام لوگ ”مریم روزہ کا چاند“کہتے ہیں،اور اس کی ستائیس تاریخ میں روزہ رکھنے کو اچھا

سمجھتے ہیں کہ ایک روزہ میں ہزار روزوں کا ثواب ملتا ہے، شرع میں اس کی کوئی قوی اصل نہیں ، اگر نفل روزہ رکھنے کو دل چاہے، اختیار ہے، خدا تعالیٰ جتنا چاہیں ثواب دیدیں، اپنی طرف سے ہزار یا لاکھ مقرر نہ سمجھے ، بعضی جگہ اس مہینہ میں "تبارک کی روٹیاں" پکتی ہیں، یہ بھی گھڑی ہوئی بات ہے، شرع میں اس کا کوئی حکم نہیں ، نہ اس پر کوئی ثواب کا وعدہ ہے، اس واسطے ایسے کام کو دین کی بات سمجھنا گناہ ہے"۔
(بہشتی زیور:۶/۶۰،دارالاشاعت، کراچی)

"عمدۃ الفقہ":

حضرت مولانا سید زوّار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:"ہزاری روزہ یعنی ستائیس رجب المرجب کا روزہ ، عوام میں اس کا بہت ثواب مشہور ہے، بعض احادیثِ موضوعہ (من گھڑت احادیث)میں اس کی فضیلت آئی ہے؛ لیکن صحیح احادیث اور فقہ کی معتبر کتابوں میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے؛ بلکہ بعض روایات میں ممانعت آئی ہے، پس اس کو ضروری اور واجب کی مانند سمجھ کر روزہ رکھنا یا ہزار روزہ کے برابر ثواب سمجھ کر رکھنا بدعت و منع ہے"۔(عمدۃ الفقہ: ۳/۱۹۵،زوار اکیڈمی)

علامہ شاطبی ♦ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے :"كلُّ عبادةٍ لم يَتَعبَّدْها أصحابُ رسولِ اللّٰہ ﷺ فلا تَعْبُدُوها"(الاعتصام للشاطبي،باب فی فرق البدع و المصالح المرسلة: ۱/۴۱۱، دارالمعرفة) ترجمہ:"ہر وہ عبادت جسے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا ،سو تم بھی اسے مت کرو"۔

**تفسیر ابن کثیر**

**میں لکھا ہوا ہے کہ : "وأمّا أهلُ السنةِ والجماعةِ فيقولون فيكلِ فعلٍ و قولٍ لم يثبُت عن الصحابة، هو بدعةٌ لأنه لو كان خيراً سبقونا إليه، إنهم لم يتركوا خصلةً من خصالِ خيرٍ إلاّ و قد بادَرُوا إليها" (تفسير ابن كثير، الأحقاف:۱۱، دارالسلام)**

ترجمہ:”اہل سنت والجماعۃ یہ فرماتے ہیں کہ جو فعل حضرات ِ صحابہ رضوان اللہ علیہم سے ثابت نہ ہو تو اس کا کرنا بدعت ہے کیونکہ اگر وہ اچھا کام ہوتا تو ضرور حضرات ِ صحابہ رضوان اللہ علیہم ہم سے پہلے اُس کام کو کرتے، اِس لیے کہ انہوں نے کسی نیک اور عمدہ خصلت کو تشنہ عمل نہیں چھوڑا بلکہ وہ ہر (نیک ) کام میں سبقت لے گئے۔“

**خلاصہ کلام**

مندرجہ بالا تفصیل سے ۲۷/ رجب کے روزہ کی بے سند و بے بنیادمشہور ہوجانے والی فضیلت کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے، کہ اس دن کو خاص فضیلت والا دن سمجھ کر یا خاص عقیدت کے ساتھ مخصوص ثواب کے اعتقاد سے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔اللہ رب العزت محض اپنے فضل وکرم سے صحیح نہج پر اپنے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی اور ان کو اوروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے،آمین۔ بند

**بدعت:** شب برأت میں آتش بازی کرنا،مردوں کی روحوں کے گھر آنے کا عقیدہ رکھنا۔ تشریح

**بدعت:** عرس منانا،اولیاءاللہ کی مزاروں کے پاس دھوم دھام سے میلہ کرنا وغیرہ۔ تشریح

بزرگانِ دین سے حسن عقیدت اور محبت ”الحب فی اللہ“ کے موافق افضل ترین اعمال میں داخل ہے، ان کی وفات کے بعد ان کے لئے شرعی قواعد کے تحت ایصال ثواب کرنا اور ان کے رفع درجات کے لئے دعا کرنا ایک پسندیدہ عمل ہے،کسی بزرگ کی قبر پر حاضر ہوکر دعا کرنا اور سنت کے مطابق سلام کہنا، سب درست اور جائز ہے، خود حضور کریم ہر سال شہداء کی قبور پر جاتے اور فرماتے: تم پر سلامتی ہو (رد المحتار:۲/۲۴۲)لیکن بزرگوں کی قبور کے لئے دن مقرر کرنا، خصوصاً سال کے بعد جو دن مقرر کیا جاتا ہے ، جس کو عرس کہتے ہیں، بدعت ہے۔ کیونکہ اس میں شریعت کی دی ہوئی آزادی میں اپنی طرف سے

قید لگانا ہے۔ حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی ♦ فرماتے
ہیں:"عرس کا دن مقرر کرنا جائز نہیں"۔ (مسائل اربعین:
۱/۴۲)خود نبی کریمﷺ کا ارشاد گرامی ہے "لاتجعلوا قبری عیداً"۔
(سنن ابی داؤد:۲۰۴۶)تم میری قبر کو عید نہ بناؤ۔

علامہ طیبی ♦ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:"لاتجتمعوا للزیارة اجتماعکم للعید"۔ (شرح الطیبی:۲/۳۶۳)تم زیارت کے لئے ایسے جمع نہ ہوں جیسے عید کے لئے جمع ہوتے ہو"۔
جب کہ امام سبکی ♦ اسی حدیث کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"ویحتمل ان یکون المراد: لاتتخذوا لہ وقتاً مخصوصاً"۔ (الجنة:۱/۱۳۶)اس کا یہ بھی معنی ہے کہ میری قبرکی زیارت کے لئے وقت مقرر نہ کرو"۔
جب سرکار دو عالمﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے دن مقرر کرنا اور اجتماع کرنا ناجائز ہوا، تو کسی امتی کی قبر کے متعلق یہ افعال کرنا کب جائز ہوگا؟

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"تم میری قبر کو عید نہ بناؤ"۔ (مسند احمد:۳۶۷،مشکوٰۃ:۱/۸۶)اس حدیث کی شرح میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ آپ نے جو یہ فرمایا کہ "میری قبر کی زیارت کو عید نہ بناؤ"، اس میں اشارہ ہے کہ تحریف کا دراوزہ بند کردیا جائے، کیونکہ یہود اور نصاریٰ نے اپنے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں کو حج کی طرح عید اور موسم بنادیا تھا۔ (حجۃ اللہ البالغہ:۱/۲۲)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:"جاہل لوگ حضرات اولیاء، شہداء کے مزارات کے ساتھ جو معاملات کرتے ہیں وہ سب کے سب ناجائز ہیں، یعنی ان کو سجدہ کرنا اور ان کے گرد طواف کرنا اور ان پر چراغاں کرنا اور

ان کی طرف سجدہ کرنا اور ہر سال میلوں کی طرح ان پر جمع ہونا جس کا نام عرس ہے۔‘‘ (تفسیر مظہری:۲/۶۵)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:’’بری بدعتوں میں سے یہ ہے کہ لوگوں نے قبور کے بارے میں بہت کچھ اختراع کیا ہے اور قبروں کو میلہ گاہ بنالیا ہے۔‘‘ (تفہیماتِ الٰہیہ:۲/۶۴) بند

**بدعت:** تیجہ، دسواں، بیسواں،چالیسواں اور برسی کرنا،اہل میت کی جانب سے ضیافت کا اہتمام کرنا وغیرہ۔ تشریح

کسی میت کے لئے ایصال ثواب کرنا بڑی فضیلت کی چیز ہے، جو شخص کسی مرنے والے کو ایصال ثواب کرے تو اس کو دُگنا ثواب ملتا ہے ، ایک اس عمل کے کرنے کا ثواب اور دوسرے مسلمان کے ساتھ ہمدردی کرنے کا ثواب، لیکن شریعت نے ایصال ثواب کے لئے نہ کوئی طریقہ خاص کیا ہے نہ کوئی دن، بلکہ جس وقت جس نیک عمل کی توفیق ہوجائے، اس نیک کام کا ایصال ثواب جائز ہے۔

لہذا شریعت کی اس صاف وآسان سنت کو چھوڑ کر تیسرے ، دسویں یا چالیسویں دن کو یا ان کے قریب کے ایام میں لوگوں کو اہتمام سے بلاکر ایصال ثواب کرنا اور ایسا نہ کرنے والے کو ملامت کرنا یا اجنبی سمجھنا، دین کے اندر اپنی طرف سے تخصیص پیدا کرنا ہے، لہذا بدعت ہے۔حضرت جریر بن عبد اللہ ؓ فرماتے ہیں:

**”کنا نریٰ الاجتماع الی اہل المیت وصنعہ الطعام من النیاحۃ“ ۔ (سنن ابن ماجہ:۱/۱۱۶)**

ترجمہ:۔”ہم (یعنی حضرات صحابہ کرامؓ)میت کے گھر جمع ہونے اور میت کے گھر کھانا تیار کرنے کو نوحہ سمجھتے تھے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ میت کے گھر اجتماع کرنا اور وہاں کھانا تناول کرنا حضرات صحابہ کرامؓ کے نزدیک نوحہ جیسا ایک

جرم تھا اور اس پر سب صحابہ کا اتفاق تھا۔دسویں صدی ہجری کے مشہور فقیہ علامہ حسام الدین علی الحنفی ♦ فرماتے ہیں:

**”ان ھذا الاجتماع فی الیوم الثالث خصوصاً لیس فیہ فرضیة ولا فیہ وجوب ولافیہ سنة ولا فیہ استحباب ولا فیہ منفعة ولافیہ مصلحة فی الدین بل فیہ طعن ومذمة وملامة علی السلف حیث لم یبینوا بل علی النبی ا حیث ترک حقوق المیت بل علی اللہ سبحانہ وتعالیٰ حیث لم یکمل الشریعة وقد قال اللہ تعالیٰ : ”الیوم اکملت لکم دینکم“۔ (بحوالہ راہ سنت:۱/۱۶)**

ترجمہ:...”میت کے گھر تیسرے دن کوخاص کرکے جمع ہونا نہ تو فرض ہے، نہ واجب،نہ سنت اور نہ مستحب ، نہ تو اس میں کوئی دینی مصلحت ہے اورنہ ہی کوئی دینی فائدہ، بلکہ اس میں تو پچھلے بزرگوں پر اعتراض ہے کہ انہوں نے اس کو(کیوں) بیان نہ کیا، بلکہ (معاذ اللہ) حضور ا پر اعتراض ہے کہ آپ نے میت کے حق (یعنی تیسرے یا کسی خاص دن جمع ہونا جس کو عوام میت کے حق میں فائدہ مند سمجھتے ہیں) کو (کیوں) بیان نہ کیا بلکہ (معاذ اللہ) اس سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات پراعتراض ہے کہ اس نے شریعت کو مکمل نہیں کیا (کہ اس میں تیسرے دن جمع ہونے کا کسی طرح بھی ذکر نہیں ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :” میں نے آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا“۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:**ولا یباح اتخاذ الضیافة ثلاثة ایام کذا فی التاتارخانیة (فتاویٰ عالمگیری:۱/۸۶)**’’موت کے تیسرے دن ضیافت کا اہتمام جائز نہیں۔ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:**قرر اصحاب المذہب انہ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول و الثالث و بعد الاسبوع (مرقات:۵/۴۸۳)**’’اصحاب مذہب نے ثابت کیا ہے کہ پہلےدن، تیسرے دن اور ایک ہفتے کے بعد ضیافت کا اہتمام کرنا مکروہ

ہے۔‘‘ اسی طرح تعزیت کی ایسی مجلسیں جس میں آنے والوں کے لیے کھانے کا اہتمام بھی ہو، کراہت سے خالی نہیں، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع سے حضور اکرم ﷺ نے ان کے اہل خانہ کے لئے کھانا بنوایا، اس کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

**و اصطناع اہل البیت لہ لاجل اجتماع الناس علیہ بدعۃ مکروہۃ بل صح عن جویریۃ کنا نعدہ من النیاحۃ وھو ظاہر فی التحریم قال الغزالی و یکرہ الا کل منہ و ھذا اذا لم یکن من مال الیتیم او الغائب و الا فھو حرام بخلاف۔ (مرقاۃ المفاتیح:۲/۳۹۳)**

’’میت کے اہل خانہ کا لوگوں کے اجتماع کے لئے کھانا بنانا مکروہ و بدعت ہے، بلکہ صحیح طور پر ثابت ہے)صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے، وہ فرماتے ہیں:)حضرت جویریہؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ایسا نوحہ کرنے والوں کے لئے (جاہلیت) میں کیا کرتے تھے اور اس کا حرام ہونا ظاہر ہے، امام غزالی رحمہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر یتیم یا کسی غیر موجود وارث کا مال اس میں شریک نہ ہو تو اس دعوت میں کھانا مکروہ ورنہ حرام ہے۔‘‘

مشہور حنفی فقیہ علامہ ابراہیم حلبی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **و یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول و الثالث و بعد الاسبوع و نقل الطعام الی القبر فی المواسم و اتخاذ الدعوۃ بقراءۃ القرآن و جمع الصلحاء و القراء للختم او القراءۃ سورۃ الانعام و الاخلاص۔ (کبیری:۵۶۵)**

پہلے دن، تیسرے دن اور ایک ہفتہ بعد کھانا بنانا، قبر پر خصوصی مواقع پر کھانے کا لیجانا، قرآن خوانی کے لئے دعوت کا اہتمام کرنا، صالحین اور حفاظ و قراء کو ختم قرآن کے لئے جمع کرنا یا سورۂ انعام اور سورۂ اخلاص پڑھنے کے لئے جمع کرنا مکروہ ہے

علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں: **و تکرہ ضیافۃ من اھل البیت لانھا شرعت فی السرور لا فی**

**الشرور و ھی بدعۃ مستقبحۃ۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح:۳۳۹)**

اہل میت کی طرف سے ضیافت مکروہ ہے، اس لئے کہ یہ عمل خوشی کے لئے ہے نہ کہ مواقعِ غم کے لئے اور یہ بدترین بدعت ہے۔ محقق عالم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح منہاج میں فرماتے ہیں:

۱۔ **الاجتماع علی مقبرۃ فی الیوم الثالث و تقسیم الورد و العود و الطعامِ فی الایام المخصوصۃ و الخامس و التاسع و العاشر و العشرین و الاربعین و الشہر السادس و السنۃ بدعۃ ممنوعۃ۔ (شرح منہاج)**

ترجمہ: قبر پر تیسرے دن اجتماع کرنا اور گلاب و اگربتیاں تقسیم کرنا اور مخصوص دنوں کے اندر روٹی کھلانا، مثلاً تیجہ، پانچواں، نواں، دسواں، بیسواں، چالیسواں دن اور چھٹواں مہینہ اور سال کے بعد یہ سب کے سب امورِ بدعت اور ممنوع ہیں۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۳۔ ’’بعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم و بستم، ششماہی و بر سینی ہیچ نکنند کہ رسول اللہﷺ زیادہ از سہ روز ماتم کردن جائز نداشتہ اند و حرام ساختہ اند‘‘۔ (مالابدّ منہ:۱۶۰)

ترجمہ: میرے مرنے کے بعد دنیوی رسمیں جیسے دسواں، بیسواں، ششماہی اور برسی نہ کی جائے، کیونکہ نبی کریمﷺ نے تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کو جائز نہیں فرمایا بلکہ اس کو حرام قرارا دیا ہے۔

علامہ شامی فتاویٰ بزازیہ سے نقل کرتے ہیں:

’’مکروہ ہے کھانا تیار کرنا پہلے دن، تیسرے دن اور ہفتے کے بعد اور تہوار کے موقع پر قبر کی طرف کھانا لے جانا اور قرأت قرآن کے لئے دعوت کا اہتمام کرنا اور ختم کے لئے سورۂ انعام یا سورۂ اخلاص کی قرأت کے لئے بزرگوں اور قاریوں کو جمع کرنا ہے (شامی:۲۴۰)

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب تحفۃ الہند کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ رسم ہندوانہ ہے، کیونکہ برہمن کے مرنے کے بعد گیارہواں دن اور کھتری کے مرنے کے بعد تیرہواں دن اور ویش یعنی بنئے کے مرنے کے بعد پندرہواں دن یا سولہواں دن اور شودر یعنی بالاہی وغیرہ کے مرنے کے بعد تیسواں یا اکتیسواں دن ہے، منجملہ ایک چھ ماہی کا دن ہے، یعنی مرنے کے چھ مہینے کے بعد، ازانجملہ برسی کا دن ہے اور ایک دن گائے کو بھی کھلاتے ہیں، ازاں جملہ اس کے مہینے کے نصف اول میں ہر سال اپنے بزرگوں کو ثواب پہنچاتے ہیں، لیکن جس تاریخ میں کوئی مرا اسی تاریخ کو ثواب پہنچانا ضروری جانتے ہیں اور کھانے کے ثواب پہنچانے کا نام سرادھ ہے اور جب سرادھ کا کھانا تیار ہوجاتا ہے تو اول اس پر پنڈت کو بلاکر کچھ بید پڑھواتے ہیں جو پنڈت اس کھانے پر پڑھتا ہے تو وہ ان کی زبان میں بھشر من کہلاتا رہے اور اسی طرح وہ بھی دن مقرر ہیں (بحوالہ ما بسنت:۹۱) دلائل

پند.

**بدعت:** قبر پر اذان دینا، پختہ قبریں بنانا، قبروں پر گنبد بنانا،قبروں پر بیٹھنا ، طواف کرنا، قبروں کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا ۔

تشریح

اذان ایک عبادت ہے اور اسی موقع پر دی جاسکتی ہے جہاں سنت سے ثابت ہو، اسی لئے جنازہ، عیدین اور نوافل وغیرہ کے لئے بالاتفاق اذان نہیں دی جاسکتی کہ یہ سنت سے ثابت نہیں ہے، موت کے بعد اگر اذان دی جاتی تو جنازہ کی نماز کے لئے دی جاتی، مگر ایسا نہیں کیا جاتا کہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ پس چونکہ میت کو قبر میں داخل کرتے وقت بھی اذان دینا کسی وزنی دلیل سے ثابت نہیں، اس لئے یہ عمل بھی بدعت ہوگا۔علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:لا یسن الاذان عند ادخال المیت کہ میت کو قبر میں داخل کرنے کے وقت

اذان (کہنا جیسا کہ آج کل عادت ہوگئی ہے) مسنون نہیں ہے علامہ شامی رحمہ اللہ علیہ حافظ ابن حجر شافعی رحمہ اللہ علیہ کا فتویٰ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:قد صرح ابن حجر فی فتاواہ بانہ بدعۃ (رد المحتار:۶۵۹)ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں صراحت کی ہے کہ یہ بدعت ہے۔

**قال نہیٰ رسول اللہ ﷺ ان یجصص القبر و ان یبنی علیہ و ان یقعد علیہ (مسلم، مسند احمد:۸/۷۸، ترمذی:۱۲۵، ابوداؤد، محلی ابن حزم:۵/۱۳۳، السنن الکبریٰ:۴/۴)**

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے اور اس پر عمارت بنانے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

**۲۔ نہیٰ رسول اللہ ﷺ ان یبنی علی القبور او یقعد علیہا او یصلّی علیہا (مجمع الزوائد:۳/۶۱)**

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے قبروں پر عمارت بنانے اور ان پر بیٹھنے اور نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

**۳۔ نہی رسول اللہ ﷺ ان یبنی علی القبر و ان یجصص (مسند احمد بترتیب الفتح الربانی:۸/۷۸)**

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے قبر پر عمارت بنانے اور قبر کو پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

**چاروں اماموں کے نزدیک بالاتفاق قبروں کو پختہ بنانا منع ہے**

**امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کا فتویٰ:**

امام شافعی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

**لا یُبنیٰ ولا یجصص فان ذٰلک یشبہ الزینۃ و الخیلاء و لیس الموت موضع واحد منہما (کتاب الام:۲/۲۷۷)**

ترجمہ: قبر پر نہ عمارت بنائی جائے اور نہ پختہ کیا جائے، کیونکہ یہ تو زینت اور متکبرین کی عادت سے مشابہ ہے اور موت ان دونوں میں سے ایک کی بھی جگہ نہیں ہے۔

**امام مالک و امام احمد رحمہ اللہ علیہما کا فتویٰ:**

المجموع شرح المہذب میں ہے: ’’قبروں پر عمارت تعمیر کرنا اور قبروں پر لکھنا ناجائز ہوتا ہے، اس میں امام مالک رحمہ

اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور داؤدِ ظاہری اور جمہور علماء سب کا اتفاق ہے‘‘۔ (المجموع شرح المہذب:۵/۲۹۸)

**امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کا فتویٰ:**

امام محمد رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے میرے استاد نے یہ حدیث بیان کی:

**یرفعہ الی النبی ﷺ انہ نہیٰ عن تربیع القبور و تجصیصہا۔ (کتاب الأثار:۵۲)**

ترجمہ: انہوں نے نبی کریم ﷺ تک اس حدیث کی سند پہنچائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو مربع بنانے اور قبروں کو پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

اور یہ بات احناف کی تمام فتاویٰ کی کتابو میں لکھی ہوئی ہے، مثلاً علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ بحر الرائق میں تحریر فرماتے ہیں:

**ولا یجصص لحدیث جابر نہی رسول اللہ ﷺ ان یُجصص القبر و ان یُبنیٰ علیہ و ان یُکتب علیہ۔ (البحر الرائق:۲/۲۰۹)**

ترجمہ: قبر کو پختہ نہ بنایا جائے، کیونکہ حضرت جابر نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے اور اس پر عمارت بنانے اور قبر پر لکھنے سے منع فرمایا ہے۔

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ علیہ رد المحتار میں فرماتے ہیں:

**اما البناء علیہ فلم ار من اختار جوازہ و عن ابی حنیفہ رحمہُ اللہ یکرہ ان یبنی علیہ بناء من بیت او قبّۃ او نحو ذالک لما روی عن جابر نہی رسول اللہ ﷺ عن تجصیص القبور و ان یکتب علیہا و ان یبنی علیہا۔ (ردّ المحتار:۱/۶۰۱)**

ترجمہ: میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے قبر پر عمارت بنانے کو پسند کیا ہو اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت

ہے کہ قبر پر عمارت بنانا مکروہ ہے، خواہ مکان ہو یا گنبد یا اسی جیسی کوئی عمارت، کیونکہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے اور قبروں پر لکھنے اور قبروں پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

**لا یربع و لایجصص و یکرہ ان یبنیٰ علی القبور او یقعد او ینام علیہ و یکرہ ان یبنی علی القبور مسجداً او غیرہ۔ (فتاویٰ عالمگیری:۱/۱۶۶)**

ترجمہ: قبر کو مربع نہ بنایا جائے اور نہ پختہ بنایا جائے اور قبر پر عمارت تعمیر کرنا اور قبر پر بیٹھنا اور قبر پر سونا مکروہ ہے، قبر پر مسجد بنانا یا اس جیسی کوئی عمارت بنانا مکروہ ہے۔

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ علیہ فتاویٰ شامی میں فرماتے ہیں:

**اما البناء علیہ فلم ار من اختار جوازہ۔ (شامی: ۱۰۱)**

ترجمہ: مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے عمارت بنانے کو جائز سمجھا ہو۔

نوٹ: مزید تحقیق کے لئے ان کتابوں کے حوالے ملاحظہ فرمائیں، طوالت کے خوف سے عبارت حذف کردی گئی ہے: فتاویٰ سراجیہ:۲۴، فتاویٰ قاضی خان:۱/۹۲، فتح القدیر شرح ھدایہ:۴/۴۷۲، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ:۱/۲۴۶، بدائع الصنائع:۱/۳۲۰، فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۱/۹۲، المفتی:۲/۳۸۷، بند

**بدعت:** قبروں پر چراغ جلانا، چادریں چڑھانا، تشریح

حدیث میں ارشادِ نبوی ہے:

**لعن رسول اللہﷺ زائرات القبور و المتخذین علیہا المساجد و السرج۔ (مشکوٰۃ:۷۱)**

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں پر جاتی ہیں اور ان لوگوں پر جو قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں اور چراغ جلاتے ہیں۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

**و النهیُ عن اتخاذ السراج لما فیہ تضیع المال لانہ لا نفع لاحد فی السراج ولانها من اٰثار جهنم و اما للاحتراز عن تعظیم القبور کالنهی عن اتخاذ القبور مساجد۔ (مرقاۃ:۱/۴۷۰)**

ترجمہ: قبر پر چراغ جلانے کی ممانعت یا تو اس لئے ہے کہ اس میں مال کو بے فائدہ ضائع کرنا ہے، کیونکہ اس کا کسی کو نفع نہیں، اس لئے کہ آگ تو جہنم کے آثار میں سے ہے، یا یہ ممانعت قبروں کی تعظیم سے بچانے کے لئے ہے، جیسا کہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت بھی اسی بناء پر ہے۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

’’قبرستان میں چراغ لے جانا بدعت ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔‘‘

در مختار میں ہے:

’’وہ نذر و نیاز جو عوام کی طرف سے قبروں پر چراغ جلائی جاتی ہے خواہ وہ نقدی کی صورت میں ہو یا تیل، وہ بالاجماع باطل اور حرام ہیں۔‘‘ (در المختار حصکفی:۲/۱۳۹)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

و ایقاد النار علی القبور فمن رسوم الجاهلیۃ (فتاویٰ عالمگیری:۱/۱۷۸)

ترجمہ: قبروں پر آگ جلانا (روشنی کرنا) جاہلیت کی رسموں میں سے ہے۔

روح المعانی میں ہے:

’’قبروں پر □س چراغوں اور شمعوں کو □ٹانا ضروری □□،
ایسی کوئی نذر جائز ن□یں □□‘‘□ (روح المعانی:۱۵/۲۱۹)

حضرت عائش□ صدیق□ رضی اللّٰ□ عن□ا بیان فرماتی □یں ک□
نبی کریم □ن□ فرمایا: اللّٰ□ تعالیٰ ن□ □میں اس بات کا حکم ن□یں دیا
ک□ □م مٹی اور پتھر کو کپڑ□ پ□نائیں‘‘□ (مسلم:۲/۲۰۰)

شا□ عبد العزیز محدث د□لوی رحم□ اللّٰ□ علی□ ک□ فتاویٰ میں
صفح□ ۱۴ پر □□:’’و اما ارتکاب محرمات از روشن کردن چراغ□ا و
ملبوس ساختن قبور بدعت شنیع□ اند‘‘□

شا□ رفیع الدین محدث د□لوی رحم□ اللّٰ□ علی□ لکھت□
□یں:’’یعنی حرام چیزوں کا ارتکاب کرنا مثلاً قبروں پر چراغ جلانا
اور ان پر چادریں چڑھانا اور سرود اور گان□ بجان□ ک□ آلات استعمال
کرنا بدعاتِ شنیع□ میں س□ □یں اور ایسی مجالس میں حاضر □ونا
ممنوع □□‘‘□

فتاویٰ شامی میں □□:**کر□ بعض الفقهاء وضع الستور و العمائم و الثياب على قبر الصالحين و الاولياء قال فى فتاوىٰ الحج□ و تكر□ الستور على القبور□ (رد المحتار: ۵/۲۳۲)**

’’فق□اء ن□ صالحین اور بزرگوں کی قبروں پر کپڑ□، عمام□
اور چادر چڑھان□ کو مکرو□ قرار دیا □□، فتاویٰ حج□ میں بھی
قبروں پر چادر چڑھان□ کو مکرو□ قرار دیا گیا □□‘‘□

قاضی ابرا□یم حنفی □ ن□ ’’مجالس الابرار‘‘ صفح□ ۱۱۸ میں
ان امور کا ذکر کرت□ □وئ□ جو مسلمانوں ک□ تمام ائم□ ک□ ی□اں
بالاتفاق ناجائز □یں لکھا □□:’’تعلیق الستور علیها□ ان پر چادریں
چڑھانا□‘‘ بند

**بدعت:** تلاوت قرآن کریم پر اجرت لینا□ قرآن کریم کی تلاوت پر اجرت
لین□والا اور دین□ والا دونوں گن□گار □وت□ □یں□ تشریح

قرآن کریم کا پڑھنا ایک ب□ت عمد□ عبادت □□،اور پڑھ کر
اس کا ثواب میت کو بخشا جاسکتا □□، بشرطیک□ ایصال ثواب ک□

لئے جو قرآن کریم پڑھاگیا ہو اس پر اجرت نہ لی گئی ہو،خواہ اجرت طے کی گئی ہو یا طے نہ کی گئی ہو مگر عرف اور رواج سے یہ معلوم ہو کہ کچھ نہ کچھ اجرت ضرور ملے گی، لان المعہود کالمشروط، احناف نے اس کی وضاحت کی ہے، چنانچہ تاج الشریعت محمود بن احمد الحنفی لکھتے ہیں کہ جو قرآن کریم اجرت پر پڑھا جاتا ہے اس کا ثواب نہ میت کو پہنچتا ہے اور نہ پڑھنے والے کو اور علامہ عینی الحنفی لکھتے ہیں قرآن کریم کی تلاوت پر اجرت لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں،حاصل یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں جو قرآن کریم کے پاروں کا اجرت کے ساتھ پڑھنا رائج ہوچکا ہے وہ جائز نہیں ہے۔اس مسئلہ کی پوری تشریح علامہ شامی نے کی ہے۔ دلائل

.

# جنات’جادو’شعبدہ بازی

**ہم اللہ تعالی کی مخلوق’جنات کو کس طرح مانیں اوران سے متعلق احکام و عقائد**

**وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ (الحجر:۲۷)-وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ (الحجر:۲۷) وَإِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلَائِکَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (البقرۃ:۳۰) ليس ابليس باب للجان فان الجان کانوا قبلاً و انما هو اول من عصی (اليواقيت و الجواهر:۱۳۶) ليس ابليس باب للجان و الجان خلق بين الملائکۃ و البشر الذی هو الانسان (اليواقيت و الجواهر:۱۴۴)**

جنات اب بھی موجود ہیں اور زمین کے مختلف حصوں میں آباد ہیں، جنات کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قدرت دی ہے کہ وہ انسانوں کو نظر نہیں آتے، جیسے فرشتے انسانوں کو نظر نہیں آتے۔

**إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ (الاعراف:۲۷) هو الذی جعل الجان يسترعن اعين الناس فلا تدرکهم الابصار الا متجسدين (اليواقيت و الجواهر:۱۴۴)**

جنوں کی اپنی کوئی شکل نہیں، وہ نظر نہ آنے والی ایک لطیف مخلوق ہے، اللہ تعالیٰ نے جنات کو اختیار دیا ہے کہ وہ جو شکل چاہیں اختیار کرسکتے ہیں، عام طور پر جنات سانپ، بلی اور کتّے کی شکل اختیار کرتے ہیں۔

**عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيه وسَلَّم : الجِنُّ ثَلاثَةُ أصْنافٍ**

**فَصِنْفٌ لَهُمْ أجْنِحَةٌ يَطِيرُونَ بِها في الهَوَاءِ وَصِـــــنْفٌ حَيَّاتٌ وَكِلابٌ وَصِـــــنْفٌ يَحِلُّونَ وَيَظْعَنُونَ (مستدرک حـاکم:۲؍۴۵۶) وهم اجسـاد لطـاف کـالريح (اليـواقيت و الجـواهر:۱؍۱۳۶) معنـا و اللہ اعلم من حيث لا ترونهم فی الصـور التی خلقہم اللہ عليهـا و امـا رويتهم اذا تشـکلوا فی عير صـدرهم من کلب و هـر فلا متبـع بـل هو واقع کثيراً (اليـواقيت و الجـواهر:۱؍۱۳۵) و قد اقـدر اللہ تعـالیٰ الجن علی ان يظہروا فی ای صور شاءوا کما قـدرنا ان نظهـر فی ای لبـاس شـئنا ..... و انمـا يتشـکل بصـورۃ الرجـل بواسـطۃ الهـواء المتکـاثف لان الهـواء اذا تکـاثف امکن ادراکہ کالسـراب (اليـواقيت و الجـواهر: ۱؍۱۳۵)**

**بعد** مجموعی لحاظ سے جن انسان سے زیادہ طاقتور نہیں، صرف اتنـا ہے کہ وہ نظر نہیں آتا، لمبی لمبی مسـافت بہت جلـد طے کرليتـا ہے اور انسانی جسم میں حلول کرسکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

**ان شـياطين الجن ليس لهم سـلطان الا علی بـاطن الانسـان بخلاف شـياطين الانس لهم سلطان علی ظاہر الانسـان و بـــاطنہ و ان وقـــع من شـــياطين الجن وسوسـہ و اعـزاء للنـاس فی ظـاہرہم فانما ذٰلک يحکم النيابۃ لشياطين الانسان**

**فـــانهم هم الـــذين يـــدخلون الاراء على شياطين الانس (اليواقيت و الجـواهر:۱، ۱۳۷) وهم اجساد لطـاف كـالريح يـدخلون اجــواف بــنى آدم ..... و فى الحــديث ان الشيطان ليجرى من ابن آدم مجرى الدم (اليواقيت و الجواهر:۱، ۶۲)">بند**

**بند** جنات کی عمریں انسانوں کی نسبت بہت زیادہ لمبی ہوتی ہیں، کئی کئی سو سال ان کی عمریں ہوتی ہیں

**بند** انسـانوں کی طـرح جنـات بھی عقـل و شـعور کے مالـک ہیں اور مکلف یعنی احکاماتِ خداوندی کے پابند ہیں

**يَـــا مَعْشَـــرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَــأْتِكُمْ رُسُـــــلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّـــــونَ عَلَيْكُمْ اٰيَـــــاتِي وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا (الانعام:۱۳۰) ثالثهــا أن يعلم القــوم أن الجن مكلفــون كالإنس (تفسير الرازى، تفسير كبــير:۱، ۶۶۵) بند**

**بند** انسـانوں کی طـرح جنـات میں بھی ہر طـرح کے فـرقے اور گـروہ ہیں، ان میں بھی مسلمان و کافر اور نیک و بد ہیں

**وَأَنَّا مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذٰلِـکَ كُنَّا طَرَائِقَ قِـدَدًا (الجن:۱۱) قـال سـعيد بن المسيب : معنى الآية كنا مسلمين ويهوداً ونصارى ومجوساً ، وقال الحسن والسدّي : الجنّ أمثــالكم فمنهم قدريــة ومرجئــة ورافضة وخوارج وشيعة وسـنية (حاشـية شــــيخ زاده:۸، ۳۶۳) و لهم نســــب الى**

**شیاطین بالظلمانی الدخانیۃ و لذٰلک کان منھم المطیع العاصی المؤمن و الکافرۃ**
**(الیواقیت و الجواہر:۱۔۱۳۴)**

جنات میں بھی دیگر مخلوقات کی طرح نر و مادہ ہیں اور ان میں بھی باقاعدہ توالد و تناسل کا سلسلہ ہے۔

**أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا**
**(الکھف:۵۰) و ھم من الخلق الناطق یأکلون و اتناکحون و یتناسلون**
**(الیواقیت و الجواہر:۱۔۱۳۴)**

جنات میں شریر لوگوں کا نام شیاطین ہے، قرآن مجید میں اسی قسم کے جنات کو شیاطین کہا گیا ہے۔

**وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ (الانعام:۱۲۱) و الکدرۃ الشریرۃ السیئۃ ھی المسماۃ بالشیاطین و المادرین (حاشیۃ شیخ زادۃ:۸۔۳۵۵) کان ابلیس اول الاشقیاء من الجن و لذٰلک قال تعالیٰ الا ابلیس کان من الجن، أی من ھذا الصنف المخلوقین الاشقیاء (الیواقیت و الجواہر:۱۔۱۳۸)**

جنات بھی دیگر مخلوقات کی طرح کھانے پینے کے محتاج ہوتے ہیں، بعض احادیث میں ہڈی وغیرہ کو جنات کی خوراک بتلایا گیا ہے۔

**عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ الْجِنِّ عَلٰى رَسُولِ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا مُحَمَّدُ اِنْهَ أُمَّتَكَ أَنْ يَسْتَنْجُوا بِعَظْمٍ أَوْ رَوْثَةٍ أَوْ حُمَمَةٍ فَإِنَّ اللہَ تَعَالٰى جَعَلَ لَنَا فِيهَا رِزْقًا قَالَ فَنَهٰى رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ (سنن ابوداؤد:۱،۱۷ ) عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَنْجُوا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَإِنَّهُ زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ (سنن ترمذی:۱،۱۰۰) بند**

نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پیشتر جنات آسمانی خبریں سننے کے لئے اوپر چلے جایا کرتے تھے اور اس میں اپنی طرف سے سو سو جھوٹ ملاکر کاہنوں کو بتلایا کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ بند ہوگیا، اب اگر کوئی جن آسمانی خبریں سننے کے لئے اوپر جاتا ہے تو شہابِ ثاقب کا انگارہ پھینک کر اس کو بھگادیا جاتا ہے۔

**وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا۔ (الجن:۹) وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ۔ (الملک:۵) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: تفسیر کبیر:۱۰،۶۷۰ بند**

جنات کی پناہ مانگنا جائز نہیں،بندوں کو صرف اللہ کی پناہ

مانگنے کا حکم دیا گیا۔ تشریح

زمانۂ جاہلیت میں لوگ جنات کی پناہ مانگا کرتے تھے، رات کسی جنگل میں آجاتی تو اعوذُ بعظیم الــوادی من الجن وغیرہ الفاظ کہتے، اس عمل سے جنات اپنے آپ کو بہت بڑا اور انسان سے افضل سمجھنے لگے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسـلم کی بعثت سـے اس طریــقِ بــد کـا خـاتمہ ہوا، بندوں کو صرف اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا۔ دلائل

**وَأَنَّهٗ كَـانَ رِجَـالٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعُـوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَـزَادُوهُمْ رَهَقًـا۔ (الجن: ۶) فيه قولان : الأول : وهو قـول جمهـور المفسـرين أن الرجــل في الجاهليــة إذا سافر فأمسى في قفـر من الأرض قـال: أَعُـوذُ بِسَـيِّدِ هٰـذَا الْـوَادِي أو بعزيـز هــذا المكان مِنْ شَـرِّ سُـفَهَآءِ قَوْمِهٖ، فَيَبِيتُ فِي جِـوَارِه۔ حَتّٰى يُصْـبِحَ (تفسـير كبـير: ۱۰۔ ۶۶۷)** بند

بند.

بعض جنات کو شرفِ صحابیت بھی حاصل ہے، ’’نصیبین‘‘ کے بعض جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسـلم سـے بـراِ راسـت قـرآن مجید سننے کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔

**قُـلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهٗ اسْـتَمَعَ نَفَـرٌ مِنَ الْجِنِّ فَقَـالُوا إِنَّا سَــمِعْنَا قُرْاٰنًــا عَجَبًــا۔ (الجن:۱) الدليل على ذلك قولہ تعالیٰ وَإِذْ صَـرَفْنَا إِلَيْـكَ نَفَـرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْـتَمِعُونَ الْقُرْآنَ وكانوا تسعہ من جن نصيبين و قد**

**كـان صــلى اللہ عليہ وســلم رأٰهم ببطن النخلہ قــد اتــوا من شــعب الحجــونہ (اليواقيت و الجواهر:١،١٣٦)**

نیک اور فرمانبردار جن جنت میں جائیں گے، کافر اور نافرمـان جن جہنم میں داخل ہوں گے۔

**وَأَنَّا مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذٰلِـکَ كُنَّا طَرَائِقَ قِــدَدًاہ وَأَنَّا ظَنَنَّا أَنْ لَنْ نُعْجِــزَ اللّٰہَ فِي الْأَرْضِ وَلَنْ نُعْجِــزَهُ هَرَبًــاہ وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰى اٰمَنَّا بِهِ فَمَنْ يُـؤْمِنْ بِرَبِّہٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًاہ وَأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِــطُونَ فَمَنْ أَسْــلَمَ فَأُولٰٓئِكَ تَحَـرَّوْا رَشَـدًاہ وَأَمَّا الْقَاسِـطُونَ فَكَـانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًاہ (الجن:١١تا١٥) فاما الـدليل على دخول الجن الجنہ فالجواب قد سـئل عن ذلـک ابن عبـاس رضـى اللہ عنہمـا فمكث سبعہ ايـام حـتى اطلـع على قـولہ تعالىٰ لم يطمثهن يعنى الحور انس فقال هـذا دليـل على ان الجن يـدخلون الجنہ۔ (اليـــــواقيت و الجـــــواهر:١،١٣٦) الجن مخلوقين من النار ، فكيف يكونون حطبــاً للنار؟ الجواب : أنهم وإن خلقوا من النار، لكنهم تغـيروا عن تلـك الكيفيـة وصـاروا لحماً ودماً هكـذا ، قيـل : وههنـا آخـر كلام الحسنہ (تفسير كبير:١٠،٦٧١)**

شیطان بھی در حقیقت جنوں میں سے ہے، کثرتِ عبادت کے سـبب

فرشتوں ک ساتھ رہن لگا، حضرت آدم علی السلام کو سجد ن کرن کی وج س ملعون و مردود قرار دیا گیا، قیامت تک اُس لوگوں کو بہکان اور غلط را پر لگان کی مہلت دی گئی، قیامت ک دن اُس اور اس ک متبعین کو جہنم میں ڈالا جائ گا

**وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوْا إِلَّآ إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّہٖ أَفَتَتَّخِذُونَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا (الكهف:۵۰) لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ (ص:۸۵)**

جنات کا وجود قرآن و حدیث ک قطعی دلائل س ثابت ، لٰہذا ان ک وجود کو تسلیم کرنا فرض ، جو شخص جنات کا انکار کرتا و دائر اسلام س خارج 

**و وجود الجن و الشیاطین و الملائک ثابت بالشرع و انکر الفلاسف (تفسیر مظھری:۱۰/۷۹) المبحث الثالث والعشرون فی اثبات وجود الجن و وجوب الایمان بھم و ذلک لاجماع اھل السن سلفا و خلفا علی اثباتھم مع نطق القراٰن و جمیع الکتب المنزل بھم (الیواقیت و الجواھر:۱/۱۳۴)**

## جادو اور اس سے متعلق احکام و عقائد

جادو سے بسا اوقات ایک چیز کی حقیقت ہی تبدیل ہوجاتی ہے، مثلاً انسان کو پتھر یا گدھا بنادیا جائے، بسا اوقات صرف نظربندی ہوتی ہے کہ جادوگر لوگوں کی آنکھوں پر ایسا اثر ڈالتا ہے جس سے وہ ایک غیر موجود چیز کو موجود اور حقیقت سمجھنے لگتے ہیں، اور بسا اوقات قوتِ خیالیہ کے ذریعے لوگوں کے دماغ پر اثر ڈالا جاتا ہے جس سے وہ ایک غیر محسوس چیز کو محسوس کرتے ہیں۔

جادو اور نظر برحق ہے، اسباب کے درجے میں اس سے موت بھی واقع ہوسکتی ہے، جادو سے صحت مند انسان بیمار ہوسکتا ہے، جادو انسان کے دل پر اثر انداز ہوکر اس کے قلبی رجحانات کو تبدیل کرسکتا ہے، حتی کہ جادو کے ذریعے کسی کو قتل بھی کیا جاسکتا ہے۔

جادو کے بعض کلمات میں بھی تاثیر ہوتی ہے، بسا اوقات صرف جادو کے کلمات سے آدمی بیمار ہوسکتا ہے، علامہ بغوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کچھ لوگ جادو کے کلمات سے مر بھی گئے تھے، جادو کے بعض کلمات ان عوارض اور بیماریوں کی طرح ہیں جو انسانی بدن میں اثر انداز ہوتے ہیں۔ دلائل

والسحر وجوده حقيقة عند أهل السنة، وعليه أكثر الأمم، ولكن العمل به كفر، حكي عن الشافعي رضي الله عنه أنه قال: السحر يخيل ويمرض وقد يقتل، حتى أوجب القصاص على من قتل به فهو من عمل الشيطان يتلقاه الساحر منه بتعليمه إياه فإذا تلقاه منه استعمله في غيره، وقيل إنه يؤثر في قلب الأعيان فيجعل الآدمي على صورة الحمار ويجعل الحمار على صورة الكلب (تفسير البغوى:١٩٩) والجمهور على أن له حقيقة وأنه قد يبلغ الساحر إلى حيث يطير في الهواء ويمشي على الماء ويقتل النفس ويقلب الإنسان حمارا والفاعل الحقيقي في كل ذلك هو الله تعالى (روح المعانى:١٣٣٩) والصحيح: أن السحر عبارة عن التمويه والتخييل، والسحر وجوده حقيقة عند أهل السنة، وعليه أكثر الأمم، ولكن العمل به كفر، حكي عن الشافعي رضي الله عنه أنه قال: السحر يخيل ويمرض وقد يقتل (تفسير البغوى:١٩٩) قال الله تعالى: يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعٰى، لكنه يؤثر في الأبدان بالأمراض والموت والجنون، وللكلام تأثير في الطباع

**والنفوس وقد يسمع الإنسان ما يكره فيحمى ويغضب وربما يحم منه، وقد مات قوم بكلام سمعوه فهو بمنزلة العوارض والعلل التي تؤثر في الأبدان (تفسير البغوى:١؍٩٩) بند**

بند.

جادو میں اگر کوئی شرکیہ یا کفریہ قول یا عمل اختیار کیا گیا ہو، مثلاً جنات و شیاطین سے مدد مانگنا اور ان کو مدد کے لئے پکارنا یا ان کو سجدہ کرنا یا ستاروں کو مؤثر بالذات ماننا وغیرہ تو ایسا جادو کفر و شرک ہے اور ایسا جادوگر بلاشبہ کافر ہے۔ تشریح

جادو کو عربی میں سحر کہتے ہیں، سحر کے معنیٰ ہیں ہر وہ اثر جس کا سبب تو ہو مگر ظاہر نہ ہو؛ بلکہ مخفی ہو، اور اصطلاحِ شرع میں سحر ایسے عجیب و غریب کام کو کہا جاتا ہے جس کے لئے جنات و شیاطین کو خوش کرکے ان سے مدد حاصل کی گئی ہو،جادو میں جنات کو راضی کرنے کی مختلف صورتیں ہیں:

(الف) ایسے منتر پڑھے جاتے ہیں جن میں کفریہ و شرکیہ کلمات ہوتے ہیں اور شیاطین کی تعریف و مدح ہوتی ہے۔

(ب) ستاروں کی پرستش اور عبادت کی جاتی ہے جس سے شیاطین خوش ہوتے ہیں۔

(ج) ایسے اعمالِ بد کا ارتکاب کیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوتے ہیں، مگر شیاطین ان سے خوش ہوتے ہیں، مثلاً کسی کو ناحق قتل کرکے اس کے خون سے تعویذ لکھنا، مسلسل جنابت و ناپاکی کی حالت

میں رہنا، جادوگر عورت کا حیض کے زمانہ میں جادو کرنا، طہارت و صفائی سے اجتناب کرنا وغیرہ۔

جادوگر جب ایسے کام کرتا ہے تو خبیث شیاطین خوش ہوتے ہیں اور اس کا کام کردیتے ہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ جادوگر کے کسی کرتب سے ایسا ہوگیا جبکہ شیاطین کی مدد سے وہ کام ہوتا ہے۔

جادو میں اگر کوئی شرکیہ یا کفریہ قول یا عمل اختیار کیا گیا ہو، مثلاً جنات و شیاطین سے مدد مانگنا اور ان کو مدد کے لئے پکارنا یا ان کو سجدے کرنا یا ستاروں کو مؤثر بالذات ماننا وغیرہ تو ایسا جادو کفر و شرک ہے اور ایسا جادوگر بلاشبہ کافر ہے۔ اگرتعویذ گنڈے وغیرہ میں بھی جنات و شیاطین سے مدد طلب کی جاتی ہو اور ان کو پکارا جاتا ہو تو یہ بھی شرک ہے۔ جادو اور تعویذ گنڈوں میں استعمال کئے جانے والے کلمات اگر مشتبہ قسم کے ہوں اور ان کے معانی معلوم نہ ہوں تو احتمال استمداد کی بناء پر یہ بھی حرام ہے۔ تعویذ گنڈے میں اگر جائز امور سے کام لیا جاتا ہو مگر مقصد ناجائز ہو تو بھی حرام ہے۔ جائز مقصد کے لئے اور جائز امور کے ساتھ اگر عملیات اور تعویذ گنڈے کا کام کیا جاتا ہو تو جائز ہے۔ دلائل

**وَاتَّفَقُوا كُلُّهُمْ عَلَى أَنَّ مَا كَانَ مِنْ جِنْسِ دَعْوَةِ الْكَوَاكِبِ السَّبْعَةِ ، أَوْ غَيْرِهَا ، أَوْ خِطَابِهَا ، أَوِ السُّجُودِ لَهَا ، وَالتَّقَرُّبِ إِلَيْهَا بِمَا يُنَاسِبُهَا مِنَ اللِّبَاسِ وَالْخَوَاتِمِ وَالْبَخُورِ وَنَحْوِ ذَلِكَ فَإِنَّهُ كُفْرٌ ، وَهُوَ مِنْ أَعْظَمِ أَبْوَابِ الشِّرْكِ ، فَيَجِبُ غَلْقُهُ ، بَلْ**

سَدُّهُ (شرح عقيد طحاوي:٥٠٥) مزيد تفصيل كـ لئ ديكهئ: تفسير كبير: ١،٦١٩ وَكَذَلِكَ الْكَلَامُ الَّذِي لَا يُعْرَفُ مَعْنَاهُ لَا يُتَكَلَّمُ بِهِ ، لِإِمْكَانِ أَنْ يَكُونَ فِيهِ شِرْكٌ لَا يُعْرَفُ (شرح عقيد طحاوي:٥٠٥) فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ (البقر:١٠٢) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللہ صَلَّى اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا فَزِعَ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللہ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ وَكَانَ عَبْدُ اللہ بْنُ عُمَرَ يُلَقِّنُهَا (يُعَلِّمُهَا) مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهِ وَمَنْ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِي صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ (سنن ترمذى، مشكوٰ المصابيح: ١/٢١٧) وَيَجُوزُ أَنْ يَكْتُبَ لِلْمُصَابِ وَغَيْرِهِ مِنْ الْمَرْضَى شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللہ وَذِكْرُهُ بِالْمِدَادِ الْمُبَاحِ وَيُغْسَلُ وَيُسْقَى كَمَا نَصَّ عَلَى ذَلِكَ أَحْمَد وَغَيْرُهُ (فتاوىٰ ابن تيمي: ١٩/٦٤) وفي جواز النفث والمسح ولكل من الطرفين أخبار وآثار والجواز هو الأرجح والمسئلة بالفقهيات أشبه ولله علم (شرح المقاصد:٣/٣٣٤) مزيد تفصيل كـ لئ ديكهئ: فتاوىٰ ابن تيمي:

**١٩؍٦۴؍ مرقـاة؍٨:؍٣١٨؍ فتح البـاری:١٠؍ ١٩٥؍ و السـحر في الأصـل مصـدر سـحر يسحر بفتح العين فيهما إذا أبدى مـا يـدق ويخفى وهـــو من المصـــادر الشـــاذة ويستعمل بما لطف وخفى سببه والمـراد بـه أمـر غـريب يشـبه الخـارق وليس بهـإذ يجـري فيـه التعلم ويسـتعان في تحصـيله بالتقرب إلى الشيطان؍ (روح المعانى:١؍ ٣٣٨) ؍ ويســتعان في تحصــيله بــالتقرب إلى الشــيطان بإرتكــاب القبــائح قــولا كالرقى التي فيهـا ألفـاظ الشـرك ومـدح الشيطان وتسخيره وعملا كعبادة الكواكب وإلتزام الجناية وسائر الفسـوق وإعتقـادا كأستحسان ما يوجب التقرب إليه ومحبتـه إيـاه وذلـك لا يسـتتب إلا بمن يناسـبه في الشرارة وخبث النفس؍ (روح المعانى:١؍ ٣٣٨) ؍ بند**

بند.

بند جنات و شیاطین جس طرح جادوگروں ؍ک اعمالِ بـد کی وج؍ سـ؍ ان کی مـدد کـرت؍ ؍یں اور ان ؍ک کـام بنـادیت؍ ؍یں، اسـی طـرح فرشت؍ نیـک لوگـوں ؍ک تقـوی، ط؍ارت، پـاکیزگی، نیـک اعمـال ؍ک کرن؍ اور غلط اعمال س؍ بچن؍ کی وج؍ سـ؍ خـوش ؍وت؍ ؍یں اور الل؍ تعـالی ؍ک حکم سـ؍ ان کی مـدد کـرت؍ ؍یں اور ان ؍ک کـام بنادیت؍ ؍یں؍

بند جادو بھی دیگر اسباب کی طرح ایک سبب ؍؍ اور کوئی سبب بھی

بذاتہٖ مؤثر نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا اذن نہ ہو، لہٰذا جادو کا اثر بھی اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہوتا ہے۔

**وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۔ (البقرہ:۱۰۲) وشمول قدرة اللہ تعالى فإنه هو الخالق وإنما الساحر فاعل وكاسب وأيضا إجماع الفقهاء وإنما اختلفوا في الحكم وعلى الوقوع وجوه منها قوله تعالى { يعلمون الناس السحر وما أنزل على الملكين ببابل هاروت وماروت } إلى قوله { فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجه وما هم بضارين به من أحد إلا بإذن اللہ } وفيه إشعار بأنه ثابت حقيقة ليس مجرد إراءة وتمويه وبأن المؤثر والخالق هو اللہ وحده ۔ (شرح المقاصد:۳/۳۳۳)** سند

جادو اور معجزہ دونوں میں فرق ہے ۔ جادو اور کرامت میں بھی فرق ہے۔ تشریح

ان میں ایک واضح فرق یہ ہے کہ معجزہ نبی کے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے اور جادو غیر نبی کے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے، دوسرا فرق یہ ہے کہ جادو اسباب کے ماتحت ہوتا ہے، صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ اسباب خفیہ ہوتے ہیں اور معجزہ تحت الاسباب نہیں ہوتا؛ بلکہ اسباب کے بغیر وہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کا اپنا فعل ہوتا ہے، جیسے ارشادِ

**تعالی المستمرة صونا لهذا المنصب الجلیل عن أن یتسور حماه الکذابون** (روح المعانی:۱۔۳۳۹) **فإن لقائل أن یقول إن الإنسان لو ادعی النبوة وکان کاذباً في دعواه فإنه لا یجوز من اللہ تعالی إظهار هذه الأشیاء علی یده لئلا یحصل التلبیس۔** (تفسیر کبیر:۱۔۶۲۷) **انہ تعالیٰ لا یصدق الکاذب فی دعوی الرسالۃ باظہار هذہ الخوارق فی یدہ لئلا یلتبس المحق بالمبطل و لکاذب بالصادقہ** (حاشیہ شیخ زادہ:۲۔۱۹۵) پسند

نبی پر جادو ہوسکتا ہے؟ تشریح

نبی پر جادو ہوسکتا ہے اور نبی بھی جادو سے متاثر ہوسکتا ہے، اس لئے کہ جادو اسبابِ خفیہ کا اثر ہوتا ہے اور اثراتِ اسباب سے متاثر ہونا شانِ نبوت کے خلاف نہیں ہے، یہودیوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کرنا اور آپ پر اس کا اثر ظاہر ہونا اور بذریعہ وحی اس جادو کا پتہ چلنا اور اس کو زائل کرنے کا طریقہ بتلایا جانا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جادو سے متاثر ہونا اور ڈرنا خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ دلائل

پسند.

ہاروت وماروت دو فرشتے لوگوں کو جادو سکھاتے تھے تاکہ لوگ جادو سے باخبر ہو کر اس سے بچ سکیں؟ تشریح

قرآن مجید میں بابل شہر میں جن دو فرشتوں ہاروت و ماروت کے اتارے جانے اور جادو سکھانے کا ذکر ہے، وہ لوگوں کی آزمائش کے لئے اتارے گئے تھے، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے تاکہ لوگ جادو سے باخبر ہو کر اس سے بچ سکیں اور وہ جادو سکھانے سے پہلے اس پر عہد و پیمان بھی لیتے تھے، ان سے اس عہد و پیمان کے ساتھ جادو سیکھنے کے بعد اگر کسی نے اس کو غلط استعمال کیا تو وہ ان کا اپنا فعل تھا، اگر کوئی جادو کی وجہ سے کافر یا فاسق ہوا تو وہ فرشتے اس سے بالکل بریّ الذمہ ہیں۔

دلائل

**وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ (البقرة:١٠٢)**
**فاعلم أنه تعالى شرح حالهما فقال : وهذان الملكان لا يعلمان السحر إلا بعد التحذير الشديد من العمل به وهو قولهما { إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلاَ تَكْفُرْ } والمراد ههنا بالفتنة المحنة التي بها يتميز المطيع عن العاصي (تفسير كبير:١/٦٣٢)** بند

.

## شعبدہ بازی اوراس سے متعلق احکامِ شرعی

**مما لا یکون مقرونا بالإیمان والعمل الصالح یکون استدراجاً سواء صدر عن کافر او عن مومن فاسق و مما یجب ان یعلم ان من واظب علی الریاضات الشاقة ظهرت عنه الخوارق و لو کان کافراً و هذا امتحان شدید لضعفاء المسلمین و سبب لضلالهم و سواء اعتقادهم بالشرائع فلیحفظ المؤمن ایمانه عن هذه الامة و سمی استدراجاً سبب الوصول الی النار بالتدریج۔ (نبراس:۲۹۶) اقسام الخوارق ..... خامسها الاستدراج للکافرو الفاسق و المجاهر علی وفق غرضه سمی به لانه یوصله بالتدریج الی الناس۔ (نبراس:۲۷۲) و اعلم ان فرق العوائد یکون علی وجوه کثیرة و لیس مرادنا هنا الا خرق العادة من ثبتت استقامته علی الشرع المحمدی و لا فهو مکر و استدراج من حیث لا یشعر صاحبه۔ (الیواقیت و الجواهر:۱/۲۱۶)سند**

شعبدہ باز کسی نبی کے معجزے یا کسی ولی کی کرامت کا ہرگز مقابلہ نہیں کرسکتا۔تشریح

شعبدہ بازی ایک اختیاری فن ہے جو اسباب اختیار کرکے ہر وقت دکھلایا جاسکتا ہے، گویا شعبدہ شعبدہ باز کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے دکھلادے، برخلاف معجزہ و کرامت کے کہ یہ نبی اور ولی کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتے کہ جب چاہیں معجزہ یا کرامت ظاہر کردیں؛ بلکہ وہ صرف بحکمِ الٰہی ان کے ہاتھوں ظاہر ہوتے ہیں۔

شعبدہ بازی چند مخفی اسباب کی بناء پر کی جاتی ہے، جن کی شعبدہ باز نے مشق کر رکھی ہوتی ہے، وہ اسباب ایسے ضعیف اور واہیات ہوتے ہیں کہ شعبدہ باز حقیقت میں کوئی کام مکمل نہیں کرسکتا ہے دلائل

**اما الفرق بين المعجزہ و الشعبدہ فهو ان المعجزہ يظهرها النبى على رؤوس الاشهاد و عظماء بلاد و الشعبدہ انما يروج امرها على الصغار و ضعفاء العقول و جهلة الناس (اليواقيت و الجواهر:١/٢١٩) لان المعجزہ هى التى تظهر وقت الدعوى بخلاف الكرامة فان صاحبها لا يتجدى بها و لو اظهرها وقت الدعوىٰ كانت شعبدة (اليواقيت و الجواهر:٢/٣٦٦) أن معجزات الأنبياء عليهم السلام هي على حقائقها وبواطنها كظواهرها وكلما تأملتها ازددت بصيرة في صحتها ولو جهد الخلق كلهم على مضاهاتها ومقابلتها بأمثالها ظهر عجزهم عنها ومخاريق السحرة**

**وتخـييلاتهم إنمـا هي ضـرب من الحيلـة والتلطف لإظهار أمور لا حقيقـة لهـا ومـا يظهر منها على غير حقيقتها يعـرف ذلـك بالتأمل والبحث ومتى شـاء شـاء أن يتعلم ذلك بلغ فيه مبلـغ غـيره ويـأتي بمثـل مـا أظهره سواه (احكـام القـرآن للجصـاص: ١۔۴۹) ان من الخوارق ما يکون عن قوی نفسـیہ و ذٰلـک ان احـرام العـالم تنفعـل للهمم النفسیہ هٰکذا جعل اللہ الامر فیهـا و قد تکون ایضا عن جیـل طـبیعہ معلـومہ کالقلفطیریات و نحوها و بابها معلوم عند العلماء عند العلمـاء و قـد یکـون عن نظم حروف بطوالع و ذٰلک لاهـل الرصـد و قـد یکون باسـماء یتلفـظ بهـا ذاکرهـا فیظہر عنہا ذٰلک الفعل المسمی خـرق عـادۃ فی نـاظر عین المـرائین لا فی نفس الامـرۃ (الیواقیت و الجواهر:١۔٢١٦)۔**

.

# مذاہب و فرق

# تعارف مذاہبِ عالم ا ور ان کے بنیادی و امتیازی نظریات

### تعارف ہندومذہب اور اس کے عقائد و نظریات

**تعارف ہندومذہب اور اس کے عقائد و نظریات**

ہندو دھرم دنیا کا قدیم ترین دھرم اور مذہب ہے، اس مذہب کاکوئی ایسا داعی یا پیغمبر نہیں جیسا مذہبِ اسلام، عیسائیت اور یہودیت وغیرہ کا ہے، ہندو دھرم میں کوئی ایسا متفق علیہ عقیدہ، فلسفہ یا اصول نہیں ہے جس کا ماننا تمام ہندوؤں پر لازم ہو، ہندو دھرم بذاتِ خود کوئی ایسا دھرم یا ادارہ نہیں جو لوگوں کو عبادات اور ضابطہ کا پابند بنائے۔

(ہندو ازم:۳، ناشر دار العلوم دیوبند)

ہندوستان میں ۱۷۰۰ قبل مسیح آریوں کا پہلا جتھا آیا، اس کے بعد یکے بعد دیگرے وہ ہندوستان وارد ہونا شروع ہوئے، آریائی قوم اپنے مسلک اور روایات کا عَلم لے کر ہندوستان وارد ہونا شروع ہوئی، یہی عَلم ہندو دھرم کا مآخذ ہے۔

(مذاہبِ عالم کا تقابلی مطالعہ:۱۰۰)

ہندو مذہب کی قدامت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس لفظ کے استعمال کا ثبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک سے ۲۳۰۰ سال قبل ملتا ہے۔

(ہندو ازم:۱۰، ناشر دار العلوم دیوبند)

**ہندو دھرم کی مختلف تعریفات:**

ہندو دھرم وہ ہے جو اصلاً ویدوں، اپنشدوں اور پرانوں وغیرہ سے مؤید ہو اور جو ایشور کو قادرِ مطلق، غیر متشکل ہونے میں شبہ نہ کرتے ہوئے مختلف روپ اختیارکرنے کی بھی بات مانتا ہو، اُسے کسی گرنتھ یا شخص کا قیدی نہیں بتاتا، جو روح کو اس سے الگ نہیں کرتا، اس کے اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرنے کے ساتھ علامتوں (مثلاً مورتیوں) کو مسترد نہیں کرتا، ’’جوکرم‘ یوگ‘ بھگتی اور گیان‘‘ کی راہ پر چلتے ہوئے دھرم، ارتھ اور ’جوکچھ‘ کو زندگی کا نصب العین بتاتا ہے۔

(ہندو دھرم: از ڈاکٹر پرشاد:۱۰۲۔ بحوالہ ہندو ازم:۸، ناشر دار العلوم دیوبند)

ہندو دھرم کا اصل مأخذ دھارمک کتب ہیں، بقیہ مأخذ اور بنیادیں انہی پر مبنی ہیں، دھارمک کتابوں کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

(۱) سرتی، (۲) سمرتی، (۳) دھرم شاستر، (۴) دھرم سوتر، (۵) رزمیہ تخلیقات، (۶) پران، (۷) اپنشد، ویدانت، وغیرہ۔

ان میں بنیادی کتب پہلی دو ہیں، یعنی سرتی اور سمرتی، زیادہ تر اصطلاحات انہی کتاب کے تحت آجاتی ہیں۔

سرتی کے معنیٰ ہیں سنی ہوئی باتیں، اس کے ذیل میں ’’وید‘‘ آتا ہے، کیونکہ ویدوں کو جاننے اور یاد کرنے کا روایتی طریقہ یہ تھا کہ انہیں استاذ سے گاتے ہوئے سنا جائے، اس لئے انہیں سرتی کتب کہا جاتا ہے۔

سمرتی کے معنیٰ ہیں یاد کیا ہوا، ویدوں کے علاوہ دیگر کتب کا شمار سمرتی میں ہوتا ہے۔

(مذاہبِ عالم کا تقابلی مطالعہ:۱۰۱، ہندو ازم:۱۴)

ویدوں کے علاوہ دیگر اکثر کتب مسلکی نوعیت کی ہیں اور ویدوں کے مقابلے میں دوسرے درجے کی اہمیت کی حامل ہیں، ان میں واقعات، کہانیاں، ضابطۂ اخلاق، عبادت کی رسمیں اور فلسفیانہ مکاتب فکر کی رودادیں وغیرہ پائی جاتی ہیں۔

دھرم شاستر، دھارمک قانون کو کہا جاتا ہے جو نثر میں ہوتا ہے، منظوم قانون کو دھرم سوتر کہا جاتا ہے، رزمیہ تخلیق میں جنگ وغیرہ کا بیان ہوتا ہے، جیسے

رامائن، مہا بھارت اور گیتا کا شمار رزمیہ اور فلسفیانہ دونوں قسم کی تحریروں میں ہوتا ہے۔

پران پرانے اور قدیم کو کہتے ہیں، اپنشد اور ویدانت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، اپنشد کے معنیٰ ہیں علمِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے استاد کے پاس جاکر بیٹھنا، اُس لفظ کو اپنشت بھی پڑھا جاتا ہے، ویدانت کا مطلب ہے وید کا آخری یا اس کے بعد(ہندو ازم:۱۴)

ویدوں کا شمار ہندوؤں میں سب سے قدیم اور بنیادی کتب ہوتا ہے، وید سنسکرت لفظ ’’ود‘‘ سے لیا گیا ہے، جس کے معنیٰ ہیں ’’علم و معرفت حاصل کرنا‘‘، ویدوں کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہے، مگر اصل وید ایکیا چار ہیں، باقی شروحات ہیں، چار وید یہ ہیں:

(۱) رگ وید۔ (۲) یجر و ید۔ (۳) سام وید۔ (۴) اتھرو وید۔

ان چاروں میں اصل رگ وید ہے، دیگر ویدوں میں اس کے منتروں، اشلوکوں، رسوم اور معلومات کو الگ الگ کرکے مرتب کیا گیا ہے۔

رگ وید کا غالب حصہ دیوتاؤں کی مدح و ثناء پر مشتمل ہے، ہندو سماج میں جن مختلف فلسفوں اور نظریات کو عروج و فروغ ملا، مثلاً توحید، شرک، ودیت واد، وحدت الوجود، نظریہ تشکیک، عمل، ثواب اور عقیدۂ تناسخ، ان سب کا مأخذ رگ وید کو مانا جاتا ہے۔

رگ وید رشی یعنی شاعر اور مصنف اپنی پسند سے مختلف دیوتاؤں کو مخاطب کرکے منتر کہتے ہیں، تین سو تین (۳۰۳) کے قریب رشیوں نے اسّی (۸۰) کے قریب دیوتاؤں

کی مدح و ثناء میں منتر گائے ہیں، ان میں سے مندرجہ ذیل دیوتا خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں:

اگنی، اندر، وایو، ورن، مترا، اندر دانی، پرتھوی، وشنو، پوشن، آیو، سوتہا، اوشا، رودر، راکا، سوریہ، وام دیو، اپنا، پتریٰ، سرماپوتر، مایا بھید، وشو دیو اور سرسوتی وغیرہ۔

زیادہ تر منتر اگنی اور اندر دیوتا کے لئے گائے گئے ہیں، ہندو عقیدہ کے مطابق اگنی دیوتا آسمان اور زمین کے دیوتاؤں کے درمیان نمائندہ ہے، اس کے سہارے اور دیوتا بلائے جاتے ہیں، اندر ایک طاقتور دیوتا مانا جاتا ہے جو برق باری اور بارش وغیرہ کا فریضہ انجام دیتا ہے۔

دوسرا وید ''یجر وید'' ہے، جو ضخامت میں رگ وید کا دو تہائی ہے، اس کا بیشتر حصہ نثری ہے، کچھ منظوم ہے، یہ قربانیوں کے موقع پر گایا جاتا ہے۔

تیسرا وید ''سام وید'' ہے، اس وید میں راگ اور گیت ہیں، ہندوستانی موسیقی کا مأخذ یہی وید ہے، یہ رگ وید سے نصف ہے۔

چوتھا وید، ''اتھرو وید'' ہے، یہ وید نصف کے قریب نثر میں ہے، اس کا زیادہ حصہ جادو کے متعلق ہے، یہ وید قدیم آریوں کے تمدن کا آئینہ دار ہے۔

بہت سے ہندو اہل علم ویدوں کو خدا کی طرح غیر مخلوق مانتے ہیں، لیکن اکثر ہندو علماء ان کے ازلی اور غیر مخلوق ہونے کا انکار کرتے ہیں، ان کادورِ تخلیق ۱۲۰۰۰ سال قبلِ مسیح، ۱۸۰۰ قبلِ مسیح، ۲۵۰۰ قبلِ مسیح، ۱۰۰۰ قبل مسیح اور ۶۰۰ قبل مسیح بتلایا گیا ہے۔

**(مذاہبِ عالم کا تقابلی مطالعہ:۱۰۳؛ ہندوستانی مذاہب:۱۳ تا ۱۸؛ ہند وزم:۱۶ تا ۲۴)**

ہندوؤں کے عقیدے میں بے شمار دیوتا اور دیویاں ہیں، ہندو دھرم میں تین بڑے خدا ہیں، ’’براہمہ‘‘ دیوتا عالم کا خالق اور کائنات کا نقطۂ آغاز تصور کیا جاتا ہے، اس دیوتا کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے، دوسرا بڑا دیوتا ’’وشنو‘‘ ہے، یہ ویدی معبود ہے، اُسے معبود شمس ظاہر کیا گیا ہے، ہندو عقیدے میں یہ رحم کا دیوتا ہے، اشیاء کی حفاظت اور بقاء کا ذمہ دار ہے۔

تیسرا بڑا دیوتا ’’شیو‘‘ ہے، یہ برباد کرنے والا دیوتا سمجھا جاتا ہے، ان کے علاوہ ثانوی حیثیت کے اور دوسرے بہت سے دیوتا اور اور دیویاں ہندو مذہب میں مانے گئے ہیں، انہیں دیوتاؤں کی بناء پر ہندو دھرم میں بہت سی فرقہ بندیاں ہیں۔

ہندو دیوتاؤں میں گائے کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے، ہندو ویدوں سے لے کر پرانوں، سمرتیوں اور قصص تک میں گائے اور بیل کی عظمت اور پرستش کا ذکر ہے، قدیم ہندوستان میں دھرماتما لوگ گائے کے گوبر میں سے دانے چن چن کر کھاتے اور اس کا پانی نچوڑ کر پیتے تھے، تمام دھرم شاستروں میں گائے، بیل کے گوبر اور پیشاب کو پینا گناہوں کی معافی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

**(منو سمرتی، بحوالہ مذاہبِ عالم کا تقابلی مطالعہ:۱۵۴)**

ہندو دھرم میں ’’نیوگ‘‘ کے نام پر زناکاری کو جائز قرار دیا گیا ہے، نیوگ یہ ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر مرجائے تو اُسے دوسرا نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے، اگر وہ چاہے تو کسی غیر مرد سے ہم بستر ہوکر اپنی شہوت کو تسکین دے سکتی ہے، اسی طرح غیر مرد سے وہ اولاد بھی پیدا کرسکتی ہے، اسی طرح اگر کسی عورت کا شوہر زندہ ہو مگر اس سے اولاد پیدا نہ ہوتی ہو تو یہ عورت کسی غیر مرد سے تعلقات استوار کرکے اولاد پیدا کرسکتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

**(مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ:۱۸۴)**

ہندو عقیدہ میں اللہ تعالیٰ کی طرح مادہ اور روح کو ازلی و ابدی قرار دیا گیا ہے، ہندو دھرم عقیدۂ تناسخ کا قائل ہے، تناسخ کا مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد اپنے اعمال کےمطابق انسانی روح کو مختلف روپ بدلنا پڑیں گے، گناہوں اور نیکیوں کے باعث اُسے بار بار جنم لینا اور مرنا پڑے گا، آریوں کا عقیدہ ہے کہ روحوں کی تعداد محدود ہے، اللہ تعالیٰ نئی روح پیدا نہیں کرسکتا ہے، اس بناء پر ہر روح کو اس کے گناہوں کی وجہ سے تناسخ کے چکر میں ڈال رکھا ہے، ہر گناہ کے بدلہ روح ایک لاکھ چوراسّی ہزار (۱۸۴۰۰۰) مرتبہ مختلف شکلوں جنم لیتی ہے، یہ بھی نظریہ ہے کہ روح اپنے گذشتہ اعمال و علم کی بناء پر حصولِ جسم کے لئے کبھی تو رحمِ مادر میں داخل ہوتی ہے اور بعض روحیں مقیم اشیاء پودے وغیرہ میں داخل ہوتی ہیں۔

**(کھر اپنشد:۵، بحوالہ مذاہبِ عالم کا تقابلی مطالعہ:۱۹۰)**

وحیٔ الٰہی سے بغاوت کے نتیجے میں ہندو دھرم کفر کی تاریکی میں بھٹک رہا ہے اور رب ذو الجلال کو چھوڑ کر مختلف دیوتاؤں اور دیویوں کو مان کر شرک جیسے ظلمِ عظیم جرم کا مرتکب ہے۔

## تعارف سکھ مذہب اور اس کے عقائد و نظریات

**تعارف سکھ مذہب اور اس کے عقائد و نظریات**

سکھ مذہب کے بانی گرو نانک صاحب تھے جو لاہور سے تقریباً پچاس میل جنوب مغرب میں واقع ایک گاؤں تلونڈی میں ۱۴۶۹ءمیں پیدا ہوئے، جو اب ننکانہ صاحب کہلاتا ہے، والد کا نام مہتا کالو تھا، بیدی کھتری خاندان سے تعلق رکھتے تھے، گرو نانک نے ابتدائی عمر میں سنسکرت اور ہندو مذہب کی مقدس کتابوں کا علم حاصل کیا، پھر گاؤں کی مسجد کے مکتب میں عربی اور فارسی کی تعلیم بھی حاصل کی، بچپن ہی سے مذہبی لگاؤ رکھتے تھے، جو روز بروز بڑھتا گیا، پنجاب کے مشہور صوفیاء کرام شیخ

اسماعیل بخاری، سید علی ہجویری، بابا فرید، علاء الحق، جلال الدین بخاری، مخدوم جہانیاں اور دوسرے بزرگوں سے کسبِ فیض کیا، اسی وجہ سے نانک صاحب کے مسلمان ہونے کا عقیدہ ان کی زندگی ہی سے مسلمانوں میں چلا آرہا ہے، نانک صاحب نے پچیس سال تک سفر کئے، ۱۴۹۷ء میں انہوں نے اسفار کا سلسلہ شروع کیا، پہلا سفر، مشرقی ہندوستان میں بنگال، آسام، اڑیسہ اورراجستھان کا کیا، دوسرے سفر میں جنوب کی طرف گئے اور سری لنگا تک پہنچے، تیسرا سفر شمال کی طرف کیا، اس سفر میں ہمالیہ کی پہاڑی ریاستوں اور کشمیر ہوتے ہوئے تبت تک گئے، چوتھا سفر سعودی عرب، عراق، ایران اور وسط ایشیاء تک ہوا، اسی سفر میں گرو نانک نے ایک حاجی اور مسلم فقیر جیسا لباس اختیار کیا اور حج بھی کیا، واپسی پر ایک گاؤں کی بنیاد ڈالی جس کا نام کرتار پور رکھا اور وہیں بس گئے، زندگی کے آخری ایام میں اپنے ایک مرید ’’راہنا‘‘ کو گرو کے منصب پر فائز کیا اور خود رحلت فرما گئے، گرو نانک خالص توحید کے قائل تھے، رسالت کے قائل تھے، تمام ارکانِ اسلام نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے قائل تھے، خود حج کیا تھا، قرآن مجید اور آسمانی کتابوں کے قائل تھے، قیامت کے قائل تھے، ختمِ نبوت کے قائل تھے اور اس پر ایمان لانے کا حکم فرماتے تھے۔

**(گرنتھ صاحب، راک محلہ:۲۴، بحوالہ ہندوستانی مذاہب:۶۷۔ مذاہبِ عالم:۲۰۳، جسنم ساکھی:۱۔۲۲۱، بحوالہ ہندوستانی مذاہب۔)**

سکھوں کی مقدس مذہبی کتاب ’’گرنتھ صاحب‘‘ ہے، جو سکھوں کے پانچویں گرو ’’ارجن سنگھ‘‘ نے تیار کی، گرنتھ صاحب کے سارے کلام میں ’’مول منتر‘‘ (بنیادی کلمہ) کو سب سے مقدس سمجھا جاتا ہے، مول منتر کا مفہوم یہ ہے کہ:

’’خدا ایک ہے، اسی کا نام سچ ہے، وہی قادرِ مطلق ہے، وہ بے خوف ہے، اسے کسی سے دشمنی نہیں، وہ ازلی و ابدی ہے، بے شکل و صورت ہے، قائم بالذات ہے، خود اپنی رضا اور توفیق سے حاصل ہوجاتا ہے‘‘۔

**(ہندوستانی مذاہب:۶۳)**

مول منتر کے بعد دوسرا درجہ ’’جپ جی‘‘ کو حاصل ہے، گرو نانک کی تعلیمات عشقِ الٰہی کے حصول پر بڑا زور دیا گیا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ عشقِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے انسان کو انانیت، خواہشاتِ نفس، لالچ دنیا سے تعلق اور غصے کو چھوڑنا ضروری ہے، سکھ مذہب میں بنیادی طریقِ عبادت ’’نام سمرن‘‘ یعنی ذکر الٰہی ہے، یہ خدا کا نام لیتے رہنے کا ایک عام طریقہ ہے، جس کے لئے چھوٹی تسبیح کا بھی استعمال کیا جاتا ہے اور اجتماعی شکل میں باجماعت موسیقی کے ساتھ گرنتھ صاحب کے کلام کا ورد بھی ہوتا ہے۔

**(ہندوستانی مذاہب:۶۳)**

عشقِ الٰہی کے حصول کے لئے ’’نام سمرن‘‘ کے علاوہ سادھو سنگت، سیلوا، ایمانداری کی روزی، عجز و انکساری

اور مخلوق خدا سے محبت و ہمدردی کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔

گرونانک تناسخ کے بھی قائل بتلائے گئے ہیں، ان کے خیال میں جب تک انسان عشقِ الٰہی میں کمال حاصل کرکے خدا کو نہیں پالیتا وہ بار بار اسی دنیا میں جنم لیتا رہے گا، اسی طرح ان بے شمار زندگیوں کی تعداد ایک لاکھ چوراسّی ہزار (۱۸۴۰۰۰) بتلائی گئی ہے۔

**(ہندوستانی مذاہب:۶۴)**

گرو نانک صاحب کی تعلیم میں ’’گرو‘‘ کا تصور مرکزی حیثیت رکھتا ہے، یعنی خدا تک پہنچنے کے لئے ایک پیر و مرشد کی رہبری اور رہنمائی ضروری ہے، چنانچہ سکھوں میں دس گرو گذرے ہیں، پہلے گرو ’’راہنا‘‘ کو نانک صاحب نے ’’انگد‘‘ کا خطاب دیا، گرو ’’انگد‘‘ نے گرونانک صاحب اور دوسرے صوفی سنتوں کا کلام لکھنے کے لئے سکھوں کا اپنا رسم الخط ’’گور مکھی‘‘ ایجاد کیا۔

تیسرے گرو ’’امر داس‘‘ زیادہ مشہور ہوئے، جنہوں نے سکھ عقیدت مندوں کو منظم کرنے کے لئے بڑی خدمات سر انجام دیں۔

چوتھے گرو ’’رام داس‘‘ نے سکھوں کی شادی اور مرنے کی رسومات ہندو مذہب سے الگ متعین کیں، ’’ستی‘‘ کی رسم کی مخالفت کی اور بیواؤں کی شادی پر زور دیا۔

پانچویں گرو ’’ارجن سنگھ‘‘ نے ’’گرو گرنتھ صاحب‘‘ تیار کی، امرتسر کے تالاب میں سکھوں کے لئے ایک مرکزی

عبادت گاہ ’’ہری مندر‘‘ کی تعمیر کی، جسے اب ’’دربارِ صاحب‘‘ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

گرو ارجن سنگھ نے سکھوں سے ’’دسونتھ‘‘ یعنی عشرے وصول کرنے کا انتظام کیا اور تین شہر ’’ ترن تارن، کرتار پور اور ہر گوبند پور‘‘ آباد کئے، پھر اس کی بادشاہِ وقت جہانگیر سے مخالفت ہوگئی، جہانگیر نے گرو ارجن سنگھ کو قتل کروادیا اور اس کا مال و اسباب سب ضبط کرلیا۔

نویں گرو ’’تیغ بہادر‘‘ تھے، دس سال تک گرو رہے، اورنگ زیب عالمگیر انہیں دہلی بلوایا اور اسلام پیش کیا، انکار پر قتل کرادیا۔

دسویں اور آخری گرو تیغ بہادر کے بیٹے ’’گرو گوبند سنگھ‘‘ تھے، انہوں نے سکھوں کو منظم کرنے کے لئے باضابطہ ارادت کا سلسلہ شروع کیا، وفاداری کے سخت ترین امتحان کے بعد مختلف ذاتوں سے تعلق رکھنے والے پانچ سکھوں کو ایک مخصوص رسم ’’امرت چکھنا‘‘ کے ذریعہ حلقہ مریدین میں داخل کیا اور انہیں ’’خالصہ‘‘ کا لقب دیا، اس کے بعد اس حلقہ میں عمومی داخلہ ہوا اور ہزاروں سکھ ’’خالصہ‘‘ میں داخل ہوئے، گرو گوبند سنگھ (شیر) اور عورتوں کے لئے ’’کور‘‘ (شہزادی) کا استعمال اور ’’ک‘‘ سے شروع ہونے والی پانچ چیزوں کا رکھنا ضروری قرار دیا:

(۱) کیس یعنی بال۔ (۲) کنگھا۔ (۳) کڑا (ہاتھ میں پہننے کے لئے)۔ (۴) کچھ یعنی جانگیہ۔ (۵)کرپان یعنی تلوار۔

(ہندوستانی مذاہب:۶۴ تا ۶۶)

گرو گوبند سنگھ کی شروع سے ہی مغل حکومت سے مخالفت رہی، ''خالصہ'' کی تشکیل کے بعد مغل حکومت سے لڑنے کے لئے انہوں نے فوجی کار روائیاں شروع کیں، لیکن اورنگ زیب عالمگیر کے مقابلہ میں انہیں سخت فوجی ہزیمت اٹھانی پڑی، ان کی فوجی قوت پارہ پارہ ہوئی اور ان کے خاندان کے تمام افراد بھی مارے گئے، گرو گوبند سنگھ نے بھیس بدل کر زندگی کے آخری ایام ''دکن'' میں گذارے جہاں دو افغانیوں نے انہیں قتل کردیا۔

گرو گوبند سنگھ نے یہ طے کردیا تھا کہ آئندہ سکھوں کا گرو نہ ہوگا؛ بلکہ ان کی مذہبی کتاب ''گرنتھ صاحب'' ہی ہمیشہ گرو کا کام دے گی۔

(ہندوستانی مذاہب:۶۶)

## تعارف مجوس مذہب اور اس کے عقائد و نظریات

**تعارف مجوس مذہب اور اس کے عقائد و نظریات**

مجوس ایک خدا کے بجائے دو خدا مانتے ہیں، ایک خدا کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ وہ خیر اور بھلائی کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ اس کو یزدان کہتے ہیں، دوسرے خدا کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ ہر برائی اور شر کو پیدا کرتا ہے، اس کا نام اہرمن رکھتے ہیں، مجوسیت کے

عقیدے کے مطابق آگ بڑی مقدس چیز ہے، اس کو پوجتے ہیں، ہر وقت اس کو جلائے رکھتے ہیں، ایک لمحے کے لئے بھی اس کو بجھنے نہیں دیتے، مجوس آگ کے ساتھ ساتھ سورج اور چاند کی بھی پرستش کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ مذہب بھی باطل اور شرک ہے کہ اس مذہب میں دو خدا مانے جاتے ہیں اور آگ، سورج اور چاند کو پوجا جاتا ہے۔

مسلمانوں کو ان کے ساتھ بہت سے معاملات میں اہل کتاب جیسا معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، لیکن ان کا ذبیحہ کھانے اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا، اسلام پھیلنے کے ساتھ ساتھ یہ مذہب ختم ہوتا چلا گیا۔

**(احکام القرآن للقرطبی:۱/۴۳۳، الفصل فی الملل و الاھواء و النحل:۱/۴۹)**

## تعارف یہود مذہب اور اس کے عقائد و نظریات

**تعارف یہود مذہب اور اس کے عقائد و نظریات**

لفظ یہود یا تو ہود سے لیا گیا ہے، جس کا معنیٰ یہ ہے ''توبہ'' یا یہوداہ سے لیا گیا ہے، جو حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائی اور بنی اسرائیل میں سے تھا، اور تغلیباً اس کا اطلاق تمام بنی اسرائیل پر کیا جاتا ہے۔

یہودی بزعمِ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں، تورات ان کی آسمانی کتاب ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں انہیں بنی اسرائیل کہا جاتا تھا، یہودی کب سے کہا جانے لگا حتمی طور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

یہودی مذہب کے بڑے عجیب و غریب عقائد ہیں، مثلاً یہودی اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین مخلوق ہیں، یہودی اللہ کے بیٹے ہیں، دنیا میں اگر یہودی نہ ہوتے تو زمین کی ساری برکتیں اٹھالی جاتیں، سورج چھپالیا جاتا، بارشیں روک لی جاتیں، یہود، غیر یہود سے ایسے فضل ہیں جیسے انسان جانوروں سے افضل ہیں، یہودی پر حرام ہے کہ وہ غیر یہودی پر نرمی و مہربانی کرے، یہودی کے لئے سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ وہ غیر یہودی کے ساتھ بھلائی کرے، دنیا کے سارے خزانے یہودیوں کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، یہ ان کا حق ہے، لہٰذا ان کے لئے جیسے ممکن ہو ان پر قبضہ کرنا جائز ہے، اللہ تعالیٰ صرف یہودی کی عبادت قبول کرتا ہے، ان کے عقیدے میں انبیاء کرام علیہم السلام معصوم نہیں ہوتے؛ بلکہ کبائر کا ارتکاب کرتے ہیں۔

دجال ان کے عقیدے میں امام عدل ہے، اس کے آنے سے ساری دنیا میں ان کی حکومت قائم ہوجائےگی، یہ حضرت عیسیٰ علیہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قائل نہیں ہیں، حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت لگاتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کا گمان یہ ہے کہ ہم نے انہیں سولی پر لٹکا کر قتل کردیا

ہے، قرآن مجید نے ان کے غلط نظریات کی جا بجا تردید کی ہے۔

حضرت عزیز علیہ السلام کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، ان کے عقیدہ میں اللہ تعالیٰ زمین و آسمان بنانے کے بعد تھک گئے اور ساتویں دن آرام کیا، اور وہ ساتواں دن ہفتہ کا دن تھا، اس قسم کے اور بھی بہت سارے واہی عقیدے ان کے مذہب کا حصہ ہیں، یہ اہل کتاب ہیں اور اپنے ان عقائد کی بناء پر کافر و مشرک ہیں۔

**(الادیان و الفرق، بحوالہ العقیدہ الحنفیہ: ۱۴۰)**

## تعارف نصاریٰ مذہب اور اس کے عقائد و نظریات

**تعارف نصاریٰ مذہب اور اس کے عقائد و نظریات**

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بستی کا نام نصرانہ ، ناصرہ یا نصوریہ تھا، اسی بستی کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان لوگوں کو نصاریٰ کہا جاتا ہے، جو بزعمِ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں۔

انہی عیسائی یا مسیحی نہیں کہنا چاہئے، اس لئے کہ عیسائی یا مسیحی کے معنیٰ ہیں حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے اتباع کرنے والے، جبکہ فی الواقع یہ لوگ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین نہیں ہیں، کیونکہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے روگردانی کی اور انہیں بدل ڈالا، اسی لئے قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں انہیں دو ناموں سے نہیں پکارا گیا بلکہ انہیں نصاریٰ، اہل کتاب اور اہل انجیل کہا گیا ہے، اغلب یہی ہے کہ انہیں دوسری صدی عیسوی کے اوائل میں نصاریٰ کا لقب دیا گیا۔

یہ بزعم خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں، انجیل ان کی آسمانی کتاب ہے، ان کے عقائد بھی کفر و شرک پر مبنی ہیں، مثلاً عقیدۂ تثلیث کے قائل ہیں کہ الوہیت کے تین جزء اور عناصر ہیں، باپ: خود ذات باری تعالیٰ، بیٹا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اور روح القدس حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سولی پر لٹکائے جانے کے قائل ہیں، اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے شجرِ ممنوعہ سے دانہ کھایا تو وہ اور ان کی ذریت فناء کی مستحق ہوگئی، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم کھایا، اپنے کلمہ اور ازلی بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوجسم ظاہری عطا فرما کر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا، چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام نے جب اس کلمہ کو ازلیہ کو جنا تو وہ الٰہ کی ماں بن گئیں، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بے گناہ ہونے کے باوجود سولی پر چڑھنا گوارا کرلیا تاکہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خطاء کا کفارہ بن سکیں۔

نصاریٰ کے بہت سے گروہ ہیں، مثلاً کیتھولیک اور پروپیسٹنٹ وغیرہ، مگر ان کے اصولی عقائد پر سب متفق ہیں، بعض فروع میں ان کا اختلاف ہے۔

نصاریٰ اہل کتاب ہیں اور اپنے عقیدۂ تثلیث، الوہیتِ مسیح علیہ السلام اور انکارِ نبوتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر شرکیہ و کفریہ عقائد کی بناء پر کافر اور مشرک ہیں۔

جو شخص انہیں یا یہود کو صحیح مذہب والا سمجھتا ہے یا ان کے بارے میں جنتی ہونے کا یا جہنمی نہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

جہاں تک حقیقی تورات اور انجیل کا تعلق ہے تو وہ سچی آسمانی کتابیں ہیں، تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی، لیکن یہ دونوں آسمانی کتابیں اور زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی تبدیل کردی گئیں، آج تورات اور انجیل کے نام سے جو کتابیں موجود ہیں یہ وہ آسمانی کتابیں نہیں ہیں جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوئی تھیں، بلکہ محرف اور تبدیل شدہ ہیں، ان کی جو بات قرآن مجید اور احادیث معتبرہ کے مطابق ہو وہ مقبول ہے، ورنہ مردود اور ان کی جس بات کے بارے میں قرآن و سنت خاموش ہوں ہم اس کی تصدیق کریں گے اور نہ ہی تکذیب کریں گے۔

**(الادیان و الفرق:۳۰، بحوالہ العقیدۃ الحنفیہ: ۱۴۱، الفصل فی الملل:۱/۴۴تا۶۴ و ۲۴۱)**

## تعارف فرقۂ روافض، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

**تعارف فرقۂ روافض، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم**

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عبداللہ ابن سبا یہودی شخص نے اسلام قبول کیا، اس کا مقصد دینِ اسلام میں فتنے پیدا کرنا اور اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنا تھا، وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیدا ہونے والے فتنہ میں پیش پیش تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں بھی ملوث ہوا، اس شخص کے عقائد و نظریات سے رفض نے جنم لیا، رفض کے بہت سے گروہ ہیں، بعض محض تفضلی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہؓ سے افضل سمجھتے اور کسی صحابی کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کرتے، بعض تبرائی ہیں کہ چند صحابہؓ کے علاوہ باقی سب کو برا بھلا کہتے ہیں، بعض الوہیتِ علی کے قائل ہیں، بعض تحریف قرآن کے قائل ہیں، بعض صفات باری تعالیٰ کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں، بعض اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر بھی بہت سی چیزیں واجب ہیں، بعض آخرت میں رؤیتِ باری تعالیٰ کے قائل نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔

(مسند احمد:۱،۱۰۳۔ رجال کشی:۱۰۸۔ الاعتصام:۲،۱۸۱۔ جاء دور المجوس:۳۵۔)

## فرقۂ روافض کے نظریات و عقائد

اہل سنت و الجماعت کا فرقہ شیعہ سے اختلاف تو بہت سی چیزوں میں ہے، مگر چند اختلاف بنیادی ہیں:

۱۔ قرآن مجید کو اصل نہ ماننا۔

۲۔ امامت کا درجہ نبوت سے بڑھ کر ہے۔

۳۔ نبی کریم ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد چار صحابہؓ کے سوا (معاذ اللہ) سب مرتد ہوگئے تھے۔

۴۔ کلمہ طیبہ میں تبدیلی۔

۵۔ متعہ (زنا) جائز ہے بلکہ باعثِ اجر و ثواب ہے۔

۶۔ عقیدۂ رجعت پر ایمانا لانا بھی واجب

**نوٹ:** اس کے علاوہ اور بھی کئی عقائد اور نظریات میں فرقہ شیعہ کا اہل سنت والجماعت سے اختلاف ہے، مگر بنیادی نظریات و عقائد یہی ہیں جو اوپر گذرے۔

اہلِ روافض کے بارے میں اہلِ فتاویٰ کی رائے

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

’’اگر میں اپنے شیعوں کو جانچوں تو یہ زبانی دعویٰ کرنے والے اور باتیں بنانے والے نکلیں گے، اور ان کا امتحان لوں تو یہ سب مرتد نکلیں گے۔‘‘۔ (ارضہ کلینی:۱۰۷، بحوالہ احسن الفتاویٰ:۱/۸۴)

## علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ کا فتویٰ:

الصارم المسلول میں فرماتے ہیں کہ: ’’اگر کوئی صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کو جائز سمجھ کر کرے تو وہ کافر ہے، صحابۂ کرام کی شان میں گستاخی

کرنے والا سزائے موت کا مستحق ہے، جو صدیق اکبر کی شان میں گالی دے تو وہ کافر ہے، رافضی کا ذبیحہ حرام ہے، حالانکہ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے، روافض کا ذبیحہ کھانا اس لئے جائز نہیں کہ شرعی حکم کے لحاظ سے یہ مرتد ہیں''۔ (الصارم المسلول:۵۷۵)

### مولانا احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ:

اپنی کتاب رد الرفضۃ میں بڑی تفصیل سے ذکر کرتے ہیں، جس کا اختصار یہ ہے کہ: ''جو حضرات حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما خواہ ان میں سے ایک کی شان پاک میں گستاخی کرے اگر چہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام و خلیفہ برحق نہ مانے، کتاب معتبر و فقہ حنفی کی تصریحات اور عام ائمۂ ترجیح و فتویٰ کی تصحیحات سے یہ مطلقاً کافر ہیں''۔ (رد الرفضۃ)

رفض کے ہر گروہ کے عقائد دوسرے گروہ سے مختلف ہیں، لہٰذا بحیثیتِ مجموعی ان پر کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

(رد المحتار:۴؍۲۳۷۔ البزازیہ:۶؍۳۱۸۔ بحر الرائق:۵؍۱۲۲)

(مزید تفصیلات کے لئے یہاں کلک کریں )

## تعارف فرقۂ خوارج، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

## تعارف فرقۂ خوارج، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

خوارج، خارج کی جمع ہے، خارج لغت میں باہر نکلنے والے کو کہتے ہیں، اور شرعی اصطلاح میں ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو امامِ برحق، واجب الاطاعت کی بغاوت کرکے اس کی اطاعت سے باہر نکل جائے۔

یہ لفظ ان باغیوں کا لقب اور نام بن گیا جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بغاوت کرکے ان کی شان میں بہت سی گستاخیاں کیں، مسئلہ تحکیم کے موقع پر یہ گروہ پیدا ہوا، یہ تقریباً بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) لوگ تھے، ان کے مختلف نام تھے، مثلاً محکمہ، حروریہ، نواصب اور مارقہ وغیرہ، ان لوگوں کے ظاہری حالات بڑے اچھے تھے، لیکن ظاہر جتنا اچھا تھا باطن اتنا ہی برا تھا۔

مسئلۂ تحکیم کے بعد لوگ حروراء مقام پر چلے گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں سمجھائیں اور انہیں امیر کی اطاعت میں واپس لائیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سمجھانے سے بہت سے لوگ ان سے الگ ہوگئے اور امیر کی اطاعت میں واپس آگئے، لیکن ان کے بڑے اور ان کے موافقین اپنی ضد پر اڑے رہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس تشریف لائے، مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا، انہوں نے صحابئ رسول حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ان کے ساتھ معرکہ ہوا، خارجیوں کی قیادت عبد اللہ بن وھب اور ذی الخویصرہ حرقوص بن زید وغیرہ کے ہاتھ میں تھی، اس جنگ کے نتیجے میں اکثر خارجی قتل ہوگئے۔

خوارج حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کو کافر اور مخلد فی النار قرار دیتے تھے، اس شخص کو بھی کافر کہتے تھے جو ان کا ہم مسلک ہونے کے باوجود ان کے ساتھ قتال میں شریک نہ ہوتا ہو، مخالفین کے بچوں اور عورتوں کے قتل کے قائل تھے، رجم کے قائل نہیں تھے، اطفالُ المشرکین کے خلود فی النار کے قائل تھے، اس بات کے بھی قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بھی نبی بنادیتے ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم ہو کہ یہ بعد میں کافر ہوجائے گا، اس بات کے بھی قائل تھے کہ نبی بعثت سے پہلے معاذ اللہ کافر ہوسکتا ہے، خوارج مرتکبِ گناہِ کبیرہ کو کافر اور مخلد فی النار قرار دیتے تھے، اس پر وہ کفرِ ابلیس سے استدلال کرتے تھے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرکے مرتکبِ کبیرہ کافر ہوا تھا، اس بناء پر اس کو کافر قرار دے دیا گیا، معلوم ہوا کہ مرتکبِ کبیرہ کافر ہوجاتا ہے؛ حالانکہ ابلیس محض ارتکابِ کبیرہ کی بناء پر کافر نہیں ہوا، بلکہ حکمِ خداوندی کے مقابلہ میں انکار و تکبر اس کے کفر کا سبب ہے۔(الملل و النحل:۸۸۔ الاعتصام:۲۔۱۸۵)

## تعارف فرقۂ معتزلہ، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

## تعارف فرقۂ معتزلۂ، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

دوسری صدی ہجری کے اوائل میں یہ فرقہ وجود میں آیا، اس فرقہ کا بانی واصل بن عطاء الغزال تھا اور اس کا سب سے پہلا پیروکار عمرو بن عبید تھا جو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ کا شاگرد تھا، ان لوگوں کو اہل السنۃ و الجماعۃ کے عقائد سے الگ ہوجانے کی بناء پر معتزلہ کہا جاتا ہے۔

معتزلہ کے مذہب کی بنیاد عقل پر ہے، کہ ان لوگوں نے عقل کو نقل پر ترجیح دی ہے، عقل کے خلاف قطعیات میں تاویلات کرتے ہیں اور ظنیات کا انکار کردیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے افعال کو بندوں کے افعال پر قیاس کرتے ہیں، بندوں کے افعال کے اچھے اور برے ہونے کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے افعال پر اچھے اور برے کا حکم لگاتے ہیں، خلق اور کسب میں کوئی فرق نہیں کرپاتے، ان کے مذہب کے پانچ اصول ہیں:

(۱) عدل۔ (۲)توحید۔ (۳) نفاذِ وعید۔ (۴) منزلہ بین منزلتین۔ (۵) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔

(۱) عقیدۂ عدل کے اندر درحقیقت انکارِ عقیدۂ تقدیر مضمر ہے، ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ شر کا خالق نہیں، اگر اللہ تعالیٰ کو خالقِ شر مانیں تو شریر لوگوں کو عذاب دینا ظلم ہوگا جو کہ خلافِ عدل ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ عادل ہے ظالم نہیں ہے۔

(۲) ان کی توحید کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اور قرآن مجید مخلوق ہیں، اگر انہیں غیر

مخلوق مانیں تو تعدد قدماء لازم آتا ہے جو توحید کے خلاف ہے۔

(۳) نفاذِوعید کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو جو عذاب بتلائے ہیں اور جو جو وعیدیں سنائی ہیں، گنہگاروں پر ان کو جاری کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے، اللہ تعالیٰ کسی کو معاف نہیں کرسکتا اور نہ کسی گنہگار کی توبہ قبول کرسکتا ہے، اس پر لازم ہے کہ گنہگار کو سزا دے، جیسا کہ اس پر لازم ہے کہ نیکو کار کو اجر و ثواب دے، ورنہ نفاذِ وعید نہیں ہوگا۔

(۴) منزلہ بین منزلتین کا مطلب یہ ہے کہ معتزلہ ایمان اور کفر کے درمیان ایک تیسرا درجہ مانتے ہیں اور وہ مرتکبِ کبیرہ کا درجہ ہے، ان کے نزدیک مرتکبِ کبیرہ یعنی گنہگار شخص ایمان سے نکل جاتا ہے اور کفر میں داخل نہیں ہوتا، گویا نہ وہ مسلمان ہے اور نہ کافر۔

(۵) امر بالمعروف کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ جن احکامات کے ہم مکلّف ہیں دوسروں کو ان کا حکم کریں اور لازمی طور پر ان کی پابندی کروائیں، اور نہی عند المنکر یہ ہے کہ اگر امام ظلم کرے تو اس کی بغاوت کرکے اس کے ساتھ قتال کیا جائے۔

معتزلہ کے یہ تمام اصول اور ان کی تشریحات عقل و قیاس پر مبنی ہیں، ان کے خلاف واضح آیات و احادیث موجود ہیں، نصوص کی موجودگی میں عقل و قیاس کو مقدم کرنا سراسر غلطی اور گمراہی ہے۔

(شرح عقیدہ طحاویہ:۵۲۱، الاعتصام:۲؍۱۷۷ تا ۱۸۱)

## تعارف فرقۂ مشبّہ، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

## تعارف فرقۂ مشبّہ، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

یہ وہ فرقہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ صفات میں تشبیہ دیتا ہے، اس فرقہ کا بانی داؤد جواربی ہے، یہ مذہب، مذہبِ نصاریٰ کے برعکس ہے کہ وہ مخلوق یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خالق کے ساتھ ملاتے ہیں، اور انہیں بھی الٰہ قرار دیتے ہیں اور یہ خالق کو مخلوق کے ساتھ ملاتے ہیں، اس مذہب کے باطل اور گمراہ ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے؟ (شرح عقیدہ سفارینیہ:۱/۹۱)

## تعارف فرقۂ جہمیہ، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

## تعارف فرقۂ جہمیہ، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

جہم بن صفوان سمرقندی کی طرف منسوب فرقہ کا نام جہمیہ ہے، اس فرقہ کے عجیب و غریب عقائد ہیں، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کی نفی کرتے ہیں، ان

کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ’’وجودِ مطلق‘‘ کا نام ہے، پھر اس کے لئے جسم بھی مانتے ہیں، جنت اور جہنم کے فناء ہونے کے قائل ہیں، ان کے نزدیک ایمان صرف ’’معرفت‘‘ کا نام ہے اور کفر فقط ’’جہل‘‘ کا نام ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے لئے جسم کے قائل ہیں، ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا کوئی فعل نہیں ہے، اگر کسی کی طرف کوئی فعل منسوب ہوتا ہے تو وہ مجازاً ہے۔

جہم بن صفوان، جعد بن درہم کا شاگرد تھا، جعد وغیرہ کا مذہب یہ بھی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ نہیں ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ نہیں ہیں، خالد بن عبداللہ القسری نے واسط شہر میں عید الاضحیٰ کے دن لوگوں کی موجودگی میں جعد کی قربانی کی اور اُسے ذبح کردیا، معتزلہ نے بھی کچھ عقائد ان سے لئے ہیں۔

(شرح عقیدہ طحاویہ:۵۲۲)

## تعارف فرقۂ مرجیّہ،امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

### تعارف فرقۂ مرجیّہ،امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

ارجاء کے معنیٰ ہیں پیچھے کرنا، یہ فرقہ اعمال کی ضرورت کا قائل نہیں ہے، یہ اعمال کی حیثیت کو بالکل پیچھے کردیتے ہیں، ان کے نزدیک ایمان صرف تصدیق کا نام

ہے، تصدیق قلبی حاصل ہو تو بس کافی ہے، ان کا کہنا ہے
جیسے کفر کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی مفید نہیں، ایسے ہی
ایمان یعنی تصدیق کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ مضر نہیں،
جس طرح ایک کافر عمر بھر حسنات کرتے رہنے سے ایک
لمحہ کے لئے بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا، جنت اس پر
حرام ہے، اسی طرح گناہوں میں غرق ہونے والا مومن ایک
لمحہ کے لئے بھی جہنم میں نہیں جائے گا، جہنم اس پر
حرام ہے، یہ مذہب بھی باطل اور سراسر گمراہی ہے؛
کیونکہ قرآن و حدیث میں جابجا مسلمانوں کو اعمالِ
صالحہ کرنے کا اور اعمالِ سیئہ سے بچنے کا حکم دیا گیا
ہے۔(شرح عقیدہ سفارینیہ:۱؍۸۹)

### تعارف فرقۂ جبریہ، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم


### تعارف فرقۂ جبریہ، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم


یہ فرقہ بھی جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے،
یہ فرقہ بندہ کو جمادات کی طرح مجبور محض مانتا ہے،
ان کا عقیدہ ہے کہ بندہ کو اپنے افعال پر کوئی قدرت و
اختیار نہیں؛ بلکہ اس کا ہر عمل محض اللہ تعالیٰ کی
تقدیر، علم، ارادہ اور قدرت سے ہوتا ہے، جس میں بندہ کا
اپنا کوئی دخل نہیں ہے

یہ مذہب صریح البطلان ہے، نقل و عقل اور مشاہدہ کے خلاف ہے، اگر انسان کے پاس کوئی اختیار نہیں اور یہ مجبور محض ہے تو پھر اس کے لئے جزاء و سزاء کیوں ہے؟ (شرح عقیدہ طحاویہ:۵۲۴)

## تعارف فرقۂ قدریہ، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

**تعارف فرقۂ قدریہ، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم**

یہ جبریہ کے برعکس نظریات کا حامل فرقہ ہے، یہ انسان کو قادرِ مطلق مانتا ہے اور تقدیر کا منکر ہے، احادیث میں قدریہ کو اس امت کا مجوس کہا گیا ہے، مجوس دو خداؤں کے قائل ہیں اور یہ ہر ایک کو قادرِ مطلق کہہ کر بے شمار خداؤں کے قائل ہیں۔

یہ مذہب بھی باطل اور قرآن و حدیث کی صریح نصوص کے خلاف ہے، قرآن و سنت اور عقل و مشاہدہ سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان نہ تو مجبور محض ہے اور نہ ہی قادرِ مطلق، بلکہ کاسب ہے اور کسب کا اختیار اپنے اندر رکھتا ہے۔(سنن ابوداؤد:۲/۶۴۴، مرقاۃ:۱/۱۷۸)

## تعارف فرقۂ کرامیۂ، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

**تعارف فرقۂ کرامیۂ، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم**

یہ فرقہ محمد بن کرام کی طرف منسوب ہے، اس فرقہ کا نام کرامیہ (بفتح الکاف و تشدید الراء) یا کرامیہ (بکسر الکاف مع تخفیف الراء) ہے، یہ شخص سجستان کا رہنے والا تھا، صفات باری تعالیٰ کا منکر تھا، ان کا عقیدہ تھا کہ ایمان صرف اقرار باللسان کا نام ہے، لیکن محققین کی رائے کے مطابق ان کا یہ مذہب دنیوی احکام کے اعتبار سے ہے، آخرت میں ایمان معتبر ہونے کے لئے ان کے لئے تصدیق ضروری ہے، بہر حال مجموعی اعتبار سے یہ بھی غلط اور گمراہ فرقہ ہے، ان کے مذہب میں مسافر پر نماز فرض نہیں ہے، مسافر کے لئے قصر نماز کے بجائے دو مرتبہ اللہ اکبر کہنا کافی ہے۔(الفصل فی الملل و النحل:۱؍۳۶۹، ۳؍۱۴۲)

## تعارف فرقۂ اسماعیلی، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

**تعارف فرقۂ اسماعیلی، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم**

اسماعیلی مذہب، اسلام کے برخلاف واضح کفریہ عقائد اور قرآن و سنت کے منافی اعمال پر مشتمل مذہب ہے۔

اس مذہب کے بانی پیر صدر الدین ۷۰۰ ہجری میں ایران کے ایک قریہ ''سبزدار'' میں پیدا ہوئے، خراسان سے ہندوستان آئے، سندھ، پنجاب اور کشمیر کے دورے کئے اور نئے مذہب کی بنیاد ڈالنے کے حوالے سے ان دوروں میں بڑے بڑے تجربات حاصل کئے، چنانچہ سندھ کے ایک گاؤں ''کوہاڈا'' کو اپنا مرکز و مسکن قرار دیا، ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) سال کی طریل عمر پاکر پنجاب، بہاول پور کے ایک گاؤں ''اوچ'' میں اس کا انتقال ہوا،اس نے اسماعیلی مذہب کا کھوج لگاکر اسماعیلیوں کو یہ مذہب دیا۔(تاریخ اسماعیلیہ:۵۳)

## اسماعیلی مذہب کے عقائد ونظریات

اسماعیلی مذہب کا کلمہ یہ ہے: اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد انّ محمداً رسول اللہ و اشہد ان امیر المؤمنین علی اللہ۔(اسماعیلی تعلیمات، کتاب نمبر:۱، ۱۹۶۸ء)

اسماعیلی مذہب کے عقیدہ امامت کے متعلق عجیب و غریب نظریات ہیں، ان کے نظریہ میں ''امام زماں'' ہی سب کچھ ہے، وہی خدا ہے، وہی قرآن ہے، وہی خانہ کعبہ ہے، وہی بیت المعمور (فرشتوں کا کعبہ) ہے، وہی جنت ہے، قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ اللہ آیا ہے اس سے مراد بھی امام زمان ہی ہے۔

(وجہ دین:۱،۱۴۲،۱۵۰۔ علم کے موتی:۱، ۱۲،۲۹، ۴۳)

اسماعیلی ختمِ نبوت کے منکر ہیں، چنانچہ ان کے مذہب کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام عالم دین کے اتوار ہیں، حضرت نوح علیہ السلام سوموار ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام منگل ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام بدھ ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام جمعرات اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عالم دین کے روزِ جمعہ ہیں اور سنیچر یعنی ہفتہ کے آنے کا انتظار ہے، اور وہ قائم القیامہ ہیں، ان کے زمانے میں اعمال نہیں ہوں گے بلکہ اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔(وجہ دین:۶۶)

اسماعیلی مذہب میں قرآن مجید اور قیامت کا انکار کیا گیا ہے، قرآن امامِ زمان کو قرار دیا گیا ہے اور ان کے ساتویں حضرت قائم القیامہ کے زمانہ سنیچر کو قیامت قرار دیا گیا ہے۔

(فرمان نمبر:۱۴، از فرامین سلطان محمد شاہ، بمبئی واڑیہ وجہ دین:۶۶)

اسماعیلی مذہب کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

(۱) دعاء کے لئے ہمیشہ جماعت خانہ میں حاضر ہونا اور وہیں دعاء پڑھنا۔

(۲)آنکھ کی نظر پاک ہونا۔

(۳) سچ بولنا۔

(۴) سچائی سے چلنا۔

(۵) نیک اعمال۔

(فرمان نمبر:۸۳۔ زنجبار:۱۳.۹.۱۸۹۹ء)

اسماعیلی مذہب میں نماز نہیں ہے، اس کی جگہ دعاء ہے، روزہ فرض نہیں، زکوٰۃ نہیں، اس کے بدلہ میں مال کا دسواں حصہ بطورِ دسوند امامِ زمان کو دینا لازم ہے، حج نہیں ہے، اس کے بدلہ میں امامِ زمان کا دیدار ہے، یا اسماعیلیوں کا حج پہلے ایران میں ہوتا تھا، اب ممبئی بھی حج کرنے جاتے ہیں۔
(تاریخ اسماعیلیہ:۵۵۔ فرمان نمبر:۱۱، کچھ ناگلپور:۔۱۵،۱۱،۱۹۰۳ء۔ فرمان نمبر:۸۳۔ زنجبار: ۱۳.۹.۱۸۹۹ء)

## اسماعیلی مذہب کا حکم

اسماعیلی مذہب کی کفریات کی بناء پر ان کو مسلمان سمجھنا یا ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کرنا جائز نہیں ہے۔(امداد الفتاویٰ:۶۔۱۱۴۔ فتاویٰ حقانیہ:۱۔۳۸۵)


## تعارف فرقۂ مہدویت ، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم


## تعارف فرقۂ مہدویت ، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

سید محمد جونپوری سلطان محمود شرقی ( 1440ء۔1457ء) کے عہد میں سوموار 14/جمادی الاولیٰ 842ھ مطابق 9/ ستمبر 1443ء جو نپور میں پیدا ہوئے، ان کے والد بزرگوار کا نام سید خان اور والدہ محترمہ کا نام بی

بی آخا تھا جو بعد میں ان کے مریدوں نے بدل کر ظہور مہدی کے روایات کے مطابق سید عبد اللہ اور بی بی آمنہ کر لیا تھا۔

### شجرہ نسب

سید عبد اللہ بن عثمان بن موسیٰ بن قاسم بن نجم الدین بن عبد اللہ بن یوسف بن یحییٰ بن نعمت اللہ بن اسماعیل بن موسیٰ کا ظم بن جعفر صادق بن محمد باقربن علی بن زین العابدین بن سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بن حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ۔

سید محمد جب چار سال چار دن کے ہوئے تو ان کے والد نے ان کو بڑے بھائی سید احمد کے ساتھ شیخ دانیال خضری جو نپوری کی شاگردی میں دے دیا

آپ بچپن ہی سے بڑے ہو نہار اور بلا ذہین تھے ۔ انہوں نے سات سال کی عمر میں حفظ قرآن اور بارہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری کی تحصیل مکمل کر لی تھی ۔ان کی وسیع معلومات ، کثرت مطالعہ اور غیر معمولی ذہانت سے بڑے بڑے علماء دنگ رہ جاتے اسی بناء پر انہیں اسد العلماؑ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا ۔

مہدویوں کے علاوہ معاصرین اور متاخرین علما وصوفیاء نے بھی ان کی علمی استعداد اور قابلیت اور زہد وتقویٰ کی تعریف کی ہے ۔ مولانا عبد القادر بدایونی لکھتے ہیں کہ کوئی شخص ان کی قابلیت اور خوبیوں سے انکار نہیں کر سکتا ۔ مولنا جمال الدین ،علامہ ابو الفضل میاں ،حاتم سنبھلی اور شیخ علی متقی جیسے علماءئے نا

مدار نے بھی ان کی علمی قابلیت اور زہد وورع کی تعریف کی ہے اور ان کی بزرگی تسلیم کی ہے ۔

سید محمد جو نپوری نے تعلیم سے فارغ ہو کر چھوٹی عمر ہی میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور ان کے درس میں بے شمار طلباء اور عقیدتمندوں کا جمگھٹا لگا رہتا ۔ان کے درس میں امیر وغریب ہر سطح کے لوگ شامل ہو تے ۔ ان میں سے ایک سلطان حسین شرقی والی جونپور بھی تھے وہ ان کے علم ومعرفت کے بڑے گر ویدہ تھے اور ان سے اپنی وابستگی کا اظہار فخر سے کیا کرتے تھے ۔

جب سید محمد چالیس سال کے ہوئے تو سلطان حسین شرقی کے کئی بار درخواست کر نے کے با وجود 887ھ/ 1482ء میں جونپور سے ہجرت کر گئے تا کہ وہ ملک کے دوسرے علاقوں میں جا کر تبلیغ کریں اس سفر میں ان کے ہمراہ ان کی زوجہ محترمہ اللہ دی بیٹے سید محمود ، خلیفہ میاں شاہ دلاور اور شیخ بھیک اور بہت سے دوسرے احباب بھی تھے ۔ کہا جاتا ہے کہ جب وہ دانا پور ( عظیم آباد، پٹنہ) پہنچے تو ان کی زوجہ محترمہ ، بیٹے سید محمود اور خلیفہ شاہ دلاور کو روحانی اشارہ ہوا کہ وہ مہدی ہیں اور اپنے مہدی ہو نے کا اعلان کردیں انہوں نے خود بھی اس اشارے کی تصدیق تو کی مگر فر مایا کہ اس حقیقت کا اعلان ہم خدا کے حکم سے ایک معینہ وقت پر کریں گے ۔ دانا پور سے پھر وہ کالپی وچندیری ہو تے ہوئے ما نڈو پہنچے وہاں کے بے شمار لوگ ان کے پاکیزہ اخلاق، سنت نبوی کی اتباع اور مواعظ حسنہ سے ہدایت

یاب ہوئے ۔سلطان غیاث الدین خلجی ( 1469 ۔ 515ء)
والی مالوہ کو جب ان کے علم ومعرفت کی خبر ہوئی تو
اس نے بھی ان کی زیارت کی خواہش کی لیکن اس وقت
اپنے بیٹے نصیر الدین ( 1500ء۔1511ء) کے زیر حراست
تھا ۔اس لئے اپنی حسرت کو پورا نہ کر سکا ۔ تاہم اس نے
ان کی پیغام بھیجوایا کہ وہ اپنے چند مریدوں کو میرے پاس
ضرور بھیجیں تاکہ میں ان سے مستفید ہو سکوں ۔اس پر
انہوں نے اپنے دو مریدوں سید سلام اللہ اور میاں ابو بکر
کو اس کے پاس بھیجا ۔ سلطان غیاث الدین خلجی نے ان پر
سونے اور چاندی کے سکوں کی بارش کر دی اور ان سے
سید محمد جو نپوری کے متعلق بڑی تفصیل سے دریافت فر
مایا ۔ان کے جوابات سے وہ بڑا متاثر ہوا اور ان کے مہدی
آخر الزماں ہونے پر ایمان لے آیا ۔اس نے ان کو بطور فتوح
کے بہت سے مال وزر نذر کیا لیکن انہوں نے ان کی طرف
نگاہ تک نہ کی اور خود رکھنے یا مریدوں میں تقسیم کرنے
کے بجائے اس کو سلطان کے ملازموں ہی میں بانٹ دیا ۔
جب لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ انہوں نے اس رقم کو
کیوں قبول نہیں کیا تو فر مایا کہ میرے مرید اور ارادتمند
کسی دنیاوی مال ومتاع کے لالچ کے بغیر خدائے برحق کی
تلاش میں ہیں اور انہیں ایسی چیزوں کی ضرورت نہیں ۔

اس موقع پر سلطان غیاث الدین خلجی کے خاص
امراء میں سے ایک میاں الہداد حمید بھی ان کے حلقہ
ارادت میں شامل ہو گئے وہ بڑے پایہ کے عالم ، عمدہ
شاعر اور بلند پایہ مصنف تھے اور بڑی شہرت کے مالک تھے
۔بعد میں وہ مہدویوں کے خلیفہ ششم ہوئے ۔ان کی کثیر

التعداد تصنیفات ہیں جن میں سے مرثیہ مہدی موعود، ایک دیوان، رسالہ بار امانت اور رسالہ در ثبوت مہدیت بڑی مشہور ہیں۔ان کی ان تصنیفات سے مہدوی تحریک کو بھی بڑی تقویت اور شہرت حاصل ہوئی ان کے ایک قابل قدر شاگرد ابن خواجہ طہ صاحب دیوانِ مہری بھی بڑے قابل قدر انسان تھے ۔

اس کے بعد سید محمد نے 888ھ مطابق 1484ء میں جاپنایز پہنچ کر وہاں کی جامع مسجد میں ڈیرے جمادیے ۔ وہاں بے شمار لوگ ان کی وعظ وتلقین سننے آتے تھے ۔ان میں سے ایک سلطان محمود بیگڑہ ( 1511ھ) بھی تھے وہ ان سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے بھی ان سے ذاتی طور پر ملاقات کی خواہش کی مگر بعض امراء نے ان کی ملاقات کو مصلحت حکومت کے خلاف سمجھا ۔۔۔ سید محمد وہاں ڈیڑھ سال رہے ۔اور اس دوران میں ہزاروں لوگ ان سے مستفیض ہوئے ۔اسی جگہ ان کی اہلیہ وفات پا گئیں اور وہیں قلعہ میں دفن ہوئیں۔

وہاں سے پھر وہ برہان پور ہوتے ہوئے دو لت آباد پہنچے اور اس جگہ کے صوفیا کے مزارات کی زیارت کی ۔ پھر وہ احمد نگر پہنچے۔ان دونوں وہاں ملک احمد نظام شاہ اول ( 1490ح مطابق 1508ء ) کی حکومت تھی وہ بھی ان کا گر ویدہ ہو گیا اور اس نے ان سے بیٹے کی ولادت کے لئے دعا کی خواہش کی ۔ چنانچہ ان کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فر مایا جس کا نام بر ہان نظام رکھا ۔ بعد میں وہ سات برس کی عمر میں سلطان برہان نظام شاہ اول کے نام سے ( 1808ھ 1553ء ) سلطنت کا وارث ہوا ۔

احمد نگر سے پھر وہ بیدر پہنچے وہاں ان دنوں ملک قاسم برید کی حکومت تھی اور وہاں بھی بے شمار ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے ۔

احمد نگر سے گلبرگہ گئے اور وہاں سید محمد گیسو دراز بندہ نواز کے مزار کی زیارت کی ۔

اس سفر کے بعد اپنے 360 پیروکاروں کے ساتھ 901ھ میں بندر گاہ ابھول سے بحری جہاز میں مکہ معظمہ چلے گئے جہاں طواف کعبہ کے بعد رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے در میان 901 ھ 1495 ۔1494ء میں کھلم کھلا اپنے مہدی ہونے کا اعلان کیا ۔تاریخ مہدوی کے مطابق یہ ان کے مہدی ہونے کا سب سے پہلا اعلان اور دعویٰ سمجھا جاتا ہے ۔اس کے بعد وہ چند ماہ مزید مکہ معظمہ میں رہے مگر مدینہ منورہ میں حاضری دیئے بغیر ہندوستان چلے آئے ۔

مختلف شہروں اور ملکوں کا سفر کرتے ہوئے قندھار سے فرہ پہونچے اور 63سال کی عمر میں بروز سوموار 19 ذی قعدہ 910ح مطابق 23اپریل 1504 میں یہیں انتقال ہوا ۔کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر ان کے خلیفہ میاں الہداد نے ان کی قبر پر ایک بڑا درد ناک مرثیہ پڑھا تھا ۔ان کی وفات کے بعد ان کے بہت سے مرید واپس ہندوستان چلے آئے تھے اور جو تھوڑے بہت فرہ میں رہے ، ان میں سے ایک شیخ محمد فراہی تھے جنہوں نے بعد میں اپنے عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا تھا ۔

**سید محمد جونپوری کی مہدوی تحریک اکابر امت کی نظر میں**

ملا عبد القادر بدایونی منتخب التواریخ میں لکھتے ہیں کہ سید محمد ایک عارف صادق تھے اور فقر ومعرفت کی دنیا میں وہ بڑے پایہ کی ہستی تھےلیکن ان کے مریدوں نے غلط راستہ اختیار کر لیا ۔ مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں کہ وہ بڑے حال مست بزرگ تھے جس طرح بعض صوفیا نے جذب ومستی کی حالت میں ‘‘انا اللہ’’ اورانا الحق’’ کہہ دیا تھا اسی طرح ان کی زبان سے بھی ‘‘انا مہدی’’ نکل گیا تھا ، لیکن جب وہ ہوش میں آئے تو تائب ہوئے اور اپنے مہدی موعود ہونے سے انکار کیا ۔تاہم بعض جاہل لوگوں نے ان کی دوسری بات کا اعتبار نہ کیا اور ان کی پہلی بات پر ہی اصرار کیا اور وہ ان کو مہدی موعود سمجھنے لگے ۔گویا وہ تمام چاہِ ذلت میں گر گئے اور دوسر 72 فر قوں کی طرح اپنے فرقے کو ‘‘مہدویہ ’’ کہنے لگے ۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کے خیال میں ان کے ‘‘انا مہدی’’ کہنے سے مطلب امام مہدی نہ تھا بلکہ اس کا مطلب ہادی ومہدی تھا اور یہ اسی طرح ہے جس طرح بعض لوگ اولیاء کرام کو ان کی روحانی بلندی وصف کی بناء پر ہادی ومہدی کہہ دیا کرتے ہیں ۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خود سید محمد جونپوری نے اپنے پیر کاروں کو سمجھایا کہ میں مہدی مو عود نہیں ہوں لیکن انہوں نے ان کی بات کا یقین نہ کیا اور اپنے ہی عقیدے پر قائم رہے ۔

شیخ عبد الرحمٰن چشتی مرآۃ الاسرا میں لکھتے ہیں کہ سید محمد بہت بڑے عارف تھے لیکن کشف میں غلطی کر گئے اور علامہ ابو الفضل آئین اکبری میں لکھتے ہیں کہ سید محمد علوم ظاہری ومعنوی کے بڑے عظیم المرتبت

عالم تھ□ ،لیکن دیـوانگیـ کی حـالت میں دعـوی م□دویت ک□
مرتکب □وئ□ □ (الغزالی ویب سائٹ)

**عقائد فرق□ م□دویت**

عقید□(1) سید محمد جونپـوری ولی کامـل اور مکمـل
□یں□

عقیـد□(2) سـید محمـد جونپـوری م□دی مـو عـود □یں
905ھ میں دعوئ م□دویت کر ک□ 910ھ میں انتقال کیا□

عقید□(3) تصدیقِ م□دیویت سید محمد جونپوری فرض
□□ ان کا اور ان کی م□دویت کا انکارِ کفر □□□

عقید□(4)شـیخ موصـوف اگـر چ□ داخـل امت محمـدی
صلی الل□ علی□ وسـلم □یں لیکن افضـلـ □یں چـاروں خلفـاء
رضوان الل□ علی□ اجمعین س□□

عقید□(5)سید محمد جونپوری سوائ□ محمد صـلی الل□
علی□ وسـلم ک□ افضـل □یں ابـرا□یم وموسـئ وعیسـی وآدم
اور تمام انبیاء اور مرسلین س□□

عقید□(6) سید محمـد جونپـوری اگـرچ□ تـابع تـام □یں
محمـد صـلی الل□ علی□ وسـلم ک□ لیکن رتب□ میں آنحضـرت
خاتم المرسلین ک□ برابـر □یں ک□ دونـوں میں سـر مـو کمی
وبیشی ن□یں □□□

عقید□(7) ی□ کو جو احادیث رسول خدا کی اور تفاسیر
قرآن اگر چ□ کیسـی □ی روایـات صـحیح□ سـ□ مـروی □وں
لیکن شیخ جونپور ک□ بیان واحوالـ س□ مقابـل کـر ک□ دیکھنـا
اگر مطابق ان ک□ احوال ک□ □وویں صـحیح جاننـا ورن□ غلـط
جا ننا □

عقیدہ(۸)یہ کہ شیخ موصوف کو با الذات مفترض الطاعات جانتے ہیں یعنی جو کچھ انہوں نے کہا یا کیا اس کی اتباع دوسروں پر فرض ہو گئی۔(الغزالی ویب سائٹ)

## فرقہ مہدویہ کاحکم

فرقۂ مہدویہ جس کا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی موعود کی ولادت جونپور میں ۱۴/جمادی الاولی۸۴۷ھ کو ہوچکی ہے اور وہ دنیا میں آکر چلے گئے ، اب کوئی مہدی نہیں آئے گا، یہ عقیدہ احادیث صحیحہ کے قطعاً خلاف اور بالکل غلط ہے احادیث صحیحہ میں جس مہدی موعود کا ذکر ہے وہ قرب قیامت میں دجال کے وقت ظاہر ہونگے، حضرت حسن ؓکی اولاد میں سے ہوں گے، نصاری سے آپ کی بت عظیم الشان جنگ ہوگی اور آپ ان پر فتحیاب ہوں گے ،آپ کے زمانہ میں دین کی خوب اشاعت ہوگی ، دنیا عدل و انصاف سے بھر جائے گی ،مکہ مکرمہ کے باشندےان سے بیعت کریں گے،اور جس سال آپ کاظہور ہوگا اس سال رمضان میں چاند اور سورج کا گہن ہوگا ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آپ کی ملاقات ہوگی ، آپ کے حالات کتب احادیث میں تفصیل سےبیان کئے گئے ہیں علامہ ابو محمد عبد الحق حقانی نے بھی اپنی مشہور معروف کتاب "عقائد اسلام "میں امام مہدی موعود کا احادیث کی روشنی میں تفصیل سےتذکرہ فرمایا ہے۔۔۔۔یہ فرقہ سید محمد جونپوری کو صرف مہدی موعود ہی نہیں سمجھتا ، بلکہ ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ وہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے اور اسی طرح خلفائے راشدین سے افضل ہیں ، اور ان کا مرتبہ حضور اکرمﷺ کے بالکل برابر ہے سرِ

مو کمی بیشی نہیں ہے ، اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام،حضرت موسیٰ علیہ السلام ،حضرت نوح علیہ السلام وغیرہ انبیاء علیہم السلام کو (معاذاللہ)کامل الایمان نہیں سمجھتے، اور جو ان کے عقیدے کے مطابق محمد جونپوری کو مہدی موعود نہ مانے وہ کافر ہے ، اس کے علاوہ اور بھی عقائدِ باطلہ ہیں جن کو ابو رجا محمد رحمہ اللہ نے اپنی کتب "ہدیۂ مہدویہ"میں انہی کی کتابوں کے حوالوں سے نقل کرکے تفصیل کے ساتھ ان کا رد کیا ہے اور آپ نے کتاب کے شروع میں اختصاراً ان کے عقائد باطلہ کو بیان کرکے اہل سنت والجماعت کے عقائد صحیحہ سے تقابل کرکے واضح فرمایا ہے کہ ان کے عقائد قطعاً اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں ۔

(فتاویٰ رحیمیہ:۱/۱۷۸،فتاویٰ محمودیہ:۲/۳۰۰،آپ کے مسائل اور ان کا حل:۱/۱۹۲)

(مزید تفصیلات کے لئے یہاں کلک کریں )

## تعارف فرقۂ ذکری (مہدوی)، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

**تعارف فرقۂ ذکری (مہدوی)، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم**

ذکری فرقہ کی بنیاد دسویں صدی ہجری میں بلوچستان کے علاقہ ''تربت'' میں رکھی گئی، ملا محمد اٹکی نے اس کی بنیاد رکھی جو ۹۷۷ ہجری میں پیدا ہوا اور ۱۰۲۹ ہجری میں وفات پاگیا، ملا محمد اٹکی نے پہلے مہدی

ہونے کا دعویٰ کیا، پھر نبوت کا دعویٰ کیا، آخر میں خاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ کردیا۔

## ذکری فرقے کے عقائد ونظریات

ذکری فرقے کا بانی ملا محمد اٹکی، سید محمد جونپوری کے مریدوں میں تھا، ان کی وفات کے بعد اس نے ذکری فرقے کی بنیاد رکھی، ان دونوں فرقوں کے مابین بعض عقائد میں مماثلت پائی جاتی ہے اور بعض عقائد کا آپس میں فرق ہے، مثلاً مہدویہ کے نزدیک سید محمد جونپوری مہدی ہے اور ذکری کے نزدیک نبی آخر الزماں ہے، مہدویہ کے نزدیک سید محمد جونپوری ’’فراہ‘‘ میں وفات پاگئے اور ذکریہ کے نزدیک وہ نور ہے، مرے نہیں، مہدویہ کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ذکری کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف نبی ہیں خاتم النبیین نہیں، مہدویہ کے نزدیک قرآن مجید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور آپ کی بیان کردہ تعبیر و تفسیر معتبر، اور ذکریہ کے نزدیک قرآن سید محمد جونپوری پر نازل ہوا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں واسطہ ہیں، اس کی وہی تعبیر و تفسیر معتبر ہے، جو سید محمد جونپوری سے بروایت ملا محمد اٹکی منقول ہے، مہدویہ کے نزدیک قرآن مجید میں مذکور لفظ ‘‘محمد’’ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ذکریہ کے نزدیک اس سے مراد سید محمد جونپوری ہے، مہدویہ ارکانِ اسلام نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کی فرضیت کے قائل ہیں، اور ذکریہ ان تمام کو منسوخ مانتے ہیں، ذکریہ نے حج کے

لئے کوہ مراد کو متعین کیا، ’’برکہور‘‘ ایک درخت کو جو تربت سے مغرب کی طرف ہے، ’’مہبط الہام‘‘ قرار دیا، تربت کی ایک کاریز ’’کاریز ہزئی‘‘ کو زمزم کا نام دیا، یہ کاریز اب خشک ہوچکی ہے، جبکہ مہدویہ ان تمام اصطلاحات سے بے خبر ہیں۔

ذکری فرقہ وجود میں آنے کا سبب در اصل یہ بنا کہ سید محمد جونپوری کی وفات کے بعد ان کے مریدین تتربتر ہوگئے، بعض نے واپس ہندوستان کا رخ کیا اور بعض دیگر علاقوں میں بکھر گئے، انہیں مریدوں میں سے ایک ملا محمد اٹکی ’’سرباز‘‘ ایرانی بلوچستان کے علاقہ میں جا نکلا، ان علاقوں میں اس وقت ایران کے ایک فرقہ باطنیہ جو فرقہ اسماعیلیہ کی شاخ ہے آباد تھی، یہ لوگ سید کہلاتے تھے، ملا محمد اٹکی نے اس فرقہ کے پیشواؤں سے بات چیت کی، مہدویہ اور باطنیہ کا آپس میں جب ملاپ ہوا تو اس کے نتیجہ میں ایک تیسرے فرقہ ’’ذکری‘‘ نے جنم لیا، ملا محمد اٹکی اپنے آپ کو مہدی آخر الزمان کا جانشین کہتا تھا۔

### ذکری فرقہ کے بارے میں اہل فتاویٰ کی رائے

مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ وہ اپنے اصول و فروع کے اعتبار سے مسلمان نہیں ہیں، اس لئے ان کا حکم قادیانیوں، بہائیوں اور ہندوؤں کی طرح غیر مسلم اقلیت کا ہے، جو لوگ ذکریوں کو مسلمان تصور کرتے ہیں، ان میں شامل ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہئے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۱/۱۸۶)

## تعارف فرقۂ نیچریۂ،امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

**تعارف فرقۂ نیچریۂ،امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم**

بانی فرقۂ نیچریہ سر سیّد احمد خان کے مختصر حالات

**ولادت:** ۱۷/اکٹوبر ۱۸۱۷ء کو دہلی میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔

**ملازمت:** ان کے والد کا انتقال کم عمری میں ہی ہوگیا تھا، اس لئے ان کو شروع ہی میں ملازمت کرنی پڑی، ابتداء میں وہ حکومت کے مستقل ملازم رہے۔

اس کے بعد وہ ایسٹ انڈیا کمپنی میں ملازم ہوگئے اور ان کو پھر عدالت میں سر رشتہ دار بنادیا گیا، ان کی مسلسل ترقی ہوتی رہی، جنگ آزادی کے وقت وہ بجنور میں بحثیت سب جج تھے، اس کے بعد ترقی پاکر وہ صدر الصدور، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے عہدے پر فائز ہوئے، اس کے بعد بجنور سے مراد آباد میں ان کا تبادلہ ہوگیا۔

انہوں نے یہیں پر رہ کر ہی اسبابِ بغاوت ہند اور دوسری بعض کتابیں لکھیں۔

**تعلیمی کوشش:** مئی ۱۸۶۲ء میں سر سید کا تبادلہ غازی پور کردیا گیا تو وہاں پر انہوں نے سائنٹفک سوسائٹی قائم کی، جس کا مقصد یہ تھا کہ سائنسی علوم انگریزی سے اردو زبان میں تراجم کرکے شائع کئے جائیں اور یہاں پر بھی ایک اسکول کھولا۔

اس کے بعد جب ۱۸۶۴ء میں سرسید کا تبادلہ علی گڑھ میں ہوا تو انہوں نے سائنٹفک سوسائٹی کا دفتر غازی پور سے علی گڑھ منتقل کردیا، وہاں سے ایک رسالہ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ کے نام سے جاری کیا، جو سرسید کی وفات تک شائع ہوتا رہا۔

**سر سید کے عقائد**

شروع میں سر سید غیر مقلد تھے اور پھر انہوں نے اجتہاد شروع کردیا اور پھر انگلستان ۱۸۶۹ء میں اپنے بیٹوں کے ساتھ گئے اور پھر وہاں سے الحاد کا راستہ کھلا اور اپنے عقائد کی خوب اشاعت کی۔

**تصانیف:** کئی کتابیں لکھیں، ان میں سے:۱۔ آئینِ اکبری۔ ۲۔تاریخ فیروز شاہی تصحیح و تحشیہ کرکے چھپوائی۔ ۳۔آثارِ الصنادید۔ ۴۔تہذیب الاخلاق(رسالہ)۔ ۵۔ اسبابِ بغاوتِ ہند۔

**وفات:** ۲۷/مارچ ۱۸۹۸ء میں علی گڑھ میں انتقال ہوا اور وہاں کالج کے قریب دفن کئے گئے۔

**فرقہ نیچریہ کے عقائد و نظریات**

۱۔ ملائکہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (تہذیب الاخلاق:۳/۳۱۔ تفسیر القرآن:۱/۴۶)

۲۔ شیطان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (تہذیب الاخلاق:۳/۳۱)

۳۔ حضرت آدم علیہ السلام نے شجرۂ ممنوعہ نہیں کھایا تھا۔ (تہذیب الاخلاق:۳/۳۱)

۴۔ قبر میں عذاب نہیں ہوتا۔ (تہذیب الاخلاق: ۳/۶۵)

۵۔ جنت اور جہنم کا انکار کرتے ہیں۔ (تہذیب الاخلاق:۳/۱۱۰، تفسیر القرآن:۱/۳۹)

۶۔ جسموں کے ساتھ حشر نہیں ہوگا۔ (تہذیب الاخلاق:۳/۱۱۰، تفسیر القرآن:۱/۳۹)

۷۔ حوروں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (تہذیب الاخلاق:۳/۱۱۰، تفسیر القرآن:۱/۳۹)

۸۔ تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ (تہذیب الاخلاق: ۳/۹)

۹۔ معجزات کا انکار کرتے ہیں۔ (تہذیب الاخلاق: ۳/۳۱)

۱۰۔ آسمان کا کوئی وجود نہیں ہے۔ (نور الآفاق: ۲/۵۲)

۱۱۔ اجماع حجت نہیں ہے۔ (نور الآفاق:۲/۵۲)

۱۲۔ قرآن میں کوئی نسخ نہیں ہوا۔ (نور الآفاق: ۴/۱۶)

۱۳۔ حیوانات کی تصویر حلال ہے۔ (نور الآفاق: ۱۴/۱۱۵)

۱۴۔ اکثر احادیث صحیح نہیں ہیں۔ (نور الآفاق: ۱۴/۱۸۷، تفسیر القرآن:۱/۴۶)

۱۵۔ جنّ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (نور الآفاق: ۱۴/۷۔ تفسیر القرآن:۱/۱۰۰)

۱۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار۔ (نور الآفاق:۵/۵۴۔ تفسیر القرآن:۱۲/۴۲)

۱۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوچکا ہے اور وہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے۔ (نور الآفاق:۲۲/۶)

۱۸۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے۔ (نور الآفاق:۱/۳)

۱۹۔ شق القمر کا انکارِ کرنا۔ (نور الآفاق:۹/۱)

۲۰۔ نبی کریم ﷺ کے شق صدر کا انکار، اس کا انکارِ کرنے والا کافر نہیں۔ (ضمیمہ نور الآفاق:۱/۱۔ تفسیر القرآن:۶/۷۵)

۲۱۔ معراج کا انکارِ کرنا۔ (ضمیمہ نور الآفاق)

۲۲۔ امام مہدی کا انکار کرنا کہ وہ قیامت کے قریب نہیں آئیں گے۔ (نور الآفاق:۳/۹۶)

۲۳۔ انسان نبی کے برابر ہوسکتا ہے۔ (نور الآفاق: ۳/۵۷)

۲۴۔ کسی بھی نبی نے توحید کی تعلیم مکمل نہیں کی، سب کی (معاذ اللہ) ناقص رہی۔ (نور الآفاق: ۳/۶۳)

۲۵۔ ایصالِ ثواب نہیں ہوتا۔ (نور الآفاق:مطبوعہ جمادی الاولیٰ۔رمضان ۹۶ھ)

## فرقہ نیچریہ کے بارے میں اہلِ فتاویٰ کی رائے

جب فرقہ نیچریہ عروج پر تھا تو مولانا علی بخش خان نے مکہ معظمہ جاکر سر سید کے مذہبی عقائد کے

خلاف وہاں سے مذاہب اربعہ کے مفتیوں سے فتویٰ حاصل کی، ان چاروں مذاہب کے مفتیوں کا اس بات پر اتفاق پایا گیا، چنانچہ فرماتے ہیں:

’’یہ شخص ضال اور مضل ہے بلکہ وہ ابلیس لعین کا خلیفہ ہے کہ مسلمانوں کے اغواء کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کا فتنہ یہود و نصاریٰ کے فتنہ سے بھی بڑھ کر ہے، واجب ہے اولو الامر پر اس شخص سے انتقام لینا ضرب اور قید اس کی تادیب کرنا چاہئے‘‘

اور پھر مولوی علی بخش خان نے مدینہ منورہ کے مفتی اعظم سے فتویٰ حاصل کیا، اس میں انہوں نے یہ تحریر فرمایا:

’’جو کچھ در مختار اور اس کے حواشی سے معلوم ہوتا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ شخص یا تو ملحد ہے یا شروع سے کفرکی جانب مائل ہوگیا یا زندیق ہے، کوئی دین نہیں اور اہلِ مذہب حنفی کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کی توبہ، گرفتاری کے بعد بھی قبول نہیں ہوتی، پس اگر اس شخص نے گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی اور گمراہیوں سے رجوع کرلیا اور اس میں توبہ کی علامتیں ظاہر ہوگئیں تو قتل نہ کویا جائے ورنہ اس کا قتل واجب ہے۔ (منصب روز لیل و نہار لاہور، فتویٰ نمبر:۱۹، ۵۔۱۹۷۰ء)

(مزید تفصیلات کےلئے یہاں کلک کریں )

## تعارف فرقہ بہائی، امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

بہائی فرقہ مرزا محمد علی شیرازی کی طرف منسوب ہے، محمد علی ۱۸۲۰ء میں ایران میں پیدا ہوا، اثناء عشری فرقہ سے تعلق رکھتا تھا، اسی نے اسماعیلی مذہب کی بنیاد ڈالی، محمد علی نے بہت سے دعوے کئے، ایک دعویٰ یہ کیا کہ وہ امام منتظر کے لئے ''باب'' یعنی دروازہ ہے، اسی واسطہ اس فرقہ کو ''فرقہ بابیہ'' بھی کہا جاتا ہے، بہائیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے وزیر ''بہاء اللہ'' کا سلسلہ آگے چلا، دوسرے وزیر ''صبح الاول'' کا سلسلہ نہ چل سکا۔

محمد علی کے دعوؤں میں سے ایک دعویٰ یہ تھا کہ وہ خود مہدی منتظر ہے، اس بات کا بھی دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر حلول کئے ہوئے ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنی مخلوق کے لئے ظاہر کیا ہے، وہ قربِ قیامت میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ظہورِ موسیٰ علیہ السلام کا بھی قائل تھا، دنیا میں اس کے علاوہ کوئی بھی نزولِ موسیٰ کا قائل نہیں ہے، وہ اپنے بارے میں اس بات کا بھی مدعی تھا کہ وہ ''اولوا العزم من الرسل'' کا مثل حقیقی ہے، یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں وہی نوح تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں وہی موسی تھا اور حضرت عیسی علیہ السلام کا زمانے

میں وہی عیسی تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وہی محمد تھا (معاذ اللہ)

اس کا ایک دعویٰ یہ تھا کہ اسلام، عیسائیت اور یہودیت میں کوئی فرق نہیں ہے، وہ نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا بھی منکر تھا، اس نے ’’البیان‘‘ نامی ایک کتاب لکھی جس کے بارے میں اس کا کہنا تھا کہ یہ کتاب قرآن مجید کا متبادل ہے، ایک دوسری کتاب ’’الاقدس‘‘ لکھی جس کے بارے میں اس کا دعویٰ تھا کہ یہ کتاب میری طرف بھیجی جانے والی وحی الٰہی پر مشتمل ہے، اس نے تمام محرماتِ شرعیہ کو جائز قرار دیا اور کتاب و سنت سے ثابت اکثر احکامِ شرعیہ کا انکار کیا، اسلام کے بر خلاف ایک جدید اسلام پیش کرنے کا دعویٰ کیا، انہی تمام باطل دعوؤں پر اس کا خاتمہ ہوا، اس کے بعد اس کا بیٹا عباس المعروف عبد البہاء اس کا خلیفہ مقرر ہوا۔

یہ فرقہ بھی اپنے باطل اور کفریہ نظریات کی بناء پر دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

(شرح فقہ اکبر:۸۶، عقیدہ السلف:۱۰۷، بحوالہ عقیدہ حنفیہ:۴۵)

## تعارف فرقۂ قادیانی ’امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

## تعارف فرقۂ قادیانی ’امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

**فرقہ قادیانی کے بانی غلام احمد قادیانی کے حالات**

**نام:** غلام احمد تھا، والد کا نام: حکیم غلام مرتضیٰ تھا، وطن قادیان ، ضلع گورداسپور، پنجاب ہے۔

**پیدائش:** سنہ ۱۸۳۹ یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔

**تعلیم:** ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی، مرزا کو تعلیم سے زیادہ زبان سیکھنے کا شوق تھا، اس لئے اس نے اردو کے علاوہ فارسی، عربی اور انگریزی سیکھی۔

**ملازمت:** ابتداءً سیالکوٹ کی عدالت میں محرر تھا اور جب مختار کاری کا امتحان دیا تو اس میں فیل ہوگیا۔

**مناظرے و مباحثے کا شوق:** مناظرے اور مباحثے کا مرزا کو بہت شوق تھا، آریوں اور عیسائیوں سے انہوں نے خوب مناظرے کئے۔

**بدزبانی اور فحش گوئی:** مرزا کی زبان بہت آزاد تھی، جس کو جو مرضی میں آئے کہہ دیتا، اس طرح کہنے میں اس کو کوئی عار نہ تھا، علماء اسلام کو سخت کلامی اور گالی گلوج کرتا تھا۔

**ان کی فحش گوئی کا ایک نمونہ:** مرزا صاحب نے ایک شخص کے بارے میں یہ اشعار کہے:

**و من اللئـام اری رجیلا فاسقا**
**غـولا لعینا نطفۃ السفهاء**

ترجمہ: میں کمینوں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ وہ ایک شیطان ملعون ہے، بیوقوفوں کا نطفہ ہے۔

**مشکر خبیث مفسد و مزوّراً نحس یسمّی السعد فی الجهلاء**

ترجمہ: بدگو اور خبیث اور مفسداور جھوٹے ملمع کرکے دیکھانے والا، منحوس ہے جس کا نا م جاہلوں نے سعد رکھا ہے۔

**اذیتنی خبیثاً فلستُ بصادق ان لم تمت بالخزی یا ابن جفاء**

ترجمہ: اپنی خبائث سے مجھے بہت دکھ دیا ہے، پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ آئے اے حرامی!۔(حقیقۃ الوحی، مطبوعہ میگزین قادیان کانتمہ: ۱۴ تا ۱۹)

مرزا غلام احمد قادیانی سے سب سے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ، پھر محدث ہونے کا اور پھر ۱۸۹۱ء میں عیسیٰ (علیہ السلام) ہونے کا دعویٰ کیا، اور ۱۸۹۲ء میں اس نے اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر ۱۹۰۱ء میں نبی ہونے کا دعویٰ کردیا، مرزا غلام احمد کی زندگی مختلف اور متضاد دعویٰ کے گرد گھومتی ہے اور تمام دعوے آپس میں متضاد تھے۔

**وفات:** بالآخر مرزا غلام احمد کا ۲۶ مئی ۱۹۱۸ء کو لاہور میں انتقال ہوا مگر دفن قادیان میں کیا گیا۔

## فرقہ قادیانی کے عقائد و نظریات

۱۔ آخری نبی جناب رسول اللہ ﷺ نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ:۸۲، ۱۶۱۔ تریاق القلوب:۳۷۹)

۲۔ مرزا غلام احمد پر وحی بارش کی طرح نازل ہوتی تھی، وہ وحی کبھی عربی میں کبھی ہندی میں اور کبھی فارسی اور کبھی دوسری زبان میں بھی ہوتی تھی۔ (حقیقۃ الوحی:۱۸۰۔ البشری:۱/۱۱۷)

۳۔ مرزا غلام احمد کی تعلیم اب تمام انسانوں کے لئے نجات ہے۔ (اربعین:۴، ۱۷)

۴۔ جو مرزا غلام احمد کی نبوت کو نہ مانے وہ جہنمی کافر ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ:۲۷۲، فتواویٰ احمدیہ:۳۷۱)

۵۔ مرزا غلام احمد کے معجزات کی تعداد دس لاکھ ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی:۱۳۶) (جبکہ رسول اللہ ﷺ کے تین ہزار ہیں)

۶۔ مرزا نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر شان والا تھا۔ (قول فصل:۶۔احمدپاکٹ بکس:۲۵۴۔ اربعین:۱۰۳)

۷۔ مرزا بنی اسرائیل کے انبیاء سے افضل تر ہے۔ (دافع البلاد:۲۰۔ازالہ کلاں:۶۷)

۸۔ مرزا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر انبیا اور صحابہ کرام کے بارے میں تحقیر آمیز جملے استعمال کئے ہیں۔(حاشیہ ضمیمہ انجام آتم:۴۔ روحانی خزائن:۱۶/۱۷۸۔ اعجازِ احمدی:۱۸/۸۳/۵۲)

۹۔ قرآن کی کئی ایک آیات سے مراد مرزا غلام احمد ہے۔ مثلاً:

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ (اعجاز احمد:۱۱/۲۹۱، دافع البلاد:۱۳)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام ادیان پر غالب رہے۔

۱۰۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں جھوٹی نکلیں۔ (اعجاز احمدی:۱۴)

۱۱۔ جہاد کا حکم منسوخ ہوگیا ہے۔ (حاشیہ اربعین:۱۵۴، خطبہ البا:۲۵)

۱۲۔ مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مردوبو کو زندہ کرنا وغیرہ کو کھیل کھلونے قرار دیتا ہے کہ ایسا کھیل تو کلکتہ اور بمبئی میں بہت سے لوگ کرتے ہیں۔ (حاشیہ ازالۂ اوہام:۲۱، ۱۲۱، حقیقۃ الوحی:۷۸)

۱۳۔ رسول اللہ ﷺ کو درجاتیۂ معراج نہیں ہوئی کشف ہوا تھا۔ (ازالۂ اوہام کلاں:۱۴۴)

۱۴۔ مرنے کے بعد میدانِ حشر میں جمع ہونا نہیں ہوگا، مرنے کے بعد سیدھا جنت یا جہنم میں چلے جائیں گے۔(ازالہ اوہام کلاں:۱۴۴)

۱۵۔ فرشتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ یہ تو ارواحِ کواکب ہیں، جبرئیل امین وحی نہیں لاتے تھے، وہ تو روح کواکب نیر کی تاثیر کا نزول وحی ہے۔ (توضیحِ مرام: ۲۹)

۱۶۔ اللہ اور رسولہ پر افتراء کیا ہے۔ (ازالہ اوہام خورد:۳۹۶، ازالۂ اوہام خورد:۳۹۶، ازالہ اوہام:۳۹۸)

۱۷۔ مرزا تمام انبیاء کا مظہر ہے، تمام کمالات جو انبیاء علیہم السلام میں تھے وہ سب مرزا میں موجود ہیں (قول فصل:۶، تشحیذ الاهان:۱۰/۱۰،۱۱)

۱۸۔ حضرت عیسیٰ مرچکے ہیں، وہ قیامت کے قریب بالکل نہیں آئیں گے۔ (ازالہ کلاں:۲/۳۱۱)

۱۹۔ قرآن و حدیث کے بارے میں تحقیری الفاظ استعمال کرنا (کلمہ فصل:۷۳، تحفہ گولڑویہ:۳۸، روحانی خزائن:۱۹/۱۴۰، اعجاز احمد:۳۰)

**نوٹ:** اس کے علاوہ اور بھی چیزوں میں اہل اسلام کااس سے اختلاف ہے، مختصر طورپر ان ۱۹/عقائد ہی کو یہاں بیان کیا گیا ہے۔

**فرقہ قادیانی کے بارے میں اہل فتاویٰ کی رائے**

اہل فتاویٰ کے نزدیک بالاتفاق فرقہ قادیانی کافر ہے، ان عقائد کی وجہ سے جو ذکر کئے گئے ہیں۔

۱۔ رجب ۱۳۳۶ ہجری میں فتویٰ تکفیرِ قادیانی کے نام سے شائع ہوا، اس میں تمام مکاتبِ فکر کے علماء نے دستخط کئے، ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

دیوبند، سہارنپور، تھانہ بھون، رائے پور، دہلی، کلکتہ، بنارس، لکھنو، آگرہ، مراد آباد، لاہور، امرتسر، لدھیانہ، پشاور، راولپنڈی، ملتان، ہوشیار پور، گودھرا، میسور، جہلم،سیالکوٹ، گوجرانوالہ، گجرات، حیدرآباد دکن، بھوپال وغیرہ۔ (فتویٰ تکفیرِ قادیانی: طبع کتب خانہ اعزازیہ دیوبند، ضلع سہارنپور، یوپی)

۲۔ اسی طرح فتویٰ اہل حدیث امرتسر کے دفتر سے ۱۹۲۵ عیسوی میں فتویٰ جاری ہوا، ’’فسخ نکاح مرزائیاں‘‘ کے نام سے، اس میں بھی بر صغیر کے تمام مکاتب فکر کے علماء نے دستخط کئے تھے۔

۳۔ اسی طرح سعودی عرب سے ایک فتویٰ جاری ہوا جس میں حرمین شریفین، بلاد حجازء شام وغیرہ عرب ممالک کے علماء کے دستخط ہیں، اس میں ایک جملہ یہ بھی ہے:

’’لاشک ان اذنابہ من القادیانیہ واللاھوریہ کلھا کافرون‘‘۔ (القادیانیہ فی نظر علماء الامہ الاسلامیہ، طبع مکہ مکرمہ)

ترجمہ: اس میں شک نہیں کہ مرزا غلام احمد کے تمام متبعین خواہ قادیانی ہو یا لاہوری سب کافر ہیں۔

(مزید تفصیلات کے لئے یہاں کلک کریں )

**تعارف فرقۂ انجمن صدیق دیندار’امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم**

## تعارف فرقۂ انجمن صدیق دیندار’امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

بانی فرقہ کا نام صدیق حسین ہے، پیدائش ۱۳۰۳ھ م ۱۸۸۶ء میں بمقام بالم پیٹ ضلع ورنگل ۱۔ دوشنبہ کے دن صبح ۱۰ بجے ہوئی، یہ چھوٹا سا گاؤں دریائے کرشنا اور

دریائے گوداوری کے درمیان واقع ہے ، والدین کے بارے میں لکھاہے کہ میرا ددھیال مدراس کے علاقے چنکل پیٹ سے تعلق رکھتا ہے اور ننھیال دکن کے علاقۂ اودگیر سے وابستہ ہے، خاندان کے بارے میں بتلایا ہے کہ وہ سادات ِ کرام کا ہے ، ان کے بقول پیدائش سے متعلق یہ تمام تفصیلات ہندواوتاروں کی پیشین گوئیوں کے عین مطابق ہیں ،عملاً ان میں کوئی رد وبدل واقع نہیں ہوا ہے ۔

پیدائش کے بعد جب ان کے والد نے انہیں دیکھاتوخداجانے کیا محسوس کیا کہ بجائے فرط ِ مسرت سے انہیں چومنے چمکارنے کے اپنی اہلیہ کو ہدایت دی کہ اسے کوڑی پر پھینک دیا جائے تو بہتر ہے ، لیکن ماں کی ممتا نے اس ہدایت پر عمل کوگوارا نہ کیا، پال پوس کر امت کے لئے ایک آزمائش اور گمراہی کا سرچشمہ بنادیا۔

پڑھنے لکھنے کے قابل ہوئے تو گلبرگہ میں ابتدائی تعلیم دلائی گئی، ۱؎ اعلیٰ تعلیم سٹی کالج حیدرآباد ، محمڈن کالج مدراس ، پرسین کالج لاہور سے حاصل کی، دوسری جگہ کس طرح پڑھا یہ تو نہیں معلوم ، البتہ مدراس کی تعلیم کے دوران سرکشی وانانیت کے مزاج سے زچ ہوکر استاذ ِ محترم نے پیشین گوئی کی کہ ’’تم کسی کام کے نہیں ہو‘‘، چنانچہ یہی ہوا کہ موصوف کسی اچھے کام کے قابل کبھی نہ ہوئے ، زندگی میں کچھ سرگرمیاں کیں بھی تو یہی کہ اچھے خاصے مسلمانوں کو مرتد کرتے رہے، کتابیں بھی لکھیں تو جنگ وجدال ہی پر لکھیں، معتقدین کا دعویٰ ہے کہ اس کے بعد انہوں نے میڈیسن کی تعلیم بھی حاصل کی اور اپنے زمانے کے ماہر امراض ِ چشم

بن گئے، وہ فنونِ سپہ گری سے بھی دلچسپی رکھتے تھے ،
بقول معتقدین کے انہیں گیارہ زبانوں پر عبور حاصل تھا۔

مذہبی ودینی تعلیم کہاں حاصل کی اور کن علماء
سے حاصل کی؟ اس کے جواب سے ان کی کتابیں خاموش
ہیں ،یا تو ان کے اساتذہ ومشائخ کا تذکرہ شان کے خلاف
ہونے کی وجہ سے پردۂ خفا میں رکھا گیا یا پھر دینی تعلیم
کا ذوق نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے کسی عالمِ دین سے
استفادہ ہی نہ کیا ہوگا، البتہ اس کا ذکر ضرورملتا ہے کہ
انہوں نے دجالِ وقت اور کذابِ زمانہ مرزا غلام احمد
قادیانی کے لٹریچر سے علمی استفادہ اور اس کے گمراہ
وبے دین خلیفہ مرزا بشیرالدین محمود کے دستِ دجل
پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا ہے، یہ بیعت بھی بعض
مصالح خاصہ کے تحت بعد میں فسخ کرلی تھی، نیز محمد
علی لاہوری قادیانی کی شاگرد ی بھی نصیب رہی،
معتقدین نے ناگپور کے حضرت تاج الدین باباؒ، دکن کے
حضرت مسکین شاہؒ اور علامہ شبلی نعمانی سے
ملاقاتوں کا ذکر بہت فخر سے کیا ہے ، مگر اس سے نہ
شرفِ تلمذ کا پتہ چلتا ہے نہ تکمیلِ سلوک کا، اس لئے
اس کا ذکر محض رنگ جمانے اور وزن بنانے کے لئے یا دینی
تعلیم نہ ہونے کے عیب پر پردہ ڈالنے کے لئے معلوم ہوتا ہے،
یہ بھی لکھا ہے کہ موصوف نے تمام فرقہائے اسلام کے
بزرگوں سے استفادہ کیاتھا اور غالباً اسی وجہ سے ان کا
دین رطب ویابس اور حق وباطل کا معجونِ مرکب بن گیا
تھا۔

موصوف نے زندگی میں بہرحال بڑی مشقتیں اٹھائیں ، مصیبتیں جھیلیں ، صعوبتیں برداشت کیں ، ناکام ہوتے رہے، پابندیاں لگتیں اور زبان بندیاں ہوتی رہیں ، گرفتار کئے جاتے اور شہر بدر کئے جاتے رہے،جیلیں کاٹیں ، ان کے رفقاء بھی بڑی بڑی مہمیں اپنے گرو کی بشارتوں اور وعدوں کی بنیاد پر لے کر اٹھتے اور نامراد ہوتے رہے، مگر افسوس کہ یہ سب کچھ اسلامِ حقیقی کے بجائے اپنے مخترعہ وخانہ ساز اسلام بلکہ بے دینی والحاد کے لئے کیا جاتا رہا، کاش ! کہ یہ قربانیاں حقیقی اسلام کے لئے ہوتیں تو دنیا نہ سہی عقبیٰ تو سنور ہی جاتی، مگر بُرا ہو نفس وشیطان کے دھوکوں اور حرص وہوس کے خوابوں کا کہ آدمی جب ان کے چکر میں آجاتا ہے تو خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃْ کا مصداق بن کر ہی دم لیتا ہے۔

## اجمالی عقائد فرقہ انجمن صدیق دیندار

چن بسویشور کو اللہ تعالیٰ نے اپنا مظہر بنایا

چن بسویشورنبی کے قائم مقام ہیں

انبیاءِ کرام اور خلفاءِ راشدین چن بسویشور کے رفقاء ہیں

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کا مقام ایک ہی ہے

انبیاء ظہورِ اولیٰ میں تارے تھے تو ظہورِ ثانی میں چاند ہوگئے

اولیاءِ کرام اللہ تعالیٰ کے بچے ہیں

بارہواں امام بروزِ محمد کہلاتا ہے

چن بسویشورکے چیلے صحابۂ نبی کے برابر ہیں

اللہ کے پردے میں وحدت کے سوا کیا ہے؟

چن بسویشور کی آمد سے قبل مسلمانوں کو نبی کی معرفت نہ تھی

مہدی کی مسلمانوں پر کوئی حجت نہیں

امام الجہاد ہونے کا دعویٰ

معاد کی حقیقت نبی کریم ﷺ کا دوسرا جنم ہے

نبی کریم ﷺ کی دوسری بعثت لازمی ہے

آیاتِ قرآن کا من مانی ترجمہ

مقــامِ محمــود اور مہدیت بھی چن بسویشــور کی میراث ہے

فرقہ انجمن صدیق دیندارکاحکم

یہ جماعت قادیانیوں کی ایک شاخ ہے اور اس جماعت کا بانی بابو صدیق دین دارِ چن بسـو یشـور خـود بھی نبـوت بلکہ خـدائی کـا مـدعی تھا، بہر حـال یہ جمـاعت مرتـد اور خارج از اسلام ہے۔(آپ کے مسائل اوران کا حل:۲۳۶)

(مزید تفصیلات کے لئے یہاں کلک کریں )

**فرقہ اسماعیلیہ(آغا خانی)**
**کاتعارف،اجمالی عقائداوران کاحکم**

**فرقہ اسماعیلیہ(آغا خانی) کاتعـارف،اجمـالی عقائداوران کاحکم**

**آغا خان شاہ کریم الحسینی کے حالات**

آغا خان کی پیدائش ۱۳ ڈسمبر ۱۹۳۶ عیسوی میں بعض کے نزدیک بمبئی میں اور بعض کے نزدیک پیریس میں ہوئی۔

**جانشین:** ۱۹۵۷ء میں جب آغا خان سوم امام سلطان محمد شاہ کا انتقال ہوا تو اب اختلاف ہوا کہ ان کا جانشین کون ہوگا؟ لوگوں میں دو فرقے ہوئے، حقیقی ان کا بیٹا علی سلطان خان جس کو شہزادہ علی خان بھی کہتے ہیں، ان کو ۴۹واں امام مانتا ہے، جبکہ دوسرا طبقہ ان کے لئے شاہ کریم الحسینی کو ۴۹واں امام مانتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آغا خان سوم نے مرنے سے پہلے وصیت کی تھی کہ میرا جانشین شاہ کریم الحسینی ہوگا، اسی میں شیعہ مسلم اسماعیلی کمیونٹی کا مفاد ہے۔

**آغا خان کہنے کی وجہ:** اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے جب ان کا ۴۵واں امام خلیل اللہ (متوفی: ۱۲۳۳) ایک سازش کے تحت قتل کردئے گئے جس پر اسماعیلیوں کو خوش کرنے کے لئے خلیل اللہ کے دو سالہ لڑکے جس کا نام حسن علی تھا اس کو آغا خان کا لقب دیا، جس پر انہیں آقا خان محلاتی پکارا جانے لگا اور ایرانی بادشاہ نے اپنی لڑکی سے اس کی شادی بھی کردی، مگر بادشاہ فتح علی کی وفات کے بعد حسن علی شاہ آغا خان محلاتی کو ایران میں بڑی مشکلات پیش آئیں، اس لئے انہوں نے ایران کو چھوڑ کر ہندوستان میں بمبئی آکر سکونت اختیار کرلی، پھر یہاں آکر آقا خان سے آغا خان استعمال ہونے لگا۔(آغاخانیت علمائے امت کی نظر میں:۱۰)

**تعلیم:** دورانِ تعلیم ہی جانشینی وجود میں آگئی اور امامت کی اہم ذمہ داری طالب علم کے زمانہ میں ہی مل گئی، اس لئے اس سے تعلیم پر بہت اثر پڑا اور تعلیم موقوف ہوگئی، لیکن ۱۹۵۸ء میں انہوں نے دوبارہ تعلیم حاصل کرنا شروع اور بی، اے، آنرز کے دوران پرنس کریم آغا خان نے تحقیقی مقالات بھی لکھے۔

**شادی:** انہوں نے اکتوبر ۱۹۶۹ء میں سلیمہ نامی لڑکی (جس کا پہلا نام ماڈل سیلی تھا جو پہلے مذہباً عیسائی تھی) سے شادی کی، جس سے تین بچے پیدا ہوئے: (۱)پرنسس زہرہ۔ (۲)پرنس رحیم۔ (۳)پرنس حسین۔ اور پھر ۲۵سال کے بعد اس کو طلاق دیدی، پھر پرنس آغا خان نے سلیمہ کو ۵۰ملین پونڈکی رقم دی، جس میں سے ۲۰ملین پونڈ نقد اور ۳۰ ملین پونڈ کے زیورات شامل ہیں، اخبارات کے بقول یوروپ میں کسی بھی طلاق کی صورت میں اتنی بری رقم آج تک کسی بھی عورت کو نہیں دی گئی۔ (روزنامہ جنگ کراچی:۹/اپریل ۱۹۹۵)

**دنیا کے امیر ترین آدمی:** آغا خان اس وقت دنیا کے امیر ترین لوگوں میں سے ایک ہیں، آغا خان کریم پرنس انگریزی، فرانسیسی، اطالوی زبانیں روانی سے بولتے ہیں، مگر عربی اور اردو میں اٹک اٹک کر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

**مشاغل:** ان کے مشاغل میں سے گھوڑ دوڑ اور اسکیٹنگ، فٹبال، ٹینس اور کشتی رانی شامل ہیں، اسکیٹنگ میں وہ ایران کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے اولمپک چمپین بنے۔

**القابات:** انگلستان کی ملکہ الزبتھ نے اس کو ''ہز ہائنس'' کا لقب دیا اور سابق شاہ ایران رضا پہلوی نے ''ہز رائل ہائنس'' کا لقب دیا تھا۔

## آغا خانی فرقہ(اسماعیلی) کے نظریات و عقائد کی کہانی انہی کی زبانی

ریلیجئس (مذہبی کمیٹی) نیو جماعت خانہ، بریٹیو روڈ، کراچی۳

## آغا خانی مذہبی عبادت کا پیغام

حقیقی مومنوں کو یا علی مدد!

بیان یہ ہے کہ ہم لوگ آغا خانی ہیں،ہمارا تعلق اسماعیلی تنظیم سے ہے، جس کی ذمہ داری لوگوں کو مذہبی معلومات فراہم کرنا ہے، ہمیں جماعت خانوں میں مکھی صاحب کی زیر سرپرستی جو مذہبی تعلیم دی جاتی ہے، اس کی روشنی میں ہم آغاخانی، بندگی، عبادت، جو جماعت خانوں میں کرتے ہیں اس کی مکمل وضاحتی تفصیل ہم تحریر کر رہے ہیں:

۱۔ سلام ہمارا ہے: یا علی مدد اور ہمارے سلام کا جواب: ہے: مولا علی مدد۔ (سبق نمبر۲،ص:۷۔ شکھشن مالا درسی کتاب برائے مذہبی نائٹ اسکولز)

۲۔ کلمہ ہمارا ہے: اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ و اشھد ان علی اللہ۔ (شکھشن مالا، مطبوعہ اسماعیلیہ اسوایشن برائے ہند بمبائی۔)

۳۔ وضو کی ہمیں ضرورت نہیں، اس لئے کہ ہمارے دل کا وضو ہوتا ہے۔

۴۔ نماز جگہ ہر آغا خانی پر فرض ہے۔ تین وقت کی دعاء جو جماعت خانہ میں آکے پڑھے پانچ وقت فرض

نماز کے بدلے، ہماری دعاء میں قیام و رکوع کی ضرورت
نہیں ہے، ہمیں قبلہ رخ کی ضـــــــرورت نہیں ہے، ہم ہر
سمت رخ کرکے پڑھ سکتے ہیں، جس کے لئے دعاء میں
حاضر امام کا تصور ہونا بہت ضروری ہے(ہم دعاء کی
کتاب اس پیغام کے ساتھ بھیج رہے ہیں، آپ خود بھی پڑھیں
اور دوسرے روحانی بھائیوں کو بھی دیں)۔

۵۔ روزے تو اصل میں آنکھ، کان اور زبان کا ہوتا
ہے، کھانے پینے سے روزے نہیں ٹوٹتا، ہمارا روزے سوا پہر کا
ہوتا ہے، جو صبح دس بجے کھول لیا جاتا ہے، وہ بھی اگر
مومن رکھنا چاہے، ورنہ روزے فرض نہیں، البتہ سال بھر
میں جس مہینے کا چاند جب بھی جمعے کے روز کا ہوگا اس
دن ہم روزے رکھتے ہیں۔

۶۔ زکوٰۃ کے بجائے ہم آمدنی میں روپیے پر دو
آنے (دسوند) فرض سمجھ کر جماعت خانے میں دیتے ہیں۔

۷۔ حج ہمارا حاضر امام کا دیدار ہے (وہ اس
لئے کہ زمین پر خاد کا روپ صرف حاضر امام ہے)۔

۸۔ ہمارے پاس تو بولتا قرآن یعنی حاضر امام
موجود ہے، مسلمانوں کے پاس تو خالی کتاب ہے۔ (فرسان
نمبر۵۳ ، کلام امام حسن:۲/۳۹۳)

۹۔ ہمارے صبح و شام تک کے گناہ مکھی صاحب
چھینٹا ڈال کر معاف کرتے ہیں، ہم میں سے اگر کوئی آدمی
روز جماعت خانے نہ جاسکے تو جمعے کے روز مہینے بھر کے
گناہ چاند رات کو پیسے دے کر چھینٹا ڈلوا کر اور آبِ شفاء
(یعنی گھٹ پاٹ) پی کر معاف کراسکتا ہے۔ (شکھشن مالا

درجہ سوم، سبق نمبر۶،ص:۲۱،مطبوعہ اسماعیلیہ اسوایشن برائے ہند بمبائی)۔

۱۰۔ ہماری بندگی/عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ:

حاضر امام ہمیں ایک بول/اسم اعظم دیتے ہیں جس کے عوض ہم ۷۵ روپئے ادا کرتے ہیں جس کی بندگی/عبادت ہم رات کے آخری حصے میں ادا کرتے ہیں، ۵سال کی بندگی/عبادت معاف کرانے کے ہم ۵۰۰ روپئے اور ۱۲/سال کی بندگی/عبادت معاف کرانے کے لئے ۱۲۰۰/روپئے اور لائف ممبر (پوری زندگی، عمر) کی بندگی معاف کرانے کے لئے ۵۰۰۰/روپئے ہم جماعت خانوں میں دے دیتے ہیں

**نورانی:** حاضر امام کے نور کو حاصل کرنے کے لئے ۷۰۰۰/روپئے ہم جماعت خانوں میں دیتے ہیں، جس سے ہمیں حاضر امام کا نور حاصل ہوتا ہے۔

**فدائین:** قیامت کے روز حاضر امام سے ہم اپنے آپ کو بخشوانے (حاضر امام کے نور کے ساتھ اپنے نور کو ملائے جانے کا خرچہ ۲۵۰۰۰/روپئے ہم جماعت خانوں میں دیتے ہیں

**نانـدی:** خیرات کو کہتے ہیں، ہمارے گھروں میں بہترین قام کے پکنے والے کھانے، عمدہ قسم کے کپڑے و زیورات ہم جماعت خانوں میں خیرات (نانـدی۸) دیتے ہیں

جماعت خانے والے اس نانـدی کو نیلام کرکے اس کی رقم جماعت خانے میں جمع کردیتے ہیں

۱۱۔ امامت کا درجہ نبوت سے بڑھ کر ہے۔

۱۲۔ ان کا امام خدا میں حلول کرگیا ہے، اس لئے امام ہی حقیقت میں خدا ہے (معاذ اللہ) اسی کو سجدہ

کرتے ہیں۔ (سبق نمبر۱،ص:۴، شکھشن مالا نمبر۱، منظور شدہ درسی کتاب برائی ریلیجئس نائٹ اسکولز)

## آغا خانی (اسماعیلیہ) فرقہ کا حکم

## حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ علیہ کا فتویٰ:

(۱)جس شخص کو اسلامی تعلیمات اور آغا خانی عقائد و نظریات سے ذرا بھی شدبد ہو اسے اس امر میں قطعاً کوئی شبہ نہیں ہوگا کہ آغا خانی جماعت بھی قادیانی جماعت کی طرح زندیق و مرتد ہے، چنانچہ قرن اولیٰ سے لےکر آج تک کے تمام اہل علم ان کے کفر و ارتداد اور زندقہ و الحاد پر متفق ہیں، جو لوگ جہالت اور ناواقفیت کی وجہ سے آغا خانیوں کو بھی مسلمان ہی کا ایک فرقہ سمجھتے ہیں، ان کی بے خبری و لا علمی حد درجہ لائق افسوس اور لائق صد ماتم ہے۔۔الخ۔(آغاخانیت علماء امت کی نظر میں:۱۵۴)

(مزید تفصیلات کے لئے یہاں کلک کریں )

## تعارف فرقۂ اسماعیلی بؤری’امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

## تعارف فرقۂ اسماعیلی بؤری’امتیازی عقائد ونظریات اور اس کا حکم

## فرقہ بوہری جماعت کے بانی سیدنا محمد برہان الدین کے مختصر حالات

**نام:** برہان الدین پیدائش: ۲۰/ربیع الآخر مطابق ۶/مارچ ۱۹۱۵ء بھارت کے شہر سورت میں پیدا ہوئے۔

**والد کانام:** طاہر سیف الدین تھا، طاہر سیف الدین برہان الدین کی پیدائش سے چالیس دن پہلے ۵۱ویں داعی بنائے تھے۔

**تعلیم:** ابتداءً تعلیم اپنے علاقے میں ہی حاصل کی اور پھر علی گڑھ یونیورسٹی نے ان کو ڈاکٹر آف تھیالوجی کی اعزازی سند دی۔

**تعلیمی خدمات:** انہوں نے اپنا مسلک جامعہ سیفیہ میں نافذ کیا، اس کی دوشاخیں بنائیں، ان میں سے ایک اپنی پیدائشی شہر سورت میں، دوسری کراچی میں ہے۔

طاہر سیف الدین نے ۱۹ سال کی عمر میں ۱۹۳۴ء میں سیدنا برہان الدین کو ۵۲واں داعی مقرر کردیا، اتفاق سے جانشینی اور ولادت کا دن ایک ہی تھا۔

**بوہری مراکز**

بوہری مراکز کے نام پر کئی تاریخی عمارتیں بنوائی، جس میں فاطمی دور کی یادگار مسجد الاجامع الاونور کی تعمیر نو کروائی، ساتھ ہی قاہرہ کی دوسری مساجد مثلاً جامع ازہر، جامع القمر، جامع جیوشی اور جامع لوتو کی شکستہ عمارت کو تعمیر کروایا، چند سال قبل یعنی ۲۰۰۲ میں کوفے کے اندر جامع علی ابن ابی طالب کی ترمیم و احیاء کا کام انجام دیا، علاوہ ازیں یمن میں دعاۃ کرام کی تاریخی مساجد (عبادت خانے) بھارت میں سورت کی تاریخی جامع معظم اور دوسری کئی مساجد (عبادت خانے) دنیا بھر

میں بوہرہ مراکز بھی سیکڑوں اپنے عبادت خانہ تعمیر کروائے۔

**کارنامہ:** ۱۴۰۱ھ میں برہان الدین نے اپنی جماعت کے لوگوں کو تلقین کی کہ سود چھوڑ کر قرضۂ حسنہ کا طریقہ اختیا کریں۔

ان کی شب وروز کی محنت سے ۴۰ ممالک میں بوہری جماعت فعال بن کر ابھری ہے، ہر سال برہان الدین مختلف ممالک کا دورہ کرتے ہیں، وہ کئی زبانوں کے ماہر بھی بتائے جاتے ہیں، اس وقت ان کی عمر ۱۰۲ سال ہے۔

## فرقہ بوہری کے نظریات و عقائد

۱۔ امام طیب کی نسل میں برابر امامت کا سلسلہ جاری رہا ہے، گرچہ امام طیب غائب ہیں مگر ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ داعیوں کو ہدایات دیتے رہتے ہیں۔

۲۔ سود لینا جائز ہے۔

۳۔ دیوالی (مندر سوار) پر وہ بھی روشنی کرتے ہیں۔

۴۔ ہندی مہینوں کے اعتبار سے حساب کتاب کو ضروری سمجھتے ہیں۔

۵۔ مسجد، جماعت خانہ، قبرستان سب ان کا جدا ہے۔

۶۔ اپنے اسلاف کی اقتداء میں عموماً یہ سفید لباس پہنتے ہیں۔

۷۔ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مولانا علی ولی اللہ وصی رسول اللہ ہے۔

۸۔ اذان میں اشہد ان محمداً رسول اللہ کے بعد اشہد ان مولانا علیا ولی اللہ اور حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل محمد و علی خیر البشرو عشرتھا علی خیر العمل کا اضافہ ضروری سمجھتے ہیں (مذاہب اسلام:۲۹۲، محمد نجم الغنی)

**فرقہ بوہری کے بارے میں اہل فتاویٰ کی رائے**

**(۱) جامعہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتویٰ:**

بوہری فریقہ اپنے عقائدِ فاسدہ کی بناء پر دائرۂ اسلام سے خارج ہے ان کے ساتھ تعلقات رکھنا، دوستی رکھنا، ناجائز ہے۔ (فتویٰ نمبر:۱۶۲۲)

**(۲) دار الافتاء و الارشاد ناظم آباد کا فتویٰ:**

بوہری آغا خانیوں کا ایک فرقہ ہے، آغا خانیوں کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش کسی سے مخفی نہیں، ان کا کلمہ، نماز اور عقائد غرض کہ ہر چیز کفریہ اور اسلام سے ہٹ کر ہے۔ (فتویٰ نمبر:۴۲/۶۲۹)

**(۳) جامعہ بنوریہ، سائٹ ایریا، کراچی کا فتویٰ:**

معروف فرقہ بوہری بھی اپنے باطل عقائد و نظریات کی بناء پر دائرۂ اسلام سے خارج اور رافضیوں کی ہی ایک شاخ ہے جو قرآن کریم میں تحریف، شراب، زنا کو حلال، خلفائے راشدین کے علاوہ دیگر صحابہ کرام کے متعلق معاذ اللہ کافر ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کے زندیق ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے، ان کے

ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے سے احتراز کرنا چاہئے (فتویٰ نمبر:۲۳۵۶۵)

(مزید تفصیلات کےلئے یہاں کلک کریں )